# تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء

چوہدری حبیب احمد

Presented Online by
اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network
www.FazleHaq.com

# تحریکِ پاکستان

## اور نیشنلسٹ علماء

سلطنتِ توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذرِ برہمن ہو گئیں
اقبال

چودھری حبیب احمد

البیان
چوک انارکلی، لاہور

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ
بار اوّل : [illegible]
طابع : [illegible]
ناشر : [illegible]
[illegible]

معرکۂ دین و وطن

احکام ترے حق ہیں، مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند!

(اقبالؒ)

## اُس مردِ جمیل کے نام

[illegible]

ALM

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پیش لفظ

(طبع اول)

ہماری [illegible] نوجوان نسل نے تحریک پاکستان کی جدوجہد کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ اس تحریک کے کارہائے نمایاں نے ہمارا عظیم الشان مملکت کی تعمیر کا سہرا [illegible] مملکت اپنے انقلابی ماحول سے گزر رہی ہے۔ وہ وقت قریب ہے جبکہ نئی نسل قومی زندگی کی زمام کار اپنے ہاتھوں میں لے گی [illegible] معلوم نہیں کہ ہم نے اپنی [illegible] مملکت کے جیسے یہ جنگ کیوں لڑی [illegible] تحریک پاکستان کا منشا و مقصد کیا تھا؟ متحدہ ہندوستان سے ہماری علیحدگی [illegible] کی گئی اور اس مملکت کے حصول و قیام کے بعد ہم یہاں کس قسم کا نظام [illegible] کرنا چاہتے تھے؟ ان حالات میں اگر ہم نئی نسل کو انتہائی ذہنی [illegible] نہیں بتائیں گے کہ یہ تحریک کیوں اور [illegible] کیوں پیش آیا اس وقت [illegible] ان کے ذہنوں میں بے شمار مختلف سوالات ابھرتے رہیں گے [illegible] مسلسل طلسم [illegible] بنائے رکھے گی۔

موجودہ حالات انتہائی اضطراب انگیز اور پریشان کن ہیں کہ ہماری ملت [illegible] اور [illegible] منتشر ہو گئے ہیں۔ جنگ نئی نسل کو ان واقعات و حقائق سے متعارف کرانے کی [illegible] کوشش نہیں فرمائی۔ [illegible] تحریک پاکستان [illegible] حقیقت کتنا تاریخ مرتب کر [illegible] سطروں کے [illegible] اغراض و مقاصد کی [illegible]

عطا کر یگی جن کی خاطر ایشیا کی سرزمین پر یہ انقلابِ عظیم برپا کیا گیا اور جس
کی بدولت عصرِ حاضر کی یہ عظیم ترین اسلامی مملکت نقشۂ عالم پر ابھر کر منظرِ
عام پر آئی۔ سوچیے کہ اپنی تاریخ کے ان بیتے ہوئے حقائق کی نقاب کشائی کیے بغیر
ہم اپنی آئندہ نسلوں کے قلب و نگاہ کو کیونکر وہ ذوق و شوق، فہم و بصیرت
اور جذبۂ تحقیق و جستجو عطا کر سکتے ہیں جو ان کی خوابیدہ روح کو بیدار کر کے
انہیں بال کشائی کی امنگوں اور عزائم سے مالا مال کر سکے۔

ایک طرف یہ عالم ہے اور دوسری جانب یہ کیفیت کہ تشیع مکتب
اس گمنام ولی سے بے نصیب ہے جو نونہالانِ قوم کے بڑھتے ہوئے
ذہن و کتاب کو سکون و طمانیت کا سامان عطا کر سکے۔ یہ خود اس سے اہل
وطن ہی نہیں کہ نئی نسل کے شاہین بچوں کے سینوں میں کیا کیا طوفان امڈ
رہے ہیں اور انہیں کیسے کن مرحلوں کی پابندی میں حقیقی منزل کی جانب
رواں دواں آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ ان نونہالانِ قوم کی اس سے
بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ انہیں اس عظیم الشان انقلاب کے بارے
میں کوئی قابلِ ذکر معلومات حاصل نہیں جو ہمارے اس آزاد مملکت کے
حصول و قیام کے لیے برطانوی ملوکیت اور متعصب کانگریس کی منظم تحریک سے
برداشت و نبرد آزما رہا۔ اس بے پناہ نا مساعد حالات میں ملک
قومی آزادی اور استقلال کی شمع کو خونِ جگر سے روشن کی اور اسے مخالفت
کی شدید تیز و تند ہواؤں اور طوفان کے تھپیڑوں سے بچا کر اپنے قافلہ سمیت منزلِ مقصود
تک پہنچ گیا۔ انہیں بیگانوں سے زیادہ اپنوں کی مخالفت کے تیر و تبر کا نشانہ
بننا پڑا۔ وہ تمام قوت کے ساتھ سامراج کے بڑھتے ہوئے اندھیروں سے
نجات دلانے کے لیے تاریخ کی ایک عظیم جنگ لڑ رہا تھا۔ اس کا اصل مقابلہ
حاروحتا شرم کے نمائندوں اور اپنے ہم وطنوں کے علاوہ ان
سیاسی شعبدہ بازوں نے بڑی عیاری سے مورچہ بنا رکھا تھا کہ جن کے جوش و ستم

یہی سبب تھا کہ مذہبی پیشوا — امام الہند مؤرخ الہند — اس کے مقابل [illegible] بعض بزرگوں کو [illegible] کہتے تھے۔ کیا آج ہماری نئی نسل یہ تصور بھی کر سکتی ہے کہ مسلمانوں کے لیے جس شہرت کا [illegible] سلطنت کے حصول پر قیام کی جنگ بڑی بھاری تھی اس کی سب سے زیادہ مخالفت خود مسلمانوں ہی کے مذہبی اجارہ داروں کی طرف سے ہوئی [illegible] اس تیغ اور [illegible] حقیقت سے [illegible] ایسا [illegible] روشن تھی [illegible] کی بات نہیں تھی بلکہ [illegible] سال تک لت [illegible] کی آزادی، استقلال اور عظمت رفتہ کی بازیافت کے لیے [illegible] منظم [illegible] سو سالہ تاریخ کے عالم میں [illegible] انجام دیتے رہے۔ اس [illegible] ملت کے امام [illegible] ملک کے [illegible] اور اس کا [illegible] ان کا مقصد [illegible] شرم اور [illegible] نعمت کی خوشنودی [illegible] حاصل کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

لیکن آج جس بات کا [illegible] یہ ہے کہ اس داستان غم کا کوئی باب بھی صحیح ترتیب [illegible] قوم کے سامنے نہیں [illegible] کے محسن جلیل اور [illegible] کے کوئی شایان شان سوانح حیات مرتب نہیں ہو سکے اور [illegible] قوم [illegible] بلکہ اس [illegible] مستقبل کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سوال [illegible] اس خود فراموشی، غفلت اور [illegible] کے باعث [illegible] جیسی ہستیوں کے لیے [illegible] [illegible]

میں تو مقصود و منتہیٰ یہی تھا جوں سے اوجھل ہو کر رہ جاتا ہے جس کی تمام تلاطم تھے ایک دُنیا سے اڑاتی تھل لی تھی؟

یاد رکھیے کہ اس مملکت عزیز کے حصول میں ہماری تاریخی کامیابی ہماری سعد بختی اور خوش نصیبی کا جیتا جاگتا منظر تھی جبکہ ابتدائے اس تابناک سفر کے نشانات سے آنکھیں بند کر کے ہمارے کارفرماؤں نے گزشتہ اٹھارہ برس میں جس ناقابل برداشت بے اعتنائی کا ثبوت دیا ہے وہ آنے والے مورخ معاف کریں گے اور نہ ہی آنے والی اور آئندہ نسلیں۔ ابھی وقت ہے کہ جن لوگوں نے ہمارے ملک کی باگیں سنبھال رکھی ہیں وہ اس معاملے میں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور نہ صرف اس تاریخی ریکارڈ کو محفوظ کرنے میں کوشاں ہوں بلکہ اسے صحیح ترتیب دے کر واقعات و حقائق کی یہ روشنی منظم طور پر آئندہ نسلوں کی راہ میں پھیلا دی جائے۔

اس کتاب میں تحریک پاکستان اور اس کے خلاف منفیانہ اور تخریبی سازشوں کی جو نقاب کشائی کی گئی ہے۔ وہ ایک فرد واحد کی ذاتی مساعی و کاوش کا سرمایہ ہے۔ ایک ہی جیسے فرد کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ اس مقصد کے لیے ہر قسم کا ضروری مواد حاصل کر سکے ہماری یہ تحقیقی جستجو گزشتہ وقت کی پکار کے جواب میں ایک انفرادی سی کوشش ہے۔ ہم نے ایک مدت اس تمنا کے انتظار میں بسر کی کہ ہماری قومی قیادت و سیاست کے رہبر یا رہنما اس اہم کام کو اپنے ذمے لیں اور اپنے سرکاری ذرائع اور وسائل سے کام لیتے ہوئے تحریک پاکستان اور قائد اعظم کی گرانمایہ شخصیت کے بارے میں ہر قابل اعتماد ریکارڈ جمع کر کے اپنی نگرانی میں اس کی ترتیب و تدوین اور شیرازہ بندی سے عہدہ برآ ہوں لیکن ہماری اس شدت انتظار کا آخر یہی نتیجہ دو چار ہونا پڑا اور ہم نے اپنی امکانی کوششوں اور صلاحیتوں کے مطابق اس کام کا بیڑا اٹھایا۔

یہ پیش کش انہی انفرادی کوششوں کا ایک مختصر سا سرمایہ ہے۔ اس سے قبل ہم نے جماعت اسلامی کا منہ کے نام سے قوم کے سامنے اپنی سعی کا دوسرا اندازہ پیش کیا تھا۔ اور اس پیش لفظ میں بھی الاشتہار اس حقیقت سے نقاب اٹھایا تھا کہ ہمارے ہاں ثقافت دین کے بلند بانگ نعروں میں نام نہاد مصلحین کا جو گروہ برانگیختہ اسلام کے نام پر ملت کو مبتلائے فریب کیے ہوئے ہے اس کا پس منظر کیا ہے؟ انھوں نے تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کے لیے کیسے کیسے مقدس حربے اختیار کیے تھے اور ان کے آئندہ عزائم کیا ہیں؟ ہم خوش ہیں کہ تحریک پاکستان کے شیدائیوں اور مملکت پاکستان کے مخلص ترین فدائیوں نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ہماری اس غریبانہ پیش کش کی دل کھول کر داد دی۔ ہمارے لیے سب سے بڑھ کر وجہ مسرت یہ حقیقت ہے کہ اس کتاب کے ذریعے ہم نے اسلام کے مقدس لبادوں میں ملبوس اس میکیاولی سیاست کو بے نقاب کیا تھا اس کے مجرمانہ خد و خال اور کردار پاکستانیوں سے ڈھکے چھپے نہیں رہے۔ اب ملک صدی کے اس نیم مذہبی اور نیم سیاسی فریب کا چہرہ ویتنام کی طرح بے نقاب ہو گیا ہے اور اب خود اس سومنات کے مہاپال کے پجاری اس اعتراف حقیقت اور اعلان پر مجبور ہو رہے ہیں کہ وہ سالوں تک اسلام کے نام پر ایک سراسر سیاسی ڈھونگ کی مدح و ستائش کے ڈھنڈورچی بنے رہے۔

تحریک پاکستان کے مخالفین میں ایک اور خطرناک گروہ نیشنلسٹ علماء کا تھا۔ اس گروہ میں مولانا ابوالکلام آزاد اور حسین احمد مدنی جیسے امام الہند اور شیخ الہند شامل تھے۔ مسلمانوں کے ایک طبقہ میں انھیں بحیثیت تقدس اور احترام کا درجہ بھی حاصل تھا لیکن ہماری تاریخ کی یہ سب سے دلخراش اور جگر پاش داستان ہے کہ تحریک پاکستان کو ناکام

بنانے میں امت اسلامیہ کے خلاف جو مذموم کھیل انھوں نے کھیلا وہ جگ ظاہر
ڈرامے انھوں نے اسٹیج کیے، امت کے بدترین دشمنوں سے بھی اس کی امید نہیں
کی جا سکتی۔ اقبال نے اسی داستانِ غم کو اپنا موضوعِ سخن بنایا اور آنسو روتے ہوئے کہا
تھا کہ:۔

چنیں دور آسماں کم دیدہ باشد — کہ جبریلِ امیں را دل خراشد
چہ خوش دیرے بنا کردند آنجا — پرستد مومن و کافر تراشد

ہمارے زیرِ نظر اسی پیش کش میں اس تخریب و دسیسہ کاری کی وہ مذموم سازش کی
خونچکاں تفصیل ہے جسے ان مقدسین نے غیر ملکی آقاؤں سے قربت اور قومیت
کے نام پر ایک نیا سومنات تعمیر کیا اور تحریک پاکستان کے بعد اس بت کی
پرستش میں اسلام قرار دی۔ ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ شیطان بھی تائید
میں انجیلِ مقدس سے حوالے تلاش کرتا ہے لیکن یہ کسی مسلمان کے تصور میں
بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ہماری امت کے یہ وطن پرست مذہبی پیشوا وطنیت
کے سومنات کی حمایت میں قرآن اور اسوۂ رسالت سے توڑ مروڑ کر دلائل
مہیا کریں گے کہ ایک دنیا سوچ حیرت میں کھو جائے گی۔ تاریخ شہادت
دے گی کہ علامہ اقبالؒ اور مولانا حسین احمد مدنی کے مابین بھی معرکہ
دین و وطن ہوا اور اقبال کو لکھنا پڑا کہ:۔

شیخ ملت با حدیث دل نشیں
بر خدا یا وطن کشمیر دلیل

آج شاید کوئی بھی یہ اعتراف کرے گا کہ ... ہمیں ... 
چل کے مذہبی پیشوا اس قسم کے کھیل بھی کھیلتے رہے ... سب کچھ ...
کا شہر ہے کے ساتھ اور ... بھی ... کی طرح کا ...
وقت میں مجرموں کو انجام دیا گیا۔

واقعات و حقائق کی یہ داستان ... تفصیل کتنی ہی غیر ... لیکن

غرض یہ بہرحال ہماری تاریخ آزادی و استقلال کا ایک عبرت انگیز باب ہے
اور عجیب تماشہ یہ کہ کوئی سامنے نہ آیا کہ تحریک پاکستان کا سلسلہ وار حقائق اپنے
حقیقی انداز میں تاریخ کے طالب علموں کے سامنے نہیں آسکا ہے۔ اس
مقصد کے لیے، اخبارات و جرائد کے ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کرنی تھی۔
ہزاروں صفحات پر مشتمل تاریخی مواد کا تجزیہ کرنا تھا اور کئی سال کی اس جہد
مسلسل اور سعی پیہم سے ہم اس قابل ہو سکے کہ اپنوں کے ہاتھوں جو کچھ ہم
پر گزری اس کا یہ قابل اعتماد سلسلہ بکھر کر طالبان تحقیق و تجسس کی جستجو
کے سامنے آ جائے۔

ہمیں احساس و اعتراف ہے کہ تحریک پاکستان اور اس کے قافلہ
سالاروں کی معرکہ آرائیوں کی وہ تاریخ مرتب کرنا جو ہماری اس تحریک عظیم کے
شایان شان ہو، ایک فرد واحد کا کام نہیں بلکہ یہ اہم کام ہماری حکومت
اور قوم کے تمام افراد کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اس مقصد کے لیے جس قدر
ضروری مواد اور اہم دستاویزی ریکارڈ درکار ہے اسے جمع کرنا اور پوری
تحقیق و تجسس سے اسے قابل اعتماد سطح پر شیرازہ بندی میں لانا، انفرادی
طور پر ممکن نہیں۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے ہمارے کار فرمایان
مملکت کو احساس فرض سے کام لینا چاہیے گا اور ایک قابل اعتماد مفصل
اور پوری تفصیل سے اس نوعیت کی تاریخ مرتب کرنی ہوگی جو تحریک پاکستان
کی معرکہ آرائیوں اور ان کے پس منظر پر مشتمل ہے۔

زیر نظر کتاب کی ترتیب یوں ہے کہ مؤلف کی تحریر کے لیے جلی قلم
بن گئے دفتر ساتھ پیش کیے گئے ہیں ان کے لیے [illegible] جو اس کے مؤلف
اور دوسرے حضرات نے ورثے ہیں ان کے لیے باریک قلم استعمال کیا گیا ہے

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ حوالہ جاتی کتاب (REFERENCE BOOK)
ہے جو تقریباً ایک ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے مقصد مطلوب تحریک پاکستان

[illegible]
[illegible]

کے اسی ایک گوشہ کو نمایاں و واضح کرتا ہے۔ ہم ان تمام بزرگوں اور دوستوں کے شکرگزار ہیں جنھوں نے فراہمی سواد میں ہماری حوصلہ افزائی اور مدد کی۔ ہم جانتے ہیں کہ ایک طبقہ ہماری اس محنت و کاوش کو داستان پارینہ اور بیتے ہوئے فسانے قرار دے کر اس اہم تقاضا کی ضرورت و اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے عقیدت و ارادت کی بنا پر ان بزرگوں کی تصویریں اپنے صنم کدۂ دل میں سجا رکھی ہیں جن کا خمیر علم و فضل اور دین کی صلاحیتیں کا ندھی کی آرزوؤں کے لیے وقف ہو چکی تھیں لیکن ہر حق پسند اور اہل حقیقت سے ہمیں توقع ہے کہ وہ اسے ایک اہم ضرورت کو پورا کرنا پائے گا۔

ہماری اس کاوش سے اگر جوانان قوم کے ذہن و دماغ میں یہ گم کردہ حقیقت راسخ ہو گئی تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے ایک ملی فریضہ سرانجام دیا ہے۔ آئندہ ہمارا ارادہ "نظریۂ پاکستان" کے عنوان سے تصنیف پیش کرنے کا ہے۔ وہ اصل بنیاد تو اسی آرزو کی تکمیل کے لیے یہ دونوں کتابیں منظر عام پر آ رہی ہیں۔ خدا اس کام کی تکمیل کے لیے توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

چودھری حبیب احمد
یکم مئی ۱۹۶۰ء

# ترتیب


پیش لفظ
[illegible] ۱
[illegible] ۵
[illegible]
[illegible] ۱۵
[illegible] ۲۱
[illegible]
[illegible] ۲۲
[illegible] ۲۳
[illegible] ۲۴
[illegible]
[illegible] ۲۵
[illegible]
[illegible] ۲۶
[illegible] ۲۸
[illegible] ۲۹
[illegible] ۳۰
[illegible] ۳۰

[illegible] ۳۱
[illegible] ۳۱
[illegible] ۳۲
[illegible] ۳۳
[illegible] ۳۷
[illegible] ۳۹
[illegible] ۴۰
[illegible] ۴۴
[illegible] ۴۵
[illegible] ۴۹
[illegible] ۵۲
[illegible] ۵۳
[illegible]
[illegible] ۵۶
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۵۸
[illegible] ۶۱

## ب

اقبال کمیٹی ، ۹۰
— جمہوری ادارہ اور معاشرہ ، ۹۱
— خطبہ صدارت [illegible] [illegible]
— مجموعۂ اقتباسات ، ۹۲
— مسلمان [illegible] ، ۹۲
— [illegible] سندھ ، ۹۳
— [illegible] کی نئی تقسیم ، ۹۴
— [illegible]
— گول میز کانفرنس ، ۹۵
— [illegible] ، ۹۶
— مسلمانان [illegible] کانفرنس ، ۹۷
— مسلم کانفرنس [illegible] ، ۹۸
— [illegible] اقتباسات ، ۹۸
— [illegible] کانفرنس
[illegible] ، ۹۹
— [illegible] ، ۱۰۰
— [illegible] ، ۱۰۱
— [illegible]
[illegible]
— [illegible] ، ۱۰۳
— [illegible] ، ۱۰۴

آہ اقبال ، ۹۰
ابد اقبال ، ۹۱
— قائد اعظم ، ۹۲
اقبال [illegible]
— [illegible]
— [illegible] ، ۱۰۰
— [illegible] ، ۱۰۱
— پاکستان ، ۱۰۲
[illegible]
[illegible]
— [illegible]
گئے ، ۱۰۳
— مسلم لیگ اور پاکستان
— [illegible]
[illegible]
— پاکستان کانفرنس
— [illegible]
— [illegible]
— [illegible]
— [illegible]
[illegible]
[illegible]

پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن، ۱۵۱
ایک مرکز، [illegible]
مذہبی مرکز، [illegible]
پاکستان کا مستقبل، [illegible]
— قائد اعظم [illegible]
مسلم لیگ [illegible]، [illegible]
[illegible]، [illegible]
[illegible]، [illegible]
مسلم [illegible]، [illegible]
پنجاب مسلم [illegible]، [illegible]
مسلم [illegible]، [illegible]
پنجاب [illegible] مسلم لیگ، [illegible]
دہلی مسلم [illegible]، [illegible]
آل انڈیا مسلم لیگ کونسل، [illegible]
[illegible]
[illegible]، [illegible]
اجلاس [illegible]، [illegible]
[illegible]، [illegible]
[illegible]، [illegible]
[illegible]، [illegible]
[illegible]، [illegible]
[illegible]، [illegible]

دنیائے [illegible] کے اختتام
کے موقع پر، [illegible]
تقسیم، [illegible]
جاگیرداری، [illegible]
ذخیرہ اندوزی، [illegible]
اسلامیہ کالج لاہور، [illegible]
اجلاس [illegible]، [illegible]
مسلم [illegible]
[illegible]، [illegible]
[illegible] پاکستان سے مراد
[illegible]، [illegible]
نظریۂ قومیت، [illegible]
[illegible]، [illegible]
[illegible] اور مقصد
قومیت، [illegible]
تمام مذاہب [illegible]، [illegible]
تمام مذاہب کی مساوات، [illegible]
[illegible]
[illegible]، [illegible]
[illegible]، [illegible]
[illegible]، [illegible]
[illegible]، [illegible]

حیثیت قومی یا اسلام ۱۸۶
مستشرقین پنجم ۱۸۷
الفاظ کی ذخیرہ ۱۸۸
میں الٰہی بولا آیا ۱۸۹
حق کسی الٰہی کی سبب کا
اعادہ تعمیر ۱۹۰
حیات دل کی آبیاری ۱۹۰
سیاست اور مذہب ۱۹۱
قرآن کی روح بر عمل ۱۹۱
مسلمانوں کی حیات ۱۹۱
قومیت کی روح ۱۹۱
ایک ہی راہ ایک ہی آخرت ۱۹۲
خدا بین عقل و قومیت ۱۹۲
ایک قوم ۱۹۲
حدائق شرقیہ ۱۹۳
صوبۂ سرحد کی ہدایت کے لیے ۱۹۳
اصل بنیاد ۱۹۳
حق محمود احمد جانباز ۱۹۴
تقسیم ایک کی ۱۹۵
تاریخی عقیدہ ۱۹۶
حبیب عمر صداقت ۱۹۶
پاکستان ۱۹۷
بنی آدم و خادم ۲۰۰
ایک امیر حبیب ۲۰۰
جواہر لعل نہرو ۲۰۱
سیاسی وارث ۲۰۳
ابوالکلام کے تصورات ۲۱۰
دورِ استدلال ۲۱۱
دورِ تفسیر و قومیت ۲۱۲
مجلس احرار تردید ۲۱۳
اس سے تبدیل روح کی
عظمت پر صحبت کا معیار ۲۱۴
دورِ اول میں بیعت ۲۱۵
خطبۂ صدارت ۲۱۵
دورِ استدلال ۲۱۷
بارہ دانش فرقہ مسئلہ ۲۱۸
اس پر مشیخ قول کا آخری حصہ ۲۱۸
مولانا کبھی ارادت سے ۲۲۶
آخری فرقہ سے بھی ۲۲۷
آپ کو ترجیحی صحبت میں
مخلص بنیا ۲۲۸
یہ مسلمانوں سے توقع مانگنا
رکھتے ہیں ۲۲۹
دورِ استدلال ۲۲۹

دروازہ قرآن مجید [illegible]
مراجعت [illegible] ۲۲۲
[illegible] ۲۳۰
کیا اجنبیت [illegible] ۲۳۷
[illegible] حضرت [illegible]
کے نام ۲۳۴
کانگریس کے قیام کا مقصد
کیا تھا؟ ۲۵۴
کانگریس کا پہلا اجلاس ۲۶۰
کانگریس کا دوسرا اجلاس ۲۶۰
کانگریس کے انگریز صدر ۲۶۷
[illegible] کانگریس [illegible] ۲۶۹
[illegible] ۲۷۴
[illegible] ۲۷۸
[illegible] ۲۸۳
[illegible] ۲۹۳
[illegible] علامہ [illegible]
کے نام ۲۹۳
علامہ اقبال [illegible] حضرت [illegible]
کے نام ۲۹۸
[illegible] ۳۰۰
[illegible] ۳۰۹
محمد اقبال [illegible]
اقبال یا اقبال [illegible]
[illegible] ۳۲۳
[illegible] ۳۲۹
تجزیہ ۳۳۴
مولوی حسین احمد مدنی مرحوم
کے ارشادات ۳۴۴
[illegible] ۳۴۵
[illegible] ۳۵۳
باب سوم ۳۵۵
مسئلہ قومیت کا مفہوم
حصہ اول [illegible]
حصہ دوم ۳۶۶
[illegible] ۳۹۴
[illegible] ۳۹۱
حصہ سوم ۴۱۲
حصہ چہارم ۴۴۳
حصہ پنجم ۴۹۲
[illegible] ۴۰۳
[illegible] ۳۱۲
قومیت پرستی سے پہلے ۳۱۳
[illegible] ۴۵۵

بنانے میں ملتِ اسلامیہ کے خلاف جو ڈرامہ مکمل انھوں نے کھیلا اور جو نام ور
ڈرامے انھوں نے اسٹیج کیے، ملت کے بدترین دشمنوں سے بھی اس کی امید نہیں
کی جا سکتی۔ اقبالؒ نے اسی داستانِ غم کی بنا پر خون کے آنسو روتے ہوئے کہا
تھا کہ :

چنیں دور آسماں کم دیدہ باشد ‌ ‌ کہ جبریل امیں را دل خراشد
چہ خوش دیرے بنا کردند آنجا ‌ ‌ پرستد مومن و کافر تراشد

ہماری زیرِ نظر تصنیف اسی تعمیرِ دیر اور اس کی سومناتی سازش کی
خونچکاں تفصیل ہے۔ ان مقدس برہمنوں کے اشارے سے متحدہ قومیت
کے نام پر ایک نیا سومنات تعمیر کیا اور تحریکِ پاکستان کے خلاف صنم پرستی کی
پرستش عین اسلام قرار دی۔ ہم نے یہ فریب المثل تو سنی تھی کہ شیطان اپنی تائید
میں انجیل مقدس سے حوالے تلاش کرتا ہے، لیکن یہ کسی مسلمان کے تصور میں
بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ہماری امت کے یہ وطن پرست مذہبی پیشوا وطنیت
کے سومنات کی حمایت میں قرآن اور اسوۂ رسالت سے [illegible]
منظر عام پر لائیں گے کہ ایک دنیا سراپا حیرت میں کھو جائے گی۔ تاریخ شہادت
دے رہی ہے کہ علامہ اقبالؒ اور مولانا حسین احمد مدنی کے مابین بھی معرکہ
دین و وطن گرم رہا تھا اور اقبالؒ کو کہنا پڑا کہ :

شیخِ ملت ! حدیثِ دل نشیں
بر مرادِ وطن گشتہ تفسیرِ دیں

آج شاید کوئی بھی یہ باور کرنے کو تیار نہ ہو کہ جب تیس برس پہلے یہ
چالیں مذہبی پیشوا اس قسم کے کھیل بھی کھیلتے رہے، [illegible] سب کچھ [illegible]
[illegible] کے صاحبان اور [illegible] کی [illegible]
وحشت بن کر منظرِ عام پر آ گیا۔

واقعات و حقائق کی یہ دل سوز و جگر سوز تفصیل کتنی ہی غیر دلچسپ کیوں

دہ یہ سوال ہماری تاریخِ آزادی و استقلال کا ایک عبرت انگیز باب ہے کہ
اور عجیب تجسس پر کراچی سامنے آئے کہ تحریکِ پاکستان کا مسلسل حقائق اپنے
حقیقی انداز میں تاریخ کے طالب علموں کے سامنے نہیں آ سکتا ہمیں اس
مقصد کے لیے اخبار و جرائد کے ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کرنی پڑی۔
ہزاروں صفحات پر مشتمل تاریخی مواد کا تجزیہ کرنا پڑا اور کئی سال کی اس جد و جہد
مسلسل اور سعیِ پیہم سے ہم اس قابل ہوئے کہ [illegible] کے ہاتھوں جو کچھ ہم
[illegible] اس کا یہ قابلِ اعتماد سلسلہ مکمل کر کے اپنی تحقیق و جستجو کا نتیجہ
کے سامنے لا سکے۔

ہمیں احساس و اعتراف ہے کہ تحریکِ پاکستان اور اس کے [illegible]
سالہ معرکہ آرائیوں کی [illegible] تاریخ مرتب کرنا جو ہماری اس عظیم کے
شایانِ شان ہو، ایک فرد واحد کا کام نہیں بلکہ یہ کام ہماری حکومت
اور ملت کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اس مقصد کے لیے جس قدر
ضروری مواد اخبارات و رسائل وغیرہ کی شکل میں بکھرا ہوا ہے اسے جمع کرنا اور پھر
تحقیق و تجسس سے اسے قابلِ اعتماد سطح پر تیار کرنا کسی ایک انفرادی
طور پر ممکن نہیں۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے ہمارے کارفرما
حکومت کو احساسِ فرض سے کام لینا ہوگا اور انتہائی قابلِ اعتماد ذرائع
اور قومی تفصیل سے اس ذمہ داری کی تاریخ مرتب کرنی ہوگی جو تحریکِ پاکستان
کی معرکہ آرائیوں اور اس کے پس منظر پر مشتمل ہے۔

زیرِ نظر کتاب کی ترتیب یہاں ہے کہ [illegible] کی تحریک کے لیے [illegible]
ہیں گے اقتباسات پیش کیے گئے ہیں ان کے لیے [illegible]
اور جو حضرات نے دیئے ہیں اُن کے لیے [illegible] قلم استعمال کیا گیا ہے۔
یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ حوالہ جاتی کتاب (REFERENCE BOOK)
جو تقریباً ایک ہزار [illegible] صفحات پر مشتمل ہوتی ہے مقصود طلبہ تحریکِ پاکستان

[illegible]
[illegible]

کے اسی ایک گوشہ کو نمایاں و واضح کرنا ہے۔ ہم ان تمام بزرگوں، دوستوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے قریبی سطح میں ہماری حوصلہ افزائی اور مدد کی۔ ہم جانتے ہیں کہ ایک طبقہ ہماری اس محنت و کاوش کو داستان پارینہ و ہوا کے نشانے قرار دے کہ اس اہم تقاضا کی ضرورت و اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرے گا یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے عقیدت و ارادت کی بنا پر ان محنت گروں کی تصویریں اپنے ضمیر کدہ دل میں سجا رکھی ہیں جن کا ضمیر ہم جو ضمیر و ذہن کی حسین تمناؤں کی آرزوؤں کے لیے وقت جو ہوگی سنبھل سکیں ہر حق پسند بانی حقیقت سے ہمکنار ہو کے تاکہ ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا گیا ہے۔

ہماری اس کاوش سے اگر جماعت کے ذہن و دماغ پر اس تاریخی حقیقت واضح ہو گئی تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے ایک اہم فریضہ سرانجام دیا ہے۔ آخر میں ہمارا ارادہ تذکرہ پاکستان کے عنوان سے تصنیف پیش کرنے کا ہے۔ دراصل زیادہ تر اسی کام کی تکمیل کے لیے پہلی دونوں کتابیں بطور تمہید کی حیثیت ہیں۔ خدا اس کام کی تکمیل کے لیے توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

چوہدری حبیب احمد
یکم مئی ۱۹۶۸ء

# ترتیب

تمہید


حریفِ انسان ۱۱
حسن نظم جہت نقد اقبال ۱۶
مستقبل کا تخیلہ الہ آباد مسلم لیگ
خطبہ ۱۹۳۰ء ۱۶
قبل کا ایک خط ۲۱
[illegible]
جمعن ۱۹۳۶ء ۲۲
پاکستان ۲۲
[illegible] ۲۳
[illegible] کا خط بنام
[illegible] ۲۵
[illegible]
[illegible] ۲۶
[illegible] ۲۸
[illegible] ۲۹
[illegible] ۲۹
[illegible] ۳۰
اعترافات ۳۱
مشاہیری ۳۲
تقریر و فراست ۳۲
پیام عقیدت بنام مسٹر جناح ۳۳
مسائل پر نکات ۳۵
بنام [illegible] ۳۵
میرے [illegible] جناح ۴۰
[illegible] بنام [illegible] ۴۴
پیام [illegible] ۴۵
میرے [illegible] جناح ۴۶
پیام [illegible] ۵۲
میرے [illegible] جناح ۵۳
[illegible] بنام سید محمود
[illegible] ۱۹۳۷ء ۵۶
میرے [illegible]
[illegible] بنام جناح
۲۸ [illegible] ۱۹۳۷ء [illegible]
[illegible] بنام جناح ۲۱ [illegible] ۱۹۳۷ء ۵۹

ب


| | |
|---|---|
| [illegible] ، ۹۰ | [illegible] ، ۹۳ |
| [illegible] ، ۹۱ | [illegible] ، ۹۲ |
| — [illegible] | — [illegible] ، ۹۴ |
| [illegible] اقتباسات ، ۹۳ | [illegible] |
| — [illegible] ، ۹۳ | — [illegible] |
| — [illegible] ، ۹۲ | — [illegible] ، ۱۰۰ |
| — [illegible] کی نئی تنظیم ، ۹۷ | — [illegible] ، ۱۱۷ |
| — [illegible] | — پاکستان ، ۱۱۸ |
| — [illegible] ، ۱۰۵ | [illegible] ، ۱۲۲ |
| — تقسیم ہند [illegible] | — [illegible] |
| — [illegible] | — [illegible] |
| — [illegible] ، ۱۲۰ | [illegible] ، ۱۰۳ |
| — خطبۂ صدارت [illegible] ، ۸۳ | — [illegible] پاکستان |
| — [illegible] کانفرنس | — [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| — [illegible] | — پاکستان [illegible] ، ۱۲۱ |
| — [illegible] | — [illegible] |
| — [illegible] | — [illegible] |
| [illegible] | — [illegible] ، ۱۲۸ |
| [illegible] | — [illegible] ، ۱۲۸ |
| — [illegible] | [illegible] ، ۱۲۰ |
| — [illegible] | [illegible] ، ۱۲۱ |

پنجاب [illegible] ۱۵۰۰
[illegible] ۳۱۰
[illegible] ۳۵۱
[illegible] ۳۹۳
[illegible]
[illegible] ۱۹۵۰
[illegible] ۱۹۴۵
[illegible] اجلاس ۴۳۹
[illegible] ۱۹۵۰
[illegible] پنجاب ۱۶۴۰
[illegible] ۱۹۳۰
پنجاب [illegible] مسلم لیگ ۱۹۴۲
[illegible] ۱۵۰۰
[illegible] مسلم لیگ کونسل ۱۰۰۰
[illegible] مسلم یونیورسٹی
[illegible] ۱۵۱
اجلاس [illegible] ۱۵۴۲
[illegible] ۱۶۴۰
اسلامیہ کالج [illegible] ۱۵۴۲
[illegible] ۱۶۳۰
[illegible] ۱۶۳۰
[illegible] تقریر ۱۶۵۳
پاکستان [illegible] کے افتتاح
کے موقع پر ۱۶۹۹
تسلیم ۱۶۹۹
جاگیردار ۱۶۵۰
ذخیرہ اندوز ۱۶۵۲
اسلامیہ کالج لاہور ۱۶۵۸
اجلاس [illegible] دہلی ۱۶۹۱
مسلم لیگ کا [illegible] اجلاس
کراچی [illegible] ۱۶۸۲
[illegible] پاکستان [illegible]
[illegible] ۱۶۹۸
[illegible] قومیت ۱۶۹۹
انجمن [illegible] پشاور ۱۸۰۰
[illegible]
قومیت ۱۶۵۳
تمام مذاہب [illegible] ۱۶۵۳
تمام مذاہب کی ساخت ۱۶۳۰
ایک [illegible]
[illegible] ۱۶۵
[illegible] احترام ۱۶۵
[illegible] ۱۶۹
[illegible] ۱۶۵

سیدنا خضرؑ صاحب علم ۱۹۰
ختم نبوت پر سوال ۱۹۰
اللہ کی زنجیر ۱۹۸
یہ ہماری سوسائٹی ۱۹۹
حقیقی اسلامی کتاب کا
اجارہ حسین ۱۰۶
مسلمانوں کی آبرو کی ۱۸۹۰
سیاست اور مذہب ۱۹۰
قرآن کی روح پر گلی ۱۹۰۲
خوابوں کی دنیا ۱۹۱
تحریک کی روح ۱۹۱۲
ایک ہی راہ ایک ہی نشان ۱۹۱۲
خدا ہیں عقل و علم وسعت ۱۹۱۳
ایک قوم ۱۹۱۴
[illegible] ۱۹۱۴
میری [illegible] بیان بلاغت کی [illegible] ۱۹۱۶
اصل مقصد ۱۹۱۴
علی گڑھ اور [illegible] ۱۹۱۶
نظیم ایک تھی ۱۹۱۶
[illegible] ۱۹۱۸
قریب ہی مسافت ۱۹۱۹
پاکستان ۱۹۲۰

نظام کا ترجمہ ۲۰۰
ایک ہمیں طبیب ۲۰۰۲
جماعت علی شہید ۲۰۱
سیاسی معاملات ۲۰۳
اہل الحدیث کے مناسبات ۲۱۰
دین اسلام ۲۱۱
صدر شعبہ قومیت ۲۱۲
اساس رسم و رواج ۲۱۳
دین کی تکمیل و روح کی
حضرت [illegible] کا معیار ۲۱۴
دور [illegible] میں ۲۱۵
خطبۂ صدارت ۲۱۰
مسلم استدلال ۲۱۶
[illegible] ۲۲۱
[illegible] کا آخری شعر ۲۲۰
مراد نبی [illegible] ۲۲۴
تحریر فرماتے ہیں ۲۲۶
آپ کی [illegible] اصلاحیں
[illegible] ۲۲۸
یہ مسلمانوں کی ترقی و تنبیہ
مختصر ۲۲۹
دین اسلام ۲۲۹

[illegible] ۲۳۱
سراب آشنا تفسیر ۲۳۲
قوم وجہاں گردی ۲۳۶
محمد ایست حسین مکتبہ ۲۳۷
مکتوب مکۂ حضرت طالوت
کے نام ۲۳۳
کانگریس کے قیام کا مقصد
کیا تھا ؟ ۲۵۹
کانگریس کا پہلا اجلاس ۲۶۰
کانگریس کا دوسرا اجلاس ۲۶۰
کانگریس کے انگریز صدر ۲۶۰
برطانیہ کی کانگریس نوازی ۲۶۱
[illegible] ۲۶۲
[illegible] کانگریس کی حالت ۲۶۱
[illegible] ۲۶۲
[illegible] ۲۶۳
[illegible] صاحب کا خط [illegible]
کے نام ۲۶۳
علامہ اقبال کا خط حضرت [illegible]
کے نام ۲۶۶
علامہ اقبال [illegible] ۲۶۷
[illegible] ۲۶۸

محمد اقبال ۲۶۰
اقبال با اقبال ۲۶۲
مجروح جانی [illegible] ۲۶۴
کس قدر [illegible] ۲۶۵
جزیرہ ۲۶۶
مولوی حسین احمد مدنی مرحوم
کے ارشادات ۲۶۷
[illegible] ۲۸۰
[illegible] ۲۸۲
[illegible] ۲۸۲
متحدہ قومیت کا مفہوم
عنصر اوّل ۲۸۸
عنصر دوم ۲۸۹
مشترکہ [illegible] ۲۸۹
[illegible] ۲۹۰
عنصر سوم ۲۹۲
عنصر چہارم ۲۹۲
عنصر پنجم ۲۹۴
مسلم و غیر مسلم کے تعلقات ۳۰۴
تعلقات کی دوسری قسم ۳۱۱
قومیت پرستی سے بچئے ۳۱۲
[illegible] متحدہ قومیت ۳۱۵

وطنیت کی جہنم ۳۲۱
آخری گذارشیں ۳۳۱
خلاصہ مبحث ۳۴۱
[illegible] ۳۴۹
تشریح مزید ۳۴۹
مسئلہ قومیت علماء ۳۴۴
[illegible] اقتباس ۳۴۰
مسئلہ قومیت اسلامیہ ہندیہ کی
[illegible] ۳۴۳
ابو الکلام آزاد ۳۴۵
مسئلہ قومیت پر مولانا حسین احمد
مدنی صاحب ۳۵۵
[illegible] ۳۶۰
حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی ۳۶۱
مکالمۃ الصدرین ۳۶۴
مولانا حفظ الرحمن صاحب کے [illegible]
بنام حضرت علامہ عثمانی ۳۵۰
مولانا حفظ الرحمن کی تصنیف پر
خلاصہ ۳۶۹
علامہ عثمانی کا [illegible] صاحب ۳۷۰
[illegible] ۳۷۱
[illegible] ۳۷۲

جمعیت العلماء [illegible] مسلم لیگ کے [illegible]
کے شرائط اور نتائج ۳۶۳
حضرت [illegible] وقت و حقیقت [illegible]
جواب [illegible]
کی [illegible] ۳۶۵
[illegible] ۳۷۰
[illegible] مشکلات کا حل [illegible] عثمانی
کی طرف سے ۳۶۹
[illegible]
[illegible]
کی [illegible] ۳۸۰
[illegible] ۳۸۱
مسئلہ [illegible] پاکستان کے [illegible]
[illegible] علامہ عثمانی
کی طرف سے [illegible]
جواب ۳۹۲
[illegible] مولانا احمد سعید
[illegible]
[illegible] ۳۹۳
[illegible] پاکستان کا [illegible] حکومت
[illegible]
خلافت [illegible] ۳۹۶

ب


پاکستان کے قیام پر مولانا مدنی کا
ایک مقالہ اور ماسٹر کا
جواب ۔ ۲۹۵
جمعیت علماء اسلام کی طرز حکومت
پر تنقید کا خیالی منظر ۔ جنود
ربانی ۔ ۲۹۵
دیوبند اور علامہ عثمانی کی
[illegible] ۲۹۸
[illegible] ۲۹۹
مولانا حسین احمد اور ... ۳۰۱
کیا انگلستان سے مسلمان ... گے؟
[illegible] ۔ ۳۰۱
[illegible] ۔ ۳۰۳
مجلس احرار کا قیام ۔ ۳۰۳
احرار کے ... انتخابات ۔ ۳۰۶
[illegible]
[illegible] ۔ ۳۰۶
جمعیت علماء کا اجلاس ...
[illegible] ۳۰۶
[illegible]
[illegible] ۔ ۳۰۸
[illegible] ۔ ۳۰۸
پنجاب اسمبلی کے ضمنی انتخابات ۔ ۳۰۷
لاہور کارپوریشن کے چیئرمین کا
انتخاب ۔ ۳۰۳
[illegible] اسمبلی کے انتخابات ۔ ۳۰۸
موجودہ انتخابات ۔ ۳۰۶
[illegible] ۳۰۹
[illegible] ۳۰۹
[illegible] ۳۱۰
[illegible] ۳۱۰
[illegible] ۳۱۰
[illegible] ۳۱۱
مرکزی مسلمانان ۔ ۳۱۴
پنجاب کے ... ۔ ۳۱۵
[illegible] ۔ ۳۱۷
[illegible] ۔ ۳۱۸
[illegible] ۔ ۳۱۹
[illegible] ۔ ۳۱۹
[illegible] ۔ ۳۲۰
[illegible]
[illegible] ۳۲۲
[illegible]
[illegible]

[illegible] بیان ۰ ۴۳۳

تفسیر [illegible] اقبال ۰ ۴۳۴

[illegible] ۴۳۴

سر سید [illegible] کا

جان ۰ ۴۳۴

[illegible] قیمت ۰ ۴۳۴

[illegible] مسلمانوں کے اثرات ۴۳۴

[illegible] ۰ ۴۳۵

[illegible] ۰ ۴۳۵

[illegible] حقیقت ۰ ۴۳۶

[illegible] ۰ ۴۳۶

[illegible] ۴۳۷

[illegible] وقت ۰ ۴۳۷

ادبی [illegible] وقت ۴۳۷

[illegible] ۰ ۴۳۸

کیا [illegible] رسول کی آزادی

کام کرنے کے لیے مفید [illegible]

کریں گے ۰ ۴۳۹

[illegible] کی خدمت اسلام

[illegible] ۰ ۴۴۰

[illegible] کا

[illegible] ۰ ۴۴۰

پروفیسر [illegible] کے

[illegible] ۴۴۰

[illegible] ۰ ۴۴۲

[illegible] آزاد ۰ ۴۴۵

[illegible] ۰ ۴۴۵

[illegible] اسلام [illegible] اللہ

[illegible] ۰ ۴۴۶

گاندھی کے [illegible] ۴۴۷

[illegible] احمد [illegible] کے

ملاقات ۰ ۴۴۸

[illegible] ۰ ۴۴۹

[illegible] الرحمٰن

[illegible] ہندوستان

کی جنگ ۰ ۴۵۱

[illegible] صاحب ۰ ۴۵۲

[illegible] کشمیری ۰ ۴۵۳

[illegible] ۰ ۴۵۳

[illegible] ۴۵۴

[illegible] ۴۵۵

[illegible] ۰ ۴۵۵

[illegible] ۰ ۴۵۶

[illegible] ۰ ۴۵۶

حبیب جالب سے ملاقات [illegible]
کراچی میں حبیب جالب سے ملاقات [illegible]
ملیر جیل میں گفتگو [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] کا [illegible] [illegible]
[illegible] کانگریس کا [illegible] [illegible]
[illegible] کا [illegible] [illegible]
مسلم لیگ میں [illegible] [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible] حبیب الاسلام
[illegible] رخصت
میں [illegible] ۔
[illegible] کی [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] کے ۔
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] کے
[illegible] ۔
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
پاکستان کا بنیادی [illegible]
حبیب [illegible] [illegible]
پاکستان کے خلاف تحریک کی
[illegible] [illegible]
[illegible] صاحب کا مشورہ [illegible]
مولانا حبیب الرحمٰن کی
[illegible] [illegible]
[illegible] صاحب کی [illegible]
[illegible] حکومت [illegible]
[illegible] [illegible]
مولانا [illegible] [illegible]
[illegible] کی [illegible]
مولانا [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] کے [illegible]
آٹھ سال [illegible]
قائداعظم کی [illegible]
[illegible] کے
[illegible] [illegible]
پاکستان [illegible] اسلامی [illegible]
خلافت [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible] قومیت پرستی ۲۰۰
[illegible]
انتخابی ۵۰۶
[illegible]
استشارہ ۵۰۶
ایمان [illegible]
بجلی ۲۰۱
[illegible] سیاست ۲
[illegible]
[illegible] ۶۱
اقبال [illegible] ۱۱۴
اقبال [illegible] ۴۰۳
[illegible] ۲۶۹
نئی اسلامی زندگی کی تعمیر کیا
[illegible] ۳۲۳
[illegible] ۵۰۶
[illegible] ۵۰۳
[illegible]
[illegible] ۳۹۹
[illegible]
[illegible]
حقیقت [illegible] ۵۰۰

[illegible] میں مسلم لیگ
کی فتح ۱۸۱
[illegible]
[illegible]
مولوی [illegible] صاحب [illegible]
لکھنؤ میں ایک مسلم لیگی نوجوان
کا اردو کے قتل ۵۵۸
بیگم [illegible]
پنجاب [illegible] اسمبلی کے نتائج مکمل
ہو گئے ۴۷۰
[illegible]
مسلم لیگی [illegible]
کی طرح [illegible]
مولانا حبیب [illegible] ۶۴۶
مفتی محمد نعیم [illegible]
[illegible] دیگر [illegible]
[illegible] ۶۹۲
[illegible] ۶۶۳
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کانگریس میں شمولیت ۹۰۰
گلستان سعدی کا ترجمہ انگریزی
انتخابات ۹۰۰
۲۰۰ ادارہ تعمیر نو اور مسلمان
تحفظ ہیں ہیں۔
حضرت مولانا حسین احمد مدنی ۷۰۰
مولانا صاحب کا ملی خدمت کی
وجہ سے جو کچھ ہوا ۷۰۰
ترجمان القرآن مجلہ مفسر قرآن
مولانا آزاد کی تحریک ۳۷۲
جمعیت علماء ہند کی سیاست
دمشق ۳۷۳
مسلم لیگ کی مجلس عاملہ ۳۷۰
مسئلہ اسلام اور تحریک خلافت
احمد کی بیاض کا جواب
مفل احسان ۷۰۰
۷۹۰
مولانا محمد میاں ۷۰۰
مولانا آزاد ۷۰۰
الیکشن ۷۰۰
مولانا حفظ الرحمن ۲۲۰
ڈاکٹر ذاکر حسین کا بیان ۲۲۰

جمعیت علماء اسلام ۲۳۰
مسلم لیگ اور کانگریس کا جلسہ ۳۰۰
مجاہدین کی کارکردگی ۲۱۰
عزاداری ۲۳۰
مہاجرین کی ۲۱۳
مولانا کی حکمت ۷۷۰
پنڈت کی بالادستی ۷۷۰
ہندو مسلم ۷۹۰
انگریزی مسلمانوں کی ۷۹۰
ہندوستان کا مسئلہ
مسلم لیگ ۲۳۰
حضرت کا خط ۷۲۳
مولانا محمد علی کی تحریر
قرارداد ۷۳۰
بیان ۷۰۰
انگلستان سے ۷۷۰
انگریز ہندوستان کا ۷۳۰
ایک مسلم لیگی ۷۷۰
مسٹر جناح کی تقریر
۷۰۰
جامعہ ملیہ کے پرنسپل
ڈاکٹر سید حسین صاحب ۷۷۰

نیگ کرلین کی مہارس ۵، ۴
ایک اہم تعلقات کرسیاسی و مقبل
سب چاہنے کی کوششیں ۵۹۵
نرسامنے بیٹھ اور وہ انگیم ۷۸۱
گاندھی کی چالاکی ۵، ۸۲
مادر وطن تعلیمی کیمپ ۵۱۷
گاندھی جی کا بیان ۷۸۱
دائرہ تعلیمی کیمپ کے تحت ۱۸۱
روزنامہ انقلاب کا آخری شمارہ ۵۹۵
تاثرات ۵۹۵
جمعیت العلما ۷۹۱
تجویز ۸۱۰۰
تجویز ہنمت ہاؤس بنی یوسیہ کا
انتخاب ۸۲۳
جواہر لعل اکتالیس ۸۸۵
عمر سہیل گرفتس ۸۱۸
حسن سید شفیق احمد مشاہد ۴۹
مرحوم ۸۴۱
ابو حسین ۷۶۰۱
یادداشت کرب بھینٹ ۸۲۲۶
مرزا صاحب کی شکر گزاری ۸۵۰
قرآن و حدیث کی اصولی تشریح

۱۹۔ ہجری ۱۳۴۵ ۵۹۵
تخت سلطانی کی تصویر
دیکھنے ۸۳۵
برطانوی سامراج کی شکست ۸۲۲
ترکستان میں اطراف کی تقدیر
الجیریا ۸۴۱
مسلم امراء کے گروپیں ۴۹۴
انجمن مدرسہ گرفتہ ۸۳۳
شیخ ڈیکسن تشہیر ۸۳۵
منتخب ہندوستانی نقشہ ۵۹۵
راسخ عقیدہ برتاب ۸۹۱
غازی اقبال حسینی ۸۹۴
انجمن عید شہراہ امیریات
السلام ۵۹۵
ڈاکٹر حسین اقبالیہ ۵۹۵
الامیرایم ۸۳۵
انجمنی ۸۵۴
تہران ۸۴۱
وزیر اعظم مصر ۸۸۵
مصطفیٰ کمال پاشا ۵۸۳
حضرت شیخ الاسلام ۵۹۵
الحسینی ۵۸۴

[illegible]
اسمبلی ، [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ڈاکٹر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
جمعیت العلماء اسلام [illegible]
مولانا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
کی تقریر ، [illegible]
[illegible]
اسلامی کلچر کے محافظ ، [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
انقلاب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
پاکستان [illegible]
[illegible]
[illegible]

مسٹر ایٹلی ۹۰۰
متحدہ قومیت ۹۰۰
اعتراضات ۹۰۱
ایک انگریز سیاستدان کے نزدیک
کانگریس ۹۰۲
چند بیدار مغز کمیٹی ۹۰۳
ایک مشورہ ۹۰۴
مناقشات ۹۰۴
مسٹر منشی سابق [illegible]
گورنمنٹ بمبئی ۹۰۵
جدوجہد ۹۰۵
ڈاکٹر [illegible] صاحب ۹۰۶
جبلی ریڈیو ۹۰۸
مدینہ (بجنور اخبار) ۹۱۰
مولانا محمد شعیب صاحب ۹۱۰
خان محمد علی کا بیان ۹۱۱
[illegible] ۹۱۱
نیو [illegible] ۹۱۱
وزیر اعظم سرحد ۹۱۱
خان عبدالغفار خان ۹۱۱
مولانا عبدالوہاب [illegible] ۹۱۱
فہرست اوقات ۹۱۲

دشمن کی تنبیہ ۹۲۶
انجام کے بعد ۹۲۶
مسلم نیشنل گارڈز ۹۲۸
سرگرم مسلم لیگی لیڈر ۹۲۷
حضرت کی بے خودی ۹۲۸
تمام ملک کے تمام مسلمان پاکستان کے
حامی ہیں ۹۲۹
پاکستان کی حمایت میں ۹۲۹
مسلم علما [illegible]
[illegible] ۹۳۰
[illegible] مسلم لیگ کی سرگرمیاں ۹۳۰
[illegible] مسلمانوں [illegible]
[illegible] ۹۳۱
مسلمانوں [illegible] ۹۳۲
مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی نمائندہ
ہے ۹۳۳
مرکزی انتخابات میں لیگ کی
فتح ۹۳۴
علامہ شبیر احمد عثمانی [illegible]
[illegible] ۹۳۵
[illegible]
کی تقریر ۹۳۸

سمیہ افغانستان۔ وبالیا تو مسلمانوں ہی سے
حقانیت کے موت کو۔ تقریر
محمد علی رستاخیز کا اتحاد ۱۹۲۰
موت، ظلم و جبر ہیچ تختہ ۹۲۰۔
تبصرہ۔ خلافت کا منصوبہ
تبلیغ ۱۹۲۰
میں جناب ہی ہیں گرم کو دوست
آتا ہی ۱۹۲۰
مبارک علی ۱۹۲۰
عہد ذی شان مسلمانوں کی حمیت
کرو بلا ۱۹۲۲
ترکِ تعلق ہی میں بہتری ۱۹۲۱
محمد علی کا پیغام ۱۹۲۱
مسلمانوں کی تقریر ۱۹۲۱
مسلمانوں کی نقیب ۱۹۲۲
مکہ۔ محمد علی ۱۹۲۲
مسلم ہندوستان کی ۱۹۲۴
مسئلہ خلافت اور تحریک ۱۹۲۵
در حقیقت مسلمانوں کی بقا ۱۹۲۵
۱۹۲۶
منشی جناب ۱۹۲۷
شمار تحریک کی۔ مسئلہ ارکان
تحریک ۱۹۲۸

شیخ الاسلام کی ذہنی حالت ۱۹۰۸
فرمان کا کفر ۱۹۰۳
امت اسلام کے بحرِ ظلم ۱۹۰۸
تحریک خلافت کے طلبہ ۱۹۰۲
دوسرا گلہ ۱۹۱۰
دوسرے کا تبصرہ ۱۹۱۲
پاکستان ۱۹۱۳
رسول اکرم محمد صلعم کی تعلیم ۱۹۱۵
حضرت شیخ مجدد کا فرمان ۱۹۱۶
حضرت شیخ الہند کا آخری پیغام ۱۹۱۹
مسلم لیگ کا تاریخی فیصلہ ۱۹۱۹
جماعت اسلامی کی معلومات ۱۰۰۰
جمہوریت قرآن کا مطالبہ ۱۰۰۲
حق فروشی کے معنی ۱۰۰۳
پاکستان کا نظام حکومت ۱۰۰۳
مسلم لیگ کی تنظیم ۱۰۰۵
پاکستان قومی طرز ۱۰۰۵
جو لوگ پاکستان کے حکم اور ارکان
سب قبول ہے ۱۰۰۶
آل انڈیا جمعیت علمائے اسلام
کو تقریر ۱۰۰۷
خدمت اسلامیہ کا افتتاح
استقلال ۱۰۰۸

عالمگیر اخوت اسلامی، نبوت محمدی
کو منصب امینی ، ۱۰۰۹
پاکستان، اصدار اعلامی و
استقلال سے ، ۱۰۱۰
آل انڈیا مسلم لیگ اور حشر
محمد علی جناح ، ۱۰۱۰
مسلم لیگ مسلم عوام کی نمائندہ ہے ۱۰۱۱
اتخابات اسمبلی کو تسلیم ہے مسلم
لیگ کی تائید کرنا فرض ہے ۱۰۱۲
مسلم قوم کی مستقل ہستی ایک
نئے عنوان ، ۱۰۱۳
اپنا غم اپنا چہرہ ، ۱۰۱۴
مراسلات سیاسیہ ۱۰۱۵
حاشیہ جمعیۃ العلماء حضرت علامہ کا
شبیر احمد عثمانی کے نام ، ۱۰۲۰ ۱۰۲۶
کے مدلل جوابات
حرف آخر ۱۰۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نظریۂ پاکستان

ملک کے مختلف گوشوں اور جماعتوں میں تحریک پاکستان سے متعلق [illegible]
ذخیرہ ہی ہے کہ تحریک پاکستان کی تاریخ کو اس انداز سے مرتب کیا
جائے کہ ہماری آئندہ نسلیں صحیح طور پر جان سکیں کہ کن کن عوامل و مقاصد
[illegible] میں گوں کن کن [illegible] [illegible] کو [illegible] نے [illegible] کی تحریک
کی مخالفت کی اور دو قومی نظریہ اور [illegible] [illegible] سرفروشی
[illegible] قائد اعظم کی قیادت میں آزادی اور استقلال کی [illegible] سرگرم [illegible]
تھے۔ [illegible] [illegible] [illegible] وقت کے [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] ہو گئے ہیں اور یہ سعادت ان لوگوں کے حصے میں آئی [illegible]
[illegible] میں علامہ اقبال کے [illegible] کی روشنی میں منزل مقصود کا نقش
[illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رہنمائی [illegible]
[illegible] کرتے رہے۔

"تاریخ کیا ہے؟ [illegible] ہماری کہانی ہے [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] کے [illegible] تمام مسلمانوں کو [illegible] [illegible] [illegible] اگر کسی قوم
[illegible] اس کی [illegible] تاریخ محفوظ ہو تو وہ قوم اپنے ماضی کے تجربات [illegible]
[illegible] مستقبل [illegible] [illegible] لیکن [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] تاریخ [illegible] [illegible] اس کا [illegible]

محال ہو رہا ہے۔ ملتِ پاکستانیہ کی ان بہت سی اعلیٰ مسلمہ یقیناً برحق ترقی [illegible]
بزرگوں سے تقاضا کریں کہ تحریکِ پاکستان کے گم ہو رہے [illegible] واقعات اور
شواہد میں حقائق کو ان کے لیے محفوظ کیا جائے یہ کام حکومتی سطح پر ایک [illegible]
سے کرنے کا ہے اور ان بزرگوں اور عوام اور تحریکِ پاکستان کے کارکنوں کا کام
فرض ہے جہاں تک ہو سکے ایسے وسائل و ذرائع اور مواد [illegible]
اکر اکیلے اپنا وہ جمع کر دیں جس سے مورخین کو مسلمانانِ ہند کے ایک عظیم [illegible]
لکھنے میں آسانی ہو سکے۔ ہم نے بھی اس [illegible] کی شکل میں ثبوت کی ایک ادنیٰ سی
کوشش کی خریداری [illegible] کی تھی۔ اس خیال سے کہ ان کا وہ [illegible] کیا جا سکے یہ جوش
وہ احساس موضوع کے تحت کی ہے کہ ہمیں خاص فرض شناس سمجھا [illegible]
چونکہ بعد خلوص ہم بھی اس کا وہاں تک شریک حصہ ہیں۔ [illegible]

وسعت رہنا ہے۔

ہماری کتاب کا مقصد یہ ہے کہ وہ کون ہیں جن کی نیک آرزوئیں اور دعائیں
حریت اور محبتِ ملت کی سربلندی و سرفرازی اور استقلال کا مقصد پاکستان
لیے ہیں اور بعد خاص صفات اور اقبال و جناح کو تصور تھا۔ [illegible]
چاہتے ہیں ان کے سود و سامان و [illegible] کے حصے ہم اپنی استقامت [illegible]
کے مطابق و اتفاق و خطوط میں سامنے لائیں [illegible] کر ہمیں عزت و عظمت
شوکت و حشمت حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ ہم کو روایتِ انسانیت کے [illegible]
ہیں۔ نیز ساتھ ہی ساتھ ان تحریروں کے مقدر [illegible] اور [illegible] کر دیں [illegible]
وہ لوگ جو حشر و طرز [illegible] اور اسلام کے متعلق [illegible] کر [illegible]
[illegible] کی خدمت میں پیش پیش تھیں۔ [illegible] ان کے [illegible]
[illegible] کی مجبوری [illegible] سے سرحت و سعی [illegible]
منزل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ [illegible] اس مقصد میں [illegible]
لے تحریک کی مخالفت کی ہمیں معلوم ہے ان کے نام کا مرکب ذکر [illegible]

مزید گروہ دانشوروں، مصنفین، ناقدین و ہم عصروں کی تحسین جان لینا چاہیے کہ تاریخ نے جو تو کسی کردار کو یک معاف کیا ہے نہ فراموش۔ قائداعظم کی عقابی نگاہوں نے قدیم کتابوں میں جمہوری تحریکوں کو جس طرح جانا پہچانا اور ان کے رفیقوں اور ہمنوؤں نے ان کے علمی تقدس و احترام کے وہ نقش کو جس حسن و خوبی اور دیانت داری کی فراست کی آگ سے منور کیا۔ تاریخ پاکستان صدیوں تک ان کے کارناموں پر مشتمل اور ان کے جوش و عشق کے جذبہ سے سرشار ہو کر وحدت کی وجہ کی جہاں زبیر نے دالی نسل کے لیے قائداعظم جیسی انقلابی و خوش شخصیت کی ترجمانی کے مصنف گزرے شاداں و بے طلب، منظرہ سامان بنیں گے اور تشکیل کردار کی عظمت کے ساتھ آپ کی ذات کا وجدانیت کے پہلو بھی تجدید و خوش نصیبی کے ساتھ ان کی تنا برا کے سامنے آنے کا مدار پیچیدہ وقت۔ علامہ اقبالؒ کی فکر و بصیرت علمی و فکری حمزگی کے ساتھ ساتھ اس دور انقلاب کی جہات و فراست کے حالات و واقعات بھی ہمیں گے جو مغربی تہذیب کا ملازم ہونے کے باوجود منفرد فہم و فراست کا شاہکار تھا جہاں اقبالؒ نے مکرمی جمہوری و ذہنی شکست کے نقوش کرو ہیں بکھرتا دیکھی مشعلیں روشن کیں اور قوم کو بتایا کہ انقلاب تازہ ہی سے جہان تازہ کی نمود ہوتی ہے وہاں جناح نے اپنی قوت عمل سے قوم کی منجمد رگوں میں خون دوڑا کر و قیادت کی بتائی ہوئی منزل حیات کو حاصل کر لینے کا ارادہ تیار کیا اور اپنے انہیں قرن گزرنے والا اور روایتی تحسین کے تیرہ سے آراستہ ہو چلا تھا گیا۔

یوں تو قوموں کی تاریخ مسلسل اور پیہم انقلابات کی ایک داستان ہوا کرتی ہے لیکن ایک انقلاب کی عظمت کا ممتاز اور شاندار ترین پہلو یہی ہوتا ہے کہ اس نے قوم کے تصورات و خیالات میں کس قدر تبدیلی پیدا کر کے زندگی اور مشتق اور تمنا کی علامتی تحریک پاکستان کی تاریخ کو اگر ایک جملے میں سمویا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ اقبالؒ کے فکری انقلاب کو قائداعظمؒ نے جامۂ عمل پہنا کر مسلمانان ہند کی زندگی کا رخ بدل دیا اور وہ لوگ جنہوں نے زمانے قسمت کے خلاف اپنی تقدیریں

میں کشمکش، رشتہ داری اور حریت پسندانہ خیالات کے ساتھ اردو صحافت کے قصیدے خاص طور پر کام
کرتے رہے۔ ان عناصر نے تاریخ کے ملت سے زندگی ان روایت سے ابھر کر کھلی جنگ
کی اور تحریکِ پاکستان کو اپنی منزل تک پہنچانے اور مسلمانوں کی حالت کے ذریعے تحریک
سے لوٹ لیا ان کے مقابلے میں قائداعظم کی قیادت کو انگریز و ہندو کا مقابلہ کرنا پڑا۔
حالت کے حوالے سے بھی اکثر ان ساتھیوں نے اپنا مقام بنایا اور پاکستان معرضِ وجود
میں آیا۔ اس تحریک کے تاریخی حقائق میں سے صرف ان کی قیادت کی وجہ سے اپنا حصہ ایک
پاکستان کی بھی تاریخ ہے جسے بعض وقت پیش کیا گیا ہے۔

یہی تحریک جو ملت کے حصول کے لیے مسلمانوں کو منظم کرنے کے لیے وقت کے
جیسا کہ ادب اور مذہب کے ذریعے بیک وقت نمایاں حصہ لیتے رہے اور ان کی
کی حمایت اور رفاقت سے اس تحسین و ترغیب حاصل ہوئی لیکن سامراج کی مخالفت میں
اخبارات کی خبریں جیسا کہ خطبات اور مضامین کے ذریعے خصوصی ماحول اور اتحاد و اخوت
سے متاثر ہو کر مسلمانوں نے اسلام کی روایت و عظمت کا بیڑا اٹھایا اور مخالفت کا مقابلہ کیا
حق و باطل کے درمیان جو کشمکش مسلم کی ترجمانی کی ایک یادگار مسلمانوں کے
ذریعے تحریک اور مسلم ہو اور اعتراضات کے علاوہ مسلمانوں نے اپنا
[illegible] کے ساتھ بغاوت کے پیش نظر روایت کے وجود و تشخص کو قائم کیا۔ اس کی
اشاعت سے تحریک پاکستان کے عملی جدوجہد پیدا ہوا اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے
وقت کے نامور سیکرٹری سید محمد شفیع جیسے ایک قوم کے وقار کی تحریر میں مشہور کی
اس تحریک کے خیالات نے خصوصی قرارداد اور مطالبہ کیا کہ حکومت کو کسی سزا دی
جائے لیکن ان کے علم اور تربیت نے حکمرانوں کی سازشوں کو ناکام بنا
دیا وقت شروع۔

اسی سلسلے کے ایک اہم رکن اپنی صحافت کے ذریعے بیک وقت جدوجہد کی۔ ہم ہی تحریک کے
فرائض کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو ایک نئی زندگی عطا کی۔ اس کی تحریک کا
بیان کرنا بہت ضروری ہے کہ مسلمانوں میں سوز و گداز پیدا کیا۔

آئندہ اور جنگ مسلسل اور کارکنوں کا جذبہ [illegible] ملتِ اسلامیہ کا یہ عظیم
مشکلات و واقعات [illegible] تک [illegible]
قائداعظم نے [illegible] آج [illegible]
[illegible] آزادی [illegible] مستقل
[illegible] صاحب کے [illegible] شدہ
[illegible] صاحب نے تعلیمات [illegible]
[illegible] کی قوت سے [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] سال کے
[illegible] ہی قوت جس نے [illegible] پاکستان [illegible] سب سے
[illegible] مولانا اصلاح الدین [illegible]

[illegible] قوم کو ایک [illegible]
[illegible] بھی
[illegible] کے ساتھ
[illegible] کی
[illegible]
[illegible]
[illegible] کے
[illegible] تعلق
[illegible] بھی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سرسید خوب سمجھتے تھے کہ دو قومیں [illegible] اور ہنگامی [illegible] سے
[illegible] ان کے لیے [illegible] کا کام [illegible]
[illegible] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے
[illegible] عشق و محبت کے سبب [illegible] ملت اسلامیہ کے [illegible]
تھے اور مسلمانوں کی خدمت کو [illegible] قرار دے چکے تھے۔ ایک مقام پر [illegible]

[illegible] عشق مصطفےٰ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] معشوق است [illegible]

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے [illegible] پہلے مسلمان ہیں [illegible]
میں دو قومی نظریہ کا [illegible] ان کی تحریک [illegible]
[illegible]

[illegible] ہو سکیں گی۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] (سرسید)

[illegible] حکومت کے [illegible]
[illegible] مسلمانوں کی [illegible]
[illegible] سیاست [illegible]
حیثیت [illegible]

[illegible]
[illegible]

ہیگی ہند جیسے ملک میں جہاں ذات کے امتیاز کو بے حد فروغ ہے۔ جہاں مختلف نسلوں کی کوئی کمی نہیں۔ جہاں مذہبی امتیازات کی شدت ہے۔ جہاں جدید تعلیم تمام لوگوں میں یکساں ترقی نہیں کی ہے۔ کا یقین ہے کہ ایسے ملک میں اگر مختلف مفادات سے متعلق لوگوں کو نظم و نسق میں محض عام انتخابات کے ذریعہ شامل کیا جائے گا تو اس سے ترکی معاشی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ نقصان ضرور پہنچے گا جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ ہے کہ ہند کے سیاسی و معاشی زندگی میں اصل مسئلہ کے فرقی اور ذات کے تعلقات کا ہے حاصل ہے اور عناصر نظم و نسق اور ملکی خلاف سے متعلق مسائل پر اثر انداز ہو کر جو عام انتخابات کے طریقہ کو اختیار کیا تو اس میں صرف اکثریت کا ہی طریقہ ہے کے مفادات پر حاوی ہو جائے گی اور اقلیت کے مفادات کے لیے ہی نسل و مذہب کا فرق شدت اختیار کر کے حکومت کو ناکام کر دیں گے۔

اسی زمانے میں ۱۸۸۵ء میں کانگریس قائم ہوئی۔ ابتدا میں کانگریس کی پالیسی حکومت سے وفاداری اور وفاداروں کی جماعت تھی۔ اس کے بعد حکومت پر زور دیا گیا کہ ملکی نظم و نسق میں ہندوستانیوں کو عام انتخابات کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ نمائندگی دی جائے۔ سید صاحب کانگریس کی اس تجویز کی مخالفت کی کیونکہ آپ کی رائے میں یہ تجویز مسلمانوں کے لیے جو تعلیمی لحاظ سے ہندوؤں سے پیچھے تھے نقصان دہ تھی۔ آپ نے کہا اس قسم کی تجاویز ایسے ملک میں قابلِ عمل ہو سکتی ہیں جہاں ایک قوم آباد ہو لیکن ہندوستان جہاں دو قومیں ہندو و مسلمان آباد ہیں اس قسم کی تجاویز پر عمل کیا جائے گا تو اس کا مطلب ہندوؤں کو مسلمانوں پر مسلط کرنا ہے جو مسلمانوں کے لیے ہرگز قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا ان حالات میں مسلمانوں کے لیے سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ وہ بجائے سیاست کے اصلاح کی طرف متوجہ ہوں تعلیم حاصل کریں، تجارت اختیار کریں اور انگریزوں سے دوستانہ تعلقات استوار کریں اور

اس کے علاوہ حکومت کے نظم و نسق میں حصہ [illegible] بھی ہوں گے [illegible] [illegible] ہرگز ہندو نہیں گے۔ ایسے مطالبات کی تائید نہیں کرتی ہا [illegible] [illegible] کانگریس [illegible] اس قسم کے مطالبات [illegible] [illegible] تمام [illegible] بالخصوص مسلمانوں کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کانگریس کے اصلاس کی صدارت کر رہے تھے [illegible] سمجھانے کی [illegible] تھا۔

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں کے [illegible] [illegible]

(ہمارا پاکستانی [illegible] [illegible])

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حقیقت کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا نفرنس کی [illegible] قائد اعظم نے فرمایا۔

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

(ہمارا پاکستان صفحہ ۳۰ [illegible])

"[illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حقیقت کے [illegible] ہے۔"

[illegible] جس کے متعلق ذکر کیا گیا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] مسلمانوں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مسلمانوں نے اٹھایا ہے"۔

[illegible] قوم [illegible] اپنی کتاب [illegible]
[illegible] کہ مستقبل کے ہندوستان میں مسلمانوں کا مفاد [illegible]
اور ہندوؤں سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا"۔

[illegible]
[illegible] قوم [illegible]
قوموں کی نگاہ میں [illegible] دیکھا جاتا تھا"۔

[illegible]
[illegible]
ہندوستان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کی زندگی اور قلم اور رشید رگ جیسے دیا شدہ اور بھرا تھا اور بے جا سیاسی الجھنیں اور مقاصد ... پیش ... کفر کے فتووں کا ... خدا ... سمجھ لگے رہتے اور دوسروں کو تنقید کرتے ... جو قوم ... کی ... بات

... پاکستان ... کیا ... صفحہ ۔

پاکستان کے ... علما ... کے خلاف ... سے ... گئے علما کرام نے کفر ... دیوبندی کے فتوے لگائے تھے ... تمام مسلمان ان بزرگوں کے فتووں کا ... قبول کر لیتے تو ہم ... مسلمان تو ... اولاد کا بھی کیا حشر ہوتا ... غلام محمد ... نعیم صدیقی ... علامہ ... علی ... جواہر لعل ... (مرتب)

# حکیم الامت علامہ اقبالؒ

ہر تحریک پاکستان کے پس منظر ... کے ذہن نشین کرانے کے لیے مسلمانوں کے ان عظیم رہنماؤں کے ... سامنے لا رہے ہیں جو تحریک پاکستان میں ... کی حیثیت رکھتے ہیں ... ثابت کرنا مقصود ہے کہ تحریک پاکستان ... دل و دماغ سے ... ہوئی ... کا نتیجہ ... میں ... ہے ۔ علامہ اقبال ... کے ... ایم ... کالج ... لیکچر دیا تھا ... انگریزی ... حضرت مولانا ظفر علی خان نے اس کو ... اسلامیہ ... لاہور ... جلسے میں ... سنایا گیا ... اقبال اس جلسے میں ... اس مضمون کا ... مضامین ... ادب و فلسفہ کے علاوہ ...

نہایت بالغ نظر عالم اور ماہر تھے۔ قوموں کے عروج و زوال کے اسباب و علل پر ان کی گہری نظر تھی۔ اس موضوع پر اسلام کے مجلسی و معاشی نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت علامہؒ نے حکمت و بصیرت [illegible] سلطنت عرفانی کا اعلام وسیع تر تعلیم کی روشنی میں خوب وضاحت سے کیا ہے۔ اس کا اصل اتن جناب مولوی ابراہیم علی چشتی صاحب نے پاکستان کی تحریر میں شائع فرما کر قوم پر احسان عظیم کیا ہے۔ جنہیں نہایت طریق سے اس مقصد پر ہم سارا [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] زیر نظر کتاب سے متعلق ہے۔ [illegible] سامنے رہتے ہیں۔ اگر ثابت کیا جا سکے کہ [illegible] مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کے خطبۂ صدارت میں جس حقیقت کا اعلان کیا تھا۔ مسلمانان ہندوستان میں ایک جداگانہ قوم ہے۔ اس لیے اس کی مملکت بھی الگ ہونا ضروری ہے۔ وہ قومی نظریے کے متعلق [illegible] میں بھی اظہار خیال فرمایا تھا۔ اس خیال سے کہ تعلیم [illegible] کے اس فرمان کو تحریک پاکستان کا پس منظر سمجھنے کے لیے عام کیا جائے۔ چند اقتباسات ذیل میں درج ہیں۔ [illegible] مولانا ظفر علی خانؒ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

"نسلی [illegible] ورنہ قرآن کریم کی رو سے جب پاس اقوام [illegible] مسلمان ہوں ہے۔ جس کی چمک اور گرمی میں مسلمہ پر [illegible] تو گویا [illegible] [illegible] کی طرح ہم گزری ہی تو اسلام اور [illegible] وہ تصوف کے [illegible] سے بہت دور بہت سے بہت [illegible] [illegible] زیادہ [illegible] [illegible] اقوام کی [illegible] [illegible] معلوم [illegible] [illegible] ہماری [illegible] [illegible] نسب ہے۔ آدمی [illegible] ہے۔"

[illegible]

[illegible] اقتصادیات [illegible]

[illegible] مسلمانوں کو [illegible] اصول [illegible] (مرتب)

[illegible]

[illegible] اصطلاح ہے۔

[illegible]

مقصد کہا جائے تو آؤ ہم کہ اپنے سب سے زیادہ اہم یا الشان مقصد متعلقہ قصہ ہے۔ خواہ اس کی حیثیت تمدنی قرار دی جائے خواہ اقتصادی خواہ سیاسی ہو کہ قومی ترقی کا سلسلہ بلا انقطاع کس طرح قائم کیا جائے۔ گذشتہ چند صدیوں کے خیال سے قوموں کی زندگی کا اہم مسئلہ ہے اور کسی قوم کی حقیقت عقلی بالطبع متحد تا ابتدائی امور مقصود ہوں گے کہ ان کی حفاظت ہمیشہ ہی نہایت اہتمام سے کرنا چاہیے۔ ہم کو لازم ہے کہ اپنے خاص کیریکٹر کو محفوظ رکھیں اور اگر ضرورت ہو ایسے نئے خاص پیدا کریں۔ اس لیے بغرض تحفظ کے کسی قوم کی بقا کا دارومدار اس کی مسلسل و غیر منقسم ترکیبی ہستی ہے کہ جنات تک [illegible] جناب باری کی حکمت بالغہ کے ساتھ ہی یہ جو حلی پُر تک معلوم ہوتی ہے مگر اس کو معلوم ہونا مرا سوال ہے جس کی اس کو تعبیر کے آغاز سے پہلے چند تمہیدی امور پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ اسی لیے کہ یہ بحث میرے نزدیک جماعت مسلمین کے متعلق کسی تجویز پر پہنچنے کے لیے ضروری ہے۔ یہ امور حسب ذیل ترتیب وار نظر ڈالی ہیں (۱) جماعت مسلمین کی حیثیت ترکیبی (۲) اسلامی تمدن کی یکسانی (۳) اس ہیئت کا نمونہ جو مسلمانوں کی ہستی کے تسلسل کے لیے لازمی ہے۔

اول: مسلمانوں اور دنیا کی دوسری قوموں میں اصولی فرق یہ ہے کہ قومیت کا اسلامی تصور دوسری اقوام کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ ہماری قومیت کا اصل اصول اشتراک زبان یا اشتراک وطن یا اشتراک اغراض اقتصادی نہیں۔ بلکہ ہم لوگ اس برادری میں جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی تھی اس لیے شریک ہیں کہ مظاہر کائنات کے متعلق ہم سب کے معتقدات کا سر چشمہ ایک ہے اور جو تاریخی روایات ہم سب کو ترکہ میں پہنچی ہیں وہ بھی ہم سب کے لیے یکساں ہیں۔ اسلام تمام مادی قیود سے بیزاری ظاہر کرتا ہے، اور اس کی قومیت کا دارومدار ایک خاص تہذیبی تصور پر ہے جس کی تجسیم... وہ جماعت اشخاص ہے جس میں بڑھنے اور پھیلنے رہنے کی

قابلیت [illegible] ہے۔

"اسلام کی زندگی کا انحصار کسی خاص قوم کے خصائل [illegible] پر نہیں ہے [illegible] اسلام زمان و مکان کی قیود سے مبرا ہے [illegible] کو قوم عرب نے جس کے [illegible] اسلام پیدا ہوا اس کی [illegible] بہت بڑا [illegible] اسلامی علوم و تمدن اور فلسفہ و حکمت [illegible] کے [illegible] اقوام [illegible] اسلام [illegible] قوم عرب کی [illegible] ایک [illegible] تھا [illegible] اسلام کی [illegible]"

"پس چونکہ اسلام کا جوہر [illegible] کسی آمیزش کے [illegible] قومیت کی کسی [illegible] جائز قرار [illegible] ہے؟"

"قومیت [illegible] [illegible] قومیت [illegible] [illegible]"

علامہ موصوف اسلام کے تعلقات سے واقف ہیں کہ اسلام تو دنیا میں ... کی
نئی دلیل کو تسلیم کرنے کے لیے تیار رہتا تھا۔

مسلمان قوم کی اہمیت و حیثیت کے بارے میں حکیم الامت کے بیشتر اقوال
اور بیانات ہندوستان کی سرزمین میں کھڑے ہو کر ان کو ... مسلمان ایک
الگ قوم ہیں ان کی اسلام شناسی اور قرآنی بصیرت کا کھلا ثبوت ہے۔ الغرض
اگر ہم دیکھنا چاہیں کہ وہ ... عاشق رسول اقبال نے اسلامی مسلمان
قوم کی کتنی صحیح تعریف پیش کی ہے۔ اور قومیت ... کے بغیر ...
ہے۔ ... انسانیت حضور اقدس کے ... اسلام کی روشنی میں
انسانیت کے لیے کتنا ... قرار دیا۔ علامہ کے اس ... ترجمہ
اس دور میں مومن کی گم شدہ پونجی بن چکا ہے۔ اس کا ... اقتباس ... میں ...
... تاکہ قارئین ان کے ... تعلیمات ... سکیں کہ
... حیات ... علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء میں الہ آباد کے مقام پر مسلم لیگ
... کے خطبہ صدارت میں ... وضاحت سے سامنے رکھا ...
... سامنے ... سامنے آیا ... اور جب اس ...
... الہ آباد مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کے صدارتی
خطبہ میں فرمایا کہ مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ مملکت ہونی چاہیے جس میں وہ اپنے
طرز حیات اسلام کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

## علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد مسلم لیگ ۱۹۳۰ء

### چند اقتباسات

- ... اسلام ... ہے ... اسلام ... کے ... مقصد ...
... ہندوستان ... اس حقیقت ... اسلام کی ... جائے گی
... قرآن ... اسلام ... ایمان ...

جس سے وہ اس قسم کو مٹا سکے جو مذہب و اخلاق کے لیے پہلے اس پر نہ رہی تھی گئی
ہے اور اس قابل ہو سکے کہ پیدا شدہ الجھن تعلیم اور تعلقات کو بہتر بنا سکے
اور حرکت و عمل پیدا کر سکے اور بعض جدید حاضر کی روح کے قریب لانے کے قابل بنا سکے۔

مزید برآں علامہ نے لکھا ہے:

"آپ حضرات نے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کے لیے ایک ایسے شخص
کو منتخب کیا ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اسلام اب بھی ... میں ایک
زندہ اور قوت ہے جو ذہن انسانی کو نسل و وطن کی قیود سے
آزاد کر سکتی ہے اور جو اس کی فطری دستوں میں ... 
رکھتا ہے کہ مذہب انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی
میں ایک اہم ترین طاقت کا حامل ہے اور جس کا خیال ہے کہ اسلام خود
تقدیر ہے اور اس کی تقدیر کسی بھی حالت میں نہیں ہو گی اور اس کی تقدیر
کسی مجبور ہے ... ایسا شخص مجبور ہے کہ تمام مسائل پر اپنے خاص زاویۂ
نگاہ سے دیکھے ... اشارہ کرے
وہ خالص نظریاتی مسئلہ ہے۔ نہیں بلکہ ایک زندہ اور عملی مسئلہ ہے جو خود نظام
کی حیثیت ایک نظام حیات کے طور پر ... اسی مسئلے کے حل پر
حل پر ... ہندوستان میں مسلمانوں
کے مستقبل کی حیثیت ... رکھتی ہے۔"

اس کے بعد ہندوستان کی مختلف قوموں اور ہندو اور مسلمانوں کے
اتحاد و اتفاق کو موثر کرنے پر زور دیا گیا۔

انہیں اس تلخ حقیقت کے بیان کرنے سے صدمہ ہوتا ہے کہ ... اپنے ملک
کی ... کے لیے ... اصول ... کرنے میں ...
... اس کی وجہ یہ ہے کہ ... کوششیں کی ...
... ایک دوسرے کی نیتوں کو شبہ کی نظر

سے دیکھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں جو قومیں بستی ہیں ان کو کسی دوسری
طرح دوسری متقابل مغلوب و مغلوب حاصل کر لیا جاتا تھا اس کی وجہ یہ
کہ ان کی آخری حیثیت کے بلند تر مقاصد ہوا ہر قوم بھی ترجیح دیتی ہے
اختیاری ایجاد اور دوسری طرح سے نہ جانے پائے ہوئے انتظامات نہ سے
ایک طرح کے حصے میں آ چکی ہے۔ حالت یہ ہے کہ واقعی یہ وقتا فوقتاً
دینی دستور ہمارا ہے لیکن ان جماعت کو قومیت پرستی کے متعلق
ہونے میں سمجھا ایسا ہے جیسا کہ جنگ و عداوت کو محسوس ترتیب الوطنی کی
وحدت کی کے مطابق ہوتے ہیں لیکن وہاں کی گنجائش نہیں۔ اگر کوئی
وفور ذاتی ہے اور جیسے کی نہیں پیدا تنگ نظری بطور خود ہے۔ ان
دراصل کا نہیں باعث ہو سکتا ہے کہ اس حقیقت کے تسلیم کرنے کو بھی
نہیں چاہتے کہ ہر ملک میں ہر ایک جماعت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ
اپنی تہذیبی روایات کے مطابق آزادانہ طور پر اپنی اجتماعی نشوونما کر سکے۔
پھر آپ نے اصل موضوع کی طرف توجہ کی کہ ہندوستان میں مسلم
سیاسیات کا سب سے پہلا نصب العین حیات کیا ہونا چاہئے۔

فرماتے ہیں:-

"یہ مطالبہ مسلمانوں کی اس دلی خواہش پر مبنی ہے کہ انہیں بھی کسی اپنی
نشوونما کا موقع ملے۔ اس لئے کہ وہ مذہب کے مواقع کا حاصل ہونا
اس وحدت قومی کے سوا حکومت میں قریب قریب ناممکن ہے جس کا
نقشہ ہندو راہنما سیاست اپنے ذہن میں لئے بیٹھے ہیں اور جس
مقصود صرف یہ ہے کہ تمام ملک میں مستقل طور پر ہمیں کا غلبہ اور تسلط ہو۔
اس کے بعد اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ یہ مطالبہ کسی جذبہ تعصب و اختیار
پر مبنی نہیں بلکہ دنیا میں حکومت الٰہیہ کے قیام کی آرزو ہی ہے جو مسلمان
کے لئے ایمان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ

حقیقت یہ ہے کہ اسلام تمدن اور تہذیب کے درمیان ایک مستحکم رابطہ
واسطہ ہی کا نام نہیں ہے یہ ایک نظامِ حکومت ہے جس کی حیثیت تکمیلی
میں صلاحیت رکھی گئی ہے کہ وہ ہر حال میں نمو کرتا رہے۔ اور جو تعصب کو ملی
اس نظام کا تصور اس وقت پیدا ہوا تھا جبکہ دنیا میں کسی دوسرے کے لئے
میں یہ نظام کا خیال تک بھی نہ آیا تھا۔ اس نظام کی بنیاد ایک ایسے
اخلاقی نصب العین پر رکھی گئی ہے جس کی رو سے انسانی جذبات
اور رجحانات کی طرح بالکل حقوق نہیں سمجھا جاتا کہ اس کو کبھی اس غلط
منصوبے کو رد اور کبھی اس سے بلکہ ایک ایسی قدر مائل ہستی کہا جاتا ہے
جس کی صحیح تربیت اسی وقت معلوم ہو سکتی ہے جب وہ ایک نظامِ
معاشرتی نظام کی مشینری میں اپنی جگہ پر فٹ ہو۔ وہ اس مشینری کا ایک
فعال پرزہ ہوتا ہے۔ اسلامی تحریک اسلامی خلافت چلانے کے لیے اس کے
حقوق اور فرائض کی وضاحت رسالی عائد ہوتی ہیں۔

اس نصب العین کو ایسے واضح اور پر جوش الفاظ میں سامنے
لانے کے بعد علامہ کے خطرناک حالات کی طرف بھی اشارہ کر دیا تاکہ کہیں
شوق وصل منزل میں ہو تو راہ کے خطرات سے اپنی حفاظت کو بھی ساتھ رکھ کر فرمایا
ہندوستان کی تاریخ میں مسلمانوں پر جو نازک وقت آج آ پہنچا ہے اس
کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے اندر وحدت اتحاد و عمل پیدا کر کے مکمل طور
پر منظم ہو جائیں ان کی یہ تنظیم قومی اسلامی اور ہندوستانی دونوں کے
حق میں مفید ہوگی۔ ہندوستان کی غلامی ایشیا بھر کے لئے مصائب
مصائب کا سرچشمہ رہی ہے۔ اور اس وقت بھی یہی کیفیت ہے اس
غلامی نے مشرق کی روحانیت کو کچل ڈالا ہے۔ اور اس صورت حال کو اگر فنا
خودی کی اس صورت سے یکسر محروم کر دیا ہے جس کی برکت سے
کبھی ایک عظیم الشان اور پر جوش کلچر کی تخلیق کا موجب بن چکی تھی

سرزمین یعنی ہندوستان کے ساتھ جینا اور مرنا وابستہ ہوچکا
ہے۔ اس کی طرف سے ہم پر ایک اہم فریضہ عائد ہوتا ہے کہ اپنے
ہم وطن ایشیا کی طرف سے اور بالخصوص مسلم ایشیا کی طرف سے
بھی کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک ملک میں سات کروڑ فرزندانِ
توحید کی جماعت کوئی معمولی چیز نہیں۔ تمام مسلم ایشیا کے ممالک مجموعی
طور پر بھی اسلام کے لیے اتنی گراں بہا متاع نہیں جتنی اکیلا ہندوستان
کی قیمت اسلام ہے۔ اس لیے ہمیں ہندوستان کے مسئلے کو صرف اس
نقطۂ نظر سے ہی نہیں دیکھنا چاہیے کہ ہندوستان میں اسلام کا کیا
حشر ہوگا بلکہ اپنی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس نقطۂ خیال سے
بھی کہ ہماری موت و حیات کا اثر اسلام پر کیا ہوگا اور ہندوستان
اور ایشیا کی طرف سے جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ آج ہم کچھ
ادا نہیں ہو سکتے جب تک ہمارا نصب العین متعین نہ ہو۔ ہمارا اس
کے حصول کے لیے ہم سب منظم ہو کر جدوجہد کریں۔ ہندوستان کے
برصغیر میں جو حقوق ہیں ہماری مستقل قومی ہستی کا تقاضا یہی ہے کہ ہم منظم
ہوں، متحد ہوں، ہم آہنگ ہوں، ہمارا ایک ہی شیرازہ ہو۔ ان تمام
سیاسی مسائل پر جن کے ساتھ ہماری قسمت کی موت و زندگی وابستہ
ہے جو بہت حد تک اسی طرح انجام پذیر ہوگا ہے، لیکن فرقہ وارانہ مسائل حل ہوں گے
کی طرف سے آئندہ ہمیں ہونا چاہیے کہ کیا حالات کا رخ ہے۔ مستقبل
قریب میں ہندوستان میں شاید ایسے خطرناک حالات پیدا ہوں گے
کہ مسلمانوں کو اپنا مقدر ... کا مقابلہ کرنا پڑے ...
خطرناک حالات میں آزادانہ عمل ... اختیار کر سکتی ہیں۔ جو
حصول مقصد کے لیے قوم کی ... تمام ... ایک منظم
منصب انہیں پر کرنا ... ہوں؟

صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ مسئلہ کی مشکلات کی طرف ہی اشارہ کر دیا
بلکہ اس نبض شناس و دماغ نے یہ بھی بتا دیا کہ قوم میں کس کس چیز کی کمی
ہے فرمایا۔

"میں صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت مسلمانوں کو دو
مصیبتوں کا سامنا ہے۔ پہلی مصیبت ... اقبال کی ...
اور ... کی ... [illegible] ... مسلم قوم میں ... کی
نے جیسا کہ ... کے طالب علموں کو مخاطب کرتے
ہوئے کہا تھا ... حضرات ہیں جنہیں ...
فیض کی ... یا ... اشاعت ... کی بنا پر ایک طرف ... علم
کی ... اور ... کے ... بصیرت ... حاصل ہے اور
دوسری طرف ... تاریخی ... آپ کی نگاہوں کے سامنے
... اور ... حقیقت ... ہوتے ہیں ...
... پیدا کر دیے ہیں۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ ...
کی ... ہے ... جب ... کے ... سکتا۔
دوسری مصیبت جو مسلمانوں کو تباہ کر رہی ہے کہ ان کے دل سے
... جماعت ... کا نتیجہ ہے کہ افراد اور مجموعے
... اگر ... ہے ... ایمان کا کوئی
... کی ... استعمال کر کے ... ہے ...
... ہیں ... سے ...
ہی کرتے ہیں ... جماعت
... نقصان ... کر ...
... اصول ... جماعت کا ...
... اصول ہے ... وسعت ... ہے کہ

کوئی گروہ یا فرقہ اس حد تک سرکش نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمانوں کی جماعت سے کٹ جائے لیکن سیاست کے دائرے میں یہ تمنا اس امر کی متقاضی ہے کہ واقع ہے تمنا جب کہ ترک کی زندگی کا مقصد ہیں، تمام جملہ ہے جو فرض کرتا کو کے زندہ رہتا ہے۔

یہ ایک نئی، نازک تمنا جو ہندوستان کی فضا میں تلاطم پیدا ہوئی ہے ایک ایسا نصب العین تھا جو ہندی مسلمانوں کے سامنے رکھا گیا۔ ہنگامہ آرائی کے اس دور میں، اس پر کان دھرنا کسی نے نہ ضروری سمجھا تھا لیکن اصل ظاہر ہے کہ بنا نہ کسی نے شاعر کا تخیل کہا اور اس صدی کے جریدے کا دور کے شور و غوغا میں گم ہو کر رہ گئی۔

لیکن اسی نصب العین کو جسے ١٩٣٠ء میں ایک مرد مومن (علامہ اقبال) نے خراج کی تعبیر کے ساتھ ایک لاکھ کے مجمع میں دہرایا اور آج ایک زندہ حقیقت بن کر دنیا کے سامنے پاکستان کی شکل میں موجود ہے۔

# اقبال کا ایک خط

حضرت علامہ اقبال کا ایک خط جو آپ نے ١٩٣٧ء میں قائد اعظم کو لکھا اس سے یہ امر بخوبی نمایاں اور واضح ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کو کیسی اسلامی مملکت بنانا چاہتے تھے اور کیسا اسلامی نظام پاکستان میں دیکھنے کی تمنا و آرزو رکھتے تھے اور ان کی نگاہ زمانے کے تقاضوں کو کیسے بھانپ گئی تھی۔ آپ لکھتے ہیں:

"سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کے افلاس کا علاج کیا ہے۔ لیگ کا مستقبل اس سوال کے حل پر موقوف ہے۔ اگر لیگ نے اس بارے میں کچھ نہ کیا تو مجھے یقین ہے کہ عوام اس سے اسی طرح بے تعلق رہیں گے جس طرح اس وقت تک لاتعلق رہے ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اسلامی آئین کے پاس اس مسئلہ کا

حل موجود ہے۔ اس آئین کو دورِ حاضر کے تصورات کی روشنی میں نشو و نما
(DEVELOPMENT) دی جا سکتی ہے۔ اسلامی آئین کے طویل اور
غور سے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر اس نظام کو اچھی طرح
سمجھ کر نافذ کیا جائے تو اس سے بہتر کوئی اور نظام سامنے نہیں آ سکتا۔ معاش
(SUBSISTENCE) کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ ہندوستان کے پاس
مسئلہ کا کوئی حل نہیں۔ اگر مزدور طبقہ نے اشتراکیت (SOCIALISM)
(DEMOCRACY) کو اپنے اوپر قبول کر لیا تو ہندو حکومت کا خاتمہ
ہو جائے گا۔ لیکن اسلام کے لیے اشتراکی جمہوریت کو ایک مناسب
انداز سے قبول کر لینا جس سے اس کے اصولوں سے ٹکراؤ نہ ہو
ہی کسی تبدیلی کے خواہاں نہیں ہیں بلکہ اس سے مفہوم پورا کیا جائے
گر پھر اس ... میں اختیار کر سکتے ہیں۔ جیسا وہ ...
اب ہم یہاں قائداعظم کے اس خطاب سے اقتباس پیش کرتے ہیں جو آپ نے فرنٹیئر مسلم
سٹوڈنٹس فیڈریشن کو ۱۹۴۵ء میں فرمایا۔ آپ کے سامنے ...
جس سے قائداعظم کی اسلام شناسی کی واضح ہو جائے گی۔ ...
بھی پتہ چل جائے گا کہ مملکت پاکستان میں قائداعظم کس نظام ...
نافذ کرنا چاہتے تھے اور پاکستان کے ... کی تک و تاز ...

## فرنٹیئر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن جرنل ۱۹۴۵ء

پاکستان سے ہمارا مطلب یہی نہیں ہے کہ ہم غیر ملکی حکومت سے آزادی چاہتے
ہیں۔ اس سے حقیقی مراد مسلم آئیڈیالوجی ہے جس کا تحفظ نہایت ضروری
ہے۔ ہم نے صرف اپنی آزادی کو ہی حاصل نہیں کرنی، ہم نے اس قابل بھی
بننا ہے کہ ہم اس کی حفاظت کر سکیں اور اسلامی تصورات اور اصولوں
کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

# پاکستان

[illegible] منشاء [illegible] فہیم قوم نے حکیم الامت علامہ اقبال [illegible] پاکستان کا جامہ پہنایا وہ [illegible] ہوشیار [illegible] رحمت علی مرحوم تھے۔ چودھری صاحب [illegible] ایک [illegible] پاکستان [illegible] جلسہ عام [illegible] مسلمانان ہند کی حاصل کرده اس [illegible] مملکت کو چودھری صاحب مرحوم کا دیا ہوا [illegible] نام [illegible] چودھری صاحب نے پاکستان کی اسکیم کے لیے اپنی طرف سے ایک خاکہ بھی پیش کیا تھا۔
[illegible] مسلمانوں کی اس مملکت کے حصول کی تڑپ [illegible] ایک نمایاں [illegible] جہاں اللہ کی [illegible] وہاں ان کی [illegible] مسلمانوں کے انگریزی خواں طبقہ میں [illegible] ایک [illegible] آپ کا خلوص [illegible] اس منزل حیات کو [illegible] حضرت قائد اعظم کی قیادت میں مسلمانان ہند نے [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] چودھری رحمت علی صاحب مرحوم [illegible]
[illegible]
[illegible]

ہندوستان کی تاریک فضا میں ان کا پیغام پہلی بار ابھرا تو ایک گروہ کا تصور
پاکستان کی تجاویز پیش ہوئیں۔ ایک کا نام پاکستان ہے جس کا ہندوستان
سے کم رہی گئے پاکستان۔ یہ اعلان ظفر مرحوم ہی کے لیے تھی کہ اس
تصور کی حکومت کراں کا تجزیہ کر کے نام پاکستان دیا جائے۔ چودھری صاحب
مرحوم کے مرقد پر خدائے رحیم و کریم رحمت کی بارش برسائے۔ دراصل وہ ہند
مسلمان کی جدوجہد کا دل تھے جن کی سرفرازی و سربلندی کے لئے قبلہ و مقصود
رہتا تھا۔ تحریک کو عملی سے منور کر دے۔ ایسے لوگ جو مردہ قوموں کی رگوں
میں زندگی کا خون دوڑا دیں مرتے نہیں۔ ان کی موت میں جاوداں زندگیاں
پوشیدہ ہوتی ہیں۔ پاکستان جب تک صفحہ زمین پر قائم رہے گا چودھری
صاحب کا نام بھی زندہ رہے گا۔

اب ہم ان چند لیڈروں کے خیالات پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے
سیاست ہند کی گتھیوں کا حل یہی سمجھا اور اس حقیقت کا برملا اظہار بھی کیا
کہ ہندو اور مسلمان ایک قوم نہیں ہیں بلکہ دو قومیں ہیں۔ ان حقیقت پسند
ہندوؤں نے ہندی مسائل سیاست کا حل یہ قرار دیا کہ ہمیں کھلے دل سے
یہ اعتراف کر لینا چاہیے کہ مسلمان ہندوؤں سے ایک الگ قوم ہیں۔

## مسٹر این۔ سی۔ دت

مسٹر این۔ سی۔ دت سابق رکن آل انڈیا کانگریس کمیٹی، کا ایک بیان
یکم فروری ۱۹۴۰ء کے مدینہ و دیگر اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ [illegible]
یہ واضح ہے میرا خیال ہے کہ ہندو مسلم مسئلہ کا حل یہی ہوگا کہ ہندوستان
میں ہندو مسلمانوں کو دو قومیں سمجھ لیا جائے۔ اور پھر دو قوموں کی حیثیت
سے ان کے ساتھ متحدہ قومیت کا خیال ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دل سے نکال
دیا جائے۔ مسٹر جناح [illegible] کا [illegible] ہوتے [illegible]

قومیت کے تصور کو مغرب کے نقطہ سے تعبیر کرکے جس خیال کا اظہار کیا ہے وہ میرے خیال میں اب نہیں تو کل حقیقت بن کر رہے گا۔

بہرحال اگر یہ چیز بھی جلد طے ہو جائے تو کچھ برا نہیں [illegible] مسلمانوں کے کروڑ [illegible] کی طرح اگر ہندوستان [illegible] مسلمانوں کی اکثریت [illegible] خود حیثیت [illegible] کے مجموعہ ہو جائے اور مسلم اکثریت [illegible] اکثریت کے علاقے [illegible] اور [illegible] گرو بندی کے ساتھ ان میں مسلمان [illegible] تب بھی ہندوستان کا [illegible] سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں پاکستان کے خیال کو [illegible] البتہ اس میں مناسب ترمیم اور اصلاح کر کے اسے [illegible] بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

# لالہ لاجپت رائے کا خط

## ——— بنام ———

## مسٹر سی۔ آر۔ داس

[illegible] کچھ عرصہ سے میرے لیے [illegible] اضطراب جاری ہے [illegible] مسلم اتحاد کا مسئلہ ہے [illegible] چاہتا ہوں کہ آپ کی [illegible] [illegible] گزشتہ [illegible] اپنے وقت کا بیشتر حصہ اسلامی تاریخ اور اسلامی قوانین کے مطالعہ میں صرف کیا ہے اور [illegible] یہ ہے کہ یہ چیز [illegible] ہندو مسلم اتحاد [illegible] [illegible] نہ بھولے۔ وہ مسلمان [illegible] تعاون [illegible] اگر ان کے خلوص نیت کو تسلیم بھی کر لیا جائے پھر [illegible] اس چیز کو ہندو مسلم اتحاد کے [illegible]

میں ایک زبردست رکاوٹ ثابت ہوگا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے کلکتہ میں اپنی اس گفتگو کا جو اس باب میں حکیم اجمل خاں صاحب اور ڈاکٹر کچلو سے ہوئی تھی آپ سے ذکر کیا تھا۔ ہندوستان میں حکیم صاحب سے زیادہ روشن خیال کوئی مسلمان نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حکیم صاحب یا کوئی اور مسلمان راہنما قرآن کی تعلیم کے احکام پر خط تنسیخ کھینچ سکتا ہے۔ خدا کرے کہ اسلامی قوانین کے مطالعہ کے بعد جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں وہ غلط ہو مگر جیسے دل کی تسکین کو اس کے کہنے سے زیادہ صحیح بات کوئی نہ ہوگی لیکن میرا خیال ہی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم (ہندو اور مسلمان) انگریز کے مقابلے کے لیے تو متحد ہو سکتے ہیں لیکن برطانوی طرز حکومت کے مطابق ہندوستان میں نظام حکومت قائم کرنے کے لیے ایسا اتحاد ناممکن نظر آتا ہے اس کو دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہوگا کہ ہم ہندوستان میں جمہوری طرز حکومت قائم نہیں کر سکتے تو پھر اس کا علاج کیا ہے؟

میں ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں سے خائف نہیں ہوں لیکن ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں اور ان کے ساتھ افغانستان وسط ایشیا، عرب، عراق اور ترکی کے مسلح لشکروں کی تاب ہم نہ لا سکیں گے۔ میں تہہ دل سے ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت کا قائل ہوں اس کے ساتھ میں مسلمان راہنماؤں پر اعتماد کرنے کو بھی تیار ہوں لیکن قرآن و حدیث کے احکام کو ہم کیا کریں گے۔ مسلمان راہنما اس پر تو خط تنسیخ نہیں کھینچ سکتے۔ تو کیا ہماری تباہی تقدیر میں ہے؟ امید ہے کہ آپ کا دماغ اور آپ کا ذہن رسا اور قلب بصیر اس مشکل کا کوئی حل تجویز کر سکے گا: (اخبار [illegible] ۱۹۲۳ء)

اندازہ فرمائیے ناظرین کرام کہ یہ چند کتاب و سنت کے مطالعہ

وانھوں نے لا محالہ تراجم کے ذریعہ کیا ہوگا کس نتیجے پر پہنچا ہے اور ہمارے عدیم المثال کے مایۂ ناز ابوالکلام آزاد صاحب متحدہ قومیت کے سرشار ہو کر

[illegible] حدیث و تفسیریں    بہ مزد [illegible] تفسیر دین

تفسیر ہی جانتے ہیں ہم آپ سے پوچھنا چاہیں گے کہ متحدہ قومیت کے جواز کے لیے ان کی تحقیق یہی ان کے ید بیضا سے کس قدر برعکس اور متضاد ہے۔ اس بات پر حیرت ہے کہ لالہ لاجپت رائے کو چند ماہ کے مطالعہ سے اسلامی تعلیم سے متعلق جو بات نظر آگئی وہ ہمارے اجارہ داران علوم دینی کو ساری عمر کے مزعومہ تجزیہ و تفحص کے باوجود نہ آسکی اور اگر متحدہ قومیت کے قائل ہونے سے قبل کچھ بصیرت قرآنی تھی بھی تو وہ ہندو میں مذہب کی نذر ہو گئی۔ اصل میں فرق یہ ہے کہ لالہ جی نے ان چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ملا جی انھیں مہاتما گاندھی جی کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ اس عالم میں دونوں کا ایک نتیجے پر پہنچنا محال ہے۔

## اعترافِ حقیقت

### بھائی پرمانند کا بیان

"حالانکہ مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے اگر دیکھا جائے تو مسٹر جناح نے جو کچھ کہا ہے وہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ مرکزی اسمبلی کے مسلمان ممبر ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے نمائندہ ہوتے ہیں اور ان کے ووٹ [illegible] سمجھا جائے تو اس بات کے لیے کسی اور ثبوت کی ضرورت [illegible] کہ مسٹر جناح واقعی ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے [illegible] نمائندہ [illegible] کچھ عرصہ ہوا مہاتما گاندھی جی نے کہا تھا [illegible]

[illegible]

کانگریس شروع ہی سے مسلم لیگ کے ساتھ تمام معاملات اسی بنا پر طے کرتی رہی ہے کہ مسلم لیگ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے [illegible] میں جب [illegible] تحریک خلافت کے زمانہ کے ساتھ ملاپ پیدا کیا تھا لیکن وہ تحریک ختم ہو گئی۔ اس کے بعد پھر مسلم لیگ ہی کو وہ حیثیت [illegible] مسلمانان ہند [illegible] ہے جس طرح کہ خود کانگریس تمام ہندوستانیوں کی نمائندگی کا دعویٰ کرتی ہے۔

مسلم لیگ کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں [illegible] آئین کے [illegible] کار کر صرف ایک چیز کہتا ہے [illegible] کہ وہ [illegible] کانگریس کی تحریک کو تحریک خلافت کی طرح ختم کر دیں اور ہندو [illegible] شامل ہو جائیں یا اس حقیقت کا کھلم کھلا اقرار کر لیں کہ کانگریس بھی ہندوؤں کی ایک جماعت ہے اس کے سوا کوئی دوسری [illegible]

(ہندوستان ٹائمز [illegible])

## ایم - این رائے

"ہم ہندوستانی قومیت کی تقسیم کی اسکیم کے خلاف مسلمانوں کے اتحاد کی [illegible] ہندی کو [illegible] سمجھتے ہیں لیکن ہم کانگریس [illegible] کر [illegible] کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کا [illegible] کی قربت [illegible] کے [illegible] کر [illegible] حاصل ہوتی ہیں [illegible] کہ [illegible] کانفرنس کا [illegible] لیکن [illegible] ایک [illegible] تحریک ہو گی اگر [illegible] کوشش کی گئی کہ [illegible] پیش کیا جائے [illegible] مسلم لیگ کے [illegible] جماعت [illegible] مسلم لیگ کی [illegible]

کر گفتار فتنی کی کوشش سے کچھ فائدہ نہیں۔ مسلم لیگ آج اس ملک کے
مسلمانوں کی بڑی نمائندہ جماعت ہے۔ پاکستان ریزولیشن یا
آزاد کانفرنس اس حقیقت کو کبھی اوجھل نہیں کر سکتے ؟

(زمانہ [illegible])

## ایک ڈرامہ

یہ آزاد مسلم کانفرنس کے نام پر ایک ڈرامہ کھیلا گیا تھا جس کے کردار خان بہادر اللہ بخش، مجاہد الحسن سرحدی، مولانا حفظ الرحمٰن، مولانا حبیب الرحمٰن، حافظ محمد ابراہیم، محمد [illegible]، عبداللہ القاضی بنگال، مفتی کفایت اللہ، مفتی محمد نعیم لدھیانوی، [illegible] وغیرہ تھے۔ اس کانفرنس کا ذکر تفصیل سے آئندہ کسی مقام پر ہوگا یہاں صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جس حقیقت کا اعتراف چند مہینے [illegible] حقیقت کے نام پر کس کس طرح برملا کرتا ہے۔ [illegible] اس کا تجربہ صحیح کر رہے ہیں یہ آزاد اور مکمل [illegible] مسلم کانفرنس [illegible] مرکزی مقام پر [illegible] ہوئی تھی یا معروف مجلس جاری رہی۔ اس کے فیصلوں پر [illegible] جناب صاحب کی طرف سے تحریک و تقلید کا [illegible] حصول ہوا تھا؟

([illegible])

## مسٹر سنتیہ مورتی

"تقسیم یا مخلوط حکومتوں کی تشکیل کا مقصد ہے اس لئے کہ کانگریس مسلم لیگ کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت کسی طرح قائم کر سکتی ہے جس میں لیگ کا نصب العین [illegible]"

([illegible])

# مسٹر ایم۔ این رائے

— اور —

## متحدہ قومیت

مسٹر ایم۔ این رائے نے اپنے ایک لیکچر میں فرمایا ہے۔
"اگرچہ سیاسی مصالح کی خاطر ہم ہندوستان کی تحریک کو ایک قومی تحریک
اور ہندوستان کو ایک قوم کہہ دیتے ہیں لیکن ایک سائنس دان اور ایک
مورخ کی حیثیت سے ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ بجز اس کے
کہ جغرافیائی اور سیاسی اعتبار سے ہندوستان کو ایک وحدت کہا جا
سکے اور وہ بھی اس لیے نہیں کہ یہاں پر یہ وحدت کا رشتہ کسی اتحادی
یک جہتی کی بنیاد پر قائم ہے بلکہ اس لیے کہ ایک خارجی قوت نے خواہ مخواہ
اس رشتہ کو ہم پر مسلط کر رکھا ہے (اس حکومت کے علاوہ) ہندوستان
کو کبھی ایک قوم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تکنیکی مصالح کی خاطر بتلا تو
جا سکتا ہے انہی مصالح کے سے ایک متحدہ قومیت ہے ...... ہندوستان
میں جمہوری ریاست کبھی ایک سلطنت نہیں رہی ہاں کبھی اس کا بیشتر حصہ تک
ہر کا کر نام کا تمام ہندوستان پر اس کا تسلط رہا ہو تو حقیقت نہیں یہ ایک قومیت
کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ قدیم ہندوستان کی سلطنتیں تو اس کی موجودہ
حدود سے بھی (جو کہ بہت سیل بھی نہیں) دور اس کے برعکس خود ہندوستان
کے بعض حصے ان سلطنتوں کی حدود سے باہر رہا کرتے تھے۔ جب حقیقت
یہ ہے تو پھر قومیت "حسیت" کا جذبہ کیونکر صادر ہو جو ہندوستان کو ایک وحدت
تسلیم کرا دیا جائے۔ صرف سیاسی حیثیت سے نہیں بلکہ کلچرل اعتبار سے
بھی یا ہم کوشش کر ہندوستان کی مختلف قوموں کو ان کی نسلی، ثقافتی اور
دیگر اختلافات کے باوجود ایک قوم بنا دیا جائے۔ بجز اس کے ... ہم

ہیں۔ یہ وہ مسائل نہیں جنہیں محض فرقہ پرستی کا سبب بتا کر محض زبانی فراخ دلی سے حل کر دیا جائے۔

## اعتراف

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور نے گورو کل یونیورسٹی کے کانووکیشن ایڈریس کے دوران میں کہا۔

"ہمیں بحیثیت قوم اپنے آپ سے اچھی طرح آگاہ ہونا چاہیے۔ یہ بالکل درست ہوگا اگر کہا جائے کہ کسی قوم کی دولت کے صحیح معنی یہ ہیں کہ وہ قوم اپنے کل افراد سے کماحقہ تمام وجوہات سے اچھی طرح واقف ہو۔ لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری اکثریت کو ہندوستان کے متعلق کچھ علم ہی نہیں اور نہ ہی اس علم کے اکتساب کی تمنا ہی ہے۔ ہم اپنے سیاسی کاموں کے لیے متحدہ قومیت کا فرضی تصور لے کر بیٹھے ہیں اور اس بات کا یقین کر لیتے ہیں کہ واقعی متحدہ قومیت پیدا ہو گئی اور یوں اپنے آپ کو سیاست کی اس افسانوی دنیا میں محو چھوڑ دیتے ہیں جو خود ہماری ہی پیداوار ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں خود اپنے ملک میں بھی تمام نوع انسانی کے ساتھ بہت کم دلچسپی ہے۔ سیاسیات اور معاشیات کے متعلق نیم کردہ مباحث ہمارا شعار ہو گیا ہے۔ ہم نظری مسائل کی فضاؤں میں اڑتے رہتے ہیں اور تصورات کی پروازوں میں خاک چھانتے پھرتے ہیں لیکن کبھی کوشش نہیں کرتے کہ اپنی معاشرتی حدود سے نکل کر اپنی ہمسایہ قوم یعنی مسلمانوں کے قریب ہو جائیں اور خود معلوم کریں کہ ان کے خیالات و احساسات کیا ہیں اور ان کا اسلوب زندگی کیسا ہے۔"

([illegible])

[illegible]

## مسٹر ایمری

مسٹر ایمری نے لندن میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"مسلمانوں کے خطرات کو مٹانے کے لیے یہی صورت پیدا کی جائے گی یعنی صوبجات کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دے دیے جائیں اور مرکز سے ... صوبجات کی تقسیم کی جائے اور جن ... صوبجات کو مرکز کو حصہ دار کیا جائے؟"

(اسٹیٹسمین ۱۲ دسمبر ۱۹۴۰ء صفحہ)

## تقریر وائسرائے

۱۶ دسمبر ۱۹۴۰ء کو کلکتہ میں ایسوسی ایٹڈ چیمبرز آف کامرس کے سالانہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے اسی حقیقت کا اعتراف کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ

"ہندوستان کے حالات موجودہ حکومت کا نظم اور جمہوری طرز کی حالت سے بالکل مختلف ہیں۔ یہ سراسر حماقت ہوگی۔ اگر ہندوستان کے آئینی مسائل کو حل کرتے ہیں یہاں کی بڑی بڑی جماعتوں اور دنیا کی ... کے نظریے کو، ان کی تہذیب، ثقافت، ان کی قومی روایات اور ان کے مذہبوں کے اختلافات کو مدنظر رکھتے ہوئے خاص حالات کے مطابق نئی صورت پیدا کی جائے" (اسٹیٹسمین ۱۸ دسمبر ۱۹۴۰ء صفحہ ۹)

ہندو بھی اقرار کرتا ہے اور انگریز بھی مانتا ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات حقیقت پر مبنی ہیں۔ لیکن اگر آج آسمان کے نیچے کسی کو اس حقیقت سے انکار ہے تو وہ خدا کے فضل سے نیشنلسٹ مسلمان ہے۔

قوم قوم اور ہندو ہندو حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

اب ہم مجلس ترانہ خطوط جن میں پنڈت جواہر لعل نہرو نے انگریزی

حصہ اوّل و دوم (دو کتابوں) میں شائع کیا ہے اور عبدالمجید الحریری ایم اے ایل ایل بی نے اردو میں ترجمہ کیا ہے اور جو قیام پاکستان کے بعد ہندوستان میں چھپا ہے۔ دراصل یہ انہی خطوط کا مجموعہ ہے جو [illegible] پنڈت نہرو نے دوسرے لوگوں کو لکھے یا دوسرے لوگوں نے نہرو کو لکھے۔ ہم ان خطوط میں سے جو متعلقہ موضوع سے مناسبت رکھتے ہیں نذر قارئین کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

۲۰۔۱۔ ایم۔ اے جناح
بیٹنگس روڈ، ۱۷ مارچ ۱۹۳۸ء

## پیارے پنڈت جواہر لعل نہرو

آپ کا خط مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۸ء پہنچا۔ آپ کے پہلے خط مورخہ [illegible] سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ ہندو مسلم اتحاد کو فروغ دینے کی غرض سے ذاتی تعلق بنانا چاہتے ہیں جب میں نے اس خط کے جواب میں آپ کو لکھا کہ یہ مسئلے خط و کتابت سے حل نہیں ہو سکتے اور [illegible] مرغوب و مناسب ہوگا تب آپ نے اپنے جواب مورخہ [illegible] میں ایک فہرست اُن مسئلوں کی مرتب فرما کر مجھے بھیجی جو میری [illegible] اور بعض اُن تقریروں سے جو بیان کی جاتی ہیں [illegible] سے کوئی تعلق اُس سوال سے رکھتی ہیں [illegible] کا اقتباس ہے۔ آپ ان باتوں پر [illegible] اور اب بھی آپ کی یہی رائے ہے کہ ان معاملات پر [illegible] کوئی تکلف نہیں ہو سکتے [illegible] بیان کر چکا ہوں [illegible] کوئی [illegible] نہیں رکھتا۔

جس سوال سے ہماری گفتگو شروع ہوئی تھی [illegible]

میرا علم ہے مسلمانوں کے مذہب، کلچر و زبان، مخصوص پرسنل قوانین
اور قومی زندگی اور مسلم لیگ کی حکومت اور نظم و نسق میں ان کے سیاسی
حقوق سے متعلق ان کے جملہ مفادات اور حقوق کے تحفظ کا تمام متعدد
اور مختلف تجویزیں اسی لیے پیش کی گئی تھیں جو ایک خوف مسلمانوں کو مختلف
گروہوں کی اور دوسری طرف کانگریس فرقے میں احساس غلط فہمی پیدا
کر دیں گی۔ آپ اپنے تین جواب خط میں فرماتے ہیں کہ ایسے موجب
حیرت تھا۔ مگر وہ معاملات کیا ہیں جو موضوع تحریک سے متعلق رکھتے
ہیں اور جو متنازعہ ہے کہ نہیں کانگریس [illegible] مسئلے کی ہم بات بھی ہیں سمجھتا
ضروری تھا شاید نہیں۔ اگر ایسا ہے تو میں مستحق ہوں کہ مجھے آگاہ کیا جائے
اگر آپ مجھے بتا سکیں کہ کون کون سی ایسی باتیں [illegible] ہیں تو مجھ پر
یا کوئی ایسی تقریر جو مجھے سنائی گئی ہیں [illegible] تو میں شکر گزار
ہوں گا۔

خدا کرے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

آل انڈیا مسلم لیگ [illegible] سے متعلق نظر ان چند گذشتہ
سالوں میں بہت سی باتیں ایسی ہو گئی ہیں جن سے صورت حال بدل
گئی ہے جہاں تک آپ سے اتفاق ہے اور متعدد اور مختلف تجویزیں
اخباروں میں وہ بھی ہو گئی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ یا مسٹر
[illegible] تو آپ کی نقل ایک مقالے کے بجز
[illegible] مسلمانوں کی آنکھیں سے اس میں شائع ہوئی ہے
[illegible] کے لیے قابل ملاحظہ ہے [illegible]
فرمائیے [illegible] تو یہی شائع ہو چکے [illegible]
[illegible] اعلان [illegible] بحث کی گئی ہے [illegible]
[illegible] اس اعلان [illegible]

ذیل کے اقتباسات آپ کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔

"میں نے اس تمام ہنگامہ اور قتل و غارت کو [illegible] دیکھا اگر جہاں کچھ موجود تھے تو وہاں کسی کو کیا نظر آئے گا؟ [illegible] جلیانوالہ باغ [illegible] کے خونریز [illegible] ہیں [illegible] پیش کی گئی ہیں، صورت موجود کے خیال سے تعلق [illegible] جو آپ کی نظر سے مشترکہ [illegible] ملاقات بھی [illegible] جس میں [illegible] ایسے [illegible] کا ذکر کرے جن کو مسلم لیگ کی طرف سے مطالبہ ہوگا [illegible] کا مشورہ دیا۔"

ایسا اس [illegible] واضح کر دینے کو کافی ہے کہ اب [illegible] تجویز [illegible] پیش کی جائے گی [illegible] تحریری [illegible] پیش کیے جائیں گے [illegible] غالب یا [illegible] ہے۔ ایسی تمام تجویزوں کا تحلیل و تجزیہ کرنا [illegible] فرض ہوگا [illegible] کسی جماعت یا فرقے سے تعلق رکھتا ہو [illegible] اس کو اپنا کام [illegible] اور صورت حال کا جائزہ لے کر مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان ایک معاہدہ کرا دے اور ایک فرقہ [illegible] سوال سے تعلق [illegible] جس جماعت یا فرقے سے تعلق رکھتے ہیں، ہم دونوں کو یکساں طور پر [illegible] لیکن اگر آپ [illegible] ہیں کہ [illegible] تجویز [illegible] ایک سیاسی [illegible] حیثیت سے [illegible] فرض سے [illegible] [illegible]

سے مزید خط و کتابت کروں۔ لیکن اگر آپ کا اب بھی اس پر اصرار ہے کہ جیسا آپ کے خط کے ان جملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیاز ذہنی مباحث، اس سے بیشتر کہ وہ کوئی طریقہ کار مرتب کر سکے یا کوئی اقدام کی تاریخ کے، صفائی اور وضاحت چاہتا ہے۔ ابہام یا حقیقی تنقیح طلب امور سے پہلو بچانا تشفی بخش نتائج تک نہیں لے جا سکتا۔ یہ بات واقعی مجھے عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ میرے بار بار درخواست کرنے پر بھی مجھے یہ نہیں بتایا جاتا کہ وہ کون سے تنقیح طلب امور ہیں جن پر غور و فکر کرنا ہے۔ اس کو یہ شکل صورت حال کا کوئی صحیح بیان یا اس کی کوئی معقول تعبیر کہا جا سکتا ہے؟ اس صورت میں میں درخواست کروں گا کہ آپ کانگریس کو آمادہ کریں کہ وہ اس مسئلے پر مجھ سے رسمی خط و کتابت کرے اور تب میں اس معاملے کو آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے سامنے رکھوں گا۔ اور میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ نے خود ہی کہا ہے۔ کہ آپ کو کانگریس کا صدر نہیں، جس سے مجھے صدر کی نمائندہ حیثیت حاصل نہیں ہے۔ ہاں اگر میں اس معاملے میں کوئی مدد کر سکتا ہوں تو میری خدمات کانگریس کے حاضر ہیں۔ شاید میں اور بھی بڑی خوشی کے ساتھ "بہت" بکرانہ معاملات پر گفتگو کروں گا۔ جہاں تک میرا آپ سے ملنے اور ان معاملات پر آپ سے گفتگو کرنے کا تعلق ہے مجھے یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ مجھے اس میں تو خوشی اور مسرت ہوگی۔

آپ کا مخلص

دستخط - ایم۔ اے جناح

(مجموعہ خط و کتابت حصہ دوم صفحہ ۴۹ تا ۵۰)

جب مسلم لیگ نے نہرو رپورٹ اس بنا پر مسترد کی کہ کانگریس نے آئین میں
متعلقہ اور مناسب تجاویز و ترمیمات کو نہ مانا۔ تو قائداعظم نے اپنی طرف سے

چودہ نکاتی پروگرام پیش کیا اور پھر اعلان کیا کہ ہندوستان کے آئین کی کوئی سکیم بھی مسلمانوں کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوگی جب تک مندرجہ ذیل اساسی نکات پر عمل درآمد نہ ہوگا اور اس آئین میں ان کے حقوق اور مفادات کا تحفظ نہ ہوگا۔

## چودہ نکات

۱- جو بھی آئین ہو فیڈرل ہو اور بقایا اختیارات صوبوں کے ہاتھ میں ہوں۔

۲- تمام صوبوں کو مساوی طور پر خود مختاری حاصل ہو۔

۳- مجالس قانون ساز اور دیگر منتخب اداروں کو ایسے واضح اصول پر تشکیل کیا جائے جس میں کسی صوبے کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیے بغیر یا اسی کو مساوی سطح پر لائے بغیر تمام صوبوں کی اقلیتوں کی کافی نیابت اور مؤثر نمائندگی ہو۔

۴- مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی نیابت ایک ثلث سے کم نہیں ہوگی۔

۵- فرقہ وارانہ نمائندگی جداگانہ طریق انتخاب کے ذریعہ جس طرح کہ اب ہے اسی طرح جاری رہے گی۔ اگر کوئی فرقہ کسی وقت جداگانہ طریق انتخاب کو مخلوط طریق انتخاب کے حق میں ترک کرنا چاہیے تو وہ کر سکے گا۔

۶- اگر کسی وقت ملک کی تقسیم کی جدید حد بندیوں کی ضرورت پیش آئی تو یہ عمل کسی حالت میں پنجاب، بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں مسلمانوں کی اکثریت پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

۷- مکمل مذہبی آزادی یعنی تمام جماعتوں کو اپنے عقائد، طریق عبادت، معمولات، رابطہ، انجمن سازی، تعلیم و تبلیغ وغیرہ میں مکمل آزادی حاصل ہو

۸۔ کوئی بل یا ریزولیشن یا اس کا کوئی حصہ کسی مجلس قانون ساز یا کسی منتخبہ ادارہ میں پاس نہیں کیا جائے گا اگر کسی بھی قوم کے تین چوتھائی ممبران اس کی اس بنا پر مخالفت کریں کہ یہ بل یا ریزولیشن یا اس کا کوئی حصہ اس قوم کے مفاد کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا یا بصورت دیگر ایسے معاملات کو سلجھانے کے لیے کوئی اور عملی طریقہ ڈھونڈ نکالا جائے۔

۹۔ سندھ کو بمبئی پریذیڈنسی سے علیحدہ کر دیا جائے۔

۱۰۔ دوسرے صوبوں کی طرح بلوچستان اور شمالی مغربی سرحدی صوبہ میں اصلاحات جاری کی جائیں۔

۱۱۔ آئین میں ایسی گنجائش کا اہتمام کیا جائے جس سے عام ملازمتوں کے ساتھ سرکاری ملازمتوں اور خود مختار اداروں میں قابلیت کا لحاظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کو مناسب حصہ ملے۔

۱۲۔ آئین میں مسلمانوں کی تہذیب، تمدن، زبان، تعلیم، مذہب، پرسنل لاء اور اوقاف کا تحفظ اور ان کی ترقی اور امداد کے لیے حکومت اور مقامی اداروں کی امداد میں مناسب حصہ ملے۔

۱۳۔ مرکزی اور صوبائی وزارتیں اس وقت تک قائم نہ کی جائیں جب تک کہ ان میں کم از کم ایک تہائی وزیر مسلمان نہ ہوں۔

۱۴۔ مرکزی مجلس قانون ساز آئین میں فیڈریشن کی تشکیل کرنے والی ریاستوں کی رضامندی کے بغیر ہندوستانی آئین میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گی۔

ان چودہ نکات سے قارئین یہ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اس وقت تک قائد اعظم صرف اس بات کے خواہاں تھے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے قرارداد تھی ویسے بھی ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۵ء تک کا زمانہ مسلمانوں کے سخت انتشار کا زمانہ تھا [illegible]

تحریک پاکستان کے اسباب و علل کے نقوش و خطوط واضح ہوتے اور نمایاں
ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ چند نکات اس لیے سامنے لائے گئے ہیں کہ جناح
کے پچھلے خط کا مقصد اور مدعا واضح ہو جائے۔ اب یہ خط بھی ملاحظہ فرمائیے۔

۲۰۸، ۱۰، اورنگ زیب روڈ
دہلی، ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۹ء

## بنام جواہر لعل

### ایک اقتباس

مجھے یہ عرض کر دینا چاہیے تھا کہ مسٹر جناح سے میں نے خود اہم باتوں
کا صراحت سے ذکر کر دیا تھا۔ مثلاً یہ کہ مسلم لیگ کا کانگریس کے مطالبہ
آزادی کی تائید کرنا بے حد ضروری ہے۔ مگر [illegible] دعویٰ کرنا چھوڑ دیں کہ یہاں
دو قومیں بستی ہیں۔ ایک ہندو اور دوسری مسلمان۔ میرے اس مطالبے
کا انھوں نے کوئی خاص جواب نہیں دیا۔ مگر جیسی کہ ان کی عادت ہے،
انھوں نے نہ تو اس سے کوئی اختلاف ظاہر کیا اور نہ رد کیا۔ اس کے
برعکس گفتگو جاری رہی اور مطالبہ اور طریقہ کار دونوں کے لحاظ سے
دوستانہ اور خوشگوار تر ہوتی گئی۔ کاش کوئی اس بات کو باور کر سکتا
کہ انھوں نے وہ چند خیالات کا اظہار کرنے کے بعد معاملے کو اس طریقے
سے میرے سامنے رکھا اس کے پیش نظر ان کے ساتھ کسی فیصلے تک پہنچ
جانے میں کوئی دشواری پیش نہ آنی چاہیے۔ لیگ کے دوسرے ممبر کی
ممبروں کے مقابلے میں مسٹر جناح کو ہر اعتبار سے فوقیت دینے میں مجھے
تامل بھی پیش نہیں۔ انہی سے باتیں کرتے وقت میں نے محسوس کیا
کہ کسی مخصوص قابلیت کے آدمی سے باتیں کر رہا ہوں۔ ان کے متعلق جو
[illegible] اور تحقیق رائے میں نے قائم کی وہ یہ ہے کہ اگر ان کو کسی طرح اپنا ہم

بتا لیا جائے تو وہ ایک ایسے شخص ہیں کہ آپ ان پر اعتماد اور بھروسہ کیا جا
سکتا ہے۔ جو شخص یہ خط لیے جا رہا ہے وہ آپ کے جواب کا انتظار کرے گا
اگر آپ مسٹر جناح کو کل اطلاع بھیجنا چاہیں تو اس شخص کے ہاتھوں بھیج
سکتے ہیں۔ میں اس کا انتظام کروں گا۔ کوئی فوٹو کاپی کر لی جائے ؟

احترامات کے ساتھ

مخلص

(نہرو کے نام خطوط حصہ دوم صفحہ ۲۰۲-۲۰۳)

مرتبہ: جواہر لعل

مترجم عبدالمجید الحریری ایم۔ اے

اب پنڈت جواہر لعل نہرو کا خط قائد اعظمؒ کے نام دیکھئے

بمبئی۔ بنام ایم۔ اے جناح

لکھنؤ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء

## میرے عزیز جناح

"... نے مجھے آپ سے اپنی کل کی ملاقات اور گفتگو کا حال لکھا ہے۔
مجھے افسوس ہے کہ ایک غلط فہمی ہو گئی، جس کے سبب آپ نے یہ
سمجھا کہ میں مرتے دم تک آپ سے اتصال پیدا کروں گا۔ اور اس لیے غلطی
سے سمجھا کہ آپ مجھے طلب کرنے کے منتظر ہیں۔ حقیقت میں میں آپ سے ملنے
کا منتظر رہا اور آپ کے پیغام کا انتظار کرتا رہا۔ یہ صحیح ہے کہ میری ملنے
کی خواہش اور انتظار گزشتہ ... سے گفت و شنید کے سلسلے میں تھی ... کی
بھی گفتگو اگرچہ خاصی طویل تھی۔ مگر وہ عام قسم کی تھی۔ میں ایک ... 
چاہتا تھا کہ موضوع بحث پر کچھ اور قریب سے ایک تازہ نظر ڈالی جائے
... کے ساتھ آپ سے دوبارہ ملوں گا اگر میرے پاس وقت ہوتا

ترغیب اسی وقت دی کہ اس غرض سے دہلی چلا آؤں، مگر مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا کرنا میرے لیے دشوار ہوگا۔ اس لیے کہ کل مجھے دہلی جانا ہے اور چند گھنٹے وہاں ٹھہر کر کانگریس کی مجلس عاملہ کی نشست میں شرکت کے لیے واردھا جانا ہے۔ آپ بھی غالباً اگلے چند دنوں میں نہایت مصروف رہیں گے۔ وائسرائے کے بیان کے بعد خاص طور سے صورت حال بڑی تیزی کے ساتھ بدلے گی۔ اس حالت میں مستقبل کے لیے منصوبے بنانا آسان نہیں ہے۔ مگر واردھا کی نشست کے بعد میں جلد کوشش کروں گا کہ آپ سے دہلی یا بمبئی میں جہاں آپ کو سہولت ہو ملاقات کروں۔ اگر آپ جلد ہی بمبئی جانے والے ہوں تو واردھا سے میں بھی وہیں آ جاؤں یا پھر میں دہلی ہی آ سکتا ہوں۔

مجھے آپ سے پورا اتفاق ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ ہندو مسلم سوال اب تک دوستانہ طریقے سے حل نہیں ہو سکا۔ اس بات کو سوچ کر مجھے سخت اذیت محسوس ہو رہی ہے اور خود اپنے آپ سے یہ محسوس کرکے شرمندہ ہوں کہ اس مسئلے کے حل کرنے کے سلسلے میں کوئی قابل ذکر خدمت مجھ سے نہیں ہو سکی۔ مجھے آپ سے اس بات کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ اگرچہ معمولی حالات میں میری یہ حالت نہیں ہو جایا کرتی مگر اس معاملے میں مجھے خود اپنے اوپر اعتماد باقی نہیں رہ گیا ہے۔ لیکن گذشتہ دو تین سال نے مجھ پر ایک تلخ تجربہ چھوڑا ہے۔ میرا پختہ ارادہ ہے کہ ایک دوسری سطح پر کوشش کروں … اور میری … بھی پیش … دوسری سمتوں میں بھی … اس لیے اگر … اسی مسئلے پر بہت غور و فکر کیا ہے اور دونوں کی … کا مطالعہ کر کے سمجھتا ہوں۔ پھر بھی مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں … سے … ناکام ثابت ہوں گا۔ جیسے … ویسی …

[illegible]

مگر یہ باتیں مجھے اس وقت کی انتہائی سعی و کوشش کرنے سے باز نہیں رکھ سکتیں
کہ اس مسئلے کا کوئی حل ڈھونڈ نکالنے میں ہاتھ بٹاؤں اور میں یقیناً ایسا
کروں گا۔ آپ کی نیک نیتی، ورکنگ میں آپ کی بلند حیثیت کے ساتھ
کوئی حل ڈھونڈ نکالنا اتنا مشکل تو شاید نہ ہونا چاہیے۔ جتنا لوگ سمجھتے ہیں یہ
پیچیدگی سنجیدگی کے ساتھ آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ مجلس عاملہ کے تمام
ممبر کوئی حل ڈھونڈ نکالنے کے تحت آئندہ منتظر ہیں۔ میرے لیے باعث
حقیقت حیرت و افسوس کا موجب ہے کہ ہم لوگ اس کوشش میں اب
تک ناکام رہے ہیں۔ اس لیے کہ جو معاملات واقع میں متنازعہ فیہ
ہیں وہ بہر صورت، آسانی قابل تصفیہ ہونے چاہئیں اور حقیقت
میں یہ بھی ایسے ہیں۔

اس لیے میں دوبارہ ملاقات کے بعد آپ سے جہاں تک جلد
ممکن ہو ملنے کی کوشش کروں گا۔ کیا آپ ازراہ کرم مجھے ۱ بجے بعد دوپہر
سے مطلع کریں گے۔ جب ہم ملیں گے۔ تب میں خوشی کے ساتھ مسئلے
کے تمام پہلوؤں پر گفتگو کروں گا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ آگے چل کر ہم
نمائندوں کا کانگریس کے نمائندوں سے ملنا بہتر ہوگا۔ اس وقت جیسا
کہ آپ خود بھی یقیناً محسوس کرتے ہوں گے۔ میرے دماغ میں وہ تغیرات
گھوم رہے ہیں، جو تیزی کے ساتھ وقوع پذیر ہو رہے ہیں میں نہیں کہہ
سکتا کہ اگلے چند ہفتوں میں یہ تغیرات ہمیں کہاں سے کہاں پہنچا
دیں گے۔ وائسرائے کا بیان ہم سب کے لیے ایک شدید دھچکا
ثابت ہوا اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں، قطعاً حیرت انگیز تھا۔ جہاں تک
میں دیکھ رہا ہوں۔ کانگریس کے لیے اس کے سوا کوئی راہ کھلی نہیں
رہ گئی ہے کہ وہ وائسرائے کی تمام تجاویز مسترد کر دے۔ اور وہ جس کے
نتائج و عواقب جو اسے بھی اور دوسروں کو بھی معلوم ہیں ان کا بھی خیال

قدر بے بس ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ اب [illegible] اور آپ کے وہ دوست [illegible]
مسلم لیگ کا فیصلہ کیا ہو گا مگر میں اخلاص کے ساتھ یقین رکھتا ہوں کہ
آپ بھی وائسرائے کے بیان سے ایک شدید بیزاری کا اعلان کر دیں گے۔
اور جو عملی طور پر انھوں نے تجویز کیے ہیں ان پر ان کے ساتھ تعاون
کرنے سے انکار کر دیں گے۔ جیسا یہ شدید احساس ہے کہ [illegible]
نے ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے ہم سب کے وقار [illegible]
کی اہانت کی ہے۔ اس حکومت نے فرض کر لیا ہے کہ ہم سب اس
کے نظام حکومت کے طفیلی ہیں اور وہ جب چاہے اور جہاں چاہے
احکامات صادر فرما سکتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ [illegible]
نیشنل ہیرالڈ میں دیکھا کرتے ہیں یا نہیں۔ میرا لکھا ہوا ایک مضمون اس
آج صبح شائع ہوا ہے اور دوسرا کل صبح شائع ہوگا۔ ان دونوں مضامین
میں وائسرائے کے بیان پر میرے تاثرات [illegible]
مجھے یہ دونوں مضمون آپ کو بھیج رہا ہوں۔
میں کل یعنی جمعرات ۱۹ اکتوبر کو آپ کو ٹیلیفون کرنے کی کوشش
کروں گا۔ میرا آئندہ [illegible] پروگرام یہ ہے۔
جمعرات ۱۹ اکتوبر کو الہ آباد [illegible] اکتوبر کو [illegible] وارد ہا [illegible]
کیا میں [illegible] آپ سے مل کر مجھے کس قدر مسرت
ہوگی۔

آپ کا مخلص

جواہر لعل نہرو

[illegible] دہلی

[illegible] خطوط [illegible]

[illegible]

پنڈت نہرو کا خط جناح کے نام :-

۸۹ ء بنام ایم - اے جناح
الہ آباد ۹ دسمبر ۱۹۳۹ء

## میرے پیارے جناح

دو دن ہوئے میں نے آپ کو ایک خط بھیجا تھا اور اطلاع دی تھی کہ میں جلد ہی بمبئی جانے والا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ وہاں آپ سے ملوں گا۔ کل صبح میں نے اخبارات میں آپ کا وہ بیان پڑھا جس میں آپ نے یہ کہہ کر اس بنا پر بات چیت کرنے سے انکار کیا ہے کہ یا تو کانگریسی حکومتیں ختم ہو گئیں اور انھوں نے ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس بیان کو بہت غور سے پڑھا اور کئی بار پڑھا اور کوئی وجہ نہیں کہ اس معاملے پر [illegible] کرتا رہوں۔ اس خط میں واقعات یا تفصیلات کے بارے میں بحث شروع کرنا میرا کام نہیں ہے۔ ان چیزوں سے متعلق میرے [illegible] ہو مجھے امید ہے کہ آپ [illegible]، متانت اور حق و صداقت کی ایک طلب کے ساتھ قائم کیے گئے ہیں۔ آپ پر روشن ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی غلطی ہر ہو، میں نے مزید [illegible] کی کوشش کی گو [illegible] مجھے [illegible]

کل سے جس چیز نے میرے ذہن کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ وہ احساس ہے کہ ہم نے [illegible] سیاست کے [illegible] مقاصد کے شعور میں [illegible] آپ کے درمیان [illegible] اختلافات ہے۔ آپ سے [illegible] امید کی تھی کہ یہ اختلافات اتنا شدید نہ ہوگا۔ مگر اب [illegible] آپ کے درمیان حائل ہے ہمیشہ سے زیادہ وسیع تر معلوم ہوتی ہے۔ ان حالات میں میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ جو مسائل ہمارے سامنے ہیں ان پر میرا آپ کا باہم [illegible] کیا [illegible] پیدا کر سکتا ہے [illegible]

گفت و شنید کے باوجود ہونے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مشترک بنیاد ہو
کوئی مشترکہ مطمح نظر اور مقصد موجود ہو۔ جو میرا خیال ہے کہ آپ کی طرف سے
نہیں۔ خود میری طرف سے مجھ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ یہ تصورات میں آپ کے
سامنے رکھ دوں۔

آپ نے دہلی میں مجھے ایک خط دکھایا تھا جو آپ کو کسی نے بمبئی سے
لکھا تھا۔ میں نے جب اس معاملہ کی چھان بین کی تو مجھے بتایا گیا کہ واقعات
جس طرح آپ سے بیان کیے گئے ہیں صحیح نہیں ہیں اور صرف سر گرمی کی
ہیں۔ اگر آپ ان واقعات کی تفصیل جاننا چاہیں تو میں وہ دکھا سکتا
کے لیے مہیا کر سکتا ہوں۔ اس غرض کے لیے میں چاہوں گا کہ آپ اس
خط کی ایک نقل مجھے بھیج دیں۔ جو آپ نے دہلی میں مجھے دکھایا تھا۔

آپ کا مخلص

جواہر لعل نہرو

ایم۔ اے۔ جناح اسکوائر

[illegible]

قائد اعظم پنڈت نہرو کے خط کے جواب میں یہ خط تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۰-اے ایم۔ اے۔ جناح

بمبئی، ۱۲ جنوری ۱۹۳۸ء

## پیارے جواہر لعل

مجھے آپ کا خط مورخہ ۱۸ دسمبر ملا۔ جو مجھے دہلی میں ملا۔ آپ کی بیمار
حرکت کی خبریں چھپ رہی تھیں مجھے نہیں ملے گر یہ بتا کر میں آپ
سے ملاقات کسی بات پر مجبور ہے سب سے آخر میں یہ اطلاع تحریر
کر دیں آپ جو آپ کو بھی معلوم ہے۔ اس لیے یہ خط میں آپ کے سپرد

مجھے یہ تحریر کرنا ہے، لیکن اس بات میں آپ سے بالکل متفق ہوں
کہ کسی گفت وشنید کے بار آور ہونے کے لیے ضروری ہے کہ گفت
وشنید کرنے والوں کے درمیان گفت وشنید کے لیے کوئی مشترک
بنیاد اور کوئی مشترک مطمح نظر اور مقصد موجود ہو۔ ٹھیک اسی خیال
سے میں نے گزشتہ اکتوبر میں اپنی دہلی کی گفتگو میں مسٹر گاندھی پر
نیز آپ پر واضح کر دیا تھا کہ جب تک کانگریس مسلم لیگ کو مسلمانانِ
ہند کی مستند، با اختیار اور نمائندہ جماعت تسلیم نہیں کرتی
ہندو مسلم تصفیہ سے متعلق گفتگو کا جاری رکھنا ممکن نہ ہوگا۔ اس
کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے اس بات کو بنائے گفتگو
قرار دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب تک کہ مسئلہ اقلیت سے متعلق ہم
باہم کسی سمجھوتے تک نہیں پہنچ جاتے، تب تک ہم کانگریس کی طرف سے
آئینی مطالبے کی تائید نہیں کر سکتے جیسا کہ مجلس عاملہ کی
اس قرارداد میں بیان کیا گیا ہے جس کی توثیق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو آل انڈیا
کانگریس کمیٹی نے کی۔ قطع نظر اس سے کہ مطلوبہ مطالبہ اپنی نوعیت سے
مبہم، غیر واضح اور ناقابل عمل ہے۔ مسلم لیگ بھی با کثرت رائے کے ایک مطالبہ
سے مطمئن نہیں ہوتی۔ اگر خوش قسمتی سے ہم لوگ ہندو مسلم سوال کا کوئی
تصفیہ باہم کر لیں تو اس وقت ہم اس پوزیشن میں ہوں گے کہ ایک
ایسا متفقہ ضابطہ ترتیب دیں جس کی بنیاد پر ہم شاہی حکومت سے نظام حکومت
سے متعلق ایسے مطالبہ کا مطالبہ کریں جو ہم سب کو مطمئن کر دے۔
دہلی والی ملاقات میں مسٹر گاندھی یا آپ کی پہلی تجویز مسٹر گاندھی یا آپ کے نزدیک
قابل قبول تھی اور نہ اب ہے۔ مگر آپ نے از راہ کرم یہ خواہش ظاہر
کی کہ آپ مجھ سے دوبارہ ملنا پسند کریں گے جس کے جواب میں میں نے
کہا کہ مجھے ہمیشہ آپ سے ملنے میں مسرت ہوگی۔ نیز یہ کہ آپ کے حسب منشا

یکم دسمبر کے جواب میں جس میں آپ نے مجھ سے بمبئی میں ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی آپ کو مطلع کیا تھا کہ میں دسمبر کے تیسرے ہفتے تک بمبئی میں رہوں گا اور مجھے آپ سے مل کر مسرت ہوگی۔ اب میں صرف اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ اگر آپ معاملے پر مزید غور و فکر کرنا پسند کریں تو میں حاضر ہوں۔

آپ نے حادثہ بمبئی کا جو ذکر کیا ہے سو اس کے متعلق مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے اس بات میں اتفاق کریں گے کہ اس سے پیشتر کہ کسی نتیجے تک پہنچا جا سکے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حادثے کی پوری پوری عدالتی تحقیق و تفتیش ہو جائے۔ مگر کسی ایک منفرد واقعے پر فیصلہ کرنا کس قدر مشکل ہے جدا ہے واقعات کا کوئی معقول صرف ہوگا۔ اس لیے کہ میری رائے میں دستور جس طریقے سے عمل کیا جا رہا ہے اس بھدے طریقہ عمل کی اور کانگریسی حکومت کے خلاف جانے والے الزامات کی ایک شاہی کمیشن کے ذریعے پوری پوری تحقیقات ہو جانی ضروری ہے؟

آپ کا مخلص

ایم۔ اے جناح

اس پر پنڈت نہرو کا بڑا مختصر کر لکھتے ہیں:-

۲۱۷ - پنڈت جواہر لعل نہرو
بنام ایم۔ اے۔ جناح
الہ آباد، ۱۶ دسمبر ۱۹۳۷ء

## میرے عزیز جناح

"مجھے آپ کا خط مورخہ ۱۲ دسمبر کا لکھا ہوا کل گیا جو ملا جو میرے یہاں پہنچنے کے دو روز بعد صرف دو گھنٹے پہلے میں نے اپنا آخری خط

آپ کو الہ آباد سے آپ کا وہ بیان ترجمہ لینے اور اس پر پوری طرح غور و فکر کرلینے کے بعد بھیجا تھا جس میں آپ نے مسلمانوں کی طرف سے پیام مفاہمت شکل منانے کا ذکر کیا ہے۔ اس بیان سے مجھے سخت اذیت پہنچی تھی اس لیے کہ اس نے مجھے محسوس کرا دیا کہ ایک مسائل پر غور و فکر کرنے کے دائرہ میں جو خلیج میرے آپ کے درمیان حائل ہے وہ بہت وسیع ہے اس بنیادی اختلاف کی وجہ سے میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آپ سے گفت و شنید کے لیے اب میرے آپ کے درمیان مشترک زمین کونسی باقی رہ گئی ہے اور میں نے اپنی دشواری آپ کے سامنے رکھ دی تھی۔ یہ دشواری اب بھی باقی ہے۔

اپنے خط میں آپ نے وہ دائرہ جس میں ابتدائی شرائط ہیں محدود کردیا ہے جن کے بغیر گفت و شنید یا تصفیہ اور تحریک کے لیے کوئی مشترک زمین پیدا نہیں ہو سکتی۔ پہلی شرط یہ ہے کہ کانگریس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسلم لیگ کو مسلمانان ہندوستان کی مستند یا واحد نمائندہ تنظیم تسلیم کرے اور اس سے ایسا ہی برتاؤ کرے۔

کانگریس نے مسلم لیگ کو ہمیشہ مسلمانوں کی ایک بہت اہم اور با اثر تنظیم سمجھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس بات کے آرزو مند رہے ہیں کہ اگر ہمارے درمیان کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں تو انہیں طے کر ڈالیں گو جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں یہ واضح ہے کہ اس سے کچھ زیادہ ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ سب مسلمان جو مسلم لیگ میں نہیں ہیں ہم انہیں ٹھکرا دیں یا ان سے قطع تعلق کرلیں جیسا کہ آپ بھی جانتے ہیں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کانگریس میں ہے جو ہمارے قریب ترین رفقائے کار ساتھی ہیں اور اب بھی ہیں۔ علاوہ ازیں مسلم تنظیمیں بھی ہیں، جیسے جمعیت العلماء آل انڈیا شیعہ کانفرنس، مجلس احرار، آزاد مسلم، مومن کانفرنس وغیرہ

تنظیمیں، ان تجارتی انجمنوں اور کسانوں کی انجمنوں کے علاوہ ہیں جن میں بہت سے مسلمان بھی شامل ہیں۔ ان میں بہت سی تنظیموں اور بہت سے اشخاص نے خود کو دیسی سیاسی پلیٹ فارم اختیار کر رکھا ہے جو کانگریس کے ہمنوا ہے۔ ان انجمنوں، تنظیموں اور اشخاص سے تو ہمارا قطع تعلق کرنا ممکن ہے اور نہ ہم ان کو کسی طریقے سے ٹھکرا سکتے ہیں۔

آپ نے بہت سے موقعوں پر یہ کہہ فرمایا کہ کانگریس ہندوستان میں ہر شخص کی نمائندگی نہیں کرتی۔ یقیناً وہ ہر شخص کی نمائندگی نہیں کرتی۔ یہ ان لوگوں کی نمائندگی نہیں کرتی جو ہم سے اختلاف رکھتے ہیں خواہ وہ چند ہوں خواہ مسلمان۔ آخری تجزیے کی رو سے کانگریس ان سب ممبروں اور اپنے ہمدردوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ یہی حال مسلم لیگ اور دوسری تنظیموں کا ہے یہ بھی اپنے ممبروں اور اپنے ہمدردوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ مگر یہاں ایک اہم فرق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کانگریس کی رکنیت تو اس کے دستور اساسی کی رو سے ہر اس شخص کے لیے کھلی ہوئی ہے جو اس کے مقصد اور طریق کار کو تسلیم کرتا ہے۔ مگر مسلم لیگ کی رکنیت کا دروازہ صرف مسلمانوں کے لیے کھلا ہوا ہے۔ اس لحاظ سے دستوری طور پر کانگریس ایک قومی بنیاد رکھتی ہے اور وہ اس بنیاد سے اسی وقت تک دست بردار ہو سکتی ہے۔ جب وہ اپنا وجود ہی ختم کر دے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہندو مہا سبھا بہت سے ہندو جو یہ خیال کے حامی ہیں کہ کانگریس ہندوؤں کی نمائندگی محض ان کے ہندو ہونے کے ناطے کر سکتی ہے۔ پھر سکھ اور دیگر لوگ بھی ہیں جن کا مطالبہ یہ ہے کہ جب فرقہ وارانہ معاملات پر غور کیا جائے تو ان کی باتیں بھی سنی جانی چاہئیں۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم تمام دوسرے مسلم اداروں یا اشخاص کو ختم کر کے تنہا مسلم لیگ ہی کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ ادارہ تسلیم کر لیں تو ہمیں افسوس ہے کہ ہم آپ کا یہ مطالبہ قطعاً تسلیم نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اگر ہم کانگریس کے لیے کوئی ایسا دعویٰ کریں تو باوجود اس ادارہ کی انتہائی وسعت کے آپ بجا طور پر اس دعویٰ کی تائید نہ کریں۔ مگر میں یہ عرض کرنے کی جسارت ضرور کروں گا کہ جب دو ادارے باہم گفت و شنید اور ایسے مسائل پر غور و خوض کرنے بیٹھتے ہیں جن سے دونوں فریق دلچسپی رکھتے ہیں تب اس قسم کے سوالات پیدا نہیں ہوتے۔

آپ کا دوسرا گلہ یہ ہے کہ اگر کانگریس نے برطانوی حکومت سے کسی اعلان کا مطالبہ کیا تو مسلم لیگ اس مطالبہ کی تائید نہیں کر سکتی یہ جان کر مجھے افسوس ہوا، اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہوئے کہ قوم و ملک کے مسائل سے قطع نظر ہم خالص سیاسی بنیادوں پر باہم مختلف ذہن رکھتے ہیں۔ کانگریس کا مطالبہ بنیادی اور بالذات طور پر اعلان مقاصد جنگ کا مطالبہ ہے۔ اور بالخصوص حیثیت کے ساتھ ہندوستان کی آزادی اور جمہوریت کو تسلیم کیا جائے اس حق کے اعلان کا مطالبہ ہے کہ وہ اپنا دستور اساسی بغیر کسی بیرونی مداخلت کے خود ترتیب دے سکتے ہیں۔ اگر مسلم لیگ اس سے اتفاق نہیں کرتی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے سیاسی مقاصد سراسر مختلف ہیں۔ کانگریس کا یہ مطالبہ کوئی نیا مطالبہ نہیں ہے یہ کانگریس کی بنیادی مسلمہ پالیسی ہے اور ہماری تمام پالیسی گزشتہ کئی سالوں سے اسی پر مبنی رہی ہے۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کانگریس اس کو ترک کیونکر کر سکتی ہے یا اس میں کوئی تبدیلی کیونکر کر سکتی ہے ذاتی طور پر میں کسی تبدیلی کی کوشش کا خیال تک نہیں کر سکتا۔ مگر ہو کوئی

ذاتی معاملہ نہیں ہے کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی ایک قرارداد ہے جس کی تائید متحدہ ہندوستان کے طول و عرض میں بڑے بڑے جلسے منعقد کر کے کی گئی اور مجھے اس قرارداد کو نظر انداز کر دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ تیسرا نکتہ یہ ہے [illegible] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے درمیان کوئی مشترکہ زمین بحث و تکرار نہیں ہے اور جہاں ہے مقاصد مختلف ہیں یہ اختلافات بجائے خود اہم [illegible] [illegible] آپ کا اپنا [illegible] کیا وہ بھی [illegible] ہے۔ یعنی آپ کی تجویز کے مطابق مسلمانوں کا [illegible] [illegible] اہم [illegible] مسائل پیدا کرتی ہے جن کی تفصیل [illegible] اس وقت [illegible] کی ضرورت نہیں مگر جو ہم سب کو [illegible] [illegible] اس [illegible] سے بہتر تا [illegible] حل کرنے کی کوشش کریں ان دونوں باتوں میں تطبیق نہیں کی جا سکتی۔

اس لیے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس مرحلے پر [illegible] حالات کے [illegible] اس بحث کو ساتھ جاری [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] [illegible] کر سکوں گا۔ بہر حال آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم [illegible] [illegible] مسائل پر کانگریس اور لیگ کے درمیان [illegible] [illegible] کے ساتھ بحث اور غور و فکر کے لیے ہمیشہ تیار ہیں۔ آپ [illegible] سے متعلق [illegible] ہے [illegible] [illegible] ہیں مگر تو بھی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

پنڈت جواہر لعل نہرو کے اس طویل مراسلہ کے جواب میں قائد اعظم لکھتے ہیں:۔

۲۹۲-۱۰ از ایم اے جناح
۱۵ دسمبر ۱۹۳۹ء بمبئی

## پیارے جواہر

آپ کا چودھویں دسمبر کا خط ملا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے دوسرے مسئلے سے متعلق میری پوزیشن کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اگر کانگریس برطانوی حکومت سے کسی اعلان کا مطالبہ کرے گی تو مسلم لیگ اس کے مطالبے کی تائید نہ کر سکے گی۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کانگریس نے اس قسم کے کسی اعلان کا مطالبہ کیا جس کا ذکر مجلس عاملہ کی اس قرارداد میں دے دیا گیا ہے جس کی توثیق دسویں اکتوبر ۱۹۳۹ء کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے کر دی ہے تو اس صورت میں ان اسباب کی بنا پر جو میں اپنے خط میں بیان کر چکا ہوں، ہم اس مطالبے کی تائید نہیں کر سکتے۔

اب اگر کانگریس کی اس قرارداد کی کسی طریقے پر ترمیم نہیں کی جا سکتی اور جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ ذاتی طور پر آپ ہر اس کوشش کے قطعاً مخالف ہوں گے جو اس ترمیم و تغیر کے لیے کی جائے گی اور پھر جیسا کہ آپ نے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ مسلم لیگ کو آپ مسلمانان ہندوستان کا مستند یا اختیار دار نمائندہ ادارہ تسلیم کرنے پر قطعاً آمادہ نہیں ہیں تو موجودہ حالات میں کیا میں یہ جان سکتا ہوں کہ آپ مجھ سے کیا کرنے کی توقع یا خواہش رکھتے ہیں؟

آپ کا مخلص ۔۔ جناح

(مجموعۂ خطوط حصہ دوم۔ صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۱)

اب مسٹر گاندھی ۱۶ ستمبر ۱۹۴۴ء کو قائداعظم کے خط کے جواب میں لکھتے ہیں:-

۲۹۳ - بنام جناح

## میرے عزیز جناح

آپ کے خط مورخہ ۱۵ ستمبر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جس فرق کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے، میں اسے محسوس نہیں کرتا ہوں بغیر مسلم لیگ یا قانونی حکومت کی طرف سے دیکھے جانے کے وہ کسی کے خیال کی حمایت نہیں کر سکتی۔ سوال صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اور مقصد کا اور سکتا ہے۔ کانگریس نے جس چیز کا مطالبہ کیا تھا، وہ یہ تھی کہ جنگ کے خاتمے کا اعلان کر دیا جائے، ہندوستان کی آزادی اور ہندوستانیوں کا یہ حق کہ وہ اپنا دستور اساسی خود ترتیب دے سکتے ہیں، تسلیم کر لیا جائے۔ یہ ایک ایسا حق ہے جو آزادی کی حقیقت سے جدا نہیں ہو سکتا۔ یہ سب مطالبات اصولوں ہی پر مبنی آزادی کے متعلق تھے اور چونکہ مسلم لیگ بھی اس مقصد کا اعلان کر چکی ہے اس لیے ان اصولوں کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیے۔ ان اصولوں پر عمل کرنے کے بارے میں بہت سے مباحث پیدا ہوں گے مگر جہاں تک بنیادی مطالبات کا تعلق ہے وہ درست تھا۔

قرارداد کی حقیقت اور [illegible] ان مطالبات سے وابستہ ہے جو [illegible] ہم نے خود اپنے مطالبہ آزادی کے متعلق [illegible] جنگ کے بارے میں بھی کانگریس [illegible] کا اعلان [illegible] لیگ کی [illegible] میں شخصی طور

پھر میں نے بھی تھوڑا بہت حصہ لیا ہے اور میں نے اس کو اہمیت دی ہے۔ آپ اس بات کو بہت سے طور پر محسوس کریں گے کہ اس کا بہت زیادہ حصہ کا سوال تو [illegible]۔ اسی تعلیم اور نئی پالیسیوں کا دانستہ بھی بہت دشوار ہے۔

یہ پالیسیاں اپنی جگہ اور حقیقت کے اعتبار سے سیاسی ہیں اور میں تو یہاں تک عرض کرنے کی جرأت کروں گا کہ ہندوستان کی آزادی کے مطالبے میں اور صرف یہی پالیسیاں مرتب ہو سکتی ہیں۔ تفصیلات پر غور و فکر اور کشمکش کی جا سکتی ہے۔ ان پر عمل کرنے کی تجاویز باہم تعاون سے منظوری کی جانی چاہئیں، اور خصوصیت کے ساتھ مختلف جماعتوں اور اقلیتوں کے مفادات پر احتیاط کے ساتھ غور کرنا اور انہیں تحفظ کر دینا چاہئے۔ مگر ان معاملوں کی بنیاد جو کہ معرض بحث میں ہے تو یہ ثابت کرتا ہے کہ سیاسی نظریات اور پالیسیوں میں جو اختلافات ہے اس بات کو بتاتے کہ خود ہندو مسلم مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے اسی وجہ سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے سیاسی مقاصد میں قدر مشترک اب تک قائم رہ گئی ہے۔

کیا میں اس بات کو کہہ سکتا ہوں کہ جہاں تک میں جانتا ہوں ہماری طرف سے کوئی شخص بھی مسلم لیگ کے ستون سے نہیں۔ اس مگر اس کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا اور یہ اسے گھٹا کر دکھاتا ہے۔ اسی سبب سے ہم مسلم لیگ کے ساتھ معاملات پر غور و فکر کرتے اور ان مسائل کے ایسے حساس تصفیہ حل تک پہنچے گے جو متعدد ہیں۔ جو ہمارے سامنے ہیں۔ بدقسمتی سے ہم ان مسائل پر غور و فکر کے مناسب طریقے تک کبھی پہنچے بھی نہیں! یہ اس لیے کہ بہت سے مختلف قسم کے حوائج اور رکاوٹیں شرائط نامہ کی شکل میں ہماری راہ میں حائل ہو جایا کرتی ہیں۔

یہ اصول کلیتاً قبول بھی کر لیں تو آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ انڈین
ڈاکٹرس اہمیت رکھتی ہیں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ان شرطوں پر جو ترمیم کی
رائے میں کاوش اٹھانے کی اجازت کیوں نہ دی جائے۔ یا وہ ہمیں اپنی سیاسی
بعد خود بخود کرنے سے کیوں روکیں۔ ان حالات کو بدل دینے کے بعد خود بخود
بحث سے براہ راست تعلق پیدا کر لینا ضروری نہ ہونا چاہئے۔ مگر جو کچھ
کہ ذہن میں موجود ہو جاری و ساری اپنی اعلانات میں ہر ایک فیصلہ ہو رہا ہے
میں خود کہ سمجھ نہیں آیا سوال پر اصل مشورہ کی سیاسی نظر ہو
اور مقاصد کا انحصار ہے۔

اس زمانے میں ۲۲ دسمبر کو ایک کی یقین دہانی کرنے کے فیصلے نے
ایک ایسی نفسیاتی رکاوٹ کا اظہار کر دیا جو مسائل زیر بحث پر باہم
مل کر کوشش کرنے اور ان کو حل کرنے سے ہمیں روک رہی ہے۔ مجھے
اس بات کا نہایت افسوس ہے اور میں نے جو خواہش کی ہے کہ آپ اس
رکاوٹ کو بعض وجوہات کی طرف سے سامنے ہے۔ اور میں صرف اسی طرف
لے جا سکتی ہے۔ میں کوشش کروں گا اور پیدا کر سکیں اب بھی امید رکھتا ہوں
کہ شاید آپ ایسا کر سکیں۔

میں اس بات کا ضرور یقین دلا دینا چاہتا ہوں کہ میں اپنی طرف سے
سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ ایسا اٹھا رکھنا نہیں چاہتا جو باہم مفاہمت
اور تصفیے کی جانب رہبری کر سکتا ہو۔ مگر جس طرح میں آپ سے یہ نہیں
چاہتا کہ جس طرح آپ مجھ سے کہیں یہ تو چاہیں گے کہ کسی چیز کی طلب جس کو
میں بحیثیت کی دیانت داری کا حق نہ رکھوں اسی طرح سے
کوئی ایسی چیز نہ دے سکتی۔ میں گہرے سیاسی عقیدے رکھتا ہوں
اور ہمارا سیاسی ہے۔ ان عقیدوں کے مطابق محنت و مشقت کرتا رہا
ہوں۔ میں یہ ضعیف کسی تعمیری چیز بھی کا اور اس وقت تک میرا خیال

دل میں نہیں لا سکتا جب کہ دنیا ایک مہیب تاریکی کی کشمکش
میں مبتلا ہے۔ آپ کا مخلص

جواہر لعل نہرو

(ماخذ کچھ پرانے خطوط صفحہ ۲۰۵ تا ۲۰۶)

یہ ایک خط پنڈت جواہر لعل نہرو ایک نیشنلسٹ مسلمان سید محمود صاحب کو لکھتے ہیں یہ بھی ملاحظہ فرمائیے:-

الہ آباد

بنام سید محمود

۱۰ فروری ۱۹۴۶ء

## خط کا اقتباس

"جو لوگ اکثر بولتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک آپ کی شرطیں نہ مان لی جائیں کوئی سیاسی قدم آگے کو نہ اٹھے۔ بحالت موجودہ اس کے معنی ترقی کے حق میں مکمل مخالفت ہو نا منظور کی گئی ہیں۔ یہی حل مجھ کو ترجیح کر دو کمزور کر دیں گے۔ پاکستان کو اور اس کے ساتھ کی اور چیزوں میں سے کسی چیز کو نہ میں منظور کروں گا نہ اس سے کم پر کبھی راضی ہوں گا۔ مگر اس بات پر میں بالکل آمادہ ہوں کہ بیرونی اور جنگی قوت و اقتدار کو ملک بھر کر لینے میں دوسروں سے اشتراک عمل کروں۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہوئی تو اپنے حقوق کے لیے لڑوں گا۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ وہ موجودہ حالات کو جوں کا توں رکھنا چاہتے ہیں اور اس صورت سے آپ کی پوزیشن ناقابل دفاع ہو جاتی ہے۔ خوش قسمتی سے دنیا بدل رہی ہے اور ایک منطقی نتیجہ ہے دشوار ترین مسائل بھی حوادث کے تصادم سے خود ہی حل ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ثقافتی زاویہ سے مسئلہ پر غور کرنا درست ہے مگر یہ بحث

زیرِ طلب ہے اور حوادث ایسے کہ جس کی تحریک کے ساتھ ہمارے پاس سے گذرتے جا رہے ہیں۔ اور اسی سلسلے میں عظیم تغیرات ہو رہے کا امکان رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت سی دگرگونیاں پائیں گے کہ جس کے تغیرات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ تمہارے لیے کانگریس کی مجلس عاملہ کے ایک رکن کی حیثیت سے جناح اور مسلم لیگ کے ساتھ اس خط و کتابت کی تم تصریح کرتے ہو کسی سمجھوتے یا مفاہمت کی تجویز پیش کرنا کہاں تک درست ہوگا۔ اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ اس تجویز سے انتشار اور غلط فہمی پیدا ہوگی۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم مولانا آزاد سے مشورہ کر لو؟ وہ کل یہاں آ رہے ہیں اور میں چاہوں تو شریک ہوں گے اگر تم پسند کرو تو میں تمہارا ناٹک کیا ہوا مسودہ ان کو بھی دکھا دوں گا۔"

تمہارا بہ محبت

جواہر لعل

(از مجموعہ خطوط حصہ دوم صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۷)

ایک اقتباس

جواہر لعل کے نام

## میرے عزیز جواہر

"لیگ کے ممبروں کے قابل اعتراض اور سرکشانہ طرزِ عمل اور لیگ کے حالیہ نشر و اشاعت سے متعلق مجھے یقین ہے کہ جو کچھ تم سے کہا گیا ہے وہ یا تو مبنی ہوگا اور صحیح ہوگا۔ مگر یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔ دوسرا رخ ... [illegible] ... کانگریسی مسلمان، احرار اور جمعیت علماء [illegible] ... وہ ... [illegible]

نہیں ہو سکتا۔ ایک مثال کے طور پر تمہیں بتاؤں کہ مولانا عطاء اللہ
بخاری نے اپنی ایک تقریر میں، لیگ کے مندوبین کو جنھیں لاشوں کے
تعصب سے یاد فرمایا یعنی صوبوں کی تحریک بد ترین حال لاشیں اس طرح کا
کے ایک ترجمان "ہندوستان" کا مسلم لیگیوں کو "جہاتم" اور "شدھی"
بتانا غیر ذمہ دارانہ صحافت کی انتہا تھی۔ لاہور کی ایک مسجد میں مسلم لیگ
کے ایک صدر پر احرار یہ کا حملہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ گذشتہ کا
رجحان کانگریس کے ان تحریکوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ جو ایک طرف تو
اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ وہ کسی جداگانہ سیاسی تنظیم پر ایمان نہیں
رکھتے اور دوسری طرف شائد مسلمانوں میں ایک جداگانہ گروہ کی
حیثیت سے زندگی بسر کرنے کی جو آرزو باقی جاتی ہے وہ اس کو چلا
نا گیا وی سے تیز تر ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی
مجھے یقین ہے کہ کبھی نہ کبھی جب باہم ایک دوسرے کے نقطۂ نظر
کو غلط سمجھنے کا یہ کہرا اور ظلمت دور ہو جائے گی۔ تب تنگ مزاجی اور غیر
ذمہ داری کی جو شدت ہے گم ہو جائے گی۔ لیکن دونوں سیاسی دو سیاسی
تنظیموں کے ذمہ دار ارکان کو کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے سرکش عناصر
کو سمجھا بجھا کر اور صحیح رہنمائی کر کے قابو میں رکھیں؟

تمہارا مخلص۔ خلیق

خلیق الزماں۔ لکھنؤ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

چودھری خلیق الزماں یو۔پی سے ایک سربرآوردہ کانگریسی تھے بعد
کو وہ مسلم لیگ میں شریک ہو گئے۔ تقسیم کے بعد ہی وہ پاکستان چلے گئے۔
کچھ پرانے خط بار مقدمہ دوم صفحہ ۳۰۲

مرتبہ جواہر لعل۔ مترجم عبدالمجید الحریری ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی
شائع کردہ مکتبہ جامعہ دہلی لمیٹڈ

جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا جا چکا ہے ان خطوط کو پیش کرنے کا مقصد یہ تھا اور غرض و غایت یہ تھی کہ ہمارے قارئین یہ اندازہ فرما سکیں کہ جناح کا یہ انتخاب قائد ہوا ہر مسلم خود ہندو مفادات کے تحفظ کے لیے حکیم الامت علامہ اقبال کے انتخاب کردہ جناح کو متحدہ قومیت کے جال میں پھانسنے کی کس کس انداز و طریق سے کوششیں کر رہا ہے اور مسلمانان ہند کا محبوب قائد (جناح) اپنی مفادات کے تحفظ و حصول کے لیے کس قدر اعلیٰ بصیرت و فراست سے چند چالوں کو ناکام و نامراد بناتے چلے جا رہے ہیں۔ نیز ان خطوط سے یہ بھی روشن اور واضح ہو گیا ہے کہ وہ کن کن حیلوں اور بہانوں سے ایک روایتی قسمت کی وہ کو کیسے خطرات، وسوسوں اور کن کن خدشات کا سامنا تھا جس سے مسلمانان ہند کو حفظ ما تقدم اور مسلمانوں کی ذہنوں پر عزت و توقیر سے رہ آئے کہ یہ علامہ نے جناح کو مسلم لیگ کا سربراہ بنایا تھا۔

ملک اور بیرونی وقت میں جب حالات بڑی تیزی سے بدل رہے تھے، غلامی کے بندھن کٹ رہے تھے۔ انگریز رخت سفر باندھ رہا تھا۔ ہندو اکثریت اپنے سامراجی مقاصد کے ساتھ میدان میں نمودار ہو چکی تھی مسلمانان ہند پر تعصب کے ظلم و ستم ڈھائے اور ان پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا تھا۔ علامہ اقبال جناح کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ اب ہم وہ خطوط پیش کر رہے ہیں جو حکیم الامت حضرت علامہ اقبال نے قائد اعظم کو ... سے متاثر ہو کر تحریر فرمائے۔

[illegible]

[illegible]

## مائی ڈیر جناح

[illegible]

مصروفیت سے آگاہی رکھنے کے باوجود آپ کو اکثر خط لکھتے رہنے کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ اس وقت مسلمانوں کو اس خوفناک لاوے یعنی شمالی مغربی ہندوستان اور شاید ملک کے گوشے گوشے سے اُٹھنے والا ہے صرف آپ کی ذات گرامی ہی سے رہنمائی کی توقع ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ آپ بھی حقیقت سے آگاہ ہیں جو ہو چکے ہیں۔ فرقہ وارانہ فسادات جو ہر قریہ قصبہ میں ہو گئے ہیں شمال مغربی ہندوستان سے ہندو مسلم فسادات کا ایک سلسلہ شروع ہو چکا ہے شمال مغربی ہندوستان کے اضلاع میں واقعات فسادات زور پکڑ چکے ہیں ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے توہین رسولؐ کی کم از کم چار واقعات پیش آ چکے ہیں۔ توہین رسول اللہ کی ان چاروں واقعات میں مجرم قتل کر دیا گیا۔

ستم ہے کہ قرآن کی توہین سے تنگ آ کر قتل کرنے کے واقعات بھی پیش آئے صورت حال کا نظر غائر سے مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان حالات کے اسباب نہ تو مذہبی ہیں نہ معاشی بلکہ خالص سیاسی ہیں۔"

## انڈیا ایکٹ

ہندوؤں کے لیے انگریزوں کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔

"مسلمانوں کی اکثریت کے صوبوں میں بھی ہندوؤں اور سکھوں کا تصور مسلمانوں پر خوف و ہراس طاری کر رہا ہے۔ آئین کی کیفیت کچھ ایسی ہے کہ دینی اکثریت کے صوبوں میں بھی مسلمانوں کا دارومدار تمام تر غیر مسلموں پر ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ مسلم وزارت صوبہ سرحد کی مناسب کارروائی کی نہیں کر سکتی بلکہ وزارت کو خود مسلمانوں سے ناانصافی برتنی پڑتی ہے تاکہ وہ لوگ جن کی امداد پر وزارت قائم ہے خوش رہ سکیں اور ظاہر کیا جا سکے کہ وزارت غیر فرقہ وارانہ ہے یعنی عالم اسلام الٹی چلت حکم

مسلمانوں کے پاس اس آئین کو رد کرنے کے خاص وجوہ موجود ہیں۔ مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ یہ دستورِ جدید ہندو قوم ہی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ ان صوبوں میں جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے حکومت ہندوؤں کو قطعی اکثریت حاصل ہے اور وہ مسلمانوں کو بالکل نظر انداز کر سکتے ہیں۔ برخلاف اس کے مسلم اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں کو [illegible] کا دست نگر رکھا گیا ہے۔ مجھے اس امر میں قطعاً ذرہ برابر شک و شبہ [illegible] نظر نہیں آتا کہ موجودہ دستورِ ہند مسلمانوں کے لیے [illegible] ہے۔ [illegible] یہ دستور اس معاشی تنگ دستی کا [illegible] بھی جا سکتا ہے [illegible] یہ مسلمانوں کی سیاسی ہستی کو تسلیم کرتا ہے لیکن کسی قوم کی سیاسی ہستی کو [illegible] اس کی معاشی [illegible] کا کوئی حل نہ تجویز کرتا ہو [illegible] وہ اس کے لیے بے سود ہے۔"

## آخری اور واحد چارۂ کار

اقبال [illegible] کے سامنے پیش کر رہے ہیں:-

"[illegible] کانگریس کے صدر نے تو غیر مبہم الفاظ میں مسلمانوں کی جداگانہ سیاسی حیثیت سے ہی انکار کر دیا ہے۔ [illegible] کی دوسری جماعت یعنی [illegible] ہندو عوام کا حقیقی نمائندہ سمجھتا ہوں [illegible] اعلان کیا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی متحدہ قومیت کا [illegible] ہندوستان میں [illegible] قبول ہے۔

[illegible] ہندوستان میں قیام امن اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کے غلبہ [illegible] سے بچا [illegible] واحد ترکیب اسی طریقہ میں ہے کہ جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے یعنی مسلم صوبوں کا ایک [illegible] [illegible] چند اصلاحات کا تقاضا ہے۔ شمالی

مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمانوں کو چند سال بعد یورپ کی دیگر اقوام کی طرح حق خود اختیاری سے کیونکر محروم کیا جا سکتا ہے۔ میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمانوں کو ان ممالک میں مسلم اقلیت کے صوبوں کا بہترین مفاد اسی وقت اسی طریق سے وابستہ ہے کہ لیگ کا آئندہ اجلاس کسی مسلم اقلیت کے صوبے میں منعقد کرنے کے بجائے پنجاب میں منعقد کرنا بہتر ہوگا۔ پنجاب میں آل انڈیا مسلم لیگ سے دلچسپی نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور لیگ کے آئندہ اجلاس کا پنجاب میں انعقاد بنگال مسلمانوں کو وسطی میں بیداری کے لیے از حد مفید ہوگا!

## خطبۂ صدارت الٰہ آباد ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء

کے

## مزید اقتباسات

آپ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ جنھیں پڑھ کر آپ محسوس کریں گے کہ حکیم الامت مجھ قسمت گزیدہ ملت کو ہلاکت سے بچانے کے لیے اپنا جگر خون کر رہا ہے۔ آپ اس مرد بصیر کو ہدیۂ تبریک و تحسین پیش کرنے کے لیے آپ کو تیار ہو جائیں گے۔ جب آپ دیکھیں گے کہ روحانی ساحر کے متحدہ قومیت کے بچھائے ہوئے فریب آمیز جال کے طلسماتی تاروں کے تار و پود بکھیرنے کے لیے کس جوش و خروش سے مصروف کار ہے۔ اس مرد خود شناس، خدا شناس کی چشم بصیرت گاندھی، نہرو، مالویہ اور کانگریس کی دسیسہ کاریوں اور فریب انگیزیوں کی تمام چالوں کو بھانپ کر مسلمانوں کو ان سے ہشیار و خبردار کرنے کے لیے اشاروں ہی اشاروں میں وہ رازہائے سربستہ سمجھا رہی ہے۔ یہ حکیم دانا پیشہ کے وقت یہ وہ ناکہ راز اپنے جذب درون سے ... اپنے نظریات و خیالات

احساسات و تصورات سے توانائی و ہمت بخش رہا ہے اور ہندوستان
میں اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے کس قدر مضطرب و بیقرار ہیں جو مسلمان
کو اس کی حقیقت سے آشنا کرتا ہے اور یہ مشرق و مغرب دونوں سے باخبر
ملاحظہ فرمائیے ۔

## مسلمان اور اس کا مذہب

جس دینی تحریک کا آغاز حضرت محمد رسول اللہ کی ذات سے ہوا اس نے
مسیحی دنیا کی وحدت کو توڑ کر رکھ دیا [illegible]
کر دیا جس سے اہل مغرب کی نگاہیں اقوام و ملل کی تنگ [illegible]
گئیں جس کا اظہار آخرین سیاسی نظامات کی شکل میں [illegible]
جذبہ قومیت کے ماتحت [illegible] کی بنیاد [illegible]
کہ سیاسی [illegible] کا وجود صرف [illegible] وقت کے ماتحت [illegible]
اس سے اہل مغرب اس نتیجہ پر پہنچے کہ مذہب کا معاملہ [illegible]
[illegible] محدود ہے۔ اسے دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] اسلام [illegible]
[illegible]
دنیا کی [illegible] ۔ اسلام [illegible]
[illegible] کا اظہار [illegible]
[illegible] اسلام
[illegible] نظام سے
[illegible] اسلام [illegible]
[illegible] اسلام

ایک ایسی قوت ہے جو ذہن انسانی کو نسل و وطن کی قید سے آزاد کر سکتی ہے جس کا یہ عقیدہ ہے کہ مذہب کو فرد اور ریاست دونوں کی زندگی میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام کی تقدیر خود اس کے ہاتھ میں ہے اسے کسی دوسری تقدیر کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔"

"آپ یہ خیال نہ فرمائیے کہ جس مسئلہ کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ محض نظری حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک زندہ اور عملی سوال ہے جس سے بطور ایک دستورِ حیات اور نظامِ عمل کے اسلام کی ساری کائنات متاثر ہو سکتی ہے۔ صرف یہی ایک مسئلہ ہے جس کے حل پر اس امر کا دارومدار ہے کہ ہم آگے چل کر ہندوستان میں ایک ممتاز اور نمایاں تہذیب کے حامل ہو سکیں گے۔"

"اسلام پر اتنا کڑا آزمائش کا کبھی ایسا سخت وقت نہیں آیا جیسا کہ آج اسے درپیش ہے۔ ہر قوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بنیادی اصولوں کی ترمیم و تاویل کرے یا ان کو یکسر منسوخ کر دے لیکن اس ترمیم کا قدم اٹھانے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ اس کے نتائج کیا واقع ہوں گے۔"

"سوال یہ ہے کہ آج جو مسئلہ ہمارے پیش نظر ہے اس کی کیا حیثیت کیا ہے؟ کیا واقعی یہ مذہب ایک نجی معاملہ ہے؟ اور آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ایک اخلاقی اور سیاسی نصب العین کی حیثیت سے اسلام کا وہی حشر ہو جو مغرب میں مسیحیت کا ہوا؟ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اسلام کو بطور ایک اخلاقی تخیل کے تو برقرار رکھیں لیکن اس کے نظامِ سیاست کے بجائے ان قومی نظامات کو اختیار کر لیں جن میں مذہب کی مداخلت کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا؟ ہندوستان میں یہ سوال اور بھی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اعتبار آبادی ہم لوگ اقلیت میں ہیں لیکن یہ دعویٰ کہ مذہبی ...

محض انفرادی اور ذاتی واردات ہیں اہلِ مغرب کی نظر ان سے تو جیسے خبر معلوم نہیں ہے کہ اکبر بگڑیوں سے کے نزدیک مسیحیت کا تصور میں تھا کہ وہ ایک مشرقی مذہب نہیں ہے لیکن تصوف کی واردات مذہب کی حیثیت جیسا کہ ترقی یا کسی روشنی کا انحصار تھا جہاں سے قطعاً مختلف ہے۔ یہ محض ایک روح کی وہ واردات نہیں ہیں کا تعلق مرزا صاحب واردات کے۔ ہوتے ہوئے سے معاملہ اس سے الگ ہیں کہ گروہ وحشی کی معاشرت ہے اس کا کوئی اثر تو ہے برعکس اس کے یہ وہ انفرادی واردات ہیں جن سے جیسے جیسے اجتماعی نظامات کی تخلیق ہوتی ہے اور جن کے اولین نتیجے سے یہ ایک نیا نظام ہے کی تاسیس ہو گئی ہیں کہ اہمیت قانونی تصورات مضمر تھے اور جن کی اہمیت کو محض اس وجہ سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی بنیاد وحی و الہام پر ہے۔ "لہٰذا اسلام کا مذہبی نصب العین اس کے معاشرتی نظام سے الگ نہیں ہو سکتا، ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ اگر آپ نے ایک کو ترک کیا تو بالآخر دوسرے کا ترک کرنا بھی لازم آئے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے بھی ایسے نظامِ سیاست پر غور کرنے کے لیے آمادہ ہو گا جو کسی ایسے وطنی یا قومی اصول پر مبنی ہو جو اسلام کے اصولِ اتحاد کے منافی ہو۔"

"جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ مجھے یہ اعلان کرنے میں مطلق تامل نہیں کہ اگر فرقہ وارانہ امور کے ایک مستقل اور پائیدار تصفیہ کے اس بنیادی اصول کو تسلیم کر لیا جائے کہ مسلمانانِ ہندوستان کو اپنی روایات و تمدن کے ماتحت اس ملک میں آزادانہ نشوونما کا حق حاصل ہے تو وہ ہندوستان کی آزادی کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔"

"یہ مسئلہ... ہے... جماعت اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ ... مقام"

کے مطابق آزادانہ ترقی کرے کسی تنگ فرقہ واریت پر مبنی نہیں۔ فرقہ
واریت کی بہت سی صورتیں ہیں۔ وہ فرقہ واریت جو دوسری قوموں
سے نفرت اور ان کی بدخواہی کی تعلیم دیتی ہے اس کے ذلیل اور ادنیٰ
ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ میں دوسری قوموں کے رسوم و رواجات
اور ان کے معاشرتی اور مذہبی ادارات کی دل سے عزت کرتا ہوں
بلکہ بحیثیت مسلمان میرا فرض ہے کہ اگر ضرورت پیش آئے تو احکام
قرآنی کے حسب اقتضا میں ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کروں۔
بایں ہمہ مجھے اس جماعت سے دلی محبت ہے جو میرے اخلاق و اطوار
اور میری زندگی کا سرچشمہ ہے اور جس نے اپنے دین، اپنے ادب، اپنی
اپنی حکمت اور اپنے تمدن سے بہرہ مند کر کے مجھے وہ کچھ عطا کیا جس
سے میری موجودہ زندگی کی تشکیل ہوئی ہے۔ اس کی برکت ہے کہ میرے
ماضی نے از سر نو زندہ ہو کر مجھ میں یہ احساس پیدا کر دیا کہ وہ اب بھی
میری ذات میں سرگرم کار ہے۔"

نہرو رپورٹ کے مصنفین تک نے فرقہ واریت کے اس پہلو کا اعتراف
کیا ہے۔

## علیحدگی کا مسئلہ

علیحدگی کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے انھوں نے لکھا ہے:۔
"یہ کہنا کہ قومیت کے وسیع نقطۂ نگاہ کے ماتحت کسی فرقہ وارانہ
تصفیہ کا قیام مناسب نہیں، اصل میں ایسا ہے جیسے یہ دعوے کرنا کہ
بین الاقوامی نصب العین کا تقاضا ہے کہ علیحدہ علیحدہ قوموں کا وجود
قائم نہ رہے۔ ان دونوں بیانات میں ایک حد تک صداقت موجود ہے
لیکن بین الاقوامی نصب العین کے گرم سے گرم حامیوں کو بھی اس امر

اصول کی بنا پر ہے کہ قوموں کی گروہ بندیوں کی آزادی کے بغیر ہندوستان میں یورپی طرز کی ریاست کا وجود قائم کرنا مشکل ہے۔ اس طرح مکمل طور پر آزادی کے بغیر [illegible] اور [illegible] صورت میں فرقہ وارانہ [illegible] مجھے اس کا یقین نہیں کہ ایک ہم آہنگ اور متحدہ قوم کا وجود ممکن ہے۔

مغربی ممالک کی طرح ہندوستان کی حالت یہ نہیں کہ اس میں ایک ہی قوم آباد ہو۔ ہندوستان مختلف اقوام کا وطن ہے جن کی نسل، مذہب سب ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ ان کے اعمال و افعال میں وہ احساس پیدا نہیں ہو سکتا جو ایک ہی نسل کے مختلف افراد میں موجود رہتا ہے۔ یہی نہیں ہر کسی طرح مناسب نہیں کہ مختلف فرقوں کے وجود کا خیال کیے بغیر ہندوستان میں اسلامی ہندوستان قائم کیا جائے۔ اصولی طور پر یہ میری رائے ہے کہ مسلکت فرقوں کو نظر انداز کر کے ایک متحدہ ہندوستان قوم پیدا کی جائے۔ [illegible] کوئی ان کے اتحاد [illegible] میں لا سکیں گے۔

ذاتی طور پر میری تو خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملا دیا جائے۔ خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ کے اندر حکومت خود اختیاری حاصل کرے، خواہ اس کے باہر۔ مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو آخر ایک منظم اسلامی ریاست قائم کرنی پڑے گی۔ [illegible] یہ صورت اختیار کر لی گئی تو [illegible] کی وسعت اور انتظامی مشکلات میں بھی [illegible] اسلامی [illegible] مستقل [illegible] ہوں گے [illegible] بلکہ اس صوبے [illegible] [illegible] ہندوستان [illegible] سبب ہے [illegible] اسلامی [illegible]

جانتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت ایک تمدنی قوت کے زندہ رہنے کو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی حکومت قائم کر سکے۔ اس طرح نہ صرف ہندوستان کا مسئلہ حل ہو جائے گا بلکہ خود اس سے مسلمانوں کے احساسات ذمہ داری قوی ہو جائیں گے اور ان کا جذبۂ حب الوطنی بڑھ جائے گا۔"

"اگر شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کو موقع دیا گیا کہ وہ ہندوستان کے جسد سیاسی کے اندر رہ کر اپنے نشوونما آزادانہ کر سکیں تو وہ تمام بیرونی حملوں کے خلاف ہندوستان کے بہترین محافظ ثابت ہوں گے۔

پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی ۵۶ فیصدی ہے لیکن ہندوستان کی پوری فوج میں ان کا حصہ ۵۴ فی صدی ہے اور اگر سالار جنگ کی کل تعداد میں سے ان ۱۹ ہزار گورکھوں کو جو نیپال کی آزاد ریاست سے بھرتی کیے جاتے ہیں نکال دیا جاتا ہے تو مسلمانوں کی تعداد ۶۲ فی صدی ہو جائے گی۔ اس سے آپ ان تمام صلاحیتوں کا بہ آسانی اندازہ کر سکتے ہیں جو شمال مغربی ہندوستان کی مسلم آبادی میں موجود ہیں اور جن کی بدولت وہ تمام ہندوستان کو غیر ملکی حملہ آوروں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔"

"ہندوؤں کے دل میں اس قسم کا اندیشہ نہیں ہونا چاہئیے کہ آزاد اسلامی ریاستوں کے قیام سے ایک طرح کی مذہبی حکومت قائم ہو جائے گی۔ اسلام کوئی کلیسائی نظام نہیں بلکہ یہ ایک ریاست ہے جس کا اظہار روسو سے بھی کہیں پیشتر ایک ایسے عمرانی معاہدے کی شکل میں ہوا جو مقصد اجتماعی کا پابند ہے۔ ریاست اسلامی کا احساس ایک اخلاقی نصب العین سے ہے جس کا یقین ہے کہ انسان شجر و حجر کی طرح کسی خاص زمین سے وابستہ نہیں

بلکہ وہ ایک متحدہ مالی ہستی ہے جو ایک اجتماعی ترکیب میں منضبط ہے اور اس کے ایک متحدہ وجود کی حیثیت سے مستند فرائض و حقوق کا مالک ہے۔ اسلامی ریاست کی نوعیت کا اندازہ ان تمام تصورات (...) کے اس اختصار سے کیا جا سکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تعلیم ہندوستان میں ریاست کا فرض ہے ... کے متعلق قوانین بنائے، اسلام میں سود لینا حرام ہے۔ یہ صرف ہندوستان اور اسلام کی فلاح ... کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ اس سے ہندوستان کے اندر ... کی بدولت امن و امان قائم ہو جائے گا۔"

## صوبوں کی نئی تقسیم

"ہندوستان کے لسانی، وراثتی، مذہبی اور معاشرتی بے شمار اختلافات کو نظر رکھتے ہوئے ایک مستقل حکومت قائم کرنے کی یہی صورت ہے کہ یہاں جیسی زیادہ ریاستیں قائم کی جائیں جو باہم نسل، تاریخ، مذہب اور اقتصادی مفاد کے اشتراک پر مبنی ہوں۔ سائمن رپورٹ کے صفحہ ... پر اس موضوع پر ... کیا گیا ہے۔ اس کے ماتحت بھی ضروری ہے کہ مرکزی مجلس قانون ساز کا انتخاب عوام کے ذریعہ عمل میں نہ آئے بلکہ وہ تمام صوبائی ... کے نمائندوں پر مشتمل ہو۔ سائمن رپورٹ کی رو سے تقریباً ان ہی اصولوں کی بنا پر ... کا اظہار ... کیا ہے۔ صوبوں کی تقسیم بھی دوسرے ... کے صوبوں کی جدید تقسیم سے پہلے تین شرطوں کا پورا ہونا ضروری ہے۔

(۱) یہ تقسیم ہندوستان کے آئین سے پہلے مکمل ہو جانی چاہیئے۔

(۲) نیا ... اصل اکثریت ... ہو ... ترقی ... مسائل ... جائیں۔

اگر صوبوں کی تقسیم کسی صحیح اصول کی بنا پر ہو گی تو اس سے کم از کم جداگانہ انتخاب کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو جائے گا۔ میری دانست میں اس سارے جھگڑے کی بنیاد صوبوں کی موجودہ تقسیم پر ہے۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ جداگانہ انتخاب کا اصول قومیت کے منافی ہے کیونکہ تحریک متحدہ قومیت کا مفہوم صرف اسی قدر ہے کہ ہندوستان کے تمام باشندے باہم اس طرح خلط ملط ہو جائیں کہ ان میں کسی مخصوص قوم کا انفرادی وجود باقی نہ رہے لیکن ہم اس کو کچھ سودمند نہیں۔ ہندوستان میں مختلف اقوام اور مختلف مذاہب موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اگر مسلمانوں کی معاشی پستی، ان کی بے حد مقروضیت (بالخصوص پنجاب میں) اور بعض صوبوں میں ان کی ناکافی اکثریتوں کا خیال کیا جائے گا کہ مسلمان جداگانہ انتخاب کے لیے کیوں مضطرب ہیں۔

ہندوستان جیسے ملک میں اور خاص طور سے ان حالات میں جو اس وقت یہاں درپیش ہیں اس امر کی توقع رکھنا کہ علاقہ وارانہ انتخابات سے ہر قوم کے مفاد کی پوری پوری نمائندگی ہو سکے گی ناممکن ہے۔ اس سے تمام اقلیتوں پر ہندوؤں کا غلبہ قائم ہو جائے لیکن اگر صوبوں کی تقسیم کسی ایسے اصول کے ماتحت عمل میں آ جائے کہ ہر صوبے کے اندر تقریباً ایک ہی طرح کی قسمیں جو ایک ہی نسل سے ہوں، ان کی زبان، ان کا مذہب اور ان کی تہذیب ایک ہو تو مسلمانوں کو مخلوط انتخاب پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

## ہندوستان کا بری اور بحری تحفظ

"نہرو صاحب کی کمیشن رپورٹ میں کوئی ایسی بات نہیں لکھی گئی جس پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی غلط فہمی، نااتفاقی اور بدظنی کا سبب بن سکتی تھی لیکن

کمیشن کی رپورٹ اور اس کے موجودہ اشاعت ہو جانا دہ نظر رہنے کے بعد اقتباس اقبال نے مجھے بتانے کی بات کی۔

"ایک عجیب بات یہ ہے کہ سائمن رپورٹ میں ہندوستان کی بری سرحدوں کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے لیکن اس کے بحری تحفظ کے متعلق صرف سرسری اشارات کیے گئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان پر ہمیشہ خشکی کی طرف سے حملے ہوتے رہے ہیں لیکن یہ امر بھی مسلم ہے کہ ہندوستان کے موجودہ حاکم اس کے غیر محفوظ سواحل کی وجہ سے ہی یہاں قابض ہوئے تھے۔ ایک آزاد اور خود مختار ہندوستان کے لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ خشکی کی بجائے اپنی بحری سرحدوں کی زیادہ حفاظت کرے۔"

"مجھے یقین ہے کہ اگر فیڈرل ریاست وجود میں آئے گی تو مسلم فیڈرل ریاستیں ہندوستان کے تحفظ کی خاطر یکساں غیر جانب دار ہندوستانی فوج کے قیام کے لیے بخوشی اور رضامند ہوں گی۔ یہ تسلیم ہے جو اس قسم کی ہندوستان کی حفاظت ہو ہوں گی۔ مغلوں کے زمانے میں اسی قسم کی غیر جانب دار فوج اگر واقعتہ موجود تھے بلکہ اکبر کے زمانے میں تو اس تمام سرحدی افواج کے افسر ہندو ہی تھے۔"

"میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر فیڈرل نظام حکومت میں ایک غیر جانب دار ہندوستانی لشکر قائم ہو تو اس سے مسلمانوں کے جذبۂ حب الوطنی اور زیادہ قوی ہو جائیں گے اور اس بدگمانی کا بھی ازالہ ہو جائے گا کہ اگر باہر سے حملہ ہوا تو مسلمانان ہندوستان اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ مل جائیں گے۔"

"میں نے مختصراً اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ ہندوستان کے مسئلہ سے متعلق ہم مسلمانوں کو کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے۔ ہمارا سب سے بڑا مطالبہ یہ ہے کہ آئندہ مسائل کے مستقل تصفیہ کے لیے

مطالبہ ہندوستان میں صوبوں کی تقسیم از سر نو ہو جائے۔ لیکن اگر مسلمانوں کا مطالبہ مسترد کر دیا گیا تو پھر یہ نہایت خطرناک ہوگا۔ ساتھ ان مطالبات کی تائید کانگریس کا ہی کا اعلان کل انڈیا مسلم کانفرنس اور آل انڈیا مسلم لیگ سے بھی بار بار کیا گیا ہے۔

مسلمانان ہندوستان کسی ایسی آئینی تبدیلی کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں جس کے تحت وہ مثلاً اور پنجاب میں بنگال کی طرح انتخاب کے ذریعے اپنی اکثریت حاصل نہ کر سکیں یا مرکزی مجلس میں انہیں ۳۳ فیصد نشستیں شامل جائیں۔ اب تک مسلمانوں کے سیاسی رہنما دو گروہوں میں بٹ چکے ہیں۔ پہلا گروہ وہ ہے جو نہرو کا مسترد شدہ میثاق ہے جسے قومیت ہند کے غلط تصور پر مرتب کیا گیا ہے اور جس کے باعث مسلمان اکثریتی صوبوں میں محروم رہ جاتے ہیں کہ وہ اس ملک میں کوئی سیاسی طاقت پیدا کر سکیں۔

دوسرا گروہ سر شفیع صاحب کا جو تمام ہندوستانی آبادی کی خاطر مسلمانوں اتحاد و اتفاق کی ناعاقبت اندیشانہ قربانی ہے جس کا اظہار ایک ایسی تجویز میں ہوا ہے جس سے پنجاب کے مسلمان اقلیت میں رہ جاتے ہیں لیکن مسلم لیگ کا فرض ہے کہ وہ میثاق اور تجویز دونوں کی مذمت کرے آگے چل کر۔

"مسلمانان ہندوستان کو کسی ایسی تبدیلی سے بھی اتفاق نہیں ہوگا جس کے ماتحت سندھ کو بمبئی سے ایک علیحدہ صوبہ نہ کر دیا جائے یا شمال مغربی سرحدی صوبہ کا سیاسی درجہ وہی نہ ہو جائے جو ہندوستان کے دوسرے صوبوں کا ہے۔ احاطہ بمبئی اور سندھ میں کوئی چیز بھی تو مشترک نہیں۔ سائمن کمیشن کو بھی اعتراف ہے کہ اہل سندھ کی ہمسائگی اور ان کا تمدن عراق اور عرب سے مشابہ ہے نہ کہ ہندوستان سے

مشہور اسلامی جغرافیہ دان مسعودی نے [illegible] سے بہت پہلے عرب اور سندھ کی ایک باہمی مشابہت کی طرف اشارہ کر دیا تھا مسعودی نے لکھا ہے کہ سندھ وہ ملک ہے جو مملکت اسلامی سے قریب تر ہے اور سب سے پہلے اموی خلیفہ کا قول تھا کہ مصر کی نسبت افریقہ کی جانب ہے اور [illegible] عرب کی جانب مناسب [illegible] کے ساتھ ہی [illegible] جا سکتا ہے [illegible] ہندوستان کی طرف [illegible] کی جانب۔

"[illegible] اگر [illegible] حکومت [illegible] متعلق [illegible] نہیں [illegible] اس کی [illegible] مسلمانوں [illegible] جاتا [illegible] ایک [illegible] ہندوستان کا [illegible] سلطنت بن جائے گا [illegible] مسلمانوں [illegible] اس وقت [illegible] لیکن [illegible] مربوط ہو جائے۔

کہا جاتا ہے کہ اس [illegible] مشکلات حائل ہیں [illegible] متعلق کوئی [illegible] نہیں [illegible] لیکن فرض [illegible] قسم کی مشکلات موجود ہیں [illegible] حکومت ہندوستان [illegible]

[illegible]

"یہ خیال ہوا ہے جیسا کہ جتنی کہ وہ سرگرمی روشن کرسکیں مجلس یاسی [illegible] کر لیا گیا کہ وہ ایک با مقصد قانون میں بہ پہنچ رہی - اور کا اس کمیشن کی [illegible] کسی قدر طبیعت کی روشن ہو اس سے کسی جماعت کا اطمینان نہیں ہو سکتا؟"

"سیاسی مصالحت کی مثال روشنی کی سی ہے جو کہ آگ کی [illegible] فرق یہ ہے کہ ہم تمام انسانوں کو جو کہ مشترکہ بنا لیں خواہ وہ بادی [illegible] میں رہتے ہوں یا کہ نہ کہیں لیکن ہیں - [illegible] بھی ایک ہی قوم سے وہ ہیں مقدار ہے یہ ہر قسم کی تکلیف برداشت کر سکتے ہیں [illegible] کی شدت سے مزاحمت کریں گے [illegible] کا نا [illegible] کے حق سے [illegible] ان لوگوں کو [illegible] ہندوستان اور انگلستان [illegible] گذشتہ ایام میں [illegible] قسمت [illegible] تعلقات [illegible] ہیں۔

[illegible] سے [illegible] ہندوستان میں اصول حکومت خود اختیاری [illegible] اس کے رکھا گیا ہے مجھے امید ہے کہ [illegible] حالات کا [illegible] غلطی نہیں کریں گے [illegible] آپ کو [illegible] نہیں رکھیں گے اس حصہ میں [illegible] کا نتیجہ ہے۔"

"حکومت ہند [illegible] برداشت [illegible] کی [illegible] آپ کا [illegible] کمیشن کی سفارشات سے وسیع ہے [illegible] کی منتخب کر نسل اور [illegible] کی [illegible] حکومت ہند سے [illegible] کو وہ [illegible] نہیں [illegible] حاصل ہے [illegible] کہ ہندوستان [illegible] کی قسمت [illegible] میں حصہ لیں۔"

---

# گول میز کانفرنس

سنہ ۱۹۳۰ء کانگریس کی سول نافرمانیوں سے زچ ہو کر حکومت برطانیہ نے لندن میں ایک گول میز کانفرنس منعقد کی جس کے اجلاس پیہم ہوتے رہے۔ اس کانفرنس کے بانی اور صدر مسٹر ریمزے میکڈانلڈ تھے [illegible] سے ہندوستان [illegible] مولانا محمد علی نے ان کا نام ہی ریمزے میکڈانلڈ [illegible] رکھ چھوڑا تھا۔ یہ وزیر اعظم صاحب پارلیمنٹ [illegible] کے [illegible] اجلاس میں جو واضح الفاظ مسلمانوں سے جداگانہ انتخاب [illegible] پر [illegible] ہو گئے تھے۔ کیونکہ یہ مغربی جمہوریت کے منافی تھے۔ اقبال نے [illegible] کا [illegible]۔

[illegible] فرماتے ہیں:-

"ذاتی طور پر مجھے [illegible] کانفرنس سے کوئی امید وابستہ نہیں [illegible] [illegible] کیا جاتا ہے کہ فرقہ وارانہ [illegible] [illegible] زیادہ [illegible] سے کام لیا جائے گا [illegible] افسوس [illegible] بالکل اس کے برعکس ہی حقیقت یہ ہے کہ فرقہ وارانہ مسائل [illegible] [illegible] میں ہوئی ہے اس سے مسلمانوں اور ہندوؤں کا [illegible] اختلافات [illegible] زیادہ واضح ہو گیا ہے۔ [illegible] وزیر اعظم انگلستان [illegible] [illegible] ہندوستان [illegible] [illegible] [illegible]"

[illegible]

[illegible]

تحریر ایا دیا جیسا برطانوی جمہوریت کی صورت قائم نہیں ہو سکتی ۔ ہونا
تو یہ چاہیئے کہ اس مسئلے کو جغرافیائی اصول پر حل کیا جائے ۔ جداگانہ
انتخابات کو قائم رکھنا اس کا کوئی مؤثر حل نہیں ہے مجھے یہ امید نہیں کہ
انجمنوں کی سب کمیٹی کسی یکجا نتیجے پر پہنچے گی تاہم سارا مسئلہ برطانوی
پارلیمنٹ میں پیش ہو گا ہمیں امید ہے کہ انگریز مجھے ! ایک نظر یا نئے سے
اس مسئلے کو محض ملکی نقطہ نظر سے نہیں دیکھیں گے ۔ جیسا کہ اب ہندوستان
کے اکثر ارباب سیاست نے کیا ہے ۔ بنگال اور پنجاب کی اس مسئلہ کی نزاکت
سمجھ جائیں گی اور وہ محسوس کریں گے کہ ہندوستان کے اندر امن و
سکون کے قیام کا طریق کیا ہے ۔"

"جمہوری دستور ہی اس قسم کی ہو گا کہ ہندوستان میں ایک ہی
قوم بستی ہے یا جس کا مقصد یہ ہو کہ یہاں انہی اصولوں کا نفاذ کیا جائے
جو برطانیہ کے جذبات جمہوریت پسندی کا نتیجہ ہیں اس کا مطلب صرف
اسی قدر ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کو نادانستہ طور پر خانہ جنگی کے لیے
تیار کیا جائے ۔ جہاں تک میری سمجھ کام کرتی ہے اس وقت تک امن و
سکون قائم نہیں ہو سکتا جب تک اس امر کو تسلیم نہ کر لیا جائے گا کہ
ہندوستان کی ہر جماعت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ماضی سے اپنا
رشتہ منقطع کیے بغیر اپنے اصولوں پر آزادی کے ساتھ ترقی کرے ۔"

"مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ ہمارے مسلمان لیڈر اس
مسئلے کے حل کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہے ۔ جس کو ہم نے بین الملتی
یا بین الاقوامی مسئلہ کہا ہے ۔ ان کا یہ اصرار بالکل بجا ہے کہ مرکزی حکومت
تک فرقہ واری کا مسئلہ طے کرنے سے پہلے فرقہ وارانہ تنازعات کا تصفیہ
ہو جانا ضروری ہے کبھی مسلمان سیاسی زعماء کو اس بحث میں بین الملتی
فرقہ واری کا مسئلہ خیال میں رکھنا چاہیئے جسے ہندو بعض ہندو ...

**کی خاطر استعمال کرتے ہیں تاکہ قبائلی وزیر اعظم، انگلستان کے جذبات جمہوریت پسندی سے ناجائز فائدہ اٹھا سکیں۔**

اور اگر خدانخواستہ ہندوستان میں ایک ایسی صورت حالات فرض کریں جو واقعتہً موجود نہیں ہے [illegible] بڑے سخت خطرے میں پڑے ہیں لیکن [illegible] حالات کر رہا ہے اور [illegible] ہندوستان کے دو حصے [illegible] کی نسبت کہیں زیادہ ایک [illegible] قوم ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر متحدہ ہندوستان میں کوئی قوم بستی ہے تو وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔ مگر یہ [illegible] ہم سے آگے ہیں لیکن اب بھی ان کو وہ ایک [illegible] حاصل نہیں [illegible] ایک قوم بننے کے لیے [illegible] اور [illegible] خود آپ کو [illegible] ہے بے شک ہندو [illegible] مضطرب ہیں کہ وہ ایک قوم بن جائیں مگر قوموں کی ترکیب گویا ایک [illegible] جہاں تک جذبات کا تعلق ہے ضروری ہے کہ [illegible] تمام [illegible] کو [illegible] بدل دے [illegible] مسلمان رہنما [illegible] مگر انتہائی [illegible] سے [illegible] ہونا چاہیے کہ ترکی [illegible] دوسرے [illegible] کی مالک قوم [illegible] ہندوستان کی حالت اس سے مختلف ہے۔ ان [illegible] تقریباً اسلامی [illegible] قرآنی [illegible] کتاب [illegible] معاشرتی [illegible] اگر کوئی [illegible] عیسائی [illegible] کبھی مسلمان [illegible] شریعت اسلامی کی [illegible] حقیقت [illegible] اسلام نے [illegible] کا سیاسی [illegible] قرآن [illegible]

کا اونشا ہے۔ یا اہل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ دینی ترہیب
سواء بیننا و بینکم۔ الوہی المسات سے ہو کر مسلمان اور عیسائی اقوام
کی باہمی جنگ وجدال اور مغرب کی بیہودہ سیاسیں تھیں اس مرکز سے سخت
مغربی کیا کہ دنیائے اسلام اس آیت کے لائحہ عمل کو عمل میں لاتی
ہو جائے تو پاک اور مستقبل میں یہ مقصد اسلامی قومیت کی شکل میں پیدا
ہو جاتا ہے؟

# تقسیم ہند کے تخیل پر بحث

جواہر لال نے جس اقبال کے ان تصورات پر قائل ہند و اتحاد
تھے ایکی اور یونی وحواس لکھ چکے تھے۔ اپنی مشہور کتاب ڈسکوری آف انڈیا
(DISCOVERY OF INDIA) میں جو انھوں نے جیل کی تنہائی میں
کامل اطمینان اور یکسوئی کی حالت میں تمام معاملات اور تقریباً ہر طرح کی
کشمکش سے خالی الذہن ہو کر تحریر فرمائی تھی لکھا ہے:

"اب سے چند سال پہلے تقسیم ہند کی آواز بلند ہوئی تھی تو اس کے بہت
سے اصلی اور ضمنی اسباب تھے جو یقیناً بہت سی غلطیاں اور حماقتیں تھیں
اور سب سے بڑھ کر حکومت برطانیہ کی تفریق پالیسی تھی لیکن ان سب کی
تہہ میں یہ نفسیاتی کیفیت تھی جو علاوہ دوسرے اسباب کے اس وجہ سے
پیدا ہوئی تھی کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے متوسط طبقے کی نشو و نما بہت
دیر میں ہوئی۔ آج جو ہم دیکھ رہے ہیں جو ہندوستان کشمکش نظر آتی ہے وہ صرف
قومی تحریک اور جمہوری حکومت ہی میں نہیں بلکہ جاگیری نظام اور جدید
تصورات و حالات میں بھی ہے!

"یہ کشمکش مجموعی طور پر پوری قوم میں نظر آتی ہے ہندوؤں اور مسلمانوں

اور دوسری تحریکوں کی طرح جماعتوں کے ہم بھی قومی تحریک جس کی [illegible] گی
[illegible] کو تحریریں کرتی ہے۔ نتیجۃً جدید [illegible] اور [illegible] کی تشکیل [illegible]
کے تاریخی عمل کی علمبردار ہے۔ مگر یہ رجحان تعصبات کو بعض اوقات [illegible]
سے ہم آہنگ کرتا جاتی ہے [illegible] ہر قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں
[illegible] تعلقات رکھتے ہیں جمع ہو گئے ہیں۔ چند [illegible] ایک [illegible]
[illegible] نظام کی ترقی کی راہ میں [illegible] اور دوسری جماعتیں
کو بھی [illegible] گروہ [illegible] سیاسی نظام کو [illegible] کو [illegible] ہوگئی ہیں [illegible]
[illegible] بہرحال اس نظام کی [illegible] مگر وہ قومی تحریک ہی
[illegible] ہر قسم کی سیاسی [illegible] اور [illegible]
[illegible] قومی تحریک میں [illegible] ہے مگر وہ ہر قسم کی [illegible]
کے [illegible] مسلمانوں میں [illegible] عناصر کے [illegible]
[illegible] کا سامنا
[illegible] مسلمانوں [illegible]
[illegible] سیاست [illegible]
اور دوسرے [illegible] نمایاں ہے [illegible] مسلمانوں میں [illegible]
کی [illegible] پیدا کر دی ہے۔

"[illegible] ہندوستان کی تقسیم کرنے کی تحریک [illegible]
[illegible] کی ہی [illegible] ہے [illegible]
[illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] ہوئی۔"

## مسلمان کمیونزم کی آغوش میں

[illegible] مسلمان کو کمیونزم کا توشہ

کھلا ہوا ہے کہ اس کے دل میں ہندوستان کا سامان پیدا کر کے اس کی انفرادیت کو متحدہ
قومیت کے سمندر میں گم کرنا چاہتا ہے۔ اور کانگریس [illegible] کے مقاصد
کے پیچھے تحریک پاکستان کے بارے میں مسلمانوں کے دلوں میں یہ کچھ شکوک
شبہات پیدا کرنا چاہتا ہے کہ پاکستان بھی ان کی اس مفلوک الحالی اور
اور مفلسی و غربت کا علاج نہیں لیکن حکیم الامت اس معاشی مسئلہ کو کسی اور زاویہ
اور رخ سے دیکھتے ہیں اور مسلمانوں کی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے معاشی
ترقی کے لیے کیا سوچتے ہیں، وہ انہیں قومی تحریک (کانگریس کی خالص ہندو
ہند و جسد) سے الگ کر کے انہیں اپنی منزل حیات کی طرف کس طرح لے جانا
چاہتے ہیں اور پنڈت جی کے اس جال فریب کو کس طرح تار تار کرتے ہیں۔
ملاحظہ فرمائیے۔

"آپ نے اگرچہ میرے کو متعرض ہیں مگر میرے خیال میں دونوں قوموں کے اختلاط
سے تا حال [illegible] کی کوشش کی تو [illegible] دو قومی نظریہ کے
لیے نقصان دہ ثابت ہوگی۔ اگر [illegible] حقیقی نقطۂ نظر
کو سیاسی انفرادیت [illegible]
کے مسلمان اس بات پر مجبور ہوں گے کہ [illegible] نظام حکومت
کے خلاف [illegible] استعمال کریں [illegible] حکومت کے خلاف
کیا تھا [illegible] ہو سکتا ہے کہ ایشیا کے تمام مسلمان
[illegible] مشرق میں ان کے نقش
اقتدار [illegible] میرا یہ خیال ہے کہ [illegible] خطرناک مذہب
نہیں ہے [illegible]
[illegible] مذکورہ حالت [illegible]
تک نہیں رہے گی، اس لیے کہ کسی سوسائٹی کا [illegible] کی بنیاد
[illegible] نہیں رہ سکتا [illegible]

انہیں ٹھنڈے دل سے سوچنے کا موقع ملے گا۔ انہیں حقیقی طور پر اپنے مقام کے لیے کسی مثبت بنیاد کی تلاش کرنی ہوگی۔

اگر یا [illegible] میں تھوڑی سی بھی [illegible] کا اثر پیدا ہو جاتا تو یا سیکولرزم اسلام کے بہت ہی قریب تھا کیونکہ اس سلسلے میں متعصب نہیں ہوں گا کہ اگر کسی [illegible] میں اسلام [illegible] پر چھا جائے یا [illegible] اسلام [illegible] کا [illegible] تو اس حیثیت [illegible] ہندوستان کے مسلمانوں کی ہوگی؟

ذرا آگے چل کر

ہندوؤں کے متعلق اپنے خیالات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میرا مطلب یہ نہیں کہ ہندوؤں کے خلاف مجھے تعصب ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں [illegible] ترقی [illegible] اور [illegible] کا جس کا حصول [illegible] پہلے [illegible] ظاہر ہو گیا ہے دل سے [illegible] ہیں۔ انہوں نے زندگی کے ہر شعبے میں [illegible] بہت تیزی سے معاشرتی اور اقتصادی ترقی کی [illegible] میں مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر ہندو ہم پر حکومت کریں [illegible] میں حکومت کرنے کی اہلیت [illegible] ہے [illegible] مسلمانوں کا نظریہ پیش کر دیا ہے [illegible] معنی نہیں ہیں [illegible] مسلم [illegible] کے متعلق [illegible]

[illegible] کانفرنس میں [illegible] مسلم مسئلہ کا [illegible] [illegible] [illegible] ہندوستان [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] مسئلہ کو حل کرنے کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ بعض لوگ یہ ضرور کہیں گے کہ اس قسم کی ایک حکومت نہایت اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ ختم ہونے والے جھگڑے اور فسادات۔ عدم تعاون اور سول نافرمانی، مرکزی حکومت کا تشدد بجائے اس کے اسباب مستعد ہیں اور حیثیت اشتراکی اور کا تجربہ کے چند مسلم جمہوریتوں کے پیش نظر اس قسم کی امیدیں غلط معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جمہوریت کے ساتھ جھگڑے اور فسادات لازم و ملزوم ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ جمہوریت کامل سیاسی سکون کی ضامن ہے تو دنیا کی تاریخ سے وہ بالکل ناواقف ہے۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ جمہوریت میں تو ایسے تمام خرابیات و شکایات کو ابھرنے کا موقع ملتا ہے جنہیں شخصی حکومت کے دور میں دبا دیا گیا ہو یا نظر انداز کیا گیا ہو۔ جمہوریت میں آئے دن ایسے تنازعات کی موجودگی ہوتی ہے جو فسادات اور تنازعات ناقابل حل اصل ہیں۔ یہ اختلافات کا اساس نہیں بلکہ تقریروں، اخباروں اور پارلیمنٹ کی بحث و تمحیص سے قوت حاصل کر لی ہے اور جمہوریت لوگوں کو کسی مسئلہ کے ایسے حل کو قبول کرنے پر تیار کر لیتی ہے جو معیاری تو نہیں کہا جا سکتا لیکن حالات کے پیش نظر قابل عمل ہوتا ہے۔

## مسلم کانفرنس لاہور

۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء میں مسلم کانفرنس کا لاہور میں اجلاس ہوا صدارت کے فرائض حکیم الامت علامہ اقبال نے سرانجام دئے۔ خطبہ صدارت جو آپ نے ارشاد فرمایا مفہوم و معنی کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ آپ نے سب سے زیادہ زور جس بات پر دیا وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اور اسلام

کے مابین کس طرح کا رشتہ اور تعلق ہے!

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے۔ تحریک پاکستان کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے بہ از بسکہ ضروری ہے کہ جس شخص نے مسلمانانِ ہند کو تصورِ پاکستان دیا اس مردِ قلندر کے خیالات و نظریات، جذبات و احساسات اور میلانات و رجحانات کو جس قدر بھی ہو سکے عامۃ المسلمین خصوصاً اپنی ابھرتی ہوئی نوخیز نسل کے سامنے رکھا جائے۔ تاکہ حقیقی معنوں میں وہ پاکستان کی روح اور نظریۂ پاکستان کی گہرائی و اہمیت کو سمجھ سکے اور ہر صاحبِ دل پکنے والے نوجوان اپنی قوت، اپنے جذبہ و ولولہ سے پاکستانی معاشرہ کو وہ حقیقی معاشرہ بنا سکیں جس کو دیکھنے کی آرزو میں اقبالؒ جیسے نابغہ کے سینے میں موجزن تھیں اور دل ہی دل میں تڑپا کرتی تھیں۔ اسی امید کے ساتھ حضرت علامہ نے اس گھٹن کو گوارا کر کے تمناؤں کے ذوق و شوق اور شدید ولولے کے جبر تو جذبوں کے ساتھ سرسبز و شاداب دیکھنے کے متمنی ہو آسودۂ منزل ہیں۔ ان کی یہی آرزو تھی کہ حضرت علامہ کے نیم شبی میں بھی آرزو ہی قریب و دیکھ نہ سکا۔ یہی حسرت بن کر رہ گئی ہے۔

پاکستان کی تعمیر و نشوونما اور ہر سے واضح کرنے کے لیے کام اب بھی افکارِ نظریہ ہی وہ بقا کے لیے تحریک پاکستان کے رہنماؤں نے جس آئندہ ذہنی روشنی اور قیادت اور مومنانہ فراست، اصلاحیتوں اور سیاسی بصیرت سے کام لیا ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ جس مقصد کے لیے تحریک پاکستان کو حد درجہ ہم کر دیا جائے۔

## خطبۂ صدارت کے اقتباسات

ملاحظہ فرمائیے:۔

"مسلمانوں کی ہندوستان کی دور ... میں واضح ہو گی جبکہ"

حقیقت یہ ہے کہ اسلام ذاتی رائے کا معاملہ نہیں ہے بلکہ وہ ایک سوسائٹی ہے
یا یوں سمجھئے کہ Church ہے اور وہ ان کی سیاسیات سے بھی
دلچسپی بھی رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے آج کل ہندوستان کے مسلمانوں میں
تعصبات جو شکل اختیار کر رہے ہیں وہ محض اسلام کی ابتدائی ساخت
اور فطرت پر غالب آجانا نا ممکن ہے۔ میں یورپ کی وطنیت کا مخالف ہوں
اس وجہ سے نہیں کہ اگر ہندوستان میں نشوونما پایا تو ممکن ہے کہ ترقی کے لیے فائدہ مند
کر انسانی زندگی کم ہو گی میری مخالفت اس بنا پر ہے کہ میں اس کو
اور بت پرستی کی ایک قسم سمجھتا ہوں جو میرے نزدیک انسانیت کے لیے ایک
مہلک ترین خطرہ ہے۔ حب الوطنی اعلیٰ طبعی صفت ہے اور انسان کی اخلاقی
زندگی میں اس کی بہت بڑی جگہ ہے۔ لیکن اصل حقیقت اس کا ایمان اس
کی تہذیب اور اس کی روایات کو حاصل ہے اور میری نظر میں یہی وہ چیزیں
قابل ہیں کہ انسان ان کے لیے جئے اور ان ہی کے لیے مرے ... 
کے اس ٹکڑے کے لیے ہے جس سے اس کی روح کو عارضی ربط پیدا
ہو گیا ہے۔

ان چند سطروں میں اقبال نے جو کچھ وطن، مذہب اور فرد کے باہمی ربط و
تعلق کے بارے میں کہا ہے، وہ درحقیقت ان کی شاعری کا ... ان کے تمام
افکار و خیالات کا نچوڑ اور لب لباب ہے، بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں یہ بات
اس طرح بھی کہی جا سکتی ہے کہ اقبال کے یہ خیالات اسلام کی صحیح ترجمانی ہیں۔

## دوسری گول میز کانفرنس ۱۹۳۱ء

ارشاد فرماتے ہیں :-

"پھر کیا ہمیں کانگریس کی موجودہ جدوجہد میں شرکت نہیں کرنی چاہیے؟
میں بغیر کسی تامل کے کہتا ہوں ہرگز نہیں۔ اس تحریک کے بنیادی محرکات کا

تھوڑا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔ یہ وہ نو دیکھ اس تحریک
کی بنا نفرت اور تعصب پر ہے۔ کانگریس لیڈر تمام ہندوستان کے واحد نمائندہ
ہونے کے مدعی ہیں۔ لیکن آخری گول میز کانفرنس نے ثابت کر دیا کہ صورت
حال بالکل برعکس ہے۔ تحریک خلافت علم و ہر یہ احساس ان کے لیے خوش آئند
نہیں، وہ جانتے ہیں کہ برطانوی حکومت اب فرقہ وارانہ مجموعہ کی حیثیت
کو سمجھتی ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اقلیتیں کبھی منظور نہ کریں گی کہ جداگانہ
حکومت بنا جائے۔ فیصلہ نافذ کرتے وقت تیار ہے۔ اگر ہندوستان کی مختلف
جماعتیں کسی فیصلہ پر یک جا نہ ہو سکیں تو کانگریس لیڈروں کی کوشش ہے کہ برطانوی
حکومت اپنا فیصلہ کرتے وقت کسی اقلیتوں کے مطالبات نہ مانے۔ اور
اسی لیے مسلمانوں سے موجودہ تحریک کو جاری کیا ہے تاکہ ایک بے بنیاد مطالبہ
کو قوت بہم پہنچائی جائے۔ اس سے پہلے کوئی کانگریس لیڈر شاید نہ تھا جو دستور
کی بحث میں اس قدر حکومت کو مجبور کر سکیں کہ وہ اقلیتوں کا معاملہ کانگریس کے
ساتھ طے کرے۔ کانگریس نے جس قدر مداخلت کی ہے یہ موجودہ مہم کی وجہ سے
کی ہے اس میں اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ ہر جگہ حکومت نے مسلمانوں
کو ہندوؤں کی ملک کا واحد نمائندہ تسلیم نہیں کیا۔ اسی لیے کانگریس نے ہندو جماعت
تمام ملک کے لیے فیصلہ کر لیا ہے۔ پھر کوئی اقلیت ایسی تحریک میں کیسے شامل
ہو سکتی ہے جس سے حکومت کے خلاف ہے اور جس کے حالات کیسے ہیں۔
یہ بالکل وہی دلیل ہے جو قریب تھا کہ قائد اعظم کی زبان پر حق اقبال نے
۱۹۳۰ء میں بھی ہندو کو بتایا تھا۔ قائد اعظم نے اس کا اعادہ ۱۹۳۶ء میں کیا۔

# اکثریت اور اقلیت کی جنگ

تحریک آزادی ہند کو جنگ کہتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہندوستان کی موجودہ تحریک کو مسلمانوں کے خلاف بغاوت کہنا"

بنایا جاتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ مغرب کے خلاف بغاوت نہیں ہے کیونکہ ہندوستانی مغربی اداروں کا اپنے ملک کے لیے مطالعہ کرتے ہیں یہ ایک الگ سوال ہے کہ کاشت کاروں کے ملک کو جو سرمایہ دار جمہوریت کی نقل کیا سے محض نا فلاح پر آتا ہے یا شاید لیڈر اور رہنماؤں کی خیالی شان و شوکت دی گئی ہے یا نہیں۔ تعلیم یافتہ شہری طبقہ جمہوریت کا طلب گار ہے اقلیتیں جو اپنے تمدنی وجود کا احساس رکھتی ہیں اور جمہوریت کی خاطر وہ بھی تحفظات چاہتی ہیں، جنہیں اکثریت تسلیم نہیں کرتی۔ اکثریت تو صرف یہ کہ رکھنے کا دعویٰ کرتی ہے جسے اگر مغربی حالات سے دیکھا جائے تو نظری طور پر صحیح ہے، لیکن اگر ہندوستان کے حالات سے دیکھا جائے تو عملی طور پر غلط ہے، یہی موجودہ جدوجہد انگلستان اور ہندوستان کے مابین نہیں ہے بلکہ اکثریت اور اقلیتوں کے درمیان ہے۔ اقلیتیں مغربی جمہوریت کو قبول نہیں کر سکتیں، جب تک کہ اس میں ہندوستان کے حالات کے مطابق ترمیم نہ کی جائے۔

# سخت بنو اور سختی جھیلو

مشکلات اور مصیبت الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنا نصب العین متعین کر کے خود اپنی حالت کو نہیں بدلتی۔ کامیابی اس کے بغیر ممکن نہیں کہ انسان کو خود اپنی زندگی کی آزادی میں یقین ہو۔ یہی یقین تو ہے جو قوم کی نظر سے مقصود کو چھپنے نہیں دیتا اور نصب العین سے نجات دلاتا ہے۔ جو سمجھتے ہیں تیرا لے کر بڑھنے کا ہے وہ مجبور نہیں ہو سکتے۔ کسی طرح سے کسی قسم کی قوت شکست نہ دے سکے اور نظر جمائے رہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جنگ کی حالت میں قوم ہی کامیاب ہوئی

میں کامیاب ہونا چاہتے ہو مسولینی کا قول غلط ہے تو ترقی رکھتا ہے دولت رکھتا ہو؟ یعنی [illegible] مجسم ہے [illegible] سب کچھ [illegible] ہے [illegible] اور محض جمعیت انفرادی اور اجتماعی زندگی کا یہی راز ہے۔ ہمارے نصب العین کا تعین ہو چکا ہے۔ ہمیں آئندہ دستور میں اسلام کے لیے ایک ایسی جگہ [illegible] کرنی ہے جو آگے چل کر اس ملک میں [illegible] کے تقاضے کی تکمیل میں مددگار ثابت ہو۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس مقصد کی [illegible] میں جماعت کی [illegible] صلاحیتوں کو بیدار کیا جائے اور اس کی تمام [illegible] قوتوں کو مجتمع [illegible] جماعت [illegible] کیا جائے اسے خود اپنی ترقی کے منصوبے میں [illegible] کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے ہمیں مستقل ہی کی ضرورت ہے اور ایک مستقل پروگرام کی۔

# قومیت کا اصول کیا ہے

## پنڈت جواہر لعل نہرو

کی

## الزام تراشی کا جواب

فرماتے ہیں:-

[illegible] پنڈت جواہر لعل نہرو کا دوسرا الزام یہ ہے کہ [illegible] اصول قومیت [illegible] قومیت سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

یہاں ایک قوم کی تشکیل ناممکن ہی نہیں بلکہ نامناسب بھی ہے اور پھر ان معنوں میں تو قومیت کے سب سے بڑے مخالف مسٹر گاندھی ہیں جنہوں نے اچھوتوں کی دوسری جماعتوں کے ساتھ ادغام ہونے کے خلاف جہاد کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مشن بنایا ہوا ہے اور جو صرف یہ چاہتے ہیں کہ انہیں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کا ایک حصہ سمجھا جائے۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں، مسٹر گاندھی کا اچھوتوں سے پیغام یہ ہے کہ "ہندو دھرم کو مت چھوڑو، ہندو دھرم میں رہو لیکن ہندو بننے کی کوشش نہ کرو" (؟) ایک ایسے شخص کو جو اصل قومیت کا ان معنوں میں کا علمبردار ہو کہ مختلف مذہبی جماعتیں اپنی انفرادیت نہ کھو بیٹھیں لازمی طور پر قومیت کا دشمن نہیں کہا جا سکتا۔ یہ امر ہے کہ ہندوستان میں مختلف جماعتوں کے کچھ مفاد ہیں جو کسی طرح مشترک نہیں اور جہاں تک ان مشترک مفادات کا تعلق ہے، مختلف جماعتوں میں کسی سمجھوتہ کا امکان موجود ہے بلکہ میرا اگرچہ یقین ہے کہ اس قسم کا سمجھوتہ لازمی طور پر ہو کر رہے گا۔ موجودہ حالات ملک کی سیاسی ترقی کی راہ میں ایک لازمی منزل ہیں، جہاں ایک متحد ہندوستان کی بنیاد ٹھوس حقائق پر رکھی ہوگی۔ یعنی یہ کہ اس ملک میں ایک سے زیادہ قومیں آباد ہیں۔ جتنی جلدی ہم اس ملک کے سیاستدان واحد قومیت کے خیال کو جس کا مطلب مختلف جماعتوں کو سیاسی طور سے مدغم کرنے کے سوا کچھ اور نہیں، ترک کر دیں یہ ہم سب کے لیے اسی قدر اچھا ہے۔

## کانگریس کی روش پر نکتہ چینی

۱۹ جون ۱۹۳۸ء کو کانگریس کی روش پر نکتہ چینی کرتے ہوئے

رہا تھا ہیں:-

• کانگریس کا دعویٰ ہے کہ وہ ہندوستان کی تمام مذہبی جماعتوں کی یکساں طور پر نمائندگی کرتی ہے اور جو کمیونل فیصلے کے متعلق [illegible] ہی اختلافات رکھتا ہے اس کے وہ اسے تسلیم بھی کرتی ہے اور رضامندی ظاہر کرتی ہے لیکن فرقہ وارانہ فیصلے کے متعلق کانگریس کا نقطہ انکاری کے رہا ہے۔ حالانکہ اپنے دعویٰ کے مطابق کانگریس کو اس فیصلے کے متعلق کسی قسم کی رائے کا اظہار کرنا چاہئے تھا۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے اب جو کہ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اگرچہ اس فیصلے کو اسمبلی میں شامل کر دیا گیا ہے لیکن اس کی حیثیت ایک مستقل ہے۔ فرقہ وارانہ [illegible] کو [illegible] لیکن فرقہ وارانہ فیصلہ ایک طے شدہ امر کی حیثیت رکھتا ہے جو [illegible] نے اس پر [illegible] درخواست ہے یا [illegible] اس کی مخالفت کرے۔ ایسی قرارداد میں کانگریس نے اپنی فرقہ وارانہ خواہش کم جیسانے کی کوشش کی ہے لیکن اس عمل نے ان چالوں کا [illegible] بے نقاب کر دیا کہ کوئی مسلمان دھوکے میں نہیں آ سکتا اس کا ذکر مولانا محمد [illegible] مسلمانان ہند کو متنبہ [illegible] کہ فرقہ وارانہ فیصلے میں ان کے تمام [illegible] کو نہیں کیا گیا وہ [illegible] کے ساتھ اس کی حمایت کریں الحاق توم کی حیثیت سے وہ صرف یہی طرز عمل اختیار کر سکتے ہیں۔

[illegible] ان انکار و خیالات کی تشریح کانگریس نے مسلمانوں کی طرف سے بر [illegible] کے واقعات [illegible] [illegible] مسلمان اگر [illegible] کو نہ مانتے تو [illegible] [illegible] سے [illegible] ہو گئے تھے اور [illegible] [illegible] سے منحرف ہو گئے۔

# اقبالؒ کا پیغام

یکم جنوری ۱۹۳۸ء کو آل انڈیا ریڈیو لاہور سے ایک پیغام میں فرماتے ہیں:-

"دورِ حاضر کو علوم عقلیہ اور سائنس کی عدیم المثال ترقی پر بڑا فخر ہے اور یہ فخر یقیناً حق بجانب ہے۔ آج زمان و مکان کی پہنائیاں سمٹ رہی ہیں اور انسان نے فطرت کے اسرار کی نقاب کشائی اور تسخیر میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے لیکن اس تمام ترقی کے باوجود ملوکیت کے جبر و استبداد نے جمہوریت، اشتراکیت، فسطائیت اور نہ جانے کیا کیا نقاب اوڑھ رکھے ہیں۔ ان نقابوں کی آڑ میں دنیا بھر میں قدر حریت اور شرف انسانیت کی ایسی مٹی پلید ہو رہی ہے کہ تاریخ عالم کا کوئی تاریک سے تاریک صفحہ بھی اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ جن نام نہاد مدبروں کو انسانوں کی قیادت اور حکومت سپرد کی گئی ہے وہ خون ریزی، سفاکی اور زیر دست آزاری کے دیوتا ثابت ہوئے۔ جن حاکموں کا یہ فرض تھا کہ اخلاق انسانی کے نوامیس عالیہ کی حفاظت کریں، انسان کو انسان پر ظلم کرنے سے روکیں اور انسانیت کی ذہنی اور عملی سطح کو بلند کریں، انہوں نے ملوکیت اور استعمار کے جوش میں لاکھوں بلکہ کروڑوں مظلوم بندگان خدا کو ہلاک و پامال کر ڈالا۔ صرف اس لیے تاکہ ان کے اپنے مخصوص گروہ کی ہوا و ہوس کی تسکین کا سامان بہم پہنچایا جائے۔ انھوں نے کمزور قوموں پر تسلط حاصل کرنے کے بعد ان کے اخلاق، ان کے مذہب، ان کی معاشرتی روایات، ان کے ادب اور ان کے اموال پر دست تطاول دراز کیا۔ پھر ان میں تفرقہ ڈال کر ان بدبختوں کو خون ریزی اور برادر کشی میں مصروف کر دیا تاکہ وہ غلامی کی افیون سے مدہوش و غافل رہیں اور استعمار

[illegible] کا مذہبی درجہ ہے [illegible]
[illegible] کی کوششیں [illegible] دنیا کے واقعات پر نظر ڈالو تو
معلوم ہوگا کہ [illegible] دنیا کے ہر گوشے میں [illegible] جیسی
[illegible] ایک ریاست [illegible]
[illegible] عظیم الشان [illegible] کو معدوم کیا جا رہا ہے [illegible]
[illegible] کے اس تماشے میں [illegible]
[illegible] کا آخری [illegible]
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا [illegible]
[illegible] کے لیے [illegible]
سنائی نہیں دیتی۔

تمام دنیا کے ارباب [illegible]
[illegible] انسان کے اس کمال کا [illegible]
[illegible] کے بجائے [illegible]
[illegible]

در اصل انسان کی بقا کا راز انسانیت کے احترام میں ہے [illegible]
[illegible] تمام دنیا کی علمی قوتیں [illegible] انسانیت کے [illegible]
[illegible]
[illegible] ایک نسل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جمہوریت ، اس دیا کہ قوم پرستی اور دین ذلیل طرکیت کی لعنتوں کو مٹایا نہ جائے گا جب تک انسان اپنے عمل کے اعتبار سے الخلق عیالُ اللہ کے اصول کا قائل نہ ہو گا۔ جب تک جغرافیائی وطن پرستی اور رنگ و نسل کے امتیازات کو نہ مٹایا جائے گا اس وقت تک انسان اس دنیا میں فلاح و سعادت کی زندگی بسر نہ کر سکے گا اور اخوت ، حریت اور مساوات کے شاندار الفاظ شرمندۂ معنی نہ ہوں گے۔

ہم نے حکیم الامت علامہ اقبال کے احساسات و تصورات اور خیالات و نظریات نظریہ پاکستان کے متعلق قارئین کے سامنے رکھ دئے ہیں کہ راہنما ایک ایسے حوصلہ شکن حالات میں فرقوں اور گروہوں میں بٹی ہوئی مسلم قوم کو بھٹکتے ہوئے منزل کی طرف

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را

بڑھنے کے لیے ذوق و شوق اور جوش و عمل کے لیے دل سے آمادہ و پیراستہ کیا جا رہا ہے اور سالار ملت (قائد اعظم) کو اپنے حکیمانہ مشوروں سے حسن کارانہ اور مدبرانہ طریقے سے پیش کیے جا رہے ہیں۔ اس مرد قلندر کی دور رس فراست اور خلوص کا ثمر ہے کہ مسلمانان ہند کی فکری اور قلبی دنیا میں ایک انقلاب بیدا ہو رہا ہے گلستان ملت کے گوشے گوشے میں زندگی کی نمود ہو رہی ہے ہر جا خوابیدہ انگڑائیاں لے کر بیدار ہو رہی ہے اور ہر پیرو جوان یہ گنگنا رہا کہتا ہے ۔

خروش عندلیب نے روح چمن میں پھونک دی
ورنہ یہاں کلی کلی مست تھی خواب ناز میں

وہ دانائے راز کے حیات آور پیغام نے ملت کو حیات تازہ عطا

گہری سطح بین نگاہوں کے نزدیک تو تصور پاکستان ایک شاعر کے تخیل سے زیادہ نہ تھا لیکن بین کی نظریں سطح سے نیچے اتر کر گہرائی تک پہنچتی ہیں تو وہ محسوس کرنے لگے کہ ملت خواب غفلت سے کروٹ بدل رہی ہے۔ اب جو اپنے کانوں پر غفلت کے لحاف لپیٹ کر سوئے ہوئے تھے بیدار ہونا شروع ہو گئے ہیں اور مایوسیوں اور ناامیدیوں کو جھٹک کر پورے اعتماد و یقین کے ساتھ منزل حیات کی طرف بڑھنا شروع کر دیا ہے۔ اب اقبال کا نور بصیرت عام ہو رہا ہے۔ اب جلوۂ خورشید سے شب گریزاں اور نغمات اتحاد و تنظیم سے جہان ملت معمور ہو رہا ہے۔

حکیم الامت علامہ اقبال مسلمانان ہند کو درس بیداری اور پیغام حیات دے کر ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو ہمیں داغ مفارقت دے گئے اور اب یہ مرد قلندر عالمگیری مسجد کے سایہ میں خواب شیریں کے مزے لے رہا ہے۔ علامہ کا ایسے حالات میں جدا ہو جانا جبکہ وہ ایک عظیم مقصد کے لیے مسلمانوں کو بیدار کر رہے تھے ایک ایسا سانحہ تھا جس کے آتش ناک شعلوں نے کشمیر سے راس کماری تک مسلمانوں کے دلوں میں ایک نئی اگن لگا دی تھی۔ یوں تو ان کی وفات پر ہر حساس دل میں ایک طوفان سا بپا ہو گیا تھا۔ مولانا ظفر علی خان نے اس احساس غم کو زبان دے کر [illegible] میں یوں سمویا ہے (وہ اس میدان میں منفرد حیثیت کے مالک [illegible]) ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اظہار غم میں ان کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ اشعار ملاحظہ فرمائیے

## آہ! اقبال

[illegible] | اسلام کے سر سے ہے قیامت کا گزرنا
[illegible] | [illegible]

تھا اس محو تخیل کا افسوں جس نے دکھایا — سو سال کے سوئے ہوئے جذبوں کو جگاتا

پیغام دیا اس نے مسلمان کو یہی اور — ڈرتا نہ کسی سے بجز اللہ کے ڈرتا

ملت کو نئی زندگی احساس نے بخشی

منکر نہیں اس بات کا اقرار نہ کرتا

(کلکتہ، ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء)

یہ نا انصافی ہوگی اگر جناب اسد ملتانی جنھوں نے عمر بھر حضرت اقبال کے رنگ میں شعر کہنے کی کوشش کی ان کے وہ اشعار جو انھوں نے "یاد اقبال" کے عنوان سے کہے اس مقام پر نذر قارئین نہ کیے جائیں۔ ملاحظہ فرمائیے:-

## یادِ اقبالؒ

نہیں اٹھا کوئی [illegible] صدا ترے بعد — ہو گیا فلسفہ محروم [illegible] ترے بعد

جس کی فریاد سے [illegible] — نہیں ایسا کوئی [illegible] نغمہ سرا ترے بعد

[illegible] — کھو گئے [illegible] ترے بعد

[illegible] — [illegible] احباب ہیں ترے بعد

[illegible] — [illegible] ترے بعد

یہ صداقت کا کرشمہ ہے کہ تیرا پیغام — جذب [illegible] ترے بعد

تیرے [illegible] اقبال

قوم کا قبلۂ مقصود بنا تیرے بعد

## قائد اعظمؒ

اقبال کے پیغام حیات نے جسے کسی زمانے میں محض شاعر کا خیال کہا [illegible] اب حکیم الامت اپنا فرض ادا کر چکے تو وقت کا رہبر فرزانہ جناح

اسے لے کر آگے بڑھتا ہے۔ قدم قدم پر مخالفت و مزاحمت کے پہاڑ ہیں
لیکن یہ پیکرِ استقامت، یہ مردِ راہ بین حوادث و موانع سے گھبرانے کی
بجائے منزلِ مقصود کی طرف قدم اٹھائے چلا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں
کے حق و مطالبہ ہی مطالبہ کو پوری جرأت و بے باکی اور تدبر و فراست
سے ہندو اور انگریز کے سامنے رکھتا ہے اور دلائل و براہین سے متحدہ
قومیت کے طلسم و فریب کا دامن چاک چاک کر دیتا ہے۔ یہ یقین و اعتماد
کی دولت ہے الاماں جسے قدرت کی طرف سے فہم و فراست اور عقل و
بصیرت کا وافر حصہ ملا تھا۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں لاہور کے تاریخی اجلاس
میں فرزندانِ توحید کے بے پایاں سمندر میں وہ اعلان کرتا ہے کہ ہم نے
آخری اور حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ متحدہ ہندوستان کے جن صوبوں میں
مسلمانوں کی اکثریتی آبادی ہے۔ ہم ان کو ملا کر اپنی حکومت قائم کریں گے
اور اس خطۂ زمین میں ہم اپنی تہذیب و تمدن کے مطابق اپنا معاشرہ
اپنے دین کے اصولوں کی روشنی میں ترتیب دیں گے۔ ہم اپنی منزل پر
پہنچنے اور اپنے نصب العین کے حصول کے لیے مسلسل جد و جہد کریں گے۔
اور اس مقصد کے لیے ہم اپنی جانیں تک قربان کر دیں گے۔ آپ نے
[illegible] لاہور کے [illegible] و خلوص کو دیکھ کر فرمایا۔ میں دیکھ رہا ہوں
کہ آپ کے دلوں میں ذوقِ سفر کی امنگیں اور ولولے انگڑائیاں لے
رہے ہیں اور آپ نے ایک محبوب قوم کی طرح عزم و ارادہ کر لیا ہے
[illegible] کوئی [illegible] وقت نہیں کہ جب ہم منزلِ مراد
[illegible] ہے۔ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ قائداعظم نے
[illegible] ایک [illegible] ایک نظریے کا [illegible]
[illegible] ایک مقصد، ایک منزل، ایک نصب العین
[illegible] جذبۂ خودی کو ابھار

مادر بگھا کر جنھیں کبھی ایک فرقہ وارانہ اقلیت کے نام سے پکارا جاتا تھا باعظمت و باوقار قوم بنا دیا۔ اس سالارِ کارواں نے جادہ کے خطرات سے رہبرانِ منزل کو شناسا کیا۔ اس کی حقائق نگاہوں نے مکر و فریب کے زرّیں نقابوں میں مضمر منزل کو جانا اور عزم و استقلال سے ملّتِ اسلامیہ کی منزلِ حیات کی طرف صحیح رہبری و رہنمائی کی۔ ولولہ کے ساری نے حصولِ پاکستان کے سارے امکانات کو سبوتاژ کرنے کے لیے ہر قسم کے مکر و فن سے کام لیا۔ اپنی بساطِ سیاست کے ہر قسم کے مہروں کو کام میں لے آیا لیکن قائد اعظم جو اپنی قوتِ بازو سے وہ خواب جو اقبال نے دیکھے تھے ان کو محسوس و مشہود حقائق کی صورت میں ابھرتے دیکھ رہے تھے۔ اس بوڑھے گاندھی نے کانگریس کی ہر فریب اداؤں اور عشوہ طرازیوں سے فرزندانِ ملت کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ آپ کو ایک مضبوط سیاسی تنظیم میں منسلک و یک جا اور ہم آہنگ کر دو۔ اب ہم قرار دادِ لاہور ۱۹۴۰ء کا وہ تاریخی خطبہ جو قائد اعظم نے ارشاد فرمایا پیش کرنے سے قبل قائد اعظم کا وہ بیان جو مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۴۰ء کو ہندوستان ٹائمز میں اور وہ بیان بھی جو ۲۰ دسمبر ۱۹۳۹ء کو قانون ساز اسمبلی کے اجلاس میں بمبئی میں دیا پیش کرتے ہیں۔

## انگریز اور رہنما گاندھی

"انگریز چاہتے ہیں کہ ہم ہندوستان پر حکومت کریں اور مہاتما گاندھی بھی چاہتے ہیں کہ ہم ہندوستان پر حکومت کریں لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم نہ انگریز کو رہنے دیں اور نہ حکومت کرنے دیں گے نہ ہندو کو خواہ یہ الگ الگ ہو یا دونوں متحد ہو کر ایسا کرنا چاہتے ہیں۔"

(ہندوستان ٹائمز مورخہ ۲۳ فروری)

قائد اعظم نے ۱۹ دسمبر ۱۹۳۹ء کو قانون ساز اسمبلی کے بارے میں یہ بیان دیا۔

"مجھے تعجب ہے کہ تاریخ کا یہ کیا ایسی ... ہوا کہ ... ہے
مفادات کی حصول نمائندگی چھوڑ دیں۔ ایسے تمام ... حقیقت
جلد ... تبدیل ہونے ... میں ... کی بیرکردار ... جمہور
... کا باہمی تضاد و ... اتنی ... بچنے ... تمام ...
ایک ہی مسئلہ پر ... ہندوستان کے مسئلہ کے تقسیم ... میں
کے تمام ... کانگریس لیگ ... میں سے ... ایک ہی ...
ہندو قوم کی نمائندگی کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے ...
سکتے ہیں اور جہاں ... جماعتوں میں ... اور اتفاق پیدا کر
سکتے ہیں۔ جب یہ ہو گیا تو ... میں ... جمہور ... ہو جائیں گی
مجھے اس ... کرنے کی ... مسلمانوں کی ...
... اس ... کے حصول کے ... تمام ...
کے ساتھ مدد کرنے میں تیار ہوں۔"

# اجلاس لاہور ۱۹۴۰ء

۱۹۳۰ء میں جو نظریہ حکیم الامت نے پیش کیا، اس کو ۱۹۴۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لاہور میں قائد اعظم نے بایں الفاظ تصدیق ثبت کی۔

The only Course open to us all is to allow the major nations separate homelands by dividing India into autonomous National States

آور اس کو آل انڈیا مسلم لیگ نے یہ فیصلہ دی ۔

"قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی یہ سوچی رائے ہے کہ اس ملک میں دستور بندی کی کوئی تجویز حسب ذیل بنیادی اصول پر وضع کی جائے گی۔ کسی صورت میں قابل عمل یا مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

اصول یہ ہے کہ جغرافیائی لحاظ سے متصل واقع ہونے والی وحدتیں الگ کر کے الگ علاقے قرار دیے جائیں جو حد بندی مناسب و درست کے ساتھ اس طریق سے کی جائے کہ وہ وہ خطے جن میں مسلمان باعتبار تعداد آبادی کی اکثریت رکھتے ہیں۔ گروہ کر دیا جائیں تاکہ وہ آزاد ریاستیں تشکیل کر سکیں مثلاً وہ خطے جو ہندوستان کے شمال مغرب اور مشرق میں واقع ہیں اس مقصد کے لیے الگ کر دیے جائیں اور وہاں منطقوں کی وحدتیں اپنی اپنی جگہ خود مختار اور با اقتدار تسلیم کیے جائیں۔"

پھر اس کی مزید تشریح یوں فرمائی۔

"Geographically Contiguous units should be demarcated into regions which should be so constituted with such territorial re-adjustments as may be necessary, that the areas in which the Muslims are numerically in a majority as in the N. W. and Eastern Zones of India should be grouped to constitute independent states in which the constituent units shall be autonomous and sovereign. Steps should be taken as soon as the circumstances may permit immediately after the termination of war to frame a proper Scheme for the partition of India in consultation with the All India Muslim League.

اشعار ملاحظہ ہوں:۔

جینا کی صدارت میں تھے کل ہند کی کھتا اُمڈ
بیلا کی فضا آ رہی تھی مدھ کی ہوا اُمڈ
اس کا تھے یہ نقشہ کہ تھے دل و زبان ایک
اس کی یہ علامت کہ کیا اور کیا اُمڈ
کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آتے تھے وطن سے
حالانکہ تھے عشرت مودہ شاہ وہ مسرور اُمڈ

(مولانا ظفر علی خاں ۱۹۴۰ء)

---

حکیم الامت کا نظریہ جب حرف عام بنا پاکستان کے نام سے مشہور ہو گیا اور جب ۱۹۴۰ء میں لیگ کا سالانہ اجلاس لاہور میں منعقد ہوا تو پاکستان کے نظریے کو بنیادی قانون کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔ لیگ نے اسے اپنا نصب العین ان الفاظ میں متعین کیا:۔

"ملحقہ علاقوں یا حصوں کا استقرار یوں کیا جائے کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال مشرقی منطقے جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مسلمانوں کے آزاد وطن بن جائیں جن کی حکومت میں کسی غیر کا عمل دخل نہ ہو گا۔"

پاکستان کا نظریہ آہستہ آہستہ ہندوستان کے مسلمانوں کی دل کی دھڑکن بنتا گیا، ہر طرف سے مسلمانوں کی منظم سیاست جدید طریقے سے ابھرنے لگی اور اس کے ساتھ ۔۔ ان کی قوت میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔

# قرارداد لاہور

ابھی رہ رہ کر مینائے ملی کی آتش عشق کے حیات بخش احساسات و ذوق اور تعمیر ملت کے جذبۂ عشق سے سرشار ہو کر مسلمانانِ ہند کو جو منتشر ذروں کی طرح بکھرے ہوئے تھے ایک محکم چٹان میں تبدیل کر دینے کے لیے لیگ کے ہلالی پرچم تلے پیغام حیات دیا۔ قائد نے اس جمعیت و ترا کے سپر فرزاد کے جسم میں وہ بجلیاں پنہاں کر دی تھیں۔ جو اسے اس کم ہمتی کے عالم میں جمال ہی کے ساتھ اپنے کیف عزائم میں سربست منزل مقصود کی جانب بڑھنے کے لیے بے تاب و مضطرب بنائے ہوئے تھیں۔ میلاد نبی کی کرم گستری سے تا لاکرت جناح کی بے باکانہ قیادت میں شوق منزل رواں دواں ہو چکا تھا۔ اور ہجوم مشکلات کے باوجود یہ ساری ہر منزل قطع کرتا جا رہا تھا۔ یہ بزرگ صاحب جبرئیل اپنے ہم قدموں کو وہ حرف راز جو حکیم الامت نے اس مرد کار کو بتایا تھا اس راز حیات کے نقطے سمجھانے کے لیے۔ ان کی تقدیریں بدلنے کے لیے۔ ان میں خوب و ناخوب کی تمیز پیدا کرنے کے لیے اور اپنے گھروں کو دوستانہ زندگی بسر کرنے کی کیفیتوں اور مسرتوں سے آشنا و خبردار کرنے کے لیے اور حرکت و رفتار سے اپنے دین سادہ نظام حیات کے مطابق جہاں نو پیدا کرنے کے گر از بر کرا رہا تھا اس کے دلنوازی کے مطابق اب ملت کی ایک منزل۔ ایک مقصد کے حصول کے لیے۔ جدوجہد کا وقت سعی و عمل کرنے کا عادی بنا کر اس تصور حیات کو جس کو دیکھ رہا تھا وہ خواب پریشان کہہ کر اس کا مذاق اڑایا گیا تھا مقصود حیات بنا کر اور قوم کو نصب العین قرار دے کر ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو ایک تاریخی اجلاس میں حصول پاکستان کے عزم بالجزم کا اعلان کیا گیا

کروڑ مسلمانوں کی قوم ایک علیحدہ مملکت میں اپنی تمدنی، اور معاشرتی
صلاحیتوں کو اسلامی خطوط کی روشنی میں ابھار اور نکھار سکے یہی تصوراتی
مملکت ہے۔ جسے مسلم لیگ نے اسلام کے نام پر حاصل کیا۔

## خطبۂ صدارت

قائداعظم نے اپنے خطبۂ صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کی گزشتہ
جدوجہد کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا کہ ہم آج جو پورے پندرہ ماہ کے بعد
اپنے اجلاس میں شریک ہو رہے ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا گزشتہ
اجلاس [illegible] میں منعقد ہوا تھا۔ اس دوران میں بہت
سے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ
گزشتہ اجلاس کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کو کن چیزوں سے واسطہ پڑا اور ہم نے
کتنی ترقی کی ہے۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ سب سے ضروری کام جو ہمارے
سپرد کیا گیا ہے وہ مسلم لیگ کی تنظیم ہے۔ گو یہ کام ابھی تک مکمل نہیں ہوا
تاہم جتنا بھی ہم نے کافی ترقی کر لی ہے اور مقام مسرت ہے کہ ہم تمام
صوبوں میں لیگ کی شاخیں قائم کر چکے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے
کے ضمنی انتخاب میں ہمیں زبردست مخالفین سے مقابلہ کرنا پڑا ہے
مسلمانوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ [illegible]
[illegible] کسی ضمنی انتخاب
میں ہمارے مخالفین کو لیگ کے امیدوار کے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی
[illegible] گزشتہ انتخاب میں مسلم لیگ نے سو فیصد کامیابی
حاصل کی ہے۔ میں اس وقت آپ کو ان تفصیلات میں لے جانا نہیں
چاہتا جو لیگ کی تنظیمی کام سے متعلق [illegible] مختصر یہ کہ [illegible]
[illegible] ترقی [illegible] ہے۔ [illegible] گزشتہ اجلاس

میں ہم نے خواتین کی ایک کمیٹی بنائی تھی یہ چیز ہمارے لیے دیکھنا ملی بہت مرکبتی ہے بلکہ میں تو یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس چیز کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اپنی خواتین کو ایسے مواقع بہم پہنچائیں کہ وہ ہمارے ساتھ زندگی اور موت کی اس کشمکش میں حصہ لے سکیں۔ خواتین گھر کی چار دیواری میں رہتے ہوئے بھی بہت کام کر سکتی ہیں۔ ہم نے یہ کمیٹی اسی نقطۂ نظر کے ماتحت بنائی تھی کہ وہ لیگ کے مقاصد کاموں میں شریک ہو سکیں۔ اس مرکزی کمیٹی کے ذمہ سب سے پہلا کام یہ تھا کہ وہ صوبائی اور ضلع وار مسلم لیگ کی تنظیم کرے۔ دوسرا کام یہ تھا کہ یہ کمیٹی زیادہ سے زیادہ تعداد میں خواتین کو لیگ کا ممبر بنائے۔ تیسرا کام جو اس کمیٹی کے سپرد تھا وہ یہ تھا کہ ملک بھر کی خواتین میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لیے تبلیغ و اشاعت وسیع پیمانہ پر پروپیگنڈا کیا جائے۔

یاد رکھیے کہ اگر ہماری خواتین میں خاطر خواہ بیداری پیدا ہو جائے تو ہماری آئندہ نسلوں کو مشکلات سے دوچار نہ ہونا پڑے گا۔ ضروری ہے یہ بھی کہ خواتین کو ایسے مسائل سے روشناس کرایا جائے جو مسلم معاشرہ کی ترقی سے متعلق ہیں۔ مسرت کا مقام ہے کہ مرکزی کمیٹی نے اس کام کو نہایت تندہی اور گرمجوشی سے شروع کیا اور اب تک قابلِ قدر مفید خدمات انجام دے چکی ہے۔ اور جب ہم کمیٹی کے کارناموں کی رپورٹ پر نظر ڈالتے ہیں تو بلاشبہ ہمیں ان کی خدمات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ صوبہ سرحد [illegible] کے خلاف جنگ کے وقت تک ہمیں دو تین دفعہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ تاریخ میں ہمیں وہ زمانہ [illegible] کا مقابلہ کرنا پڑا جب ملک بھر میں [illegible] حکومت کے خلاف جنگ کیا [illegible] مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی [illegible] خلافت کا سامنا کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں [illegible]

بھوپال، گوالیار وغیرہ ریاستوں میں مسلمانوں کے ساتھ تبادلہ آبادی اعتراض جو تا ہم
کے خلاف نہیں اٹھتا تھا۔ پھر ہمیں یہ اس اہم مسئلہ سے دو چار ہونا پڑا
جو راجکوٹ جیسی مختصر ریاست میں رونما ہوا تھا۔ اس طرح آل انڈیا مسلم
لیگ کو جنوری ۱۹۴۶ء سے لے کر اعلان جنگ تک جو تعداد اہم مسائل
سے دو چار ہونا پڑا تھا۔ اعلان جنگ سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں کا
ہندو کے سامنے تھا کہ ہمیں مرکزی حکومت میں قبل از اسکیم کا نفاذ کر دیا
جائے۔ ہمیں ان تمام چالوں کا علم ہے جو اس وقت کھیلی جا رہی تھیں
لیکن مسلم لیگ بہرحال ان کی مدافعت میں مصروف تھی۔
"ہمیں پورا احساس تھا کہ ہم کو دستور ساز اسمبلی کی ۱۹۴۶ء
کی جملہ نشستوں سے کبھی قبول نہ کریں گے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ
اس اسکیم سے جتنا فائدہ حاصل کرنے کے لیے ہم نے برطانوی گورنمنٹ کی کافی
حد تک ترغیب دی ہے۔ ہم نے برطانوی گورنمنٹ کی اس حقیقت کا احساس
دلانے کے لیے مسلم لیگ نے تبادل تعاون کیا ہے تو یہ حالت ایسی کہ
انگریز حکومت جنگ کی ابتدا ہی سے ساتھ ساتھ کانگریس کا شکار
ہو جائے گی۔ پھر ہم تیز قدم اٹھائیں گے جب جنگ کا اعلان ہو چکا تو
اگر مرغوب حل جناب وائسرائے کو مسلم لیگ کی رضا کی ضرورت
ہو۔ جناب وائسرائے کو میں اسی وقت اس کا احساس دلا کر مسلم
لیگ ایک طاقت ہے۔"
"یہ درست ہے کہ اعلان جنگ سے پہلے وائسرائے نے مجھے کبھی یاد
نہیں کیا ۔۔۔ صرف گاندھی جی کو یاد فرمایا گیا تھا۔ میں کانفرنس
میں ۔۔۔ ایسا ہی ہوا کہ مسلم ہندوستان میں ایک اقلیت ہے
مسلم لیگ کی تو بات ہی نہیں ۔۔۔ اس بات کی
ضرورت ہے۔ مگر جناب وائسرائے نے اس سے پہلے مجھے کبھی یاد نہ

کیا تھا۔ چنانچہ اس دفعہ جب مہاتما گاندھی کے ساتھ مجھے بھی ملاقات کا دعوت نامہ ملا تو میں دل میں حقیقت حیرت میں تھا کہ یہ مرتبہ مجھے اچانک کیسے حاصل ہو گیا؟ لیکن میں نے اس سوال کا جواب تلاش کر لیا اس سوال کا جواب آل انڈیا مسلم لیگ تھا جس کا میں صدر ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ کانگریس اعلیٰ کمان کو اس سے نہایت صدمہ پہنچا کیونکہ یہ واقعہ ان کی آل انڈیا نمائندگی کے لیے ایک چیلنج تھا۔

جناح نے مہاتما گاندھی اور کانگریسی اعلیٰ کمان کے طرز عمل سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہے کہ وہ ابھی تک اس صدمہ سے صحت یاب نہیں ہو سکے کہ اب اپنی تنظیم کی حیثیت اور اس کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں۔ میں اس موقع پر اور کچھ نہیں کہوں گا۔"

قائد اعظم نے مسلمانوں کی موجودہ پوزیشن پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ..

"آئندہ آئین میں ہماری پوزیشن کیا ہوگی؟ کہا جاتا ہے کہ جس وقت حالات ساز گار ہوں گے یا جنگ عظیم کے ختم ہونے کے فوراً بعد ۱۹۳۵ء کے آئین کو بنیادی طور پر بدلا جائے گا اور ہم کو ہمیشہ کے لیے اس سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ برطانوی گورنمنٹ کی اعلانات شائع کرنے کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ اعلانات حقیقتاً کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتے۔ یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ آپ برطانوی گورنمنٹ سے اعلانات کا مطالبہ کریں گے (انہیں اس ملک سے باہر نکال سکیں۔ بہرحال کانگریس نے وائسرائے سے اعلان کا مطالبہ کیا وائسرائے نے جواب دے دیا کہ میں اعلان کر چکا ہوں۔ کانگریس نے کہا یہ اعلان نہیں ہم تو دوسری قسم کا اعلان چاہتے ہیں۔ آپ بھی ذرا اس بات کا اعلان

کریں کہ ہندوستان آزاد ہے اور ہندوستانیوں کو ایک کانسٹی ٹیوشنٹ اسمبلی بنانے کا حق حاصل ہے جو عام بالغانہ حق رائے دہندگی یا اگر کسی ہو تو اس سے کم حق رائے دہندگی کے اصول پر منتخب کی جائے۔

"یہ اسمبلی بلاشبہ اقلیتوں کے حقوق کا مکمل تحفظ کرے گی۔ مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ اگر اقلیتوں کو اس سے تسلی نہ ہوئی تو وہ اس بات کے لیے رضامند ہیں کہ یہ مسئلہ ایک اعلیٰ قسم کی غیر جانبدارانہ عدالت کے سامنے رکھا جائے تاکہ وہ اس جھگڑے کا فیصلہ کر دے۔ یہ ایک غیر عملی تجویز ہے اور علاوہ ازیں تاریخی اور آئینی نقطۂ نظر سے یکسر ناموزوں ہے کہ ایک حکمران طاقت کو یہ کہا جائے کہ وہ کانسٹی ٹیوشنٹ اسمبلی کی بنا میں سہارا ہو جائے۔ اس کو بھی چھوڑ دیجئے فرض کیجئے کہ ہم اس حق رائے دہندگی سے رضامندی کا اظہار نہ کریں جس کی بنا پر کانسٹی ٹیوشنٹ اسمبلی کا انتخاب ہو یا فرض کیجئے کہ ہم مسلمان جو مستقل [illegible] کانسٹی ٹیوشنٹ اسمبلی میں غیر مسلم لیڈروں سے اتفاق نہ کریں تو پھر کیا ہو گا؟ کہا جاتا ہے کہ ہمیں [illegible] معاملات [illegible] کے تحفظات سے تعلق رکھتے ہیں [illegible] [illegible] ایک قوم [illegible] [illegible] [illegible] جائے [illegible] حقوق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہو گا۔ اس [illegible] تو یہ ایک [illegible] چیز ہے [illegible] [illegible] مختلف [illegible] آئین فیصلہ کر دے گا کون؟ انگریز یہاں سے چلے جائیں گے [illegible] وہ چلے گئے تو کس حد تک ان کا اقتدار ختم ہو جائے گا۔

[illegible] مطلب صرف یہ ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے بعد میں یہ فیصلہ کروں گا کہ اس کے عوض

میں آپ کو کیا پیش کروں۔ یہ کیا مسٹر گاندھی اس قسم کی باتیں کرتے وقت حقیقتاً کامل آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں یعنی انگریز جائیں یا نہ جائیں چیمبرز واضح ہے کہ بڑی حد تک قوت ہوا ہے یا تم نہ ہو گی۔ آپ فرض کیجئے کہ اگر ہندوستان میں کانسٹی ٹیوشنل اسمبلی کی اکثریت اور مسلمانوں میں اختلاف رائے ہو جائے تو ثالثی عدالت کا تقرر کون کرے گا؟ بالفرض کیجئے کہ ایک متفقہ عدالت کا تقرر عمل میں آ چکا ہے اور عدالتی فیصلہ دیا جا چکا ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس کے بعد اس امر کی کون نگہداشت کرے گا کہ جو عمل ہوگا۔ عدالتی فیصلہ کی بعینہ ترجمانات کے عین مطابق ہوگا؟ اس چیز کی دیکھ بھال کون کرے گا کہ عمل در فیصلہ کا احترام کیا گیا ہے؟ کیونکہ ہمیں تو یہ بتایا جاتا ہے کہ اس وقت انگریزوں کا اقتدار مکمل طور پر ختم ہو چکا ہوگا اس عدالتی فیصلہ کی پشت پر کون فسادا نہ ہوگا۔ ہم اس کو معرض عمل میں دیکھ سکیں گا؟

"ہمیں بالآخر اسی نتیجے پر پہنچنا پڑے گا۔ یہ کام ہندو اکثریت انجام دے گی یا یہ کام انگریزوں کی سنگینوں کے بل بوتے پر کیا جائے گا یا گاندھی جی کی اہنسا کی مدد سے کیا جائے۔ ہم اس کو کس قسم کا اعتبار دے سکتے ہیں؟ حضرات! کیا آپ اس چیز کو تصور کر سکتے ہیں کہ اس نوعیت کا معاشرتی مسئلہ جیسا پرانا ہے اور کبھی [illegible] مسلمانوں [illegible] عدالتی فیصلہ کے ذریعے طے ہو سکتا ہے؟ لیکن ابھی تک کانگریس کی تجویز یہی ہے۔" جہاں تک جداگانہ تمدنی معاملات کا تعلق ہے ہم نے اس پر کافی غور و فکر کیا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ہمارے پاس لاتعداد اسکیمیں ہیں جو مجھے بھیجی گئی ہیں۔ آئین اور دیگر اصحاب نے جو

ہندوستانی آئینی معاملات میں گہری دلچسپی لیتے ہیں یہی ہیں اور ہم نے
ایک سب کمیٹی صرف اسی کام کے لیے مقرر کر رکھی ہے جہاں سکیموں کی
تفصیلات پر جو ابھی تک موصول ہوتی ہیں غور و خوض کر رہی ہے۔

"ایک چیز واضح ہے وہ یہ کہ اس بات کو شروع سے غلطی سے فرض
کر لیا گیا ہے کہ مسلمان اقلیت ہیں اور یہ لفظ سننے کی کچھ عادت سی پڑ گئی
تھی بعض روحانات قائم شدہ رکھا ہوا تھا [illegible] مستقل میں بھی شامل ہو جاتا
ہے مسلمان اقلیت نہیں ہیں مسلمان ہر لحاظ سے ایک مستقل قوم ہیں۔

"ہندوستان میں مسئلہ کی نوعیت فرقہ وارانہ نہیں ہے بلکہ بین الاقوامی
ایک بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے اور اسی نقطہ نظر سے اس کا تصفیہ
ہو سکتا ہے۔ جب تک اس اساسی اور بنیادی حقیقت کا احساس نہ
کیا جائے گا خواہ کسی آئین کو بھی معرض عمل میں لایا جائے تباہ کن نتائج
پیدا کرے گا اور نہ صرف مسلمانوں کے لیے بربادی اور مشکل کا موجب
ثابت ہوگا بلکہ ہندوؤں اور انگریزوں کے لیے بھی۔ اگر برطانوی گورنمنٹ
حقیقتاً خلوص کے ساتھ اس برصغیر کے باشندوں کی خوشی اور امن
پسندی کی متمنی ہے تو اس کا صرف ایک طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہندوستان
کو خود مختار ریاستوں میں تقسیم کر کے ان دو اہم قوموں کو علیحدہ ہو جانے دے
یہ ریاستیں کسی اعتبار سے ایک دوسری سے متصادم نہیں ہوں گی بلکہ
اس کے برعکس ایک قوم کا دوسری قوم [illegible] تسلط اور دست درازی
[illegible] کرنے کا [illegible] ختم ہو جائے گا۔ ان دونوں
[illegible] بین الاقوامی معاہدوں کے ذریعہ دوستانہ مراسم قائم ہو سکیں گے
[illegible] مسائل [illegible] حل [illegible] ہو سکیں گے
[illegible] کے مسئلہ کو بالکل طے
[illegible] ہندوستان [illegible] مسئلہ [illegible]

پیدا اگر لیے میں بہت مشکلات ہوں گی وہ ایک ہیبا طریقہ ہوگا جس سے
نہ صرف مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے حقوق اور مفادات کا نہایت مؤثر
اور تسلی بخش انتظام ہو سکے گا۔

"یہ بات کا سمجھنا نہایت مشکل ہے کہ ہمارے ہندو بھائی
اسلام اور ہندو مت کی اصل ماہیت کو کیوں نہیں سمجھتے۔ حقیقت یہ
ہے کہ یہ دونوں مذہب صحیح معنوں میں مذہب ہی نہیں بلکہ ایک دوسرے سے مختلف دو
معاشرتی نظام ہیں اور متحدہ قومیت ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندہ
تعبیر نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان میں ایک قوم کا غلط تصور حد سے تجاوز
سے منسلک ہو گیا ہے اور ہماری بہت سی مشکلات کا باعث بنا ہے
اور اگر ہم نے بروقت اپنے رجحانات کی اصلاح نہ کر لی تو یہ چیز ہندوستان
کی بربادی کا باعث ہو گی۔ ہندو اور مسلمان الگ الگ فلسفہ مذہب سے
تعلق رکھتے ہیں۔ دونوں کی معاشرت جدا جدا ہے اور دونوں کا ادب
ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ان میں باہمی شادیاں نہیں ہوتیں۔ وہ
ایک دوسرے کے ساتھ کھانا بھی نہیں کھاتے۔ حقیقتاً وہ دو مختلف تہذیبوں
سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بنیادیں متضاد تصورات پر قائم ہیں۔ حقیقت
میں واضح ہے کہ ہندو اور مسلمان دو مختلف تاریخوں سے وجدان حاصل
کرتے ہیں۔ ان کا رزمیہ الگ ہے۔ ان کے مشاہیر الگ ہیں اور ان کا
دوسرے سے مختلف تاریخی سرمایہ ہے۔ اکثر ہی ایسا ہوتا ہے کہ ان
کی فتح اور شکست مختلف حیثیتیں رکھتی ہیں۔

"دو ایسی قوموں کو ایک نظام سلطنت میں جمع کر دینا جہاں ایک
عددی اقلیت میں ہو اور دوسری اکثریت میں ہو، لامحالہ باہمی منافرت
کو بڑھا دے گا اور بالآخر اس نظام کی بربادی کا باعث ہو گا جو ایسے ملک
کی حکومت کے لیے وضع کیا جائے۔"

۲۲ مارچ کی سہ پہر کو قائد اعظم نے اپنے خطبۂ صدارت میں، اور اس کے بعد ہونے والے کھلے اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد کے ذریعہ اس حقیقت ثانیہ کا اعلان کر دیا کہ مسلمانانِ ہند کا نصب العین یہ ہے کہ وہ ان علاقوں میں جہاں ان کی اکثریت ہے، اپنی آزاد و خود مختار حکومت قائم کریں گے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس نے نہایت غور و فکر کے بعد یہ رائے قائم کی کہ کوئی دستوری منصوبہ اس وقت تک اس ملک میں قابل عمل اور مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں ہوگا جب تک کہ وہ مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں پر نہ مرتب کیا جائے:-

- جغرافیائی اعتبار سے ملحقہ وحدتوں کی حد بندی منطقوں کی شکل میں کر دی جائے اور ان کو ردّ و بدل کی ضروری ترمیم کے ساتھ اس طرح تشکیل دیا جائے کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی عددی اکثریت ہے جیسا کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی منطقوں میں ہے ان کو یکجا کر کے مسلمانوں کے آزاد و قومی وطن کی حیثیت سے آزاد ریاستیں قائم کر دی جائیں جن کو تشکیل دینے والی وحدتیں خود مختار اور باقتدار ہوں؛

- ان وحدتوں اور منطقوں کے دستور میں اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی، معاشرتی، سیاسی، انتظامی اور دیگر مفادات اور حقوق کے تحفظ کے لیے ان کے مشورے سے مناسب، موثر اور لازمی تحفظات کا خاص بندوبست کر دیا جائے، اور ہندوستان کے دوسرے حصوں کے دستور میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، ان کے اور دوسری اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی، معاشرتی، سیاسی، انتظامی اور دیگر مفادات اور حقوق کے تحفظ کے لیے ان کے مشورے سے مناسب، موثر اور لازمی تحفظات کا خاص بندوبست کر دیا جائے۔

"تجویز کرے جلسہ مجلس عاملہ کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ ان بنیادی اصولوں کے مطابق ایک دستور کا خاکہ مرتب کرے جس کے تحت آخر میں متعلقہ منطقوں کے تمام اختیارات مثلاً دفاع، امور خارجہ، رسل و رسائل، محصول اور دیگر ضروری امور اپنے ہاتھ میں لے لیں۔"

بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشکافیم و طرح نو در اندازیم

یہ تھی وہ مشہور و تاریخی قرارداد جس نے مسلمانان ہند کو دائرہ تصورات سے نکال کر ان کے سامنے نئی زندگی کا دروازہ کھول دیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء سے ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں ایک انقلاب انگیز باب کا آغاز ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی خودمختار حکومت کا نصب العین یقیناً ایک نئی زندگی کی تمہید ہے۔ اس تجویز کی مخالفت اگر کہیں سے ہو سکتی تھی تو اقلیت کے صوبوں کی طرف سے ہو سکتی تھی لیکن ان صوبوں کے مسلمان نمائندوں نے نہایت جوش و خروش سے اس قرارداد کی تائید کی اور اس حقیقت کا کھلے بندوں اعلان کر دیا کہ مسلمان اپنے انفرادی مصالح کو ملت اسلامیہ کی کلی بہبودی پر قربان کرنے کے لیے بسر و چشم حاضر ہیں۔ لیگ کے اس عظیم الشان اجتماع کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ ہندو دماغ کے منصوبے بالخصوص وہ لوگوں کے ساتھ ساتھ چند ایک صدارتوں اور عہدوں کو بھی شکست فاش ہوئی یعنی اس عظیم الشان تقریب کی کامیابی ہی اپنے طرہ امتیاز کی حیثیت کا مکمل محسوس ہونے لگے لیکن اس مرد مخلص کے عزم یقین کے سامنے ان کے [illegible] اہتمام کی گرد بھی [illegible] گروہ [illegible] ہوگا اس اجتماع نے دنیا پر واضح کر دیا کہ لیگ میں اب اتنی قوت ہے کہ کسی فرد یا گروہ کا ذہنی اقتدار

ڈیکس کی ترقی میں حائل نہیں ہو سکتا۔

مسلمانانِ ہند کا یہ جلسہ قوم کی زندگی کی ایک نئی صبح طلوع کرنے والا تھا۔ منٹو پارک میں لاہور کا تمام زندہ دل طبقہ محو انتظار قائداعظم محمد علی جناح کے استقبال کے لیے ہمہ تن چشم ہو رہا تھا وہ بے قراری کے ساتھ دوپہر ساڑھے گیارہ بجے کی سپیشل گاڑی کا انتظار کر رہا تھا۔ گھر گھر کر چرچے ہو رہے تھے۔ اس موقع کا جوش و استقبال اور جلوس کی تیاری اس ہجوم کی ہی آنکھ دل میں مسرت کی لہر پیدا کر رہا تھا۔ ہر چھوٹا بڑا لاہور میں اللہ اکبر کا نعرہ لگا رہا تھا۔ جس جگہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کا اجتماع دیکھتے تھے ایک عجیب و غریب کیفیت محسوس کر رہا تھا کہ واقعی نصرت کی گھڑی آ پہنچی ہے اور یہ مسلم قوم کی بیداری کا مستقبل ہے۔ اس حقیقت کی گواہی دے رہا تھا کہ خدا کا بے مثل بندہ محمد علی جناح قوم کی ہر فرد کی صدائے توحید کا جواب ہے اور اس وقت اس کی زندگی میں سالار قوم کے لیے سب سے بڑی آرزو پوری ہو رہی ہے۔

زندہ دلانِ لاہور کا یہ روایتی جوش و خروش ہی اس بات کا ضامن تھا کہ مسلم قوم اپنے امیرِ ملت کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ جگہ جگہ جلوس اور جھنڈیاں لگ رہی تھیں۔ خوبصورت دروازے بن رہے تھے لیکن بیچ میں قائداعظم کے جلوس کے بیچ ریل میں ہی ایک حادثہ پیش آیا تھا کہ شہر کی ساری فضا سوگوار ہو گئی۔ خاکسار تحریک کے جیالوں کے ساتھ پولیس کا تصادم ہوا اور گولی چل گئی۔ شہر میں کرفیو نافذ ہو گیا۔ لاہور کی فضا میں ہر طرف سراسیمگی اور غم و غصہ تھا۔ اس حال میں قائداعظم لاہور پہنچے تو سب سے پہلے وہ سیدھے زخمیوں سے ملنے گئے۔ وہاں سے مشتعل ہونے والے مجمع کو اپنی شخصیت کی طاقت سے ٹھنڈا کیا۔

ہی بگڑ کر رہ گئے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے سنگ و خم کا نشانہ بن گئے اور
بلا وجہ پر خستہ تعصبات اور خطرے۔ بکھری ہوئی جماعتیں اپنا ادغام
تیار شدہ۔ استقبال کے رویہ سے ایک وفد تکمیل کے جانفزا نعرے
کی مرثیہ خوانی کرنے لگے۔ مگر گر صبح ماتم بن گئی۔ اور شہر کا ہر شخص پریشان
اور دہشت زدہ نظر آنے لگا کہ اب کیا ہوگا۔

۱۹ جون کو اس قیامت خیز سانحہ نے اسلامیان پنجاب کے دلوں میں
غم و غصہ کی آگ بھڑکا دی اور دشمنان لیگ خوش ہوئے کہ اس حوالے سے بھی
مسلمانوں کو مشیروں کا آلہ کار بنانے میں مصروف تھے اور لیگ کے اس
اجلاس کو ناکام بنانے کے لیے خاکساروں کی جماعت سے تھے کہ اجتماع
اس سانحۂ الم انگیز کو بعض شامل کر جلوس جائے گا۔ لیکن لیگ کے اس اجلاس
کی اہمیت صرف اس لیے نہیں تھی کہ اس میں مسلمانان ہند کے سامنے ایک
نصب العین رکھا گیا۔ ۲۰ مارچ کا یہ اجلاس فی الحقیقت اس حسن تدبر
اور ضبط النفس کا بھی آئینہ دار ہے۔ جس کو کام میں لاکر قائد اعظم نے اس
واقعۂ ہائلہ کے نتائج و عواقب کو سنبھال لیا۔ خبر دینا ہے انہیں یہ مشورہ
دیا گیا کہ بہتری اسی میں ہے کہ اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔ اس تدبر اور
استقلال کے جگہ نہ ہونے کے سبب ہمت شکستہ اور دیکھا، حقیقتاً یہ اس کی اولوالعزمی
کا امتحان تھا۔ ان کے ہلنے و ثبات کی زبردست آزمائش تھی۔ وہ جے
کا بھی اپنی جا ان میں مصروف تھے لیکن اور مرحوم جو وقت کہ اس بحث کے
پیشے کے سیاہ، پیشی و معاملہ کی ایک جنبش جو دو اس کو فیصلہ (ی) قسمت
کا انحصار تھا۔ وہ اپنے مقام کو سمجھتا تھا وہ اپنے منصب سے اور اس کی
ذمہ داری سے کما حقہٗ واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس نازک وقت میں اگر
پائے استقلال لغزش کھا گیا تو مسلمانان ہند کا شیرازۂ حیات اس کے ہاتھ
سے گر کر بکھر جائے گا۔ چنانچہ اس نے بھرپور تردد سے ۲۰، ۲۱ مارچ کو اجلاس

کی پاکستان سیم پروگرام کے مطابق لیگ کا اجلاس ہوگا لیکن اس قیامت خیز سانحہ کے پیش نظر جلوس نہیں نکالا جائے گا۔

یہ تھی وہ فضا جس میں لیگ کا اجلاس شروع ہوا۔ ہر طرف پریشانیوں کا ہجوم تھا جسوں پر افسردگی اور چہروں پر گھبراہٹ چھائی ہوئی تھی خاکساروں کو جلسے کی پر امن کارروائی میں خلل اندازی کے لئے چھوڑ جا رہا تھا پنڈال میں عجیب و غریب افراتفری پھیل ہوئی تھی ہر طرف سے نقصان و نقصانات کی آوازیں آ رہی تھیں۔ چند منٹوں میں ہی بیگ استقبالیہ [illegible] اور اس نے عوام کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا چشم زدن میں سناٹا چھا گیا اور حاضرین کی نگاہیں اس قوم کے بطلِ انسان پر مرکوز ہو گئیں۔ مسٹر جناح کی اپنی بلند تر شخصیت کا صحیح اندازہ ہمیں اس وقت ہوا جو کہ اس کی عظمت عوام کے دلوں میں کس قدر گھر کر چکی ہے۔ چنانچہ اس نے مجمع کی خود اختیاری سے عوام کو بٹھایا اور کہا کہ خدا کے سامنے پنجاب گورنمنٹ ہے یا گورنمنٹ آف انڈیا یا پنجاب ہو یا پنجاب کا وزیر اعظم سن لیں گے۔ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک خاکساروں کے ساتھ انصاف نہ کیا جائے گا۔ جلسے کی کارروائی بہر اس طریق پر اختتام پذیر ہوئی۔ دوران میں کے بعد مسئلہ خاکسار پر بھی تحقیق و تفتیش اور مسلم لیگی گستری کا [illegible] گیا اور جسے طے ہو رکھے [illegible] [illegible] [illegible] کیا گیا۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس معاملے میں ایک آزاد اور غیر جانبدار تحقیقاتی کمیٹی کا تقرر کرے جو حالات و واقعات کی بنیاد پر رپورٹ پیش کرے۔ [illegible] [illegible] مخصوص [illegible] [illegible] کر [illegible] نتائج مرتب ہونے کے تو [illegible] [illegible] [illegible] کی طرف لوٹ۔

[illegible] [illegible] اسلام [illegible] [illegible] ایک وعدہ عرصہ قیامت خیز

ما محمود نصاری [illegible] کیا اور ان کا [illegible] مجھے [illegible] بہت پریشان تھا مجھے [illegible] جلسہ [illegible] کیا جائے گا مگر مجھے معلوم ہو [illegible] انتشار تھا۔

[illegible] جلسہ ہوگا [illegible] فیصلہ کر لیا۔ جب [illegible] اخبارات کے [illegible] کو یاد تھا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا [illegible] مسلمانوں [illegible] سیاسی [illegible] اگر یہ [illegible] کرتا کا۔ [illegible] لیگ کا [illegible] اجلاس [illegible] کا سیاسی [illegible] اگر [illegible] ایک عظیم الشان جلوس [illegible] کی [illegible] کے [illegible] میں [illegible] جلسہ [illegible] کوئی [illegible] اہتمام [illegible] تھا [illegible] خاموشی [illegible] جلسہ [illegible] اختتام [illegible] جلسہ کی سادگی [illegible] اور خاموشی [illegible] تکمیل کی [illegible] مسلمانوں کے [illegible] ایک خاص [illegible] آزمائش کی گھڑی تھی [illegible] کا خون کھول رہا تھا [illegible] وقت [illegible] کام [illegible] مشکل تھا [illegible] حقیقت [illegible] مسلمان [illegible] عزم [illegible] استقلال کے [illegible] جھوڑ [illegible] کر [illegible] اپنا [illegible] گھروں [illegible] بھی [illegible] کی [illegible] قوم کے [illegible] بہتر [illegible] ہو سکتی ہے۔ [illegible] مسلمانوں [illegible] تھا۔ [illegible] فضل [illegible] مسلمانوں [illegible] خدمت کر سکوں۔

[illegible] اجلاس [illegible] مسلمانان ہند کی [illegible] زندگی کا ایک [illegible] باب ہے۔ مسلمانان ہند [illegible] اجتماع [illegible] قیامت [illegible] کی وجہ سے [illegible]

اور پھر پوری فضا میں فرحت ثبوا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہر شخص ایک
فرض کفایہ کی ادائیگی کے لیے گستاخاں گستاخاں علامہ محمود کی جانب آرہے
جیسے دہری کی پوری قوم یکسر فوق العادت کے جوشِ استقبال میں مگن [illegible]
ہوتی معلوم ہوتی تھی۔ [illegible] گرد چھائی ہوئی تھی۔ [illegible]
تو نشاۃ ثانیہ ہونے جیسے تھے لیکن دنیا نے یہ سمجھ لیا کہ اس افسردگی اور [illegible]
کے دور و رہ میں جب اس قوم کا ذہیں فرد آتا تو اس کے دل کی [illegible]
فرزند اپنی توحید کی رگوں میں جاری [illegible] عام مخلص کے نعرۂ [illegible]
نے بخش دیتے ہیں ایک زندگی بخش تحریک پیدا کردیا۔ بعض اوقات نہرت
غیر کا جملہ بھی نکل آتا ہے۔ اگر یہ واقعہ ہوتا تو مسلمانوں کے صبر
و استقلال کا امتحان ہو سکتا اور یہی تو قائد اعظم محمد علی جناح کی عظمت [illegible]
انہی کی اس [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] ایک [illegible] دوسرے کے
قریب ہو سکتے ۔ یہ اجلاس ہی مسلمانوں کا ضبط و انضباط کا محکم
منارہ کے حسین [illegible] کی دلکش مثال ہے۔

یہ اجلاس حقیقتاً مسلمانوں کی سیاسی تاریخ میں ایک [illegible]
[illegible] تھا کہ [illegible] مسلمانوں نصف صدی سے سیاسی
گوشوں میں [illegible] اس اجلاس نے [illegible]
[illegible] مسلمانانِ ہند کے سامنے [illegible] تھا جس کو حکیم الامت
حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے اپنے خطبہ [illegible]
[illegible] ایک اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو پیش کیا۔ [illegible]
[illegible] کو [illegible]
[illegible] میں [illegible] کی آزادی اور
[illegible] مسلمانانِ ہند [illegible]
[illegible] سکتا ہے [illegible]

اسلام کی ثقافتی قوت کی بقا اسی میں ہے کہ ملک کے ایک حصہ میں اس کی حکومت قائم ہو جائے۔ اس لیے میری آرزو ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک واحد ریاست قائم کی جائے [illegible] دنیا بھر میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ اس ملک میں اسلام بحیثیت تمدنی قوت کے اسی صورت میں زندہ رہ سکتا ہے کہ اسے ایک مخصوص علاقہ میں مرکوز کر دیا جائے۔" یہ تھی [illegible] آرزو [illegible] جو ظاہر ہوئی تھی [illegible] شاعر کے تخیل سے زیادہ وقعت نہ دی تھی [illegible] نے [illegible] کر کے اس نظریہ کو ایک ناقابل عمل نظریہ سمجھ کر سرسری نظر سے دیکھا لیکن [illegible] بڑے جذبہ [illegible] سے غور کیا اور اس تجویز کو ایسے نفسیاتی دور میں قوم کے سامنے رکھا جو اس زندگی [illegible] نصب العین کے لیے موزوں [illegible] وقت تھا۔ حکومت برطانیہ، امریکہ، علاوہ [illegible] کو [illegible] نظر سے جانچا جائے گا۔

[illegible] کو نفسیاتی نقطہ نظر سے یہ بہترین موقعہ تھا کہ مسلم قوم اپنی زندگی کے محبوب ترین نصب العین کا اعلان کر دے اور [illegible] کہ مسلمان [illegible] حکومت ایک حقیقت [illegible] ہے جس میں کسی شک و شبہ، کسی وہم و گمان کی گنجائش نہیں۔

قرارداد لاہور مسلمانوں کی تمناؤں اور ان کی زندگی کا نصب العین ہے اور فطرت کے اٹل اصولوں کی طرح ایک محکم اصول ہے۔ جسے دنیا کی کوئی طاقت جھٹلا نہیں سکتی۔ [illegible] مسلمانوں کی ایک متفقہ [illegible] ہے [illegible] مسلمانان ہند کا قومی عزم ہے۔ قرارداد [illegible] ایک [illegible] قوم کا عزم راسخ ہے [illegible] قوم کا [illegible] ہے۔ [illegible]

ہندوستان میں ایک تمدنی قوت کی حیثیت سے زندہ رہنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ قرارداد لاہور اسی فرزندانِ توحید کا نعرۂ حق ہے جو اپنے نصب العین کے حصول کے لیے وقت آنے پر جان پر کھیل جائیں گے۔ اور اپنی عزیز ترین متاع قربان کر دیں گے۔

ہندوستان میں آزاد اسلامی حکومت ایک اٹل سیاسی عقیدہ ہے جس کو دنیا کی کوئی قوت متزلزل نہیں کر سکتی کیونکہ صحیح ایمان کے جو پیرائے ہیں ان کو یہ عقیدہ ہے۔ [illegible] آسمانی [illegible] اللہ کی نصرت پر بھروسہ کر کے سربکف میدان میں آ گئے ہیں گے اور اطراف فرقوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر ایک زندہ معجزہ دنیا کو دکھا دیں گے کہ مسلمان حق اور باطل میں صرف اپنے خون سے خطِ امتیاز کھینچنا جانتا ہے یہی وجہ تھی کہ قائداعظم نے سب سے پہلے [illegible] مرکزی اعلان کیا کہ اب وہ منزل ہماری آنکھوں کے سامنے آ چکی ہے جس کو پانے کے لیے ہی اپنی جانوں کی بازی لگا دیں گے [illegible] کے خلاف علانیہ جنگ ہے۔ یہ قرارداد [illegible] کا مجموعہ نہیں۔ اس میں اسلامی تاریخ کی پوری کائنات پنہاں ہے۔ جس کا ایک ایک ذرہ حقیقی آزادی اور استقلال کے لیے دعوتِ عمل دے رہا ہے۔ وہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ چل

خونِ حسین باز دہ کوفہ و شام خویش را

حمایت قائداعظم

[illegible]

[illegible] ۱۹۴۰ء

# پاکستان

ذرّہ کو خورشید کا ساماں سفر تازہ کریں
نفسِ سوختہ سے شام و سحر پیدا کریں

۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے سیشن نے پاکستان کا ریزولیشن پاس کیا۔ پنجاب کے مرحوم وزیراعظم نے کئی مواقع پر پاکستان کے متعلق ایسے خیالات کا اظہار کیا جس سے مسلمان بہت پیچ و تاب کھانے لگے۔ اسلامیہ کالج کے جلسۂ تقسیم انعامات میں بھی انھوں نے اسی روش کو برقرار رکھا۔ مسلمان طلبہ میں اسے بڑی شدت سے محسوس کیا گیا۔ پنجاب گورنمنٹ کی "ہماری گورنمنٹ" نے لیگ کے حق آمیز کا جواب ... کا آب ... رکھا تھا، کسی کو جرأت نہ تھی کہ وہ جرأتِ رندانہ سے کام لے کر اس مسکوت مہر کو توڑ سکے۔ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن مسلمان طلبہ کی تنظیم کی ایک ایسی شکل تھی، جو ملکی سیاسیات سے بہت نیک ... تعلیم، اقتصادی و سیاست میں نوجوانوں کی رہنمائی کی دعویدار تھی، کچھ عرصہ سے یہ جماعت باہمی چپقلش اور انتشار و افتراق کا شکار ہو چکی تھی۔ صدر فیڈریشن صاحب سیکرٹری کو مع دو سال کے ... فیڈریشن کی بجائے خود ... جدید میں کام کر بیٹھے تھے۔ "آل پنجاب" کے نام سے ایک جماعت وہ جماعت "کا رکیب بدل چکی تھی۔ ان حالات کی یہ کیفیت تھی کہ سعید بیگ اور بشیر قادر ملک کو اسی جگہ تو ان کا بل ادا کرنے کی توفیق نہ تھی۔

فیڈریشن کے عہدیداروں کا آخری انتخاب ... سے بچتے تھے، وہ میرے مخلص دوست تھے۔ انھوں نے اس ... کی مجموعی ... شکستہ ... کہ ... کے لیے میرے ... کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے دانستہ ... کی ... شائع ... کو ... ایسا ...

چاہتیں کہ میں اپنے احباب کے ساتھ واقعی ہو کر رہ جاؤں۔ انھوں
نے اعلان کر دیا تو کہیں وہ اس تحفظ و صحت کو آئینی رنگ دینے کے لیے
میں نے اخبارات میں یہ اعلان بھیجا۔

"مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام اور اس کا کام طلباے پنجاب کے لیے
گذشتہ چند سالوں میں نمایاں حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ ایک
ایسا مرحلہ بھی آیا جب اس کے اپنے گروپوں نے بعض وجوہ کی بنا پر
دانستہ یا نادانستہ اپنے لگائے ہوئے پودے کو پامال کر کے نقصان
بھی پہنچایا لیکن وہ لوگ جو کام کرنا چاہتے ہیں اور دیانت کے ساتھ نظریہ
محنت میں یہ رنگ جنہیں الجھا سکتی نہ ہی مشکلات گو ایسے مرحلے پر
دیر تک چلنے کو گوارا نہیں کر سکتے جس کو مختلف نظر تعبیر کی جائے تحریک
جو اب پھر حرکت شروع کرنے اعتبار کا سامان ہی کر اور پھر نئی تشکیل کی ابتدائی
۲ بج پھر تھے جب طلبا نے جو ہے کے سامنے ایک اپنے تذکرے آتی ہے
سب اعتمیں از سر نو متحد ہو کر کے پیشہ قدم اٹھایا گیا۔ نئے سال سے
طلبا نے پاکستانی تنظیم کے لیے افراد کی کوششیں جاری ہیں۔ کئی مختصر
جماعتیں بھی سرگرم عمل ہیں۔ ایک جماعت قائم نے نشست طلبہ پر کچھ بھیجا کیا
کہ یہ صداقت کی خدمت کا اور گروپ "تھا تے ہوئے تنظیم نو کی تحریک اولیا
اوجھیں کرتے ہیں جس کی توقع وہ ہی کے لیے۔ اب آپ گرامی سے صرف یہی
کہتا کہ شاید میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے فرائض کو کما حقہٗ ادا نہ کر
سکوں، یہ امر بھی واضح ہے کہ تعمیر نو کی اساس تنازعات کی بجائے
اتحاد اور یکجہتی کی فضا ہے۔ اصل مقصد خدمت کے سنہالے
صد ہا جسکیں اس قسم کے وجوہ ہے۔ الفاظ جیسے ہی خوشی کن اہمیت
رکھتے وقت وہ جو تو تعلیم کی ترقیع نظریۂ ہمیں صرف وہ سمجھتے ہیں کہ
نہیں کر سکتے۔ فرائض نہیں کر سکتے اور صرف یہ الفاظ کے پیچھے کام کی اتفاقی

رفاقت ہے۔ میں نے اسی بنا پر آپ حسن ظن رکھنے والے احباب سے درخواست
کی کہ وہ اس معاملہ پر مزید غور کرنے کے لیے پھر ایک اجلاس بلائیں۔
جب اس اعلان کے ذریعہ میں تمام کام چھوڑنے اور وقف ہونے کے لیے تیار ہو گیا تو محترم
احباب کو توجہ دلانا بھی ضروری تھا کہ ٹیچرز ٹریننگ کی تنظیم میں تمام سابقہ تاریک
پہلوؤں کو فراموش کر کے روشن مستقبل کے متعلق غور و فکر کرنے کے لیے ۲۲ جون
بروز جمعہ ساڑھے چھ بجے شام جامع اشرفیہ ہال [illegible] میں تشریف
لائیں تاکہ مناسب پروگرام مرتب ہو سکے اور عہدہ کا باقاعدہ انتخاب ہو سکے
ہائی سکولوں کے طلبہ بھی اپنے نمائندے بھیج سکتے ہیں۔ بیرونی طلبہ [illegible]
طور پر اپنی وابستگی سے مجھے اطلاع دیں۔

[۱۵ جون ۱۹۳۲ء ۔ روزنامہ احسان لاہور]

میں احباب کے اصرار پر اس اجلاس میں شامل نہ ہوا تاکہ میری عدم موجودگی
میں آزادانہ فیصلہ ہو سکے اور اگرچہ اتفاق رائے سے منتظم طور پر اس مرحلہ
پر میری قیادت کو ضروری سمجھا گیا۔ آپ ہی اللہ کے بھروسے پر تعاون
سے ٹریننگ کی صدارت میرے سپرد ہوئی۔ ذریعہ انتخاب تھی۔ فیصلہ یہی ہوا کہ
ایسے وقت میں یہ کام میرے سپرد ہوا اور میں صاحب نظام کی وجہ سے
کنونشن میں جماعت بنا لی۔ یہ کام آسان نہ تھا۔ اکثر وہ لوگ جو پہلے
ہمارے ساتھی بن گئے اس مرحلہ پر ہم سے تمسخر کرتے اور کئی ہنسی مذاق
کے ملین [illegible] غلط اعتراض کر کے دیتے۔ یہ بچوں کا کھیل ہے۔ میں نے
رخصت لی اور ۱۹۳۲ء کے آخری ہفتہ میں چارج لیا اور
سب سے پہلے کنونشن کا نیا پروگرام کے عنوان سے اخبارات میں
یہ اعلان بھیجا۔

انجمن کا انتخاب: ۱۵ جون ۱۹۳۲ء کے اجلاس میں میری عدم
موجودگی میں مجھے صدر منتخب کیا گیا ہے۔ اس عزت افزائی سے اس وقت

تک ... ترجمانی کی کوشش کروں گا جب تک کہ مجھے کوئی ذمہ دار [illegible]
[illegible] دیکھنے والا نوجوان شامل ہو جائے۔ جو پنجاب کے مسلمان طالب علموں
کی تنظیم [illegible] ساتھ [illegible] پیدا کر دے اور میں یہ کام ہی
کے سپرد کر دوں۔ [illegible] پیش نظر سب سے پہلے کام یہ ہے کہ [illegible]
[illegible] جماعت کی صورت میں [illegible]
بنا دیا جائے [illegible]
[illegible] بصیرت میں اضافہ کر رہا ہے۔ میں [illegible]
[illegible] بحیثیت صدر [illegible]
جس سے کسی بھی کام کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

## ذرا آگے چل کر

[illegible] مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا احساس [illegible]
[illegible] گورنمنٹ کالج [illegible]
[illegible] کے طلبہ میں تعلیم و اشاعت کے لیے اپنے [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] لیکن [illegible] فیڈریشن کے نظام کی [illegible]
[illegible] کرتے تھے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

یہ ملک مشیت کی طرف سے تحفہ کر دیا گیا (انجم رہبری صفحہ ۹)

# یہ بچوں کا کھیل ہے

"میں نے ۱۵ جون ۱۹۴۷ء سے ۳۰ جون تک ، [illegible]
[illegible] مجھے جو طلباء اور نمازی میرے ہمکار تھے اور جو احباب مجھے
قریب سے دیکھتے رہے وہ اس [illegible] کا احساس کرنے میں میرے
ساتھی [illegible] بہت کم لوگ تھے [illegible]
[illegible] مرحوم کو نہیں بھول سکتا جو [illegible]
[illegible] بچوں کے کھیل [illegible]
[illegible] مرحوم [illegible]
[illegible] ڈاکٹر محمد شریف ، [illegible]
[illegible] ، اشفاق احمد
[illegible]
[illegible] احباب اس مضمون کو پڑھیں
[illegible] نام [illegible]
[illegible] ہیں۔"

[illegible]
صفحہ ۱۰ ، تحریک پاکستان اور [illegible]
از [illegible]

یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

"میں نے حافظ [illegible]
[illegible] کے لیے مجلس استقبالیہ کی تشکیل ہو گئی [illegible]
[illegible] شروع [illegible] اخبارات میں چھپا ہے؟
[illegible] جماعت [illegible] شروع کر دی [illegible] ہو گئے۔

[illegible] ملاقات کی [illegible]
[illegible] وقت دیا لیکن جب گفتگو شروع ہوئی [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] مسلمانوں [illegible]
[illegible]

## لاہور میں مسلمانوں میں ناراضگی

## مسٹر جناح کی آمد پر مظاہرے کیے جائیں

[illegible] مسٹر جناح [illegible]
[illegible] کانفرنس کے [illegible]

سے گریز نہ کیا ۔ مولانا کو کانفرنس سے الوداعی خطاب کی بھی درخواست دی جو کی ۔ جنگ
نہیں کانفرنس اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں کرنے کی اجازت دی جائے
لیکن جمعیت کو اجازت ملتی نظر نہیں آتی ۔ ... کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ اس
بات کو تماشہ بنا رہا ہے کہ اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں پاکستان
ایسی اسلامی تنظیم کو کانفرنس کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دی جائے اور
اس سلسلہ میں کہا گیا ہے کہ وہ کانفرنس کے موقع پر مظاہرہ کریں گے یہ بھی
ناراضگی کا اظہار کریں گے ۔"
(روزنامہ کوہستان ، [illegible])

اس قسم کے کئی بیانات اور اشتہارات شائع ہوئے جن میں ... مجاہد
دستوں کو ... تشدد اور ہتھکنڈوں سے کام کرنے پر آمادہ کیا اور ... دلی
یہ میدان ... ہو گیا ۔ مسلسل ... اور ... کے حق ... کو
ختم کر دیا ۔ اس سلسلہ میں ... سامنے ... اور ... حل کر سمجھنے کے
لیے ایک ... دیکھئے ۔

"ہم جانتے ہیں کہ ... دلی ... گئیں مسلسل ... اور ... ایک
... نہیں ... ۔ ... دلی کا ... کوشش ... مسلمان قوم ... ان
کی ... نہیں ... ۔ ... تحفظات ... ہو ... سب
... کے ... ہوئے کا وقت ... مسلمان ...
طلبہ تمام ... کے ... تو ... کے مقابلہ میں ایک ... 
ایک ... ہے ۔

یہ ... حضرات کی ... کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ... سے
... سے تمام ... اور ... مساجد ... کا ...
... ایک ... کا ... اسلامیہ کالج کے طلبہ ۔
... سب ... طلبہ ... پاکستان ... کے لیے
... ہیں ۔ ... ہم ... کر ... کو

میں مسلم طلبہ مسلمانوں کو میر سپاہیوں کی وکالت کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنے
گھر کی خبر لیں اور مزید تعمیر کی ضرورت ہو تو اس طلبہ فضائے مظاہرہ
کر دیکھیں جو تعمیر کا سچ کر آپ کی آنکھیں چند منٹ کے لیے کافی ہوگا
قائد اعظم مسلم کا صحیح ۔ مجھے نہ [illegible] سے امید ہے کہ رفتہ رفتہ میں یقین
ہے کہ مسلمان طلبہ اور نوجوان طلبہ بیساختہ اور استقبال کریں گے جو ان کی
نظر آرہے ہوگا۔

[illegible]

[illegible]

# مسلم طلبہ اور پاکستان

## کانفرنس کی تیاریاں

پنجاب کے مسلمان طلبہ مسلم لیگ کے آئندہ سیاسی نصب العین کے متعلق ایک کانفرنس کریں گے جس میں آج اس مسئلہ پر طلبہ کا ایک مسودہ ہوگا ۔ ہم سے دو خطا مشکل ہو گئے ہیں ۔ ان قوت سے تار تقسیم کا فیصلہ کر رہا ہے کہ ۔۔۔ میں پاکستان پر منعقد کی جائے خاص انداز کے پہلے جلسہ میں ۔ فرحین منعقد کی جائے گی ۔ طلبہ نے اس مسئلہ میں نہایت سرگرمی سے [illegible] جمع ہو رہا ہے ۔ ابتدائی انتظام سب مکمل ہیں اس [illegible] کو مسرور ہے کہ آنے والے زمانہ کے متعلق حال میں سوچا تھا ۔ مستقبل آئی ہی کا [illegible] مستقبل [illegible] ہم مسلم طلبہ کو تہہ دل سے مبارک باد دیتے ہیں کہ ملت کے مستقبل کے متعلق [illegible] کا احساس کیا ہے کہ کیا [illegible] سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کو حالات پر غور کر کے جرأت و فراخ [illegible]

یہی کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیے گا ہمارا دعا ہے کہ کانفرنس کامیاب ہو اور جو بحث آج کے نتیجے نکلے اب اس طرح پیش کر دکھا دیجیے ۔

# ایک نظم

بعنوان

## سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کانفرنس

جو اک شمع جمعیت ہے نقاب پن محمدؐ کا
نہ طفلی ہے معصومی یہ پاس قسمت ہیںنا
ضعیفی فخر کرتی ہے جوانی ناز کرتی ہے
مشام تر روح کرتا وہ کوچے کا نکہت جنت ہے
پڑھ کر پیر شستہ وحدت ہیں پھر وہی قوت کے
کہے کیا بہاری گلشن اسلام و قسمت کی
وہ مسلم تنگ آتے ہیں جو اپنے غیر کے ہاتھوں
نہ اپنی جمعیت نے ظلم کی کڑیاں اٹھائی ہیں
جنھیں غیروں نے سمجھا تھا جو ساماں ہیں
امیروں کو جھکا دے گا زمانے کے غضب کے آگے
کہاں ہے محمدؐ کے فدائی ! جمع کرو جو ہوا
یہ فرزند ملت آج ہیں کشتہ ترے آگے

ابھی ہے حق سے دلوں میں پاس اعلان محمدؐ کا
جہاں میں فخر ہے یہ پاسداری محمدؐ کا
اٹھا اس شان سے وحدت کا نشان محمدؐ کا
ترو تازہ رہے گا یہ گلستان محمدؐ کا
دکھائے گا یہ جلوہ دہر کو شان محمدؐ کا
نگہبان اس زمین پر ہے خیابان محمدؐ کا
کیے گا ان پہ سایہ پھر سے دامان محمدؐ کا
انھیں پہنچائے گا پیغام احسان محمدؐ کا
سنائے گا انھیں مژدہ یہ سامان محمدؐ کا
کرے گا بول بالا پھر سے ہر بیان محمدؐ کا
زمانہ منتظر ہے پھر سے فرمان محمدؐ کا
دکھائے حق کو کوئی کیوں حق شناسان محمدؐ کا

پھیلا دو اپنی دنیا کو مرغوب وہ حشر ہوں
کریں گے سامنا کب تک جو انان محمدؐ کا

دو ذکاء مسلمان اجمیری . جائنٹ سیکرٹری
ختم زندگی صفر ۱۰ ۔ ۱۳ ء

ماہنامہ کے مقالات و مضامین بے شمار شائع ہوئے اور [illegible]
[illegible] کا [illegible] کانفرنس
[illegible] اخبارات میں شائع ہوا۔

[illegible] قائد اعظم محمد علی جناح [illegible]
[illegible] کانفرنس کے سیشن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] مسلم لیگ

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] محمد علی جناح [illegible]
[illegible]
[illegible] مسلمان
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مسلم لیگ [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

سکا۔ مجھے اتنا پیار ملا اتنا خلوص ملا کہ مجھے حقیقی معنوں میں احساس ہو گیا کہ سب پیار و محبت ہی نہیں تنظیم بھی ضروری ہے۔ مسلمانوں کو تنظیم کی خاص ضرورت ہے۔ آپ نے مجھے جو عزت بخشی ہے کہ میں اوچ میں مسلم لیگ کا جھنڈا بلند کروں مسلم لیگ نے تین سال میں آپ کی ایک جماعت قائم کر دی ہے اور صرف ایک جماعت قائم ہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ . . . . ہمارا مقصد صرف یہ نہیں کہ ہم صرف نام ہی پاکستان کہتے ہیں حاصل کرنا ہے مسلمانوں میں پاکستان کے لیے سب سے زیادہ ولولہ ہونا چاہیے کیونکہ جس قدر ہم کوشش کریں گے زیادہ فائدہ پنجاب کے مسلمان کو پہنچے گا۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے کام میں روڑے اٹکانے والے بھی موجود ہیں لیکن پاکستان کو اب کوئی انسان روک نہیں سکتا۔ مسلم لیگ کے جھنڈے نے مسلمانوں کا نام ساری دنیا میں بلند کر دیا ہے۔ آج سے تین سال پہلے مسلمانوں کو ہندوستان میں کوئی اہمیت حاصل نہ تھی لیکن آج مسٹر گاندھی بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ۔

ساری تقریریں بڑی پُرجوش اور جذبے سے بھرپور تھیں اور عزم کا ثبوت دیتی تھیں ہر برگزیدہ شخص تھا اس کانفرنس میں شمولیت کی اس کا بیان ہے کہ اتنا مجمع اور اتنا حسن انتظام اسلامیہ کالج کی ساری تاریخ میں کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ مجھے کانفرنس کو دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی اور میری یہ تمنا پوری ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت نے مجھے اس قابل کر دیا کہ میں پنجاب میں پاکستان کے لیے ایک نیا دور پیدا کرنے کا محرک بن سکوں۔

کانفرنس کی روئیداد اور تقاریر کے چند اقتباسات جو اخبارات میں شائع ہوئے۔

یکم مارچ کو پاکستان کانفرنس کا پہلا اجلاس قائد اعظم کی صدارت میں ۹ بجے شروع ہوا۔ پنڈال میں ۰ ہزار کا مجمع تھا۔

۔۔۔ تو آپ کو بھی کیمپ کے لیے ایک منظم تھا۔ شامی آئندہ میں موجود تھیں۔
دیکھو بیٹھے مجھے مستورات میں سے خاص بہار و سعد اللہ خواجہ ناظم
لیاقت علی خاں، چودھری خلیق الزماں، سر عبداللہ ہارون، بیگم
سر وشہ۔ ملک برکت علی۔ میاں بشیر احمد اور کئی دوسرے مستورات میں موجود
بنگال میں لاتعداد جگہوں کا اعلیٰ انتظام تھا۔
اجلاس میں تلاوت قرآن کے بعد سب سے پہلے جو آواز سنائی دی وہ
کہ صاحبزادہ کی ایک نظم تھی "۔۔۔ مسلم" نذر مسلم حمایت
خواتین کی جانب سے پیش کی۔ اس کے بعد جناب ... صاحب نے
خطبہ استقبالیہ پڑھا جس میں ... جو بعد میں شائع ہو چکا ہے
اس کے بعد قائداعظم محمد علی جناح مسعود ... نے یہ مختصر تقریر کی ۔۔
"میں تہہ دل سے ... مسلم ... کا شکریہ ادا کرتی
ہوں کہ انھوں نے مجھے اس کانفرنس کی صدارت کی عزت بخشی۔ جب آپ کا
دعوت نامہ مجھے ملا تو میں نے محسوس کیا کہ میں ... کے قابل نہیں۔ یہ گہرا
احساس تھا ... کہ ... کے ساتھ آپ کی اس دعوت
کو قبول کر لیا ... آپ کی دعوت سے صاف طور پر ... نظر آتی کہ
آپ ... کا ... ایک ... کا ... ہے
... کہ مسلم لیگ کی ... میں
... کو ... آپ کی کانفرنس ... کر منعقد
ہو رہی ہے ... ہے۔
... آپ کا ... اپنے خیالات
... آپ کے ... سب سے پہلے اور اہم
... آپ کے سامنے پیش ہو رہا ہے
... ہو گی ...

۳۔ مسٹر گریس نے اس پر کلکی تقریر کی تو کہا کہ میرے خیالات آپ کے فیصلے پر اثر انداز ہوں، یہ بات مجھے پسند نہیں ہے۔ میرے خیالات سب کو معلوم ہیں اور میں بار بار ان کا اظہار کر چکا ہوں۔ آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں میں یہ رسم ہے کہ اس ملک کے متنازعہ مسائل ان یونیورسٹیوں کی مجالس میں لائے جاتے ہیں اور بحث و مباحثے میں حصہ لے چکے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ منتخب کے خیالات پر اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی جائے آج مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان طلبہ کو سیاست میں عملی طور پر حصہ لینا چاہئے؟ میں کہتا ہوں کہ پاکستان پر غور و فکر کرنا ان کا فرض ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ طلبہ عملی سیاست میں حصہ لے رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب اس سوال پر غور کریں جس کا تعلق اس ملک سے ہے تو ٹھنڈا ہو کر تنقید کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ میں کسی کو اپنا دل کھول کر آپ کے سامنے رکھ دوں گا، وہ یہ یقین رکھتے کہ میں نے آپ کو صحت کچھ دیتا ہے؟

۰ اس کے بعد مسٹر عبدالستار خان نیازی ایم اے نے پاکستان پر ریزولیشن پیش کرتے ہوئے پرجوش تقریر کی۔ مرزا عبدالحمید بیگ وغیرہ نے کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ اسلام جیسا جامع نظام جس کا نام ہے ہمارے تمام امور پر حاوی ہے اس لیے ہمیں چاہئے کہ اسلام کے قانون کے مطابق اپنا جدوجہد جاری رکھیں؟

مسٹر صاحب کی اختتامی تقریر کے بعد ریزولیشن متفقہ طور پر پاس ہوا۔
(روزنامہ انقلاب ۔۔۔ ۲۴ مارچ ۱۹۴۱ء)

۰ ۔۔۔۔ سلامت کالج کی طالبات نے مسلم گرلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی معرفت سپاسنامہ پیش کیا۔ اس کے جواب میں مسٹر جناح نے جو تقریر کی اس کے بعض حصے یہ ہیں: مسلمانوں کے منتظر ۔۔۔ حال جمعہ مسلم لیگ کے

یہ ہر شخص کی ملکیت ہے جو سوشلسٹ نظام [illegible] حکومت کا
[illegible] قیمت نہیں جا سکتی کسان [illegible] قوموں میں جن کی گرفت
[illegible] مشترک [illegible] غیر فطری سمجھ [illegible] اس قسم کو کوئی مجبوری
[illegible]
[illegible] سے محروم [illegible] حالانکہ
[illegible]
[illegible] تصور [illegible]
[illegible] گستاخ
[illegible]
[illegible] معین کرنا چاہیے
[illegible] طرف بہا
[illegible] قوم آ جاو
[illegible] سیاسی
[illegible] ایک ملک نہیں تھا۔ مقبول کے بیان
[illegible] انگریز [illegible] سمجھے گئے ہیں
[illegible] مشترکہ [illegible] ضرورت
[illegible] سے حکومت
[illegible] حکومت کے لیے
[illegible] حکومت [illegible] مسلمانوں نے [illegible]
[illegible] سوشلسٹ نظام [illegible]
[illegible] منتشر کے
[illegible] قسم کا کوئی غیر فطری
[illegible] مقصد

تسلیم متحدہ کی ترویج کرنا ہے۔ ہر شخص کے اور دوں کا ثبوت اشد ائی
سالہا کا تجربہ صدیوں کی مدت میں مل چکا ہے۔ اب چارہ کار کیا ہے؟
ہندوستان کی مشترکہ حکومت ناممکن ہے۔ میرے نزدیک ہمارے
مسئلہ کا واحد حل تقسیم ہند ہے۔ مسلمان کو آزادی کے قومی وطن میں رہنے
دو تاکہ اپنی مرضی کے مطابق حکومت کر سکیں۔ ہم اپنے وطن میں حکومت
کریں، اس کے بعد ہم ہندوستانی عوام ایک دوسرے سے تعاون کر سکتے ہیں
ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی چیز بھی قابل اشتراک نہیں۔ نہ مذہب
نہ تمدن نہ فلسفہ۔ یہ دو مختلف قومیں ہیں اور ان کے باہمی بنیادی
اختلافات اتنے شدید ہیں کہ انہیں ایک قوم کہنا شدید غلطی ہے۔ دو
مختلف قوموں اور تہذیبوں کو کسی طرح ایک نہیں کہا جا سکتا۔ اور ہندو
قوم کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ مغربی جمہوریت کے اصولوں کی بنا پر ہرگز
میں اکثریت حاصل کر کے مسلمان قوم کے لیے قانون مرتب کرے۔ پاکستان
کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ مسلسل جدوجہد کی جائے
کے لیے دن رات کام کرو۔ اس وقت تک آرام نہ کرو جب تک
پاکستان قائم نہیں ہو جاتا۔ اور اگر ضرورت پڑے تو پاکستان کے لیے مر جاؤ
ہے۔ قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح نے اپنی صدارتی تقریر میں جن الفاظ
کے ساتھ ہمارے کام کا ذکر کیا وہ قابل فخر ہے۔

Ladies and Gentlemen,

In the first instance let me again thank you for the honour that you have done to me in asking me to preside over your deliberations in this conference of the Punjab Muslim Students, Federation. As I said, I felt that it was a call from the kindred spirit and I was only too good to respond to that call. Next I have also watched your

organisation of this conference and your deliberations and let me most heartily congratulate you for the way in which you have organised this conference. (cheers) I also wish to convey, not only to the young men here, but to a large body of Muslims of Lahore and those who have come from different parts, that I really appreciate and feel happy that the Muslims in the Punjab are now awake, (cheers) and that there is a small band of young men who have tried very hard to organise this conference of the Punjab Muslim Students Federation. Also, I think, those who have worked for it, those who have laboured for it, must have the fullest satisfaction that their labours have borne the fruits and they are fully rewarded for their work. (cheers)

---

## مسلم نوجوانوں کا ترانہ

آج یہ ہم اعلان کریں گے
حاصل پاکستان کریں گے
قائداعظم گر فرمائیں
حق پہ جاں قربان کریں گے

"روزنامہ احسان نے مقالہ افتتاحیہ میں لکھا۔

"لاہور میں پاکستان کانفرنس محض تحدی کامیاب رہی وجہ اس کی یہ ہے کہ جہاں تک اس سوال کا تعلق مسلمانوں سے ہے ہمیں کہنے دیجیے کہ یہ کانفرنس مسلم لیگ کے گزشتہ آل انڈیا اجلاس سے زیادہ کامیاب رہی [illegible] اس کا مسلمان بچے بچے پر ہوا اور جہاں تک غیر مسلموں کا تعلق ہے اس کانفرنس کی کامیابی نہایت ہی قابل اطمینان بلکہ قابل فخر ہے۔ یہ ہمارے نوجوانوں کا ہماری قوم پر احسان ہے کہ ان کی کوششوں سے اب تمام غلط فہمیاں قریب قریب دور ہو چکی ہیں جو غیر مسلم حلقوں میں موجود تھیں۔ اب شاید ہی کوئی ایسا بدنصیب انسان ہو جو ان اعتراضات کی جرأت بھی رکھے جو غلط فہمی کی بنا پر بلا سوچے سمجھے کیے جاتے تھے البتہ کوئی شرارت کرے تو اسے خدا ہی سمجھ سکتا ہے یہ احباب جو کل تک پاکستان کا نام ہی جیسا یہ سمجھتے تھے کہ انہیں سمجھانا مشکل تھا آج یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ مسلمانوں کے علاقوں میں ان کی اپنی حکومت ہو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔" (زیر صدارت [illegible])

(تحریک پاکستان [illegible] مسلم [illegible] ۱۱۰-۱۰۹ [illegible])

"تحریک کے [illegible] ہندوستان کے تمام [illegible] کو [illegible] خطوط لکھے تھے [illegible] جواب صاف لکھا کہ [illegible] طلبہ اور تمام سرمایہ [illegible] کی [illegible] آپ کے [illegible] ہیں۔ انھوں نے [illegible] الفاظ میں کی۔ [illegible] صاحب کی [illegible] اس خط میں [illegible] لکھے۔

(خط اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجیے)

Mount Pleasant Road,
Malabar Hill, Bombay,
20th January, 1941.

Dear Sir,

I am in receipt of your letter of the 15th instant and thank you for it.

I fully realise the importance of your conference but I am very sorry to say that I cannot possibly commit myself to participate in the conference which you are going to hold on the 15th and 16th of February in Lahore.

I would, however, advise you not to call it by the name of Pakistan conference, you can call it as you propose to do under the auspices of the provincial Muslim students Federation, and then you will be at liberty to pass a resolution supporting the Lahore Resolution of the All India Muslim League, popularly known as "Pakistan". I would further advise you to go ahead and hold the conference and if I can manage to attend it I will try and do so. I cannot explain to you the various commitments that I have already made. It is not that I do not consider the great importance of your province which is destined to play a very important part in moulding the future destiny of the Mussalmans of this country; but there is no need to despair. We must have patience and move on determinedly and steadily.

I am coming to Delhi, most probably, on or about the 10th of February, and if you and your co-organisers of the conference can conveniently come down to Delhi I will be very glad to see you all.

Yours faithfully,
M. A. Jinnah

Abdul Hamid Mirza Esq.

## جناب یوسف سلیم چشتی

اسی دوران میں جناب یوسف سلیم چشتی پرنسپل اشاعت اسلام کالج لاہور نے طلبا کی حوصلہ افزائی کے لیے کہا۔

مخالفین کہتے ہیں کہ پاکستان ناممکن ہے ——— نوجوانوں کو میری نصیحت ہے کہ وہ ان باتوں سے متاثر نہ ہوں۔ اپنے اندر یک نگاہی پیدا کریں پھر یہ چیز ناممکن نہیں رہے گی۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ اس صفت نے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے ——— یک نگاہی، وحدت، وجود کو پیدا کر سکتی ہے ———

مردم از یک نگاہی ... شو    گفتم از ... یک نگاہی ... شو

مسلمانوں کو یہ امر ... حقیقت ہے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہ رہنا چاہیے ... اسلامیان ہند کا مستقبل ... ان کی جدوجہد پر منحصر ہے ... اپنی قوموں کا ... حاصل کریں ... تشنہ ... ان شاء اللہ ... جائے گی!

(یوسف سلیم چشتی ... )

[illegible] ... کی وجہ سے کسی ... امید نہیں ——— ... تعالیٰ ... بے شمار ... ان ... ایک ... مطابق ... ہو ...

تو ہو جائے۔ کام کے تذکرے کے لیے چند اقتباسات اخبار [illegible] کی
[illegible] ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ پاکستان کے علاوہ کوئی بھی ایک سوال کا موضوع بن کر [illegible] تشکیل
[illegible] میں تمام [illegible] پاکستان [illegible] منظم ہو گئے [illegible]
حقیقت [illegible] سرگرم کوششیں ہیں۔ جلسے [illegible] کا [illegible]
[illegible] مخالفت کی [illegible] پاکستان کے
حامیوں نے بھی [illegible] مسلم [illegible]
[illegible] پاکستان کے متعلق جلسے [illegible]
[illegible] قوم کے [illegible] اقبال [illegible]
[illegible] مسلم لیگ نے [illegible] رنگ دیا تھا۔ ہم چاہتے
ہیں کہ [illegible] کا [illegible] سے [illegible] کوشش
[illegible] معززو [illegible]
[illegible] جاری ہے [illegible] ہم عنقریب [illegible]
[illegible] کا اعلان شائع [illegible] اس سلسلہ میں
تمام مسلم طلبہ کو فرض ہے کہ [illegible] کا ثبوت
[illegible] کی [illegible] مسلم [illegible]
[illegible] کتابت کے مراحل سے [illegible]
[illegible] جنوری [illegible]

۲۔ [illegible] کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے [illegible]
[illegible] میں [illegible] مسلم [illegible]
[illegible] ہندو [illegible] مقصد [illegible] کا [illegible]
[illegible] اب ہمارا فرض
[illegible] کے [illegible]

کی یہ آرزو پوری ہو سکے

جرأتوں کے سبب سعی کا آغاز کرو!

پاکستان کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان طلبہ بزرگوں کے اتحاد سے ملت کی تعمیر پاکستان کی بنیاد رکھ سکیں کیونکہ یہی ان کا مستقبل ہے کہ ملک و ملت کی مستقبل تقدیر کا پاسبان ہو گا۔ اس وجہ سے آپ کے لیے صرف دو کام ہیں:۔

الف۔ تمام مسلم طلبہ اس میں آ جائیں اور وہ جہاں جہاں بھی ہیں۔ اپنے حلقے، شہر میں اس کانفرنس کے لیے نمائندے منتخب کریں۔ ڈیلیگیٹ ٹکٹ منگوا لیں اور لاہور آنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

ب۔ لاہور کے تمام کالجوں کے غیور مسلم طلبہ اس مقصد جلیل کے لیے ایک شاندار استقبالیہ کمیٹی بنائیں۔ ممبروں کی تعداد بڑھ جانے میں مشورہ سے کام لیں۔ مجلس استقبالیہ کے ٹکٹ تیار ہیں۔ استقبالیہ کمیٹی کی ممبری کا چندہ صرف ایک روپیہ ہو گا۔ مرکزی دفتر سے ہر قسم کی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔" (۵ فروری ۱۹۴۱ء)

مختلف وفود کی تشکیل ہوگی۔ ۳ مجروح اور مشرف سرحد، یوپی، بہار، مدارس وغیرہ کا دورہ کیا گیا۔ اس دورے کے متعلق زوردار مضامین شائع ہوئے اور اطراف پنجاب و بیرون پنجاب سے بہت حوصلہ افزا خطوط موصول ہوئے۔ مجلس ایک رہبر تجربہ کار قوم کا دل اور خلا کا بھروسہ ہے کہ وہ نیا دین کا میاب عمل کا اصل ہتھیار ہے۔

چند خطوط ملاحظہ کیجئے:۔

"جیسے ہم پاکستان کانفرنس کے انعقاد کے سبب سے اس اعلان کو پڑھ کر بے حد مسرور ہیں۔ ایک یادگار تحریک ہو گیا ہے:"

(۱۰ فروری ۱۹۴۱ء سیکرٹری مجلس پاکستان)

ہے۔ " میری دلی دعا آپ کے ساتھ ہے۔ لیکن کانفرنس میں شمولیت کی
کوشش کروں گا۔ میرا دل تو ساتھ ہے [illegible] آپ کو کامیاب کریں گے [illegible] مسلمان
نوجوان ہندوستان کے مستقبل کی تعمیر کے معمار ہیں۔"
(فضل الحق، وزیر اعظم بنگال، [illegible] ۱۹۴۱ء)

جب سے میں [illegible] کو سامنے [illegible] کرتا ہوں مجھے خوشی
ہوتی ہے کہ پنجاب کے مسلم طلبا [illegible] جماعت [illegible] اور [illegible] ہے میں خود
کانفرنس میں شامل ہوں گا۔"
(اقتباس [illegible] الحاج [illegible] مسلم [illegible])

[illegible] مجھے بہت مسرت ہوئی کہ آپ [illegible] کانفرنس [illegible]
[illegible] پاکستان کانفرنس [illegible] میں زیادہ [illegible] حاضر ہونے کی
کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی ہو۔"
(سر [illegible] کراچی، ایم ایل اے [illegible])

جب سے میں [illegible] قرار داد [illegible] پاس ہوئی ہے [illegible]
پاکستان جیسی عظیم [illegible] تقسیم [illegible] خیال سے طلبا
[illegible] ہوتے ہیں [illegible] پاکستان کانفرنس کے انعقاد کی
[illegible] اسلام کا [illegible] ہے [illegible] مسرت ہوئی۔"
([illegible])

[illegible] مسلم لیگ [illegible] کانفرنس
[illegible] پاکستان کے [illegible] کانفرنس
[illegible] کیا۔ [illegible]
[illegible] کانفرنس منعقد ہوئی۔ [illegible] ۱۹۴۱ء کے
[illegible] پروگرام شائع ہوا۔

[illegible] کانفرنس [illegible] شرکت [illegible]

بیگم سر عبداللہ ہارون صدر سندھ پراونشل مسلم لیگ ایم ایل اے
و مشاورتی منعقد ہوگی ۱۰ فروری کو ایک گروپ [...] منتخب [...] صدر منتخب ہوا
گئے ہیں۔

۱۸ فروری ۱۹۴۲ء

۴ بجے شام پہلا اجلاس

تلاوت قرآن حکیم — احسان [...]

نعت نبی — شیخ خلیل احمد

بناءالحمد — مسیح [...]

خطبہ استقبالیہ — صدر مجلس استقبالیہ

نظم — تحسین [...]

تقریر — [...]

ریزولیوشن — اقبال احمد

تقریر — [...]

ایم ایس [...]

تقریر — [...] بیگ

خطبہ صدارت — [...]

۱۹ فروری ۱۹۴۲ء

تلاوت قرآن عزیز

تقریر — [...] سیکرٹری

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن

ریزولیوشن — عبدالستار [...]

تائید — [...]

تقریر — ڈاکٹر [...] الدین صدیقی

سیکرٹری اسلامیہ کالج

تقریر — [...] علم الدین [...]

بعد [...] اسلامیہ کالج

تقریر — مسز شاہنواز صدر [...]

مسلم لیگ

شکریہ — سیکرٹری

[...] کانفرنس [...] پاس ہوئیں [...] منتخب [...]
[...] اس میں [...] پڑھے گئے [...] کی تقریر
[...] کا اعلان ہوا [...] میں [...] حاصل [...]
[...] گئیں۔

۲۰ — [...] کا اجلاس [...] میں منعقد ہوا [...] اجلاس [...]
[...] صدر [...] اپنے خطبہ میں کہا۔

"[...] آپ [...] بحیثیت [...] ہوگا [...]

یہ ہے جبکہ آپ کالج میں داخلہ لیتے ہیں، اس عرصہ میں سامان سے لیس کر لینے کے
ہے جس میں سے آپ نہ صرف دینی اور تہذیبی روایات کی حفاظت
اور خدمت کے قابل ہو جاتے ہیں بلکہ اپنی قوم کے تمام گروہوں کی حفاظت
اور خدمت کر سکیں۔ آپ کا نصب العین مقصود حیثیت سے قوم کی ایک اکائی
زندگی نہیں بلکہ ایک ایسی مقصد کی زندگی ہونا چاہیے
جس سے آپ اپنی قوم کو اس کی منزلوں میں آگے بڑھا سکیں
آپ اس مقصد کو بڑی آسانی سے پورا کر سکتے ہیں اور وہ اس طرح کہ آپ
جدوجہد کی منزلوں کو طے کر سکیں گے اور ایمان تعمیر کریں۔ آپ کا
مقصد ہو کہ ایک نوجوان مسلم کے ایسے سپاہی بنیں جو اپنی قوم کے لیے
جدوجہد کرتے ہوئے زندہ رہیں گے اور قوم ہی کے لیے مر جائیں گے۔

دوسرے اجلاس میں مولانا عبدالحمید بدایونی صاحب صدر تھے۔ اس پیش
نے جامع اور بسیط تقریر میں حاضرین مسلمین سے اپیل کی کہ وہ قرآن
طریقہ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ آپ نے پاکستان سکیم کی حمایت
کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا تصور ہمارے ذہن میں نیا نہیں ہے۔
دوسری قومیں ہم سے منحرف ہیں۔ ہم مسلم قوم کے لیے ایک زندہ مرکز چاہتے
ہیں جو اس کے حصول نصب العین کے لیے مادی نشان بن سکے۔
پاکستان جو خدا کی مخلوق پر ظلم و جبر نہ ہوگا بلکہ وہ بھائیوں کی طرح رہ سکیں گے
آخر میں آپ نے قرارداد پیش کی۔ (روزنامہ انقلاب ۱۹ فروری ۱۹۴۳ء)
(ارم قلم نمبر)

جب آپ وہ خطبہ صدارت پاکستان کانفرنس جو جناب عبدالحمید
صدر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے دیا جو کہ ایک تاریخی حیثیت رکھتا
ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(خطبہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

# خطبہ استقبالیہ پاکستان کانفرنس

قائد اعظم، بزرگان ملت، بھائیو اور بہنو!

میں بانی مجلس استقبالیہ اور تمام مسلمانان لاہور کی طرف سے آپ حضرات کو صمیم قلب سے خوش آمدید کہتا ہوں جنہوں نے قیام پاکستان کی دعوت پر اس تاریخی شہر میں کثیر تعداد میں تکلیف گوارا کی اور اس طرح تحریک کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام باشندگان شہر آپ کے شکرگزار رہیں۔

تاریخی شہر: حضرات! قومی جلسوں کا یہ اجلاس ایسے شہر میں منعقد ہو رہا ہے جو گزشتہ روایات مسلمانان ہند کی عظمت کا آئینہ دار ہے اس میں ایک طرف اس کی آغوش میں سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان نورالدین جہانگیر جیسے بادشاہ خواب لحد میں سو رہے ہیں تو دوسری طرف اسی سرزمین میں حضرت داتا گنج بخش اور حضرت میاں میر جیسے روحانی بادشاہ بھی آرام فرما ہیں۔ ایک طرف مسجد وزیر خان کی مسجد اور قلعہ کی عمارات مسلمانوں کی گزشتہ عظمت کی یاد دلاتی ہیں تو دوسری طرف [illegible] مسلمانوں کے سیاسی زوال پر آنسو بہا رہا ہے۔

مرد قلندر: اسی شہر میں مسجد عالمگیری کے سامنے وہ مرد قلندر محو خواب ہے جو سالہا سال ملت کے غم میں [illegible] رہا۔ جس کی فراست نے [illegible] مسلمانوں کا [illegible] کر دیا جس نے صدیوں سے سوئے ہوؤں کو عشق کی لذت سے آشنا کیا جس کی بصیرت نے ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کا انتظام کر دیا۔

اسلامی قومیت: حضرات! دور حاضر میں جیسا کہ آپ کو علم ہے

نفی نہیں۔ اسلام مغربی اقوام میں یا مرض کے طور پر پیش کردہ نظریہ وطنیت جو فعال
دین میں بھی در آئی ہے دراصل حرص کے بغیر دنیا میں جانا جاتا ہے جو وطنیت
منسلک ہو جاتی ہے۔ صرف قومی اتحاد و میثاق یہ ہو کہ ایک انسان دوسرے
انسان کے قریب ہو جاتا ہے۔

اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

اس کے برخلاف اسلام جو تمام تر فطرت ہے، عالمگیر مساوات کا
پیغام دیتا ہے۔ کہ وطنیت کا احترام کرنا سکھاتا ہے۔ اس نے نسل، وطن،
رنگ، زبان، قوم اور قبیلے کے تعصب کی بالکل نفی کر دیا اور تمام امتیازات
کو جو ان آمدنی بناتے ہیں سمجھتے ہیں مٹا دیا۔ اس نظریے کے بعد بھی
ان غلط بنیادوں پر وطنیت کی تعمیر کی جو شخص قرآن مجید کو دستور حیات
تسلیم کرے، وہ کوئی ایسی قومیت کا تصور بھی نہیں کر سکتا جو دوسری قوم کا فرد
ہے۔ اسی طرح وہ یہ نہیں کر سکتا کہ لوگوں کو ان حصوں میں تقسیم کر دیا جائے جو
کافر ہیں۔ تمام مسلمان خواہ وہ کسی ملک، کسی نسل، کسی رنگ اور کسی قبیلے
سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں، ایک قوم ہیں۔ انما المؤمنون اخوۃ۔ مسلمان بھائی بھائی ہیں
(انما المؤمنون اخوۃ)۔ اسی لیے مشترک اسلامی حساب ظاہر ہے کہ
مغربی نظریۂ قومیت جس کی رو سے قوم کی بنیاد وطن ہے، اسلامی نظریۂ
قومیت کی ضد ہے جس کی رو سے قوم کی بنیاد مذہب ہے اور جس میں
نسل و وطن کسی مسلمان کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتا۔
کلمۂ توحید۔ اس نظریے کا منطقی نتیجہ ہے کہ ہندوستان میں
کہا گیا کہ دو قومیں آباد ہیں۔ ایک مسلمان جن کی قومیت کی بنیاد کلمۂ توحید
ہے اور دوسری ہندو جن کی قومیت کی بنیاد وطن ہے۔ وہ تمام افراد وطن کو قومیت قرار
دیتے ہیں۔

ہندو اکثریت۔ کانگریس نے وطنی نظریۂ قومیت کو اس لیے قبول کیا کہ وہ ہندوؤں کو اس نظریے کو تسلیم کرنے میں کوئی مذہبی قباحت پیش نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کا مذہب صرف نجات اخروی کا خاص چند رسوم زندگی اور اس کے لواحق سے کوئی غرض نہیں رکھتا۔ جبکہ یا ہل کا افلاطونیت ہندوؤں کے معاشرتی نظام سے متصادم نہیں ہوتا کیونکہ ہندو دھرم نے انہیں کوئی ایسی چیز دی ہی نہیں۔

ثانیاً اس نظریے کی رو سے کہ ایک ملک میں بسنے والے تمام مذاہب کے پیرو (اشتراک وطن کے سبب) ایک قوم ہیں، ایک وحدانی طرز کی حکومت قائم ہو سکتی ہے جس میں اصول جمہوریت کی رو سے حکومت دراصل اکثریت کے ہاتھ میں ہوگی، اور چونکہ ہندو مسلم کی اکثریت میں ہیں، اس لیے حکومت ہر حال میں انہی کی ہوگی، خواہ حکمران پارٹی سماجی ہو یا آریہ سماجی، سرمایہ ہو یا کاشتکار، کانگرس جیسی ہو یا مہا سبھائی، اور اس طرح ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو آئینی اکثریت کا ہمیشہ کے لیے غلامی میں مبتلا کر کے گذشتہ ہزار برس کے زمانے کا انتقام لیا جا سکتا ہے۔

حکومت برطانیہ۔ اب رہی حکومت برطانیہ تو وہ بھی ایک کافر ایک قوم کے نظریے کی حامی اس لیے ہے کہ وطنیت کا عقیدہ دونوں کو مذہب سے بیگانہ بنا دیتا ہے۔ وہ مذہب کی بجائے وطن کو معبود قرار دیتے ہیں، اور انگریز کی سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ مسلمان اپنے مذہب سے بیگانہ ہو جائے۔ اسی لیے اس کی سیاست نے اس مردم خیز خطہ کی وطنی نبوت کا انتظام کر دیا۔ تاکہ مسلمانوں کو جہاد منسوخ ہو جانے کی ضرورت باقی نہ رہے اور عالمگیر

تحریک اسلامی کا احساس فنا ہو جائے اور اس طرح اللہ کی جمہوریت [illegible]
ہندوستان کے حدود اربعہ میں محدود ہو جائیں۔ وہ جب [illegible] کا مرکز
صوبہ جات کے ترجمان پاسبان قسم کر دیا جا سکتا ہے۔

علاوہ بریں وحدانی طرز حکومت کی رو سے متحدہ ہندوستان میں [illegible]
حاکمیت مسلم ہوں گی ایک انگریزی دستور [illegible] ایک مرکز
کے [illegible] کو معاہدت کر سکیں [illegible] کو
[illegible] کر دیا جائے [illegible] کی وجہ ہے کہ وہ
تین سال ہوئے [illegible] ایک [illegible] میں لکھا تھا گزشتہ
میں مرکز [illegible] ایک انگریزی دستور [illegible]
اور مسلمان [illegible] دوسرا نتیجہ ہے
ہے کہ وطن کو [illegible] رکھا جائے۔ چنانچہ
کانگریس اور [illegible] کا [illegible] ہے کہ وطن کو
[illegible] اسلام [illegible] قبائل [illegible]
[illegible] نہیں کیا جا سکتا اور جب ایک مسلمان
کی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی [illegible] مسلمان ہے اور آخر
[illegible] حکومت [illegible]
[illegible] نہیں ہو سکتی۔ ہمارے مسلمان
[illegible] سیاست [illegible] کے اصول بھی قرآن مجید ہی سے حاصل کرتا ہے
[illegible] ہمارے تمام سیاسی مفکرین کی
[illegible] مستقبل اور سکتی ہے۔

[illegible] کا مشورہ : [illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible] کی
[illegible] مسلمان [illegible] کا فیصلہ

اسلامی نظام قبول کریں گی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علامہ اقبال کی بروقت رہنمائی نے اب انہیں اس قدر بصیرت عطا کر دی ہے کہ اب وہ ان ساحروں اور جادوگروں کے طلسم میں گرفتار ہونے سے بچ سکتے ہیں جو اسلام دشمنی کے افسوں کا شکار ہو سکتے ہیں ۔ مگر وہ کسی نظریۂ قومیت یا وطنیت اس غیر اسلامی نظریۂ قومیت و وطنیت کا تسلط نسلی تعصب ہے جو مذہب انسانی کو تعصب کا شکار ہے ۔ اس لیے وہ اس کی سیاسی معاشرتی اور اقتصادی زندگی پر اثر انداز نہیں ہو سکتا اسلام جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا ہوں محض ایک اخلاقی نصب العین ہی نہیں ہے بلکہ مکمل دستور حیات ہے ۔ وہ یہی نہیں کہ صرف عقائد کی ہی تلقین نہیں کرتا بلکہ نظام معاشرت بھی عطا کرتا ہے ۔ اس لیے انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو اس کے اقتدار سے آزاد ہو سکتا اور کوئی مسلمان اپنی زندگی کو دو یا اس سے زیادہ طبقات میں تقسیم نہیں کر سکتا ایسا ہو کہ ایک طبقہ مذہب کے زیر اثر ہو اور دیگر طبقات کسی دوسرے دستور العمل کے ماتحت ۔ اسلام نے انسانی زندگی کا یک ناقابل تقسیم وحدت قرار دیا ہے میں کانگریسی مسلمانوں کا یہ قول کہ مذہب اور اخلاق کو اسلام کے تحت اور سیاست اور معیشت کو وطنیت کے تحت رکھا جائے سراسر غیر اسلامی اور گمراہ کن ہے ۔ بلکہ یہ قول اس امر کی دلیل ہے کہ وہ صاحب اسلام کی حقیقت ہی سے نا آشنا ہیں۔

**اسلام اور قومیت پرستی**:- اسلام کسی قسم کی قومیت کو برداشت نہیں کر سکتا اور چونکہ وہ ہیئت اجتماعیہ انسانیہ کا دستور ہے اس لیے ہر وہ نظام جو غیر اسلامی ہے ۔ لازمی طور پر اس کے نظام سے متصادم ہوگا اور ایک مسلمان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ ان دونوں کو ایک وقت قبول کر سکے وہ ایک کو اختیار اور دوسرے کو ترک کرنا پڑے گا۔

جس طرح یہ ناممکن ہے کہ ایک ناری جماعت کا فرد بیک وقت ناری بھی اور اشتراکی بھی یا جمہوریت نواز بھی ہو اور فاشسٹ بھی، اسی طرح یہ بات بھی ناممکن ہے بلکہ ناقابل تصور ہے کہ ایک مسلمان مسلمان بھی ہو اور اشتراکی بھی مسلمان بھی ہو اور قوم پرست بھی۔ یہی چاہتا ہوں کہ جانے یہ منطقی طور پر ممکن ہی نہیں، ایک تضاد ہے جو منطقی تضاد ہے دامن تحریر میں ایسی قدر بیشتر ہے جس طرح ایک انسان بیک وقت دو متضاد سمتوں میں نہیں جا سکتا اسی طرح دو متضاد نظریوں کا پیرو نہیں ہو سکتا ایک مسلمان بھی بیک وقت مسلمان اور قوم پرست نہیں ہو سکتا۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا بالکل آسان ہو جاتا ہے کہ جب ایک مسلمان اپنے مذہب کی رو سے قوم پرست ہو گا۔

۱۔ قومیت کی بنیاد مذہب کو قرار دے گا وطن یا نسل یا رنگ یا زبان کو۔

۲۔ ہر مسلمان خواہ دنیا کے کسی ملک میں ہو اس کا ہم قوم ہو گا۔

۳۔ مذہب کو وطن پر مقدم سمجھے گا اور اس کا وطن مذہب سے متصادم ہو تو وہ اس وطن کو اپنے مفادات سے ٹکرا دے گا اور وطن اللہ واسعۃ کو ذہن میں رکھے گا۔

۴۔ مذہب کو محض چند عقائد یا رسوم کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ زندگی کا ضابطہ سمجھے گا اور ہر شعبہ حیات پر محیط یقین کرے گا۔

۵۔ مذہب اور سیاست، دین اور دنیا کو جدا جدا نہیں سمجھے گا، مسلمان کی دنیا کسی دوسری قوم کے ساتھ مل کر قومیت نہیں بنا سکتا اور نہ قرآن مجید کے علاوہ کسی نظام کو اپنا اخلاقی نظام حیات تسلیم کر سکتا ہے۔

جداگانہ قوم :- متحدہ ہندوستان کے اکثر دانشور مسلمان یکجہتی کا :
قوم ہیں جن کا تہذیب و ثقافت، معاشرت و طرز حیات سب کچھ اس برصغیر
کی دوسری قوموں سے مختلف اور جداگانہ ہے۔ اس بنا پر ان کی ثقافتی اور
مذہبی تشخص و شناخت اس صورت میں ممکن ہے کہ انہیں سیاسی اقتدار
آزادی کے ساتھ ساتھ [illegible] ثقافتی آزادی بھی حاصل ہو جہاں وہ
قرآن مجید کے مطابق نظام کو نافذ کر سکیں۔

کانگریس کی رائے :- کانگریسی حکومت بحیثیت جماعت چونکہ
غیر اسلامی ہیں اس لئے ان کی انفرادی اور قومی زندگی کے لئے ویسی ہی تباہ
کن ہیں جیسی برطانوی حکومت۔

ہندو مسلم اتحاد :- علامہ اقبال نے [illegible] پہلے اپنی
تراجم کے ذریعہ ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ بلند کیا تھا لیکن وہ یکجہتی کو ترجیح
دیتے ہیں جس کے تحت تمام قومیں اپنے تشخص کے ساتھ شامل ہوں اس
ملک کے عوام نے اسے قبول کیا اور [illegible] کو تقسیم کی تحریک
اور علیحدہ وطن کی شکل میں دیا گیا اس بات کے مقصد کو واضح کرنے
کے لئے تمام اقوام کے مابین علامہ اقبال کی جذباتی کیفیت کا یہ مختصر تصور
کافی ہے۔

ملت خداداد، ملت اسلامیہ، مسلم قومیت کا تصور اور وطنیت۔
مرحوم کا نظریہ حضرات۔ حالات جب بدلے تھے تو ایک
مرد قلندر کی بصیرت اور حقیقی معرفت خداوندی سے جو ہندوستان میں
ملت کو مجتمع کر گیا اس نے ان تمام خطرات کا جائزہ لے کر مسلمانان
ہند کے لئے مستقبل میں وہ نسخہ کیمیا تجویز کر دیا جس پر ان کے بعد کا
بھی اسی طرح عمل ہے جس پر چل کر ملت کا عظیم سنگ بنیاد ہے جس میں مسلمان نوجوانوں
[illegible] عزت حاصل ہو سکتی ہے۔

"The units of Indian 'society'" Iqbal stated in his memorable presidential address, "are not territorial as in European countries. India is a continent of human groups, belonging to different races, speaking different languages. Their behaviour is not at all determined by a common race consciousness. Even the Hindus do not form a homogeneous group. The principal of European democracy cannot be applied to India without recognising the fact of communal groups. The Muslim demand for the creation of a Muslim India within India is, therefore perfectly justified. I would like to see the Punjab, N. W. F. P., Sindh and Baluchistan amalgamated into a single state, Self Government within the British Empire or without the British Empire the formation of a consolidated N. W. Indian Muslim State appears to me to be the final destiny of the Muslim at least of the N. W. India."

حضرات!

یہ ہے وہ نظریہ جسے علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء میں پیش کیا تھا اور
پاکستان کے قیام میں مسلم لیگ کے ... قائد اعظم محمد علی جناح
نے بڑی استقامت سے عملی ثبوت دے کر ثابت کر دیا۔

جناب شیخ ابو علی قریشی ... کے بعد
... میں قیام ... کی وہ نظم ... ۱۹۳۲ء
آل مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کانفرنس لاہور ۱۹۴۲ء میں
کانفرنس میں پڑھی ملاحظہ فرمائیں:-

نظم

(۱)

گل مشرق جو تھے ... دل کی انجمن میں
... ہوں گے تن میں

یہ نادر سے کھلتے ہیں پسند سے چمن میں
بس آگ سی لگی ہے خنک کرے تن بدن میں
نئی مئے کیا شرک تن کیا سو چتے ہو من میں
یہ چاند تو نہیں ہے آ جب سے ہو گہن میں

(۲)

باد خزاں کے جھونکے گر بار بار آئیں
منہ مار آزما یا منہ زور آزمائیں
دوست کو مرت کریں زورانپا سب لگائیں
اسلام کا گلی تر سمجھتا ہے سب ہوائیں
اس کو خزاں نہیں ہے سکے گا یہ چمن میں
یہ جیسا بدر تو نہیں ہے آ جائے جو گہن میں

(۳)

نہیے آسماں جفا جو اپنا نکال ارماں
جو کو تسم ستم کی خیالی گر اپنا ہجاں
اور یاد رکھ کہ آخر ہوگا فوری پریشاں
اسلام کا مٹانا ہرگز نہیں ہے آساں
چمکے گا یہ ترا آخر تاروں کی انجمن میں
یہ جیسا مہ نو تو نہیں ہے آ جائے گہن میں

---

پاکستان اسکیما قائم شدہ کے نظریہ کو عرب عام میں پاکستان کہا جاتا ہے اور یہ مسلم بنگالہ میں جمہوریت کی غرض سے اس خطہ کو سرکاری حیثیت دے دی ہے۔ آل انڈیا پاکستان اسکیم کا مقصد ہے کہ جب

ایک علیحدہ قوم ہیں تو وہ اس ملک میں حکومت کا اسی قدر حق رکھتے ہیں جس قدر ہندو، اور چونکہ (CONSTITUENT ASSEMBLY) میں ہمیشہ اقلیت میں رہیں گے۔ اس لیے وہ اصلی جمہوری حکومت میں جو ہندو راج ہوگا جس انصاف کا تقاضا ہے کہ جو مسلمانوں کی زندگی کی ضرورت ہو رہی ہے کہ اس برِاعظم کے جن علاقوں میں وہ اکثریت میں ہیں وہاں ان کی حکومت ہو اور جہاں ہندو اکثریت میں ہیں وہ حکمرانی کریں۔

یہ تقاضا جس قدر سادہ اور واضح ہے ہندو سیاست کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی لیکن برادرانِ وطن چونکہ ہندوستان کو ایک دیوی سمجھتے ہیں اس لیے لفظ تقسیم (PARTITION) کو قطع اعضاء (VIVISECTION) سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کے انداز فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یا تو مسلمان کسی ہاتھ یا کر کے بچ کرنا چاہتے ہیں وہ کا فی ... معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی قوم ... ہے جو گئو ماتا یا ... کی طرح اس ملک کو ... مسلمانوں میں قومی ... کیا جائے تو ... اسلام کی رو سے اس کی تقسیم ناجائز سمجھی ... در حقیقت ... کہ اسلام ایک زندہ قوت کا نام ہے ... اور ... انقلاب آفرین ... اقوام عالم میں ... ہندوستان میں آباد ہے اس نے ... مسلمانوں کے نام سے ہندوستان میں آباد ہے ... کی اپنی حفاظت کے لیے ... کر لیجئے ... انسان ... قرار دے کر خلافت ربانی کا ... کی بنیاد ... مسلمانوں ... نسل و رنگ، قومیت اور وطنیت کی ... سے ... جو ... فطرت ... اسلام کو ... زندگی کا اصلی تصور قرار دیتے ... کے لیے ... ایسا مسلمان ... تقسیم ... فطرت ... ہو سکتا ہے۔

اقوام کے لیے خطرہ نہیں بن سکتا، وہ انصاف اور عدل کے ساتھ ہر قوم و مذہب کے جائز حقوق کا حامی اور ہمسایوں کے لیے سراپا رحمت ہوگا۔ اس سلسلہ میں ارباب وطن کو کشادہ دلی سے غور کرنا چاہیے اور مسلمانوں کے اس فطری حق کے حصول میں مدد کرنی چاہیے تاکہ دنیا میں امن و صلاح کا دور دورہ پھر شروع ہو۔ تشویش نہ سمجھے جائیں اور یہ پاکستان کے مقصود نظریں کی تفصیلات میں تعین جاتا جائے، اس کا تعلق عملی سیاسیات سے ہے اور مشورہ مجلس کانفرنس کا مقصد ان کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنا نہیں بلکہ مسلم طلبہ کو منظم کرکے سچا مسلمان بننے کی جانب قدم بڑھانا ہے۔ آخر میں عرض یہ ہے کہ سکتا ہوں کہ ہم مسلمان اور صرف مسلمان ہی بن جائیں [illegible] اس لیے [illegible] بحیثیت مسلمان اس مقصد اعلیٰ کو حاصل کریں جس کے لیے اسلام کو خدا تعالیٰ نے قرآن پر نازل کی، تکمیل دی گئی جس کے لیے مسلم قوم کو بھیجا گیا، خلافت [illegible] میں [illegible] جس کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا کیا گیا جس کی [illegible] کی صلاحیتیں پیدا کرنے کی خاطر روزوں کی [illegible] فرض کی گئیں جس کے ساتھ ساتھ اصلاح نفس اور جہاد [illegible] کا [illegible] اس لیے [illegible] گیا کہ وہ ان صلاحیتوں میں روحانی [illegible] اور [illegible] شامل کر سکیں۔

خدا تعالیٰ نے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] انی جاعل فی الارض خلیفہ جعلکم خلائف فی الارض [illegible] کے لیے [illegible] حکومت [illegible] انسانیت [illegible] حکومت [illegible] حکومت کا [illegible] حاکم مطلق [illegible] انسان فقط خلیفہ ہے کیونکہ اصل حاکم [illegible] ہے

[illegible]

حکومت ربانی کا نام اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ اگر کوئی بادشاہی یا ظلی عہد ہے بھی انسانیت کے لیے حکومت کا حق مان لیا جائے تو وہ ایسی حکومت ہونی چاہیے۔ جو حکومت ربانی کا نمونہ ہو اس کا دستور منشور وحی الٰہی ہو اور اس کا مرکز و محور حق لا الٰہ الا اللہ کا مفہوم یہی ہے کہ خدا کی تمام مخلوق اللہ کے حکم کے مطابق ہو اور وہ اسی کے سامنے سر جھکائے، نظام ملت اللہ کے قانون کے سانچے میں ڈھلا ہو۔ خدا کے احکام کی بجا آوری تمام بنی نوع انسان کی بہتری اور خدمت خلق کا عالمگیر نظام حکومت اسلام کا آخری نصب العین ہے اسی کو امر اللہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یہی امر اللہ کا سلسلہ بحیثیت دستور مرکز ہے یہی چیز ہے جو آگے سے قرآن میں [illegible] ہوتی ہے لا الٰہ الا اللہ [illegible] اسی حقیقت کو پیش کرنے [illegible] اسی امر اللہ کو عملی صورت دینے کے لیے محمد رسول اللہ مبعوث ہوئے اور اسی کی تکمیل کے لیے امت اسلامیہ کی تخلیق ہوئی آج مسلمان طالب علم اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے بے تاب ہیں ان کے دل میں ایک [illegible] والے انقلاب کی خواہش [illegible] کر رہی ہے۔ زندگی [illegible] آزادی کا [illegible] جس [illegible] زندگی [illegible] ثابت ہوتی ہے آج ہم اسی [illegible] زندگی کے نظارہ کے لیے بے تاب ہیں ؎

خلوت کی گھڑی گزری جلوت کی گھڑی آئی
چھٹنے کو ہے بجلی سے آغوش سحاب آخر

حضرات! ہم تو اس پاکستانی سکیم کی رو سے متحدہ [illegible] کے منصب [illegible] الگ [illegible] ان [illegible] کی طرف سے اس کی [illegible] یقینی ہے اور [illegible] ہمیں افسوس ہے [illegible] [illegible] معیار [illegible] مثال کے طور پر جب [illegible]

جمیعۃ العلماء کے اجلاس مراد آباد میں اپنی تقاریر میں یہ اعلان کیا کہ مسلمان اس ملک میں ایسی حکومت کے لیے کوشاں ہیں جہاں وہ اسلامی قانون نافذ کر سکیں تو قوم پرست مسلمانوں کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ گئی اور اس اعلان کے جواب میں ان حضرات نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ مسلمانوں کے لیے بہت کچھ سامانِ عبرت رکھتا ہے۔

بنگال کے مولوی سید حبیب الرحمٰن صاحب گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں کسی اکثریت یا اقلیت کی حکومت نہ ہوگی بلکہ اس کی بجائے حکومت ایسے ہندو اور مسلمان محبانِ وطن کے ہاتھوں میں ہوگی جو نہ صرف مسلمانوں ہی کا اعتماد رکھتے ہوں گے بلکہ غیر ہندو اور دوسری جماعتوں کا بھی اعتماد حاصل ہوگا ...... مسٹر جناح اینڈ کو کے ہم خیال بہت متاثر ہو رہے ہیں، اگر وہ یہ سمجھیں کہ کانگریس مجلسِ احرار، بنگال پرجا پارٹی، جمعیۃ العلماء یا جمعیۃ المومنین مسٹر جناح سے کسی طرح بھی مسلمانوں کے کم خیر خواہ ہیں۔

فرمائیے وقت کا تقاضا ہے کہ تمام قوم پرست مسلمان لیڈر جنہیں ہندوستانی مسلمانوں کی راہنمائی کا فطری حق حاصل ہے آگے بڑھیں اور ہندوؤں کے ساتھ ہو کر ایسا سیاسی معاہدہ کریں جس سے مسٹر جناح اور ان کے ساتھیوں کی یا تو اصلاح ہو جائے یا خاتمہ ہو جائے۔ (ہندوستان ٹائمز ۱۲ ۱/۴۲)

حضرات! دیکھا آپ نے ان قوم پرست مسلمانوں کو مسٹر جناح کی طرف سے سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ کہیں مسٹر جناح اور ان کے ساتھی ہندوستان کے کسی گوشہ میں ایسی حکومت نہ قائم کر دیں جس میں شریعت اسلامیہ کے قوانین نافذ ہو سکیں، اس لیے یہ مسلمان [illegible] ضرورت استعمال کر رہے ہیں تاکہ ہندوؤں کی مدد سے

مسلمانوں کا نعرہ کیا ہوگا ہے

الامان از روح جعفر الامان

الامان از جعفران الامان

انا للہ کیا دیگر انقلاب ہے کہ وہ لوگ جن کی عمریں قرآن حدیث کی تفسیریں لکھنے میں صرف ہوئیں آج کفار کے ساتھ مل کر غیر اسلامی طرز کی حکومت کے قیام میں ساعی ہیں اور معقول آدمیوں کا گروہ ... سے منافت کا اشتہار عربی زبان سے بے بہرہ اور ... سے بھیجا ... ایک ... حجت ... اقبال کے حساب کی تعبیر کے لیے کوشاں ہے اور اسلامی حکومت کے قیام کا علمبردار

ع پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانہ سے

حضرات! ... اس حلیل القدر ... کو یہ کہنا کہ پاکستان سکیم اسلام کے خلاف ہے درحقیقت ناواقفی ہے ... عمل میں ... کی دلیل ہے۔ کیا ... اسلامی شریعت کا قیام اسلام کے خلاف ہے ... ایسے لوگوں کا ایمان ... گا ... اسلام کی تشریح کرتا ہے ... اعلان ... الا ... لا اللہ ... حکومت کا حق ... اور ... حق جب اس حقیقت کو سمجھ لیتا ہے تو وہ کسی انسان کا غلام نہیں رہ سکتا۔ اس کے تمام اعمال اور ... مسلمان ... مسلمانوں کی گردنیں ... ایک ... ہیں اور وہ ... کا ... ہے اور ... محسوس کرتا ہے کہ

ع ... حق ... سلام ... مقام

رسم و راہ دین و آئینش ز حق
زشت و خوب و تلخ و نوشینش ز حق

حضرات! مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا یہ اجلاس مسلم طلبہ
کی جماعتی حیات میں ویسا ہی سنگِ نشان LAND MARK
ہے جیسا کہ لاہور کا اجلاس مسلم لیگ عظیم الشان سنگِ نشان تھا۔ ضرورت ہے
کہ اس سنگ نشان کو جو مسلمانوں کی منزل اور مقاصد کی بلندیوں سے
ایک مدت تک نظر آتا رہے گا۔ بلند تر کرنے کے اسباب پیدا کیے جائیں
ضرورت ہے کہ ہمارا ہر نوجوان بھائی اور ہر نوجوان بہن اس نشان کو
دیکھ کر اپنی منزل تلاش کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اسلام کی گودیوں میں
پلے بڑھے وہ نوجوان ہیں جن کی تقدیر فرش نشینی نہیں ہمارا اصل مقام
عرش ہے ہماری تقدیر کرسی نشینی نہیں ہم اس لیے تعلیم حاصل نہیں کرتے
کہ بنگلہ اور کوٹھی میں منتقل ہو کر مانگی ہوئی کرسی پر مطمئن ہو جائیں بلکہ
ہمارا دل تو ہمارا گھر اور ہمارا نقشہ اسلامی حق ہے ؎

خدا کا گھر نہ رکھا دل کو بنگلوں میں مکین ہو کر
بھلایا عرش کو اس قوم نے کرسی نشین ہو کر

بھائیو! آؤ مدنی آقا کی محبت سے سرشار ہو کر وہ ایمان پیدا
کریں جس کی کہانیاں بدر و حنین میں گونجتی پیدا کر دیں۔ ذہن یقین۔ صفا
کو مستعد، دل کو بلند اور عزائم کو کامل بنا دے۔ بیشک یہ
لڑکے جرنیل تھے جنہوں نے ہندوستان کے مستقبل کو حیرت انگیز شکل
دی ہے اس لیے دنیا بھر کی نگاہیں تمہاری طرف اور خوابوں کی بیداری
کو تکتے ہوئے آنے والی نسل کے لیے وہ نشانِ راہ پیدا کر دی ہے جس پر
چل کر منزل تک پہنچنا اب ہمارا کام ہے۔

دوستو! اس منزل تک پہنچنے کے لیے یہاں ایمان اور یقین پیدا کرو

بیان کیا ہے یہ ایک نفسیاتی اور انسانی چیز ہے ایمان کی، جذبات اور
انتہا نہیں ایمان اور اعمال کی خاصیت ہے۔ ایمان ایک بحر
بیکراں اور بے پایاں ہے اس منزل کے مسافر کے لئے سامان
کی نعمت اور سمندر کی وسعت کچھ نہیں۔ اس سے ایمان والے
بلند سے بلند تر مرحلہ پر پہنچ سکتے ہیں [illegible] اسلام کے تکرار
قطرات سمندر میں ایک تنکے کی حیثیت رکھتا ہے۔ مومن کے
سامنے پہاڑ پانی کی طرح بہہ جاتے ہیں، سمندر اور جنگل خشک ہو جاتے
ہیں، گھاٹیاں اور چٹانیں قدموں سے پاٹ دی جاتی ہیں۔ وہ فضیلت
کی فضا میں کاغذ [illegible] کی طرح کٹ جاتی ہیں [illegible] اور یہ بھی
انسان اس قدر کہ [illegible] ایمان سے مسلح ہو کر خدا کی خدائی اور
زمین و آسمانوں کی حکومت کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور پھر میدان
ہوتا ہے کہ ابھی اور بلندیاں باقی ہیں۔

جماعتی قوت: اپنے میرے دوستو [illegible] مسلمان
طالب علم اس وقت تک جماعتی قوت سے ناآشنا رہا [illegible]
[illegible] کی وجہ سے ایک قوت
کی حیثیت میں کچھ نہ کر سکے [illegible] اپنی خاک [illegible]
[illegible] عشق سے [illegible]
[illegible] ایک [illegible] آرام [illegible]
[illegible] مجھے [illegible]
[illegible] مسلم طلبا میں ایک [illegible] کام کر رہا
ہے۔ میں اس سال تعلیمی [illegible]
[illegible] محبت سے [illegible] خوش ہوتا ہوں۔
[illegible] خواہش ہے [illegible] مسلمان

فلسفہ اور سائنس کی الجھنوں کے لیے ایک نیا ولولہ، نیا ذوق، یقین اور ایمان دیا۔ اس دور ظلمت میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نام ہے جنھوں نے وقت کے لات و منات [illegible] کے خلاف اسلام کا پیغام دیا۔ خدا کی وحدت منزل کی نشاندہی ایک نمونہ بن کر سامنے آئی، اور ہماری جگہ بیٹھنے والے بھائیوں کے لیے بھی راستہ صاف ہو جائے۔

خیابل روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

بھائیو اور بہنو! تمہارے سامنے ایک وسیع اور فراخ نصب العین ہے۔ اس کی منزل مقدّس ہے، ہزاروں میل ہے۔ شاعر اور فلسفی ہر نئی نیا سا! ہر سفر یا ہر مرحلہ جب ایک مسافر میں ذوق عمل نہ رہے منزلیں کب طے ہو سکتی ہیں، بہت ایک پانی کی طرح بہہ سکتے ہیں۔ ایمان کا حسن دل میں جلا دے اور حوصلوں میں تمنا پیدا کر سکے جبھی اور بہر صورت ہمارا شیوۂ عاشقی یہ ہے کہ عشق کی منزل کا مرحلہ طے اور وصل کی تڑپ برقرار رہتی ہے۔ وہ منزل کی طلب میں تڑپ تڑپ کر مرتے اور ذبح ہو گئے۔ رقص بسمل کا تماشا دیکھنے کے لیے ایک جہان اکٹھا ہو گیا۔ سامنے جو عشق نے تمغے دیکھے ہیں تو دم بخود اس کی منزل پر آن کے پہنچ جلیں، وہاں جمیل اجمیل کو ملی کہ [illegible] محبت کی داستان بکھری ہوئی ہیں لیکن جو بھی من کی دنیا میں بستے ہیں نکلے تو صورت یہ ہو کہ وہ دنیا اگر مرے تو ایک ہی قوم کو زندہ کر کے مرے۔ اس کی موت کے بعد حیات کا تسلسل جاری رہے!

عزیزو! ابھی جیسا کہ میں نے مسلمان طالب علم عرب ہو، تمہارے ذمہ اور بزرگ اسی طرح تمہارا مقصد اقتدار کو شمیں کرنے جیسے یاد ولیں کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارا منشور بہت بڑا ہے۔

لیکن مجھے یقین ہے کہ تمہارا عزم کامل ابھی تک گرد نہیں ہوا۔ تم میں علی
ہمت کی غلامی نے حوصلہ کی شکست پیدا نہیں ہونے دی۔ تمہارا مجسم کردہ
ہے۔ مگر اس کے ساتھ وطن عزیز میں تمہارا یقین کی خود داری موجود ہے اس میں
ایمان کی وحدت کے ستون دینے موجود ہیں۔ حصول کرتم کی محبت
کو تمہارا حصہ ہے [illegible] کی دیواریں [illegible] نقصان ہے کہ حرکت اور
عمل کا نیا دور شروع کر دیں۔ ہماری تمام انگڑائیاں اور لمبی لمبی
جمائیاں ہری ہو جائیں۔ ہم جھٹ اپنے آپ کو ایک نئے اور حیات
انگیز ماحول میں دیکھیں۔ نیا آسمان، نئی زمین اور پاکستان کا نیا
تخیل ہمارے سامنے موجود ہے۔ ہمارا ہر آنا عظیم ایک نئے حصول
کے ساتھ اپنی زندگی کا اہتمام عظیم [illegible] ہے علامہ اقبال کی شرح
آج خوشی ہے کہ جوانوں کے پیروں کا انتشار کر [illegible] کا سماں پیدا ہو
رہا ہے۔ جس [illegible] اس نئے ماحول میں نیا موسم اور نیا [illegible] کتنا ہے
نئے ولولے تخیل اور [illegible] پیدا کرتی ہے۔ ہم [illegible]
اور دنیا کو پھر حیران کر دیں گے۔ اب وقت آگیا ہے کہ گلستان اندلس
کی بہار قرطبہ کی سنگین محرابیں [illegible] الحمرا، الزہرا کا عظیم الشان
محل مرکش کی وادیاں [illegible] کے مینارے [illegible] قرأت کی لہریں، گلنار
جنت کے کنارے [illegible] لال قلعہ کی عظمت، تاج محل کی
صورت، [illegible] ہمارا [illegible] کے کہ [illegible] اور غرب کے
[illegible] حال سے [illegible] اسلام کی عظمت کی یادگار [illegible]
جناب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن۔ مجھے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن
کے متعلق بھی کچھ کہنا ہے طالب علموں کی یہ تنظیم اصولی طور پر [illegible]
[illegible] سیاست سے [illegible] اگر [illegible] تعلیمی زندگی میں [illegible]
[illegible] تعلیمی اور اسلامی [illegible] ہے۔

لیکن ہمسایہ ہندوؤں کے حسد و تعصب نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم اپنی
کی تعمیر کریں تو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں ہم اپنے نظام کو مستحکم کریں جو کہ آئندہ
علیحدہ ہوتے جا رہے ہیں، افسوس ناسمجھ اور نام نہاد انقلابی نعروں کے
حامل سے ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کو ان کے نصب العین سے آگاہ
کرتے ہوئے تحریر کا ہیں۔ علامہ اقبال کی تعلیمات کو عام کرتے ہوئے ان نقیب
ملت والوں کو اپنے جاگ کر وہی جوش پیدا کرنے کا ہے کہ مسلمان
کی بیداری اور آزادی کا پرستار بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

ایک مرکز:- میں چاہتا ہوں یہ اعلان کر دینا نہایت ضروری سمجھتا ہوں
کہ پنجاب میں مسلمان طالب علموں کی صرف ایک مرکزی جماعت ہے اور
اس کا نام ہے پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن ہے۔ اس کا تعلق آل انڈیا
مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ساتھ ہے یہی وہ واحد نظام ہے جس کے
ساتھ سارے ہندوستان کے مسلم طلبہ وابستہ ہیں۔ اس کے سوا جو طریق
بھی اختیار کیا جائے گا وہ اختلال اور تفریق کے سوا کچھ نہیں۔ میں
حیران ہوں کہ ایسی راہیں نکالنے والے احباب کا مدعا کیا ہے۔ سوشلزم اور
کمیونزم کے اس تخیل کو چھوڑ کر جو ہمیں مادیت کی طرف لے جاتا ہے زندگی
گزارنا چاہیے جس کی نسبت اقبال کی تعلیمات کے دلدادہ ہو چکے ہیں اقبال
تو چاہتے تھے اس روش جنگی کے ساتھ تمام کو دور رکھا جس نے پڑھے
لکھے مسلمانوں [illegible] اور حریت پسند کی لعنتوں سے متاثر ہو چکے
[illegible] اقبال کی ضرب کاری سے طلسم اعلیٰ کر توڑا۔ میں مسلمان
طالب علموں کو آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلمان طالب علموں کا کام کرنا
عمل صرف یہ ہے کہ وہ تعلیمی حیثیت میں اسلامی کلچر کو خود سمجھیں اور اپنے
مستقبل کے لیے قرآن کریم کو دستور العمل قرار دیں۔ [illegible] تعلیمی
اداروں کے نصاب کو عصری تعلیم کے مطابق کرنے اور تعلیمی سرگرمیوں

کے لیے منظم کام کرنا طلبہ کا کام نہیں ہے، یہ ان کا اپنا کام ہے۔ طلبہ ان کے
پروگرام کو ناکام کر سکتے ہیں۔ ایسے اساتذہ یقیناً [illegible]
پیدا نہیں کر سکتے جو خود ان تعلیمات کو [illegible] سکیں بلکہ جو [illegible]
کے تقاضے پورے [illegible] پروفیسر [illegible] اسلامی کالجوں میں اسلامی نام رکھ کر
مسلمانوں کی زندگی [illegible] اسلام کے سب سے بڑے
[illegible] نہیں بلکہ [illegible]
کا [illegible] اللہ [illegible] تعلیم ہی کیا اسلامی رنگ پیدا کر سکتے ہیں۔

مشنری سرگرمی: ایک نہایت [illegible] جا تا
[illegible] مشنری سرگرمی [illegible]
جمع کرنا جہاں [illegible] اور [illegible]
دیا جائے کہ [illegible] اسلامی [illegible] تاریک کی
[illegible] اشتراکیت [illegible]
[illegible] مشنری سرگرمی [illegible] اشتراکیت کا [illegible]
[illegible] اخلاق [illegible]
[illegible]

ہمارے پاس ان [illegible] موجود ہیں کہ اشتراکیت
نے جہاں بھی قدم جمائے وہاں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مسلمانوں [illegible] اساتذہ اور طلبہ سے اپیل کروں گا کہ [illegible]
[illegible] قرآن [illegible] علیہ وسلم کے
[illegible]

خطبۂ صدارت ... انسان کا ارتقا ۱۶۲

اگر مسلمان زندہ رہیں گے وہیں وہ دنیا کو پھر آباد کیا گیا آدمی کی زندہ داری
ہر حال اب یہ ہے کہ مسلمانوں کی نجات قرآنی تعلیم سے وابستہ ہے ضرورت
ہے کہ قرآن اور عربی کی تعلیم کے مستقل مرکز قائم ہوں، جیسے دینی مدارس
اور کالجوں اور اسلامی مراکز میں اسلامی تعلیمات کے لیے ادارے قائم
کیے جائیں۔ مسلمانوں کی نجات صرف قرآن عزیز سے وابستہ ہے مسلمانوں کا
حاکم صرف خدا ہے۔ اور ان کا آخری و انسانی سہارا آقائے نامدار سرور
کونین فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت ہے

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

مجھے یہ کہتے ہوئے انتہائی مسرت ہے کہ آج ہم نے ان تمام سنہری
زنجیروں کو توڑ دیا ہے ہمارے سامنے ایک روشن مستقبل ہے ہم جو
بکھرے ہوئے ہیں گر بکھرے ہوئے موتی ایک سلک میں منسلک ہو جائیں جیسے
ایک مذہب و سماجی تہذیب کے احکام کے تحت موجود اپنے افراد کو
جوڑنے کی ضرورت ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کل جب قوم کے بڑے سپاہی
میدان سے رخصت ہوں تو ہم گلستاں قوت کے بچے پاسبان بن سکیں۔
مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ علامہ اقبال کی یہ دعا قبول ہو رہی ہے

جوانوں کو مری آہ سحر دے — پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے — مرا نور بصیرت عام کر دے

ہمارا شاندار مستقبل، اے جوان طالب علمو! تم قوم کا سرمایہ
حیات ہو! آؤ اب ہم سب کو یہ احساس ہے کہ اس خیر آباد و ویرانے کو
بھی رہ رو دل گرم نے نکالا ایک سامان بے تاب کے ساتھ ساتھ مشرب
تاب تمہارا ہر پروگرام حیات بن جائے۔ تمہارے لیے نیا آسمان اور نئی
زمین منتظر ہے تم اس زمین پر چاند اور ستاروں پر چلو گے اور ان

دیکھ رہے ہیں [illegible] اور ادیب کی دو صفتوں کو جن کو قبول ختم ہو رہا ہے،
اتنا کر دیں گے، ہو سکتا ہے کہ لوگ مجھے پاگل سمجھیں اور میری اس خواب کو
تہذیب کی [illegible] قرار دیں لیکن وہ سمجھتے ہیں اور قریب عقل کے دام افتادہ
شخص نہیں ۔

عشق، اور جنون کی کتاب میں [illegible] کا لفظ تحریر کیا گیا جہاں
کوئی [illegible] نہیں۔ کوئی امر کمال نہیں، وہ انسان [illegible] اپنے جنون کی
[illegible] بہ ہر حال [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] خلیفۃ اللہ کی
[illegible] نظر نہیں آتی
[illegible]
[illegible] ۔

عالم ہے نقطہ [illegible] کی پیدائش
[illegible] نہیں ہے

اب صاحب [illegible] پاکستان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تمام [illegible]
[illegible] اگر ہم [illegible]
[illegible]
[illegible] ۔

[illegible]
[illegible]

مشرقی پنجاب کے طلبہ و طالبات اسلام کی اس تحریک کو ہندوستان بھر میں پھیلا دیں گے
کہ صاحب روک نہ سکے گے۔ جیسے بھی وہ میدان عمل میں آ ترے گے کہ قرآن
عزیز کا جھنڈا ہی فوراً بلند ہوگا جہاں بجلی بن کر گریں گے، سر دھڑ جان دے دیں گے۔ تو
ان کی جگہ ہزاروں کھڑے ہوتے جائیں گے۔ تا آنکہ حق کے اعلان کے
مقابلے کبھی نہ کریں گے اور قادیانی اسلام کی آنکھیں کبھی نہ کھلیں گی
قسم پاک کی روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تیرے نام کے جیتے
اٹل اور غیر فانی قانون کے تحفظ میں ہم جان دے دیں گے۔ تو رہتی دنیا تک ہم ہی اسکا
نام برقرار رکھیں گے۔

لک حبی وفؤادی لک حیاتی ووجودی
لک روحی ونفسی لک عقلی ولسانی
لک قلبی وجنانی فانت الحیاۃ ولا حیاۃ الا بک

تیری محبت اور میرا دل تیرے لیے ہے میری زندگی اور میرا وجود تیرے
لیے ہے میرا نفس اور میری جان تیرے لیے ہے بس تیری میری زندگی ہے
اور اے نشان محمد! تیرے بغیر میری زندگی کچھ نہیں ہے!

میں صدر کانفرنس کی معافی چاہتا ہوں۔ کہ لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم! قائد اعظم اور معزز محترم مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ

مرد قلم کو سینوں میں سپیدا کر دے
ٹکا مسلمان کو تلوار کر دے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

# فرمودات قائداعظم

## مسلم یونیورسٹی

۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں خطاب فرماتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔

دو سال ہوئے میں نے لندن میں کہا کہ ہندوستان کے لیے پارلیمانی جمہوری نظام حکومت غیر موزوں ہے۔ اس پر کانگریسی اخبارات نے میرے خلاف سخت تشنیع سے کام لیا اور مجھے بتایا کہ تم اسلام کو نقصان پہنچانے کے مجرم ہو کیونکہ وہ جمہوریت کی تعلیم دیتا ہے۔ جہاں تک مجھے اسلام کا علم ہے وہ ایسی جمہوریت کی وکالت نہیں کرتا جو غیر مسلم اکثریت کو مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار دے۔ ہم کوئی ایسا نظام حکومت قبول نہیں کر سکتے جس کی رو سے ایک غیر مسلم اکثریت محض تعداد کی بنا پر ہم مسلمانوں پر حکومت کرے اور ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لے۔

## سٹوڈنٹس یونین دہلی

قائداعظم نومبر ۱۹۴۱ء میں عربک کالج سٹوڈنٹس یونین دہلی سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"حضرات! مسلمانوں کو اپنا اسلام ترک کرنے کے لیے کانگریسی ہندو اخبارات میں بکثرت تواتر سے یہ بات شائع کرتے ہیں مگر آپ سے ان کی غرض دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مسٹر جناح کو یا مسلم لیگ کے کسی اور نامزد شخص کو حکومت ہند کا وزیراعظم بنانے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ مسلمان پاکستان کا مطالبہ چھوڑ دیں۔ اگر حضور تالیفی ہو جائے تو یہ ان کی خواہش نہیں۔ ہم ...

حکومت کی بجائے مسلم حکومت قبول کرنے کو تیار ہیں۔

حضرات! آپ ہی بتائیے کہ اس بیان پر کوئی ہوشمند انسان کس طرح یقین کر سکتا ہے؟ جس میں بزرگ نہیں ۲۰ سال بالغ ہو گئے ہیں، سیاسی فہم ہو گئے ہیں اور آج سے تیس برس پہلے کی بہ نسبت فرق آ گیا ہے۔ ۷۰ لاکھ فرق، انیسویں صدی، ذہنی و آسمان کا فرق، اور مجھے یقین ہے ایسا ہی نہیں جیسا اس وقت اپنے تئیں ہونے کا تھا تو اس سے پانچ برس بعد یہ فرق اور بھی بڑھ جائے گا۔

## کانپور کا اجلاس

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کانپور کے اجلاس ۳۰ مارچ ۱۹۴۱ء کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"کانگریس نوجوانانِ اسلام کو ایک قسمت کہہ کر گمراہ کر رہی ہے کہ وہ ایک قومی انجمن ہے جو ملک کی آزادی کے لیے لڑ رہی ہے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ کانگریس ایک آزادی کا ادارہ نہیں ہے۔ وہ ایک ناستنی مجلس حقانی ناحق کر کے فیصلہ کرتی ہے اور ایک ایسے امر کے وسیلے قدرت میں ہے جو ہم کو نے جنابہ دیئے جا لاکھوں بھی نہیں۔ اب مسلم لیگ نے کانگریس کی فریب کاریوں کا انکشاف کر دیا ہے جب سے مسٹر گاندھی کانگریس میں آ گئے ہیں اس میں روحانیت کا ایک بیا عنصر شامل ہو گیا ہے جو حال ہی میں پیدا کر دیا ہے۔ مسٹر گاندھی کی آمریت نے یہ حقیقت کھول کر رکھ دی ہے کہ کانگریس محض ایک ہندو جماعت ہے۔ ایک فرد واحد کا ادارہ ہے مگر مسٹر گاندھی بہت دھریہ ہے۔ اس امر پر اصرار رکھے جاتے ہیں کہ کانگریس ساتھ ہندوستان کی زبان ہے۔ مگر وہ صرف ہندوؤں کی ماتحت جماعت ہے اور یہ جماعت میں سے سب کی نمائندگی نہیں کرتی۔"

# مسلم یونیورسٹی

مسلم یونیورسٹی یونین کے اجلاس منعقدہ فروری ۱۹۴۲ء میں ایک بیان چند
اور حیات آموز پیغام دیتے ہوئے فرمایا:-

"آپ نے مسلمانوں کو ان کے مقصد سے آگاہ کیا ہے اور یہ
واقعی ہے اور ایسی رائے کی تبلیغ کر رہی ہے کہ وہ لوگ جو خود غرضی
سے اپنے ذاتی اغراض کے پیچھے ہوتے تھے قومی مفاد میں لگ
گئے ہیں کیونکہ وہ لوگوں کے نا اہل عناصر سے بھی۔ اگر دیا ہے
نیم مولویوں کی جانب سے جماعت اسلامی وغیرہ کی تحریک میں
شامل ہیں اور ان کے ایک طبقہ نے بھی نوجوانوں سے
اپیل کی ہے کہ وہ آزادی حکومت کا قیام، سر بہت پسند مسلمان
مولوی، تقاریر وغیرہ سے ملک میں کے بعد آپ نے فرمایا کہ
[illegible]
یقین کر لیں کہ ہم اپنے مقصد کی تکمیل کر کے ہی دم لیں گے اور
کبھی ہرگز نہیں رکیں گے۔ یہ کہ ہماری منزل ہماری ہوگی۔
وراثت میں شریک جماعت سیاسی خیالات بھی مختلف ہیں۔"

"آگے چل کر۔

"مجھے یقین ہے کہ آپ میں سے کوئی بھی کانگریس کی حکمت
عملی مسلمانوں میں تقسیم و تفرقہ پیدا کرتا ہے۔ یہ وہی پرانی چالاکی ہے
ترکیب ہے کہ کانگریس والے اپنے لوگوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں
اس بات کو دل میں محسوس کرتے ہیں کہ اگر آپ مسلمانوں کے اتحاد کو
کر دیں گے جس کی قیمت کچھ بھی ہو اور کیسی ہی کیوں نہ ہو تو
مسلمانوں کا اتحاد ہوگا میں مجھے یقین ہے کہ اگر یہ تنا جائے اگر

آپ کا پاکستان ریزولیوشن کی مدد کریں اور ترمیم سے بچ کر اس کا خیر مقدم کریں گے

## وفاق مسلم طلبا پنجاب

۲ مارچ ۱۹۴۱ء کو وفاق مسلم طلبا پنجاب کے سامنے قرارداد لاہور (پاکستان) کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:-

"میں کوئی مولوی یا ملا نہیں ہوں نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے البتہ میں نے قرآن مجید اور اسلامی قوانین کا اپنے طور پر مطالعہ کیا ہے اور بھی اپنے عقیدے میں اسلام کا اعتقاد ضرور رکھتا ہوں۔ مگر کیا یہ بتاؤ گے کہ قرارداد پاکستان کا اسلام دشمنی سے کیا تعلق ہے؟ یہ کیوں کر اسلام کے منافی ہے؟"

## مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

۱۰ نومبر ۱۹۴۱ء مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں تقریر ارشاد فرمائی اور بتایا کہ ہندو لیڈر تصور پاکستان کے خلاف کیا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں:-

خواتین و حضرات! ہندو لیڈر کیا کہتے ہیں؟ میں ایک سابق کانگریسی وزیر مسٹر منشی کی ایک تقریر سے صرف ایک اقتباس پیش کرتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ مجوزہ پاکستان کے ماتحت ریاست ایک کی حکومت نہ ہوگی، اور نہ ایک ایسی مجلس قانون ساز کے سامنے جواب دہ ہوگی جس میں تمام فرقوں کے نمائندے موجود ہوں بلکہ ایک دینی حکومت ہوگی جس نے ایک خاص مذہب کے احکام کے مطابق حکومت کرنے کا عہد کیا ہوگا اور اس طرح ان تمام لوگوں کی جو اس مذہب کے معتقد نہ ہوں حکومت میں حصہ نہ ملے گا۔ چنانچہ مسلمانوں کی دینی حکومت کے ماتحت ایک گروہ غیر مسلم

جنہوں نے اور سکھوں کو اقلیت کی حیثیت حاصل ہو گی۔ پنجاب میں ان [illegible] اور سکھوں کو مسلمانوں کے ساتھ رہنا ہوگا اور ہم جانتے ہندوستان میں [illegible] ایک گروہ [illegible] نقصان [illegible] ہیں گے [illegible] آپ [illegible] سکھوں [illegible] [illegible] ریاست [illegible] [illegible] حاصل [illegible] [illegible] [illegible] ریاست [illegible] [illegible] رہا ہی ہے ۔ (اقتباس از [illegible] صفحہ ۱۰۳)

## پنجاب پراونشل مسلم لیگ

قائد اعظم کی اس تقریر کا ایک اقتباس جو آپ نے پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے اجلاس ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء کو لاہور میں ارشاد فرمائی :-

حضرات ! مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اب پنجاب کے تمام مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہیں [illegible] اہل دیہات کی [illegible] دیکھ کر بہت خوشی ہوتا ہے [illegible] سفر [illegible] پنجاب کے دیہاتی مسلمانوں کے گروہ در گروہ [illegible] ان کی [illegible] بے حد متاثر کیا۔ میرے خیال میں حکومت پاکستان کا سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ ان لوگوں کا معیار زندگی بلند کرے اور ان کو [illegible] کام ہونے کے لیے [illegible] ؟

(اقتباسات [illegible] صفحہ ۱۴۰)

# دہلی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن

قائد اعظمؒ کی اس تقریر کا ایک اقتباس جو آپ نے بمقام دہلی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی پہلی کانفرنس کی رسم افتتاح کے موقع پر [illegible] کو ارشاد فرمائی۔

"امر واقعہ یہ ہے کہ کانگریس ہندوستان کی حکومت تو چاہتی ہے مگر برطانوی تلوار کے زیر سایہ۔ کانگریس حاکمانہ اختیار کی طلب گار ہے مگر دوسرے فرقوں پر جبر کرنے کے لیے۔ آج کل کانگریس نو صوبائی حکومت کو مجبور کر رہی ہے کہ وہ اپنے اختیارات اس کے حوالے کر دے۔ کانگریس ہر طرح کے حیلوں سے حکومت کو مرعوب زدہ کر چکی ہے اور اس طریق سے مطلب برآری کر رہی ہے۔ حکومت اس دھوکہ سے آگاہ ہے۔ ہم بھی باخبر ہیں مگر حکومت کو یہ حوصلہ نہیں کہ وہ کانگریس یا ہندوؤں کے رحم پر چھوڑ دے اگر وہ ایسا کرے گی تو بری طرح پچھتائے گی۔"

(ارشادات جناح صفحہ ۱۰۲-۱۰۳)

# آل انڈیا مسلم لیگ کونسل

قائد اعظمؒ کی وہ تقریر جو آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ایک اجلاس میں ۲۵ فروری ۱۹۴۱ء کو ارشاد فرمائی۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

"ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد کے لیے مسٹر گاندھی سے جو گفت و شنید ہوئی ہے اس وقت تک جو ان کی نمایاں خصوصیت رہی ہے کہ کبھی قرآن کو مذہبی کتاب قرار دیتے ہیں اور کبھی اسے سمجھا جاتا ہے مگر مسئلہ کی اصلیت کبھی دکھائی نہیں دیتی۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ تمام ہندو مسلم کے

لیے یہ بھی لازم ہے کہ ہندو مہاسبھا کے ساتھ مل کر کام کرے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کانگریس کس کی نمائندہ جماعت ہے؟

کیا مسلمانوں کی بھی؟ میں کانگریس اور مسٹر گاندھی کو کہتا ہوں کہ وہ اس امر کا احساس کر لیں کہ مسلمان ایک اقلیت نہیں بلکہ ایک علیحدہ قوم ہیں کے خلاف کانگریس جو کہتی ہے غلط ہے۔ ایک فریب ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو مطیع بنانا ہے۔ اگر وہ اپنے حقوق سے دست بردار ہو جائیں تو ہماری منزل مقصود کیا ہے جس کی نسبت کانگریس کہتی ہے کہ ہم ابھی تک اسے نہیں سمجھے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ اب بھی نہیں سمجھے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ اب بھی نہیں سمجھے تو قیامت تک نہیں سمجھیں گے۔

(ارشادات جناح صفحہ ۹۵-۹۶)

## سٹوڈنٹس یونین مسلم یونیورسٹی

قائد اعظم کی تقریر کا ایک اقتباس جو آپ نے سٹوڈنٹس یونین مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اجلاس میں ۵ فروری ۱۹۳۸ء کو ارشاد فرمائی:-

"میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ مسلم لیگ غیر معمولی ترقی کر کے ایک ایسا ادارہ ہو گئی ہے اب ایک پلیٹ فارم کی مالی امداد سے کام نہیں چل سکتا اسی وجہ سے ہم لوگ یہ اپیل کی تھی۔ [illegible] جو ہمارا پہلا مقدم تھا۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ [illegible] کے حق اور مقصد کے حصول ہو گئے ہیں جب مسلمان [illegible] سے اپنے [illegible] خطرہ [illegible] دیکھیں [illegible] ہم [illegible] ہو جائیں [illegible]

جنہ واقعوں سے کہیں زیادہ ایسی بیسیوں بیہودہ رسموں نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔" (اقتباسات جناح صفحہ ۱۱)

## اجلاس عام پشاور

قائداعظم کی وہ تقریر جو آپ نے ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء کو اجلاس عام پشاور میں ارشاد فرمائی اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے:-

"ہمارا کوئی دوست نہیں ہے نہ ہمیں انگریز پر بھروسہ ہے نہ ہندو بنیے پر ہم دونوں کے خلاف جنگ کریں گے خواہ وہ آپس میں متحد کیوں نہ ہو جائیں۔" (اقتباسات جناح صفحہ ۳۲)

## مردان

قائداعظم نے ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء کو مردان میں فرمایا:-

"میں تو یہ سمجھ ہی نہیں سکا کہ لوگوں کو ایسا استفسار کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا یا نہیں ۔۔۔۔ اسلامی اصول تو ایسے ہیں جن کی نظیر دنیا میں کوئی بھی پیش نہیں کر سکتا۔ یہ اصول آج بھی اسی طرح کارآمد ہیں جس طرح آج سے تیرہ سو سال پیشتر تھے۔"

## اسلامیہ کالج پشاور

قائداعظم نے یہ تقریر ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں ارشاد فرمائی، اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے:-

"مطالبۂ پاکستان کا مطلب ایک قطعۂ زمین حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔" قائداعظم ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء

# حیدرآباد دکن

قائد اعظم نے ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء کو حیدرآباد دکن کے ایک اجتماع سے خطاب کیا اس کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو۔

"اگر ہم قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر شیوۂ صبر و رضا پر کاربند ہوں اور اس ارشاد خداوندی کو کبھی فراموش نہ کریں کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں تو ہمیں دنیا کی کوئی ایک طاقت یا کئی طاقتوں کا مجموعہ بھی مغلوب نہیں کر سکتا۔"

# پیغام عید

وہ پیغام عید جو قائد اعظم نے ۱۸ اگست ۱۹۴۷ء کو دیا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"ہمارے وہ بھائی جو ہندوستان میں اقلیت میں ہیں یقین رکھیں کہ ہم ان کو فراموش نہیں کر سکتے ہیں۔ ان کی طرف سے ہمارے دل ... ہماری دلی ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ ان کی اعانت و رہبری کے بغیر ہم بڑی کوشش کرتے تو نہیں کہہ سکتے کہ ... ہم کو احساس ہے کہ اقلیتی صوبوں کے مسلمان ہی تھے جنہوں نے ہمارے محبوب نصب العین پاکستان کے لیے سب سے پہلے جنگ کی اور اس کے لیے مشقت کو سراہا کیا۔"

# شاہی دربار بلوچستان میں تقریر

قائد اعظم کی وہ تقریر جو آپ نے ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو شاہی دربار بلوچستان میں ارشاد فرمائی اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوۂ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام نے ہمارے لیے بنایا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔"

## ولیکا ٹیکسٹائل مل کے افتتاح کے موقع پر

قائداعظم نے ۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء کی افتتاح کے موقع پر جو فرمایا اس کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"مجھے امید ہے کہ آپ لوگ اپنے کارخانہ کا پلان مہیا کرتے وقت کارکنوں کے لیے مناسب رہائشی مکانات اور دوسری آسائشوں کا خاص طور پر اہتمام کریں گے کیونکہ کوئی صنعت اس وقت تک مستحکم نہیں ہوسکتی جب تک اس کے مزدور مطمئن نہ ہوں۔"

## تعلیم

"آپ تعلیم پر پورا دھیان دیں۔ اپنے آپ کو عمل کے لیے تیار کریں۔ یہ آپ کا اولین فریضہ ہے۔ آپ کی تعلیم کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ آپ دور حاضر کی سیاست کا مطالعہ کریں۔ یہ دیکھیں کہ آپ کے گرد دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ ہماری قوم کے لیے تعلیم زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ دنیا اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے کہ اگر آپ نے اپنے آپ کو تعلیم یافتہ نہ بنایا تو نہ صرف یہ کہ آپ پیچھے رہ جائیں گے۔ بلکہ بالکل ختم ہو جائیں گے۔

تعلیم کی اشاعت کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ اس مقصد کی خاطر جتنی بھی مشقتیں جھیلی جائیں کم ہیں۔"

# جاگیردار

"ہمارے عوام میں کروڑوں افراد ایسے ہیں جنہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ کیا تہذیب یہی ہے؟ کیا پاکستان کا مطلب یہی ہے؟ آپ کو معلوم ہے کہ کروڑوں انسانوں کو اس طرح سے لوٹ کھسوٹ کا شکار بنایا گیا ہے کہ انہیں ایک وقت کا کھانا تک میسر نہیں آتا۔ اگر زمیندار اور جاگیردار عقلمند ہیں تو انہیں بدلتے ہوئے حالات کے سانچے میں ڈھلنا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو خدا ان کے حال پر رحم کرے۔ بہرحال ہم ان کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔"

# ذخیرہ اندوز

"میں ان لوگوں سے مخاطب ہوں جنہوں نے عوام کے مفاد سے بالاتر ہو کر ذخیرہ بازاری اور منافع خوری سے ہاتھ رنگے ہیں۔ میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنا یہ غیر فطری رویہ ترک کر دیں۔ پاکستان میں ذخیرہ بازوں اور منافع خوروں کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ وہ قوم کے جسم کو جونک کی طرح چمٹ کر کھائے چلے جا رہے ہیں۔ ان کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ گرانی کو ختم کیا جائے۔"

# اسلامیہ کالج لاہور

اسلامیہ کالج لاہور کے میدان میں ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کانفرنس کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"ہندو قوم کو کسی حق میں [illegible] معقول حد تک [illegible] کی شدید مخالفت [illegible] اکثریت حاصل کر کے مسلمان قوم کے لیے قانون مرتب

کرے، پاکستان کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ مسلسل جدوجہد کرو اور اس کے لیے دن رات کام کرو اس وقت تک آرام نہ کرو جب تک پاکستان قائم نہیں ہو جاتا اور اگر ضرورت پڑے تو اس کے لیے جان دے دو۔"

جناب عبدالحمید مرزا ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پرنسپل ایم۔ سی کالج بتوکی جو اس وقت طلبا کی جمعیت کے ممبر پنجاب کے صدر تھے۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطبہ میں جو اپنی کالج کی طرف سے قائد اعظم کی خدمت میں عرض کیا تھا۔

"آج ہم نے غلامی کی زنجیروں کو توڑ دیا ہے۔ ہمارے سامنے ایک روشن مستقبل ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مجھ سے موتی ایک سلک میں منسلک ہو جائیں اور کل جب قوم کے بزرگ سیاسی میدان سے رخصت ہوں تو ہم گلستان ملت کے سچے پاسبان بن سکیں تاکہ علامہ اقبال کی یہ دعا قبول ہو جائے۔

جوانوں کو مری آہ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نور بصیرت عام کر دے

## اجلاس اردو پارک دہلی

حضرت قائد اعظم ۲۳ مارچ ۱۹۴۳ء میں اردو پارک دہلی منعقدہ اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے حقیقت افروز واقعات سامنے لاتے رہے۔ نفس پائے ہیں۔

"یہ امر واقعہ ہے کہ آج کل کانگریس کے مسلمان گماشتوں اور حکومت کے مسلمان ایجنٹوں کے ہاتھوں مسلم لیگ میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ لوگ کانگریس کے غلام ہیں اور برطانوی شہنشاہیت کے ہتھکنڈے اور کسی نہ کسی طرح ہندو اخبارات میں اپنے فریب کارانہ خیالات کے اظہار کا موقع مل جاتا ہے۔ لیکن ایسے مسلمان کو مسلمان نہیں سمجھنا چاہیے جو ... لے اور ہمارے پلیٹ فارم پر ختم کر دے۔ میری رائے میں مسلمانوں اور مسلم لیگ میں اختلاف پیدا کرنے اور تفرقہ ڈالنے کی کوشش درحقیقت بچا رہے بلکہ ایک بیہودہ کھیل کھیلا جا رہا ہے کیونکہ آپ حضرات نے دنیا کو یہ ثبوت دے دیا ہے کہ مسلم لیگ اور صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی نمائندگی کی مجاز ہے۔

حضرات! ہمارے دشمنوں کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود خلاف یہ تہمت تراشی ہے کہ ہم مسلمان برطانوی شہنشاہیت کے طرفدار ہیں۔ یہ سخت جھوٹ ہے۔ ہم تو ہمیشہ سے ہی ملزم ٹھہرائے جانے والے لوگ ہیں اپنے جھوٹ سے خود ہی بخوبی واقف ہیں۔ جس نے اپنی ساری زندگی میں اس خیال کو دل میں جگہ نہیں دی کہ ہم اس ملک کے اندر کسی غیر ملکی حکومت کے فرمانبردار ہوں۔"

## مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس کراچی

۱۹۴۳ء میں کراچی میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسلم شناس علامہ اقبال کے اس منتخب کردہ ... نے مسلمانوں کا نیا وقت دیکھتے ہوئے سرگرمی کی تلقین فرمائی۔ ... ہوئے ... تمام مسلمان

جسے وہ اسے کی [illegible] دیں۔ وہ گروہی چٹان ہے جس پر ان کی آن کی
حاجت مستقر ہے۔ وہ گولن سا لنگر ہے جس سے اس امت کی
کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رہنما ہیں۔ وہ رشتہ۔ وہ چٹان۔ وہ
لنگر خدا کی کتاب حکیم قرآن کریم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم
آگے بڑھتے جائیں گے، ہم میں زیادہ سے زیادہ وحدت پیدا ہوتی
جائے گی۔ ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب، ایک امت۔

## تصورِ پاکستان سے مراد

۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں جب آپ سے سوال
کیا گیا کہ تصورِ پاکستان سے کیا مراد ہے تو آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ
تحریک پاکستان کے مخالف مولویوں کے منہ پر اسلام شناس قائد اعظم
کی ایک حجت ہے جسے تاریخ اپنے اوراق کے اندر محفوظ رکھے گی۔
فرماتے ہیں:۔

"پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا غیر مسلم
مسلمان ہوا تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت
بھی قائم نہیں ہوئی تھی۔

تاریخ عظیم کا [illegible] تھا کہ [illegible] تھے لیکن وہ
ہوتی تھی [illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] کو [illegible]
ہوتا تھا [illegible] اسلام یا [illegible] ۔ [illegible] یا [illegible] کا جواب
ایک [illegible] دیا [illegible] ایسا ہے کہ [illegible]
[illegible] آ جاتی ہے [illegible]
کی [illegible] ہے بلکہ خود اسلام کا [illegible]
اصول [illegible] ہے [illegible] سیاسی

حقیقت حل ہو جاتی ہے۔ آپ نے کہا کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمۂ توحید ہے وطن نہیں اور نہ ہی نسل۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تھا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا تھا۔ ایک جداگانہ قوم کا فرد ہو گیا۔ ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آ گئی۔

آپ نے خود فرمایا کہ پاکستان کے مطالبہ کا جذبۂ محرکہ کیا تھا؟ مسلمانوں کے لیے ایک جداگانہ مملکت کی وجہ جواز کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری تھی نہ انگریز کی چال۔ یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا۔

نظریہ قومیت:۔ خود فرمایا آپ کے حاضرہ عالم نے جس میں مادے اور محسوس معاملے میں کتنی قوی حقیقت کو بے نقاب کر دیا! آج اگر ہندوستان میں کوئی ہندو عیسائی ہو جائے تو وہ اس کے نزدیک عقیدہ میں تبدیلی آ جاتی ہے اس کی سیاسی قومیت نہیں بدلتی۔ اسی طرح برطانیہ میں جب کوئی انگریز ہندوستانی قوم کا فرد تھا۔ اسی طرح اس نے اپنا مذہب کے لیے بھی اسی قوم کا فرد رہے گا۔ یہی انگلستان کی جمہوریت ہے مگر یہ جو بھی ہیں وہ عیسائی ہیں اگر کوئی یہودی اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو جاتا ہے تو اس کی قومیت (NATIONALITY) پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ... اسلام کی حیثیت اس سے مختلف ہے ... اگر کوئی شخص اسلام ترک کر دیتا ہے تو ایک قوم ... سے مرتد ہو جاتا ہے ... اس کی قومیت بھی بدل جاتی ہے۔ ... اس کی قومیت کا مدار نسل ... اس کا مدار ... مشترک ہے۔

ہیں وہ دنیا کے کسی خطے میں بستے ہوں، کسی نسل سے متعلق ہوں، کوئی زبان بولتے ہوں، وہ سب ایک قوم کے افراد ہیں۔ اس کے برعکس اگر وہ ایک ہی ملک میں بستے ہوں اور ایک ہی نسل کے ہوں بلکہ ایک ہی ماں باپ سے بھی متعلق کیوں نہ ہوں، مگر وہ مذہب میں مشترک نہیں، دونوں مسلمان نہیں تو وہ الگ الگ قوموں کے افراد ہیں۔ خارجی مسلمانوں، قوم کو صہیب رومی، سلمان فارسی، بلال حبشی اور عرب کے عزیز۔ نسل، رنگ، زبان، وطن کے رشتوں کے باوجود جن کی بنا پر ایک قوم کے افراد تھے، لیکن محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت حمزہؓ کا جبل(؟) ابو لہب سے الگ قومیں رکھتے تھے۔ یہی وہ اسلام کا اصل الاصول تھا جسے علامہ اقبالؒ نے جب چلے ان الفاظ میں بیان کیا تھا کہ

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
دامنِ دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

قائد اعظم کا پاکستان

شذرہ: نومبر ۱۹۴۵ء کو ... ہال میں خطاب
مقاصد ... تقریر کا اقتباس

## ایڈورڈز کالج پشاور

۱۰ نومبر ۱۹۴۵ء ایڈورڈز کالج پشاور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"ہم دونوں قوموں میں صرف مذہب کا فرق نہیں، ہمارا کلچر ایک
دوسرے سے الگ ہے ہمارا دین ہمیں ایک ضابطۂ حیات دیتا
ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں ہماری راہنمائی کرتا ہے ہم اس ضابطے
کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں"

ہم نے حکیم الامت اور حضرت قائد اعظم کے فرمودات اور تقاریر سے کافی مواد آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے جس سے ہر باشعور نظریہ تسلیم کر لے گا۔ حساس اور درد دل رکھنے والے مسلمان یہ اندازہ کریں گے کہ اقبال مخلص کیوں یہ کیوں زور دے رہے تھے اور قائد اعظم نے تحریک پاکستان میں جان ڈالنے کے لیے اپنی زندگی کے شب و روز کیوں صرف کیے۔ آگے چل کر آپ پر یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ ہندو (کانگریس) نے اپنے کاسہ لیسوں کے ذریعے اسلام کے مقدس نام پر مسلمانوں کی تحریک ملی کی مخالفت کیوں کرائی اور عامۃ المسلمین کو پاکستانی قیادت سے مایوس و بدظن کرنے کے لیے انھوں نے کس طرح ہر قسم کے رکیک اور رذیل الزامات لگائے اور سوقیانہ حملے کیے ہماری نوخیز نسلیں اور آنے والا زمانہ اس بات کا شدت سے منتظر ہے کہ ان حقائق و واقعات کو آشکارا اور نکھار کر سامنے لایا جائے۔ جن سے تحریک پاکستان کو دوچار ہونا پڑا اور اسلام کے ان منافقوں اور غداروں کو بھی بے نقاب کر کے ان کے سامنے کھڑا کیا جائے۔ جو کانگریسی فلسفے کے مؤید و حامی بن کر قیام پاکستان کی تحریک کی مخالفت میں پیش پیش رہے۔ ہماری ابھرنے والی نسل یہ چاہتی ہے کہ اس دور کے جعفروں اور صادقوں کو بھی عدالت میں کھڑا کیا جائے۔ ہماری یہ ادنیٰ اور حقیر سی کوشش یہی ہے۔ تو جو تاریخ کو دہرانا تھا دوسرے کے جتنا معلوماتی ذخیرہ ان کے سامنے ہونا چاہیے لیکن اس

خیال ہے کہ جتنا بھی ہو سکے اتنا کام ہونا چاہیے۔ اپنے محدود وسائل اور بے بضاعتی کے باوجود بھی ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ایک طرح تو یہ جیسے ہم شمال کرشمست رہبروں ہی تو فکر کو ہتھیار و خبردار کر دیں گے اور جب وہ دردمند اور حساس عزیز ہوں تو وحید غفلتوں کی نیند سے انگڑائی لے کر بیدار ہو کر مادہ عمل ہوں گے تو ان کے ولولے اور جذبے اقبال و جناح کی آرزوؤں اور امیدوں کے ان اصولی موتیوں کو جیب و دامن میں لیے ہوں گے۔ اب ہم آگے چل کر مہاتما گاندھی اور جواہر لعل جی کی زندگی کا مقصد و مدعا ہندی مسلمان کو اپنے اندر جذب کرنا تھا، ان کے خیالات و نظریات آپ کے حضور پیش کر رہے ہیں۔

## مہاتما گاندھی اور متحدہ قومیت

**متحدہ قومیت** اور دو قومی نظریہ کو سمجھنے اور تحریک پاکستان سے متعارف ہونے کے لیے ہندوؤں کے عظیم رہنما اور لیڈر مہاتما گاندھی کی ان تمام چالبازیوں اور فریب کارانہ ہتھکنڈوں کا جاننا انتہائی ضروری ہے جو انھوں نے ہندوستان میں متحدہ قومیت کا جواز پیش کرنے کے لیے استعمال کیے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہو گا کہ گاندھی جی نے نہ صرف اپنے مطالب و مقاصد کو اسلام کے رنگ میں ڈھالنے کے لیے خود کوششیں کیں بلکہ ایسے نام نہاد کانگریسی مولویوں کی بھی خدمات حاصل کیں جو اقبال و جناح کے نظریہ پاکستان اور مسلمانوں کی انفرادیت اور ملی تشخص کا ابطال مذہبی دلائل سے کر سکیں۔ جب آپ ہندوستان کے مخصوص حالات و واقعات کی گہرائیوں میں ڈوب کر حقیقی معنوں میں سیاسی جائزہ لیں گے تو ایک چیز کو نمایاں اور واضح طور پر محسوس کریں گے کہ ہندو قیادت اپنی ہزار سالہ غلامی کا انتقام لینے اور مسلمانوں کو اپنے

اتحاد مذاہب و ملل قائم کرنے کے لیے کس قدر مضطرب و بے قرار ہے۔ مہاتما گاندھی جی نے بڑی محنت کی کو کٹر ودیوں کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ یہ مذہب وقت کے تقاضوں کا ساتھ دینے سے قاصر ہے۔ اس خیال سے کہ کہیں ہندو نوجوان ہندو مت سے دل برداشتہ ہو کر اسلام کی گود میں چلے جائیں گے یا کسی اور مذہب کی طرف مائل ہو جائیں گے، انہوں نے اس کا علاج سوچا کہ اسلام کی برتری اور عظمت کو ختم کرنے کے لیے ہندوستان کی فضا میں یہ بات عام کر دی جائے کہ عالمگیر سچائیاں تمام مذاہب میں یکساں ہیں۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے خود بھی کام کیا اور کانگریسی ملاؤں کو بھی استعمال کیا۔ یہ حیلہ کار ان کا اس کے لیے دونوں طرح مفید مطلب تھی اس سے وہ مہلک اثر جس سے بچنا تھا ہندو نوجوان ہندو دھرم سے مایوس اور باہر ہو سکتا تھا وہ بھی کافی حد تک ختم ہو گیا اور دوسرے مسلمانوں میں ان کے ذریعے وطنیت پرستی کے جو جراثیم بھی داخل کیے گئے ہم کانگریسی مولویوں کے بارے میں آگے چل کر لکھیں گے۔ اس مقام پر صرف یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ وہ دراصل یہ چاہتا تھا کہ گاندھی جی کے خیالات تھے جن کو ان پیشکش کے علمائے اسلام نے اسلامی لباس پہنایا۔ اب اس مقصد کے لیے جیسا کہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے ذہن و دماغ کو اپنے انداز میں کس طرح مسموم کرنے کی کوششیں کی۔ ملاحظہ فرمائیے۔

## تمام مذاہب سچے ہیں

"طویل مطالعہ اور تجربہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ

۱۔ تمام مذاہب سچے ہیں۔

۲۔ تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ غلطیاں ہیں۔

۳۔ تمام مذاہب مجھے اتنے ہی عزیز ہیں جتنا کہ خود میرا ہندو دھرم۔

بالکل اسی طرح جس طرح میں ہر انسان کو تمام انسانی رشتے بھی عزیز ہونے چاہئیں جتنا کہ خود اس کے اعزا ہیں تو دوسرے مذہب کا احترام بھی اتنا ہی کرتا ہوں جتنا کہ خود اپنے مذہب کا۔ اس لیے تبدیلی مذہب کا تو کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ہماری چاہیے اور سنگت کا تو مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہندو بہتر ہندو بنیں اور مسلمان بہتر مسلمان بنیں اور عیسائی بہتر عیسائی بننے میں مدد کرے۔ ہمارا ہندوستانی رواداری کا شاندار ایک عالمگیر بھائی چارہ کی مثال ہے۔

"اگر مجھ پر کوئی یہ الزام لگایا جائے کہ میں ایک دوسرے مذہب ہمارے گھروں میں بچے ہوتے ہیں کم و بیش جھگڑتے ہیں تب اگر ان مذاہب کے ساتھ میل کرانا بھائی چارہ و تمام بھی ہو تب اس بھائی چارے سے بالکل مختلف ہوگا جس کی وہیں حالی بھائی چارے میں ضرورت ہے۔ دوسری کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں ملنا چاہیے اگر ہم ان سے اتفاق نہیں بھی کرتے جو لوگ جیسے ہیں ویسے ہی ہمارے رشتہ دار ہونے چاہییں کہ ہم ان کو کی دیکھ بھال کریں اور حقیقت کا احساس ہو کہ ہم کو انہیں ان کا حق دینا حاصل کرنے کے لیے جو ضرورت ہو صرف اس بات کی دعا کرتا اصحاب بہتر انسان بنیں خواہ ان کے مذہب کی شکل کچھ بھی ہو۔"
(ہریجن سیوک [illegible])

آگے چلئے۔

## تمام مذاہب کی مساوات

"چونکہ میں تمام مذاہب کی مساوات میں یقین رکھتا ہوں۔ اس لیے کسی شخص کو صرف اس لیے برا نہیں سمجھ سکتا کہ اس نے ..."

کی ایک شاخ کو جس پر وہ بیٹھا ہو اتنا عجیب گردانے درخت کی کسی دوسری
شاخ پر اپنا گھونسلا بنا لیا ہے مگر وہ پھر بھی اس شاخ پر رہائش رکھتا ہے
تو وہ اس قابل ہے کہ اس کا خیر مقدم کیا جائے۔

(ینگ انڈیا، ۱۹ ستمبر ۱۹۲۱ء)

یہ بھی ملاحظہ فرمائیے:-

## ایک ہی تناور درخت کی شاخیں

"مذہبی رواداری بلاشبہ میرا عقیدہ رہا ہے۔ مگر اب میں اور آگے بڑھ گیا ہوں۔ اب میں رواداری سے بڑھ کر تمام مذاہب کے لیے مساوی احترام کی حد تک پہنچ گیا ہوں۔ تمام مذہب ایک ہی تناور درخت کی شاخیں ہیں۔ لیکن مجھے محض مصلحتِ وقت کے مطابق ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اپنی جگہ نہیں بدلنی چاہئے۔ ایسا کرنے سے میں اس شاخ کو کاٹ دوں گا جس پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اسی لیے میں تبدیلی مذہب کو بہت برا محسوس کرتا ہوں۔ اور اس صورت میں کہ ایک مکمل احساس کی بنا پر تبدیلی مذہب پر رضا و رغبت مجھ پر واضح ہو۔ تبدیلی مذہب کے ایسے واقعات بہت ہی تھوڑی تعداد میں نہیں ہو سکتے اور کبھی جان رسال کے خوف یا دنیوی فائدے کے لئے تو ہو ہی نہیں سکتے۔"

(ہریجن، ۱۱ جنوری ۱۹۴۵ء)

غور فرمائیے:-

## یکساں احترام

"یا ... تمام مذاہب کا یکساں احترام ہونا چاہئے۔" (رہنما ...)

---

یہ بھی ... کہ ... کا مطالعہ ... میں شامل ہو جائے۔ ... (تحقیقات)

جب کبھی وہاں آتے ہیں تو ہمارے ہاں جاتے ہیں بہت خوشی سے شریک ہوتے ہیں وہ آتش کدے کو پسند کرتے ہیں جس میں روشنی جلائی جاتی ہے۔ وہ بہت غور سے گیتا کو سنتے ہیں مگر ایسا کرنے سے ان کا اسلامی عقیدہ تو کم نہیں ہوگا۔ تو ہم اسی طرح احترام کے ساتھ قرآن کی قرات کو کیوں نہ سنیں۔"

"ذرا اس پیارے لال نے جیل میں عربی زبان سیکھی اور قرآن پڑھا ان کے جستجو رحم کر اس مطالعہ سے تقویت حاصل ہوئی۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ ہندو مسلم اتحاد صرف دلوں کے ایسے ہی بیانات ملاپ سے قائم ہوگا اور کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ رام کے صرف ایک بڑا نام نہیں ہیں آپ کو ہم خدا رحیم، رزاق اور بہت سے ایسے دوسرے ناموں سے یاد کرتے ہیں جو ایک سچا عقیدہ رکھنے والے کے دل سے نکلا کرتے ہیں۔" (ہریجن ۱۵ فروری ۱۹۴۲ء)

اس فریب آمیز گمراہی کو بھی جانچیے۔

## زہر

"مذہب انسان کو ہتا ہے اور ہی ترجمہ انسان سے وابستہ کرتا ہے۔ کیا اسلام مسلمانوں کو صرف اسلام ہی سے وابستہ کرتا ہے اور ہندوؤں کا دشمن بناتا ہے؟ کیا پیغمبر کا پیام صرف یہ تھا کہ صرف مسلمانوں ہی کے درمیان صلح رہے اور ہندوؤں اور غیر مسلموں سے جنگ ہو؟

جو لوگ یہ زہر مسلمانوں کے دلوں میں گھول رہے ہیں وہ اسلام کے ساتھ سخت بدخواہی کر رہے ہیں۔" (ہریجن ۱۶ مئی ۱۹۴۲ء)

غور اس پر بھی فرمائیے۔

# میں جانتا ہوں

"بلاشبہ پیغمبر اسلام کو الہامی مذاہب میں سے ایک سمجھتا ہوں نیز
میں قرآن کو الہامی کتاب سمجھتا ہوں اور محمد کو ایک سچا پیغمبر مانتا ہوں۔
لیکن اسی طرح میں چند مذاہب، عیسائیت اور یہودیت کو بھی
الہامی مانتا ہوں۔" ([illegible])

اب ایک بے غرض طالب علم کی سنیئے:-

## بے غرض طالب علم

"میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں کہ میں نے ایک بے غرض طالب علم
کی طرح پیغمبر اسلام کی زندگی اور قرآن کا مطالعہ کیا ہے اور میں اس
نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قرآن کی تعلیمات کے اصلی اجزاء عصر حاضر کے
موافق ہیں۔"

## قرآن پڑھو

"جو لوگ مسائل کو سمجھنا پسند کرتے ہیں وہ قرآن پڑھیں
تب انہیں معلوم ہوگا کہ قرآن میں کیسی کیسی باتیں ہیں جو ان کے لیے بھی
قابل قبول ہیں اور حکمت بھری ہیں۔ ایسی باتیں ایسی ہیں جو کوئی مسلمان
بھی منظور نہیں کر سکتا کیا ہی کسی مسلمان سے صرف اس لیے
نفرت کرنے لگیں کہ قرآن میں بعض آیات ایسی ہیں جن کو کہ سمجھ
نہیں سکا۔"

(مہاتما گاندھی [illegible])

۲۲ فروری [illegible]

[illegible]

# الفاظ کی زنجیر

"ہم ہندو آخر صرف اسی لیے کیوں الزام دیں کہ ہم خود کو ہیں ہی اس بنا پر لڑتے ہیں کہ ہم اُسے مختلف راستوں سے دیکھتے ہیں جیسے قرآن، انجیل، تالمود، اوستا یا گیتا۔

سورج تو ہمارے لیے بھی اسی طرح چمکتا ہے جس طرح مسلمانوں پر، لیکن کیا میدانوں کے لوگ برفستانوں کے لوگوں سے اس لیے جھگڑا کریں کہ وہ سورج کی گرمی مختلف طریقوں سے محسوس کرتے ہیں؟ ہم کب تک کتابوں اور ان کے الفاظ کو اپنے لیے ایسی زنجیر بنا لیں جو بجائے اس کے کہ ہماری نجات اور ہمارے دلوں کے قرار کا باعث ہوں، ہمیں غلام بنا رہے؟"

(ینگ انڈیا، [illegible])

## میں مایوس ہو جاتا

"میں واقعی اتحاد حاصل کرنے سے مایوس ہو جاتا اگر مقدس قرآن میں کوئی ایسی بات ہوتی جس میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہوتی کہ وہ ہندو دھرم کو اپنا مدمقابل دشمن سمجھیں یا اگر ہندو دھرم میں کوئی ایسی چیز ہوتی جس سے ہندوؤں کو ایک دوامی دشمنی کی سند حاصل ہوتی۔"

(ینگ انڈیا، [illegible])

اندازہ تحسین کیجیے۔

## حق کسی الہامی کتاب کا اجارہ نہیں

"قرآن کو الہامی تسلیم کرنے میں مجھے کوئی تامل نہیں ہے جس طرح مجھے انجیل، ژند اوستا، گرنتھ صاحب کے متعلق کوئی خاص شبہ نہیں، الہام

کسی قوم یا قبیلہ کا اجارہ نہیں ہے۔ — بعض حلقوں میں قرآن یا پیغمبر صاحب کے متعلق احساس احترام پیدا کرنے میں کچھ بھی ذرا بھی دشواری نہیں ہوتی لیکن اسلامی حلقوں میں ویدا اور وشنو کی تعلیم کے متعلق ویسا ہی احترام پیدا کرنے میں نے دشواری محسوس کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھے جسٹس امیر علی کی اس رائے سے کامل متفق ہوں کہ اسلام اور ہندو دور امن کے زمانہ میں سب سے زیادہ روادار مذہب ہی ہے۔ یہ تھا لیکن اس زمانہ کے بارہ میں مسلمین کے متعلق وحشت پسندی پیدا ہو گئی ان میں وحشت پسند عناصر میں جس سے عالم ورنا اصل اور بدنام ہو گئے۔ اور وہ اسلام کے روادار اور صحیح و مقلب مسلمین پر تقریباً چھا گئے۔ لیکن مجھے کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کے اصول کافی خوبیاں ہیں جو اس کو عدم رواداری اور تنگ نظری سے محفوظ کر سکتی ہیں۔۔۔۔ حق کسی ایک الہامی کتاب کا مخصوص اجارہ نہیں ہوتا۔"

(ینگ انڈیا ۱۳ / ۱ / ۱۹۲۸ء)

یہ بھی سنئے:-

## نجات دل کی پاکیزگی

" ہر مذہب اور جماعت ہے کہ کوئی شخص نیک بن جائے گا! نجات حاصل کرے گا اگر وہ کوئی خاص مذہب اختیار کرے مثلاً ہندو دھرم، عیسائیت یا اسلام۔ نجات کے لئے دل کی پاکیزگی اور روح کی پاکیزگی ضروری ہے سب باتیں مجھے تمہیں ہندوؤں سے کہتا ہوں کہ جو تم مانتے ہو لیکن مجھ جیسے کسی شخص سے جو بہت کافی عرصہ کے بعد کسی تعمیر پر پہنچا ہے یہ خواہش دیگر کو وہ کوئی ایسی بات کہے جو وہ نہیں کرتے۔"

(ینگ انڈیا ۲ / ۲ / ۱۹۲۸ء)

متحدہ قومیت کے جال کے دلفریب تاروں کو دیکھئے...

## سیاست اور مذہب

"میری ابھی تک یہ رائے ہے کہ میں سیاست سے مذہب کے جدا ہونے کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ درحقیقت مذہب کو تو ہمارے ہر عمل پر جاری ہونا چاہیئے لیکن اس صورت میں مذہب کے معنی فرقہ پرستی کے نہیں ہیں اس کے معنی تو دنیا کی ایک منظم اخلاق حکومت پر اعتقاد رکھنے کے ہیں۔ یہ عقیدہ صرف اس لیے غیر حقیقی نہیں ہو سکتا کہ وہ نظر نہیں آتا۔ یہ مذہب تو ہندو دھرم، اسلام اور عیسائیت وغیرہ کی حدود سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔ یہ ان مذاہب کو منسوخ تو نہیں کرتا مگر ان سب کو ہم آہنگ کرتا ہے اور ان ہی میں حقانیت پیدا کرتا ہے۔"

(ہریجن، ۱۰ فروری [illegible])

آگے چلئے...

## قرآن کی روح پر عمل

"جہاں تک قرآن شریف کا تعلق ہے جنوبی افریقہ میں میرے مسلمان احباب اور موکل دو لوگ تھے جنھوں نے مجھے قرآن پڑھنے کی دعوت دی۔ انھوں نے میرے لیے اسلامی لٹریچر مہیا کیا۔ ہندوستان میں آنے پر یہاں کے دوستوں نے مجھے قرآن کے ترجمے بھیجے۔ بھیجنے والوں میں ایک تو ڈاکٹر محمد علی اور ایک مسٹر یکھ نامی ہیں جنھوں نے خود قرآن کا ترجمہ کیا ہے۔ مرحوم حکیم اجمل خاں نے مجھے مولانا شبلی کا ایک ترجمہ دیا تھا۔ کیا میں اب یہ دیکھوں یا زمانہ بدل گیا کہ اب مجھ جیسے غیر مسلم کے لیے قرآن پڑھنا اور اس کے معنی بیان کرنے کی جرأت کرنا بُرا سمجھا جاتا ہے۔ ایک بیٹیم مجھ سے کہا کہ سنت سے منسلک سلام قرآن سے مجھ

ہے یا، اگر ماہے کہ میں بہت سے مسلمانوں سے بہتر مسلمان ہوں اس لیے کہ میں قرآن کی شرح پر عمل کرتا ہوں اور تفسیر کے متعلق بہت سے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ واقفیت رکھتا ہوں میں کہوں گی شہادت تسلیم کروں۔ ان مسلمانوں وہ منطق کی بات پر بہت سے انکار صاحب کی میں حیران ہوں۔"

ابھی صاحب وہ جس سے آپ کا مطلب (یعنی متحدہ قومیت اور وطنیت پرستی کا جواز پیدا ہوتا تھا) نکلتا ہے۔ (وقت)

## خوابوں کی دنیا

"اگر چند سے کہتے ہیں کہ ہندوستان میں صرف ہندو ہی رہیں تو وہ خوابوں کی دنیا میں رہتے ہیں۔ تمام ہندو، مسلمان، پارسی اور عیسائی جنھوں نے ہندوستان کو اپنا وطن بنایا ہے آپس میں ہم وطن ہیں اور شخص متحد ہو کر رہنا ہوگا۔ اپنے مفادات ہی کے لیے ایسا کرنا پڑے گا۔ دنیا کے کسی حصے میں ایک قومیت اور مذہب کی یکسانیت لازم و ملزوم چیز نہیں ہے اور نہ ہندوستان میں کبھی ایسا ہوا ہے۔" (ہند سوراج صفحہ ۹۱-۱۰۰ ایڈیشن ۱۹۳۸ء)

اب قومیت کی روح کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:-

## قومیت کی روح

"ہندوستان صرف اس لیے قومی اتحاد سے محروم نہیں ہوسکتا کہ مختلف مذاہب کے لوگ اس ملک میں رہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ملک میں جب نئے لوگ آ جاتے ہیں تو ان کی قابلیت برقی جا پہنچے۔ ہندوستان ایسا ہی ملک ہے حقیقت یہ ہے کہ یہاں اتنے ہی مختلف مذاہب ہیں جتنے کہ اشخاص

ہیں۔ لیکن مولانا قومیت کی تہ مع کو محسوس کرتے ہیں وہ ایک دوسرے کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتے۔" (ہندوستان ٹائمز ۲۵ فروری ۱۹۴۶ء) ملاحظہ فرمائیے۔

## ایک ہی ماں ایک ہی خون

"ایک نیک کام میں مسلمانوں کی مدد کرنا ہندوستان کی خدمت کرنا ہے اس لیے کہ مسلمان اور ہندو ایک ہی خون سے پیدا ہوئے ہیں وہ ایک ہی ماں (بھارت ماتا) کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔" (ینگ انڈیا ۲۰ مارچ ۱۹۲۰ء)

چلو معاملات متحدہ قومیت اور وطن پرستی کے لیے اس سے زیادہ قریب دلیل اور کیا دی جا سکتی ہے؟

## خدا ہمیں عقل و فہم دے

"باوجودیکہ ہم دونوں (ہندو اور مسلمان) ایک ہی ماں اور وطن کے بچے ہیں۔ ایک ہی غذا کھاتے ہیں لیکن ایک دوسرے کو اب ہم اپنے دلوں میں کوئی جگہ نہیں دیتے ہمیں نہایت عاجزی کے ساتھ دعا کرنی چاہئے کہ خدا ہمیں عقل و فہم عطا کرے۔" (ینگ انڈیا ۲۰ جنوری ۱۹۲۵ء)

## ایک قوم

"مسٹر صاحب! جناح کے دو قومی نظریہ [illegible] ہیں۔ ایک خطرناک اصول پیش کرتے ہیں۔ ہندوستان کیوں ایک قوم نہیں ہے؟ [illegible] مذہب [illegible] ایک [illegible] ہندوستان [illegible] مستقل ہے [illegible] اصول کیسے [illegible] سکتا ہے

کیا ایسا آئین جس سے توضیح ہو کہ اکثریتی قوم نہیں ہے، اور جو ہر طرح سے مسلمانوں سے جدا ایک قوم ہیں؟ جیسا کہ مسلمان دونوں کے مشکوک اور مختلف سے کیوں کر مختلف ہیں؟ کیا یہ سب بجا ہی نہیں ہے؟

ایک ہی زمین سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں، اور کوئی وجہ ایسی نہیں جس کی بنا پر مذہب کے اعتبار سے وہ کبھی جدا کیے جا سکیں۔ انگلستان کے مسلمان انگلستان کے انگریزوں سے مختلف کوئی قوم ہیں؟ اور جب یہ کہ صرف ہندوستان کے مسلمان ہی ایک الگ قوم ہیں؟ باقی کروڑ ہندو فرقہ علیحدہ نہیں ہے؟ کیا ہندوستان کے دو ٹکڑے کیے جائیں گے۔ ایک ہندو دیش، ایک مسلم؟ اور مسلم ریاست میں غیر مسلمانوں کا کیا حشر ہوتا ہے جو سیکڑوں ایسے اضلاع میں بستے ہیں۔ جہاں بالا دست اکثریت ہندوؤں کی ہے؟ تقسیم کا جو طریقہ غلط لکھنے والے صاحب نے پیش کیا ہے وہ ترجمہ و جدل کا طریقہ ہے۔" ([illegible])

گاندھی جی لکھتے ہیں:۔

## جداگانہ قومیں

"شک ہے کہ یہ دعویٰ کہ ہندوستان میں مسلمان ایک جداگانہ قوم ہیں قابل بحث ہے۔ لیکن یہ قومیں ہمیں جس معنی میں [illegible] کی قومیں ہیں جتنے مذہب ہیں اگر ایسا ہے تو پھر اتنا ہی ہے کہ جب کوئی شخص مذہب بدلتا ہے تو اس کی قومیت بھی بدل جاتی ہے۔ مجھے شک ہے کہ لکھنے والے صاحب کا قومی خیال معلوم ہوتا ہے کہ وہ انگریز، مصری، جاپان وغیرہ متعدد قومیں نہیں ہیں۔ لیکن مسلمان، پارسی، سکھ، ہندو، عیسائی، یہودی، یہ سب جداگانہ قومیں ہیں۔ اور کیسی جداگانہ قومیں ہیں مجھے معلوم ہے کہ ان صاحب نے ہندوستان کی دلیل

اقتباس گاندھی جی (ہریجن ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء)

# میری رُوح بغاوت کرتی ہے

"عدم تشدد پر ایمان رکھتے ہوئے میں ہندوستان کی تقسیم کی مخالفت تشدد کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ اگر درحقیقت مسلمان تقسیم چاہتے ہیں تو میں اس کو روک نہیں سکتا۔ لیکن میں اپنی مرضی سے تو کبھی شامل نہیں ہو سکتا ہوں۔ میں اسے روکنے کے لیے عدم تشدد کا ہر طریقہ اختیار کروں گا۔ اس لیے کہ تقسیم کے یہ معنی ہیں کہ بے شمار ہندوؤں اور مسلمانوں کی وہ محنت ضائع ہو جائے جو انہوں نے ایک قوم ہو کر رہنے کے لیے کی ہے۔ میری تمام روح اس خیال کے مقابلہ میں بغاوت کرتی ہے کہ ہندومت اور اسلام دو مخالف تہذیبوں اور عقیدوں کا نام ہے۔ اس لیے کہ میرا یقین ہے کہ قرآن اور گیتا کا خدا دونوں ایک ہی ہیں اور ہم سب خواہ ہمارے نام کچھ ہی کیوں نہ ہوں ایک ہی خدا کے بچے ہیں۔ میں یقیناً اس خیال کے خلاف بغاوت کروں گا کہ کروڑوں ہندوستانی جو کل تک ہندو تھے اپنا مذہب بدلنے کی وجہ سے اپنی قومیت بھی بدل سکتے ہیں۔"

(ہریجن ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء)

ناظرین غور فرمائیں۔

## اصلی نام ہندو

"اصلی زندگی میں ہم دو قومیں ہندو و مسلمان نہیں ہیں۔ دو قومیت کے نام پر قوموں میں تقسیم کرنا ناممکن ہے۔ ہم دو مختلف قومیں نہیں ہیں۔ ہر مسلمان اگر اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ میں دور تک پیچھے جائے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس کا اصلی نام ہندو تھا۔ ہر مسلمان دراصل ہندو ہی ہے جس نے

اسلام قبول کر لیا ہے۔ ایسا کر لینے سے کیا ان کی قومیت بدل گئی؟ قومیت کو بدل نہیں سکتا۔"
(ہریجن سیوک ۳۰ جون ۱۹۴۶ء)

دیکھئے صفحہ ۔

# علیگڑھ اور بنارس

"کیا آپ (طلباء) اپنی یونیورسٹی (بنارس یونیورسٹی) میں علیگڑھ کے طالب علموں کو شریک ہونے کی ترغیب دے سکتے ہو؟ کیا تم اپنے علیگڑھ کے طلباء کو مدعو کر سکتے ہو؟ میرے خیال میں یہ تمہارا خاص کام ہونا چاہیئے۔ تمہاری اس یونیورسٹی کو یہ خاص خدمت انجام دینی چاہیئے۔ کتنا ہی مذہبی تعصب مل جائے۔ مگر وہ مجموعی حیثیت سے حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے دلوں کا اتحاد نہ ہو۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم خود مسلمانوں کو یہاں آنے کی دعوت دو۔ اگر وہ اس دعوت کو رد کر دیں تو اس سے تم کو ایک بہت عظیم الشان تہذیب کے نمائندے ہو [illegible] کے قول کے مطابق اس کے بھی دو ہیں تہذیب کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دنیا کو اپنا دوست بنا لے۔ تمام تہذیبوں کو بھی اپنا دوست بنا لے۔ ہماری تہذیب دریائے گنگا کی طرح بہت سے نالوں کا پانی اپنے اندر شامل کیا ہے اور ہمیں زمانے کے مذہبی عقائد کی بھی چند تہذیبوں اور چند دھرموں کی تمام عمدگی لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دوسری تہذیبوں کے بہترین عناصر کو درست کر کے اپنے میں شامل کر لے۔ اور فرقہ وارانہ اتحاد ہم آہستگی کا ثمرہ ہے۔"
(ہریجن سیوک ۱۹۴۶ء)

# تقسیم ایک گناہ

"میں ہندوستان کی تقسیم کو ایک گناہ سمجھتا ہوں۔ میں نے تمام بیانوں میں صرف یہ واضح تاثر دیا ہے کہ اگر میرا ہمسایہ گناہ کا ارتکاب کرنا چاہے تو میں اُسے ایسا کرنے سے روک نہیں سکتا۔ لیکن شری راج گوپال آچاریہ کہا کرتے ہیں کہ اگر ایک ہمسایہ گناہ کرے تو وہ اُسے قبول کر لیں مگر میں کبھی ایسے جرم میں شریک نہیں ہو سکتا۔" (ریڈیو [illegible])

مہاتما گاندھی جی کا اپنا مذہبی عقیدہ کیا تھا؟ خود ملاحظہ فرما لیجیے۔

## مذہبی عقیدہ

"میں ہندو دھرم کے بارے میں اپنے جذبات کو الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جیسے ان جذبات کو بیان نہیں کر سکتا جو میں اپنی بیوی کے بارے میں رکھتا ہوں۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ میری بیوی میں خامیاں نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ مجھے ایک ایسے رابطہ کا احساس ہے جو کہیں نہیں ہو سکتا۔ یہی احساس میں ہندو دھرم کے بارے میں اس کی تمام خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود رکھتا ہوں۔ — میں شدت سے مذہبی اصلاح کا حامی ہوں لیکن میرا جوش کبھی اس حد تک نہیں جاتا کہ میں ہندو دھرم کے بنیادی اصولوں میں سے کسی ایک کا بھی انکار کر دوں۔"

(ینگ انڈیا [illegible])

## مذہب میں مساوات

میں نے [illegible] اسلام [illegible] [illegible]

کہیں یہ نہیں کہا گیا کہ تم قرآن کے ہر حرف پر ایمان رکھنا ہے یا کسی بھی الہامی
کتاب کے ہر لفظ کو ماننا ہے۔ لیکن یہ علم ہوا انہیں کہ [illegible]
کی کتابوں پر حکمت چینی کی جا رہی ہے [illegible] کی نشاندہی کر رہے [illegible]
حق ہے اور پہرا بیٹھے [illegible] حقائق ان مذاہب کے [illegible]
[illegible] کا [illegible] قرآن یا پیغمبر کی
زندگی میں کسی ایسی بات پر نکتہ چینی کی جس میں [illegible]
[illegible] کا [illegible] کیا کرتا ہے [illegible] باتوں کو
[illegible] پیغمبر کی زندگی میں [illegible]
ایسی باتوں کے متعلق [illegible] مسلمانوں [illegible]
کی نظر سے ان کو دیکھتا ہوں اور میں ان کو اسلام کے مشہور مفسرین کی [illegible]
کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں [illegible] مذاہب کے احترام کی [illegible]
نظر سے دیکھو کہ میں مذاہب کی ساخت کے اصول کو سمجھ سکا ہوں لیکن
یہ میرا فرض ہے کہ [illegible] مذہب کے [illegible]
کہ ان باتوں کو [illegible] کہا جائے ؟

مذہب اور [illegible]

# پاکستان

[illegible] ایک [illegible] کہ [illegible]
[illegible] مسلمانوں [illegible] تمام [illegible]
[illegible]

(مولف)

پہلے بھی کے خطوط سے میرے تاثرات بھرے پڑے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ میں ایسا ہی خیال کیا کرتا تھا لیکن اس وقت ترکی میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کے خیالات تک میری رسائی نہیں۔ میں لیگ کے اخبارات کو پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ ایک حد تک مجھے مسلمانوں کے خیالات سے واقف کرتے ہیں۔ آپ کی رائے میں بالکل ناقابل اعتبار ہوں۔ میری علالت مجھے زیادہ کی خدمات میں ان کی تحریریں بہت مشتبہ ہیں۔ مگر میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ یہ ایک گڑبڑ یا تشویش والی صورت حال ہے۔ مجھے تو یقین ہے کہ میں نے کبھی کوئی بات مسلمانوں کے مفاد کے ساتھ یا کبھی مسلمانوں کے ساتھ نہیں کی۔ خدا کا شکر ہے کہ آج بھی متعدد مسلمانوں کے متعلق میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ وہ میرے دوست ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کس طرح اس بے اعتمادی کو رفع کروں۔ میرے مخلص جیسے کہتے ہیں کہ تو ہمیں یا کہتا ہے میں کہتا ہوں کہ پاکستان دینا میرے اعتقاد میں گناہ ہے۔ اگر میں اس مطالبہ کو حق بجانب سمجھتا تو اس کے لیے لیگ کے پہلو بہ پہلو کام کرتا مگر میں ایسا نہیں سمجھتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ کوئی مجھے یقین دلا سکے کہ یہ مطالبہ حق بجانب ہے۔ کسی شخص نے کبھی اس مطالبہ کے مضمرات مجھے نہیں بتائے ہیں۔ پاکستان کے مخالف وہ تباہ دل ہیں جو مضمرات بتائے جاتے ہیں۔ وہ تو بہت ہی خوفناک ہیں لیکن میں مخالفوں کے اعتراضوں کو بھی صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہ بات تو مطالبہ کی حمایت کرنے والے بھی جان سکتے ہیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ ان کا مطلب کیا ہے۔ بلاشبہ پاکستان کے حامی چاہتے ہیں کہ دوسروں کی دنیا کو بدل دیں اور یہ نہیں چاہتے کہ زبردستی کریں لیکن کیا ایسی کوئی کوششیں کی گئی ہے کہ مخالفوں کو دوستانہ طریقہ سے پاکستان کی حقیقت سمجھائی گئی ہو یا ان کی دنیا کو بدلنے کی کوشش کی گئی ہو۔ مجھے یقین ہے کہ نہ صرف میں بلکہ کانگریس بھی آ

ہے جو اس طرح اس کی راہ میں حائل کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ - - -

انگریز یہاں ہیں سوچتے اس کے لڑکے کی سمجھ تو ممکن نہیں کہ ان کی حکومت ختم ہو جائے اور ہندوستان سے دست بردار ہو جائیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو مسلم لیگ اور کانگریس دونوں ہی منظم جماعتیں ہیں آپس میں سمجھوتہ کر کے ایک ایسی عارضی حکومت قائم کر سکتی ہیں جسے سب قبول کر لیں اور اس کے بعد منتخب مجلس دستور ساز بنائی جا سکتی ہے۔ میری موجودہ تحریک کا واحد مقصد تو یہ ہے کہ انگریزی اقتدار ختم ہو - - - پھر بھی وہ مسلمان جو پاکستان چاہتے ہیں آزادی کی تحریک میں شریک نہیں ہوں اور اس جدوجہد میں حصہ نہیں لیں البتہ اگر وہ انگریزی راج کی مدد سے ہندوستان کی سرزمین میں پاکستان حاصل کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں تو پھر یہ بات اور ہے کیونکہ اس معاملہ میں میرا کوئی مقام نہیں۔" (دیکھیں ہریجن ۱۹ جولائی ۱۹۴۲ء)

آگے چلئے:

"ہر شخص اس اتحاد کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے مگر ہر شخص نہیں جانتا کہ اتحاد سے مراد سیاسی اتحاد نہیں جو زبردستی پیدا کیا جائے بلکہ قلبی اتحاد ہے۔ اتحاد پیدا کرنے کے لئے پہلا ضروری قدم ہے کہ کانگریسی چاہے وہ کسی مذہب کا ہو، ہر ایک بذات خود ہندو، مسلمان، عیسائی، یہودی، زرتشتی وغیرہ مختصر ہر ایک ہندو اور غیر ہندو کی نمائندگی کرے اسے ہندوستان کے چالیس کروڑ اشخاص میں سے ہر ایک کے ساتھ وحدت کا احساس ہونا چاہئے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کانگریسی دوسرے مذہب کے لوگوں سے ذاتی طور پر دوستانہ تعلقات پیدا کرے اور ہر مذہب کا ویسا ہی احترام کرے جیسا اپنے مذہب کا۔"

(رسالہ تعمیری پروگرام صفحہ ۳)

مہاتما جی طریقہ بتلاتے ہیں :-

" بعض وقتوں میں جب میں چھوٹا سا بچہ تھا راجکوٹ میں مدرسہ میں پڑھتا
تھا ، وہاں ایک موسیقی کا ماہر تھا ۔ جب وہ اپنا ساز چھیڑتا
تھا تو اس کی انگلیاں اس طرح چلتی تھیں کہ ہر بے ذوق شخص بھی محو
حسن ہو کر رہ جاتے تھے ۔ اسی طرح کے تار ہر انسان کے دل میں ہوتے ہیں
اگر ہم یہ جانتے ہیں کہ کس تار کو کس طرح چھیڑیں تو ہم مطلوبہ نغمہ پیدا کر
سکتے ہیں "

یہ بھی سنئے :-

## بنی آدم کا خادم

" مجھے اسلام یا مسلمانوں کا دشمن نہ سمجھو ۔ میں ہمیشہ تمام بنی
آدم کا خادم اور دوست رہا ہوں " ( ہریجن ، ۱۹ جولائی ۱۹۴۶ء )

## ایک ماہر طبیب

" کسی کو یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ میں نے اس مسئلہ ( ہندو مسلم اتحاد )
سے ہمیشہ کے لیے ہاتھ دھو لیے ہیں ۔ میں تو ایک ماہر طبیب کی طرح مجھے
ابھی اور امید بھروسہ ہوتا ہے ۔ وقت کا منتظر ہوں ۔ اس کا مجھے پورا یقین ہے
کہ میری یہی دوا اس نظر آنے والے مرض کے لیے اکسیر ہے اور جب کہ
آخر کار وہ وقت آ رہا ہے کہ ایک فریق بھی اس علاج کو قبول کرے گا
مجھے امید ہے "
( ینگ انڈیا ، ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء )

اس مقام پر ہم نے گاندھی جی کے ان فریب آمیز خیالات اور تحریرات کو
پیش کیا ہے جن کے ذریعے وہ مسلمانوں کے اندر متحدہ قومیت اور وطنیت کا
زہر آلود نظریہ پھیلا کر اپنے مقاصد و مطالب کی تکمیل چاہتے تھے ۔ اسلام کو

اپنے مذموم خیالات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی سعی ناپاک کرتے جیسے
تو ذرا اس کو حل کر بتایا جائے گا کہ وہ مستشرقین ترجمانی کرتے تھے جس کی طرف
کانگریس کی رہنما شاہ [illegible] فرمایا ہے۔ یہاں آپ ہمیں صرف پنڈت جواہر لعل نہرو
جنہیں گاندھی جی اپنے جانشین قرار دیتے ہیں ان کے واسطے میں
معرفت، اتنا واضح ہو جاتا ہے۔ اگر ہم اتنا اپنے رنگ میں سمجھ سکتا ہے
وارد ہوا کہ طلسم کدہ ہے وہ داخل ہوا ہیں کہ سامنے میدان میں
اس لئے پھینک دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو مذہب کے ترقی میں نقاب میں
جتنے کو قریب ہو جائے تو دوسری طرف پنڈت جی جنہیں ہمارے ہاں بھی
کی یہودی آزاد خیر حاصل ہے وہ [illegible] اور [illegible] اسلام
کی [illegible] مسلمان کو روشنی کا جلوہ دکھا کر صراط مستقیم سے
ہٹانا [illegible] کہ پیچھے ہوا [illegible] ہیں۔ ہم جہاں تک [illegible]
اس وقت کا مقصد یہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو [illegible]
سے [illegible] نکال کر انہیں اس دین سے برگشتہ کر کے (جس کے متعلق
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اپنے دین کو مکمل کر دیا اور ہم نے
انسانوں کے لیے راہ نجات قرار دیتے ہیں) اپنی راہوں پر لایا جائے
اب ہم ان کے جانشین پنڈت جواہر لعل نہرو کی کوششیں ملاحظہ

[illegible]:-

## جواہر لعل نہرو

"مذہبی نقطۂ نظر کسی قوم کی اخلاقی اور روحانی [illegible]
میں مدد نہیں دیتا۔ اس میں مسائل کو [illegible] اخلاق [illegible]
کو اس [illegible] سمجھا جاتا ہے۔ [illegible]
[illegible] کو مذہب [illegible] کی [illegible]

بھی گرد و بالا ہے اور صرف یہی آدمی کو سماج کی بھلائی سے کہیں
اپنی شخصی نجات کی فکر رہتی ہے۔" (میری کہانی جلد دوم صفحہ ۱۱
طور خلاصہ لیجیے)۔

"جماعت پسند نظر ایک ایسی سماج ہے جس میں طبقوں کا فرق مٹ
جائے۔ معاشی معاملات میں سب کے ساتھ یکساں انصاف برتا
جائے اور سب کو یکساں موقع دیا جائے۔ ایک منظم سماج جس کا
یہ مقصد ہو کہ بنی نوع انسان بلند تر مادی اور ثقافتی سطح پر پہنچ سکے
اور اس میں روحانی صفات یعنی اشتراک عمل، بے غرضی خدمت
خلق، حق پسندی اور محبت نشو و نما پا سکیں۔ جارحانہ تعصب
ہو جائے گا اسی طرح کا ایک ہمہ گیر نظام ہو جائے۔ اس راہ میں جو چیز
حائل ہو اسے ہٹانا پڑے گا۔ اگر ممکن ہو تو نرمی سے ورنہ مجبوراً سختی
سے۔ یہ یقینی بات ہے کہ جبر کی ضرورت اکثر دیتی ہے لیکن اگر تشدد
کا استعمال کیا جائے تو وہ نفرت اور ظلم کے جذبہ کے ساتھ نہ ہونا
چاہئے بلکہ صرف دل سے بھلائی کی غرض سے کیا جائے۔"

(میری کہانی حصہ دوم۔ صفحہ ۱۰۰)

کانگریس پنڈت نہرو نے شکست خوردہ سرمایہ داروں کے انفرادی تحفظات و اسکے خود
ساختہ اسلام کی بجائے ہمیشہ اس وقت ملک کا مفاد اقبال کے الفاظ میں حقیقی اسلام کو
سمجھتے جو رب العالمین کا عطا کردہ نظام حیات ہے اور ہر انسانی بچے
کی نشو و نما کی پوری ذمہ داری اٹھاتا ہے اور وسائل پیداوار
ہر جماعت مند کے لئے یکساں کھلے رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

کس نہ در ایں جا سائل و محروم نیست
عبد و مولا حاکم و محکوم نیست
کس نباشد در جہاں محتاج کس
نکتۂ شرع مبین این است و بس

لیکن جمعیت کی کا مقصد نر بھارتی مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے۔

اس کے بعد شخص اور انفرادیت کو ختم کر کے وطن کی چار دیواری میں محصور قومیت کے بت کا پرستار بنانا ہے۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"لیکن اگر جدید معاشرہ کا تقاضا سے راست ہے تو اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ایک ایسا معاشی نظام قائم کیا جائے جو اس تقاضے سے ہم آہنگ ہو۔ ۔ ۔ جدید ہندوستان کے مسائل پیچیدہ معلوم ہوتے ہیں لیکن اس پیچیدگی کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم معاشی اور سماجی نظام کی حقیقتوں کا تجزیہ کئے بغیر آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ ۔ ۔ سیاسی میدانوں کا ہونا ضروری ہے لیکن معاشی تبدیلیاں بھی اتنی ہی اہم ہیں۔ ان تبدیلیوں کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ یہاں ایک ایسی اجتماعیت کو بہا دیا جائے جو کہ کی نگرانی میں منصوبہ بندی پر مبنی ہو۔"

(ملاقات ... جلد سوم صفحہ ۱۲۳۲)

ہم نے یہ واضح کیا ہے کہ پنڈت جواہر لعل نہرو صاحب گاندھی جی کے صحیح جانشین ہیں۔ اس کے متعلق خود گاندھی جی کی زبان سے سنئے۔

## سیاسی وارث

"جواہر لعل میرا سیاسی وارث ہے۔ میری زندگی میں وہ مجھ سے اختلافات رکھتا ہو لیکن میرے بعد وہ میری زبان بولے گا۔"

(گاندھی جی کا خطبہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی ۱۹۴۲)

یہ ایک بار پھر سن لیجئے:۔

"میری زندگی کے ساٹھ برسوں میں سیاست سے مذہب کے جدا ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکا۔ ۔ حقیقت مذہب کو جانتا

ہر قبل پر حاوی ہونا چاہیئے، لیکن اس صورت میں مذہب کے معنی فرقہ پرستی کے نہیں ہیں۔" ([illegible])

ملاحظہ فرمالیا ناظرین کرام! جواہر لعل کا ذہن جس کے سیاسی وادیوں میں اور جہاں تا سیاست اور مذہب کے جدا ہونے کا تصور بھی نہیں کرسکتے، اور مذہب اُن کے نزدیک یہ ہے کہ مسلمان اپنی ہندوستانی متحدہ قومیت کے سمندر میں غرق ہو کر اپنی انفرادیت کو ختم کر دیں۔

اب ہم تاریخ پاکستان کے اس افسوسناک باب۔ تاریک ترین دور۔ دلخراش حقیقت اور قابل نفرت تلافی کردار کو سامنے لا رہے ہیں جس سے ہماری ابھرتی ہوئی نسل کے وہ دردمندوں کے حساس قلوب حیرت و استعجاب کے سمندر میں ڈوب جائیں گے اور غیرت و حمیت کا شاداب چمن بیں سمٹ آئے گا جب ہماری نوخیز نسل یہ دیکھے گی کہ جمعیت علمائے کتاب و سنت کا حسین و دلکش نقاب اوڑھ کر نیشنلزم (وطنیت) اور متحدہ قومیت کے جواز کے لیے اپنے علم و فضل کو گروی رکھے ہوئے تھے اور وہ حریت وطن کے جراثیم اسلام کے مقدس جسم پر جسد ملت میں داخل کرنے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو وقف کیے ہوئے تھے۔

اور ستم یہ ہے کہ اس مجرم اسلام مرد بصیرہ روشن ضمیر حکیم الامت علامہ اقبال کو "فرنگ زدہ" کا طعنہ دے کر مسلم عوام کی نظروں سے گرایا جا رہا تھا۔ چشم فلک نے یہ تماشہ بھی دیکھا کہ ہندوستان کے سب سے اعلیٰ دارالعلوم کے سب سے بڑے مہتمم و شیخ الحدیث مسلمانوں ہی کے لیے فریب تراش رہے تھے اسلام کی تشریح و تفسیر جو ہندو کے مفاد کے عین مطابق کر رہے تھے۔

اس سے اندازہ ہو جناح کے مقام اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس آدمی نے حق
خود ارادیت کے نعرے لگا کر مسلمانوں کو گمراہ کیا اور [illegible] کا سلطان الہند
ہی سے قرار دیا بزعم خویش اس کو [illegible] والا مسلمانوں اور
ہندوؤں کو دو قوموں کی جا رو بار [illegible] محصور کر کے ایک قوم قرار دے
دیا ہے۔ وہ حیات انگیز نظریۂ زندگی جو بلال کے نعرۂ حق کو اپنے
رگ و ریشے میں سرایت کیے ہوئے ہے آج ہے اسلامیان ہند کی نگاہوں
سے اوجھل کر کے انھیں بے بسی اور بے بسی کے ناقابل [illegible]
کی ترغیب دی جا رہی ہے مسلمانوں کے لیے صرف قائد اعظم
کے لیے اس سے زیادہ رنج و اندوہ کا اور کون سا مقام ہو سکتا ہے
حیرت ہے کہ اس وقت آسمان کیوں نہ ٹوٹ پڑا، زمین کیوں نہ شق
ہو گئی ہے

اے محمد گر قیامت را برآری سر زخاک
سر برآور وین قیامت در میان خلق بین

ہندوستان میں قومیت اسلام کی جڑ کاٹنے کے لیے سب سے
پہلا شخص جو سامنے آیا وہ [illegible]
آزاد جیسے [illegible] کے خیالات، نظریات کو یکسر فراموش
کر کے [illegible] ہندوستان کے [illegible]
مولویوں کو متأثر کیا [illegible] تحریک کی تائید و حمایت کے لیے آمادہ
رضامند کیا۔ ان لوگوں نے کانگریس [illegible]
مسلم لیگی نمایندوں [illegible] مقام و مرتبہ کو کم کرنے اور [illegible]
مسلمانوں کے دلوں سے ان کی عزت و توقیر گھٹانے اور عامۃ المسلمین
کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کے لیے قرآن مجید اور حدیث پاک کی
[illegible] حافظ [illegible]

جنہیں حضور رسالتمآب کے خاک بوسی کا ہیرو، وہ ابھر ابھر کر رہنمائی و رہبری کرتے رہا تھا وہ کس طرح اپنے امام الہند و شیخ الحدیث کی بسنوائی میں شریک ہوتے۔ اقبالؒ و جناحؒ نے مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی اور وحدت فی الخیال و عمل پیدا کرنے کے لیے ان کے بجھے غریب مقتدیوں کو چاک کیا اور مسلمانوں کو کافر دین کی تمیز بتائی۔ جبکہ ستقامت حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے اسی احساس و درد نگیز اور ہجوم غم و قوہ علم سے جو سیلاب اشک بن کر اُمڈ آیا تھا حضرت مدنی کے طائفے کے متعلق فرمایا ہے

باں قوم از وطن میسر اہم کشاید — نقش بے یقینے و کم سماعے

بسے تا ایدنی ہا دیدہ ام من:

مراعات کا شکے بادر وہ نزدے

متحدہ قومیت کے حامی گاندھی کے خلاف اقبالؒ و جناحؒ اور ان کے ہمنواؤں کی جو ہم آہنگی تو آپ کو ہماری پوری کتاب میں پھیلی ہوئی نظر آئے گی یہاں پر ہم صرف مولانا ابوالکلام کے اصولوں اور پختہ مرود نظریات سے منحرف ابوالکلام کے وہ تضادات پیش کریں گے جن سے جو ہمیں تاریخ آسانی سے یہ اندازہ لگا سکیں گے کہ نیشنلسٹ علماء کے اس سرخیل نے سب کو ترسے پھسل کر لب گنگا پہنچنے کو معراج وطنیت قرار دے لیا اور انجام کار اس بیچے ہو گئے ڈیکسنے اپنی کتاب انڈیا ونس فریڈم صفحہ ۲۰۳ میں جس طرح اسلام سے بیزاری و بے زاری کو کھلا اعلان کر کے دنیا پر یہ واضح و آشکارا کر دیا کہ وہ بھی صوبا جیسا اسلامی نظریہ حیات سے منحرف اور نشکل ہو چکے تھے ہم کانگریسی ذہنوں کی تحریروں سے یہ ثابت کریں گے کہ پہلے ابوالکلام غیر یقینی کا شکار ہوئے اور پھر ترقی کر کے سیکولر ہا اور ان کے تو سطے دین ہند بنا

کی اکثریت کو تحریکِ پاکستان کے خلاف استعمال کیا۔
جن کو تحریکِ پاکستان میں حضرت قائد اعظمؒ کی قیادت میں کام کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اس زمانہ میں ان مولویوں کی بے سروپا دلیلوں سے مسلم شعور شل اور جذبہ حقیقت بیانی اور سحر آمیز قلم کا ابھار کر دیکھتے تھے کہ یہ کانگریسی نیتاؤں کے اشارہ ایسا ہی لکھا کرتے تھے۔ بڑے سے بڑے جرنیل کا پیر سپاہی تا سخت انگیز بھی میں یہ کس دیا کرتا تھا۔

مقصود چشم بد دور سہی آپ رہیں گے!

یہ تو آپ اور ہی برحق کا تنقیض کر لینا نہ تھا بکہ اقبالؒ نے باطل کے اور زہر آمیز تار عدل کو جس فانی بصیرت سے بھانپ کر قرن بعد میں ملت کو اس سے آگاہ و خبردار کر دیا اور جمہور اسلام کے تو بجا ایمان نے انھیں تاج حکومت سمجھ کر زندہ جیون کے رکھ دیا۔ اور ملت اسلامیہ کی تضادات کے دریں گے پاکستان کی حیات افروز ناگوں سے محروم ہوگئی۔ مرتفسیر قرآن اور شرح احادیث کے تراجم اور حاشیہ ادبی کی یک ایسی خاصی تعداد جگہ بہ جگہ شمس بہ شمس بھکاؤں میں قریہ بہ قریہ۔ گھر بہ گھر۔ متحدہ قومیت کا زہر پھیلا رہی تھی اور ان کی ان مذموم حرکات نے مسلمانوں کو بے حد خاصا پریشان کر رکھا تھا کہ حرمتی سے بچہ بچہ اور مشرقی لباس کے دلدادہ کی بالخصوص یا ان حاسدوں اور تنقیدوں میں علمی برتری ورثہ داں کی۔ یہ تو دنیا کا دلدادہ کتنا تھا جس میں نہایت دیدہ زیب۔ خوشنما، دلکش۔ جاذب نظر۔ اور دلربا کا تکرار بھی اسلام کے نقاب اوڑھ کر یہ زہر تھا وہ اسلام کے علمبردار جو بظاہر مسلمانوں کی سرفرازی کی ۔۔۔ مسلم لیگ کے ہوا جو معلوم ہوتے تھے لیکن تشتس کا علمبردار بنانے کے لیے ۔۔۔ مسلمانوں کی افرادیت کے

ترقی و تعمیر کو جذبۂ ساحری کی فریب کاریوں کے سمندر (متحدہ قومیت)
میں غرقاب کر دینا چاہتے تھے۔ قدم قدم پر مسلمانوں کی حیاتِ نو کی تحریک
کی مخالفت پر کمربستہ تھے۔

اس عالمِ حیرانی و پریشانی میں۔ اس تند و تیز ہوا میں، اس جو
و روشن کا جلایا ہوا چراغ فروزاں ملت کے قلوب و اذہان کو نور
سے منور کر رہا تھا۔ ان کے عزم و ثبات میں اضافہ اور ان کے
حوصلوں کو بلند کر رہا تھا۔ اقبال کی تربیت گاہ کے یہ طالبانِ حق شناس
یہ تلامذۂ اقبال۔ یہ رہنمایانِ ملت اور فرزندانِ ملت تھے۔ جنہوں نے تحریک
پاکستان میں قائداعظم کے ہمقدم و ہمرکاب ہونے کا فخر حاصل
کیا اور فکرِ اقبال کی روشنی میں ان کے واردات و حالات کا تشخص قرار
بھی دیتے رہے۔

تاریخِ پاکستان کا یہ ناقابلِ فراموش باب۔ یہ المناک اور عبرت
انگیز دور ایسا ہے جسے ہم چاہتے ہیں کہ جس قدر ہو سکے تفصیل کے
ساتھ نذرِ قارئین کریں۔ ہمیں ان لوگوں کے جذبات و احساسات
کا پورا پورا خیال ہے جن کی عقیدت و ارادت کا رشتہ ان کانگریسی
علما کے ساتھ بندھا ہوا ہے لیکن اس حقیقت بیانی سے گریز ہم
ایک قومی جرم تصور کرتے ہیں۔

یہ ایک کھلی اور واضح حقیقت ہے اور ہمیں یہ خطرہ اور اندیشہ
ہمیشہ لاحق اور دامن گیر رہا ہے کہ وہ قوتیں جنہوں نے اسلام ہی
کے نام پر تمام پاکستان کی شدید مخالفت کی تھی وہ پاکستان بن جانے
کے بعد اس کی تعمیر کے منصوبوں میں اسلام ہی کا لبادہ اوڑھ کر رخنہ
اندازیاں کرتی رہیں گی۔ ہم واشگاف الفاظ میں کہہ دینا چاہتے
ہیں کہ ہم نے تحریکِ پاکستان میں ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے

نام کیا جاتا ہے جس پر ملک و دل و جان سے عزیز ہے۔ لہٰذا ہم ان تخریب
پرستوں کو قطعاً اجازت دینے کے لیے تیار نہیں کہ یہ ان مولوی اسلام
[illegible] جیسی اسلام جیسی کی بدولت آج ایک عظیم مملکت وجود میں آئی
[illegible] تھی جب جمہور اسلام حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے خواب اور
نظریۂ پاکستان کی روشنی میں جب پاکستان وجود میں آیا تھا اقبال اور
جناح کے پاکستان میں اسی طرح اسلام کے نام پر تخریب پسندی کا
ارتکاب ہو اور مسلمانوں میں تشتت و افتراق پھیلانے اور پاکستان
کے استقلال و استحکام کو کمزور کرنے کے لیے نعرہ بازی کرے۔
[illegible] پاکستان کا قیام جن کے دشمنی کی تکذیب ہے پاکستان کو ہر وقت
اندرونی طور تفریق و انتشار میں مبتلا دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ خاکم بدہن
احساس کے وجود کو ناپید کر کے اپنے ابو الآبائی کی [illegible]
[illegible] گروہ [illegible] سے محفوظ رکھ سکیں۔
ہمارے نزدیک گروہ ہی فریب خوردہ لوگ ہیں [illegible] کی تضاد [illegible]
سے الجھے ہوئے ہیں [illegible] اپنی مجلسوں اور محفلوں
میں گاندھی و نہرو کی تعریف کا حق ادا کرتے ہیں اور اقبال و
جناح پر تبرا کرنے سے باز نہیں آتے اور اس دور کے باقیات [illegible]
پرست مولوی صاحبان پاکستان میں [illegible]
کھول رہے ہیں لیکن ہم نے اپنا فریضہ سمجھتے ہیں کہ جہاں تک [illegible]
عزوجل نے ہمیں ہمت و طاقت دی ہے ہم اپنی آنے والی پاکستانی نسل کو
[illegible] پاکستان میں صاحب اقتدار [illegible]
[illegible] سے بچانے اور محفوظ کرنے کے لیے ان تاریخی حقائق کو سامنے
[illegible] آئینہ میں ان مقدس اور تاریخی شخصیتوں کے کردار
[illegible] دیکھ سکیں [illegible] سے مغلوب ہو کر [illegible]

میں مولانا ظفر علی خانؒ نے فرمایا تھا۔

گرکاٹتا ہے جو سر تو دستِ قضا سے کاٹ
یکسر قنت ترکیہ ڈوریوں سے و بحسوم کر
کیوں ویسے یہ آن سے بھول گئے کیوں حرم کو آپ
آئیں ابوالکلام جو دو و حیا سے گھوم کر

# ابوالکلام کے تضادات

ہم دیانت داری سے سمجھتے ہیں کہ جب تک مولانا آزاد کی فکری تہہ داریوں اور ذہنی قلابازیوں کو سامنے نہ لایا جائے ہم اس بحث میں منکر کو کہ علمائے دیوبند نے کیوں ہندو کانگریس کا ساتھ دیا آپ کے سامنے مکمل ذکر سکیں گے اور تبھی آپ یہ اندازہ فرما سکیں گے کہ ارادت و عقیدت کی وہ زنجیریں جو کسی زمانہ میں انسان کسی کی محبت اداؤں اور دلفریب نواحیوں سے مسحور و متأثر ہو کر از خود اپنے پاؤں میں ڈال لیتا ہے وہ عقیدت و محبت کی مدہوشیوں میں کس طرح انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں۔ آزادی کے دور ابتلا میں مسلمانوں کی جیسا کہ مسلمانوں اور حریت آموز نوازوں نے خواہ مخواہ مسلمانان کو خراب خلفشار و بدنظمی سے پیدا کرنے میں نمایاں حصہ لیا تھا شاذ و نادر وہ لوگ مولانا عقیدت میں آئے ہوئے لوگوں نے ان کے معنوی تربیت کے دور میں بھی ان کے اشاروں پر کام کیا۔ ویسے تو کتاب کے ہر باب میں قریباً قریباً آزاد و دوسرے کے ہمنواؤں کا ذکر آئے گا۔ کیونکہ جب تک تحریک پاکستان کے مانعین اور مخالفین کو بار بار ذکر سامنے نہیں ہو گا اس وقت تک ہم تحریک پاکستان کی تاریخ کو ترتیب نہیں دے سکیں گے۔

ہیں تو اخلاق میں مولانا آزاد کی دور الہلال کی چند تحریرات اور ان سے
برعکس متحدہ قومیت کے زمانہ کے خیالات ملاحظہ فرمائیں گے اس
ب کا آغاز کر رہے ہیں۔
ملاحظہ فرمائیے:۔

## دور الہلال

"اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جو مسلمان اپنے کسی عمل و اعتقاد کے لیے بجز اس کتاب کے اور کسی دوسری جماعت یا تعلیم کو بنیاد بنائے وہ مسلم نہیں، بلکہ شرک فی صفات اللہ کی طرح شرک فی صفات القرآن کا مجرم اور اس لیے مشرک ہے۔ اسلام اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کے پیروؤں کو اپنے ہر عمل یا عقیدے کے قائم کرنے کے لیے بیگانہ قوموں کی پیروی کرنی پڑے، مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی شرمناک سوال نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسروں کی پولیٹکل تعلیموں کے آگے جھک کر اپنا راستہ پیدا کریں، ان کو کسی جماعت میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں، وہ خود دنیا کو اپنی جماعت میں شامل کرنے والے ہیں اور صدیوں تک دنیا کو چلا چکے ہیں، وہ خدا کے سامنے کھڑے ہو جائیں تو ساری دنیا ان کے سامنے کھڑی ہو جائے، ان کا خود اپنا راستہ موجود ہے، راہ کی تلاش میں کہیں اور کیوں جائیں گے ۔۔۔ وہ اور ہر جگہ سے پھر جائیں، خدا ان کو سربلند کرتا ہے وہ کیوں اپنے سروں کو جھکاتے ہیں! وہ خدا کی جماعت ہیں اور خدا کی غیرت اس کو کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ اس کے گھٹنے پر جھکنے والوں کے سر غیروں کے آگے جھکیں۔" (صفحہ ۱۰ تا ۱۹)

آگے چلئے۔

"ہم تو خود مسلمانوں کی سب سے بڑی غلطی سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ اپنے حقوق اپنے سامنے رکھتے ہیں پیچھے گورنمنٹ پر اعتماد اور اب بجائے اس کے کانگریس کی شرکت ہے۔"

(روزنامہ الہلال ۱۲/۲۴ ء)

## دورِ متحدہ قومیت

"مسلمانوں کو اپنے حقوق کے تحفظات کے لیے گورنمنٹ برطانیہ کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے۔ انھیں اپنے برادرانِ وطن کی طرف دیکھنا چاہیے۔ ۔ ۔ ۔ ان سے بدگمان نہیں رہنا چاہیے بلکہ جوق در جوق کانگریس میں شریک ہو جانا چاہیے۔ کانگریس کے ہاتھوں میں ان کے حقوق بالکل محفوظ ہیں۔" (خطبات [illegible])

اب ایک کانگریسی اخبار مدینہ جو بجنور سے نکلتا تھا اس کا مقالہ افتتاحیہ پیش کیا جاتا ہے یہ فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ مدینہ بجنور کے ایڈیٹر درست کہہ رہے ہیں یا مولانا آزاد ۔ ۔ ۔ دونوں ۔ ۔ ۔

اخبار مدینہ بجنور ۱۰ فروری ۱۹۲۲ء کی اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں لکھتا ہے:-

"مولانا ابوالکلام آزاد سے بڑھ کر کانگریس کا حامی و علمبردار کون ہوگا لیکن وہ بھی ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک جداگانہ قوم سمجھتے ہیں ۔ ۔ ۔ مولانا موصوف نے غالباً اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے [illegible] فرمایا تھا
مسلمانوں کو [illegible] کر دینا چاہیے کہ وہ اپنی قومی انفرادیت کو کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑ سکتے ۔ ۔ ۔ پچھلے دنوں مولانا نے اسی موضوع پر مدینہ میں ایک سلسلہ مضامین لکھنے کا وعدہ

فرمایا تھا لیکن افسوس ہے کہ موصوف کی مصروفیت و علالت
کی وجہ سے یہ وعدہ پورا نہ ہو سکا ۔ ورنہ جواب کے تقاضات
پیش کر کے کانگریس کو بتلاتے کہ وہ اس مسئلہ میں اصول سے
اپنے نفس کو کتنا قریب سے رکھتے ہیں؟

مولانا آزاد کے متعلق مولانا کے گہرے ملنے والے مدینہ کا اعلان قریب
ہے لیکن سنئے مولانا کا اپنا ارشاد و کیا ہے۔ انتخاب صدارت کے
بعد لاہور میں ایک تقریر کے دوران مولانا صاحب نے فرمایا :-
" جناح کا یہ نظریہ کہ ہندوستان میں دو مستقل قومیں ہیں "
دو قومی نظریہ ایک غلط فہمی پر مبنی ہے۔ میں اس باب میں آپ
سے متفق نہیں ہوں۔ ( انقلاب ۔ ۲۹ )

## اجلاس رام گڑھ

اس کے خطبہ میں مولانا آزاد نے وہ سب کچھ کہہ دیا جس کے
کہنے سے وہ برسوں تک پہلو تہی کرتے رہے۔ اس خطبہ میں یہ ارشاد
بھی فرمایا کہ یہ اسلامی کی تمیز تجویز ہے جو الہلال کے زمانے میں تھا۔
فرماتے ہیں :-

" مجھے معلوم نہیں کہ آپ لوگوں میں سے کتنے ہیں جن
کی نظر سے الہلال کی وہ تحریریں گزری ہوں گی جو ۱۹۱۲ء سے لکھا تھا میں
میں چاہتا ہوں الہلال کے صفحوں پر لکھتا رہا ہوں۔ اگر ایسے شخص
بھی یہاں موجود ہیں تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنا
حافظہ تازہ کریں۔" ( خطبہ صدارت صفحہ ۲۸ )

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :-
" مجھے یہ شرم نہ ہو کہ یاد دلاؤں کہ میں نے ۱۹۱۲ء میں

جس جگہ سے انھیں خطاب کیا تھا آج بھی میں اسی جگہ کھڑا ہوں۔ اس تمام مدت کے حالات کا جو اتار چڑھاؤ ہے سامنے گزرتا رہا ہے۔ ان میں سے کوئی حالت ایسی نہیں جو میرے سامنے سے نہ گزری ہو۔ میری آنکھوں نے دیکھے اور میرے دماغ نے سوچے میں کبھی کرتا ہی نہیں ہوں گی۔

حالات میرے سامنے سے گزرتے ہی نہیں وجہ ہے میں آج کے اندر گڑا ہوا اور ہی تھی ایک ایک حالت کا جائزہ لیا میں مجبور ہوں کہ اپنے مشاہدے کے ضمن ہمیشہ تو میرے لیے ممکن نہیں کہ اپنے یقین سے لڑوں۔ میں اپنی ضمیر کی آواز کو نہیں دبا سکتا۔ میں ہی تمام عرصے میں اب سے کہتا رہا ہوں کہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے لیے صرف وہی ایک راہ عمل ہو سکتی ہے جس کی میں نے ۱۹۱۲ء میں انھیں دعوت دی تھی۔" (صفحہ ۲۰۳)

مولانا فرماتے ہیں کہ لوگ اپنا محاسبہ خود کر لیں۔ حالانکہ خود مخاطبین سے زیادہ مولانا کو ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کے پاس الہلال کا کوئی پرچہ نہیں ہے۔ آئیے ہم مولانا کو بتلائیں کہ ۱۹۱۲ء میں کیا کہتے تھے۔

"وقت کی ساری تحریکیں برتی ہوئی ہیں اور صیاد ہیں انسانی فکر کا بھی ایک روشن پہلو ہے جو سارا تماشا انہی کی ترویج ختم کرکے نہیں دیتا۔" (صفحہ ۵۰)

## اس سے قبل روح کی عظمت و رفعت کا معیار

"اولیاء اللہ کا گروہ جس قدر محبت الٰہی، و وصال میں اللہ میں ترقی کرتا ہے اتنا ہی اس کے اعمال میں تعلق دنیا اعلیٰ

زندگی کا ظہور بھی ترقی کرتا ہے اور اس کی روح فیضانِ الٰہی کے ذریعہ یکسر تربیت پاتی چلی جاتی ہے جیسا کہ تکمیلِ مرتبۂ انسانیت تک اس کا ارتقاء ہو جاتا ہے اور یہی معراجِ مستقیم ہے ... وہی قسم کا آخری مرتبہ ہے ۔ ۔ ۔ یہ وہ تمام قویٰ یا کا ہے جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا؟

(ہلال ... ۱۹۱۲ء)

## دورِ آخر دہلی میں مولانا

"کانگریس کمیٹیاں جو کام کر سکتی ہیں ان میں مسلمان بھی جتنی شرکت کے برابر کے شریک ہیں لیکن خالص مسلمانوں کے اندر سرگرمی پیدا کرنے کے لیے کانگریس کا انتظام کافی نہیں ۔ ۔ ۔ کانگریس کمیٹیاں کسی شہر یا بستی کے ہر اس جلسے منعقد کر کے مسلمانوں سے کہیں کہ ... جلدہ ... کافی نہیں ہوگا ... جمعہ کے دن مسجد میں ایک واعظ کو کھڑا کر سکتی ہے۔" (مقالاتِ ابوالکلام آزاد ...)

## خطبۂ صدارت ۱۹۲۳ء

"قوم افراد سے مرکب ہے اور افراد کی قومی ہستی کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ ایک جامع مسلک میں تمام افراد منسلک ہو جائیں اور تفرقہ و تشتت کی جگہ وحدت و اتحاد پیدا ہو کر قوم کی شیرازہ بندی کی جائے۔ ہم اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور یورپ کے اجتماعی طریقوں کی نقالی کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ خود ہم نے کیسی حیاتِ اجتماعی کے لیے کی

نظام ہمیں دیا تھا، اگر دیا تھا اور ہم نے ضائع کر دیا تو اب کی دور یہ دگری سے پہلے اسلام کو قرار دوام اجتماعی نظام کیسے دوبارہ قائم کریں؟

کیا مولانا اسلام کے نظام اجتماعی کے قیام کے لیے معروف شکست دہ ذریعے یا دورِ اکبر میں جب انھوں نے یورپ کی نقالی کی اور مغربی جمہوریت اور وطنیت کا پرچار کیا اور ان کا انجام کن نظریات و اعتقادات کے دور میں ہوا؟

## دورِ الضلال

"انسان کی سب سے بڑی ضلالت اور شقاوت یہ تھی کہ اس نے رشتۂ خلقت کی وحدت کو بھلا کر زمین کے ٹکڑوں اور خاندانوں کی تفریقوں پر انسانی رشتے قائم کر لیے تھے۔ خدا کی زمین کو جو تقسیم اور باہمی انکار کے لیے تھی قوموں کے باہمی تنازعات کا گھر بنا دیا تھا لیکن اسلام نے دنیا میں پہلی آواز یہ دی جس نے انسان کی بنائی ہوئی تفریقات پر نہیں بلکہ ذہنی عقیدہ کی وحدت پر ایک عالمگیر اتحاد و اخوت کی دعوت دی اور کہا: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔

اے لوگو! ہم نے دنیا میں تمہاری خلقت کا وسیلہ مرد اور عورت کا اتحاد رکھا اور نسلوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا اس لیے کہ باہم پہچانے جاؤ ورنہ وہ اصل ہے تفریق و انتساب کی ذریعہ اخیار و میں دنیا تو وہ شرف ہی کے لیے ہے جو اللہ کے

نزدیک سب سے زیادہ حقیقی ہے؟
آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:۔

"انسان کے تمام ذہنی رشتے جو انسان کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، اصل رشتہ صرف ایک ہے اور وہی ہے جو خدا پرستی کی راہ میں انسان کے واقعی اور بے مایہ گار سے متصل کرتا ہے، وہ ایک سچائی ہی کے ماننے والوں کو بھی ایک ہی ہو جانا چاہیے۔
اگرچہ سمندروں کے طوفان، پہاڑوں کی سر بلند چوٹیاں، زمین کے دور دراز گوشوں، وطن، جنس، نسل کی تفریقوں نے ان کو باہم ایک دوسرے سے جدا کر دیا:

(البلاغ ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء)

الحمد اللہ کیا رنگ انقلاب ہے کہ اب بھی ابوالکلام مشرقی اور مغربی پاکستان کے مسلمانوں کو ایک نہیں سمجھتے اور اسی اسلامی رشتے کو سب سے بڑا فریب قرار دے رہے ہیں اور اسلام کے اسی محوری اصول کی تکذیب وہ تحریر فرما رہے ہیں جسے مندرجہ بالا سطور میں خود سے حتم و یقین سے پیش کر رہے ہیں۔
یہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔۔

"یہ بار رو کی صدا کی قائم کی ہوئی ہے جو انسان جس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا۔ مجبوراً اس نے اقرار کے ساتھ ہی رشتہ میں شامل ہو گیا۔ خواہ مصری ہو، خواہ افریقہ کا وحشی ہو، خواہ جب کا خلیفہ ہو، خواہ ترک ہو، منگول ہو، اگر وہ مسلم ہے تو اس ایک خاندان توحید کا عضو ہے جس کا گھرانہ کسی خاص وطن اور مقام سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ تمام دنیا اس کا وطن ہے اور تمام قومیں اس کی اپنی ہیں۔ دنیا کے تمام رشتے ٹوٹ سکتے ہیں۔ مگر یہ رشتہ کبھی

نہیں ٹوٹ سکتا ہے  (الہلال پرچہ ۱۲)

اس سے بھی زیادہ یقین آفریں، بلند آہنگ اور پرشکوہ الفاظ میں فرماتے ہیں:

"میں تم سے عرض کروں ہیں نفرت، اور اے بقیہ تم لوگوں کا قصہ اسلام!!! اگر یہ سچ ہے کہ دنیا کے کسی گوشہ میں بھی اہل اسلام کے سروں پر تلوار چمک رہی ہے تو تعجب ہے کہ اس کا زخم اپنے دلوں میں نہ دیکھیں۔ اگر اس آسمان کے نیچے کہیں بھی ایک مسلم پر جبر ہو تو سینکڑوں کو وہی تڑپ ہو تو لعنت ہے ان مسلمانوں پر جو گل کے دل میں اس کی تڑپ نہ ہو۔ اگر مراکش میں ایک حامی دین کے حلق پر بر دے سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا ہو تو ہم کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمارے جگر سے دل و جگر کے ٹکڑے نہیں گرتے!

ایمان میں وہ گرہ نہیں جو پھانسی کے پھندوں میں لگتی ہیں جس سے آخری ساعت تک زبان اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کی آواز نکلتی ہے جو تمہیں پھانسی ہو رہی ہے کہ ہم کو اس کا پیشتر ہو۔ اگر اپنی گردنوں پر اس کے نشان محسوس نہ کریں۔ اگر آج بلقان کے میدانوں میں سالکین کلمۂ توحید کے سر اور سینے صلیب پرستوں کی گولیوں سے چھلنی ہو رہے ہیں تو ہم اللہ، اس کے ملائکہ اور اس کے رسول کے آگے ملزم ہوں اگر چند پہلوؤں کے اندر ایک لمحہ کے لیے بھی راحت اور سکون محسوس کریں۔

نہ کہا گھر وا جیون! حالانکہ اگر اسلام کی روح کا ایک ذرہ بھی اس کے پیروؤں میں باقی ہے تو ہم کو کہنا چاہیے کہ اگر میدانِ جنگ میں کسی ترک کے تلوے میں ایک کانٹا چبھ جائے تو قسم ہے خداے اسلام کی کہ کوئی ہندوستان کا مسلمان مسلمان

نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم اپنا سچ بن کر کوشش کر لیں یہ جگہ بنتے دل
میں محسوس کر لیجیے کہ ملت اسلامیہ ایک جسم واحد ہے
جس کے اعضا ہیں جو اپنی اپنی جگہ کام کر رہے ہیں۔ اگر ہاتھ کی
انگلی میں کوئی تکلیف ہے تو جسم کے باقی اعضا کس طرح بے خبر
ہوں گے، نہیں اس صورت سے بے خبر رہ سکتے ہیں۔"

یہ "انڈیا ونس فریڈم" مولانا مرحوم کی آخری کتاب ہے۔
جو انگریزی میں ہے اور ہمایوں کبیر نے مسودہ ترتیب دیا جس کا
اردو ترجمہ کر کے مولانا کو سنایا گیا۔ اس کے صفحہ ۲۲۷ کی وہ انگریزی
عبارت نقل کر کے جس کا ترجمہ بندہ ناچیز کر رہا ہے آپ کو دکھائیں
گے کہ تدبر و توجیہ کے نشتر سے مرشد ارباب حق ابوالکلام کس طرح
متعدد بار اعلان سے یکسر منحرف ہو کر اپنے ہی بیان کردہ اسلامی
اصولوں کی تکذیب کر رہے ہیں اور کس جرأت و دلیری و بے باکی
خوبی سے حقائق کا چہرہ بگاڑ رہے ہیں۔

نیز اپنے پہلے خیالات و نظریات و تصریحات و احساسات کو
کس طرح پامال کر کے رکھ دیا ہے جو حضرات اب بھی اس بات کے دعویدار
ہیں کہ آزاد مرحوم نے اسلام سے سر مو انحراف نہیں کیا وہ بے رخی نہیں برتیں گے ان
سطور کو پڑھنے کے بعد بھی اگر وہ مصر رہیں تو پھر ہمارے پاس ان
کا کوئی علاج نہیں۔ ہمارا چیلنج ہے کہ وہ ان کی بازآفرینی کی ایک
سطر کو بھی پیش نہیں کر سکتے۔

ملاحظہ فرمائیے :-

Mr. Jinnah and his followers did not see to realise that geography was against them. Muslims in undivided India were distributed in a way which made it impossible

to form a separate state in a consolidated area. The Muslim majority areas were on the north-west and the north-east. These two regions have no point of physical contact. People in these two areas are completely different from one another in every respect, except only in religion. It is one of the greatest frauds of the people to suggest that religious affinity can unite areas which are geographically, economically, linguistically and culturally different. It is true that Islam sought to establish a society which transcends racial, linguistic, economic and political frontiers. History has however proved that after the first few decades or at most after the first century Islam was not able to unite all the Muslim countries into one state on the basis of Islam. This was the position in the past and this is the position today. No one can hope that East and West Pakistan will compose all their differences and form one nation

(India wins freedom P. 227)

مولانا ظفر علی خاں ۱۹۳۹ء

رسول اللہ کے گھر میں یہ کیسا انقلاب آیا

کہ گاندھی جی کی گٹھیا عالمانِ دیں کا ڈیلیہ ہے

خدا ہی جانتا ہے حشر اس ٹولی کا کیا ہوگا

حرم سے جس کی بدبختی نے رخ ملت کا پھیرا

اصل تحریر ہم نے انڈیا ونس فریڈم صفحہ ۲۲۷ سے پیش کردی ہے۔ انگریزی خواں حضرات دیکھیں یہاں نقطۂ صاف اور واضح طور پر اسلام ہے۔ اب چند اہم سطور کا ترجمہ نذر قارئین کرتے ہیں

"یہ کہنا کہ مذہبی ہم آہنگی ان علاقوں کو جو جغرافیائی اقتصادی، لسانی اور تمدنی طور پر مختلف ہیں متحد کر سکتی ہے لوگوں کے ساتھ سب سے بڑا فریب ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اسلام نے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی کوشش کی جو نسلی، لسانی اقتصادی اور سیاسی مقصد سے بالاتر ہو، لیکن تاریخ نے ثابت کر دیا کہ پہلے چند قرنوں یا زیادہ سے زیادہ پہلی صدی کے بعد اسلام صرف اسلام کی بنا پر تمام مسلم ممالک کو ایک مملکت میں منسلک کرنے میں ناکام رہا ہے"

مولانا آزاد (مرحوم) کی یہ آخری کتاب مشتمل ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد (مرحوم) کے مختصر سوانح حیات پر جو ان کا تھا کے مطابق تفصیلی بیان ہے۔ انھوں نے ہندوستان کی آزادی کی کشمکش کے دوران سات سال تمام کیے۔ کتاب کے مرتب ہمایوں کبیر نے پیش لفظ میں کتاب کی ترتیب و تسوید کی داستان بھی بیان کی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ تقریباً دو سال تک یہ معمول رہا کہ وہ ہر شام ایک گھنٹے کے قریب مولانا آزاد کے ساتھ بسر کرتے۔ مولانا اپنی داستان زبانی بیان کرتے اور ہمایوں کبیر صاحب اس کے نوٹ لیتے جنھیں وہ بعد ...

داستان کو انگریزی زبان میں مرتب ہوئے اس طرح جب یہ
اس کتاب کا مسودہ تیار ہو گیا تو مولانا آزاد نے اس
کا ایک ایک فقرہ خود دیکھا اور اس کی تصحیح و ترمیم بھی
ہو گئی۔ مولانا آزاد نے فیصلہ کیا کہ کتاب کے قریب تیس صفحات
سردست شائع نہ ہوں۔ چنانچہ ان صفحات کو نیشنل لائبریری
کلکتہ اور نیشنل آرکائیوز نئی دہلی میں سربمہر لفافوں میں رکھوا
دیا گیا تھا۔ مسودہ زیرِ نظر کتاب کی شکل میں ہندوستان میں شائع
ہوا ہے اور پاکستان میں یہ کتاب خاصا فروخت ہوئی ہے [illegible]
کتاب کا مطالعہ بڑی دلچسپی اور شوق سے پڑھنے والے پر [illegible]
ہے انہیں مختصر الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ۔
۱۔ اگرچہ ایک متنازعہ مسئلہ اس قسم کا ذکر و شخصی مشاہدات میں
ذکر ہوا اور کسی واقعہ کو مسترد نہیں کیا گیا کہ کتاب [illegible]
کی لکھی ہوئی ہے یا غیر مسلم کی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مصنف قومیت کے
رنگ میں رنگے ہوئے تھے [illegible] انسان کی حیثیت ایسی ہی ہونی
چاہیئے۔ اس نقطۂ نظر سے مصنف اپنی تصنیف میں [illegible]
۲۔ مصنف ہر مقام پر اپنی انفرادیت کو نمایاں طور پر محسوس
کرانا چاہتا ہے وہ بتانا چاہتا ہے کہ ہندوستان میں
سب سے زیادہ محب وطن کوئی نہیں تھا۔ [illegible] معاملات میں
[illegible] کی رائے سے اختلاف ہوتا ہے
اور فیصلہ مصنف کی رائے کے خلاف ہوتا ہے مصنف
بتاتا ہے کہ آخر واقعات ثابت کر دیتے ہیں کہ اس
کی رائے صحیح اور باقیوں کی رائے غلط تھی۔
۳۔ مصنف کے دل میں ایک جذبہ [illegible] سے کسی [illegible]

سے نہیں بیٹھنے دیتی وہ وہ احساس ہے جس سے شرح کا تصور پیدا ہوگی
[illegible] ہے کہ [illegible] مصنف کے اعصاب پر سوار
رہا [illegible] کی خلاف [illegible] مصنف کو [illegible] کتاب
شائع ہوئے ہیں

۴۔ مصنف کی زندگی ایک عظیم [illegible] سے وہ چار ہوئی
جس کی یادداشت [illegible] ہندوستان [illegible]
تھا ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان کا قیام [illegible] اس سے
ہندوستان کو جس قدر نقصان پہنچا ہے وہ اس پر [illegible]
افسوس ہوتا ہے۔

۵۔ مصنف یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ خود اپنی زندگی میں [illegible]
سے آخر تک ایک ہی مسلک کا [illegible] اور ایک ہی اصول کا پابند
رہا ہے یعنی [illegible] اور [illegible] اور مسلمانوں کی [illegible]
یہ وہ مقام ہے جہاں ان لوگوں کے دلوں میں مصنف کا کوئی
احترام باقی نہیں رہتا [illegible] زندگی سے واقف
ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ [illegible] پہلے وہ [illegible]
دور کا [illegible] دور میں [illegible] کس قدر [illegible] تھا۔

۶۔ مصنف [illegible] کسی پر بھی تنقید سے
نہیں جھجکتا [illegible]
بھی اس سے [illegible] نہیں لیکن اس تنقید سے مقصود مصنف
کا اپنی برتری کا اظہار ہوتا ہے۔

۷۔ مصنف اسلام کے مستقبل سے مایوس تھا اور [illegible] ایک
چلے ہوئے کارتوس سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا۔

([illegible] ۱۹۵۹ء)

گو یہ کتاب تقسیم ہندوستان کے بعد شائع ہوئی ہے لیکن جیسا کہ ہم ابتدا میں عرض کر آئے ہیں کہ جب تک آزاد کے زمانۂ الہلال اور کانگریسی دور میں خیالات و نظریات کے واضح فرق کو سامنے نہیں لایا جائے گا اس وقت تک کانگریسی علماء کی کج بحثی عصر کشی میں وقت ہو گی۔ اسی لیے ہم نے آزاد کے بدلے ہوئے خیالات کے پاسِ نظر جو اس کتاب میں پیش کیے گئے ہیں، مختصراً تنقید و تبصرہ قارئین کی نذر کر دیا ہے۔

یہ بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

"لیکن ان تمام احساسات کے ساتھ میں ایک اور احساس رکھتا ہوں جسے میری زندگی کی حقیقتوں نے پیدا کیا ہے۔ اسلام کی روح مجھے اس سے نہیں روکتی۔ وہ اس راہ میں میری رہنمائی کرتی ہے۔ میں فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ میں ہندوستانی ہوں۔ میں ہندوستان کی ایک ناقابلِ تقسیم متحدہ قومیت کا ایک عنصر ہوں جس کے بغیر اس کی عظمت کا ہیکل ادھورا رہ جاتا ہے۔ میں اس کی تکوین (بناوٹ) کا ایک ناگزیر عامل (FACTOR) ہوں۔ میں اپنے اس دعوے سے کبھی دستبردار نہیں ہو سکتا۔"

آگے بڑھیے:۔

"ہندوستان کے لیے قدرت کا یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ اس کی زمین انسان کی مختلف نسلوں، مختلف تہذیبوں اور مختلف مذہبوں کے قافلوں کی منزل بنے۔ ابھی تاریخ کی صبح بھی نمودار نہیں ہوئی تھی کہ ان قافلوں کی آمد شروع ہو گئی اور پھر ایک کے بعد دوسرا سلسلہ جاری رہا۔ اس کی وسیع سرزمین سب کا استقبال

کرتی رہیں۔ اسلام اس کی زمین پر ... سب کے لیے جگہ بنالی۔ ان قافلوں میں ایک آخری قافلہ ہم پیروان اسلام کا بھی تھا۔ یہ پچھلے قافلوں کے نشان راہ پر چلتا ہوا یہاں پہنچا اور ہمیشہ کے لیے یہاں بس گیا۔ یہ دنیا کی دو مختلف قوموں اور تہذیبوں کے دھاروں کا ملاپ تھا۔ یہ گنگا اور جمنا کے دھاروں کی طرح ایک دوسرے سے الگ الگ بہتے رہے لیکن پھر جیسا کہ قدرت کا اٹل قانون ہے دونوں کو ایک سنگم میں مل جانا پڑا۔ ان دونوں کا میل تاریخ کا ایک عظیم واقعہ تھا۔ جس دن یہ واقعہ ظہور میں آیا اسی دن سے قدرت کے مخفی ہاتھوں نے پرانے ہندوستان کی جگہ ایک نئے ہندوستان کے ڈھالنے کا کام شروع کر دیا۔"

(صفحہ [illegible])

یہ بھی سنئے:

۱۔ کانگریس پھر بھی قدم اٹھانا چاہتی ہے ہندوستان کے لیے اٹھانا چاہتی ہے؟ (صفحہ [illegible])

۲۔ یہ تخیل کہ ہندوستان میں دو قومیں آباد ہیں، مسلمانوں کا خود ساختہ ہے؟ (صفحہ [illegible])

اس مرصّع غزل کا آخری شعر

"ہماری اس ایک ہزار برس کی مشترک زندگی نے ایک متحدہ قومیت کا سانچہ ڈھال دیا ہے۔ ایسے سانچے بنائے نہیں جا سکتے، وہ قدرت کے مخفی ہاتھوں سے صدیوں میں خود بخود بنا کرتے ہیں۔ اب یہ سانچہ ڈھل چکا اور قسمت کی مہر اس پر لگ چکی۔ ہم پسند کریں یا نہ کریں مگر اب ہم ایک ہندوستانی قوم اور ناقابل تقسیم ہندوستانی قوم بن چکے ہیں۔ علیحدگی کا کوئی بناوٹی تخیل

پاکستان، ہمارے خیال میں ایک ہونے کو رد نہیں کر سکتا۔ ہمیں
قدرت کے فیصلے پر رضامند ہونا چاہیے اور اپنی قسمت کی تعمیر
میں لگ جانا چاہیے۔ (صفحہ ۳۹)

آگے چل کر رقمطراز ہیں:۔

"ہمارا تمام آئندہ کی راہنمائی کے لئے ہمارا ماضی ایک نمایاں مثال
ہے جس نے ہماری تحریک کا شاندار ماضی تعمیر کیا اور اس سے
ہم ایک روشن مستقبل کی توقع کر سکتے ہیں۔"

یہی ایک تماشا اور تضاد ہے۔

مولانا صاحب کا ایمان، قرآن کا ارشاد:۔

قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَى اللَّهِ

کہ ہدایت کی انسانی صورت ایک ہے اور وہ اللہ کی ہدایت ہے۔

مولانا کبھی فرماتے تھے:۔

"میں بطور تحدیث نعمت کے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
نے مجھ کو یہ راہ سمجھائی کہ مسلمانوں کے لئے تکمیل نصب العین کو بھی
قرآن کریم سے ماخوذ ہونا چاہیے۔ اور اس راہ میں نہ دوسرے
مذہب قدیم و جدید کو [illegible] حریت جدیدہ کو [illegible]
تعلیمات [illegible] ایک مختصر [illegible] سکے
[illegible] نہیں۔ آج [illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] قرآن کے [illegible] لیکن [illegible]
[illegible] اسلامی [illegible]
[illegible] مسلمانوں نے [illegible] کے تمام [illegible]
[illegible]

کا نتیجہ سمجھا لیکن کسی نے اس پہلو پر نظر نہ ڈالی کہ خود اسلام
میں مسلمانوں کو ان کی سیاست کے لیے کوئی جداگانہ جگہ دی گئی ہے
یا نہیں۔ اس کا وہ حل جس کو میں نے کہ نئی بات دکھلا دی البتہ
ایک گھڑی بھر کی بصارت تھی جو اب واپس آ گئی۔
(الہلال ۔ ۲ دسمبر ۱۹۱۲ء)

تحریر فرماتے ہیں:۔
کیونکہ ان سے مسلمانوں کو سادہ وضع رکھنی چاہیے۔ ان سے
بے تعلق ہونا لازم ہے۔ جو سادہ نیاز رکھتے ہیں۔ جنہیں ان سے
بے تعلق ہونے میں اپنے اور اپنی قوم کے لیے حکومت اور مصائب
کا اندیشہ ہو وہ غلطی پر ہیں۔ اور اگر یہ خیال چھا گیا تو اسلام
کو فتح نصیب ہوگی اور مسلمانوں کی بہبود و بہتری کا قسمت
مالکہ کا اعتماد کر دے گی۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ ان
تمام ندامت ملامت کے اندر اس وقت تمام ہوں گے
جب علامت مغربی کی ... (مقالات ابوالکلام حصہ سوم)
آپ دیکھ چکے ہیں کہ وہ دو سالوں کے نظریات و خیالات اور
ایمان و ایقان سے منحرف ہونے والا وزنی قومیت کے نشہ
سے سرشار ترجمان القرآن کی شکل میں قرآن حریت کی کا دعویٰ
تفسیر و تشریح کرنے والا مفسر قرآن اسلام کے نصب العین
کس قدر دور جا پڑا ہے۔ جیسے کبھی ترک مسلمان سے ہندی پر
کرنے والا ہندی مسلمان مسلمان نظر نہیں آتا تھا اب مشرقی پاکستان
اور مغربی پاکستان میں آ سے کوئی دو قومی نظریہ آ گیا
دیکھیے ایک غیر مسلم محقق و مورخ اپنی تحقیقات کے بعد کس نتیجہ
پر پہنچا ہے۔

"اسلام کوئی ناممکن الحصول نصب العین پیش نہیں کرتا"

HITTI - HISTORY OF THE ARABS P.112

ہٹی جیسا متعصب مورخ کیا لکھتا ہے:۔

"جو چیز باعث وجہ حیرت ہے وہ اسلام کی سرعت اشاعت نہیں بلکہ یہ کہ اس کی تعلیم محض تجربہ و مادی حقائق پر مبنی ہے۔ (ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۳۸۸)

## آب کوثر سے جو چھلا لب گنگا پہنچا

ابوالکلام آزاد محض قومیت کے نشہ و جذبات سے سرشار جو اسلامی دور میں اسلام کا نام لے کر مسلمانوں کے دلوں کو گرمایا کرتے تھے اسلام سے مایوسی و بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ اسلام (رب العالمین اور رحمۃ للعالمین) کا دین عالمگیر برادری کی تشکیل کرنے میں ناکام و نامیاب ہے اور حضرت والا نیشنلزم کے حیات بخش اور انسانیت سوز دلدل میں پھنستے ہیں لیکن مغربی محدود سبھی دین، مفکر و مورخ اور سیاست دان اپنی تحقیقات اور مشاہدات کے بعد نیشنلزم کے متعلق اسی نتیجے پہنچتے ہیں۔

"نیشنلزم انسانی تاریخ کا سب سے بڑا مفسدہ ہے"

اور اس کی تعبیر یہ کہ:۔

"نیشنلزم نوع انسانی کی تباہی کے لیے سب سے بڑی قوت ہے"

BERTRAND RUSSELL IN "THE NEW HOPE IN A CHANGING WORLD.

یہ حضرات زبانِ حال سے پکار رہے ہیں:۔
مسلمانوں کی اخوتِ باہمی کا عقیدہ یقیناً مغرب کی تنگ نظر قومیت پرستی کے عقیدے سے کہیں بہتر ہے اور یہی عقیدہ موجودہ زمانے کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے۔

TOWARDS THE WORLD AND THE WEST MS-

یہ مسلمانوں سے توقع و امید رکھتے ہیں کہ

"تم اپنے عالمگیر اخوت و قومیت کے تصور کو جیسا کہ ایک کا ویسا تنگ نظر تصور اپنی راہ میں حائل نہیں کرو گے، ایک ہی عالمگیر برادری کا تصور جو بنی نوع انسانی کی فلاح کے لیے ہمیشہ ضروری رہا ہے لیکن اس ایٹم کے دور میں اس کی اہمیت اور ضرورت اور بھی شدید ہو گئی ہے"

## دورِ الہلال

دورِ الہلال میں مولانا آزاد بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے:۔

"مسلمانوں کے لیے راہِ عمل ہمیشہ ایک ہی رہی ہے اور ہمیشہ کی طرح اب بھی ایک ہے یعنی ہندوستان کے مسلمان اپنی جماعتی وابستگی کی اس حقیقت سے اتنا جاگیں جس میں وہ ایک عرصے سے مبتلا رہے ہیں اور جس کی وجہ سے خود قوم کے تمام ورثاء اور ان پر بنائے گئے ہیں۔ جماعتی زندگی کی حقیقت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایک جماعت پیدا کر دینے کا شرعی نظام مفقود ہو گیا ہے وہ اصل میں

شمع کی طرح ہیں جس کا ایک ذرہ بھی جنگل کی جھاڑیوں میں منتشر ہوکر
گم ہوگیا ہو" (مسئلہ خلافت و جزیرۃ العرب) ان دو اقتباسات کو
بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

"ہمارے ملک بھائی! ہم اسے اختراعی قومیت اور سیاست کی
روح پیدا کر کے زندگی کی حرارت پیدا کر سکتے ہیں اس طرح اور
قومیں بھی لیکن مسلمان کی قومیت کی بنیاد قومیت نہیں ہے جو کسی
خاص نسل، رنگ، زبان، یا قوم کی جغرافیائی تقسیم سے تعلق رکھتی
ہو۔ ان کی ہر چیز مذہب یا بالفاظ مناسب قرآن کا تمام تر اعتبار
صرف خدا سے ہے جس جگہ تک وہ اپنے تمام اعمال کی بنیاد
مذہب کو قرار نہیں دیں گے اس وقت تک ان میں نہ قومیت
کی روح پیدا ہوسکے گی اور نہ وہ اپنے بکھرے ہوئے شیرازہ
کو جمع کر سکیں گے۔"

"آج دنیا قوم اور وطن کے نام پر جتنا فخر کرتی ہے مسلمانوں
کے لئے وہ 'فرعونیت' اسلام یا شرک کے الفاظ میں جو مطلب ہے
نیشن کا لفظ کہہ کر ایک شخص ہزاروں دلوں میں حرکت پیدا
کر سکتا ہے لیکن آپ کے پاس اس کے مقابلہ میں اگر کوئی لفظ
ہے تو خدا یا اسلام ہے۔"

آگے چلیئے:۔

"ممکن ہے کہ ایک باپ اپنے لڑکے سے روٹھ جائے اور یہ
ممکن ہے کہ ایک ماں اپنی گود سے بچے کو الگ کردے۔ ہو سکتا ہے
کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا دشمن بن جائے اور یہ بھی
ممکن ہے کہ دنیا کے تمام عہد مودت، خون اور نسل کے پاس سے
ہوتے ہوئے بھی رشتہ محبت ٹوٹ جائیں مگر وہ رشتہ ایک ہی

کے مسلمان کی افریقہ کے مسلمان سے، ایک عرب کو ہندو قریشی سے
پیوستہ و یک جان کر سکتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو
اسے توڑ سکے اور اس زنجیر کو کاٹ سکے جس میں خدا کے ہاتھوں
نے انسانوں کے دلوں کو ہمیشہ کے لیے جکڑ دیا ہے۔"
(الہلال ۱۹ نومبر ۱۹۱۳ء ص ۲)

اندازہ فرمائیے:-
"ہمارے عقیدہ میں تو وہ خیال جو قرآن کے سوا کسی اور تعلیم گاہ سے حاصل کیا گیا ہو، ایک کفر صریح ہے اور پالیٹکس بھی اس میں داخل ہے۔ افسوس کہ آپ حضرات نے اسلام کو کبھی اس کی اصلی عظمت میں نہیں دیکھا۔
فما قدروا اللہ حق قدرہ ورنہ پالیٹکس یا کسی اور بات کے لیے آپ کو گورنمنٹ کے دروازے پر جھکنا اور ہندوؤں کی اقتدا کی ضرورت پیش نہ آتی؟" (مضامین آزاد حصہ دوم)

ابوالکلام مرحوم کی تحریریں ایسی نظر فریب اور سحر آمیز ہیں کہ جب مرحوم نے دور الہلال کے موقف سے منحرف ہو کر قرآن عزیز کا ترجمہ و تفسیر کی تو عقیدت کیش، ارادت مند مطلق ان حضرات اس فرق کو محسوس نہ کرتے ہوئے جو دور الہلال کے آزاد اور مستور توحید کے نشہ سے سرشار تھا، وہ وطنی خیالات کے پرستار ابوالکلام میں تھا جنہوں نے رب واشتر دینی آزادی کا مذہب بھی اختیار کر لیا تھا۔ بدقسمتی سے ان کی سحر آفرینیوں سے مسحور ہیں اور مولانا آزاد نے بھی جہاں تک نہ بھی کیے۔ اس خیال کو قبول کرتے ہوئے کہ عالمگیر سچائیاں سب جگہ ایک جیسی ہیں اور تمام مذاہب یکساں ہیں" اور خدا پرستی اور نیک عملی کی زندگی نجات و سعادت کی ضامن ہے۔ ولایت خدا کر

وحدت ہے جو کسی ایک گروہ کی میراث نہیں ہو سکتی وغیرہ وغیرہ
اپنی تائید و حمایت میں پیش کر دی۔

خیال فرمائیے جب اس سطحی کشش و جاذبیت کو مولانا ابوالکلام مرحوم جیسے مفسر قرآن کی تائید بھی حاصل ہو جائے تو اس سحر کو سطحی ذہنیتوں کے مسحور کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے حتیٰ فکر و مرعوب ہونے میں کون سی شے مانع ہو سکتی ہے۔ یہی اسلام سوز نظریہ شہنشاہ اکبر کے دور میں الحادانہ جذبات رکھنے والوں کو دین الٰہی کا نام دیا گیا۔ یہ بات تاریخ داں حضرات سے پوشیدہ نہیں اور اسی طرح وہ مساعی جمیلہ بھی ان کی نگاہوں سے مستور نہیں جو اس نظریہ کے ابطال و استیصال کے لیے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے جو مومنانہ، مجاہدانہ و مفکرانہ انداز اختیار کیا۔

## سراب آسا تفسیر

ہم نے صفحات درج ذیل میں مختصراً اتنا ہی بتایا ہے کہ کس طرح جیسی دور کے ابوالکلام آزاد نے متحدہ قومیت کے نظریہ کو تقویت بخشنے کے لیے اپنے اصول دور کے نظریات سے کیسا انحراف کر کے مذہبی اثر و رسوخ (چند دنوں کو) قوت و طاقت مہیا کرنے کے لیے جو سراب آسا تفسیر اور فریب آمیز تشریح قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ کی لکھی ہے تفصیل سے لکھا تھا کہ وہ انسان کو قرآنی مفہوم و روح سے کوسوں دور لے جاتی ہے بلکہ

وہ لے نار چلی شاں و حیرت اندوختہ
خدا و جبریل و مصطفیٰ را

ہم اس مقام پر اپنے ناظرین کرام کی خدمت عالیہ میں پیش

کی وضاحت کے طالب ہیں۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ [illegible]

مولانا آزاد [illegible] ترجمہ [illegible] فرمایا ہے:-

[illegible]

[illegible] ترجمان القرآن [illegible]

[illegible] کی تفسیر ہے۔

[illegible]

[illegible] قرآنی [illegible] فرمائیں:-

[illegible]

یہی ہے کہ حقیقت قومیت و وطنیت کے نشہ و اثر سے سرشار و مخمور انسان اس کے سوا اور کچھ بھی کیا سکتا ہے۔ شاعر نے سچ کہا ہے ؎

انگریزی کے سرمدی کی گیا پوچھتے ہو کیسا ہے
گو مہمی کی پالیسی کا عربی میں ترجمہ ہے

قارئین کرام! قرآن کے اس دعویٰ کو ایک نظر حقیقت سمجھ کر ہی دیں محفوظ فرما لیجئے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

اللہ نے ہی بھیجا ہے اپنے رسول کو تمام ہدایات و اسلام حقیقی دے کر تاکہ وہ اس کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے خواہ یہ چیز مشرکین کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔

دیکھا آپ نے آزاد مرحوم کے اس دعویٰ کے بعد کہ عالمگیر سچائیاں تمام مذاہب میں یکساں ہیں اور نجات و سعادت بھی سب میں ہے، قرآن کا یہ دعویٰ کہ دین اسلام تمام مذاہب سے اونچا و اعلیٰ ہے اور نجات و سعادت اس سے باہر کہیں نہیں، ابوالکلام مرحوم کے ترجمہ و تفسیر کو کس طرح باطل قرار دے رہا ہے۔

آگے چلئے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (سورۃ بقرہ آیت ۲۰۸)

اے ایمان والو! پورے پورے داخل ہو جاؤ اسلام میں ... اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس سے اگلی آیت۔

قرآن: فَإِن زَلَلْتُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

[illegible] (سورہ بقرہ آیت ۲۰۲)
[illegible]
[illegible]

آگے چلیے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا (سورہ النساء آیت ۱۳۶)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا (سورہ النساء آیت ۱۳۷)

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (سورہ النساء آیت ۱۳۸)

[illegible]

اس سے آگے چل کر قرآن کریم کا ارشاد:

الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا (آیت ۱۳۹)

"جو لوگ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا وہ ان کے پاس عزت چاہتے ہیں؟ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے۔"

إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (سورۃ النساء: آیت ۱۴۰)

"یقیناً اللہ تعالیٰ سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔"

## فراہم و مہیا کر دیا

عزیزانِ ملت! اصل میں قرآن عزیز نے یہی نعرہ پیش کیا تھا، لیکن ابوالکلام مرحوم جو دورِ استقلال میں مسلمانوں میں ایک عالمِ دین اور مفسر کی حیثیت سے امتیاز حاصل کر چکے تھے، اور ان کے قلم و زبان کا مسلمانوں کے دلوں پر گہرا اثر تھا۔ اسلام سے نابلد و بیزار ہونے کے بعد جب کانگریس کے اس نظریہ قومیت کو مقبولِ عام بنانا مقصود ٹھہرا تو متحدہ قومیت کے اس نظریہ "ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی آپس میں ہیں بھائی بھائی" کے نعرے کے لیے مسلمانوں سے قبولِ عام کی سند حاصل کرنے کے لیے سراسر قرآنی مفہوم اور اپنے دورِ استقلال کی تحریروں کے خلاف یہ تفسیر کی، جس کا ترجمہ ہندو کانگریس نے ہندی میں شائع کر کے بھی تقسیم کیا۔

اور اسی سے جماعات و فرقہ مذہب میں "جمعیت تمام مذاہب کی کانفرنس" کا نام مرا جاتا ہے، یہ حضرات اس تفسیر کو بطورِ سند پیش کرتے رہے ہیں، ہم اس مقام پر اس کی تفصیل نہیں کریں گے کہ ایسے مذاہب کے نزدیک و فہیم لوگوں نے، جن میں بہا تھا کہ ذہن صحت و عقل میں تھے، یہ محسوس کر لیا تھا کہ ان کا مذہب وقت کے جدید تقاضوں کا جواب نہیں دے سکتا، اس لیے ان کی قوم کے پڑھے لکھے نوجوان ان کے مذہب سے مایوس و بد ظن ہو کر اسلام کی گود میں چلے جائیں گے، انہوں نے ایسے جماعات اور جیسی کانفرنسوں کا ڈھونگ رچا کر اسلام کو

جیسے اللہ تعالیٰ نے دینِ حق قرار دیا ہے اسے کھو دیا گیا ہے کہ تمام ادیان کی
تاب آکر سب کا یہی درجہ ہے اصل مذہب تمہیں دین ہے اور انہیں مذاہب کی
صف میں لا کھڑا کیا اور اس پردہ پیگنڈہ سے میں حقیقت پیدا کر دی کہ عالمگیر
سچائیاں تمام مذاہب میں یکساں ہیں۔
مقام حیرت و افسوس ہے کہ ایک زمانہ میں تو کچھ کو صنم خانے سے
پاسبان مل گئے تھے لیکن اس دور میں گفتار کا غازی کا فریضہ انجام دینے کے بعد
قرآن نے صرف تمام دیا اور اس نعرہ کی تعریف کا سامان رائج کیا
مرحوم نے مہیا و فراہم کر دیا یہ بیان صرف ایک واقعاتی معروضات کی
تائید و حمایت میں پیش کر رہے ہیں۔

## کچھ اہمیت نہیں رکھتا

جون ۱۹۴۷ء میں مولانا آزاد کے مقام پر اسی نوعیت کی ایک تمام مذاہب
کانفرنس منعقد ہوئی جس کے صدر جناب قوم کے مشہور کارکن اور معروف
رہنما پنڈت مدن لال جی تھے۔ پنڈت جی نے خطبہ میں یہ بتایا سارا عالم
پنڈت و راس بات میں صرف کر دیا کہ اسلام بخود تسلیم کرتا ہے کہ نجات و
سعادت کی راہیں ہر مذہب میں یکساں طور پر موجود ہیں اور کسی مذہب
کو دوسرے مذہب پر فوقیت نہیں۔ اصل مذہب خدا پرستی اور نیک عملی
کی زندگی ہے اور یہ اصل ہر مذہب میں موجود ہے۔ فرق صرف شرع و
منہاج و طور طریقوں میں ہے اور ایسا فرق کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ پنڈت
جی نے اپنے اس دعوی کے ثبوت میں شروع سے آخر تک جناب ابوالکلام
مرحوم کی تفسیر سورہ فاتحہ (ترجمان القرآن جلد اول) سے شرح و بسط سے
اقتباسات پیش کیے جن سے مرزا صاحب ان کے اس دعوی کی تصدیق و تائید
ہوتی تھی۔

قائم کرکے عوام شخصیت پرستی اور ریکٹ ملی یعنی (پرستش پوجا پاٹ) کا نقشہ بھی جما دیا۔ آقا نے اس لیے دیا ہے کہ مسلمان جو اسلام کو ایک ضابطۂ حیات کی حیثیت سے پیش کرکے یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہمارے اصول حیات الگ ہیں، قرآن ہی قوانین حیات زندگی کا ایسا مکمل مجموعہ ہے جو ہماری قدم قدم پر جمہوری دور رہنمائی کرتا ہے۔ ہماری تہذیب ہمارا رہنا سہنا، کھانا پینا بالکل ہندوؤں سے مختلف ہے۔ لیکن آقا فرماتے ہیں کہ مسلمان نظام حیات کی حیثیت سے تو جمہوریت یعنی ہندو اکثریت کے اصولوں کو اپنا لیں اور دلوں کا اپنا معبود قرار دے لیں، انفرادی طور پر ہر مسلمان پوجا پاٹ اور پرستش خدا کی کرے، اور اپنے آپ کو یہ فریب دے کہ خدا کا فرمانبردار اور مطیع بندہ ہوں۔

خود ہی فرمائیے بھلا کوئی صحیح العقل انسان ہوگا جو قرآن عزیز کے ان احکامات کے بعد آقا کی مذہبی یا تفسیر و ترجمہ پر اعتبار و اعتماد کرے گا! ذرا ترجمہ بھی مولانا ابوالکلام آزاد کی جامع تفسیر کا ایک اور نمونہ حاضر خدمت ہے:

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝

مولانا موصوف اس آیت پاک کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

"اہل کتاب میں سے جن لوگوں کا یہ حال ہے کہ نہ تو خدا پر سچا ایمان رکھتے ہیں، نہ آخرت کے دن پر، نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے (ان کی کتاب میں) حرام ٹھہرا دیا ہے، اور نہ سچے دین ہی پر عمل پیرا ہیں، تو (مسلمانو!) ان سے بھی جنگ کرو، یہاں تک کہ وہ اپنی خوشی

سے جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ وہ ... اور حالت ایسی ہو جائے کہ ان کی سرکشی ٹوٹ چکی ہو۔
(ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ...)

دیکھئے اہل کتاب خدا کو بھی مانتے تھے اور اپنے خیال کے مطابق نیک اعمال بھی کرتے تھے لیکن چونکہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے ماتحت جس طرح کفار اور مشرکین سے قتال کا حکم دیا گیا، اسی طرح اہل کتاب سے بھی قتال کا حکم دیا گیا۔ اس حکم کے وقت اہل کتاب کے خلاف جو فرد جرم (چارج شیٹ) عائد کی گئی ہے جس کا ترجمہ مولانا آزاد مرحوم نے متحدہ قومیت اور وطنیت کے کانگریسی تصور کو تقویت دینے کے لیے اس طرح کیا جو مندرجہ بالا سطور میں پیش کیا گیا ہے۔

اب اس آیۂ جلیلہ کا قرآنی مفہوم ملاحظہ فرمائیے:۔

"اہل کتاب جو نہ تو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ آخرت پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو خدا اور رسول نے حرام بتایا ہے اور نہ سچے دین کو قبول کرتے ہیں، ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر جزیہ دینا قبول کر لیں۔"

دونوں ترجمے سامنے رکھ کر ایک صاحب ایمان اس تسلیم و اقرار کرنے پر مجبور ہوگا کہ مولانا آزاد مرحوم نے یکسر قرآن عزیز کے مفہوم و مطلب کو بدل کر رکھ دیا ہے۔

اس آیۂ جلیلہ سے تو حسب ذیل امور کی تصریح ہوتی ہے:۔

۱۔ اہل کتاب چونکہ خدا اور آخرت پر ایمان لانے کے مدعی تھے اور ہیں لیکن قرآن کریم چونکہ اس ایمان کو ایمان ہی قرار نہیں دیتا اس لیے قرآن کریم کی رو سے ایمان وہی ہے جو اس طرح پر لایا جائے جو قرآن نے بتایا ہے۔

۲۔ اہل کتاب کو اس طرح پر رہنے کا موجب ہے کہ وہ حرام اور ...

حلال ہیں۔ اس واضح بیان کو محفوظ نہیں رکھتے جو قرآن کریم نے بیان کر دی۔ اس سے واضح ہو گیا کہ اسلام صرف خدا پرستی اور نیک عملی (بمعنی خوش خلقی) کا نام نہیں بلکہ قرآن کریم کے تشریعی احکام کی پابندی بھی ضروری ہے۔

۳۔ تیسرے ٹکڑے میں اس امر کی وضاحت بیان فرما دی گئی ان لوگوں کا جو اپنے طریقہ پر عمل درست ہیں جو آج کچھ حقیقی نہیں رکھتا ان کے لیے دین الحق قبول کرنا نہایت ضروری ہے یعنی اسلام میں داخل ہونا لازمی شرط ہے۔ دین الحق اسی مذہب کا نام ہے جو نبی اکرم کی وساطت سے دنیا میں پھیلایا ہے۔ قرآن میں جہاں جہاں یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں اسی دین کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

ملاحظہ ہو ۹/۱۹ ، ۲۸/۴۸ ، ۹/۶۱

مندرجہ صدر آیت کا مطلب بالکل واضح ہے لیکن چونکہ یہ حقیقت جناب آزاد کے برہمو صاحبی اسلامی نظریہ کے خلاف جاتی تھی اس لیے انہوں نے ترجمہ میں ایسا اضافہ فرما دیا ہے۔ جس سے اس کا مفہوم یکسر بدل جاتا ہے ذرا غور فرمائیے ترجمہ میں چار لفظوں کے اضافے نے بات کہاں سے کہاں پہنچا دی۔ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ یہ لوگ ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرایا ہے یعنی قرآن کریم میں جن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے یہ لوگ انہیں حرام نہیں سمجھتے لیکن جناب آزاد نے یہ کہہ کر کہ جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے (ان کی کتاب میں) حرام ٹھہرا دیا ہے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن صرف یہ چاہتا ہے کہ یہ لوگ ان چیزوں کو حرام سمجھیں۔ جو ان کی کتاب میں حرام ٹھہرائی گئی ہیں اندازہ فرمائیے قرآن کریم پر یہ کتنا بڑا اضافہ ہے اور اس اضافہ کی کتنی بڑی جرأت! یہ ہے تفسیر کا وہ طریقہ جس سے یہ حضرات اپنے نظریات

کو قرآنی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور نہیں ڈرتے کہ یہ جرأت کس قدر بے باک ہے!

قرآن عزیز کھلے کھلے الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (پارہ ۹ رکوع ۱۰)

(اے محمد!) اعلان کر دو کہ اے نوع انسانی! میں تم تمام کی طرف اسی اللہ کا رسول ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر جو اللہ اور اس کے کلام پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

لہٰذا کوئی شخص رسول اکرم کو خدا کا سچا رسول اور قرآن کریم کو خدا کی سچی کتاب ماننے کے وعدے میں تنہا نہیں ہے تمام مخلوق، قرآن کی تعلیمات کسی خاص خطاب تمام نوع انسانی سے ہے کسی خاص فرقہ یا گروہ سے نہیں۔

مولانا آزاد کی تفسیر نے ہندوستان کی فضا میں کیا اثرات چھوڑے؟ یہ کہ پچاس سال تک [illegible] لوگوں کو ایسا مواد مل گیا جس سے وہ اسلام کو ہندو دھرم کے برابر لاکھڑا کر سکیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ مولانا آزاد [illegible] قوم کے [illegible] زیادہ نہیں لکھ رہے۔ اب مولانا حسین احمد مدنی کے خیالات و نظریات پیش کریں گے۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں [illegible] علماء کے [illegible] کانگریسی مولویوں نے مسلمانوں کی تحریک استقلال و استحکام یعنی ملی احیاء کی تحریک حصول پاکستان

کی مذہب کے نام پر سرتوڑ مخالفت کی۔ کہا جا سکتا ہے کہ آزاد و مدنی (مرحومین) چونکہ یہ دونوں اس جہانِ فانی سے رخصت ہو چکے ہیں اس لیے ان کے بارے میں اس قدر لکھنا مناسب نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ بزرگ ایک مکتبِ فکر تھے اور ان دونوں کی بدولت جمعیت کے ممبروں نے تحریکِ حصولِ پاکستان کو سخت نقصان و ضعف پہنچایا۔ لہٰذا ہم نے کہ تاریخ موافقت و مخالفت کے دونوں کرداروں کو پیش کرتی ہے۔ جب تاریخ تحریکِ پاکستان میں ان تحریک کے ہمدردوں، جاں نثاروں اور تائیدین اور کارکنوں کے سنہری کارنامے سامنے آئیں گے تو مخالفین تحریکِ پاکستان کا ذکر بھی ضرور چھیڑے گا۔ لہٰذا اس امر کے پیشِ نظر ہم اپنے کو مجبور پاتے ہیں کہ آزاد و مدنی کا تذکرہ ذرا تفصیل سے کریں تاکہ ہماری نوخیز نسل آسانی سے سمجھ سکے کہ جبہ و جبہ پہننے والے ان لوگوں نے اپنے مشہور امام اور شیخ الحدیث کہلانے والے علماؤں نے مسلمانوں کی ملی تحریک کی مخالفت کس بنا پر کی۔

ان گزارشوں کو نمایاں کرنا ان حقیقتوں کو ابھارنا نہایت ضروری ہے۔ جن کے بغیر تحریکِ پاکستان کی تاریخ مکمل نہیں ہوگی۔ ہماری یہ ذاتی رائے ہی نہیں بلکہ ہمارے سابقہ ضلع ہوشیارپور کے صدر مسلم لیگ جناب چوہدری علی اکبر خاں صاحب جنہوں نے وزارت سے لے کر سفارت تک کے عہدہ پر متمکن ہو کر پاکستان کی خدمت کی تائید و حمایت حاصل ہے کہ مدنی مرحوم مولانا آزاد کے اثر کو قبول کر کے اس راہ پر جا نکلے جو ان کے نزدیک سیدھی راہ نہ تھی۔

جس طرح آزاد مرحوم نے متحدہ قومیت اور جمعیت کے جو وزن کے لیے جو حقیقتاً صحیح معنوں میں مغربی طرز جمہوریت کی نقالی ہے اور جہاں تا ثانیہ اور دیگر ہندو کانگریسیوں نے جیسے متحدہ قوم کے لیے مفید مطلب سمجھ کر چلایا تھا قرآن و اسلام سے دونوں تراشے، اور کو ترجمی کے تحت نصوص و خیال کر

قومیت دی جس کو ہندوستان میں عام کر کے وہ مسلمانوں کی ملی ہستی کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ مدنی مرحوم نے بھی جہاں تک ہو سکا پوری قوت و ہمت سے اپنی تمام تر تاحیات مسلمانوں کے ملی تشخص کو ختم کرنے کے لیے صرف کر دیں اور قرآن مجید کی واضح اور کھلی کھلی آیات مقدسہ کو اپنے سینہ سے معنی پہنا کر متحدہ قومیت کے نظریہ کو حقیقی روح قرآنی قرار دینے کے لیے اپنے علم و قلم کا زور صرف کیا اور اپنے تمام عمر کی روح پرور لفظوں سے وہ اپنے عقیدت مندوں کو ضم کرنے اور مسلم لیگ تحریک کی سرتوڑ مخالفت کرنے کے لیے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے زیر اثر علمائے دیوبند نے تقریباً سو فیصدی قیام پاکستان کی مخالفت کی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے متحدہ قومیت کے غلط نظریے اور وطنیت کے باطل عقیدے کے خلاف مجدد ملت حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

علامہ نے یہ اس وقت فرمایا جب مدنی مرحوم نے کہا تھا کہ قومیں اوطان [illegible]
سے بنتی ہیں۔ اب ہم حسب قارئین کے سامنے حکیم الامت اور مدنی مرحوم کی
وہ خط و کتابت جو اس مسئلہ پر ہوئی۔ لائے ہیں۔ تاکہ تمام مخالف [illegible]
نظریات آپ کے سامنے آ جائیں، اور نبادلات و نظریات۔ اصول و قواعد [illegible]
سامنے آ جائیں اور حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے دور اندیشانہ تصورات [illegible]
افکار، نظریات و احساسات ... و غیرہ بات وارشادات بھی کھل کر [illegible]

پاکستان کی تاریخ مرتب کرنے کے لیے مخالف و موافق آراء کا یکجا جمع کرنا اور مخالفانہ و موافقانہ قوتوں کا ذکر بار بار لازمی اور ضروری ہے لہٰذا اس مقام پر [illegible] مرحوم کے خیالات کو سامنے لانے کے لیے آغاز حضرت طالوت کے نام مکتوب نمبر ۲۸ سے کرتے ہیں جو کتاب مکتوبات شیخ الاسلام میں مرقوم ہے۔

ملاحظہ فرمائیے:-

## مکتوب نمبر ۲۸

## حضرت طالوت کے نام

"محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والا نامہ [illegible] باعث سرفرازی ہوا۔ [illegible] آپ کی [illegible] محبت کا شکر گزار [illegible] [illegible]

دی تھا۔ در بارہ اسلامی تعلیمات کے بیان کرنے کا اس روز صبح کو جلسہ ختم ہی ہو چکا تھا مولانا نور الدین صاحب نے تین یا چار دن میں ہی ترجمہ قرآن شریف ختم کیا تھا اور اس کی خوشی میں جلسہ ہو چکا تھا اس میں مذہبی تقریر خدا کی ترقی اور ذاتی تعلیمات کے متعلق تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہو گئی تھی نیز جامع مسجد میں تبلیغ کے متعلق مذہبی وعظ اس سے پہلے اسی دن ہو چکا تھا۔ شب کے جلسہ کے اعلان میں یہ طے کیا جا چکا تھا کہ حسین احمد کو ایڈریس پیش کیا جائے گا۔ ایڈریس کے جلسہ سے پہلے [illegible] مخصوص مولوی ظفر الدین صاحب اور ان کے ہم خیالوں نے ایک انتہائی متعصبانہ پھیلایا تھا کوشش کی جا رہی تھی کہ جلسہ کو درہم برہم کیا جائے جس کو احساس کر کے جناب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں یہ کہہ دیا تھا کہ اس جلسہ میں کانگریس اور مسلم لیگ کے متعلق کوئی تقریر نہ ہوگی۔ اس کے بعد ہی ایڈریس کا جواب دینے کے لیے کھڑا ہوا۔ صدارتی تقریر کے بعد ایڈریس پیش کیا تھا۔ میں نے بعض ضروری مضامین کے بعد ملک کی حالت بیرونی حالت اور غیر اقوام نیز ہندوستان کی آزادی کا تصفیہ کا مضمون شروع کیا ذکر یہ کہ موجودہ زمانہ میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں۔ جیسے انگلستان کے بسنے والے سب ایک قوم شمار کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان میں یہودی بھی ہیں نصرانی بھی، پروٹسٹنٹ بھی کیتھولک بھی۔ یہی حال امریکہ، جاپان اور فرانس وغیرہ کا ہے۔ الغرض جو لوگ جلسہ کو درہم برہم کرنے آئے تھے، انھوں نے شور مچانا شروع کیا۔ میں اس وقت چند جملے کہہ کر خاموش ہو گیا ہے۔ جلسہ جاری رکھنے والے لوگ اور چند آدمی جو شور و غوغا [illegible] سوال و جواب دیتے رہے۔ تعجب ہوگی [illegible] اخبارات [illegible] وغیرہ میں [illegible] کہ حسین احمد نے تقریر میں کہا کہ [illegible] قومیت وطن سے ہوتی ہے مذہب سے نہیں ہوتی [illegible]

اس پر شور و غوغا ہوا اس کے بعد احسان اور دیگر اخبارات میں سب
یہ شتم چھپ جا گیا کلام کے ابتدا اور انتہا کو حذف کر دیا گیا اور کوشش کی گئی
تھی کہ عام مسلمانوں کو دھوکا دیا جائے میں اس تحریف اور اتہام کو دیکھ کر
چپکا ہو گیا اور تقریر کا ایک حصہ "نصاریٰ" اور "تیج" میں بھی چھپا مگر اس کو
کسی نے نہیں لیا "الامان" اور "مدینہ" اور "حقیقت" نے "انقلاب" کی عبارت وغیرہ نے
لیا اور اپنے چند دنوں کی سرخیاں نکالیں۔

ہمارا حضور کی کہ "نصاریٰ" اور "تیج" کو ملاحظہ فرمائیے کہ میں نے یہ
ہرگز نہیں کہا کہ مذہب و ملت کا دار و مدار وطنیت پر ہے۔ یہ بالکل
افترا اور جھوٹ ہے۔ احسان مورخہ ۲۳ جنوری کے صفحہ ۳ پر بھی یہ قول
نہیں بتایا گیا بلکہ یہ کہا گیا کہ قوم یا قومیت کی اساس وطن پر ہوتی ہے
اگرچہ یہ بھی غلط ہے مگر یہ بھی ضرور تسلیم کیا گیا ہے کہ مذہب و ملت کا مدار
وطنیت پر ہوتا ہی نے نہیں کہا تھا۔

شملہ کی چوٹیوں اور نئی دہلی سے تعلق رکھنے والے ایسے افترا اور
اتہام کرتے ہی رہتے ہیں۔ اس قسم کی تحریریں اور سب و شتم ان
کے خوش نصیبی میں آجانا ضرور تعجب خیز امر ہے۔ ان سے میری
غلط گزارشات میں، مجھ جیسے ادنیٰ ترین ہندوستانی کا کیا ٹھکانا
جہاں حکمت بہتوں کی مجال نہیں تو مشکل موجود ہے اگر غیر مناسب وجہ
قرآن کی عالی بارگاہ میں یہ شعر ضرور پڑھا دیجئے۔

هٰذا من نسج قوم لا خلاق لهم
امر قد حسن بالإحسان والتحميلات

افسوس کہ ہمارا ماحول ہوا آپ جیسے عالی خیال تو یہ جانتے
ہیں کہ ہم لوگوں کی بنا پر اس قسم کی تحریر اور ناجائز اتہامات اپنا
کرتے رہتے ہیں ... یہ ہرگز مناسب نہیں ہے اور میں نہیں کر سکتا ہوں

سر اقبال جیسے عالی خیال اور مرحلۂ مذہب میں نو دیدہ تجربہ کے
تجربہ کار شخص کو یہ خیال دامن گیر ہوا تحقیق کرنے کی طرف توجہ فرماتی کہ یہ
اخراجا کہ عاشق شعبا، خیشبنو الابیتہ گویا کہ ان کی نظر
نہیں گزری سر اقبال فرماتے ہیں ؎

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

کیا عجب کی بات نہیں ہے کہ ملت اور قوم کو سر اقبال ایک قرار
دے کر ملت کو وطنیت کی بنیاد ہونے کی وجہ سے تردید کرتے ہیں حالانکہ
سے منزہ قرار دیتے ہیں۔ میرا ابھی نہیں ترک کیا ہے۔ مزاج ... ان کا کلام
خود ہی (علیہ السلام ہے) کیوں بے خبر ہے؟
ذرا غور فرمائیے میں نے اپنی تقریر میں لفظ قومیت کا کہا ہے ملت
کا نہیں کہا ہے ... میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ملت کے
معنی شریعت اور دین کے ہیں اور قوم کے معنی مردوں اور عورتوں کی
جماعت کے ہیں۔
قاموس میں ہے ... الشریعۃ او الدین ... ملت
کی بحث میں ہے۔ نیز قاموس میں ہے القوم الجماعۃ من الرجال
والنساء معا او الرجال خاصۃ او تدخلہ النساء
(بحث قوم)
...
مجمع البحار میں ملت کے معنی ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں
ما شرع اللہ لعبادہ علی السنۃ الانبیاء علیہم السلام
و یستعمل فی جملۃ الشرائع لا فی احادھا ... 
واستعملت فی الملۃ الباطلۃ ... الکفر ملۃ واحدۃ
... منتقل کرنا ... لفظ قوم ... 

عربی ہیں۔ آپ کے معانی کو لغت عربی سے پڑھئے اور دیکھئے کہ کسی لغت عربی کی معتبر کتاب میں قوم اور ملت بلا التباس قوم اور دین و مرادف اور ہم معنی قرار دیا ہے یا نہیں۔ حکایات و روایات کو چھوڑئیے اور صرف صاحب کی بے اعتنائی کی داد دیجئے۔

اگر میری تقریر کے سیاق و سباق کو بھی حذف کر دیا جائے اور اخبار کے حسب اعلان جدید "احسان" قوم یا قومیت کی اساس وطن پر ہوتی ہے۔ بتائی جائے تب بھی میری غلطی کب کہاں وقت یا وہی کی احساس وطن پر ہے ہر ہر موضوع کی بہ نسبت "موجودہ دور میں" اگر یہ محض خبر نہیں تو کیا ہے اور آپ کا اس جملہ کو ایک قرار دینا حجیت اور فقہ یا علم سے ناواقفیت نہیں ہے تو کیا ہے۔ یا للعجب ولضیعۃ الادب۔

آپ مجھ کو ارشاد فرماتے ہیں تو اپنے خیالات سے مجھ کو مطلع کریں۔ عرض ہے کہ قوم کا لفظ ایسی جماعت پر اطلاق کیا جاتا ہے جس میں کوئی وجہ جامعیت کی موجود ہو خواہ وہ مذہبیت ہو یا وطنیت یا نسل یا زبان یا پیشہ یا رنگت یا کوئی صنعت اور یا حرفت وغیرہ وغیرہ۔ کہا جاتا ہے عربی قوم۔ عجمی قوم۔ یونانی قوم۔ مصری قوم۔ پختون قوم۔ فارسی بولنے والی قوم۔ سیدوں کی قوم۔ جولاہوں کی قوم۔ کنجڑوں کی قوم۔ سپاہیوں کی قوم۔ کالوں کی قوم۔ گوروں کی قوم۔ موچیوں کی قوم اونٹ والوں کی قوم وغیرہ وغیرہ۔

یہ محاورات تمام دنیا میں شائع و ذائع ہیں اور نہ صرف عربی بلکہ احادیث و آیات میں بکثرت وجود اطلاق لفظ قوم کا پایا جاتا ہے۔ انہیں میں ہندوستانی قوم بھی ہے۔ موجودہ زمانہ میں ہر ایک قوم سے بیرونی ممالک میں تمام باشندگان ہندوستانی سمجھے جاتے ہیں۔ خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان خواہ وہ کالے ہوں یا گورے۔

ہندو ہو یا مسلمان، پارسی ہو یا سکھ، عیسائی ہو [illegible] کا اطلاق ہندوستانی
پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ نہیں ہندوستان سے باہر تقریباً ہر دور میں [illegible]
عرب، شام، فلسطین، افریقہ، مصر، [illegible] وغیرہ میں رہتا ہوا ہو کہ
کے باشندوں سے ملنا جلنا، بیٹھنا اٹھنا برابر رہا ہے، [illegible]
انگریز، فرانسیسی، [illegible] امریکی، روسی، چینی، جاپانی، ترکی [illegible]
[illegible] وغیرہ مسلم اور غیر مسلم کے ساتھ [illegible]
برداشت کی نوبت آئی۔ [illegible]
ملاقات ہوتے تھے تو [illegible] گفتگو ہوتی تھیں۔
[illegible] میں نے جیسے [illegible]
[illegible] ہندوستانی
لوگوں کو ایک قوم سمجھتے ہیں [illegible] مختلف [illegible]
مختلف النسل [illegible] ایک ہی لڑی میں پروتے ہیں۔
[illegible]
کے نکالنے کیا معنی ہیں۔

یہ دعویٰ کہ اسلام کی تعلیم و تربیت کی بنیاد جغرافیائی [illegible]
وحدت یا جنس کی یکسانی کی بجائے شرف انسانی اور اخوت بشری پر
مبنی ہے [illegible]
[illegible] اختلافات [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تعلیم اور نظریہ کا ذکر بھی نہیں تھا۔

[illegible] حکومت [illegible]
[illegible]

نہرو تا اور یک کرنے میں تمام ہندوستانیوں کو عموماً اور مسلمانوں کو
خصوصاً ہندو راج سے ہول دلا رکھا تھا، جس طرح وہ ہندوستانیوں
کو متفرق فرقوں میں تقسیم کیا تھا آج تک جاری ہے، اور وہاں ظاہر
ظاہر ہے کہ اس کے بیان کی حاجت نہیں ہے لیکن اس سے عدم اتحاد پیدا ہوا اور
ملک و قوم کی زندگی اور بہتری کی فکر اور سعی کرنا ہر جماعت کے سمجھی
کا فریضہ ہونا ہی بالخصوص ہے۔ ان دونوں چیزوں سے بھی
یا سکا ہر کوئی شخص بھی منکر نہیں ہو سکتا) اگرچہ اس بے دردی کو لکھا تو ہم
سے نجات کے اور بھی ذرائع حقاً ممکن ہیں مگر جس قدر قوی اور موثر
ذریعہ تمام ہندوستانیوں کا متفق اور متحد ہو جانا ہے، دوسرا کوئی ذریعہ
نہیں ہے اس کے آگے اس مجوزہ کے حملہ مثل اور تمام توپیں بیکار
ہیں اور عظیم تعداد عظیم ہندوستانی اپنے مقاصد میں کامیاب ہو
سکتے ہیں، لہٰذا اشد ضرورت ہے کہ تمام باشندگان ملک کو منظم
کیا جائے اور ان کو ایک ہی رشتے میں منسلک کر کے کامیابی کے
میدان میں گامزن بنایا جائے۔

ہندوستان کے مختلف عناصر و متفرق ملل کے لیے کوئی رشتہ
اتحاد بغیر متحدہ قومیت کے نہیں جس کی اساس وطنیت ہی ہو سکتی ہے
اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ کانگریس
نے ابتدا ہی سے اس امر کو اپنے اغراض و مقاصد میں داخل کیا
ہے بلکہ ۱۸۸۵ء میں جبکہ کانگریس کا اولین اجلاس ہوا تو سب سے
پہلا مقصد مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کیا گیا۔

"ہندوستان کی آبادی جو مختلف اور متضاد عناصر سے مرکب ہے
ان سب کو متفق اور متحد کر کے ایک قوم بنا دیا جائے۔"

یہی متحدہ قومیت، ہندوستان کے دل میں ہمیشہ سے کھٹکتی رہی

[illegible] اگرچہ اس سے مخالفت اور تشویش کے اظہار کرنے کے لیے پہلی طرح
سے سامنے ہے۔ پروفیسر [illegible] کمیشن آف انکوائری [illegible] اس
کے متعلق لکھا ہے۔

"اگر ہندوستان میں متحدہ قومیت کا تصور وجود میں پیدا ہو جائے
اور اس میں [illegible] کے خلاف کوئی چال [illegible] بھی نہ ہو مگر صرف اس قدر
احساس عام ہو جائے کہ اجنبی حکومت سے اتحاد کل ہندوستانیوں کے
لیے شرمناک ہے تو اسی وقت سے ہماری شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا
کیونکہ ہم درحقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں [illegible]
حکمرانی نہیں کر سکتے اگرچہ ہم اس طرح کی حکومت [illegible]
طور پر [illegible] ہو جائیں گے۔"

اس بنا پر ہمیشہ یہی کوشش برطانیہ کی جاری رہی ہے کہ
[illegible] ہندوستانیوں میں پیدا نہ ہونے دیا جائے، اور اگر کبھی اس
کی صورت پیش آ بھی جائے تو اس کو [illegible] جس صورت سے
تفرقہ ڈال کر فنا کر دیا جائے۔ لڑاؤ اور حکومت کرو کا انگریزی [illegible]
مشہور مقولہ [illegible] ہے۔ بالخصوص کانگریس کے پیدا ہونے کے بعد
تو اس [illegible] انتہائی جد و جہد جاری رہی ہے۔

[illegible] اور مسٹر [illegible] وغیرہ کی انتہائی
[illegible] مساعی اور [illegible] کی انتہائی مساعی [illegible]
[illegible]
[illegible] جس کا دوسرا نام [illegible]
[illegible] ایسوسی ایشن [illegible]
[illegible] کی گئی جس کے [illegible] قرار دیے گئے تھے۔
[illegible] انگریز [illegible]

کوشش کرکے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا۔

(ب) عام سیاسی شعور کو مسلمانوں میں پھیلنے سے روکنا۔
(ج) ان کو ایسی راہ دکھانا جو سلطنت برطانیہ کے استحکام
اور سلطنت کی حفاظت میں ممد ہو۔ ہندوستان میں امن قائم رکھنے
کی کوشش کرنا اور لوگوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرنا۔

مسٹر بیک اور مسٹر ماریسن وغیرہ کی انفرادی مساعی کا نتیجہ تھا کہ
سرسید جیسے تیز اور سخت سیاسی آدمی کے خیالات پر نہایت برا
اثر ڈالا گیا اور اسباب بغاوت ہند جیسے لکھنے والے شخص کے عقائد اور
خیالات کو ہندوستانی مسائل سے بالکل ہی ہٹا دیا اور انگریز پرست
ٹوڈی بنا دیا گیا۔ انہیں مساعی کی بنا پر ... میں لارڈ منٹو کا انتخاب
سے ڈیپوٹیشن اور ... کا قصہ اٹھایا اور انہیں وجوہ کی بنا پر ... میں
متعدد ... برطانیہ کی کوششوں سے مسلم لیگ کی تشکیل ...
کی جو تحریریں ... ہوئی اور آج تک ... اسی پالیسی پر ...
اسی بنا پر ... سبھائیں قائم کرائی گئیں۔ اسی بنا پر شدھی اور
سنگٹھن کو میدان میں پیش کیا گیا۔

مسٹر ... اور مسٹر بیک وغیرہ کی کاروائیاں اگر دیکھنی ہوں تو
... گریسٹ ... ملاحظہ ہوں۔

مسلمانوں کو خصوصی طور پر کانگریس سے متنفر کرنے کی پالیسی آج
سے نہیں بلکہ ۱۸۸۵ء یا اس سے بھی پہلے سے جاری ہے اور کامیاب
ہوتی جاتی ہے۔ آج بھی ... [illegible] ... مسلم لیگ کی تشکیل کی جاتی
گئی تھی۔ ... کے ممبروں کو ... [illegible] ... پھیلائی جا رہی ہے
اور ... [illegible] ... کی مخالفت ... میں خدمات
علمیہ انجام دیتے ہوئے لیگ کے پلیٹ فارم پر ... اور جمعیۃ علماء

اور مجھ کو مخلصین نیکوکار کی اکثریت اور مصلحت ملا کی حالت کے خوف سے غیر منقطع کیفیت اس بیان میں جس وقت اگر تم محبت کو کوئی موضع ملا تو رجوع کر دیں تا بمسلمانوں کو جس لیے حصہ کا دیا گیا ہے اور ماتحتی بھی نہایت فرقہ وارانہ کی صورت دیا جا رہا ہے۔ ان کو چاہیئے کہ گزشتہ تاریخ کا مطالعہ کریں اور اپنے تحفظ و ترقی کا سامان کریں۔ اپنی طرف سے میری یہ مخلصانہ درخواست ہے کہ وہ ضرور یہ اور ہر کتاب سے مسلمانوں کو روشن مستقبل ہو کہ ابھی ابھی مطبع نکل کر یہ چھپی ہے مثلاً میں ہندوستان کی آئینہ میں انگریزی پالیسی اور مسلم لیگ وغیرہ کی حقیقت اور تمام ہمارے لیڈروں کی بے حد تعارف حسنِ اخلاق کریں۔ نا حق ہے ایسا اس کی اولاد والسلام۔ ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۱۵ محرم ۶۳ھ ۶۴

(مکتوبات شیخ الاسلام حصہ سوم
مرتبہ نجم الدین اصلاحی
شائع کردہ مکتبہ دینیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ حسین احمد مدنی مرحوم نے متحدہ قومیت اور وطنیت کے نشہ اور جذب و کیف میں اگر حضرت حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم صاحب لکھا ہے اور مسلم لیگ کو نہ صرف مشاطہ برطانیہ اور متانا ادا بنیاد ڈالی کی جماعت جس کی تخلیق خوشنودی برطانیہ کے ہاتھوں مشکل کی جو جس سے خطہ و بدیر ہی بھی قرار دیا ہے تو اس کے کرم مولوی حسین احمد مدنی مرحوم کے مزید خیالات بر متحدہ قومیت اور وطنیت کے جواز میں انھوں نے قرآن و حدیث کی من مانی تشریح و تاویل کے سہاروں سے ہمارے سامنے رکھے۔ سامنے لاکر ان پر تنقید و تبصرہ پیش کریں مناسب و معقول بات ہی نظر آتی کہ اسی مقام پر بھی مولوی صاحب مرحوم کی کانگریس کی تشکیل اور کن کے ہاتھوں سے ہوئی۔

تاریخی حقائق کی روشنی میں پیش کرتے ہوئے آگے بڑھیں تاکہ آپ پر واضح اور روشن ہو جائے کہ کانگرس کی ابتدا کیسے، کن ہاتھوں سے اور کن وجوہات اور ہندو مفادات کی حمایتی اس تنظیم نے کس طرح، انگریز کی خوشامد اور چاپلوسی سے کام لے کر مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کرنے کے اقدامات کیے۔

جناب محمد اشرف خان عطا مدیر معاون روزنامہ نوائے وقت نے ایک کتاب "پاکستان اور جرم بغاوت" کے نام سے لکھی ہے اور انتساب ان مجاہدوں اور خاندانوں کے نام جنہوں نے اپنے خون سے کشت پاکستان کی آبیاری کی لکھا ہے۔ مندرجہ ذیل سطور ہم اس کتاب کے صفحہ ۳۲ تا ۳۴ سے پیش کر کے پھر اپنی کتابوں سے حاصل کردہ مواد بھی حاضر خدمت کریں گے تفصیل سے کانگرس کے وجود پذیر ہونے کے تاریخی حوالے سامنے آ جائیں۔ اس کتاب سے ۵ جون ۱۹۸۶ء کی تاریخ اشاعت ملتی ہے۔

"مسلم لیگ پر مخالفین کی طرف سے سب سے بڑا اعتراض کیا جاتا ہے کہ مسلم لیگ برطانیہ کی ساختہ پرداختہ جماعت تھی جس کو خاص مقصد کے لیے وجود میں لایا گیا اور یہ جماعت ملک کی آزادی کی راہ میں ایک سنگ گراں ہے۔ معترضین کا یہ اعتراض کتنا ہی کیوں نہ ہو حقیقت سے بعید ہے اور کبھی یہ تصور و افکار کی دنیا کی کرتا ہے، خصوصی آج؟ یہ کہا کہ یہ معترضین نہیں جانتے کہ وہ کانگریس تھی یا مسلم لیگ، جس کو ۱۸۸۵ء سے لے کر ۱۹۱۹ء تک برطانیہ کی سرپرستی کا شرف حاصل رہا۔ وہ کانگرس ہی ہے جس کی بنیاد ایک انگریز مسٹر ہیوم نے ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ ڈفرن کے مشورہ سے ۱۸۸۵ء میں رکھی۔ وہ کانگریس ہی ہے جو مسلسل ۱۸۸۵ء سے ۱۹۱۹ء تک برطانیہ کی وفاداری کے گیت گاتی رہی اور برطانیہ کی اطاعت شعاری کی تجاویز منظور کرتی رہی۔ جس جماعت کی بنیاد ایک ایسی قوم کے فرد نے رکھی ہو جس قوم کی

حکمت عملی کا حصہ اکثریت و اقلیت پیدا کر کے پیدا ہوا ہے جو گذشتہ دو
صدیوں سے ہندو مسلم افتراق اور نفاق کا بیج بو کر حکومت کر رہی ہو
اس جماعت سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ہندوستان کو امن و سلامتی اور
صلح و آشتی کی دولت سے مالا مال کرے گی ایک خیال خام ہے تاہم
کانگریس ہندوستان میں اسی حکمت عملی پر چل رہی ہے کہ جس پر اس کے
بانی مسٹر ہیوم کی قوم آج تک عمل پیرا ہے۔ کانگریس کی بنیاد ہی اس عقیدہ
کے ماتحت انگریز نے رکھی تھی کہ ہندوستان کی بنیاد اکثریت پر کانگریس
کے نام پر ہندوستان کی [illegible] دیا جائے۔ چنانچہ آج
کانگریس اپنے بانی کے اس مقصد کی تکمیل یا خواب کی تعبیر [illegible] کی
تکمیل کر رہی ہے۔ انگریز خود چاہتا تھا اور چاہتا ہے کہ متحدہ ہندوستان
کی بنیاد اکثریت پر کانگریسی حکومت کے سپرد کیا جائے تاکہ [illegible] کی منظم
جماعت کانگریس [illegible] ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں [illegible]
تسلیم کر کے [illegible]
اقلیتوں کو غلام بنانے کے خواب دیکھ رہی ہے [illegible] مشترکہ قوم کی
ہم قوم حکومت کانگریس کی [illegible] انصاف، ظلم،
تشدد اور [illegible] ہے۔

یہ تو تھی کانگریس کی حیثیت [illegible] اس کے برعکس مسلم لیگ کی بنیاد
مسلم قوم کے حقوق کے تحفظ کے لیے مسلم رہنماؤں کے اتحاد و تعاون
سے نواب محسن الملک [illegible] اس وقت مسٹر ہیوم کے
ارادوں کو بھانپ لیا اور سمجھ لیا کہ کانگریس کی بنیاد رکھنے سے انگریز
کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلمان قوم کو ختم کیا جائے انگریز نے
حکومت [illegible]
[illegible] کانگریس کی [illegible] جماعت کی تشکیل سے

انگریز کا ذہن یہ تھا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ایسی طاقت کو لا کھڑا کیا جائے جس کی وجہ سے مسلمان کو ابھرنے کا موقعہ نہ مل سکے اور انگریزی [illegible] وقت آ جائے کہ انگریز کو ہندوستان چھوڑنا پڑے تو اس صورت میں ہندوستان کے اندر اسلامی حکومت قائم نہ ہو سکے تاکہ ہندوستان اور مشرق وسطیٰ اور دیگر اسلامی ممالک آپس میں مل [illegible] جیسا کہ یورپ کی مغربی طاقتوں کے مقابلہ میں [illegible] [illegible]

ہندو مہاسبھا اور [illegible] نے مسلمان قوم کو ملیامیٹ بنانے میں تعاون [illegible] انگریز نے کیا تھا اس کا عمل انگریز نے مختلف مراحل پر مختلف شکلوں میں [illegible] کیا اور [illegible] [illegible] ہندو [illegible] کی حکومت کے ہر شعبہ میں مسلمانوں پر حاوی اور مسلط کر دیا۔

بعض مصنفین کا خیال ہے کہ [illegible] کانگریس کی انگریزوں کے ساتھ [illegible] تصادم [illegible] [illegible] دیکھا جائے [illegible] تمام تحریکات کانگریس کی قیادت کانگریس نے کی [illegible] [illegible] [illegible] ہندو [illegible] کانگریس [illegible] [illegible] سیاسی [illegible] اقتصادی نوعیت کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مفادات کی [illegible] [illegible] ہندوستان کی انگریز کے خلاف [illegible] [illegible] ہندو قوم کو منظم کرنی [illegible] کانگریس کی انقلابی حیثیت کا نمایاں [illegible] تھا کہ ہندو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کانگریس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انگریز کے خلاف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان

فیڈریشن نے جو صحیح معنوں میں آزادی کے علمبردار تھے گاندھی کی اس کمزوری اور پالیسی کو جان کر وہ سمجھا ۔ ۔ ۔ ۔ مگر [illegible] ساتھ اور حرکت کرنے سے بچے رہے کہ وہ ہندوستان کی آزادی کے لیے ہے یہی وجہ تھی کہ مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی خاں، حکیم اجمل خاں اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری نے مسلمان قوم کو کانگریس میں شامل ہونے کے لیے بھی جی جان کا [illegible] صرف کیا۔

لیکن جب تحریک خلافت کے بعد مولانا محمد علی نے کانگریس کو دوسرے کانگریسی رہنماؤں کی چال سمجھا تو [illegible] اختلاف کی کیا حقیقت ہے مسلم قوم کی تنظیم کا ایک [illegible] بنا لیکن تھا کہ مولانا محمد علی کو اتنی فرصت نہ ملی کہ وہ اپنی قوم کی اس تنظیم پر کے کانگریس کی حیلہ ساز چالوں کا مقابلہ کر سکتے لیکن موت نے ان کے بیش قیمت حیات کو منقطع کر دیا جس چیز کے احساس نے مولانا محمد علی مرحوم کو گول میز کانفرنس کے وقت بے تاب اور بے قرار کیا مسلم قوم کی تنظیم کا خیال تھا لیکن اللہ [illegible] نے اس تنظیم و [illegible] کا کام کا بوجھ محمد علی کے جانشین محمد علی جناح کے کندھوں پر ڈال دیا اور آج تک [illegible] [illegible] المسلمین میں ایک نئی روح پھونکنے والے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی کوششوں سے ہندوستان کا مسلمان پوری طور پر منظم ہے اور مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہے۔ یہ وہی مسلم لیگ ہے کہ جس کی بنیاد محسن الملک [illegible] رکھی تھی آج یہ مسلم لیگ ہے کہ جس کی صدارت کا شرف حکیم اجمل خاں اور محمد علی مرحوم جیسی جلیل القدر شخصیتوں کو حاصل تھا۔ یہ وہ مسلم لیگ ہے کہ جس نے کانگریس سے الحاق منقطع کیا۔ یہ وہی مسلم لیگ ہے جو ہندو مسلم اتحاد کے لیے سالہا سال کانگریس کے ساتھ تعاون کرتی رہی۔ یہ وہی مسلم لیگ ہے کہ جس کے صدر مولانا [illegible] تھے [illegible]

جب کہ ملک میں ہر طرف اس وقت بڑا ہوا انسانوں کا خون بہایا جا رہا تھا، دوسری جگہ کانگریس کے اجلاس اسی ایجی ٹیشن کے نتیجے میں ہوا کرتے تھے۔

یہ وہی مسلم لیگ ہے کہ جس کو ۱۹۳۷ء میں کانگریس کے مقابلہ میں کوئی سیٹ حاصل نہ ہوئی۔ یہ وہی مسلم لیگ ہے جس کے صدر محمد علی جناح کو سیٹ جیسے لیڈر کو بھی اور ہمارے ... ہندو مسلم اتحاد کا پیامبر کر پکارتے تھے اور سمجھا جاتا تھا ہم یہ سمجھتے تھے کہ مسٹر محمد علی جناح ہندوستان کی وہ عظیم ترین شخصیت ہے کہ جس کو کوئی لالچ اور ملکی مفاد و وطن کے خلاف خریدا یا استعمال نہیں کر سکتی۔ اور یہ وہی مسلم لیگ ہے کہ جس کے صدر مسٹر محمد علی جناح نے خود ہندوستان کے مفاد کی خاطر انگلستان کے فیصلہ پر وائسرائے سے ملاقات کی لیکن ہندوستان کے مفاد کو نقصان دیکھ لیا۔

یہ وہ محمد علی جناح ہے کہ جس نے گلیشیئر اور حضرت کی معاملہ دیکھا تھا کا ریکارڈ ... یہ وہ مسلم لیگ ہے کہ جسے سروں اور خان بہادروں کی جماعت کہا جاتا تھا لیکن جب وقت آیا تو سروں اور خان بہادروں، نوابوں اور خطاب یافتگان نے برطانوی حکومت کے خطابات ترک کرنے شروع کر دیئے اور جناب کے سروں، خان بہادروں، نوابوں، جاگیرداروں نے خضر کی وزارت سے ٹکر لے کر جیلوں کی کوٹھڑیوں کی پناہ گزیں بنا لیا۔ سرحد اور پنجاب کے مسلمانوں نے ثابت کر دیا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کے مفاد کی خاطر قید و بند کے مصائب برداشت کر سکتی ہے۔ دنیا کی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ ... پنجاب اور سرحد کے ہر شہر قصبہ اور ضلع میں اپنے آپ کو گرفتاریوں کے لئے پیش کرتے رہے۔ مسلمان بچوں اور عورتوں نے جس بہادری کے ساتھ گولیوں کا مقابلہ کیا اسے ثابت کر دیا کہ قربانی کے میدان میں مسلم لیگ کانگریس یا کسی دوسری جماعت سے پیچھے نہیں بلکہ وقت آنے پر وہ قربانی کے

میدان میں ایسی مثال پیش کر سکتی ہے جو آج تک کسی سیاسی جماعت یا قوم نے پیش کی ہو۔ اب ہر شخص یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ انگریز کی ساختہ، پرداختہ جماعت کو یہ ہے کہ آج ہمارے نیشنلسٹ بھائی ہٹ دھرمی، ضد، ذاتی منفعت اور انا کی وجہ سے حق گوئی سے کترا رہے ہیں اور کانگریس نقار خانہ کی طوطی بن کر رہ گئے۔ اب یہ بیں بر حقیقت بسیار دو کی زبانوں پر رواں ہے لیکن وقت آ رہا ہے انشاء اللہ جلد آئے گا جب ہمارے نیشنلسٹ مسلمان بھائی حقیقت وصداقت کا اعتراف کرتے ہوئے مسلم لیگ اور مسلمانوں کے سواد اعظم کی طرف لوٹیں گے اور تسلیم کریں گے کہ محمد علی جناح نے دو قوموں کا جو نعرہ لگایا تھا اور تقسیم ہند کا جو مطالبہ کیا تھا وہی بجا اور درست تھا!

اب ہم دوسری کتابوں سے حاصل کردہ مواد پیش کر رہے ہیں۔

## کانگریس کے قیام کا مقصد کیا تھا؟

اس کو مسٹر ستیہ پال "کانگریس کے ساٹھ سال" کے مؤلف کے الفاظ میں سنیئے۔

"مسٹر ہیوم نے کانگریس کی بنیاد رکھی۔ ہندوستان کی بہتری کے لیے نہیں بلکہ برٹش راج کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے۔ مسٹر ہیوم کا کوئی کتنا ہی شکر گزار کیوں نہ ہو یہ کہنا پڑے گا افسوس ہے کہ ایسی تنظیم کی بنا ڈالی جو اپنی کوششوں سے شاہ بلوط کے درخت کی طرح بڑھی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہر ہندوستانی اس بات کو محسوس کرے کہ اس کی پشت پر بیرونی حکومت کے ہونے سے آزاد کرانے کا مقصد تھا بلکہ برٹش حکومت کی جڑیں ہندوستان میں اور مضبوط و مستحکم ہوں۔ تاکہ برطانیہ سے وفاداری کانگریس کو مذہبی فریضہ تھا تنظیم یا کر

برٹش طرزِ حکومت کا دلدادہ تھا۔"

("کانگریس کے ساٹھ سال" مرتبہ مسٹر ستیہ پال صفحہ ۱۰)

## کانگریس کا پہلا اجلاس

"۲۸ دسمبر کو بمبئی میں اس کا پہلا اجلاس ہوا جس میں کی سرپرستی اور صدارت مسٹر ... اور ہیوم نے کی۔ ۱۸۸۵ء تا ۱۹۰۶ء میں برابر تاج کے وفادار شہری بن کر آگے اور انھوں نے مسٹر ہیوم کو جو سول سروس کے ایک پنشن یافتہ انگریز تھے بابائے انڈین نیشنل کانگریس کا خطاب دیا۔"

## کانگریس کا دوسرا اجلاس

۱۸۸۶ء میں کلکتہ میں دادا بھائی نوروجی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں موصوف نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا۔

"کیا یہ ممکن ہے کہ اس قسم کا اجتماع جس کا ہر فرد برٹش حکومت کی نعمتوں سے واقف ہو کسی ایسے مقصد کے لیے منعقد ہو سکتا تھا جو حکومت کے خلاف ہو؟ اس حکومت کے جس نے ہم کو یہ سب کچھ دیا ہے۔ ہم کو صاف طور سے اعلان کر دینا چاہیے کہ ہم سر سے پیر تک وفادار ہیں۔"

("کانگریس کے ساٹھ سال" مرتبہ ستیہ پال صفحہ ۱۲۲)

## کانگریس کے انگریز صدر

"کانگریس کا بانی ہی انگریز نہ تھا بلکہ اس کے متعدد اجلاسوں کی صدارت انگریز کرتے تھے ۱۸۸۸ء میں الہ آباد کے اجلاس کی صدارت مسٹر جارج یول نے کی۔ مسٹر ہیوم ویڈربرن انگریزی سول سروس کے اور

تھے ۱۸۸۶ء میں انھوں نے نیشنل لبرل اور ۱۸۹۲ء میں انھوں نے بمبئی
کے اجلاس کی صدارت کی جس میں وہ برطانوی پارلیمنٹ کے ممبر ہو گئے
کے مشہور خطیب چارلس بریڈلا نے شرکت کی ۱۸۹۳ء میں پارلیمنٹ
کے ایک ممبر ہوتے ہوئے کانگریس کے اجلاس کی صدارت کی
مسلم لیگ کے قیام سے صرف دو ماہ قبل یعنی ۱۹۰۶ء میں کلکتہ کے
اجلاس کی صدارت سر مہتہ کی کانفرنس نے کی جس میں سوراج کا
اور اسلام کا بہت کمزور ہو جاتا ہے۔

## برطانیہ کی کانگریس نوازی

مسلم لیگ کے قیام کے وقت انگریز سرکار کا کانگریسی لیڈروں سے
اس قدر گہرا رابطہ تھا کہ جو ہندوستانی کانگریس کے اجلاس
کی صدارت کرتا یا اس کے ایک سیکریٹری کی اہمیت حاصل کرتا وہ فوراً
گورنر جنرل یا گورنر کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر
نامزد ہو جاتا تھا سر ایس سنہا ایسا ہی ایک ممبر ہے جو کانگریس
سر سنکرن نائر صدر کانگریس کے عہدے حاصل کر کے حکومت
کی نوازشیں حاصل کرتے رہے۔ سر ایم گرفتار ۱۹۰۵ء میں
کانگریس میں نمودار ہوئے تھے اور ممبر بنا دیے گئے۔ ۱۹۰۸ء میں
ان کا ایک مسلم کانفرنس اور مسٹر جی ایچ ... کو اسمبلی
سے کانگریس کے پلیٹ فارم پر سے ... عہدوں تک پہنچے
ایس پی ... ۱۹۱۰ء میں کانگریس میں ایک ... 
... کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن نامزد کر دیے گئے
... کانگریس کے ... لیڈر ہونے کی بنا پر ... 
کا ممبر بنا دیا گیا ... ۱۹۲۰ء میں

خطاب ملا جو کانگریس کے بہت بڑے لیڈر تھے اور سری نواس شاستری گورنمنٹ کا کانگریس کا لیڈر بننے کی وجہ سے امپیریل کونسل کا ممبر نامزد کیا گیا۔

برطانیہ کی کانگریس نوازی کا یہ عالم تھا ۱۹۰۸ء میں جب کانگریس کنونشن کا اجلاس مدراس میں ہوا تو اس وقت کے گورنر سر آرتھر لالی نے اپنے تئیں کانگریس کے اجلاس کے لیے منظور کیا۔ ان تمام واقعات کو نہایت تفصیل کے ساتھ مسٹر سیتا رامیہ پٹابھائی نے اپنی کتاب ہسٹری آف دی کانگریس میں درج کیا ہے۔

## لارڈ منٹو کی سوانح حیات

"لیڈی منٹو نے لارڈ منٹو کی سوانح حیات میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ ۱۹۰۸ء میں لارڈ مارلے گورنمنٹ کا اعلان کے لیے ایگزیکٹو ممبر کا تقرر کرنا چاہتے تھے۔ دو ممبروں پر نظر انتخاب پڑی ایک اشوتوش کو بھی اور دوسرے مسٹر ایس پی سنہا۔ مسٹر سنہا کلکتہ کے اجلاس کانگریس میں ۱۹۰۶ء میں ایک ریزولیشن پر تقریر فرما چکے تھے اس لیے ایک غیر کانگریسی کے مقابلے میں ایک کانگریسی کو منتخب کیا گیا۔"

## سنہ ۱۹۲۰ء تک کانگریس کی حالت

"ہر اجلاس میں سب سے پہلا ریزولیشن بادشاہ سلامت کی وفاداری کا ہوتا تھا جس کو تمام مندوبین کھڑے ہو کر منظور کرتے تھے۔ اور اجلاس میں سب سے اونچا یونین جیک لہرایا جاتا تھا۔"

# وفاداری تحت برطانیہ

۱۹۱۴ء میں مدراس میں کانگریس کا اجلاس ہو رہا تھا مسز اینی بیسنٹ
جی ہندوستانی فوج کے متعلق تقریر کر رہے تھے کہ دوران تقریر
میں لارڈ پینٹ لینڈ گورنر مدراس تشریف لائے فوراً تمام ڈیلیگیٹ
ادب سے کھڑے ہوگئے اور تقریر روک کر مسٹر سریندر ناتھ بنرجی نے کانگریس
کی وفاداری تحت برطانیہ کا ریزولیوشن پیش کرایا گیا۔ یا ... ۱۹۱۴ء
میں کانگریس سیشن لکھنؤ میں پیش آیا۔ جب مسز بیسنٹ
جلسے میں تشریف لائے۔"

## پہلا ایجی ٹیشن

" ۱۹۰۵ء میں کانگریس کا پہلا ایجی ٹیشن مسلمانوں کے ایک مطالبہ کے
خلاف جس کا مقصد تقسیم بنگال کے اعلان کی تنسیخ تھا کانگریس کی تاریخ
میں اس ایجی ٹیشن کو تحریک آزادی کی بنیاد بتایا جاتا ہے حالانکہ یہ
مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ تھا۔ چنانچہ لارڈ کرزن نے تنسیخ
تقسیم کا اعلان کیا پھر ہندو انگریز دوستی کے مظاہرے شروع ہوگئے۔
چونکہ مدنی مرحوم نے کانگریس کو آزادی پسند، حریت نواز اور مسلم لیگ
کو انگریز کے وفادار ازلی قسم کے لوگوں کی جماعت کہا تھا اس لیے یہاں
ہم نے تاریخ کا وہ حقیقی رخ پیش کیا ہے جس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا
ہے کہ انگریز کی چہیتی وفادار پالیسی نے کانگریس کا خمیر اٹھایا اور کانگریس
انعقاد و ... بھی تحت و تاج برطانیہ کی وفاداری کا اظہار و اعلان تھا
ہم جناب مدنی مرحوم کا خطبہ باب طالوت کے نام درج کر چکے ہیں۔ اب آپ
طالوت صاحب کا خط علامہ اقبال کے نام پڑھئے اس میں طالوت صاحب

سے جو دراصل مرحوم کے ان خیالات، احساسات اور نظریات یا اعتقادات کو علامہ کے سامنے رکھا ہے۔

## طالوت صاحب کا خط
### علامہ اقبال کے نام

مخدوم محترم اسلامیان ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

"اگرچہ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ آپ سے شرف مخاطبت حاصل کر سکوں گر الضرورات تبیح المحذورات کی بنا پر باوجود اس علم کے آپ کی طبیعت کچھ ناساز رہتی ہے تکلیف دینے کی معافی چاہتا ہوں۔ امید کہ آپ اخلاق کریمہ کی بنا پر اپنے اوقات عزیز میں سے دو چار منٹ نکال کر میرے عریضہ کو پڑھنے اور اس کے جواب کی زحمت برداشت کریں گے۔

مولانا حسین احمد صاحب قبلہ کے متعلق آپ کی نظم جو روزنامہ "احسان" میں چھپی اور اس سے پہلے "احسان" [illegible] "انقلاب" میں آپ کے خلاف متواتر [illegible] بھی کیا جاتا رہا [illegible] کو ایک نیا [illegible] میں اس نظم اور [illegible] کی طرف توجہ دلائی اس کے جواب میں انہوں نے از راہ شفقت ایک مفصل تحریر بھیجی جس کے اہم اقتباسات ذیل میں درج ہیں۔

"میں نے بعض ضروری مضامین کے بعد ملک کی حالت بیرونی ممالک اور [illegible] ملک میں [illegible] کی ضرورت کا تصفیہ [illegible] شروع کیا تو کہا کہ موجودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں۔ دیکھو انگلستان کے بسنے والے سب ایک قوم شمار کیے جاتے ہیں [illegible]

بھی یہی حال ہے ، روس ، فرانس ، جاپان وغیرہ کا یہ ہے ۱۹۰۸
— ہر گرجلسہ [illegible] کے لیے آگے تھے اور [illegible] رہے تھے۔
[illegible] شروع کیا ۔ [illegible] وقت یہ نہیں [illegible]
[illegible] جلسہ جاری رکھتے [illegible] ضرور کرنا چاہتے تھے
سوال و جواب ہوتے تھے [illegible] کے [illegible] لگے
[illegible] حسین احمد نے تقریر میں کہا ہے کہ [illegible]
[illegible] ہوتا ہے۔ اس کے
بعد اس [illegible] سب [illegible] سمجھا گیا ۔
[illegible] کی کوشش کی گئی تھی کہ تمام
مسلمانوں کو [illegible] اسلام کو [illegible] ہو گیا
[illegible] انصاری [illegible] کسی نے نہیں [illegible]
[illegible] انقلاب [illegible] کی طرف نکالی۔
[illegible] انصاری [illegible] ۔ میں نے پھر
[illegible] کہا کہ مذہب و وقت کا [illegible] وطنیت [illegible]
[illegible] احسان [illegible] قول [illegible] کیا
[illegible] قوم یا قومیت [illegible] ہوتی ہے ۔ اگر یہ [illegible]
سب [illegible] کیا گیا ہے کہ مذہب و وقت کا [illegible] وطنیت [illegible]
[illegible] نہیں کہا تھا ؟

[illegible] تعلق رکھنے والے [illegible]
کرتے رہتے ہیں اس قسم کی تحریکیں اور سب [illegible]
[illegible] اور [illegible] شخص کا [illegible]
[illegible] نہیں [illegible]
[illegible] ہندوستانی [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] مناسب [illegible] کی [illegible] ضرور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خیال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بھی نہیں تھا۔

[illegible] ضروری

[illegible] میرا خیال ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حقیقت [illegible]

[illegible]

[illegible]

میں آپ کی رحمت کا بہت ممنون ہوں۔ (طالوت، [illegible])

## علامہ اقبال کا خط
### جناب طالوت کے نام

[illegible] فروری [illegible]

جناب من! [illegible] صاحب کے [illegible] کے بہت سے خطوط میرے پاس آئے، ان میں سے بعض میں [illegible] [illegible] مولوی صاحب [illegible] جناب آپ کے خط میں مولوی صاحب کے خط کے [illegible] اس واسطے [illegible] آپ [illegible] جواب [illegible] کی وجہ سے [illegible]

(محمد اقبال)

## علامہ اقبال کا دوسرا خط
### حضرت طالوت کے نام

[illegible] فروری [illegible]

[illegible]

مسلمان بھی اس نظریے کو قبول کر لیں تو پھر بحث کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کیونکہ کسی نظریے کو اختیار کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ آیا وہ اسلام کے مطابق ہے یا منافی۔ اس خیال سے بحث نتیجہ خیز اور طویل نہ ہونے پائے اس بات کا صاف ہو جانا ضروری ہے کہ مولانا کا مقصود ان الفاظ سے کیا تھا۔ ان کو جو جواب آپ کے دو آپ مجھے ارسال کر دیجئے۔ مولوی صاحب کو میری طرف سے یقین دلا دیجئے کہ میں ان کے احترام میں کسی مسلمان سے پیچھے نہیں ہوں۔ اگر مجھ کو وہ بالا ارشاد سے ان کا مقصود وہی ہے جو میں نے اوپر لکھا ہے تو میں ان کے مشورے کو اپنے ایمان اور دیانت کی رو سے اسلام کی روح اور اس کے اساسی اصولوں کے خلاف جانتا ہوں۔ میرے نزدیک ایسا مشورہ مولوی صاحب کے شایانِ شان نہیں اور مسلمانانِ ہند کی گمراہی کا باعث ہوگا۔ اگر مولوی صاحب نے میری تحریر کو پڑھنے کی کبھی تکلیف گوارا فرمائی ہے تو انھیں معلوم ہوا ہوگا کہ میں نے اپنی عمر کا نصف حصہ قومیت اور ملت کے اسلامی نقطۂ نظر کی تشریح و توضیح میں گزارا ہے۔ محض اس وجہ سے کہ مجھ کو ایشیا کے لیے اور خصوصاً اسلام کے لیے فرنگی سیاست کا یہ نظریہ ایک خطرۂ عظیم محسوس ہوتا ہے۔ کسی سیاسی جماعت کا پروپیگنڈا کرنا میرا اس سے پہلے مقصود تھا نہ آج مقصود ہے بلکہ وہ شخص جو دین کو سیاست کے پروپیگنڈے کا پردہ بناتا ہے میرے نزدیک لعنتی ہے۔

(مخلص محمد اقبال)

## علامہ اقبال کا تردیدی بیان

جو روزنامہ احسان ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔

"میں نے مسلمانوں کو علاقائی قومیت قبول کرنے کا مشورہ نہیں دیا۔" (حضرت

مولانا حسین احمد مدنی کا بیان: "مجھ پر اعتراض کرنے کے بعد ان پر فرض کرنا کوئی حق نہیں رہتا۔" علامہ اقبال کو مکتوب قومیت و وطنیت کے متعلق میری ایک علمی بحث کا خوشگوار خاتمہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب "احسان" لاہور۔

السلام علیکم۔ میں نے وہ تبصرہ مولانا حسین احمد صاحب کے جواب جو شائع کیا ہے وہ آپ کے اخبار میں شائع ہو چکا ہے۔ ... مجھ پر اس امر کی تصحیح کر دی تھی۔ اگر مولانا کا ارشاد ... تمام ... اخلاق سے بھی ... تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں اور اگر مولانا نے مسلمانان ہند کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ جدید نظریہ وطنیت کو اختیار کریں تو دینی پہلو سے اس پر مجھ کو اعتراض ہے۔ مولوی صاحب کے اس بیان میں جو اخبار "انصاری" میں شائع ہوا مندرجہ ذیل الفاظ ہیں:

"لہٰذا ضرورت ہے کہ تمام باشندگان ملک کو منظم کیا جائے۔ ہندوستان کے مختلف عناصر اور متفرق ملل کے لیے کوئی رشتہ اتحاد بجز قومیت نہیں جس کی اساس محض یہی ہو سکتی ہے۔ اس کے ماسوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔"

ان الفاظ سے تو میں نے یہی سمجھا کہ مولوی صاحب نے مسلمانان ہند کو مشورہ دیا ہے ... وہ مضمون لکھا تھا اس میں شائع ہوا ہے ... مولوی صاحب کا ایک خط ... صاحب ... [illegible] ... ابھی نظر سے گزرا ہے۔ مولانا ارشاد فرماتے ہیں:

"میرے محترم صاحب کا ارشاد ہے کہ ... [illegible] ... مقصود ... [illegible] ... کیا جائے ... [illegible] ..."

یہی تو ہیں اوطان سے بنتی ہیں۔ شاید اس زمانہ کی عادی چوک ہے ورنہ مقرر
اور وطنیت کی خبر ہے یہ بات یہ نہیں کہا جاتا ہے مگر ہم کو ایسا کہنا چاہئے
تعبیر ہے انشا نہیں ہے کسی ناقل نے مشورہ کو ذکر بھی نہیں کیا پھر اس کو
مشورہ دینا کس قدر غلطی ہے؟

"خط کے مندرجہ بالا فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس بات سے صاف انکار کرتے ہیں کہ انھوں نے مسلمانان ہند کو جدید نظریہ قومیت اختیار کرنے کا مشورہ دیا لہٰذا میں اس بات کا اعلان ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھ کو مولانا کے اس اعتراف کے بعد کسی قسم کا کوئی حق ان پر اعتراض کرنے کا نہیں رہتا۔ میں مولانا صاحب کے عقیدت مندوں کے اس جوش عقیدت کی قدر کرتا ہوں جنھوں نے ایک دینی امر کی توضیح کے سلسلہ میں پرائیویٹ خطوط اور پبلک تحریروں میں گالیاں دیں۔ خدا ان کو مدینہ طیبہ کی صحبت سے زیادہ مستفید کرے۔ نیز ان کو یقین دلاتا ہوں کہ مولانا کی حمیت دینی کے احترام میں میں ان کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں۔"

## محمد اقبال

ہم مولانا محمد بخش صاحب مسلم کے شکر گزار ہیں کہ موصوف نے کتابچہ نظریہ قومیت حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ مرتبہ ... مرتبہ جناب طالوت صاحب بغرض اشاعت اور ہماری واقفیت کے لئے بھیجا ہم نے اس کو پڑھا اور کئی بار پڑھا اور ڈاکٹر صاحب مرحوم پر جس وجہ سے زیادہ افسوس ہوا کہ جب موصوف کے دل میں مولانا مدنی مدظلہ کا احترام دوسروں سے کسی طرح کم نہ تھا تو کیا اس ... اختلاف ... کو محض اخبارات ... صاحب

تشکیل کی گئی۔ اور طلبہ ورا جس کے نتائج کی وجہ سے ہی کہ قرآن و حدیث کو سمجھ کر علما مدرسوں سے دریافت کیے بغیر یہ شعار ہو رہا [illegible] کے تحت داخل ہیں اجتہاد یا تحقیق کر [illegible] سے کہ نکال دے۔ مجھے اور پھر ایک خط و کتابت کے بعد جو ڈاکٹر صاحب نے خود کیوں نہ ہدایت کر دی کہ وہ مضامین جو زیر بحث ہیں خیالات مشتبہ کر دیے جاتے ہیں۔ ہم ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ایک شاعر اور فلسفی سے زیادہ حیثیت دینے کو تیار نہیں [illegible] سمجھتے ہیں کیونکہ ہم صرف ان کے کلام کو مشعل راہ سمجھتا ہے اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ مرحوم کے ہاں سینکڑوں ملی اور جذباتی اشعار ایسے ہیں [illegible] ان کے کلام کے اشعار ایسے ہیں جن سے [illegible] اسلام اور اسلامی فلسفہ [illegible] کی ترجمانی ہوتی ہے۔ الغرض [illegible] اقوام عالم سے [illegible] متصوفانہ [illegible] کا نظریہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک اسلام کے مطابق تھا [illegible] کہیں بھی [illegible] گمراہی کی تبلیغ موجود ہے اس شعر میں کیا [illegible] نہیں ہے

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

پاکستان میں ثقافتی سازش کا آغاز فکرِ اقبال کی دشمنی میں ہو تو [illegible] ہے کیونکہ پاکستان جس اسلام کے نام پر بنا ہے وہ مرحوم ہی کے فلسفہ کا دوسرا نام ہے۔ اس لیے جو ڈاکٹر صاحب مرحوم کی [illegible] اور شاہ ولی اللہ رحمت اللہ علیہ وغیرہم۔ [illegible] اولیاء اسلام کے [illegible] [illegible] کم ہے [illegible] [illegible] نزدیک ڈاکٹر صاحب کا یہ مقام ہے [illegible] [illegible] صاحب شبلی مرحوم [illegible] بات ہے [illegible] [illegible] دیکھے [illegible] کی [illegible]

آج شاہی، دو متقین، اسلام وغیرہ کے ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں۔
لیکن جب ہندوستان اور پاکستان کا قطب ہے اگرچہ ڈاکٹر صاحب مرحوم
اس عمر میں ہی پیدا ہو گئے تھے اور یہیں ان کا نشو و ارتقا ہوا ہوتا تو
شاید وہ مرحوم اسرار شریعت کے ساتھ ان کو اگر فراق ہے اتنا بھی تو کیا
کا کیا دے سکتے تھے۔ اس وقت تو ہر نا اور وہ دو آخر میں وہ جمع فرماتے بلکہ یا تو
خاموشی رہتے یا پھر دوست مرد تاجی سے پوچھ کر وہ کرتے جیسے وہ
اہل تھے۔ بہر کیف، اسلمی و یہودیت وغیرہ کا مسئلہ جب وہ اشعار میں
نکلنے لگے تو بھی یہ ہم کو یہ حق ہے کہ نعمت حاصل ہو۔ جو کہ ڈاکٹر صاحب
مرحوم کے اشعار بھی خوبی پائے رہ گئے تھے اب وہ شائع کر دیں
یہاں پر صرف علامہ اقبال صاحب سہیل مرحوم اعظم گڑھ کے ان
اشعار کو شائع کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جس میں صرف شاعری
بلکہ ڈاکٹر صاحب کو تعلیم بھی دے دی گئی ہے۔

اہل ریاست خود ہی انصاف فرمائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب
بہت بڑے فلسفی تھے جا سکتے ہیں لیکن جہاں تک شاعری اردو بلکہ
اردو و فارسی شاعری کا وہ جیسے سہیل صاحب کا مقام ان سے بہت
زیادہ بلند ہے ارشاد فرماتے ہیں۔

## اقبال با اقبال

صاحب کو شیخ و حدیث تو گفت | مبلغ علم دروز میں صاحب جیبی است
بیان ادب تحقیق و بحث و تفسیر | او پاپیا وہی وکلام در عربی است
لگفت بر مرس کہ قت از وطن است | درد ہی گر بر ادا ہیں چہ جا عجمی است
درست گفت و شکوہ قوم از وطن است | کو استغنا و ترجمہ و عاری است
زبان علمی گفتہ ولی گر د ماغستی | گر نزدی است و قوم [illegible]

تا دلے گشت قرون اولیں [illegible] — [illegible] ست
ملت او چو [illegible] است سروریا — [illegible] ست
زو قوم [illegible] فرو [illegible] با حد — وصل [illegible] ست
[illegible] قرآن [illegible] قوم [illegible] — [illegible] ست
[illegible] — [illegible] ست
[illegible] قوم [illegible] — [illegible] ست
[illegible] اسلام [illegible] ست — [illegible] ست
[illegible] — [illegible] ست
[illegible] — [illegible] ست
[illegible] — [illegible] ست
[illegible] — [illegible] ست
[illegible] فلسفی [illegible] — [illegible] ست
[illegible] — [illegible] ست
[illegible] — [illegible] ست
[illegible] — [illegible] ست

(صفحہ ۱۳ سے ۳۴ تک)

نوٹ: مکتوبات شیخ الاسلام اول، دوم و سوم تین جلدیں ہیں، جن کو نجم الدین اصلاحی نے ترتیب دیا ہے اور یہ کتب خانہ رحیمیہ دیو بند ضلع سہارنپور سے ملتے ہیں۔ پاکستان میں رہنے والے وہ مسلمان جو مدنی مرحوم کے مریدین میں سے ہیں، ان کے پاس یہ تینوں جلدیں ضرور ہوں گی۔ [illegible] پاکستان کی لائبریریوں میں بھی ممکن ہے کہ مل سکیں۔

ہمارے نزدیک جن جذبات کا اظہار نجم الدین اصلاحی صاحب نے کیا ہے تقریباً وہی جذبات ان حضرات کے ہیں جو مدنی کے حلقہ

اور دوست میں ہیں اور پاکستان میں رہتے ہیں۔ ان کی تحریر کا وہ حصہ خصوصی طور پر توجہ کا مستحق ہے جہاں فرمایا ہے کہ پاکستان کا تذکرہ اقبال کی روشنی میں مرتب ہو سکتا ہے کیونکہ پاکستان جس اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے وہ درحقیقت اقبال مرحوم ہی کے فلسفہ کا دوسرا نام ہے۔ یہ فقرہ قابل غور ہے اور یہ ان حضرات کے جذبات وعقائد و خیالات ونظریات کی بڑی ہی ترجمانی کیا کرتا ہے جن کی عقیدت میں وہ اداریہ پاکستان میں رہتے ہوئے بھی آزاد و مدنی مرحوم سے ہیں اور وہ پاکستان میں آزاد و مدنی کا اسلام لانے کے حصول انداز میں کام کر رہے ہیں۔ اور اقبال و مدنی مرحوم کو وہی مرتبہ و اہمیت دیتے ہیں جو نجم الدین اصلاحی صاحب نے دی ہے۔

اب ہم مسئلہ متحدہ قومیت پر مدنی مرحوم کی تحریریں پیش کرکے یہ ثابت کریں گے کہ آزاد و مدنی مرحوم نے متحدہ قومیت کی تشریح کر کے آزاد مرحوم کے نظریہ و خیال سے کچھ الگ اور مختلف انداز میں پھیلا دیا۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے اس قومیت پر اپنے اصول وعقائد سے اعتراض کیا ہے۔ نیز ہم سے جہاں تک ہو سکے گا۔ وہ مواد جو اس مسئلہ پر دونوں طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ قارئین کرام کے سامنے لانے کی حتی المقدور کوشش کریں گے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مولوی حسین احمد مدنی متحدہ قومیت اور وطنیت کے نظریہ کے کس طرح قائل اور ان ہی خطوط پر سوچتے اور عمل کرتے تھے جن پر کانگریس کے ہندو لیڈر یا ان کو [illegible] جو [illegible] کر رہے ہیں۔

بھولا بھائی ڈیسائی

کانگریس پارٹی کے لیڈر مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی فرماتے ہیں:۔

اب یہ ناممکن ہو گیا کہ کوئی ایسا نظام حکومت قائم کیا جائے
جس کی بنیاد مذہب پر ہو۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اس امر کا
اعتراف کرلیں اور اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ ضمیر، مذہب
اور تمام گروہوں کو مناسب مقام یعنی آسمان کی بلندیوں پر رکھ دیا
جائے اور انہیں خواہ مخواہ زمین کے معاملات میں گھسیٹ کر شامل نہ کیا
جائے۔ اس بات کا تصور بھی ناممکن ہے کہ اگر مذہب کو سیاست
سے الگ نہ کیا جائے تو کوئی نظام حکومت قائم ہو سکتا ہے ۔۔۔
عہد حاضر میں بہترین نظام حکومت کی جو اس ملک میں قائم ہو سکتی
ہے کہ جغرافیائی حدود کے اندر رہنے والے ایک ملک ہوں اور اس ملک
کے اندر رہنے والے تمام افراد معاشی اور سیاسی مفاد کے رشتے
میں منسلک ہو کر ایک متحدہ قومیت بن جائیں۔

(ہندوستان ٹائمز ۹/۲۲ء)

یہ نظریہ ایک ہندو کا ہی نہیں بلکہ خود مولانا حسین احمد مدنی
صاحب مرحوم کا بھی ارشاد ہے کہ

"ایسی جمہوری حکومت جس میں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی
پارسی سب شامل ہوں حاصل کرنے کے لئے سب کو متفقہ کوشش
کرنی چاہئے ایسی مشترکہ آزادی اسلام کے اصولوں کے عین مطابق
ہے اور اسلام اس آزادی کی اجازت دیتا ہے"

(زمزم ۷ جولائی ۱۹۳۸ء)

متحدہ قومیت کا معنی یہ ہوا کہ نظام حکومت ایسی جمہوریت پر
قائم ہو گا جو مسلم و غیر مسلم کی جماعتوں پر مشتمل ہو گی اور جس میں اکثریت
کے فیصلے کو قانون بنا کر دیں گے۔ یہ ہے مختصراً متحدہ قومیت کا تصور
اور ایسی حقیقت۔ اس کے برعکس اگر مسلمان چاہیں کہ وہ حیثیت مسلم اپنا

الگ جماعتی تشخص قائم رکھیں تو یہ جلد ہی فرقہ پرستی کا وہ بحر طوفانی ہے، یہ متحدہ قومیت کی جنت ارضی میں کسی صورت میں ہا ... رہ نہیں ہو سکا چنانچہ پنڈت جواہر لعل نہرو فرماتے ہیں:-

"ہندوستان میں مسلم قومیت یا ہندو مذہب کا مطلب کیا تھا بس یہی کہ ایک قوم کے اندر ایک دوسری قوم موجود ہے جو کہ ناقص خیال ہے۔ مبہم ہے اور غیر حقیقی ہے جیسا ہی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو یہ تخیل بالکل لغو معلوم ہوتا ہے اور معاشی نقطہ نظر سے یہ بے ہودہ اور لا حاصل ہے ــ ــ ــ مسلم قومیت کا ذکر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں کوئی قوم ہی نہیں بس مذہبی اخوت کا رشتہ ہی ایک چیز ہے" (میری کہانی جلد دوم صفحہ ۳۳۲)

پھر فرماتے ہیں:-

"مسلم قوم کا تخیل تو صرف چند لوگوں کی من گھڑت اور محض ہوائی خیال ہے۔ اگر اخبارات اس کی اس قدر اشاعت نہ کرتے تو بہت تھوڑے لوگ اس سے واقف ہوتے اور اگر زیادہ لوگوں کا اس پر اعتقاد ہوتا بھی تو حقیقت سے دوچار ہونے کے بعد اس کا خاتمہ ہو جاتا۔" (میری کہانی جلد دوم صفحہ ۳۳۳)

کس قدر بے تکلفی سے لکھتے ہیں کہ

"ایسے لوگ، ابھی ذہنی طور پر ہندو مسلمانوں کا دکھڑا ... گرفتہ ہیں گمراہ ... اور قوموں کے بارے میں گفتگو ہے جدید دنیا میں اس قسم کے قومی خیال کی گنجائش نہیں" (میری کہانی جلد دوم صفحہ ۳۴۳)

خود مولانا صاحب اس خیال کی تائید ان حقیقت کشا الفاظ میں فرماتے ہیں:-

"... ہندوستان میں بھی چند قوموں کی جگہ جماعت ہے جسے

مسلم لیگ مسلمانوں کی کانگریس ہندوستان میں جمعیت العلماء ہند
کی جماعت ہے (زمزم مورخہ [illegible])

یعنی مولانا صاحب کے نزدیک بھی پنڈت جی کی طرح مسلمانوں کی
الگ جماعت کا وجود نہایت قابل نفرت چیز ہے اور قابل فخر جماعت
وہی ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے امتزاج سے متحدہ قومیت کی بنیاد
پر استوار ہو۔

تجزیہ:۔ تفصیلات بالا سے تم نے یہ دیکھ لیا کہ متحدہ قومیت کے
اجزائے ترکیبی کیا کیا ہونے ضروری ہیں۔ چند الفاظ میں یوں سمجھئے کہ
متحدہ قومیت میں

۱۔ مختلف قوموں کی تہذیب کو مٹا کر رفتہ رفتہ ایک جدید تہذیب میں
منتقل کر دیا جائے گا۔

۲۔ مختلف جماعتوں کے جداگانہ مذاہب کی تحلیل سے ایک مرکب مذہب
کو محض ایک پرائیویٹ عقیدہ سمجھا جائے گا۔

۳۔ مختلف قوموں کا الگ الگ نام بھی باقی نہ رہے گا بلکہ ایک مشترکہ
نام بنا بر وطنیت اختیار کیا جائے گا۔

۴۔ مختلف جماعتوں کی زبانیں بھی جداگانہ نہیں ہوں گی بلکہ اکثریت کی زبان
متحدہ زبان قرار پائے گی۔

۵۔ متحدہ قومیت کا نظام ایک ایسی جمہوریت سے مرتب ہوگا۔ جو
تمام اقوام کے امتزاج سے قائم ہوگا اور جس کی رو سے اکثریت
کے فیصلے ملک کا قانون بنا کریں گے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ
متحدہ قومیت میں مسلمانوں کو اپنا الگ قومی تشخص
(National Identity) رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔

اب مولانا حسین احمد مدنی مرحوم کے ارشادات سنیئے۔

"تمام اگر مسلمانوں کو اس میدان سیاست میں آ کر یہ [illegible] رہے ہیں اور متحدہ قومیت کو بھیانک صورت میں ظاہر کر کے نفرت دلا رہے ہیں بلاشبہ وہ شعوری طور پر انہیں کی انہیں تنظیم انسانی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اس کی دوا [illegible] اور مسلمہ سے بھی سرانجام نہیں پا سکتیں۔" (متحدہ قومیت اور اسلام صفحہ ۷۰)

"یہاں تک خیر تھی لیکن مولانا موصوف یہیں تک نہیں رکتے ہیں۔ وہ ایک قدم اور آگے بڑھتے ہیں تنقید اور عداوت کے کر فوراً حضرت علامہ اقبال مرحوم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ

"ان کی تعلیم اور تعلیمی قابلیت جیسا کہ جناب ڈاکٹر صاحب کی سی گو کہ معمولی نہ تھی اور وہ کمالات میں غیر معمولی تھے۔ وہ سیاسی مکمل اور ذہن شعور تھے۔ تجربہ بعدازاں ان کا دماغ اور ان کے کمالات علمیہ جلیلہ کے درخشندہ آفتاب تھے مگر باوجود کمالات کے نا گوار بطلانیہ کے کھو میں مبتلا ہو گیا یا بعض غلطیوں میں پڑ گیا تھا اور کسی دن ایسا غالب علم کا اس سے محفوظ رہنا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ مذکورہ بالا مطلع تھا قطع نظر فرمائیے۔"

مزید یہ کہ ڈاکٹر اقبال پر یہ تنقید اپنی ساخت کا مگر اور اس سے مبرا نہیں کہ ہم تجربہ کا رشتہ تصور کر کے صرف متحدہ قومیت سے بلکہ بالکلیہ اور تحریک جد و جہد میں بھی وہ کام آئی گے اور اسی سے مسلمانوں کو ہمیشہ سیاسیات سے علیحدہ رکھ کر بالکل ناکارہ بنا دیا۔ پھر اگر ڈاکٹر اقبال مرحوم اس بحث سے کسی پہلو میں رک گیا تعجب ہے وہ خیال مدحت شاعر تو کسی نقطہ نظر سے اقبال کا دل وہ آمیں تھے کہا تھا کہ ہی مقابلہ کرو وہ ان کو کام دینے کا سلیقہ بھی ہو تا۔ غالب شاعر تھا وہ بھی اس نے اس پر کو وہ بیٹھی ہر غلطی کیا لیکن اس کو فقط

کا اگر نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب آدمی کے اعصاب پر انتقامی جذبات کا بھوت سوار ہو جائے تو اس کا عقلی توازن قائم نہیں رہتا اور اس کے بعد اسے خود معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، ورنہ یہ ظاہر ہے کہ حضرت علامہ کے متعلق اندرون ملک کے گھر بیٹھے کا اجر کوئی شخص کیا ایسا لکھ جائے۔ جو اسے باور کرے کہ یہیں ان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ مغربی تہذیب سے مسحور ہو چکے ہیں ایک ایسا الزام ہے جسے تسلیم کرنے کے لیے کوئی صحیح الدماغ آدمی آپ کو نہیں ملے گا۔ اس لیے کہ جو شخص بھی اقبال سے تھوڑا بہت بھی واقف ہے وہ جانتا ہے کہ ان کی تمام زندگی مغربی تہذیب اور افسونِ فرنگ کے خلاف ایک مسلسل جہاد تھی اور ان کی زندگی کا یہ ایک ایسا کام تھا جس کا اعتراف خود ان کے مخالفین تک کو تھا۔ ان کے کلام پر اگر کوئی صاحب دو لفظوں میں تبصرہ کرنا چاہیں تو اسے مختصر کہہ سکتے ہیں کہ وہ

فریاد ز افرنگ و دل آویزیِ افرنگ

کی تفسیر مکمل تشریح ہے وہ اقبال جس کی تمام عمر یہ کہتے کہتے گذر گئی کہ

| | |
|---|---|
| اے ز افسونِ فرنگی بے خبر | فتنہ ہا در آستینِ او نگر |
| از فریبِ او اگر خواہی اماں | اشترانش را ز حوضِ خود براں |

وہ جس نے کتنی مرتبہ اہل یورپ کی انسانیت سوز تہذیب کے خلاف ایک مسلسل صدائے احتجاج ان الفاظ میں بلند کی ہو کہ

| | |
|---|---|
| آدمیت زار نالید از فرنگ | زندگی ہنگامہ برچید از فرنگ |

زندگی کے متعلق اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہو کہ

جبرئیل از صحبتش ابلیس گشت

ابتدا میں یہ ایک صدا تھی جو پانی پر گرا فری سانس بکسی کی تلقین
کرتا رہا ہو کر

### مرزا محمود کا خسر اکبر جنگ رضی اللہ عنہ

اس اقتباس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ صاحب برطانیہ کے جاہ و سے
مسرور ہو چکا تھا یا قرمعقول غالب اپنے اقتباس کی بدمذاقی کا ثبوت دینا
ہے یا مطلوب انتصب ہونے کا اعلان کرنا۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ
آج ہندوستان کے مسلمانوں میں بالعموم اور اس طبقہ میں بالخصوص
جو انگریزی خواں ہے سلطنت برطانیہ کے خلاف جس قدر بغاوت اور تنافر
کے جذبات پائے جاتے ہیں یہ سب [illegible] کی مردانہ اللہ کی
تعلیم کے کسی قدر ظلم ہے کہ بجائے اس کے کہ مرزا صاحب انگریزی نہ
جاننے والے طبقہ کے نمائندہ کی حیثیت سے حضرت حسنؓ کے
اس احسان کے اعتراف کے لیے شکر فرماتے وہ ان کے خلاف اس میں
کہنے کو میدان میں اتر آئے ہیں جس کی نہ انچ کو خود ان سے ہی اختیار
آ جاتے کہ

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

اگر حضرت علامہ کے خلاف عوام کو بھڑکانا ہی مقصود تھا تو اتنا
کہہ دینا ہی کافی تھا۔ کہ ان کا فتویٰ یہ تھا کہ ان [illegible] ہی کمال ہے اور مرزا
آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ یہ تحریر برطانیہ کا طعنہ کس موقع پر ہے

---

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آج کل تو میں اس طرح سے [illegible]

---

لہ حضرت علامہ کے کلام سے اس قسم کے [illegible] اشعار [illegible] سمجھا [illegible] کتاب [illegible]
جائے گی [illegible] بیان کر [illegible] اشعار لیجیے [illegible] اس وقت نہیں [illegible]
اس پر کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ ہر شخص جس نے کلام اقبال کو سرسری نظر
سے بھی دیکھا ہے معلوم ہے کہ خشم جنگ [illegible] تک [illegible] کشائی کی ہے

سے نہیں بنتیں۔

حضرت علامہؒ کا ارشاد ہے کہ نظریہ قومیت کی ماہیت یہ ہے۔ ساحرینِ یورپ کا پیدا کردہ ہے۔ اسلام مسلم قومیت کی بنا خالص ایمان پر رکھتا ہے۔ لہٰذا اسلام کا نظریۂ قومیت یورپ کے نظریۂ قومیت کے بالکل خلاف ہے۔ اس کے جواب میں مولانا صاحب کا فرمانا ہے کہ اقبال ساحرینِ یورپ کے دامِ تزویر میں گرفتار تھا۔ یعنی جو شخص یورپ کے ایجاد کردہ نظریہ کی تائید کرے۔ وہ تو [illegible] الزام دیتا ہے اس پر سحرِ یورپ کا کوئی اثر نہیں، اور جو شخص اس کی مخالفت کرے اور یہ بتائے کہ یہ سحرِ یورپ ہے اس سے بچ کر رہنا وہ ساحرینِ یورپ کے سحر میں گرفتار ہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

ان حضرات کے نزدیک صرف برطانیہ سے آزادی ہی [illegible] مقصد ہے۔ جو کفر و اسلام کے امتزاج سے ہندوستان میں ایک متحدہ قومیت کی تشکیل کی حمایت کرے۔ یہی کوئی [illegible] بلکہ کانگریس کی پاس کردہ تجاویز کے لیے [illegible] بصورت [illegible] [illegible] کا [illegible] ہے۔ کانگریسی [illegible] سیاست کی [illegible] [illegible] اور [illegible] چلا جائے [illegible] کا [illegible] الجواب [illegible] تصدیق ثبت کرے اور جو ایسا نہ کرے۔ اس کے متعلق اعلان کر دے کہ اسے مسلمان کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

[illegible] قومیت و [illegible] پرستی [illegible] اپنے آپ کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible]

الا من کو ہندو اور نصاریٰ کی برتری میں غرق کیا جا سکے گا جو ہمارا
مسلک ہی تائید کرے گا) آج بھی جو جذبہ ہے آپ کو نہیں اصل
اور باقی مسلمانوں کو تو فیل رخواہ مخواہ غلام سمجھ کا محرک ہو رہا ہے
توجہ کا مرفرا ہے ہوا اقوام سابقہ کے احبار و رہبان میں پیدا ہو گیا
تھی معرفت تالیب میں فرق ہے ۔

ہمارے لیے بھی اسلامی میں بہر سے آتے ہیں
اگر یہ ہے ہمہ آدم جہاں میں وطن و منات (اقبال)

جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں مولانا صاحب نے حضرت علامہ
کی زندگی ہی میں اپنی غلطی کو اس نقاب میں چھپانے کی کوشش کی تھی کہ
دہلی کی تقریر سے ان کا مطلب صرف اسی قدر بیان کرنا تھا کہ آج کل
ملت ہی قومیت کے متعلق اس قسم کا نظریہ قائم ہو چکا ہے جس سے
مفہوم یہ مستفاد ہوتا ہے کہ مسلمان بھی اپنی قومیت کی تشکیل اسی
نقطہ نظر سے کریں۔ اس کا اعتراف خود رسالہ تعمیر فکر میں بھی موجود ہے
جہاں فرماتے ہیں۔

" ہم علوم اکابر صاحب مرحوم کو غیر علیمی اصحاب نے غلط طور
جواب سے علم ہوا دہلی کی تقریر میں مشورہ دینا مقصود تو تھا اور علامہ
خطاب اس کو بہ حکم کیا گیا تھا؟ (متحدہ قومیت اور اسلام صفحہ ۱)

لیکن اب مولانا صاحب نہ صرف اس نظریہ کا مشورہ دیتے
ہیں بلکہ اسے قرآن کریم سے ثابت کر کے بطور اس بھی ترویج کے جملہ کی
کی کوشش فرماتے ہیں اور معاذ اللہ اسے خود نبی اکرم کی طرف
منسوب کر کے مسلمانوں کو اس اسوہ حسنہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔
چند متابعین کے لیے اپنے تابع شدہ حقوق حاصل کرنے کا ذریعہ
گوشے کے بعد فرماتے ہیں۔

"ایسے مقاصد کے لیے متحدہ قومیت غیر مسلموں کے ساتھ بنانا اور جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہو تو ایسی شکل
اور اس کو شدت سے تائید فرماتے ہیں کہ:
"بنا بریں متحدہ قومیت کا جو ابھی تک ان حضرات کا مذہب چند وجوہ
جو حیثیت اور کسی طریقے سے پیدا نہیں ہو سکتا، وہ جیسا مراکز اسلامیت
... کے ساتھ پیدا ہوتا ہے ... (متحدہ قومیت ...)
معلوم نہیں کہ اس مسئلہ کو حضرت مدنی کی زندگی ہی میں کتنی اہمیت
(ضمیمہ) کی حیثیت سے پیش کیا گیا تھا۔ ... مسلمانوں
دیکھ کر آج ... کی حیثیت دی جا رہی ہے اور مسلمانوں کے ...
... کا تحفظ اسی کے اندر بتایا جا رہا ہے۔ اس میں شبہ نہیں
کہ سیاسی معاملات میں عوام کا نقطہ نظر ... توجہ کا ہے۔ لیکن اتنا
گروہ بھی نہیں جتنا ... صاحب خیال فرما رہے ہیں۔

لغوی بحث:- مولانا صاحب نے ۱۹۳۸ء میں جو بیان شائع فرمایا تھا اس میں تمام قوت اس بات کے ثابت کرنے میں صرف فرما دی تھی کہ ... نے قوم کا لفظ استعمال کیا تھا اور حضرت علامہ ... نے شعر میں لفظ ... لکھا ہے جو قوم کے لفظ سے ... مفہوم ہے ... دولت ... ہے۔ ہم نے اپنے مضمون متحدہ قومیت ... ۱۹۳۸ء میں عرض کیا تھا کہ ... بحث کے لفظی ... ہم نے ... کی حاجت ... ہے۔ ... تو ... ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ متحدہ قومیت کا تصور ... صحیح ہے یا نہیں؟ اس سوال کو اس بحث سے کیا تعلق کہ لغت میں قوم استعمال ہو سکتا ہے یا نہیں؟

رسالہ دین الفطرت جب ہمارے سامنے آیا تو چونکہ اس کا عنوان تھا
متحدہ قومیت اور اسلام، ہمیں خوشی ہوئی کہ مولانا صاحب جیسے
عالم متبحر نے اسے اسلامی نقطۂ نگاہ سے اس موضوع پر روشنی ڈالی
ہوگی۔ جب ہم نے دیکھا کہ مولانا صاحب نے ایک نہیں دو نہیں
بیس یا بائیس صفحات پر اس تحقیق انیق کی نذر کر دئیے ہیں کہ قوم
کے معنی قمت کے معنوں سے مختلف ہیں اور اس میں بھی بڑی بڑی جگہ
عربی لغت کی کتابوں مثلاً مختار الصحاح، قاموس، تاج العروس،
مجمع البحار، المنجد وغیرہ کے حوالوں سے بیشتر ہونے کی تائید فرمائی
ہے۔ ہم تو اس چیز کو سمجھ ہی نہیں سکے کہ نفس موضوع کے ساتھ
اس لغوی بحث سے تعلق کیا ہے یا تو مولانا صاحب خود ہی یہ نہیں
سمجھ سکے کہ مسئلہ متنازعہ فیہ کیا ہے اور یا وہ دانستہ فریق مقابل
کو دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ کے بوجھ سے دبانا چاہتے ہیں۔ اس
اسلوب مباحثہ سے ہمیں ایک مناظرہ کا قصہ یاد آ گیا۔ ایک مولوی
صاحب تھے فن مناظرہ سے واقف لیکن ویسے بالکل کورے۔ فریق ثانی
ایک پڑھے لکھے فارغ التحصیل طالب علم تھے۔ اول الذکر مولوی صاحب
کو تجربہ سے خبر ہوئی کہ نفس موضوع پر بات چھڑ گئی تو پیچھا چھڑانا
مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے انہوں نے بساط مناظرہ پر شاطرانہ
چال سے کام لینے کی ٹھانی۔ آتے ہی شکر فرمایا کہ مولوی صاحب سے
پہلے یہ فرمائیے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ ہے یا نہیں! مولوی
صاحب کے دماغ میں بھی یہی صرف و نحو کا ہی نشہ تھا وہ اس
نحوی الجھن کو کس طرح مرکب ہو سکتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں
یہ کیسے ہو سکتا ہے، کلمہ تو لفظ مفرد کو کہتے ہیں۔
مناظر مولوی صاحب نے بلند آواز سے کہا بھائی مسلمانو! یہ شخص

مسلمانوں کے کلمہ کو کلمہ ہی نہیں مانتا اس سے ہماری بحث کیا ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کی ایسی بحث قرآن سے ہو سکتی ہے جن کا کلمہ ایک ہو علامہ کو جانے دیا کہ خود مودودی صاحب نے کیا کیا۔ انہوں نے اتنا ہی کہا کہ یہ قرآن واقعی کثرت کا معنی قائل نہیں ہے یہ ظاہر ہے کہ اس کے بعد کیا بحث ہوگی۔

قوم و ملت کے لغوی فرق کے راستے سے بچ کے اس کی بحث مولانا صاحب حجت دیتے ہیں اور آپ نے جس کی گذشتہ بہ دلائل وجہ بھی کہ خود مولانا صاحب کے اس اہم اعتراض سے کہ حضرت علامہ نے لفظ لفظ قوم ہی کے معنوں میں استعمال کیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

"مگر قوم بہ حیثیت سے کہ جناب ڈاکٹر صاحب مسلمانان ہند کو قومیت متحدہ کا مشورہ دینا خلاف دیانت سمجھتے ہیں اور دیا اور وجہ ہے نزدیک تو نہیں ہے" (متحدہ قومیت اور اسلام صفحہ ٥٠)

اب آپ غور اندازہ فرمائیے کہ مولانا صاحب کی اتنی طول طویل لغوی بحث سے مطلب کیا ہے۔ یہ قریب خود ان کا اعتراف لیکن اگر بحث کا فیصلہ اس لغوی اعتبار سے ہی کرنا ہو تو دو ایک نظر میں یہ مسئلہ ہے جب ڈکشنری میں قوم کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں اور ملت کے معنی شریعت و دین کے لیکن حضرت علامہ نے اشعار ذکر کردہ صدر فارسی زبان میں لکھے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ فارسی میں قوم بمعنی جماعت اور گروہ کے آتا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق مولانا فرماتے ہیں۔

"اور اگر غور کیا جائے تو پتہ لگے گا عربی محاورات میں صاحب مسائل نے قوم لفظ کو کو لفظ ملت کو قوم کے معنی میں کہیں بھی استعمال نہیں کیا۔"

(متحدہ قومیت اور اسلام صفحہ ۱۱)

لیکن ہم نہایت ادب سے گذارش کریں گے کہ جناب اقبال نے
مولانا کے اتنے اتنے عظیم لغت کھولے ہوتے بجائے اس کے ایک چھوٹے
سے لغت مثلاً غیاث اللغات کی ورق گردانی کی تکلیف گوارا
کرلیتے تو ان پر نہایت آسانی سے منکشف ہو جاتا کہ قوم کے معنی جماعت
اور گروہ کے بھی لکھے ہیں۔

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

پھر یہ چیز بھی غور طلب ہے کہ مولانا نے لفظ قومیت کے معانی
متعین کرنے کا جو طریق اختیار فرمایا ہے وہ اصولی طور پر غلط ہے وہ
پہلے لغت سے لفظ قوم کے معنی متعین فرماتے ہیں یعنی گروہ، جماعت
اور پھر لفظ متحدہ کے یہی معنی ہیں یا ہمی اتحاد وہی اور اس کے بعد
بحث اس نتیجہ پر پہنچ جاتی ہے کہ متحدہ قومیت کے معنی ہی اور قوموں
کا باہمی اتحاد ہے جس میں شریک ہوتا اور اس کے بعد فتویٰ صادر
فرما دیتے ہیں کہ یہ کسی طرح اسلام کے منافی ہے یہ ہے ان کے
خلاصہ ان کی تمام لغوی بحث متعلقہ متحدہ قومیت اور اسلام کا کہ
اگر ہم یہ کہیں کہ مولانا صاحب پر تا ابھی تک یہ واضح نہیں ہوا
کہ مسئلہ کتنا ذو معنی ہے کیا۔ یہ تو یہ ہے کہ متحدہ قومیت یا

(NATIONALISM) دور حاضرہ کی ایک سیاسی اصطلاح ہے
جس کے معانی دور حاضرہ کی سیاسیات کی روشنی ہی میں متعین کیے جا سکتے
ہیں نہ کہ اس زمانہ کی کتب لغت سے جن میں اس اصطلاح کا کہیں
ذکر تک نہ ہو۔ اس طرح اصطلاحات کے معانی متعین کرنے سے تو اصلی
مطلب کبھی سامنے نہیں آ سکتا۔ دور حاضرہ کی مختلف سیاسی اصطلاحات
کو دیکھئے۔ مثلاً ترک موالات۔ عدم تشدد۔ مخلوط انتخاب۔ گول میز کانفرنس
بین الاقوامی وفاق (FEDERATION OF STATES)

وغیرہ وغیرہ الفاظ کے معانی پرانی کتب لغت سے متعین کیجئے پھر دیکھئے اصل مطلب کس طرح خبط ہو جاتا ہے۔ اس لیے کسی اصطلاح کو مرتب کرکے معنی ہمیشہ اس زمانہ اور اس ماحول کے تحت لینے چاہئیں جس میں کسی اصطلاح کا رواج ہوا ہو۔ الغرض جب ہم متحدہ قومیت کو اسلام کی میزان سے تولنا چاہیں گے تو پہلے یہ متعین کرنا ضروری ہے کہ متحدہ قومیت سے مراد کیا ہے۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ اسلام اس کے متعلق کیا کہتا ہے یہ ہی طریقہ کسی صحیح نتیجہ تک پہنچنے کا۔ آئیے پہلے متحدہ قومیت کے معانی متعین کریں۔

## باب دوم

**متحدہ قومیت کا مفہوم:۔** جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں متحدہ قومیت (NATIONALISM) دو لفظوں کی ایک سیاسی اصطلاح ہے جو بالخصوص ہندوستان میں فرقہ وارانہ (COMMUNALISM) کے مقابلہ میں رائج کی گئی ہے۔ اس اصطلاح کے معنی متعین کرنے کے لیے ہمیں ان سیاسی مدبرین کی تحریروں اور تقریروں کی طرف رجوع کرنا ہوگا جنھوں نے اس اصطلاح کو رائج کیا ہے۔ مولانا آزاد صاحب نے خود فرمایا ہے کہ کانگریس نے پہلے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ ۱۸۸۵ء میں اپنا پہلا اور ضروری مقصد حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا تھا۔

"ہندوستان کی آبادی میں مختلف اور متضاد عناصر ہیں وہ سب ان سب کو متحد و متفق کرکے ایک قوم بنانا؟"

(متحدہ قومیت اور اسلام صفحہ [illegible])

(۲) متحدہ قومیت کے معنی کانگریسی حضرات کے پاس سے ہمیں مل سکیں گے اور وہ بھی عصر حاضر کے کانگریسی حضرات سے کہ ان کے بتلانے

اتنی اہمیت حالیہ ہی میں اختیار کی ہے جب پنڈت جواہر لعل نہرو لکھتے ہیں
"ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہندوستان میں ایک متحدہ قومیت پیدا ہو" (جامعہ اگست ۱۹۳۳ء)

اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ جس متحدہ قومیت کا نقشہ کانگریس کے ذہن میں ہے وہ آج موجود نہیں ہے بلکہ وہ کوشش کرنے کے بعد پیدا ہوگی۔ آج مسلمان ایک الگ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ہندو الگ۔ اس لیے یہ کل متحدہ قومیت کی نہیں ہے جب متحدہ قومیت کے عناصر ترکیبی کیا ہوں گے۔ اس کی تفصیل ذیل کی سطور میں آئے گی۔

**عنصر اول** :- جماعت کانگریس یہ لکھتے ہیں :-

"آج مسلمانوں کی الگ تہذیب ہے اور ہندوؤں کی الگ۔ ان دونوں تہذیبوں کے امتزاج سے متحدہ قومیت کی تہذیب مرتب ہوگی"

(ہندوستان کے مسئلے صفحہ ۲۹ بحوالہ مسلمان ...)

اس کی تفسیر مولانا حسین احمد کانگریس کی تعلیم یافتہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں :-

"جو شخص ہندوستانی مسلم تہذیب کے قائم رکھنے اور اس کا مطالبہ کرنے پر زور دیتا ہے۔ وہ یقینی طور پر ملک کو نقصان پہنچا رہا ہے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیز ہندوستان میں معدوم ہونی چاہیئے جب ہندو مسلم تہذیبیں مٹ جائیں گی۔ تب ہی ہندوستانی تہذیب زندہ رہ سکے گی" (قرآن و حدیث)

کانگریس کے شعبہ اسلامیات کے معتمد ڈاکٹر اشرف صاحب اس کی تشریح یوں کی ہے جناب احسان ہیں :-

"میں اقرار کرتا ہوں کہ ہم آج ایک ہیں اور وہ ہندو تہذیب کی ترقی کے لیے ... سیاسی ... ہے"
(الجمعیۃ رجب ...)

اس سے معلوم ہوا کہ متحدہ قومیت کا ایک عنصر ہوگا، ایسا مذہب
جو نہ مسلمانوں کا ہو نہ ہندوؤں کا بلکہ دونوں کے امتزاج سے ایک
نئی تہذیب پیدا ہو۔

**عنصر دوم:۔** آج مسلمانوں کا مذہب الگ ہے اور ہندوؤں کا
الگ، اس لئے متحدہ قومیت ابھی وجود میں نہیں آسکی۔ اس کے لئے
ضروری ہے کہ دونوں مذہب ملا کر ایک ایسا مذہب پیدا کیا جائے
جو دونوں کا مشترکہ مذہب بن سکے۔ چنانچہ ڈاکٹر سید محمود صاحب
وزیر تعلیم صوبہ بہار اپنے ایک مضمون میں اکبر کے دین الٰہی کی طرف
اشارہ کرکے فرماتے ہیں:۔

"بعض نے اپنے وطن کے جوش سے مجبور ہوکر ہندوستانیوں میں متحدہ
قومیت کی آفرینش کے لئے ایک ایسے جدید مذہبی نظام کی تشکیل نما
کرنی چاہی جو ہندوستان میں سب کے مناسب حال ہو۔ یہ ان
لوگوں کی معمولی خدمات نہیں کہی جا سکتیں۔ (دیکھو [illegible])

نیز مسٹر کھیر وزیر اعظم حکومت بمبئی نے اپنی ایک
تقریر کے دوران میں فرمایا:۔

بس ہمیں کہاں تک مذہب! زبان ایسے چھوٹے چھوٹے مسائل
کی بنا پر قومیت پرستی کے خلاف پیدا ہوتے ہیں کانگریس ان رجحانات کی
مخالفت میں ایک مسلسل جد و جہد کا نام ہے جس میں حب القوم ہماری
کمزوری کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کی طرف سے ایک ماحول
پیدا کردیا گیا ہے کہ مذہب یا زبان کا رشتہ قومیت کے رشتہ کی جگہ
زیادہ باعث ہو سکتا ہے [illegible] یاد رکھئے مذہب
یا زبان کا رشتہ قومیت کے بلند ترین رشتہ کے تحت رہنا چاہئے۔
متحدہ ہندوستان [illegible] (نیشنل کال [illegible])

ڈاکٹر جی۔ تھیا بھی سنیتا رامیا، کانگریس کی مجلس عاملہ کے ایک رکن نے سودیشی نمائش جشن کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہمارا معاشرتی نظام جو ہزاروں برس ہوئے وجود میں آیا تھا اس کی زبردست انقلابوں کا اثر علم اور حکمت کے ساتھ مقابلہ کیا جا تا تھا لیکن اب زندگی کی متضاد قوتوں سے مقابلہ پیدا ہو چکا ہے جو مختلف مذہبی نظریات (ہندوستانیت) سوشلزم اور دور حاضرہ کے نظریہ حیات ہیں۔ اور ہم ہندو ازم اور اسلام ادیان جس کی یاد دلا رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان کی خیالوں کا از سر نو احاطہ کریں۔" (ہندوستان ٹائمز)

مذہب جو متحدہ قومیت کی تشکیل و تعمیر میں ایک سنگ راہ سمجھا جاتا ہے اس سے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ جب تک ایک متحدہ مذہب وجود میں نہ آ سکے۔ مذہب کو محض ایک پرائیویٹ عقیدہ کی حیثیت دی جائے اور اسے سیاست سے بالکل الگ رکھا جائے چنانچہ کانگریس کے صدر جواہر لعل نہرو نے آسام میں ایک تقریر کے دوران میں کہا تھا۔ کہ میں مسلمانوں کے حوالگی کر دینا چاہتا ہوں کہ متحدہ قومیت کے نظریہ کو تسلیم کر لیں۔

اس کی وضاحت میں ٹریبیون نے اپنے ۲۹ جون کے پرچے کے افتتاحیہ میں لکھا۔

"جمہوریت ایک فرقہ کے ماتحت قطعاً وہ فرق ملک میں کرتی۔ ایک کانگریسی بھی ایسا ہے جو تمام انتخابات مسلمانوں کے حوالے کر دینے پر آمادہ ہو جائے (یعنی کانگریسیوں کے) نزدیک یہ مسئلہ ذرا بھی اہمیت نہیں رکھتا کہ کانگریس یا حکومت کے دائرے میں حکومت بھی کے ہاتھ میں رہے وہ ہندو ہے یا مسلمان۔ ایسا کیوں کہ ان کے نظریہ کی رو سے مذہب کو سیاسیات سے ذرہ کی واسطہ نہیں۔"

اور ایک مستحکم قومیت پرست اس نظریہ کی ان الفاظ میں توضیح ہوتا ہے
"لیکن ان کا راستہ اقوام کا باہمی اختلافات جو قیاس اور قربانیوں اور حالات کا
نتیجہ ہے کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ ہی کہ دور کرنے کی کوئی تدبیر ہو
سکتی ہے تو صرف یہ کہ وہ کسی ایسے ادارے میں شریک ہو جائیں جو مذہب
سے بالکل علیحدہ اور صرف سیاسیات سے تعلق رکھتا ہو اور ایسا ادارہ
صرف کانگریس ہے۔" (مدینہ ۲۱ اگست [illegible])

ایک صاحب نے کسی پر یہ اعتراض کیا کہ جواہر لال اور گاندھی
مسلمانوں کے لیڈر کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں ایک مسلمان
کانگریسی اخبار نے لکھا کہ:
"اگر لیڈری سے مراد مسلمانوں کی دینی امامت و قیادت ہے تو
اعتراض درست ہے لیکن اگر اس سے مراد سیاسی رہنمائی ہے تو پنڈت
[illegible] دونوں امام ہو سکتے ہیں۔" (زمزم [illegible])

واردھا کی تعلیمی اسکیم کے متعلق جب یہ اعتراض کیا گیا کہ اس
میں مذہبی تعلیم کا عنصر موجود نہیں تو اس کے جواب میں کانگریس کا آرگن
نیشنل ہیرالڈ، پنڈت جی کی اشاعت میں لکھتا ہے:
"مذہبی تعصب کو ہم چینی فرقہ وارانہ شکل دی جا چکی ہے۔ اس ملک میں
جہاں اتنے مختلف مذاہب موجود ہیں، قومی تعلیم کو مذہب بنانے کی کوئی تجویز
ہو سکتی ہے اگر آپ قرآن یا شاستروں کے تراجم [illegible]
متحدہ قومیت کے علمبردار ایک اپنے مذہب کو جو جاننے کی [illegible]
مسلمان تا جو کسی قدر خطرناک سمجھتے ہیں اس کا ایک [illegible]
جواہر لال نہرو کے ان الفاظ سے لگ سکتا ہے جو وہ اپنی سرگزشت
میں لکھتے ہیں:-
"جس چیز کو مذہب یا منظم مذہب کہتے ہیں، اس سے ہندوستان یا

دوسری جگہ یہ کہہ کر میل جول بڑھتا رہے، ہو گیا ہے۔ یعنی نہ اگر مذہب کی
قدامت کی ہے اور اسے یکسر مٹا دینے تک کی آمادگی ہے۔ قریب قریب
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتحاد محض اس لیے ہے اور ترقی، جشن کا ایک وسیلہ عقیدت
اور تعصب کا، توہم پرستی اور لوگوں کے سبب جانا جاتا ہے۔ اصطلاح کا قائم
شدہ حقوق اور مستقل حقوق کی بقا کا حامی ہے۔ شرط یہ ہی کی سمائی ہے۔

لہٰذا متحدہ قومیت کی تشکیل کے لیے دوسری چیز یہ ہے کہ مذہب
اس قسم کا بنا دیا جائے، جیسا دینِ الٰہی اکبر بادشاہ کا تھا جس کی وہ تبلیغ
اکبر نے کی تھی اور جس کی تشریح مولانا آزاد نے اپنی تفسیر ترجمان
القرآن میں کی ہے اور جب تک ایسا مذہب تیار نہ ہو سکے اس
وقت تک مذہب کی یکسر ایک پرائیویٹ عقیدہ کی حیثیت دی جائے
جسے دنیاوی معاملات سے کوئی تعلق نہ ہو۔

**عنصر سوم**: یہ کہ مسلمان اپنا نام بحیثیت جماعت، الگ رکھتے
ہیں اور ہندو الگ۔ یہ افتراق ما لف ان بھی متحدہ قومیت کی تعمیر
میں سخت حائل ہے۔ لہٰذا قومیت متحدہ کی تشکیل کے لیے ضروری
ہے کہ قوم کا نام بھی ایک ہو۔ ڈاکٹر سید محمود صاحب اپنے مجوزہ
بالا مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"لفظ ہندو کسی قوم یا زبان کے لیے نہیں۔ بلکہ اہلِ ہند کے لیے اختیار کیا
جانا چاہیے۔ مثلاً ہم صرف ہمارا ملک ہی ایسا ملک ہے جس میں مختلف
لوگ، مذاہب کے ماننے والے ہیں۔ صرف اس کا استعمال کیا جا سکتا
و ان کی صفت کا تعین ہو جاتا ہے، اور اس کے متعلق یہ بات کرو کہتا ہے
کہ ہم یہ ترک کر کے مختلف جماعتیں یا مذہبی اقوام ہیں، اس سبب وقت آ گیا
ہے کہ ہم ایک مشترک نام اختیار کر لیں۔"

اس لیے کہ جیسا کہ ہم مسٹر ایم ایم منشی کی تقریر کے اقتباس

سے واضح کر چکے ہیں، وطنیت اور متحدہ قومیت کا رشتہ مذہب کے رشتے سے کہیں بلند و بالا ہے۔ اس لیے تمام کا انتساب بالا رشتہ کی بنا پر ہونا چاہیے لہٰذا متحدہ قومیت کی تشکیل کے لیے مسلمانوں کی چیز یہ ہوئی کہ مسلمانوں کا رنگ، اسلامی نام بھی نہ رہے۔

**عنصر چہارم**: متحدہ قومیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر قوم کی زبان بھی ایک ہو۔ اس لیے کہ جب تک کسی قوم کی زبان مختلف ہوگی وہ دوسری قوم کے اندر جذب نہیں ہو سکتی اور اقلیت و اکثریت باہم متحدہ قومیت کا وجود عمل میں نہیں آ سکتا ہر جگہ زبان کے ذخیرہ کے بتائی گئی کہ مسلمانوں کی فرقہ پرستی ہے۔ جو قومیت کے بالکل متضاد ہے۔ چنانچہ جواہر لال نہرو اپنے ایک مضمون میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"مگر بدقسمتی سے ابھی تک ہندوستان میں فرقہ پرستی طاقتور ہے اور اس بنا پر زبان میں علیحدگی پسندی کا رجحان بجائے وحدت کے رکاوٹ کے ساتھ ساتھ اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ قوم پرستی کے بڑھنے نشوونما کے ساتھ یہ علیحدگی پسند جو زبان کے نام پر ہیں ان کی یہ بات یقیناً فنا ہو جائے گی۔ ایک علیحدگی پسند سامی زبان کو اور ہر ایک ترقی تو دیکھو گے کہ وہ انتہائی فرقہ پرست ہے۔ بلکہ زیادہ تر تہائی ایک سیاسی رجعت پسند ملا کئے ہے۔"

**عنصر پنجم**: جب تک مسلمان اپنے مذہب کے پابند رہیں گے اپنے معاملات کا تصفیہ قرآن و حدیث کتاب و سنت صرف مسلمانوں کی جماعت ان کی اپنی مجلس شوریٰ اور اس مجلس کا امیر ہی کر سکتا ہے، لیکن یہ صورت متحدہ قومیت کی تشکیل کے منافی ہے۔ متحدہ قومیت کا فیصلہ ایک ایسی جمہوری حکومت کی طرف سے ہوگا جو تمام

مختلف مذاہب کے مشترکہ مجموعہ پر مشتمل ہوگی اور جمہوریت کے اصول کے مطابق اکثریت کا فیصلہ ملک کا قانون بنا کرے گا۔ اور اس جمہوریت کی بنا خالص دنیویت پر ہوگی۔ اس کے متعلق ہم مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کانگریس پارٹی کے لیڈر اور پنڈت جواہر لعل نہرو، حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے خیالات پچھلے اوراق میں پیش کر چکے ہیں۔

معاً متحقق ہو گئے۔ اب ارباب نظر کے لیے آزادانہ بحث کی ضرورت ہو کہ باب دلائل و براہین سے یہ ثابت کیا جائے کہ اس قسم کی متحدہ قومیت کشتیِ ملت کو اپنے ہاتھوں آئندہ نسلوں کے سامنے کنارے پر ڈبو دینے کے مترادف ہے۔ لیکن چونکہ مولانا صاحب اس متحدہ قومیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس کی تشکیل مذہبی فریضہ کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے آئندہ صفحات میں یہ واضح کیا جائے گا کہ فی الواقع

عجم ہنوز رموز دین نمی داند

پہلے مولانا صاحب کے دلائل پیش کیے جائیں گے۔

متحدہ قومیت اور اسلام۔ مولانا صاحب نے اپنے دعوے کے اثبات میں سب سے پہلے یہ مثال پیش کی ہے۔ کہ قرآن کریم میں جا بجا مختلف انبیاء کرام کی قوموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان قوموں میں مومن کافر دونوں شامل تھے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ مومنین و کافرین کے اشتراک سے متحدہ قومیت بن سکتی ہے۔ لفظ قوم کی بحث کے دوران میں ارشاد ہے کہ:

"جس جگہ یہ لفظ مصاحبت واقع ہوا ہے اور منافات اہل مسلمان یا پیغمبر اسلام علیہ السلام کے متعلق ہے۔ تو یقیناً اس جگہ پر مشرکین اور کفار بلا تفریق مسلمانوں کے ساتھ متحدہ قومیت میں شریک ہیں چنانچہ مفہوم ہوتا ہے۔"

"كذبت قوم نوح المرسلين، كذبت قبلهم قوم نوح
و اصحاب الرس ۔ ۔ ۔ الخ" (مسئلہ قومیت اور اسلام صفحہ ۱۰)
اسی قسم کی اضافتوں کی مثالوں کے جھڑ لگاتے ہیں :-
"غرضیکہ اس قسم کی بے شمار آیتیں ہیں جن میں غیر مسلموں کی امت پیغمبر
کو ایک قوم بنایا گیا ہے اور ان کفار کی پیغمبر کی طرف بوجہ نماز نسب
یا تکاح وطن وغیرہ نسبت کی گئی ہے" (ایضاً صفحہ ۱۰)
چنانچہ خود نبی اکرم کے متعلق لکھتے ہیں کہ :-
"بارگاہ الٰہی سے جناب رسول اللہ صلعم اور دیگر پیغمبروں
کو بطور تقریر یہی شریعت کہا جاتا ہے ۔
قل یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فالعید
اے محمد ﷺ کہہ دے کہ میری قوم تم اپنی جگہ پر عمل کرو ۔ میں اپنی جگہ پر عمل کرتا ہوں
اس کے بعد اسی آیات سے حسب ذیل نتائج مستنبط فرماتے ہیں :-
الغرض یہ آیتیں صاف طور سے واضح کر رہی ہیں کہ
(الف) قرآن کے نقطہ نظر اور استعمال میں لفظ قوم اپنے معنی کی
حیثیت سے مسلمانوں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ۔ بلکہ وہ ہر اس
جماعت پر بولا جائے گا جس میں کوئی بھی رابطہ ہو ۔ خواہ نسب کا یا وطن
کا یا پیشہ یا زبان کا ۔
(ب) قومیت میں اشتراک مسلم و کافر ہو سکتا ہے ۔ اور قرآن کے
استعمال میں موجود ہے ۔
(ج) پیغمبر بھی اکثر قومیت میں کافر و مشرک اور فاسق کے ساتھ
دنیا میں تعلق رکھ سکتا ہے ۔ اور رکھتا ہے" (متحدہ قومیت اور اسلام صفحہ ۱۱)
ہمارا خیال ہے کہ اس دلیل کو پڑھ کر ہر ایک حقیقت آشنا کو
حیرانی ہوگی کہ حضرت علامہ صاحب بیک بنی یک مرد سے متحدہ ہندوستان

ہیں۔ اسلام کے مستقبل پر کیسی توقعات لگائے بیٹھے تھے۔ جیسی قوم کے
سب سے بڑے دارالعلوم کے سب سے بڑے عالم کی قرآن فہمی کی یہ
حالت ہو اس قوم کے مستقبل کا خدا حافظ۔ ادبی وہ احساس تھا جو
انگیز تھا جس کی بنا پر حضرت علامہ کا جگر شق ہو جاتا تھا اور ہجوم غم و
اندوہ کبھی سیلاب اشک بن کر امنڈ آتا اور کبھی ہوکے آہ و سحرگاہی
کی صورت میں بہ حضور حق یوں نالہ کش ہوتا کہ

باں قوم از تو می خواہم کشادے — فقیہش بے یقینے، کم سوادے
بسے نادیدنی را دیدہ ام من — مرا اے کاشکے مادر نزادے

اس میں یہ شبہ نہیں کہ قرآن کریم نے مختلف انبیاء کرام کے نام سے
ان اقوام کو منسوب کیا ہے جو ان کے پیغامات کی اولین مخاطب تھیں
لیکن اس انتساب سے مقصد محض تعارف تھا جیسا کہ شعوباً
و قبائل لتعارفوا ۔ ہم نے تمہارے قبیلے اور خاندان اس لیے بنائے
کہ تم پہچانے جاؤ ۔ مثلاً حضرت نوح جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے
اس قوم کے متعلق قرآن کریم میں جہاں کچھ ذکر کرنا ہوگا ۔ آخر اسے
قوم نوح ہی کہنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ اس قوم کے ذکر کرنے کا اور
کون سا طریقہ مناسب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس قوم کا کوئی دوسرا نام
ہی نہ تھا لیکن اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ اس قوم کے کافر و مومن
کا ایک متحدہ قومیت کے رشتہ میں منسلک ہو جاتے تھے؟

نبی کی بعثت کے وقت ایک قوم موجود ہوتی تھی کبھی اسے اس
نبی کی قوم کہہ دیا جاتا اگر وہ کسی اور نام سے منسوب ہوتی تو وہ نام لے
دیا جاتا مثلاً قوم عاد، قوم ثمود۔ کبھی اسے اس کے کسی سردار کی طرف
منسوب کر دیا جاتا جیسے قوم فرعون۔ پھر اس قوم میں سے ایک جماعت
ایمان لے آتی جس کی اس وحدت تخیل اور وحدت عمل کی بنا پر انہیں

ومومنہ لوگوں سے تعبیر کرکے مومنین کی جماعت کہا جاتا ہو اگر اس قوم
میں سے انکار و تکذیب کرتے، انہیں کفار کی جماعت کہا جاتا قرآن
کریم میں جہاں مختلف انبیاء کرام کے نام بحوالہ مختلف قوموں منسوب ہیں
وہاں انہی قوموں میں سے دو مختلف جماعتوں کا ذکر الگ الگ موجود
ہے اور کہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ متحدہ قومیت میں کسی الگ جماعت
کا ذکر یا نام تک نہیں پایا جاتا کہ نہ قوم کی وحدت اصول قومیت کے خلاف
ہوتا ہے۔ پھر قرآن کریم اسی فیصلہ میں یہ بھی بتا دیا ہے کہ ان دو جداگانہ
جماعتوں کے باہمی تعلقات کیسے ہونے چاہئیں اور ان کا انجام
کیا ہوا کرتا تھا۔ متحدہ قومیت میں اگر یہ بات قابل ہے کہ اگر کوئی ذلیل
تو تمام قوم ڈوب جائے گی۔ اگر ابھرے گی تو ساری کی ساری قوم ابھرے گی
یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اس متحدہ قوم کا ایک حصہ سرفرازی و سربلندی
عزت و وقار، جاہ و حشمت، سطوت و حکومت کی زندگی بسر کرے
اور دوسرا حصہ ذلت و مسکنت و تباہی و بربادی و افلاس
نکبت کے ہولناک عذاب میں مبتلا ہو لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جن اقوام
کو مولانا صاحب انبیاء سابقہ کی متحدہ اقوام قرار دیتے ہیں ان کی
یہ حالت ہوتی تھی کہ ان میں سے ایک جماعت مومنین کامیاب و
کامران ہوتی اور دوسری جماعت کافرین تباہ و برباد ہو کے جہنم
میں دھکیلی جاتی۔ سارا قرآن کریم اسی تقسیم کے تذکرہ سے بھرا پڑا
ہے۔ اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی تمام تعلیم کا ماحصل یہ
ہے کہ کفر و ایمان کے نتائج میں بین فرق کر کے بتا دے ہم یہاں صرف
ایک ثبوت (یا چند) کی چند آیات پیش کرتے ہیں۔ سورۃ مومن
آیت میں اس تقسیم کی جماعتوں کا ذکر ہے۔ ایک تو مومن کے متعلق
ارشاد ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۔۔۔ (۱۱/۲۳) ایسا ہی
عالموں کی جماعت، دوسری وہ جس کے متعلق فرمایا۔ اولئک الذین
خسروا انفسہم (۱۱/۲۱) کفار کی جماعت، پھر ان کا باہمی موازنہ
ان الفاظ میں فرمایا گیا ان کی شناخت میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا
مثل الفریقین کالاعمیٰ والاصم والبصیر
والسمیع ہل یستویٰن مثلاً (۱۱/۲۴)

ان دونوں جماعتوں (فرقوں) کی مثال اندھے اور بہرے اور
دیکھنے اور سننے والے کی مثال ہے۔ کیا یہ کبھی دونوں برابر ہو سکتے ہیں
قرآن کریم نے یہاں لفظ فریقین استعمال کیا ہے جو آج کی
دو جماعتوں کی سیاست میں [illegible]
یعنی فرقہ پرستی کہا جاتا ہے جو متحدہ قومیت کی بالکل ضد ہے۔

اس تمہید کے بعد تیسرے رکوع سے انبیائے سابقہ کے واقعات
کا بیان شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلے حضرت نوحؑ کی قوم کے ذکر
کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔ ولقد ارسلنا نوحاً الیٰ
قومہ (۱۱/۲۵) اور یقیناً ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔

ایک قوم تھی جس کی طرف نوحؑ کو بھیجا۔ اس کے بعد اس قوم کے
مومنین و منکرین کا ذکر ہے۔ منکرین کی سرکشی اور بغاوت کا بیان
ہے جنگ اور طوفان کا تذکرہ ہے۔ آخر میں اس قوم کے دو فریق
کو بالکل الگ کر کے دکھا دیا گیا ہے۔

ایک وہ جو غرق ہو گیا۔ دوسرا وہ جو حضرت نوحؑ
کے ساتھ محفوظ و مامون رہا۔ جس کے متعلق ارشاد ہے۔
قیل یا نوح اھبط بسلام منا وبرکات علیک وعلیٰ
امم ممن معک (۱۱/۴۸) کہا گیا کہ اے نوحؑ ہماری طرف

سے سلامتی کے ساتھ اترو اور تمہارے اور جو لوگ تمہارے ساتھ
ہیں ان پر برکات ہوں۔

فرمایا یہ ایک قسم کی متاع ہے جس میں دو جماعتوں میں
ایک تفریق ہوگی۔ پھر چوتھے رکوع میں حضرت ہودؑ کی قوم عاد کا ذکر
ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ (۵۰)

... عاد کی طرف ان کا بھائی ہود بھیجا۔ جس نے کہا کہ اے
میری قوم اللہ کی عبودیت اختیار کرو۔ پھر اس قوم کے کفار و مومنین
کی الگ الگ جماعتوں کا ذکر ہے اور انجام کار بتایا گیا ہے کہ کفار
ہلاک ہو گئے اور ہماری کا عذاب نازل ہوا اور مومنین کی
جماعت کے متعلق ارشاد ہوا:

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ (۵۸)

اور جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے ہود کو اور ان
لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچا لیا۔

چھٹے رکوع میں حضرت صالحؑ کی قوم ثمود کا ذکر شروع ہوتا ہے
(۶۱) اور اس قوم کی سرکشی اور شرارت اور جماعتوں کی تفریق کے بعد
قوم مومنین کے متعلق انہی الفاظ کا اعادہ ہوتا ہے جو مذکورہ صدر
آیات میں مندرج ہیں۔ ساتویں رکوع میں قوم لوط کا ذکر ہے جس
قوم کو بھی انہی دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ منکرین پر عذاب
نازل ہوتا ہے اور مومنین کی جماعت حضرت لوط کے ساتھ محفوظ
رکھی جاتی ہے (۸۱)

آٹھویں رکوع میں حضرت شعیبؑ کی قوم مدین کا ذکر ہے۔ اور ان
کی مذکورہ صدر تفریق کے بعد قوم مومنین کے متعلق آیت مندرجہ ذیل کے

الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ (۱۰ یونس)

پھر حضرت موسیٰ کی قوم اور فرعون کی تباہی کا ذکر کر کے انبیاء کرام اور ان کی اقوام کی مومن و کافر جماعتوں کے انجام کے تذکرے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ آپ کے سامنے بھی اسی قوم مخاطب کے دو گروہ ہیں۔ ایک من یومن باللہ ویکفر بالطاغوت۔ (الا جماعت مومنین) اور دوسرا من یکفر باللہ و یومن بالطاغوت (الا جماعت کفار) اور اس دوسری جماعت کے متعلق فرمایا۔

وقل للذین لا یومنون اعملوا علی مکانتکم انا عاملون (۱۱ یونس) ان کفار کی جماعت سے کہہ دیجئے کہ تم اپنا کام کیے جاؤ ہم اپنی جگہ کام کیے جاتے ہیں۔ وانتظروا انا منتظرون (۱۱۲) تم بھی انجام کا انتظار کرو ہم بھی منتظر رہتے ہیں!

آپ ان حقائق قرآنی کو سامنے رکھئے اور پھر اپنی بصیرت سے فتویٰ طلب فرمائیے کہ کیا اس سے واقعی متحدہ قومیت کے دعویٰ کا ثبوت ملتا ہے یا اس بات کا کہ وہ لوگ جو نبی پر ایمان لاتے تھے اور اس کی اتباع کرتے تھے، ایک الگ جماعت کے افراد ہوتے تھے۔ (جنھیں یا ایھا الذین آمنوا کہہ کر پکارا گیا ہے) اور دوسرے لوگ الگ گروہ پر مشتمل ہوتے تھے (جنھیں یا قوم کہہ کر پکارا گیا ہے) اب یہ ظاہر ہے کہ "ہم" اور "تم" کی تفریق سیاست حاضرہ کی اصطلاح میں فرقہ پرستی کہلاتی ہے اور متحدہ قومیت کی تشکیل اس وقت ہوتی ہے جب "ہم" اور "تم" کا امتیاز ہی مٹ جائے کہ ... تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ابھی سے ... بتائیے کہ ان ہر دو مختلف گروہوں کے باہمی تعلقات کیسے

ہو گئے تھے۔ کیا حضرات انبیاء کرام اور آپ کے متبعین کی جماعت کفار کی جماعت کے ساتھ گھل مل کر رہتی تھی تو ان کی تہذیب ایک ہو جاتی۔ تمدن ایک ہو جاتا، نظریات زندگی ایک ہو جاتیں۔ یا مومنین کی جماعت کفار کی جماعت سے پوشیدہ اور بیزاری، علیحدگی اور قطع تعلق کا اعلان فرمایا کرتی تھی یہاں تک کہ صاف یہ حکم دیا تھا کہ کفار کی نمایش کے آثار سے مس بھی نہ کرو۔

قل یا ایھا الکفرون لا اعبد ما تعبدون تم کفار کی بیزاری کا اعلان سورت میں ذکر ہے

بلکہ ان کی تباہی اور بربادی پر تو خوشی اور مسرت کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم ہے کہ جب بدانجامی سے اس مادۂ فساد کا کلی طور میں موت ہو فرمایا: فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین (انعام) پھر ان ظالمین کی جڑیں کٹ گئیں اور الحمد لله رب العالمین کے لیے سب تعریف ہے۔ حتیٰ کہ اس میں اتباع حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کی حیات طیبہ کو قرآن کریم نے مومنین کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ خود غور کیجیے کہ اس اسوہ میں ان کا سلوک کیا تھا، اور قرآن کریم نے کس مقام پر اس کے طرز عمل کو بطور نمونہ پیش کیا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ
مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ
دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ
وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ

"یقیناً تمہارے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور جو کچھ تم

اللہ کے سوا پوجتے ہو اُن سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض ظاہر ہے۔ جب تک کہ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لے آؤ۔ دیکھئے ابراہیم علیہ السلام مع معیت ایک جماعت کے کرتا ہے اور قومہ ایک قومی جماعت اور ان دونوں میں بغض و عداوت کے تعلقات تھے قومیت ہی کی بنیاد پر یا اخوت و قومیت کے لیے حتیٰ تؤمنوا باللہ وحدہ کی شرط بھی ضروری ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ تمہارے اور ہمارے درمیان ہمیشہ کے لیے بغض و عداوت رہے گی تاوقتیکہ تم ایمان نہ لے آؤ۔ پھر دیکھئے کہ وہ آپ کو کس طرح متحدہ قومیت کا جزو تسلیم کرتے ہیں یا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار کی اتباع میں اشداء علی الکفار بھی ہیں اس کا اعلان ہی کر دیجئے پھر دیکھئے کہ یہ جرمن جیسے وسیع الظرف قومیت پرستی کے دلدادہ جناب کی نسبت کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں

مولانا صاحب قوم نوح و موسیٰ وغیرہ کی مثالوں سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ قرآن نے دو مومنوں کی جماعتوں کو ایک مشترک نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہوگی کہ امت محمدیہ کی نسبت اس نتیجہ سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ دو آتشہ بنایا جائیگا اس لیے کہ ہمیں کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے کہ ھو سمّٰکم المسلمین (اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا) کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس قوم کا نام کچھ اور رکھ سکے۔

تیسری منفی قومیت کے ثبوت میں مولانا صاحب کی پہلی دلیل۔
دوسری دلیل۔ متحدہ قومیت کے ثبوت میں مولانا صاحب نے دوسری دلیل آنحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش کی ہے فرماتے ہیں۔

"جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی رسالت کے تیرہ برس گزار دینے کے بعد مدینہ منورہ میں، وہاں کے اور اپنے ساتھ کے مہاجرین و انصار مسلمانوں اور یہودیوں کو ملا کر ایک متحدہ قوم اور متحدہ امت بنائی اور نہایت مفصل معاہدہ اس بارے میں تحریر فرمایا۔ جس میں تحریر فرمایا کہ مسلمان اور یہود مدینہ میں اپنے دشمنوں کے مقابل مسلمان اور یہود ایک امت متحدہ ہوں گے۔ گروہ ہر ایک اپنے اپنے مذہب کا پابند ہوگا۔"

(متحدہ قومیت اور اسلام صفحہ ۴۳)

اس کے بعد مولانا صاحب نے اس معاہدہ کا ذکر فرمایا ہے جو مسلمانوں اور یہودیوں کی متحدہ قومیت کے بابت ہوا تھا۔

بات اتنی تھی کہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی جماعت اور یہودیوں کی جماعت کے درمیان ایک معاہدہ ہوگیا جس کی رو سے قرار پایا کہ اگر کوئی دشمن باہر سے حملہ آور ہوگا، تو دونوں معاہد جماعتیں متحد طور پر اس کی مدافعت کریں گی۔ اس سے مولانا صاحب استدلال فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں اور یہودیوں کو ملا کر ایک قوم بنا کر متحدہ قومیت کی تشکیل فرمائی تھی۔ (رسالہ مذکور صفحہ ۴۲)

ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہیے

مولانا صاحب نے اس دلیل کو یہاں پہلی مرتبہ ہی نہیں پیش کیا بلکہ وہ اسے اکثر اپنی تقریروں میں دہراتے رہتے ہیں اور غالباً سمجھتے ہیں کہ متحدہ قومیت کے ثبوت میں اس محکم دلیل اور برہان قاطع کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ وہ اگر کبھی ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں تو ان پر شاید یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ یہ قرآن کے دعوے کی بنیادوں تک کو متزلزل کر دیتا ہے۔ یہ بات ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ معاہدہ ہمیشہ دو مختلف اقوام

یہ پیدا ہوا کرتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ مدینے کے مسلمانوں اور مدینے والوں کے درمیان
کا وطن ایک تھا۔ اب اگر محض قومیت کی تعبیر کے لیے اشتراکِ وطن ہی
ایک شرط ہو تو مدینے کے مسلمان اور یہود و قریش با اعتبار سے خود بخود ایک
متحدہ قوم ہونے چاہئیں۔ اس متحدہ قوم سے معاہدہ خاص اگر تشکیل
ہو جاتا کہ اسے کیا کہئے۔ اس معاہدہ کا وجود جو ہے اس بات کی علامت
کرتا ہے کہ مسلمان ایک ملک بلکہ ایک شہر میں رہتے ہوئے بھی غیر مسلموں
کے ساتھ ایک قوم نہیں بن سکتے۔ مکے کے مسلمان اور مدینے کے مسلمان
بلکہ حبش اور یمن اور فارس کے مسلمان ایک قوم کے افراد ہو گئے۔
لیکن مدینے کے مسلمان اور مدینے کے یہود ایک قوم نہیں بن سکے گے
ان میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے معاہدہ کی ضرورت پڑے گی۔ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے اخراج سے ایک متحدہ قومیت کی تعمیر نہیں
کی گئی بلکہ اس معاہدہ کی رو سے دو مختلف اقوام میں باہمی اشتراکِ عمل
اور تعاون کی شکل پیدا کی گئی تھی اور یہ وہ شکل تھی جسے قرآن کریم نے [illegible]
[illegible] میثاق سے تعبیر کیا ہے۔ [illegible] اس آیہ مقدسہ میں
ایک چیز ہے "قوم" اور دوسری چیز ہے "قوم"، وہ یعنی غیر مسلم، اور
ان دونوں کے درمیان [illegible] اتحاد پیدا کرنے کا ذریعہ ہے میثاق۔ متحدہ
قومیت کو چھوڑئیے، اس کا تو تصور بھی بجز غیر قرآنی ہے کفر و اسلام
[illegible] نہیں تو پس میں کسی معاہدہ کی گنجائش
ہے جیسے حق و باطل کی ایسی خوفناک مثال ہے کہ جس سے تاریخ اب
لکھی ہے اسلام کی رو سے تو مسلم اور غیر مسلم جماعتوں میں اتحاد پیدا کرنے
کے لیے بھی میثاق کی ضرورت ہے جس کے بغیر وہ ایک دوسرے کے ساتھ
اجتماعی حیثیت سے اشتراکِ عمل نہیں کر سکتے، اور اشتراکِ عمل بھی صرف
ان امور میں کر سکیں گے جو اس معاہدہ میں مشروط و مذکور ہوں گے

اب ذرا یہ فرمائیے کہ جس طرح نبی اکرمؐ نے مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ
کرکے اتحاد پیدا کیا تھا۔ آپ حضرات نے ہندوؤں کی جماعت کے ساتھ
کونسا ایسا معاہدہ کیا ہے۔ معاہدہ کا سوال تو بعد میں پیدا ہوتا ہے
وہ تو جیسا کہ پہلے لکھا ہے آپ کی جداگانہ قومیت ہی کو تسلیم نہیں کرتے
ہیں۔ یہ حقیقت جواہر لال نہرو کی تحریروں کے اقتباسات آپ دیکھ چکے
ہیں، وہ اس کا علانیہ تمسخر اڑاتے ہیں اور ایک جواہر لال ہی کیا موقوف
ہر وہ شخص جو ہندو ہو یا مسلمان اور حقیقتہً قومیت کا حامی ہے وہ مسلمانوں
کی جدا قومیت کے دعوے کو مذہبی دیوانوں سے تعبیر کرتا ہے۔ ایسا دعویٰ
کرنے والوں کو سامراجیوں یا برطانیہ کے ایجنٹ کا سہرا بتاتا ہے۔ رجعت
پسند کہتا ہے اور اس کا نام فرقہ پرستی رکھتا ہے یعنی وہ شخص جو ہندو مسلم
اتحاد کا ہے اس راہ عمل کو اختیار کرتا ہے جو قرآن نے تجویز فرمائی
اور جس پر خود نبی اکرمؐ نے عمل کرکے دکھایا۔ وہ کانگریس کے ہندوؤں کی
نگاہ میں نہیں بلکہ قوم پرست مسلمانوں کی نگاہ میں بھی اور صاف
مسلمانوں کی نگاہ میں نہیں، بلکہ کتاب و سنت کے علمبردار ہونے کے
مدعیوں کی نگاہ میں بھی مسلمانوں کا دشمن اور اسلام سے غداری کرنے والا
ہے اور جو اس متحدہ قومیت کا قائل ہے جس کی رو سے کہ [illegible] فطری
طور پر جسے چند دن سے ذاتی مفاد کی خاطر ہندوستان اور
ناپاک بنا کر پیش کر دیا ہے اور جس کے ہاتھ سے قصر اسلام کی
بنیادیں ہل جاتی ہیں، وہ شخص واقف اسرار دین ہے۔ مسرور ترجمان
مانا جاتا ہے۔ ملت اسلامیہ کا بہترین نمائندہ ہے۔ مسلمانوں
کا صحیح ترجمان ہے۔ لہٰذا امام الہند ہے امیر الہند ہے [illegible]! تعجب

جنہیں دیوانہ ساں کم دید و انشد | کو ... کیل ہائے را دل خواند
بہ خورشید و ہرسے تنہا کردند تنہا | چشمہ موسیٰ و کا فر تر اشد
وقتا

کہیں یہ حضرات ہندوؤں سے الگ ہو کر بات بھی کریں تو انھیں بتایا
جائے کہ حضرت علامہ اقبال اور ان کے ہم مسلک حضرات جو مسلمانوں کی
جداگانہ قومیت کے قائل ہیں وہ انگریز کے مقابلہ میں ہندوؤں کے
ساتھ مشترکہ محاذ قائم کرنے کے لیے ٹھیک اسی طرح عمل کی اختیار
کرنا چاہتے ہیں جو نبی اکرم نے اختیار فرمایا تھا یعنی مسلمانوں کی الگ
جماعتی حیثیت کو تسلیم کرا کر ہندوؤں کے ساتھ من حیث الجماعت
ایک معاہدہ کیا جائے اور اس معاہدہ کی رو سے ہندوستان کو آزاد
کیا جائے کہ صحیح آزادی حاصل کی جا سکے لیکن ہندو مسلمانوں کی
جداگانہ جماعتی حیثیت کو فنا کر دینے کے منصوبے باندھ رہے ہیں اس لیے
وہ سرے سے تسلیم کرنے پر بھی آمادہ نہیں ہوتا اور صاف طور پر مسلمانوں
کو یکسر اپنے نظام کے پیٹ میں لے لینا چاہتا ہے گویا یہ مطالبہ متحدہ مسلم
متحدہ قومیت کے راستے میں ایک سخت روڑا ہے اور یہ ہی خطرہ کا پیدا
کر رہا ہے۔ اب مسلمان سب کر کیا سوچتے ہیں کہ ہر جگہ یہی ڈھنگ اور اپنا طریقہ
کر رہا ہے اور ایک حریف کی حیثیت سے ہندوستان کا آئین کا مرکز کا تنازع
کو کاٹنے تک جا پہنچا ہے۔ جس کا خود اس کا نظریہ ہی جو ہندو مسلم
ہندو کے مفاد کے عین مطابق ہے اس لیے وہ ایسے مسلمانوں کی بھی
تعریف کرتا ہے انھیں آزادی وطن کا پرستار کہتا ہے۔ ہر جگہ ان
کا ساتھ دیتا ہے اور ایک کے جلسوں میں اپنی خوشی کا پھیلا پھیلاتا
ہے۔ شریعت اور ملت ہند کو کر کے وقت گزارتا ہے اور دین ملت
اسلامیہ کی وحدت کے ٹکڑے ٹکڑے کر گئے انھیں ایک قومیت
کی بنیاد پر جمع کرتا ہے۔ کسی قدر صحیح کہا ہے اس پر حق بات
شد جیسے حضرت کی کرم گستری نے بصیرت عطا کی اس قدر قرآن عطا
فرمائی تھی۔

فرماتے ہیں۔

محمد ابن عبد کار خود را نمی گوید بہ کس اسرار خود را
بمی گوید کہ از تسبیح بگذر بہ دستی خود بمدر تا ہر خود را
(اقبالؒ)

## باب چہارم

# مسلم و غیر مسلم کے تعلقات

مساوات: قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ وہ انسانوں کے باہمی تعلقات کو دو قسموں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک جسے وہ موالات کہتا ہے جس کے معنی ہیں قلبی تعلقات، ایک دوسرے پر کامل اعتماد اور یگانگت اور بھروسہ کے ایسے تعلقات جو ہر لحاظ سے مکمل طور سے پختہ ہوں۔ جن میں ہر طرح کی اطمینان حاصل ہو کر حاضر و غیب ہر صورت میں کامل بھروسہ کیا جا سکے اور یہ یقین ہو کہ یہ تمام مشاورہ دوسرے کے ہاتھ میں محفوظ ہیں۔ ظاہر ہے کہ مقصد تربیت میں اسی قسم کے تعلقات کا تقاضا ہوگا۔ اب دیکھنا ہے کہ قرآن کریم کی رو سے کسی مسلم کا غیر مسلم کے ساتھ اس قسم کے تعلقات قائم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ قرآن کریم میں موالات کے متعلق ارشاد ہے۔

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست و رفیق ہیں۔ نیکی کی تعلیم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں (توبہ ۷۱)"

دوسری جگہ فرمایا۔

تمہارے دوست تو صرف اللہ، اس کا رسول اور ایمان دار لوگ ہیں

بنا لو گے (یعنی گمراہ کر کے اپنے ساتھ ملا لو گے) دیکھیے یہ ارشاد ان میں ممنوع ہے کہ بہت تفصیلی
ان آیات میں صراحت کے ساتھ بیان فرما دیا گیا کہ محبت کے تعلقات
صرف مسلمانوں کے ساتھ پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ پھر کسی پر یہ کتنا
نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کے برعکس یہ بھی بالتصریح فرما دیا کہ غیر مسلم
کے ساتھ ہرگز ہرگز اس قسم کے تعلقات پیدا نہیں کیے جا سکتے، ارشاد ہے:
"اے ایمان والو! اپنوں کے سوا دوسروں کو دوست راز دار نہ بناؤ،
وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے۔ وہ تمہارے لیے مضرت
رسانی کی تمنا رکھتے ہیں۔ بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے
اور جو کچھ وہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔ ہم
نے تمہیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔ تم ان لوگوں سے
محبت رکھتے ہو مگر وہ تم سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام کتب آسمانی کو
مانتے ہو۔ جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی مان گئے ہیں اور جب
تنہائی میں ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف غیظ و غضب سے انگلیاں
چباتے ہیں۔ ان سے کہو کہ اپنے غصے میں آپ جل مرو۔ اللہ دلوں کے
حالات سے واقف ہے۔ اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو ان کے لیے سبب
غم ہوتی ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آ جائے تو یہ اس سے خوش ہوتے
ہیں۔ مگر تم صبر سے کام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو ان کی
کوئی تدبیر تم کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ [illegible] احاطہ کر رکھا ہے۔"
(آل عمران: ۱۱۸-۱۲۰)

ہم صرف استفسار کرنا چاہتے ہیں کہ یہ آیات آج بھی قرآن کریم
میں موجود ہیں یا (نعوذ باللہ) منسوخ ہو چکی ہیں۔ اگر موجود ہیں تو کیا ہمارے
ان غیر مسلموں میں شامل ہیں [illegible] کی نفسیاتی کیفیت کا ذکر ان آیات
میں موجود ہے اور اگر ہمارے [illegible] ان میں شامل ہیں تو کیا ان کے ساتھ موالات

کے تعلقات پیدا کیے جا سکتے ہیں؟ اس کا جواب بھی خود قرآن کریم سے سمجھئے۔ فرمایا:

"جو لوگ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں، ان کو تم کبھی نہ دیکھو گے کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور رسول کے خلاف ہوں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔" ۵۸:۲۲

یعنی وطن کا رشتہ تو ایک طرف رہا، ان تعلقات کا رشتہ بھی کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق پچھلے باب میں لکھا جا چکا ہے کہ انہوں نے کس قدر واضح الفاظ میں اعلان فرمایا کہ غیر مسلم جب تک ایمان لا کر جماعت مومنین میں داخل نہ ہو جائیں ان کے ساتھ موالات کے تعلقات پیدا نہیں ہو سکتے۔ اس کے علاوہ اس سے متعلق دیگر آیات بھی ملاحظہ ہوں فرمایا:-

"اے ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آ چکا ہے وہ اس کے منکر ہیں۔ اگر ان کو تم پر دسترس حاصل ہو جائے تو فوراً تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور تم پر ہاتھ اور زبان سے ضرر رسانی کرنے لگ جائیں گے۔ (۶۰:۲)

واضح رہے کہ ان ارشادات خداوندی میں کسی خاص زمانہ کسی خاص ملک یا خاص قوم کے غیر مسلموں کا ذکر نہیں بلکہ یہ تمام کفار کو محیط ہیں۔ قرآن کریم میں اس بات کی صراحت متعدد مقامات پر موجود ہے جس کے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ البتہ اگر کسی کو اس پر کلام ہو تو ہم اس کی تفسیر پیش کرنے کو تیار ہیں۔ قرآن کریم نے مسلمانوں کو کفار سے موالات سے جو اتنی شدت سے روکا ہے تو اس کی وجہ بھی بیان فرما دی ہے کہ:-

والذين كفروا بعضهم اولياء بعض الا تفعلوه تكن فتنة في الارض و
فساد كبير (انفال)

"جو لوگ منکر حق ہیں وہ ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں، اگر تم
ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو گا۔"

[illegible]

يا ايها الذين امنوا ان تتقوا الله يجعل لكم
فرقانا (انفال)

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہیں ایک امتیازی
شان عطا کرے گا۔"

[illegible]

کا تعلق ہے۔ جیسے مولانا صاحب جیسے اسلامی شعار پر کاربند رہنے والے نہیں سمجھتے کہ

دو صد دفتر بر خود گشادی — در گلستان معنی ماند پا نہادی
بہ ہیچ آں کساں خلاق خدا است — تو قرآں را سر طاقے نہادی

(اقبالؔ)

**تعلقات کی دوسری قسم۔** تعلقات کی دوسری قسم یہ ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کے ساتھ باہمی معاہدہ پیمان کرے۔ معاہدہ اور میثاق کی رو سے مشترکہ جنگ کی صورت میں ایک دوسرے کی مدد کا وعدہ کرے یہ وہ طریق ہے جس کی قرآن کریم اجازت دیتا ہے اور یہی وہ طریق ہے جس کی رو سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو سکتا ہے ایسا ہی اتحاد نبی اکرم نے مدینہ کے یہود کے ساتھ پیدا کیا تھا۔ قرآن کریم نے یہ بھی بتایا ہے کہ کفار سے معاہدہ کیا ہو لیکن بہت کم باعہد رہے اس لیے کہ ایک مسلمان آرام سے بیٹھا ہو گا یا جانی خطرہ ہی رکھتا ہے کہ یہ اس کے خدا کا حکم ہے یہ اس قرآن کے ... کے ہاں مجرم قرار پائے گا۔ اس کے برعکس کفار معاہدہ کر کے بھی ایک سیاسی چال سمجھتے ہیں۔ یہ تو ایک بہت بڑے متقی مولوی کا یہ قول لکھے یا وہ تھیں کر تھا ہے، مگر ان کو جو ... چاہے وہ کر جیسا ان کا جی چاہے ... سے ... سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اعمال کا ... ہے جو سیاست عام کا مطالعہ کرے اور اس حقیقت کی تصدیق کر دے۔ اس لیے قرآن کریم نے یہ بھی فرما دیا کہ غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ پیمان کرنے کے بعد آرام کی نیند نہ سو جاؤ بلکہ اپنی جمعیت اور طاقت کو ہمیشہ برقرار رکھو کہ جمعیت انہیں تو صرف سے ... رہتے ہیں جن میں طاقت موجود ہو تی ہے۔ مسلمان اس طاقت کو خود گنوا کر دوسروں کو کہنے میں حق بجانب نہیں

کریں گے۔ بلکہ خود ان میں ہمارا وجود کھو کر

رہ جائے گا تو کیسی ہے کا ہے بنیاد

اس کے بعد مولانا دست قرآن سے عرب کرنے کی فکر میں ہیں گے۔ جیسے نزا یا ذا اخذ الله ما انکم فخا سخطهم بين قوم من تولوا الفعیل متو صبیت بہ صدقہ واللو و عند قد کتنقاعون صدقہ نم فھم ...

"اور آپ کے خلاف پر کھوتے گے ساتھ وہ ہے جسے کھکش سے وہ آپ گر غار رکھو کہا ہوتے اللہ اور تمہارے حس قوت کا گھر۔ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی قومیت پرست حضرات یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ فرض کیجئے ہم ہندوؤں کے ساتھ آج معاہدہ کیا کرتے ہیں تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ معاہدہ کیا بعد میں خود گر نہیں جائیں گے ... میں حقیقت گو زیادہ کوشش کرتے ہیں کہ معاہدہ سے مطلب یہ نہیں کہ ایک کا فریب دے ختم کر کے پھر سے نہ کر دیا جائے۔ ہندوستان میں مسلمان بحکم حیثیت نہیں رکھتے۔ تو کیونکہ ان کی اپنی اجتماعیت کا یہ ہے کہ اگر ایک نظام اور ایک مرکز کے ماتحت زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کریں۔ تو ہندو تو ایک طرف انگریز کی بھی مجال نہیں کہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔ اس وقت دیکھئے کہ معاہدہ کی توقیر کس طرح نہیں ہوتی یہ کا تو وہ خطرہ ہے۔ جس کے لیے ہندو مسلمانوں کی ایک جماعتی حیثیت کی ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتا اور اس کے خلاف اس متحدہ قومیت کا ایسا نظر فریب جال تیار کیا ہے۔ کہ جس میں بڑے بڑے تربیت یافتہ برشتہ بہر حال الجھ گئے ہیں۔ وحدت نظام مرکز اور اس سے عمل دوستی۔ ان کے دو دن کا اتحاد ہندوؤں سے یکجہتی کے تعلقات مسلمانوں کی اجتماعی خودکشی کے مترادف ہے۔ ... بالا ہیں

ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کیا ہے لیکن ہمارے قومیت پرست حضرات کی یہ عادت ہو گئی ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کی کوئی بات صحیح تسلیم نہیں کرتے جو ان سے اتفاق نہ رکھتا ہو، خواہ وہ قرآن ہی کیوں نہ پیش کر رہا ہو، اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں انہی میں سے ایک جلیل القدر ہستی کے خیالات پیش کر دیے جائیں جنہیں وہ اپنے مسلک قومیت پرستی سے پہلے اپنی شاندار خطابت کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے اسلامی [illegible] پیش کرتے تھے۔ وہ خود سے پہلے کو [illegible] آزاد [illegible] قومیت پرستی کے مرحلے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں:

## قومیت پرستی سے پہلے

مسلمانوں کے عہد و پیمان کی تقسیم [illegible] جو [illegible] ہے وہ [illegible] بھی حرارت نفس و غیرت کا [illegible] نہیں وہ تقسیم کہاں [illegible] اللہ تعریف کرے وہ [illegible] استعمال [illegible] ہے۔ یہ عہد حکم جب [illegible] حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن [illegible] سب کے کتنے ہی تو [illegible] وقت [illegible] نہیں [illegible] جیسے لوگوں کے مطیع [illegible] کی بات ہے۔ [illegible] لیکن اس کی اطاعت سے [illegible] کی بات [illegible] ہے۔ [illegible] تقسیم کا [illegible] النفس [illegible] کے حقوق [illegible] کی بات [illegible] قوم ہی تفرقے پیدا کرتے [illegible] نہایت [illegible] کے ساتھ [illegible] ہیں۔ [illegible] ان کا [illegible] ہے۔ [illegible] کی عادت ہے۔ [illegible] مسلمان [illegible] رکھتا [illegible] ہے تعلق [illegible] جنہیں [illegible] سے [illegible] ہیں۔ اسلامی قوم کے لیے مشکلات

اور مصائب کا وہ عرصہ ... غلطی پر تھی ... ان کی پشیمانی ہوتا ہے گا۔
اسلام کو پھر نصیب ہوگی اور مسلمانوں کی جمعیت مشرق کا [illegible]
کرکے اور استحکام کرے گی۔
(مضامین آثار حصہ سوم)

خدا معلوم وہ قرآن اب کہاں چلا گیا ہے، جو ان حضرات اکابر کے متعلق، اس قسم کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ اس جمعیت الٰہی کو کس چیز کی چمک چکا چوند کر گئی جو ان حقائق کو یہ نقاب دیکھا کرتی تھی۔ ان تجربات ... کو کس کی نظر لگ گئی ... بجھ کر رہ گئی ... ہے ... بیزاری کا اعلان کیا کرتی تھی ... وہ مرادیت قبلی کی ... مصلحت کو [illegible] ... مسلمانوں کے ... مستقل ہو جایا کرتی تھی ... کا طریق ... ترقی کر کے ہوگیا ... رہا ... کی کثرت ... کے ساتھ تعلقات ... اسلام کی کامیابی کے لیے خلافت کو ... استحکام کر ... قوم کی ... یہ حضرات جو کبھی ... مسلمانوں کی ... قوم کی ... ستون ... آج ... قائم ... اب قوم کی ... رہنمائی ... کر رہے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ

(۱۴ : ۲۸-۲۹)

کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہوں نے کفران نعمت اختیار کیا ... اپنی قوم کو ... میں دھکیل دیا ... داخل ہوں گے اور وہ بہت ہی بری جگہ رہنے کی ہے۔

# باب پنجم

متحدہ قومیت کے حامی اس کے اثبات میں مولانا صاحب (مدنی) نے صرف دو دلیلیں پیش کی ہیں جن کا جواب عرض کیا جا چکا ہے۔ لیکن اسی کے رسالہ میں چند ایک باتیں اور بھی ایسی ہیں جو ان کی غلط فہمی کی آئینہ دار ہیں اور جن کا ازالہ ضروری ہے۔ حضرت مولانا نے اس تقریر کو پیش کیا تھا کہ اسلام قومیت کی بنا اتحاد رنگ و نسب، وطن اور زبان پر نہیں رکھتا بلکہ وہ قومیت کی بنیاد ایک بلند تر اور عالمگیر تخیل پر رکھتا ہے جسے ایمان کہا جاتا ہے۔ میرے احسان صاحب نے ان الفاظ میں بیان کیا تھا۔

"اسلام کی تعلیم قومیت کی بنیاد جغرافیائی حدود یا نسلی وحدت یا رنگ کی یکسانی کے بجائے شرف انسانی اور اخوت بشری پر رکھتی ہے"
(متحدہ قومیت اور اسلام صفحہ ۲۳)

اس کے متعلق مولانا فرماتے ہیں کہ یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسا لفظ سے یہ لازم آتا ہے کہ

"تمام انسان اور ہر فرد بشر خواہ یہودی ہو خواہ عیسائی، ہندو، مجوسی یا مسلمان، سکھ ہو یا دہری، بدھ ہو یا جینی، کالا ہو یا گورا، حبشی یا انگریز ہو، افریقی ہو یا ... سب کے سب ایک قوم ہو جائیں کیونکہ شرف انسانی اور اخوت بشری سب میں پائی جاتی ہے۔ سب کے سب حضرت آدم اور حضرت حوا کی اولاد ہیں اور لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور لقد کرمنا بنی آدم ۔۔۔ الخ وغیرہ آیات کے شرف انسانی جملہ اولاد آدم کو ہی کے مصداق ہیں۔ ہمارے علم میں کوئی آیت یا حدیث قومیت کی بنیاد ہے شرف انسانی اور اخوت

بشرطیکہ رکھنے والا موجود نہیں ہے؟ (ایضاً صفحہ ۳۲۳-۳۲۴)

مشکل، دراصل یہاں واقع ہوئی ہے کہ حضرت علامہؒ نے اپنے بیان میں اسلامی قومیت کے متعلق جو ارشادات ذکر فرمائے تھے ان کا مخاطب تو اور فہم قاصر تھا، اگر انہیں معلوم ہوتا کہ فریق مقابل کو قرآن کریم کی آیت بھی نظر نہیں آتی، شاید آپ اپنی بلندی سے کچھ نیچے اتر کر لکھتے۔

مولانا صاحب کی دلیل کا صغریٰ و کبریٰ یوں قائم ہوتا ہے۔

۱۔ تمام بنی آدم جس شعوبیت میں داخل ہیں اس کا مرجع ہی شعوبیت و کبریٰ ہے۔

۲۔ اور ہر قوم و انسانوں کی باہمی حدود و امتیازات اور تفرقہ انگیزیاں واضح ہیں۔

۳۔ تمام انسان ایک قومیت کے رشتہ میں منسلک نہیں ہو سکتے۔

مولانا صاحب کا الجھاؤ دراصل اس غلط فہمی پر مبنی ہے کہ وہ سمجھے ہیں کہ قرآن کریم کی رو سے تمام انسان جس شعوبیت میں داخل ہیں وہ بھی شعوبیت و کبریٰ ہیں بیگانہ گروہ اپنی نگاہوں میں ذرا وسعت پیدا کرتے تو یہ مشکل نہایت آسانی سے حل ہو جاتی۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم سے یہ سمجھ لیا کہ تمام انسان شرف و اکرام میں برابر ہیں لیکن قرآن کریم کو دیکھا ہوتا کہ اس نے اسی شعوبیت میں تمام منکرین حق کو اسفل السافلین کی منزل تک پہنچایا ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات فلھم اجر غیر ممنون۔

پہلے انسان کو شرف و عزت میں پیدا کیا، پھر اسے نیچے سے نیچے پہنچایا ہے

یہ گرا دیا گیا مگر ان لوگوں کو نہیں جو ایمان لائے اور انھوں نے اعمال صالحہ ادا کیے ان کے لیے اجر غیر منقطع (اجر) ہے؟

قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ فطرت انسانی نہایت عمدہ حیثیت پر پیدا کی گئی ہے وہ احسن تقویم ہے لیکن انسان جس زندگی میں ہے اس کی اثرات کے باعث اس جوہر انسانی کو جب گرد و غبار ڈھک لیتا ہے تو اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ شرف و اکرام کے درجے سے نیچے گر جاتا ہے۔ ورنہ مستقل مستقل تعلیم، لیکن جو انسانی قرآن کریم کے فرمودہ ایمان اور اعمال صالحہ پر کاربند رہتے ہیں۔ وہ شرف انسانی کی صفت سے موصوف ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو شرف و اکرام سے نیچے گر گئے تھے ان کے لیے شرف و اکرام کی سطح پر پہنچنے کا صرف ایک راستہ کھلا ہے کہ وہ امت محمدیہ میں شامل ہو جائیں تاکہ فطرت انسانی پھر اپنی اصلی شکل میں سامنے آ جائے۔ جتنے انسان اس فطرت کو اختیار کرتے جائیں گے رجعت اسلام کے نظام میں ایک قومیت کے شیرازہ میں منسلک ہوتے جائیں گے اور یہ دائرہ رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے تمام عالم کو محیط ہو جائے گا۔ یہ ہے تفسیر حضرت علامہ کے ان بصیرت افروز الفاظ کی۔

"غالباً شرف انسانی کے متعلق کسی کو دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔ اسلام میں اس سے مراد وہ حقیقت کبریٰ ہے جو حضرت انسان کے قلب و ضمیر میں ودیعت کی گئی ہے یعنی یہ کہ اس کی تقویم فطرت اللہ سے ہے، اور اسی فطرت کا غیر ممنون یعنی غیر منقطع ہونا منحصر ہے اس قلب پر جو حبل اللہ کے لیے اس کے رگ و ریشہ میں مرکوز ہے۔"

فرمائیے کہ کیا یہ سورۃ والتین کی صحیح تفسیر نہیں ہے؟ علامہ صاحب ان الفاظ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم کو فیلسوفی الجھاؤ میں لایا جاتا ہے اور اسی جرأت کے ساتھ کہ ہم ان حقائق اور تحقیقات

کے متعلق کوئی تصدیق، وہ کوئی تکذیب کا کلمہ پیش کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔"
(متحدہ قومیت اور اسلام صفحہ ۴۳)

استغفر اللہ مولانا صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا کہ تکفیر کی زد کہاں پہنچ رہی ہے۔ حضرت علامہؒ قرآن کریم کی آیات کا ترجمہ واضح الفاظ میں بیان فرماتے ہیں اور مولانا کا ارشاد ہے کہ ہم اس کی تصدیق کے لیے تیار نہیں ہیں!

مولانا صاحب نے دوسری آیت تو تفضل کی حد تک بھی نہ ذکر کی نقل کی ہے لیکن اگر اس کی بنا پر قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر بھی ترجمہ کیا جاتا تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ اس کا مفہوم کیا ہوتا ہے جو ہم نے متوسم و المتقین کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ فطرت انسانی کرم ہے لیکن ایک انسان صرف اسی وقت مکرم ہوتا ہے جب وہ اپنی فطرت صالحہ کو لیے ہوئے ہو اور اس کا معیار ہے تقویٰ جس کے متعلق فرمایا کہ

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰىکُمۡ

اللہ کے نزدیک تم میں سے مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور تقویٰ نام ہے اس قانون خداوندی کے تابع ہونے کا جو قرآن کی دفتین میں محفوظ ہے۔ قرآن کریم قومیت اسلامیہ کی بنیاد اسی پر رکھتا ہے اور یہی حضرت علامہؒ کا ارشاد ہے یعنی

"بعثت محمدیہ کی غایت الغایات یہ ہے کہ ایک ہیئت اجتماعیہ انسانیہ قائم کی جائے جس کی تشکیل اس قانون الٰہی کے تابع ہو جو حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے عطا ہوا تھا۔"

یہ ہے حقیقی مطلب اس فقرہ کا کہ اسلام نے قومیت کی بنا شرف انسانیت پر رکھی ہے۔

انسانیت کو شرف حاصل ہی اس وقت ہوتا ہے جب وہ قوا

[illegible] کی طرح [illegible] اور [illegible]
[illegible] کی طرف انسانیت کے [illegible]

ان [illegible]
( [illegible] )

[illegible] ہیں۔

[illegible] رکھا ہے۔

[illegible] اکثر [illegible] اور [illegible]۔ اس [illegible]

[illegible]۔

[illegible] کو خیال کرتا ہے کہ [illegible] سمجھتے ہیں [illegible]

ہیں بلکہ [illegible] زیادہ [illegible]

[illegible] انسانیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کے متعلق اس کے سوا [illegible] سکتے ہیں۔

[illegible]

(اقبال)

اسلام میں [illegible]۔ حضرت [illegible] فرمایا [illegible]

[illegible] جاتا ہے۔ مگر

اسلام [illegible] کی حیثیت [illegible]

نہیں رکھتا۔

اس کے متعلق [illegible] ہیں۔

[illegible] کہ اسلام [illegible]

[illegible] کے ساتھ ایک

ادھر ہی وہ ملتا جلتا ہے کہ ساتھ شیر و شکر ہو کر رہنے کے ساتھ ساتھ وہ مکمل تعصب میں کہا گیا ہے معاملات تجارت و معاشرت میں شرکت، مجبوری و معاونت، قرض کا لین دین وغیرہ کو اختیار کر سکتا ہے ان کے ساتھ کھانا پینا، بیٹھنا، اٹھنا، جلنا پھرنا، شادی و غمی میں شریک ہونا تا جنازہ وغیرہ میں شرکت کرنا ہے۔ عیسائی، یہودی اور نصاریٰ کی لڑکیوں سے نکاح کر سکتا ہے

(مسئلہ قومیت۔ ابوالاعلیٰ مودودی ص ۵۰-۵۱)

اس جواب کو پڑھ کر میں ان دونوں طرز فکر کا جائزہ لے کر یہ عرض کیا ہے کہ مولانا صاحب شاید یہ سمجھ ہی نہیں سکے کہ حضرت مولانا مدنی نے کیا لکھا تھا اور مولانا کا منشا کیا ہے یا نہیں۔ حضرت مولانا نے لکھا تھا کہ اسلام بحیثیت مذاہب انسانیہ کے اصول کی حیثیت ہی کوئی لچک رکھتا ہے یا نہیں مگر اس کا مطلب صاف ہے کہ وہ اصول جس پر اسلام نے انسان کی تشکیل ایک نظام اجتماعی میں کرنا چاہا ہے وہ آئین فطرت کا ہی ایک اور بے لچک ہے۔ وہ اصول جیسا کہ ابھی بھی لکھا جا چکا ہے یہ ہے کہ انسانی حیثیت اجتماعیہ کے تمام ایسے نظام جو انسانی تعصب پر مبنی ہیں خلاف فطرت ہیں۔ وہ خلاف منشا الٰہی ہیں یعنی وطن، نسل، رنگ، زبان وغیرہ کے اشتراک سے نظام اجتماعی قائم کرنا۔ ان تمام محدود تصورات سے بلند ہو کر وحدت آدمی کے لیے وحدت ایمانی کو بنیاد قرار دیا جائے۔ یہ وہ اصول ہے جس میں کوئی لچک نہیں فرمائیے۔ اس چیز کو اس سے کیا تعلق کہ مسلم و غیر مسلم کا اختلاط، کھانا پینا، شادی بیاہ، مجلس میں شریک ہونا جائز ہے۔ حیرت ہے کہ مولانا صاحب جیسی ہستی کو جن کے علم و عقل کا شہرہ عام ہے اتنا بھی نہیں سمجھ سکے کہ حیثیت اجتماعیہ کے اصول اور ان کے لیے جزئی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ یا جزئی کے بجائے مجبوری سے مسلم و غیر مسلم کی ایک متحدہ قومیت نہیں ہو جائے گی۔

یہ سمجھنا بیشتر کہنا بیان عام معاشرتی آداب کی باتیں ہیں جن میں اسلام داخلی اپنے اندر لچک رکھتا ہے لیکن وہ بھی صرف اسی وقت تک کہ یہ چیزیں اسلام کے کسی اصول سے ٹکرائیں نہیں۔ مختصر

آپ فرماتے ہیں کہ مسلمان غیر مسلم کو کھانا کھلا سکتا ہے یہ لچک عملی لیکن اگر وہ کھانا غیر خدا کے نام پر منسوب ہو تو وہ کھانا کسی شکل میں کھا نہیں سکتا اور صاف ظاہر ہے کہ ایک مسلمان نہیں کھا سکے گا۔ یہ وہ مقام آ گیا جہاں لچک ختم ہو گی۔ اسی طرح مسلمان یہود و نصاریٰ کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے لیکن ایک مشرکہ سے شادی نہیں کر سکتا۔ مرتد سے کر سکتا ہے لیکن وہ ہندو قوم کا ایک حصہ تو نہیں بن سکتا۔ یہاں پہنچ کر اسلام کی لچک ختم ہو جائے گی۔ یہ ہے مطلب حضرت علامہ کا اس فقرہ کا کہ اسلام بحیثیت اجتماعیہ انسانیہ کے اصولوں میں کوئی لچک اپنے اندر نہیں رکھتا۔

مذہب کا کچھ مفہوم حضرت علامہ نے فرمایا تھا کہ یہ غلط ہے کہ قومیت جناب مولانا صاحب نے پیش کیا ہے یہ مذہب کا ذہنی گروہ ہے اور اس کے تمام منافع دنیا کے ساتھ ہیں۔ اسی کے جواب میں مولانا صاحب ارشاد فرماتے ہیں

"مغربی یورپ نے وطنیت اور قومیت کو کسی نظام سیاسی علوم اور کسی خاص حیثیت اجتماعیہ کے لیے استعمال کیا ہے اور اس کی بنا پر وہ جو ہوا ہے اصطلاح مقصد اور نصب العین کی شے اپنے اندر رکھتا ہے کے خلاف اگر لا مذہب کو اسلام کر لیا ہے یا مذہب کو ہر وقت پرائیویٹ زندگی تک محدود کرنے لگے ہیں۔ مگر کیا یہ ضروری ہے کہ ہمارا نظام جب قومیت یا وطنیت کی طرف منسوب ہو تو ان خیالات اسلام کے ساتھ ہو جو کہ ان کے یہاں مخصوص ہیں؟"

(متحدہ قومیت اور اسلام صفحہ ۶۲)

مذہب کے متعلق ہم گزشتہ صفحات میں لکھ چکے ہیں کہ قومیت پرست

حضرات کے نزدیک مذہب صرف ایک پرائیویٹ عقیدہ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے، اور اسی قسم کے مذہب کی آزادی کی وہ اجازت دے سکتے ہیں۔

وہ مذہب جو مسلمانوں کے تمام شعبہائے زندگی کو محیط ہو جو ان کے معاشی، معاشرتی، اقتصادی، عمرانی، تمدنی، سیاسی، دینی، دنیاوی تمام امور پر حاوی ہو، اور جو بہ انسانیت بمنزلہ روح کے کام کرتا ہو، قومیت پرست حضرات کے نزدیک ترقی کا وطن اور متحدہ قومیت کے راستہ میں ایک خطرناک چٹان ہے۔ اسی لیے پنڈت جواہر لال نہرو دانستہ بتاتے ہیں کہ اس قسم کا مذہب اور ایسے مذاہب کے بدلے ابھی ایک زمانہ لگے گا۔ اس لئے باوجود مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارا تمام متحدہ قومیت یا وطنیت کی طرف وہ کیفیات کے ساتھ نہیں؟ مذہب جب کی ایک پرائیویٹ عقیدہ کی حیثیت رہ گئی ہے! یہاں پہنچ کر تو ہمیں شبہ ہونے لگ گیا ہے کہ جہاں مولانا صاحب کی نگاہ قرآنی سیاست پر نہیں ہے، وہاں وہ ملکی سیاست سے بھی بہت کم واقف ہیں ورنہ یہ حقیقت کس سے پوشیدہ ہے کہ متحدہ قومیت بنتی ہی اس وقت ہے جب یا تو مذہب ایک ہو یا مذہب کو محض ایک پرائیویٹ عقیدہ کی حیثیت دے دی جائے۔ اس کے سوائے متحدہ قومیت کی تشکیل ہو ہی نہیں سکتی۔ اصل یہ ہے کہ مولانا صاحب اور ان کے ہمنوا و ہم مشرب حضرات کا مذہب کے متعلق تصور ہی کیا ہے؟ دیکھئے! وہ یہ تصور ہے جسے ایک عرصہ سے مسلمانوں کے سامنے صحیح اسلام بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اور جب بھی وہ مذہب یا اسلام کا لفظ زبان پر لاتا ہے تو اس سے اس کا مفہوم یہی ہوتا ہوتا ہے۔ یہ تصور کیا ہے؟ اسلام کے پانچ ارکان کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔ انگریز کی اذان دینے میں مزاحمت نہ کرے، نماز پڑھنے کی ممانعت نہ ہو، روزے بلا روک ٹوک رکھے جا سکیں، زکوٰۃ کا معاملہ ہی؟

اپنی مرضی کے مطابق سمجھا جا سکے، اور جو کرنے کے لیے با سہولت ہر گز کی
پابندی نہ ہو تو یہ حضرات اسے بھی مذہبی آزادی قرار دیتے ہیں ان
حضرات کے نزدیک مذہب اس جاہ داری کی اور ہی کے احکام اگر ہمارے
احکام کی تکمیل سے اسلام کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اس سے زیادہ
اسلام کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتا زیادہ سے زیادہ کھانے پینے یا شادی
بیاہ کے معاملات میں کچھ پابندیاں عائد کرتا ہے اس لیے یہ حضرات
اس دلیل کو نہایت بلند آہنگی سے پیش کرتے ہیں کہ دیکھو کانگریس
گورنمنٹ کے ریزولیوشن میں مذہبی آزادی کے اصول کو تسلیم کر لیا ہے
وہ اقلیتوں کے مذہب کی حفاظت کی ضمانت دیتی ہے بلکہ اس سے
بھی ایک قدم آگے بڑھتے ہیں تو ارشاد فرماتے ہیں کہ
"ہم کو یہیں یہی ہمیشہ نہیں تھا دیتی تو اسلام کی حقیقت ہی سمجھ کر وہ
سے مذہب اسلام کے متعلق صد شاہ کو نہیں دیکھے۔"

(مقتبس توحید اسلام صفحہ ۶۱)

حتی کہ پنڈت جواہر لعل نہرو جیسے فدائے سکولرزم متعلق فرماتے ہیں کہ
"جواہر لعل پنڈت وہ ہو اس نے کبھی نہیں کہا کہ ہی مسلمان ہوں اس لیے
ہم بحیثیت مسلمانوں کا محافظ بنا رہا ہے"

(تقریر مولانا حسین احمد صاحب مطبوعہ مدینہ)

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لا یا لوگو ... میں مسلم صاحب
تحریر ہی کریں گے ... نہیں ... جیسی بات سے آپس
... اس سے ... ہوتا ہے کہ
ان حضرات کے نزدیک مذہب کا مفہوم ہے محض عبادات اور
کیا جائے ... باقی وہ کا ہی اسلام اصطلاحی سے متعلق مسائل تو اس سے
... زیادہ ... کی ... شروع ہو جاتی ہیں ادا ... کے لیے ... تسلیم

کا نظام ملک میں قائم ہو جاسکے۔ ایسے کہ ان کے نزدیک اسلامی فرمودات جائز
اور درست ہو سکتے ہیں، اسی لیے مولانا صاحب کا فتویٰ ہے (جیسا کہ
پہلے لکھا جا چکا ہے)

کہ ایسی جمہوریت جس میں ہر مسلمان، سکھ، پارسی، عیسائی
شامل ہوں جس سے اسلام کے مطالبے پر فتویٰ ہیں سے تمام اسلامی کا ایک
ایک بحث گرم کی جاتی ہے محض اس بنا پر اس جواز کو وجہ بنا کر دیا
دیا گیا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک مذہب کا واحد صرف پانچ ارکان
اسلامی سمجھی محدود ہے۔ جمہوریت میں عدم مداخلت کی ضمانت مل
جائے تو ہر دنیاوی کے لیے جمہوریت سے بڑھ کر دیگر نظام بہتر
سکتا ہے لیکن یہ نہیں کس طرح سمجھایا جائے کہ اس قسم کی جمہوریت جس میں
اکثریت غیر مسلموں کی ہو مسلمانوں کے لیے خدا کی بدترین لعنت ہے۔
مسلمانوں کے باہمی امور کے فیصلوں کے لیے قرآن کریم نے ایک جگہ
بتلایا نظام قائم کیا ہے جس کی بنیاد اس رشتہ پر ہے کہ فلا وربک
لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم تیرے رب کی
قسم وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافی معاملات
میں تجھے اپنا حکم نہ بنا لیں۔ اسی طرح ہے ارشاد وشاورھم
فی الامر سارے معاملات میں ان سے مشورہ کیا کرو۔ اسی کو دوسری جگہ
امرھم شوریٰ بینھم ان کے معاملات
باہمی مشاورت سے طے پاتے ہیں جس سے ظاہر ہو کہ اس مجلس مشاورت
میں کسی غیر مسلم کا دخل نہ ہوگا اور اس کا صدر خود مسلمانوں کا امیر ہے
ہو گا، وہ نظام جمہوریت ایسا ہو جس میں اکثریت
غیر مسلموں کی ہو۔ ایسی اکثریت کے فیصلوں کے متعلق تو قرآن کریم کا
ارشاد ہے۔

"کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو اپنا خلیفہ نامزد کیا یا لا دیگر تسلیم کر لو۔
ماوراء کی نے تسلیم کیا ہے وہ مفصل کتاب کا اصل مجموعہ ہی ہے۔۔۔ اور جن
نیز یہ کہ تمام احکام حقہ و عدل کے ساتھ مکمل ہو چکے ہیں اور ان کو کسی قسم کی
تبدیلی نہیں ہو سکتی اور وہ سمیع و علیم ہے اور اگر تو زمین پر بسنے والوں کی اکثریت
کی اطاعت کرے تو وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دیں، وہ تو صرف ظن و قیاس
کی اتباع کرتے ہیں اور وہ محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ [illegible]

ان آیات مقدسہ کے معانی کی تفصیل طویل ہے لیکن ارباب نظر
ان کا مفہوم پوشیدہ نہیں ہو گا، اسلام کا نظام قانون یہ ہے کہ انسانی
معاملات کے فیصلوں کے لیے کتاب اللہ بحیثیت اصولی قانون نیابت
کے لیے موجود ہے، اس قانون کو نافذ کرنے کے لیے راست کبریٰ کے
نگران و امین جناب نبی اکرم مبعوث ہوئے آپ کے بعد منصب امامت
حضور کے جانشینوں کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔

آج مسلمانوں کے اسلامی نظام زندگی یہ ہو گا کہ ان کو کوئی
جماعت ہو، اس جماعت کے منتخب افراد پر مشتمل ایک مجلس شوریٰ
ہو اور ان میں انتقیٰ سب سے زیادہ متقی ان کا امیر ہو اور مسلمانوں کے
تمام امور اس نظام کے ماتحت سر انجام پائیں۔ ایسے نظام کے بغیر
نماز، روزہ سے جس قسم کا اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ اس کے متعلق
ہم سے نہیں بلکہ ایک ترقیات پرست عالم دین کی زبانی سنیئے۔

مولانا آزاد حیات اجتماعیہ اسلامیہ کی بحث کے دوران
لکھتے ہیں لیکن تربیت پرستی کے زیادہ سے پیش تر۔

"احادیث کے مجموعہ اس کو موقع تشریح بر آتی ہے اس بارہ میں اس کثرت
کے ساتھ نصوص موجود ہیں اور خود صحابہؓ نے بھی جو مختلف
اقوال منقول ہیں ان سے واضح ہو گی تصریحات ہو چکی ہیں کہ اسلام کے عقیدہ

[illegible] ہوگی۔ سب سے پہلے ہم مسند امام احمد وغیرہ کی ایک حدیث نقل کریں گے جس میں بالترتیب اسلام کا نظام عمل بیان کیا گیا ہے۔

قال صلعم انا آمركم بخمس الله امرني بهن بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد في سبيل الله فانه من خرج من الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه الا ان يراجع ومن دعا بدعوى جاهلية فهو من جثي جهنم قالوا يا رسول الله وان صام وصلى قال وان صام وصلى وزعم انه مسلم۔

یعنی فرمایا میں تم کو پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ نے مجھے دیا ہے۔ جماعت، سمع، طاعت، ہجرت اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ [illegible]

[illegible]

یا تو اسلام ان کی جماعت ہے؟
(الخلافۃ و جزیرۃ العرب مولانا ابو الکلام آزاد)
اور اس بنا پر حضرت مولانا آزاد نے کہیں فرمایا تھا کہ
"مسلمانوں کی قومیت صادقہ کا مدار حریت ہے"

(خطبۂ صدارت ۱۹۲۰ء)

اسلام نے آپ اعلان فرمایا کہ کیا آپ جس قسم کی مذہبی آزادی کی ضمانت دینے جدید مذہب ایک پرائیویٹ عقیدہ میں سمٹ کر رہ جاتا ہے یا اس سے زیادہ کچھ دیتا ہے؟ اس سے آگے بڑھ کر وہ مذہب تو مسلمانوں کے اپنے الگ نظام اور اپنی الگ جماعت کے قیام کا تقاضا کرتا ہے اور اس کا کیا یہی جو حقائق قرآنیہ سے صاف دلالت کرتی ہیں کہ اس قومیت پرستی کا ضمیر کس طرح اپنے دستور العمل میں جگہ دے سکتی ہے۔ ہم مولانا صاحب کو کس طرح سمجھائیں کہ اسلام آزادی اور اعمال صالحہ کا وارث بنانے کا اعلان فی الارض مسلمانوں کی اپنی حکومت و سلطنت قرار دیا گیا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔

"اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرتے ہیں یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ انہیں اس دنیا کی حکومت عطا فرمائے گا۔"
ذرا غور سے دیکھئے کہ اس قسم کے مذہب کی آزادی کی ضمانت دینے سے جو مسلمانوں کی اپنی حکومت کے قیام کی طرف مجبور ہو سکے کر کانگریس کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے اور جو غیر مذہبی مسلمانوں کی اپنی حکومت کے قیام کی طرف نہیں ہے جو ایک پرائیویٹ عقیدہ سے آگے نہیں بڑھتا، اس قسم کے مذہب کی آزادی کا فائدہ ہی حاصل ہے

اور اسی قسم کے مذہب کی آزادی کی ضمانت کانگریس کے ہر لیڈر نے ویسے ہی جیسے مولانا صاحب اور ان کے ہم مسلک حضرات نہیں بھی ڈھال لیں اور قرمان بھرتے ہیں۔ کہا گیا تھا حضرت علامہ نے کہ

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

غیر اسلامی نظام پر حضرت علامہ نے فرمایا تھا کہ جمہوریت مستور طلق جو غیر اسلامی ہو [illegible] اس کے متعلق مولانا صاحب فرماتے ہیں:-

" اس طرح یہ کہنا کہ نظام اسلامی کا [illegible] جمہوریت نظام کے ساتھ شریک [illegible] - تاکہ اسلامی اصول اور اسلام [illegible] اصولوں پر عمل [illegible] تجویز قائم کرو [illegible] گر [illegible] وصیت [illegible] ہم کو اختیار ہے [illegible] عمل کریں [illegible] اور [illegible] کام [illegible]"

(مقتبہ تحریک [illegible] اسلام صفحہ ۱۹۳)

یہاں جمہوریت کی بنیادی [illegible] مطلقاً [illegible] وحقیقی عمل اور نظام سے [illegible] اصول حیات ہیں۔ جو اسلام نے [illegible] کے [illegible] مرتب فرمائے ہیں [illegible] کی طرح [illegible] بیل [illegible] اور آپ [illegible] اجازت [illegible] کا ذکر فرما رہے ہیں۔ [illegible] کی [illegible] زندگی کا قیام [illegible] اصول اسلام [illegible] کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔ البتہ [illegible] حیثیت [illegible] قوموں کے ساتھ [illegible] عمل [illegible] کا طریق [illegible]

اسلامی جماعت اپنے اپنے زمانہ کے مخصوص حالات کے ماتحت خود تجویز کر سکتی ہے۔ غرض اور اصول کا فرق ایسی ہی تمیز ہے جس کے متعلق کچھ زیادہ لکھنا بے شعور معلوم ہوتا ہے۔

طبیعتوں کا تشبہ [illegible] صاحب نے اپنے رسالہ میں ایک اور جگہ کا بھی ذکر کیا ہے جس کے لیے وہ اپنی عادت سے مجبور نظر آتے ہیں اس پیہ کر وہ عام طور سے اپنی تقریروں میں اس قسم کی چیزیں بیان فرماتے رہتے ہیں لکھتے ہیں:-

"جو مسلمان وضع و لباس، اسلامیت و مذہبیت ایسی ہی ہے کہ نسبت اور لباس میں انگریزی کی صورت اور لباس میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔" (دینیات [illegible])

ہم موجودہ بحث میں ہماری اصولی بحث کے دائرہ سے خارج ہے اور لیکن ہم اس کو بھی سمجھتے ہیں کہ

## در حقیقت سنت بائی دکلاہ تری طور

لیکن چونکہ مولانا صاحب اس چیز پر خاص زور دیتے رہتے ہیں اس لیے ہم ان سے آنا اور اپنی بات کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ مغرب زدہ مسلمانوں کی اس قدر اتباع فرنگ پر تو آپ اور دوسرے اعتراضات کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی نگاہ ان مسلمانوں کی طرف کیوں نہیں اٹھتی جو ہندو لباس پہنے ہوئے وضع قطع میں بھی خاص ہندو معلوم ہوتے ہیں۔ ان کو بھی کبھی ٹوکا ہے؟ غیروں کا تشبہ اسلام میں جائز نہیں ایک ہندوستانی مسلمان [illegible] نے ایک مرتبہ بڑے غور سے کہا کہ وہ جو ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کے ہر ایک [illegible] ہر جگہ پہنتے ہیں۔ مسلمانوں کا امتیاز کچھ کرنا ان کا سوال کیا جانا تھا ایسے حضرات کے اسلام میں کچھ شبہ نہیں کبھی کوئی شخص نکتہ چینی کرتا لیکن ان سے اختلاف کرنے والوں کو اس چیز سے کفر کا فتویٰ دکھائی دیتا ہے۔ اسے ترک کر کے

کی برکات نے کچھ آزاد کر لیا مجھے

میری نگاہ و شوق بجا ہیں مگر مجھے معلوم ہے

اپنی نگاہ شوق کی کچھ بھی سزا نہیں!

شَهَادَةٌ مِّنْ اَهْلِهَا گذشتہ صفحات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے [illegible] کہ تہذیب و تمدن، کلچر مختلف ہیں، ان کے نظریات زندگی الگ الگ ہیں، نصب العین حیات جدا جدا ہے، وہ قومیں قرآن کریم کی رو سے ایک متحدہ قومیت کے رشتہ میں منسلک نہیں ہو سکتیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ثابتہ ہے کہ جس کا اعتراف خود غیر مسلموں تک کو کرنا پڑتا ہے۔ مولانا حسین احمد صاحب نے تو فرمایا ہے کہ اسلام کے اعتراف سے متحدہ قومیت کی تشکیل کا [illegible] اور آپ کے [illegible] کیا ہے۔

مگر [illegible] تہذیب [illegible] وسعت [illegible] تعلقات [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] کے تعلقات [illegible] پیدا ہو سکیں گے [illegible] قائم رہ سکیں گے۔

(انگلستان [illegible])

دیکھئے یہ بات [illegible] کہ اگر جمیعت [illegible] اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں کہ [illegible] تہذیب و تمدن وغیرہ کا اشتراک نہیں ہو گا، ایک متحدہ قومیت میں تشکیل نہیں ہو سکتی [illegible] اچھے تعلقات پیدا کیے جا سکتے ہیں، [illegible] معاہدے [illegible] ایسی صورت میں [illegible] دونوں قومیں اپنے اپنے معاملات میں [illegible] اصول جب مسلم [illegible] کرتے ہیں۔

اور کلچر ہیں جو کہ ہندو اور مسلمان تہذیب و تمدن۔ مذہب و عقیدہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس لیے یہ دونوں مل کر متحدہ قومیت میں تبدیل نہیں ہو سکتے البتہ ان میں باہمی اتحاد پیدا کیا جا سکتا ہے اور اس کی یہی شکل ہے کہ مسلمان اور ہندو دونوں اپنے معاملات میں خود مختار ہوں اور قومی مسائل میں اعداد کے درمیان اشتراک عمل کا ذریعہ معاہدہ اور اتفاق ہو تو کانگریسی ہندو حضرات اسے مسلمانوں کی فرقہ پرستی کے خلاف بتاتے ہیں اور قومیت پرست مولوی صاحبان متحدہ قومیت کا نعرہ پیدا کر کے قرار دیتے ہیں، یہ ہے قومیت پرست حضرات کا اصول سیاست اور یہ ہے ان کا نقشہ فی الحقیقت یعنی یہ ہمارے آنکھوں میں مسلمان قوم کو الگ ایک جداگانہ زندگی بسر کرنے کو خلاف مذہب بتاتے ہیں اور غیر مسلموں کے ساتھ مل کر ایک متحدہ قومیت کی تعمیر ان کے نزدیک عین قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ ان کی نظر میں میدان حرکات میں جمع ہونے والے مسلمان سب فرقہ پرست ہیں کہ وہ اپنی الگ تنظیم کا مطالبہ کرتے جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں اور ہمیشہ [illegible] لگتے ہیں ہونے والے مسلمان اسلام کو سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ وہ متحدہ قومیت کے علمبردار ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندو اور مسلمان تو بھائی بھائی ہو سکتے ہیں لیکن مسلمان اور مسلمان آپس میں مواخات کا رشتہ پیدا نہیں کر سکتے یا عجب۔

برہمن گفت برخیز از در غیر — زیاران وطن نا امید مگیر
بیک سجدہ [illegible] — ز اغیار بتاں [illegible]

(اقبال)

**وطنیت کی جہنم۔** حضرت علامہ نے قرآن کریم کی روشنی میں بتایا تھا کہ قومیت جس کی بنیاد وطنیت پر رکھی جاتی ہے۔ نوع انسانی کو ایک کس قدر جہنمی زندگی پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے اور وطنیت

وہ جذبہ ہے جس کے نظیر [illegible] صاحب ہندوستان میں متحدہ قومیت کی تشکیل ہو ہی نہیں سکتی فرماتے ہیں۔

• ہندوستان کے مختلف عناصر اور متفرق ملل کے لیے کوئی رشتۂ اتحاد بجز قومیت نہیں جس کی اساس محض وطنیت ہی ہو سکتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ ([illegible])

حیرت ہے کہ ایک طرف ہمارے علمائے کرام ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ ہر سیاسی اور تمدنی زندگی کے تمام مسائل کے لیے [illegible] اصول موجود ہیں لیکن وہ ان اصولوں کے خلاف دوسروں کی نظریۂ زندگی کو قبول [illegible] ہیں، اور دوسری طرف غیر مسلم ہیں کہ وہ چاروں طرف سے غور کریں گے اور قرآن کریم کے انہی نظریات کو بحیثیت اصول زندگی قرار دے رہے ہیں۔ ایسی وطنیت کے متعلق [illegible] پیشین گوئی کی تھی، وہ [illegible] کہا تھا۔

• [illegible] ایک [illegible] جس سے بچنے کے لیے [illegible] قومیت کا وہ تنگ نظریہ جس نے یورپ کو [illegible] جانے پر دو نکتہ ہے جس کی رو سے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کبھی [illegible] جاہلیت کی یادگار [illegible] قومیت [illegible] جس میں [illegible] اصول ہے [illegible] طرف سے [illegible] حدیث [illegible] تمام [illegible]

طرف سے بے حس ہو جاتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ [illegible] چیز کا وہ
کیا ہے کہ وہ انسانیت کے اصولی پہلو [illegible]
[illegible] (وی سنگھ [illegible])

یہ ہے وطنیت کا وہ نظریہ جس کی مخالفت اسلام خاص
طور پر کرتا ہے اور جس کے متعلق حضرت [illegible] نے اپنا خیال
[illegible] خطبہ صدارت میں فرمایا تھا۔

"میں سیاسیات کی حد تک انسان کی روحانی زندگی میں جو بڑا عقیدہ ہے
کہ اسلام خدائی احکام کا نام نہیں ہے بلکہ ایک سوسائٹی ہے یا گروپ ہے [illegible]
فرائض قوانین ملکی اور [illegible] نظام کر سکتے ہیں"

"میرے سیاسیات میں دلچسپی لینے کا اصل سبب یہ ہے کہ میں [illegible]
کے سیاسی اصول جو دہریت پر مبنی ہیں [illegible]
[illegible] نیشنلزم (وطنیت) کا مخالف [illegible]
اس نیشنلزم کی تعلیم ہے کہ قوم کی بنیاد [illegible]
مجھے اس میں دہریت اور [illegible]
انسانیت کے لیے مضر ہیں۔"

لیکن [illegible] دیکھنا تھا کہ اس نظریۂ وطنیت
کو ایک [illegible] ہندوستان کے سب سے اعلیٰ [illegible] کے سب سے بڑے
[illegible] کتاب و سنت کا حسین و دلکش [illegible]
[illegible] مسلمانوں کے [illegible] بنتا تھا۔ آج اسلام کی عظمت
کی اس سے بڑھ کر [illegible] ہو سکتی ہے اور مسلمانوں کے لیے [illegible]
[illegible] اس سے زیادہ [illegible] مقام [illegible] ہو سکتا ہے۔

---

[illegible] کے متعلق [illegible]
[illegible] (روشنی [illegible])

حسیب ورت نبی کو اس پر احساس کیوں نہ ہو [illegible] کیوں نہ مشق ہو گئی ہے

اے محمد گر قیامت را بر آری سر زخاک
سر برآور وایں قیامت درمیان خلق بین

اور یہ تم یا اے مسلم کر یہ سبب کچھ سمجھ نہیں ہوتا بلکہ فعلی پر حسنہ [illegible] کرنے والے مروح شناس کو صاحب بھانپ کے طلسم را نسوں کا تنکا دیا جاتا ہے اور یہ مجازی کے اس مجرم اسلام کو فرنگ [illegible] کا طعنہ [illegible] کر بھانپ کی عظیم الشان عمارت سرِ تمام [illegible] آگر امید یا بعا [illegible] اور یہ سب اس مجرم کی بنا پر کہ وہاں [illegible] تھی کی ! [illegible] کہ جس کی [illegible] جا سکتا لیکن [illegible] کو سلام [illegible] ایک بیت میں [illegible] بچا سے کی [illegible] کہ جیسے قرآن کریم کا حرف حرف پکار [illegible] بکار کر کہہ رہا ہو کہ یہ [illegible]

اقوام میں مخلوق [illegible] ہے اس سے

اور جیسے [illegible] قوم کا پردہ [illegible] کھا رہا ہو کہ یہ [illegible] اصول حیات ہے کر

تو میثاق اسلام کی جگہ [illegible] ہے

مگر علی [illegible] آپ کی [illegible] کے میں شریک ہو جائے اس مجبوری کی بنا پر اس نے کہا تھا

طلوع جز رضائے تو نخواہم
[illegible]
[illegible]
[illegible] (اقبال)

**آخری گزارش:-** مولانا صاحب نے اپنے رسالہ کی آخری گزارش میں فرمایا ہے:-

"ہم اس عرض کے بعد اپنی تحریر کو ختم [illegible] ... [illegible]"

(تحفۂ توحید ... [illegible])

[illegible]

"[illegible]" (صفحہ [illegible])

[illegible]

کہہ سکتے کہ حضرت علامہ اقبالؒ کا یہ وہم تھا، مرحوم پہلے تو وہ مولانا صاحب کی
وہی تحقیق ابھی کی روا رکھی، العاقل میں رہتے البتہ جو کچھ ہم کہہ سکتے ہیں وہ تو
اتنا ہی ہے کہ یا تو مولانا صاحب "متحدہ قومیت" اور مسلم اتحاد کا
فرق کو ہی نہیں سمجھ سکے، اور یا متحدہ قومیت کے متعلق اسلام کی کوئی تعلیم
ان کی نگاہ سے پوشیدہ رہی ہے، اگر پہلی بات ہے تو ملت اسلامیہ کے
سیاسی نظم کا مسئلہ ہے کہ یہ حضرات جو قوم کی کشتی سیاست کے ناخدا ہوتے کے
منزل میں یہ سیاست حاضرہ کی اس راہ سے بھی ناواقف ہیں، اور اگر
دوسری بات ہے تو پھر صاف فرمائیے کہ اس میں کیا مبالغہ ہے کہ ابیات میں

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

**خلاصہ بحث:** بحث قومیت کو اگر ہم چند مختصر الفاظ میں بیان کرنا چاہیں تو یوں کہا جائے گا کہ مولانا صاحب کے نزدیک ایک ملک کی مشترکہ حدود میں رہنے والے انسان عقائد و اعمال کے تمام اختلافات کے باوجود ایک قوم ہو سکتے ہیں، اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ یہ وطنی قومیت غیر اسلامی ہے جو اسلام کے نزدیک صرف دینی اتحاد ہی کی بنیاد پر ہو سکتی ہیں یعنی وحدت ایمان و عمل جو مولانا صاحب نے اپنے دعوے کے اثبات میں یہ دلیل بیان فرمائی ہے کہ قوم نوح، قوم ابراہیم میں تمام مومن و کافر شامل تھے، اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ یہ حضرات انبیاء کرام جس کی طرف مبعوث ہوتے تھے اس قوم میں سے داعیوں کو الگ کر لیتے جس سے وحدت عمل و ایمان ہوتی تھی یکسر ایک دینی قومیت کی تشکیل فرماتے تھے یہ قومیت اسلامی نظریہ کے مطابق تعمیر ہوتی تھی۔ ہم نے اپنے دعوے کے اثبات میں کتاب و سنت کی نصوص صریحہ پیش کی ہیں لیکن جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں، ہمیں یہ توقع ہرگز نہیں کہ مقابل سمجھا جائے گا اس لیے اس بارے میں کسی آخری فیصلہ تک پہنچنے سے پہلے کسی حکم کی تردید

محسوس ہوگی۔ آئیے ہم آپ کے سامنے ایک ایسے عالم کا فیصلہ پیش کر دیں جو مولانا صاحب کے نہ صرف ہم مسلک بلکہ ان کی علمی تیاریت اور سیاسی ... کے تو مولانا صاحب بھی معترف ہیں۔ جنہوں نے اس کا فیصلہ کیا ہے اور پھر خود فرمائیے کہ یہ عبارت آج کس کے حالات سے کس قدر مطابق ہو رہی ہے۔

مولانا ابو الکلام آزاد البلاغ بابت ۱۰ ۲۲ دسمبر میں تحریر فرماتے ہیں:-

"قرآن کریم میں اگرچہ نبوت کے عام اشتراک جنسی کی بنا پر تمام انبیا کرام کا نام ایک ساتھ ایک حیثیت سے آیا ہے لیکن بعض خصوصیات نزول کے لحاظ سے اس نے انبیاء کے جو مختلف طبقات قائم کئے ہیں ان میں دو سلسلے عام طور پر ممتاز نظر آتے ہیں۔ ایک سلسلہ ان انبیا کا جن کا منصب صرف اپنی دعوت کے ذریعہ گم گشتہ راہوں کی تجدید اور تعلیم حاملین کی اصلاح تک ہے نہیں بلکہ ان سے حقیقتاً ایک نئی قوم کی تعمیر ہوتی تھی بیچ انہیں کے قدم سلسلہ انبیاء مجددین و مصلحین کا قرار دیا ہے جن کا منصب کسی نئی امت کی بنیاد میں ڈالنا بلکہ کسی پہلے سے قائم شدہ امت صالحہ کی تزکیہ، تکمیل و تبلیغ کی یا اختلافات کے نتائج مظالم و استیلاء سے بچانا ہے یا ضلالت سے اسے نجات دلا کر فرض تجدید و احیاء ادا کیا ہے۔"

انبیائے محسنین!!

پہلے سلسلہ کا وصف امتیازی یہ ہے کہ وہ تمام قیود و تعلقات اور رشتہ ہائے تعلق و متعارفات کو مٹا کر ایک جدید قومیت صالحہ کی بنیاد ڈالتا ہے اور اس کو سب جماعت سے ممتاز بنا دیتا ہے وہ طبیعت کے اعتبار سے الگ کر کے صرف خدا کی آسمانی جماعت بنا دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں خدائے تعالیٰ نے ان میں صفت تک ایک ایک مسلسلہ ... کی حقانیت کا ذکر متعدد مواقع پر کیا ہے۔

... صادق ہے۔

الم یاتهم نبا الذین من قبلهم قوم نوح و عاد و ثمود و قوم ابراهیم و اصحاب مدین و المؤتفکات اتتهم رسلهم بالبینات فما کان الله لیظلمهم و لکن کانوا انفسهم یظلمون۔ (۹-۷۰)

"کیا ان لوگوں کو ان سے پہلے کے لوگوں کی خبر نہیں پہنچی، قوم نوح، عاد، ثمود اور قوم ابراہیم اور مدین والے اور وہ بستیاں جو الٹ دی گئیں (یعنی قوم لوط)، ان سب کے پاس ان کے پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آئے ... اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا، بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔"

اس آیت کریمہ میں تمام انبیاء سے قبل حضرت نوح کا ذکر کیا ہے جن سے ایک نئی امت کی بنیاد رکھی گئی، اور ان کے بعد ان جماعتوں کا ذکر کیا ہے جو دعوت نوح کے پیرو تھے۔ آگے چل کر حضرت ابراہیم کا نام لیا ہے جو حضرت نوح کے بعد ... اور ان کے بعد کی دعوت ... کی طرف اشارہ کیا ہے۔

**دعوت نوحی:** انبیاء و رسل علیہم السلام میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت ... انبیاء میں ... ایک مخصوص امتیاز رکھتے ہیں ... عقائد و ... لوگوں ... اللہ ... ہدایت ...

کو چھوڑ دیا بلکہ یہ بھی سمجھا دیا کہ ایمان کی نسبت نسبی تعلقات کے مقابلہ میں کیا ہے۔ اور
نوح علیہ السلام سے جو کچھ فرمایا اس کی وجہ کی بنیاد نسل اور وراثت
نہ تھا وہ ایک نئی قوم پیدا کرنا چاہتے تھے جس میں یہ قرابت کی نسل ہی جدا نہ
ہو بلکہ کوئی اثر باقی نہیں رہا تھا۔ ان کا گھرانہ سب دینی قوم تھی جو حق و
صداقت کے رشتہ میں منسلک ہو کر قائم ہوئی تھی اور سب سے پہلے وہ
نوح کا بیٹا تھا مگر وہ خاندان نبوت کے ارکان میں سے نہ تھا اگرچہ وہ
من صلبہ الا قلیل ونادیٰ نوح ربہ فقال رب ان ابنی
من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین قال یا
نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن
ما لیس لک بہ علم (ہود ۴۶)

اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا اور کہا کہ خدایا تو
نے وعدہ فرمایا تھا کہ تیرے خاندان کو عذاب طوفان سے بچا لے گا
تو حکم الحاکمین ہے تیرا وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا میرے بیٹے کو اس
عذاب سے نجات دے کیونکہ وہ میرے خاندان میں داخل ہے
ارشاد ہوا کہ اے نوح تو جس کی پناہ طلب کرتا ہے وہ تیرا اہل نہیں ہے
تیرا گھر تو وہ صالح عمل کا گھرانہ ہے جس کی دعوت دے کر تو ایک
صالح قوم پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جو اس گھرانے میں داخل تھا وہ تیرا تھا اور
جو اس سے نکل گیا وہ تیرا نہیں ہے بلکہ وہ ان کے گھر کا فرد ہو گیا جن
کا عمل غیر صالح ہے۔ پس وہ تجھ سے اور صالح گروہ سے جدا ہو گیا۔ جس کا تجھے علم
نہیں دیا گیا۔ اے نوح میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں کی
طرح جذبات کی پیروی نہ کر ورنہ تو ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جو علم حقیقت سے

نشستہ متنبہ کرنے پر۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو حکم دیا تھا کہ عذاب

طوفان سے بچنے کے لیے کشتی بنا لی جب کشتی تیار ہو گئی تو فرمایا اہل ایمان
میں سے کل زوجین اثنین اس میں بٹھا لو۔ (ھود ۱۱: ۴۰ - ۴۲)

کشتی میں تمام افراد کو بیٹھا دیا اس وقت ان کا ایک بیٹا جدا تھا

گمراہ تھا، بیٹھنے کو کہا، سوار نہ ہوا۔

لیکن صاحبزادہ اور لوگوں کو اس میں شامل نہیں کر دیا جن کے متعلق پہلے
فرمان ہو چکا تھا کہ اپنے کفر و تمرد کی وجہ سے وہ اس عذاب میں غرق ہو
جائیں گے اور ان کے لیے کوئی سفارش یا کوئی سوال نہ کرنا۔

الا من سبق علیہ القول۔ مگر جن لوگوں کو ساتھ نہ لینے کی
نسبت پہلے حکم ہو چکا ہے، وہ اور کہہ دیا تھا کہ ولا تخاطبنی فی الذین
ظلموا۔ جن لوگوں کے حق میں عدالت سے احکامات گئے اور ان پر سرکشی و عصیان
کے سبب عذاب کا فیصلہ ہو گیا تھا، ان کے متعلق مجھ سے کچھ نہ کہنا۔

لیکن یہ حکم تو تھا نہیں کہ حضرت نوح کے ساتھ ان کا بیٹا تو غرق ہو کر ہی رہے
کا حکم دیا تھا اور اس کا بیٹا بدرجہ اولیٰ اہل میں داخل، ان کا مصداق مفہوم میں داخل
تھا اس لیے آپ کو کہنا پڑا کہ میرا بیٹا میرے اہل میں ہے تو آپ نے اپنے
فرمانے کو سوال کیا۔ اس پر جواب ملا کہ وہ تمہارے اہل میں نہیں ہے
وہ تمہارے اہل میں سے تھا لیکن وہ اصل میں تم سے کوئی تعلق نہیں رکھتا
تھا، وہ تمہیں چھوڑ سکتا ہے جبکہ وہ سرے سے تمہاری قوم میں ہی ہے، وہ عمل کے لحاظ
سے وہ تمہاری قوم اور تمہارے گھر والوں میں سے تھا لیکن اب تمہارا تعلق
دوسری ہو گئی تم نے جو وعدہ سنا کہ تمہارے اہل کو بچا لیا جائے گا تو وہ تربیت صالحہ
کی وجہ سے وہی تمہارے اہل تھے، تمہاری قوم تو ہی تمہاری اپنی ہے۔
غیر صالح ہونے کی وجہ سے تمہارا رشتہ ختم ہو گیا تو رشتہ خون
اور جسم کا نہیں بلکہ حق اور عمل کا ہے۔ جس کا ایمان اور رحمت میں شریک
ہے وہی تمہاری قوم اور دوست ہے جو منافق ہو سکتا ہے اس کے ساتھ صالح تعلقات کے

جو اپنے اس قومیت میں داخل نہ ہو سکے وہ تم سے کٹ گئے اور تمہاری جگہ
عمل غیر صالح کی فرزندی میں داخل ہو گئے۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"انسانوں کی اجتماعی حیات یا قومیت و ملت اصل اب تمام اعتقادی کمالات
کے مجموعہ کا نام ہے جو نسل، رنگ اور جغرافی وطن وغیرہ کے سلسلے سے
ترکیب پاتے ہیں۔ انبیائے کرام کا مشن یہ ہوتا ہے کہ ان تمام نسلی اور
قومی امتیازات کو مٹا کر ایک نئی روحانی اخلاقی خصوصیت کی
بنیاد پر نئی قومیت پیدا کریں۔ جس اس جاہلانہ کی وحدت کا ایک نسبت
حد کے بجائے ہونا چاہیے تھا کہ تمام نسل و خاندان کے تمام رشتوں کو توڑ دیں
بعد میں علاوہ نسل قربانی کا خاتمہ ہو کر ہیں اس قربانی کا انتخاب
کے تمام کا دوبارہ وحدت میں سب سے زیادہ کارگر ہوتا ہے تو تم بھی
بچے کہ اس طرح وہ اپنی انہی کے بیچ تمام رشتوں سے گھر کر جاتے رہا اور
وہی عمارت کا ایک گوشہ رہ گیا جس کی چھت کے نیچے جس جگہ جسم رہتا ہے
چنانچہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اس سلسلہ میں جتنے دعوتیں ہوئیں
کی ابتدا ہی ہے۔ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا نام
ہے اور چونکہ ان کی پہلی قسم کی دعوت تھی اس لیے صرف ان تمام ایک
فرمانی کا بھی وہ سورہ ہود کا ذکر کرتے ہیں تو بیٹے کے لیے جب
دعا میں لائے، نوح نے بیٹے کے لیے خدا کو پکارا تو ارشاد ہوا کہ جہاں اسے ان رشتہ
کے بجائے کسی کی کیا خواہش ہے۔ جو تمہارا بیٹا عمل صالح کے اس لئے گمراہ ہے
داخل ہو جانا جس کی تم نے بنیاد رکھی ہے کہ وہ تمہارا وارث تھا لیکن جب اس نے
عمل صالح کی جگہ عمل غیر صالح سے رشتہ جوڑا تب سے اس کا تعلق ٹوٹ گیا ہے
اور یہ بتانا ضروری ہے کہ وہ تم سے الگ ہے جس کا تمہیں علم ہو جانا چاہیے۔
فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ۔ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ ... حضرت

رنگ، نسل و وطن کی آلائشوں سے پاک ہو کر ایک صحیح عقیدے کا احترام کرنا
ہے، اور یہ راست فطرت سے ہم آہنگ ہے، کسی چیز کی محض حقیقت
ماضی پر نظر رکھتی ہے۔ اس کی نسبت تفہیم سے سوال کیا۔

پھر ارشاد ہے:-

"حضرت نوح علیہ السلام نے جس نئی امت کی بنیاد رکھی تھی
وہ خالص عقیدہ و عمل کی اساس پر تھی، اس سے رشتہ، رنگ، نسل، وطن
اس لیے قرآن نے ... (الاعراف ...) نوح کے بیٹے کو ان کے ساتھ
نہیں لیا مگر ایک جسمانی جماعت کرتا ہے جس امت صالحہ کی اس میں
اولین بنیاد پڑی تھی وہ مختلف رنگوں۔

امت مسلمہ کی تکمیل دعوت کا ایک نیا سلسلہ اگرچہ حضرت
نوح پر بہت کم لوگ ایمان لائے کیونکہ نسل اور قومیت کا اصل
مقصد یہ تھا، بلکہ اس سے مقدم ترین تھا، اور یہ سب کا سلسلہ آغاز
دیں بھی ایک نئی جماعت کو ایک جگہ قدم آگے بڑھا تھا لیکن جب
حضرت نوح علیہ السلام وہاں کے صرف چند ... کی مادی زمین کے
مختلف گوشوں میں پھیل گئی تو وہ اپنے ساتھ اس نئی ترکیب کے عقائد اور
اعمال بھی لے گئی جو ہدایت اس طرف اشارہ ہے کہ حضرت نوح کی تحریک
کسی خاص نسل اور قوم کو ترجیح دینے کے لیے نہیں تھی بلکہ وہ اس قسم
کی دعوت جس کا اصل تحریری نسلوں اور قوموں سے بالاتر ہو کر
ایک نئی قوم پیدا کرتی ہے اور اس کی بنیاد محض اخوت دینی پر قائم ہوتی
ہے جس میں ہر قوم و نسل سے مادی ملی ہوئی ایک عالمگیر جماعت پیدا ہوتی
ہے اور زمین کا ہر گوشہ نوح کی انسانی برادری، قوم و نسل کی ہر نسل اس
کی دعوت میں پناہ لے سکتی ہے۔" (وحدت اقوام انسانیت الاسلامی)

یہ تو ہے نظریہ قومیت جس کے ہم قائل ہیں اس کے برعکس جو نظریہ

قومیت جس کی بناء وطنیت پر ہوتی ہے سارے یورپ نے کس طرح مسلمانوں کے اندر پھیلایا؟ اور وہ کیسا ابلیسانہ جال ہے، اس کے متعلق مولانا آزاد البلاغ بابت $\frac{11}{20}$ء کے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں:-

فالا فی تحیۃ الا فی تحیۃ التی بہا تکونوا من الناظرین الوطنیۃ والقومیۃ! اعلموھا ان کنتم مؤمنین ... فانھا حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون (۵۸: ۱۹)

نہ کہ قومیت کے تعصب میں، کہ قومیت و ... حاصل کرو، اگر تم کامیابی چاہتے ہو اور قومیت! قومیت کا ... پس اگر تم مومن ہو، اور ... آخر بات یہ ہے کہ یہ سب شیطانی گروہ ہیں اور شیطانی گروہ ہی ناکام و نامراد ہونے والا ہے۔

ہم ابوالکلام و مدنی (مرحومین) کے متعلق اور تحریک پاکستان کے بارے میں ان کی تقاضا متحدہ اور متحدہ قومیت کی تائید و حمایت میں ان کی قرآنی تفسیرات و تشریحات سامنے لا چکے ہیں۔ آپ دیکھ چکے ہیں کہ ابوالکلام آزاد مرحوم الہلال و البلاغ میں اپنی نظریات و خیالات کے علمبردار تھے جن کی مسلم لیگی تیار رہے اور تحریک پاکستان کے اولین ... لیکن وہ متحدہ قومیت میں مولانا آزاد مرحوم یکسر اپنے پہلے اصولوں کی نفی و مخالفت میں اپنا زور قلم و زبان صرف کر رہے ہیں۔ اب ہم ... کے عنوان کے تحت جناب آزاد و مدنی مرحومین کا ذکر کریں گے اور ان کے دوسرے ساتھیوں کے اس گھناؤنے کردار جو انھوں نے تحریک قیام پاکستان کے وقت ادا کیا ہے کے متعلق بھی کچھ عرض کریں گے۔ مولانا حسین احمد مدنی مرحوم کے والد ...

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اس جہت سے یہ صحیح ہے کہ آج مصیبت میں ہیں لیکن اس
امر کی حقیقت کا اعادہ بھی ضروری ہے کہ

مہ از نگاہ نگاہش ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ گرد آشنا گرد

ضرور ہے کہ ایک دن ایسا وقت بھی آئے گا جب آپ کو اپنی نگاہ
اپنے ہی سامنے بدلتی نظر آئیں گی مسلمانوں کے تجزیہ سے قرونِ اولیٰ کی
سی عظمت دکھائی دیں گے۔ کیونکہ تمام مسلمانوں کے ضمیر کی آواز
کے پیچھے بھی تو قوت چھپی ہے۔ اس سے بھی زیادہ دردناک منظر
حقیقت یہ ہے کہ تاریخ کے ساتھ ساتھ چراغ جلتا آیا ہے۔ یہ
ہے کہ جو کچھ بھی ہوا کاشانۂ مصطفوی کے چراغ روشن رہے گے
چراغوں میں اس شعلہ کا دامن سب سے زیادہ روشن ہے۔ اسی طرح
جب جب کہ اسلام اور آپ کے صحابہ کی عظمت کا ذکر کرتے ہیں
آسمان سے آنے جیسی روشنی پھیلانے لگے ہیں
محمد چراغ ہدایت و حرمت محمد کا نشان ہے
صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقتدی ہیں، جو
جنہوں نے آپ کی صحبت سے براہِ راست فیض پایا تھا، اور ان کو
عطا کیا گیا تھا جو کسی اور کو حاصل نہیں تھا باقی تمام زمانوں اور
ملکوں میں جو عظمت آئی۔ جو حقیقت آئی۔ بعد میں جو صاحب نظر
اس میں آئے وہ لوگ اس کا حصہ بن گئے اور یہ حقیقت ہے ایسا
کیوں ہوتا ہے اس کی تفصیل ان میں آ جائے گا جو وقت اس کی ضرورت
ہر حال یہی جگہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا اظہار ضروری ہے

کا شریک سے جُڑا ہوا ہے بھی نہیں چھٹ سکتا۔

**مطلع القباس:-** ربیع القباس کے یہ سر تحریر جو عرض کر رہا
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں [illegible] پہلو [illegible]
تو رسیم کا ایک ایسا گروہ امت میں موجود رہا ہے جس کے دم قدم
سے دینِ حق زندہ رہا ہے۔ اولیائے کرام، صلحا کے
طائفہ کی ایک ایسی جماعت رہی ہے، جن کے طفیل یا [illegible] -
گمنام حق، [illegible] اور [illegible] کی تیرہ و تار فضا میں [illegible]
حق تابندہ رہی ہے۔ یہ وہ پاک روحیں تھیں جن کے [illegible] روحانی
علم و عمل [illegible] کے قالب مردہ میں روحِ حیات
پھونکی۔ جن کے [illegible] نے امت مرحوم کی [illegible]
کا گرم خون [illegible] ہر قدم [illegible] جن کا [illegible]
جینا، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا [illegible] زندگی [illegible]
روحانی [illegible] کے تابع رہا۔

یہ دور [illegible] بھی ان اشخاص کے وجود سے خالی نہیں۔
یہ مسلمانوں کی [illegible] ہے کہ [illegible] مسلمانوں کی [illegible]
[illegible] افراد کے [illegible] ہے جن کو [illegible]
سے [illegible] نام [illegible] نام [illegible]
کے [illegible] حق [illegible]

جا سکتا ہے!!

[illegible] کا مقصد ان [illegible] مسلمانوں [illegible]
کرانا ہے جو اسلام کی [illegible] ہیں۔ جن کی سیرت
[illegible] عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت نہیں
[illegible] نہیں۔ جنہوں نے [illegible] حقیقت

کی بھی تاب نہیں رکھتی تھیں کہ جو آج سینوں میں اسلام کو ارشکوہ و برج
جلال سمجھنے کی کرتی تو دید، کوئی آہنگ نہیں، جن کے قبلہ کا رخ صحیح
بار تھا کی طرح حسب حالات بدلتی ادوار ہو ساتھ حرف بیزار تھا ہے
اسی شکم پرست اور باطل نواز گروہ نے جا بیٹھ کر دیا۔ تھا ہے
زہد و تقدس میں اسے جیا سکے۔ راست و نیابت اور شہ سکر مسلمانوں کی حکم
ارادت و عقیدت پر پڑ گئی۔ جب جو بولے ہمارے مسلمانوں کے
ہر رنگ نہ میں واہم میں گزرتا اور جھکے تو اس نے فرقی قوتوں کا اشارہ
اگر کچھ کو کردیں تو امت کو اس روش پر ڈال دیا جانے کے دینی و دنیوی
خسران کا موجب ہو گئی۔ پہلے مسلمانوں کو نمایاں مفید نام کی [illegible]
پر سر شہو رکیا گیا اور پھر خطرے سقو کو صنم وطن کی بندگی کے حلقہ بگوش
قسم کردہ۔ تیسری گروہ جس پر تعمیر ملت، تنظیم امت کا فرض گراں بار
عائد ہوتا تھا جس کی [illegible] کے تورش بیٹھے ہو گئے تو کسے
حرم بنا تھا جس کی [illegible] ملت کے تشتت و مسلسل کا [illegible] فرق
مسلسل اور صرایہ بھی مسلمانوں کی حرمت [illegible] کے وقار [illegible] کی زندگی
کا بدترین دشمن ثابت ہوا۔

غلط جانا تھا جنھیں ہم نے رہبری کو بڑے
جن کو سمجھے تھے مسیحا وہ بلا کو نکلے

(۲۱)

## ملت اسلامیہ ہندیہ کی نشاۃ ثانیہ اور علمائے سو

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے ہندوستان میں مسلمانوں
کی حالت اس مریض کی سی ہے، جو موت و حیات کی کشمکش میں گرفتار
ہو، اس کی صفوں میں انتشار، حوصلوں میں پستی ۔ دلولوں میں [illegible]

اداروں میں مذہبی اور شرعی علم کے نادر پیدا ہو چکے تھے جیسی اس نوع
کی حالت میں ایک مذہبی مثلاً اسلامی جو امام ابن تیمیہ [illegible]
امیر شریعت، شیخ الہند، ابو حنیفہ ثانی [illegible] کے ساتھ تھا
یہ اور تقسیم ملت کے مجموعہ [illegible] ایک ہی رکھنے [illegible]
کی کوشش کر سکے [illegible] تھا نہیں۔ کوئی شاعر نہیں، کوئی [illegible]
گو کہ یہ تو سمجھتے ہیں ایک بے قرار دل [illegible] بے قرار دل میں [illegible]
اور مسلمان علماء کے تحریکی [illegible]۔ باطل نظریوں اور [illegible]
کا ستایا ہوا مسلمان قیادت کے ان مجبوروں اور مجبور کے [illegible]
سے زمام قیادت چھین کر اس سبب سے سامنے مسلمان کے ہاتھ میں
دیتا ہے اور یقین و ثبات کے ساتھ اپنی صف بندی کرتا ہوا منزل
مقصود کی طرف چل کھڑا ہوتا ہے۔ ایک طرف [illegible]
[illegible] نعرہ لگا [illegible] ہندوستان میں صرف [illegible]
[illegible] انگریز [illegible] مسلمان کو ہندوستان میں اپنی انفرادی
اور ملی ہستی کے بقاء و تحفظ کے لیے تنظیم اور صف بندی کا کوئی حق نہیں
دوسری طرف ہمارے وطن پرست علماء کرام کا [illegible] گروہ اپنے
[illegible] سے محروم ہوتا ہوا دیکھ کر [illegible] اضطراب [illegible]
[illegible] کے لیے [illegible]
کو [illegible] کے لیے [illegible] سفر [illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انگریز [illegible]
[illegible]
[illegible]

اٹھ گئیں ہم جانتے ہیں و سماوات اللہ جس نصب العین کی طرف پہلے خدا
اور رسول کا نام لے کر آیات و احادیث پڑھ پڑھ کر بلایا جاتا رہا ہے
وہ ٹھیک اسی کی نقیض اور تردید میں اپنے پیچھے قوم کی پوری قوت
اور تمام مساعی کے سارے کمالات، سرفروشی و قربانی۔ سارا سحر
بیانی اور ساری زور قلم کی صرف کر دی جاتی ہے۔ پہلے اپنے مرکز قومی
سے تجاوز کر جانے کی تلقین کی جاتی تھی۔ اس مرکز سے کٹنا اور بھٹکنا
کفر نہیں و ضلال قرار دیا جاتا تھا۔ حیات اجتماعی کا درس دیا جاتا تھا۔
لیکن جب مسلمان صدیوں کی گمراہی کے بعد سے آنکھیں مل کر اٹھا اور اس
نے چاروں طرف کے حالات پر نظر ڈال کر ایک مرکز پر جمع ہونے کی
کوشش کی تو اسی مرکز کو توڑ اور برباد کرنے کے لیے یہ نیک منزلی پر جو پر
آمادہ ہوتی ہے —

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں۔
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق (اقبال)

یہ بھی کچھ کم نہیں ہوتی بلکہ نئے زمانے کی ہر گفتگو کی مزاج کے لیے
قرآن کے واضح اور یقینی احکامات کی غلط تعبیر اور مجرمانہ تاویلیں
تاویلیں کی جاتی ہیں۔

اس گمراہی، اس گمراہی۔ اس ضلالت و غوایت کا سبب!
قبلہ نیز سارا ہر جانے کی وجہ! جواب [illegible] ہے کہ ہم [illegible] دیتے ہیں!
ہم جس طرح چاہیں دین کے ساتھ کھیل سکتے ہیں! قیادت ہمارا حق
ہے قوم کی سیاسی نماز ہماری ہی اقتدا میں ہو سکتی ہے۔ عہد حاضر
میں [illegible] قوم کا [illegible] ہونا چاہیے! جب قوت و اقتدار انگریز کے قبضہ
و قدرت میں تھے۔ ہماری نماز قبلہ کی طرف منہ کر کے ہوتی تھی، اب
زمانے کی گردش نے یہی قوت شام سے چھین کر رام گڑھ کے دی ہے، اب

ہمارا قبلۂ عقیدت و افتخار ہو جاتا ہے!!

بیچارہ سادہ دل مسلمان! خوش عقیدہ اور نیازمند مسلمان
انقلاب ذہنیت اور رفتار دینی نگاہ کی تبدیلی کا یہ کرشمہ دیکھ کر حیران
ششدر رہ جاتا ہے اور وہ حیرت و استعجاب پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اب قبلہ
وہی ہے ۔ اب کعبہ جہاں سے ہمیں ہر ترشد گروہ یہ اجڑ گیا ہے!

اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے!

متحدہ قومیت کی پرچاری شان کے ساتھ پیا ہے مقام ہے تیسری
بلا ان کی ہوسی ہے کہ جب چاہے آنکھیں بند کیے اپنے دامن کو جائے
دامن سے بات سے چلا آیا!!

آگے چل کر

اس پر تاک طوفان میں جو وطن اور قومیت کے نام پر اٹھایا گیا ہے ۔ وقت کی طوفان زدہ دو نیشنلسٹ ناؤ کی ناخدائی کا فرض سب سے پہلے علمائے کرام پر عائد ہوتا ہے تاکہ یہی گروہ ہے جو ما قبل اس ہر جگہ زمین و آسمان کے خلاف کمر بستہ ہے ۔ جو مسلمانوں کے قوم کے طاقتور [illegible] کے لیے تیار کیا ہے ۔ آج ضرورت ہے کہ کوئی مسیحا ابو الکلام آزاد وقت میں پیدا ہو اور علماء وقت کے کانوں تک یہ پیغام پہنچائے جو حضرت [illegible] نے جمعیۃ العلماء ہند کے اجلاس [illegible] میں [illegible] فرما رہا تھا:

"حضرات علمائے کرام و اراکین جمعیت! اس وقت ایک بڑی تاریخی جلسہ [illegible] عمل کے پیچھے دو چیزیں ہیں ۔ ہم نے مقاصد کی منزلت کے [illegible] و احساس احسان کی کوشش کی ہے قدم رکھتے ہوئے اس سے سب سے پہلے [illegible] جنگل کے جلسے اور اجتماعی کاموں کے طریق پر مطلوب [illegible] ہے [illegible] [illegible] کی جانب کھینچے لگا ہے [illegible]

یہ آپ کو پامردی دکھانی ہو تو آپ کی وہ ہمیں ذہن سے با اصل الگ ہوا کتاب
دانشِ ہدایت اور حکمت قوت کی سنت ہے آپ کو تمام دنیا والوں کے
تمام گوشوں کے طریقوں اور ان کے مذہبوں سے مستغنی کر دیا ہے۔

آپ اس لیے نہیں آئے کہ انسانوں کے نتائج ہو کر طریقوں کی تقلید
کریں بلکہ آپ کو علم و عمل شریعت اس لیے دیا گیا ہے تاکہ دنیا کی آنکھیں آپ
کی طرف امید و طلب سے اٹھیں اور آپ کی ہدایت آئے کے لیے تیار اور
تقلید کا پیام ہو۔

آپ کے پاس اس خدا کی کتاب ہے اور اس کے رسول معظم کی سنت ہے
اور ان دونوں سے بڑھ کر اور کوئی اسرار علم و معرفت اور حکمت پر ہو کر
یہ ہر احساس اخلاق کے تمام اصول و فروع کے لیے تنہا ہی موجود ہو سکتا
ہو نہ دنیا میں علم و بینش و معرفت و تجلی اور علم و اعمال حقیقت کے لیے اس
کے سوا علم و بینش اور یہ سامان کے دنیا کے لیے موجود نہیں۔

اس بصیرت افروز اقتباس کو پڑھ کر اور مولانا کی موجودہ روش
کو دیکھ کر خدا فرا اس زمین معلوم ہوتا ہے کہ اپنی غلام پر کتا ہو جو
مسلمانوں کو مرعوبیت سے سیلاب ہونے کی تلقین کر رہا تھا یہ خاص
وہ تقاضے نہیں کہ وہ اپنا پن پیدا کرے۔ مولانا مرحوم ہم نشینوں کی نگاہ
پڑ رہی ہو تو اگر نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل جاتی ہے
کہ یہ حدیث کا مسلک اور اس کی آگہی کا جذبہ ہے جو ان بزرگوں
کو اپنی بلندیوں سے نیچے اتر کر جنی روش اور عمل پر مائل بیں لائے
دیانتدار یہ کیسے تحریر سکتا اگر وہ یہ حقیقتیں کو جانتے اور ان کی جستجو کی
حیرت کو دیکھتے کہ اور ہر دور و راست پر آگئے سے ایسا کیوں ہوا
ہے اس کی وجہ کیا سمجھئے۔

نعمات و تبوید کی تحت محنت مولوی نواب اگست مرکز دنیا کی مرحلہ

پھر کس طرح مفتوں اور دل شاد ہو گیا اور ہندو نیا پرستی کی عظمت سے محروم ہو گئی
کی تقدیر کو ترمیم کر دیا ہے (سجدہ گری، مصنفہ آزاد مرحوم صفحہ ۲۲۵)
اور پھر قیامت اٹھانے قیامت ہے کہ اسی لشکر اقبال انگریز کا مقدمۃ
الجیش شمشیل ہے۔ ان حضرات پر جو صرف جسے جدید سعید دماغ ہے اہستہ
طرل اور ہر بعض تباؤں ہو چکا ہوں سے مرتجی بہشت پر گناہوں کا خوار
الیکے وطنوں میں (قرآن نہیں بلکہ) قرآن کے مزدوں وہابے مکاتب
دین اور حفاظت اسلام کے نعرے لگاتے اشاعت و بے دینی کے
تعاقب میں پڑے جا رہے ہیں، جس کا پہلا جرم یہ ہے کہ وہ جو ہندوستان
میں مسلمانوں کی تمام اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ وہی ہیں وہ
کتاب کو جنہیں جعفر اور صادق کی قوم بیساختہ ملاتی کر کے اپنا زمین بنا
لیتی ہیں یہی ہے وہ فلانہ کہ جس نے اسلام اور اس کے تشخص اور علم و عمل
کی نظروں جب شہاؤں میں وہ مختر ہندوستان کو مجھ کا رکھ دیں کہ ملت اسلامیہ
کا پورا سینہ جس سے ہمیشہ چھلنی ہوتا رہا ہے جس سے وہ گروہ جس کی
یہ حالت ہے کہ

| | |
|---|---|
| گاہ او را با کلیسا ساز باز | گاہ پیش دیریاں اندر نیاز |
| دین او آئین او سوداگری است | عنتری اندر لباس حیدری است |
| تا بہار ملتے رنگ دگر | مرغ او آئین او گرد د دگر |
| چشم او دیدہ چیزے دگر سیم و زر | دو زبانے ما وطن بے سوی او |
| ظاہر او از تیر ہر دو وحد | باطنش ہم در ہمہ جا در بند |
| جعفر اندر ہر بدن ملت کش است | این مسلمانے کہن ملت کش است |
| از نفاقش وحدت قومے دو نیم | ملت او از وجود او لئیم |
| ملتے را ہر کجا غارت گری است | اصل او از صادقے یا جعفری است |
| الامان از روح جعفر الامان | الامان از جعفران این زمان |

ہمیں اس تلخ نوائی سے معاف رکھیئے کہ جب قرآن کو زمانہ بنا کر مسلمانوں کے سینہ میں خنجر گھونپا جاتا ہے۔ تو ہمیں ہے اختیار چیخ نکل جانا کوئی جرم نہیں۔ ہم اپنا سینہ کھول کر دکھا دیں اور کسی سے اس رستہ پر گئے تو شکوہ نہ کریں جو خود چار سال کے نشتر کھا چکے ہیں۔ بیشک کچھ ایسی آگ لگ گئی ہے جو دبائی نہیں جا سکتی ہے لیکن اس آتش خاموش کو کوئی بجھا دے تو ہم پھر اسی طرح مستقل آگ کو مٹا کر راکھ کا ڈھیر کر دیں گے۔ لیکن اس کا دھواں تک بھی نکلنے نہ پائے گا۔

بقیہ اپنے تو ہمیں اس سے کچھ تعلق نہیں۔ خواہ اتفاق ہو یا مخالفت۔ اگر اتفاق ہے تو سب ایک اصول کے ماتحت ہے اور وہ اصول جیسا کہ ظاہر ہے صرف ایک ہے۔ موافقت اسی کی ہے جو حق ہے۔ جہاد مخالفت اسی کی جو اس کو چھوڑ کر باطل کے پیچھے لگ جائے۔ اگر عوام اس باطل کے پیچھے ہر جگہ جائیں تو بھی وہ مخالف نہیں ہو سکتا کیونکہ عوام کا فعل ان کی ذات تک محدود رہتا ہے۔ وہ صرف ہمیں ہر وقت راہِ راست کی طرف بلایا جا سکتا ہے لیکن جب کشتی کے ملاح ہی اسے بھنور کی طرف دھکیل دیں جب اس کا ڈوبنا یقینی ہو۔ اسے کسی جرم کا دم مارنے کا حق ہو تو کیا پھر ملامت سے بچنے کی کوشش ہی مشکل باقی رہ جاتی ہے۔ اس لیے ہمیں ملت کی خطرہ سے تو ہی بچنا ہو گا۔ ورنہ اپنا حق کھو دیں گے یا وہ شہید ہو جانا ہی اصل طریق ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ ۝

(۱) یہ بات اس جگہ پر ہے کہ یہی ہمیشہ حسب میں رہی ہے۔

اور آپ کا یہ جملہ کہ میں اسلام پر مٹا ہوا ہے۔"

یہاں ایک نظم جو جناب انور گرانی صاحب نے ۳ مئی ۱۹۴۷ء کو نوائے وقت میں شائع کرائی جس کا عنوان "ابوالکلام آزاد" ہے۔ نقل کر رہے ہیں۔ جب ایسا پتہ چلا کہ شاہ صاحب ہجرت کے بعد گجرات شہر میں رہائش پذیر ہیں تو گجرات پہنچ کر آپ سے اشتیاق گفتگو کرنے اور تحریک پاکستان کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے ان کی کوٹھی پر حاضری دی تو معلوم ہوا کہ جناب بجلی کے محکمہ کا شوق رکھتے ہیں اور وہ محکمہ کے لیے گئے ہوئے ہیں۔ ایک دن تو انتظار کیا پھر گرام کے سلسلہ میں زیادہ دیر ٹھہرنا ممکن نہ تھا۔ یہ ملاقات ترک ہو سکی لیکن روزنامہ نوائے وقت کی ورق گردانی سے اس موضوع پر ان کی نظم جو مل گئی ہے اس پیش خدمت ہے ۔

## ابوالکلام آزاد

اے کہ تجھ کو اپنی قسمت سے گلہ | کہا گیا تجھ کو قیادت کا حسد
تو نے کی جس کی وشاہت بے پہیے | گیا یہی وہ خلیفۂ اسلام ہے
حرم و تکبیر آوازہ و جستجو | سمجھا رہو رہیں افسون حسد
ہند کی خیر کا گرداں ہے طوق | کم سواد و کم نگاہ و کور ذوق!
اے امیر حکمت عصر جدید | حق سے نومیدی اہرمن سے امید
تو بت پیشہ مری سے ملت سرنگوں | مو شناس ہے تیرا ذوق جنوں!
راز مجھے کی جو تجھ کو نہیں | آنکھ محروم نظر دل بے یقین
جو اں بے حال و دولت بیچ ہے | یہ قیادت یہ سیاست بیچ ہے
فکر کے طوفان میں دیدۂ حرم | اور ہے خاموش مثال حرم
دور شکر نے سامنے دین قرآں فروش | دیدہ و دم سوز لا میں وارد تجدید
قائد کے دت سر جھکا دیں مستقلہ۔ | اقبال پر تنقید تجلی انور گرانی لدھیانہ

# متحدہ قومیت اور مولانا حسین احمد صاحب

مازنی

ذیقعد ۱۳۸۰ھ

اب جو مختصر تذکرے جمعیت علماء کے متعلق ہم اپنے قارئین کو پیش کر رہے ہیں۔ ان کے ابتدا آغاز میں ہم جن کے نام سر فہرست ہیں وہ ابوالکلام اور مدنی (مرحومین) ہیں۔ ہم اس سلسلے کی قیمتی کوشش کر رہے ہیں کہ تحریک قیام پاکستان کے زمانہ میں جو لٹریچر تحریک پاکستان کی مخالفت اور حمایت میں شائع ہوا ہے۔ ہم انہیں جس قدر میسر آ سکے ہے اسے یکجا کر دیں تاکہ جب مورخ صحیح معنوں میں پاکستان کی تاریخ مرتب کرنے کی ترتیب و تدوین میں، تو ساتھ ہی یہ چیز بھی واضح ہو کر سامنے آ سکے کہ اسلام کے نام پر کن حضرات نے حکیم الامت حضرت علامہ اقبال کی ہم تحریک مخالفت کا شرف حاصل کیا اور قائد اعظم کی ہمنوائی میں تحریک پاکستان کے نظریات و مقاصد کو آگے بڑھایا اور کن کن لوگوں نے اسلام ہی کا مقدس و رنگین نقاب اوڑھ کر قرآن و حدیث کا دلکش و دل فریب جامہ اوڑھ کر مسلمانوں کی اس ملی تحریک کی بھرپور مخالفت کی۔ اس خیال سے بھی کہ یہ تاریخی سرمایہ آئندہ آنے والی نسلوں کا ورثہ ہے ہماری جد و جہد کا منشا ہے اس کے لیے محفوظ ہو جائے ہمیں جہاں جہاں سے اور جتنا جتنا مواد بھی دستیاب ہو سکا ہے موضوع کی ضرورت کے لحاظ سے قرطاس ابیض کی نذر کر رہے ہیں۔

## متحدہ قومیت اور مولانا حسین احمد مدنی

"ہندوستان کی سیاست حاضرہ میں ہندی مسلمانوں کا تعلق"

* رازی صاحب کو ... [illegible]

یہ سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ متحدہ قومیت ہے۔ یہی وہ محور تھا
جو اہم ہے جس پر گفتگو کی گئی۔ اسلام کے افراد ایک دوسرے کو
ضعف اور شکست ہی سمجھ کر گروہ گروہ ہو کر الگ الگ راستوں میں تقسیم ہو رہے
ہیں اور پھر یوں ایک دوسرے سے منہ موڑتے ہیں کہ گویا ان میں کبھی
کوئی چیز وجہ جامعیت تھی ہی نہیں یہی وہ بدبخت چٹان ہے جس سے
ٹکرا کر امت مسلمہ کی کشتی پاش پاش ہو چکی ہے۔ اور اس کے منتشر تختے
مختلف موجوں کے ساتھ ادھر ادھر بے کسی کے عالم میں بہے جا رہے ہیں یہ
[illegible] قوم کی اجتماعیت فنا ہو چکی ہے ان کی جگہ
قومیں ابھی تک [illegible] استعمار کی حرکت ہو رہی ہیں مسلمانوں کی
کے تصور کو شکست [illegible] قوم ہے۔ جس نے اپنے
آقاؤں کی سیاست سے سیکھا ہے کہ کسی قوم کو تباہ و برباد کرنے کا سب
سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ان میں باہمی تفرقہ پیدا کرے [illegible]
سے مسلمانوں کی طرف سے [illegible] آنے والی حکومت
کی تیاریوں میں مصروف ہے۔

ماضی قریب کے آغاز میں اس نظریہ سے متعلق ایک نہایت
اہم بحث کا سلسلہ چلا تھا۔ مولانا حسین احمد صاحب شیخ الحدیث
دارالعلوم دیوبند نے اپنی ایک تقریر میں جو دہلی میں فرمایا کہ [illegible]
[illegible]
[illegible] کی حیثیت [illegible] تھا اس وقت اسلام
[illegible] ایک جیسی پیدا ہو گئی اور [illegible] کو
[illegible]

[illegible]

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است (اقبال)

مگر کاش یہ اعتبار بھی کرتا کہ مولانا صاحب حضرت علامہ کے انھی ارشادات سے متنبہ ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ ان کو جرأت عطا فرماتا تو وہ اپنی غلطی کا اعتراف بھی فرما لیتے مگر وہ [illegible] انسان ہے جب معصوم عن الخطا ہونے کا دعویٰ ہو سکتا ہے لیکن ہماری [illegible] کہ ایسا نہ ہوا اور مولانا صاحب نے اعتراف حقیقت کے بجائے تاویل کا مسلک اختیار فرمایا اور اپنے نظریہ کی تائید میں ایک مبسوط بیان شائع کر دیا جس میں سب سے پہلے فرمایا کہ میں نے اپنی تقریر میں قوم کا لفظ استعمال کیا تھا، حضرت علامہ نے اپنے شعر میں اسے لفظ ملت سے تعبیر کیا جو ہر طرح سے قوم کے لیے نہیں بلکہ دین اور شریعت کے لیے مستعمل ہے اسی لیے حضرت علامہ کا الزام غلط ہے اور اس کے بعد اپنے خیال کی ترجیح ان الفاظ میں فرمائی

(۱) [illegible] میں قوم ملت [illegible] ہے [illegible] قوم کا اطلاق ایسی جماعت پر کیا جاتا ہے جس میں کوئی وجہ جامعیت ہو خواہ وہ مذہب ہو یا وطنیت یا نسل یا پیشہ یا رنگت یا بولی اور صفت معنوی ہو یا [illegible] وغیرہ۔

(۲) [illegible] اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ تمام جغرافیائی حدود یا رنگ [illegible] کی یکسانی کے بجائے شریعت انسانی امور و تہذیب بشری کی ہو گی ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ [illegible] اگر کو ثابت ہے۔

(مدینہ [illegible] فروری [illegible])

جس وقت ہمیں حضرت علامہ کے قرب کی سعادت نصیب تھی [illegible] کیا [illegible] حضرت علامہ [illegible] سے یہ بیان پڑھا

تو وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو دیتے تھے، اور کہتے تھے کہ یا اللہ! اس کا نتیجہ
اس ہندوستان میں تیرے دین متین اسلام کا کیا انجام ہونے والا ہے!
جہاں کے مقتدیان دین متین اور حامیان شرع مبین کی یہ کیفیت ہے
کہ وہ اس نظریہ کو اسلامی نظریہ قرار دے رہے ہیں جس کا ابطال کرنے
کے لیے اسلام آیا تھا اور جب تک اسے ختم نہیں کر لیا
دین کی تکمیل اور اتمام نعمت کا اعلان نہیں ہوا۔ حضرت علامہ پر ان دنوں
مرض الموت کے سخت دورے پڑ رہے تھے لیکن مسئلہ کی اہمیت ایسی
تھی کہ انھوں نے جان تک کی پروا نہیں کی اور اس کے متعلق ایک
نہایت مبسوط اور جامع بیان اخبارات میں شائع فرما دیا اور یوں
اس سلسلہ جہاد کی تکمیل فرما دی جس کے لئے ان کی تمام زندگی
صرف ہوئی تھی۔ وہ جواب اس قدر مسکت اور مستحکم تھا کہ مولانا
صاحب کو کہنا پڑا کہ میرا مقصد اپنے بیان میں اخبار تھا انشاء نہ تھا
متحدہ قومیت اور اسلام یعنی پمفلٹ میں مولانا نے بتایا تھا کہ آج کل
یورپ کا نظریہ یہ ہے کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ مسلمانوں کو یہ
مشورہ نہیں دیا تھا کہ تم بھی اپنی قومیت کی بنا جغرافیائی حدود
قرار دے لو۔ اس کے بعد حضرت علامہ انتقال فرما گئے اور بظاہر اس
بحث کا دروازہ بند ہو گیا لیکن ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب
ہم نے دیکھا کہ حضرت علامہ کی وفات کے قریب چھ ماہ بعد مولانا
صاحب نے مرحوم کے آخری بیان کی تردید میں ایک پمفلٹ بعنوان
متحدہ قومیت اور اسلام شائع کر دیا جو اس وقت ہمارے زیر نظر
ہے اس میں شبہ نہیں کہ نفس موضوع کی اہمیت کا تقاضا تھا کہ
مولانا صاحب اس سے متعلق پمفلٹ نہیں بلکہ ایک ضخیم کتاب شائع
فرماتے لیکن ہمیں افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ جس انداز سے پمفلٹ

لکھا گیا ہے، وہ کچھ پسندیدہ نہیں۔ اس میں تمام حقیقت سے زیادہ خود حضرت علامہؒ کی تردید میں صرف کیا گیا ہے اور وہ بھی اس طرح سے کہ علم و ہنر کے اختصاصی صفات ایک ایک سطر سے جابجا نظر آتے ہیں جو اس بات کے شایاں ہیں۔ مگر اس تحریر کا مرکز گو قصہ جدید تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ جیسے وقت میں جبکہ اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ مد مقابل موجود ہی نہیں ہے جو کسی کے بس میں آئے کچھ تو ایسا لکھنے والے کا کلیجہ تو ٹھنڈا ہو جاتا ہے لیکن یہ طرز عمل کس چیز کا آئینہ ہوتا ہے، ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔

حضرت علامہؒ زندہ ہوتے تو قوتِ اسلامیہ کے سامنے اس مسئلہ کے جواب کے بجائے قرآن کریم کے حقائق و معارف کا ایک انبار سا کھل جاتا۔ اب قوم کی جگر بینے والا کون ہے لیکن مولانا صاحب کو تسلی رہنا چاہیے کہ

اگرچہ میکدہ سے اُٹھ کے چل دیا ساقی
وہ شیشے [illegible] و خم و سبو اور وہ جام باقی ہے

اور حکم کا اقبال میں ایسے ایسے دلائل قطعی خود موجود ہیں جو ساقی کی چشم مست کے صدقے شراب [illegible] سے بادۂ حجاز کی ہیں ایک نگاہ میں تیز کر کے جا دیں۔ طلوع اسلام جیسا پیام تھا ان کی نشر و اشاعت کا فخر حاصل ہے جتنا فریضہ سمجھتا ہے کہ قرآن کریم کی روشنی میں متحدہ قومیت کے نظریہ کا تجزیہ کر کے مسلمانوں کے سامنے پیش کر دے تاکہ وہ سیدھے سے جو کوشش حقیقت میں مضطرب و بیتاب ہے، جس میں کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ کر سامان تسکین حاصل کر لیں۔ وما توفیقی الا باللہ

طرز استدلال: آپ نے عام طور پر دیکھا ہوگا کہ ہمارے قومیت

پرست حضرات اپنے دعاوی کی تائید میں ایک عجیب حربہ سے کام لیتے ہیں۔ جب کبھی ایسا ہو کہ وہ چاروں طرف سے گھر جائیں کوئی راہ مفر نظر نہ آئے جواب بن نہ پڑے۔ دلائل عاجز آ جائیں تو اس وقت ان کے ترکش کا آخری تیر نکلتا ہے اور وہ فریق مقابل سے نہایت جرأت و بے باکی سے کہہ دیتے ہیں تم خود نیچر پرست ہو [illegible] کے حامی ہو، انگریز کے [illegible] ہو، رجعت پسند ہو۔ گویا یہی وہ [illegible] کے ذہن میں [illegible] اس زور سے [illegible] ہیں کہ اصل موضوع اس شور میں گم ہو کے رہ جاتا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ [illegible] یہ ہتھیار صرف عام سطح کے لوگ ہی اختیار کرتے ہوں گے لیکن یہیں دیکھ کر بے حد تعجب ہے کہ مولانا صاحب نے بھی اس باب میں اسی حربہ سے کام لیا ہے جناب [illegible] ان کے پہلے بیان کی مخالفت کی تھی، ان کے متعلق ارشاد ہے :۔

"اگرچہ بہ حیثیت [illegible] اشخاص سے غلط فہمی کا ازالہ ہو چکا ہے [illegible] نیچر پرست [illegible] کی [illegible] اور مجھ تک پہنچنے لا پروا [illegible] گیا ہے۔" (تحریک [illegible] اسلام صفحہ ۴۱)

[illegible] کیا [illegible] ایسی بات کا تصور ہو سکتا تھا؟"
(ایضاً صفحہ [illegible])

"اپنے رسالے کے متعلق [illegible] کرتے ہیں کہ

"اگرچہ بہت سے ان لوگوں سے جن کو [illegible] تعلق ہے [illegible] کے دماغ اور [illegible] برطانوی [illegible] ہیں امید ہے کہ وہ اس کو قبول کریں گے" (ایضاً صفحہ [illegible])

[illegible] حضرات کی نگاہیں [illegible] تو یہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی [illegible] ضرورت [illegible] علاج [illegible] ہے۔

## حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

ظاہر ہے کہ نیشنلسٹ علماء گاندھی اور نہرو کو جو روح کانگریس اثرات
اور لادینی نظریات کو مسلمانوں میں پھیلانے کے لیے مصروف و مشغول
تھے اور متحد ہو کر ان باطل خیالات کی تائید و حمایت میں اتحاد یک متحدہ قومیت
ہی کو تو جو [illegible] جمعیت کہلا کر اسلام کی عطا کردہ حرمت و عظمت
اور دین ہی کے تفویض کردہ وقار و احترام کو مفاد مسلم اور اسلام کی مستقل
اتحاد کے خلاف استعمال کر رہے تھے تو دوسری طرف وہ علماء
کرام اور بزرگان عظام بھی تھے جو مسلمانوں کی اس آئینی تحریک (تحریک
قیام پاکستان) کو صحیح و درست تسلیم کرتے ہوئے مسلم لیگی قیادت و سیادت
کی تائید و حوصلہ افزائی فرما رہے تھے۔

ان روشن ضمیر اسلام شناس اور دور رس منزلوں کی صف میں مولانا شبیر احمد
عثمانیؒ ایک خاص مقام رکھتے ہیں ان کا ایک خط ملاحظہ فرمائیے۔ جو آپ
نے ناظم دارالعلوم دیوبند و صدر الصدور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل
ضلع سورت کی حیثیت سے لکھا۔

"بعد سلام مسنون۔ آپ نے مجھ سے شرکت کانگریس کے متعلق
میرے خیالات دریافت کیے ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق میں اپنے خیالات
کا اعلان پہلے بھی کر چکا ہوں۔ اب پھر لکھتا ہوں کہ میں کبھی کانگریس
میں شامل نہیں ہوا اور نہ اب شامل ہوں بلکہ اس شمولیت پر میرے نزدیک کانگریسی
علماء کو [illegible] بہت شدید [illegible] گی جس کا تدارک [illegible]
میں [illegible] قومیت [illegible] خطرہ ہو کانگریس کے [illegible] سامنے
[illegible] اس میں [illegible] کانگریس کے [illegible] کرتے ہیں۔
میرے نزدیک ہر لحاظ سے [illegible] قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔

"اگرچہ میں کوئی سیاسی آدمی نہیں ہوں، نہ سیاسیات میں کوئی خاص استقلال رکھتا ہوں، تاہم اپنی قوم کے سوادِ اعظم کو سمجھتا ہوں اور ایک جزو ہونے کی حیثیت سے میرے لیے بھی ناگزیر ہے جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے لیے سب سے پہلے ایک خالص اسلامی مرکز و مرکزیت پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر کسی نام نہاد قومیت متحدہ کے تیز و تند دھارے میں ہم اس کے تنکوں کی طرح اپنے کو ڈال دینا خودکشی کے مرادف ہے۔ مسلمان دوسری قوموں سے صلح کر سکتے ہیں، عہد و پیمان کر سکتے ہیں، بہت سے امور میں تعاون اور اشتراکِ عمل کر سکتے ہیں، لیکن وہ اپنی مستقل ہستی کو دوسروں میں مدغم نہیں کر سکتے۔

میں اپنے لیے فرقہ پرست کا خطاب پسند کرتا ہوں مگر اپنی قوم کا فدائی یا قوم فروش کہلانا کبھی قبول نہیں کر سکتا۔ شاعر حکیم اکبر الٰہ آبادی نے خوب کہا ہے ؎

کامیابی خارج از ملت سے ناکامی بھلی
سلطنت دشمن ہی سے شہرت ہو تو گمنامی بھلی
بے وفا سمجھیں تمہیں اہلِ حرم اس سے بچو
دیر والے کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی
پختہ ہو کر اپنی شاخ دیں سے ہوتا ہے جدا
تجھ سے فرد خام الفت میں تری خامی بھلی

اس کے ساتھ میرا عقیدہ ہے کہ ہماری ناکامی و نامرادی کا اصل سبب شریعت کا ترک ہے، بنیادی اصولی احکام سے انحراف و اعراض ہے اور اسی کے نتیجے میں اس تخریب و تفریق کا عذاب ہم پر مسلط ہے جس کی وجہ تک ہمارا اتحاد ملی اس جمعیت علمائے اسلام

خونکہ علاوہ ازیں تقسیم اور جنگ عام طور سے کہ و شیعہ و سنی میں بعض کو مدراس بعض میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اسی لیے میرا سب سے بڑا مطمح نظر یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو تمام مسلمانوں کو اتباع شریعت اور تمسک باسوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ کیا جائے۔ نیز ان کی باہمی بندیوں کو اگر بالکلیہ ختم نہ کیا جا سکے تو ان کو کم کرنے اور ایک دوسرے سے قریب لانے اور خلاف و شقاق کے مفاسد کو محدود کر دینے کی سعی جاری رہے۔

دارالعلوم دیوبند کا معاملہ جیسا کہ پہلے بھی بارہا اعلان کیا جا چکا ہے، مسلمانان ہند کی ایک محبوب و مشترک متاع ہے جسے سیاسی باہمی بندیوں سے اس کو کوئی تعلق نہیں، یہی وہ مسلک ہے جو میرے زمانے میں مجلس عاملہ دارالعلوم نے بالاتفاق طے کیا ہے اور دارالعلوم کے تمام طلبہ و مدرسین کو سختی کے ساتھ اس کا پابند کیا۔ جو خبریں اس کے خلاف شائع کی جاتی ہیں ان میں بعض بالکل بے اصل اور بعض محض مبالغہ آمیز ہیں۔

احقر شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ

ڈابھیل، ضلع سورت ۱۳ رجب ۱۳۶۴ھ

# مکالمۃ الصدرین

## یعنی

صدر جمعیۃ علماء اسلام اور صدر جمعیۃ علماء ہند و دیگر ارکان جمعیۃ علماء ہند کا وہ سیاسی مکالمہ جو مسائل حاضرہ کے متعلق باہم ہوا۔

جس نے

موجودہ مسائل کے اختلافی پہلو ایسے روشن کر دیے ہیں کہ کسی تاویل و حوالہ کی گنجائش نہیں رہی۔

باہتمام احقر محمد [illegible] دیوبندی
دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع ہوا
قیمت ۶/ بغرض اشاعت و تقسیم خریدنے والوں کے لیے فی سیکڑہ

یہ وہ تاریخی مکالمہ ہے جس سے صاحب ایمان و بصیرت علامہ شبیر احمد عثمانی کی روشن ضمیری اور تیز فہمی جسے مومن کی فراست کہا جاتا ہے کا پتہ چلتا ہے اور ساحرین برطانیہ کے سحر سے مسحور اور وہاں کے سامری کے عطا کردہ بادۂ متحدہ قومیت و وطنیت کے نشہ میں مخمور دین و ملت کی صورت بگاڑنے والے نیشنلسٹ علماء کی اسلام ناشناسی اور کج بینی کا بھی صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ یہی وہ اضطراب انگیز اور جوش ربا مرحلہ تھا کہ حکیم الامت علامہ اقبال نے بھی ان کانگریسی مولویوں کی اسلام کی مستقل اقدار سے دوری و بے خبری کو بھانپ کر بےحد درد و اضطراب سے فرمایا تھا ؎

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے

اس مکالمہ میں ایک مرد مومن کی شوخئ ادراک اور دینی فہم و فراست اور قلبی درد کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ مکالمہ پڑھنے کے بعد تسلیم کریں گے کہ ایک مرد حق۔ ایک غیور بیں اور خدا بین عالم اور ان کے درمیان کیا فرق ہوتا ہے جن کا دل و دماغ اور علم و زبان گروی ہو۔
ملاحظہ فرمائیے۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مکالمۃ الصدرین

گفت و شنید کی ابتدا کیسے ہوئی؟

تاریخ یکم دسمبر ۱۹۴۵ء کو مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء ہند دہلی اپنی کسی ضرورت سے دیوبند تشریف
لائے تھے اس وقت وہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کے مکان
پر بغرض عیادت و مزاج پرسی حاضر ہوئے۔

دوران مزاج پرسی میں مولانا حفظ الرحمن صاحب نے علامہ
عثمانی سے فرمایا کہ جب مجھ کو آپ سے ملاقات ہوئی تو پریشان ہوا
کہ بیانات کرلی ہیں مسئلہ کی شرعی حیثیت سے تو ہم آپ سے
کیا گفتگو کرتے۔ یہ درجہ تو بجا ہے لیکن البتہ کچھ واقعات ایسے بیان
کرتے ہیں جن کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ شاید وہ آپ کے علم میں
نہ آئے ہوں۔ ممکن ہے کہ ان واقعات کو سن کر حضرت والا کی جو
رائے قائم شدہ ہے اس میں تغیر ہو جائے۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ
میں گفتگو کے لیے ہر وقت حاضر ہوں۔ جب دل چاہے تشریف لائیے۔
مولانا حفظ الرحمن صاحب نے فرمایا کہ اس گفتگو میں میرے ساتھ
مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی ناظم ندوۃ المصنفین دہلی
جو حضرت علامہ عثمانی کے عزیز ہیں اور حسرت صاحب جو مناسب ہوں گے
اس کے بعد ۲۶ دسمبر ۱۹۴۵ء کو مولانا حفظ الرحمن صاحب کا دہلی
سے ایک خط بنام علامہ عثمانی موصول ہوا جو حسب
ذیل ہے:۔

## مولانا حفظ الرحمن صاحب کا خط بنام حضرت علامہ عثمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از ندوۃ المصنفین دہلی ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

مخدوم المکرم و محترم دام ظلہم السامی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ مزاج گرامی۔ کل ۹ بجے صبح

کابل کر دہلی پہنچ گیا۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب سے شب میں
گفتگو کے بعد معلوم ہوا کہ جمعیۃ العلماء ہند کی ایک خصوصی مجلس شاورہ
۱۱ جمعرات کے روز دیوبند آنا چاہتے ہیں تاکہ جمعیۃ العلماء سے متعلق
بعض اہم معاملات پر گفتگو ہو سکے۔ اس مشاورت میں غالباً حضرت
مفتی صاحب (مولانا کفایت اللہ صاحب) اور مولانا احمد سعید
صاحب بھی شرکت فرمائیں گے۔

یہی غرض پہلے اس معروضہ کے پیش نظر جو حضرت والا میں حاضر
ہو کر پیش کیا تھا اب یہ مناسب سمجھا کہ مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب
۱۰ ربیع جمعرات کو شب میں پہنچیں اور جمعہ کے دن تذکرہ ارشادات پیش
کریں۔ اب میری یہ بھی مسئلہ ہوگی کہ اکابر جمعیۃ العلماء بھی اس گفتگو میں
حضرت سے یہ تو اکابر علماء دیوبند کے سپاہی ہیں ان کا مسئلہ یک جہتی میں اتحاد
بہت مدد ملے گی۔ اگر میری گذارشات منظور ہوں تو شب جمعہ کو [illegible]
بعد یہ گفتگو آپ ہی کے دولت کدہ پر ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ باقی اپنی
مشاورت کو شب میں اور باقی روز بیہ وقت بھی ہو سکتی ہے۔

خادم محمد منظور الرحمٰن کان اللہ لہ، ۲۰ ربیع الاول [illegible]

اس پروگرام کے بموجب ۲۰ ربیع [illegible] یوم جمعہ کو ساتھ سے
اشخاص حضرت مولانا حسین احمد صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند
(۲) حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب سابق صدر جمعیۃ العلماء
ہند (۳) حضرت مولانا احمد سعید صاحب سابق ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء
ہند (۴) مولانا حفظ الرحمٰن صاحب حال ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء ہند
(۵) مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی (۶) مولانا عبد الحنان صاحب
(۷) مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب علامہ عثمانی کے دولت کدہ پر
تشریف لائے۔ علامہ عثمانی نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ ملے

حصے لیے، وہ مزاج پرسی تک ہی رہی۔ عیادت کے بعد چند منٹ مجلس پر سکوت طاری رہا۔ یہ خاموشی غالباً اس لیے تھی کہ کون ابتدا کرے اور کس موضوع سے مسئلہ پر گفتگو کا آغاز ہو۔

چونکہ علامہ عثمانی کو بتانا ہی مقصود نہ تھا، اور یہ حضرات بغرض تشریف لائے تھے اس لیے علامہ عثمانی بھی خاموش رہے۔ آخر مولانا حفظ الرحمن صاحب نے مسائل حاضرہ پر گفتگو کی ابتدا کی اور ایک طویل تقریر فرمائی جو تقریباً پون گھنٹہ جاری رہی۔

علامہ عثمانی بڑی توجہ سے تقریر کو بغور سنتے رہے۔ جب وہ تقریر فرما چکے تو علامہ عثمانی نے فرمایا کہ جو الفاظ آپ نے ابھی فرمائے ہیں گفتگو کے سلسلے میں جو اہم نکتے بیان ہوئے ہیں ان کی ترتیب سے میں ان کا بالکل ترتیب وار عرض کروں گا۔ اگر کوئی ضروری بات رہ جائے تو آپ یاد دلا کر اس کا جواب مجھ سے لے سکتے ہیں۔

اس گفت و شنید کا سلسلہ ساڑھے تین گھنٹہ مسلسل جاری رہا، اس مکالمہ میں سب سے زیادہ حصہ مولانا حفظ الرحمن صاحب نے لیا اور دوسرے درجہ پر مولانا احمد سعید صاحب ان کے شریک رہے۔ کبھی کبھی اور صاحب بھی کچھ بول پڑتے تھے لیکن حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے جو مزاج پرسی کے بعد سکوت اختیار فرمایا وہ ختم مجلس تک ختم نہیں ہوا۔ مجلس سوا تین گھنٹے ایک حرف بھی نہیں بولے علامہ عثمانی کو اس طویل سکوت پر خود حیرت تھی وہ بحث میں نہ کیا حصہ لیتے، اشارۃً کنایۃً بھی کسی موضوع پر اثباتاً یا نفیاً کسی طرح کا اظہار خیال نہیں فرمایا۔ اس مجلس میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا وجود تقریباً پندرہ منٹ سے زیادہ نہ تھا۔

## مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا خلاصہ

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیۃ العلمائے اسلام گورنمنٹ کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔ مولانا آزاد سبحانی جمعیۃ العلمائے اسلام کے سلسلہ میں دہلی گئے اور حکیم واحد بخش صاحب کے ہاں قیام کیا۔ ان کی نسبت عام طور پر لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ سرکاری آدمی ہیں۔ مولانا آزاد سبحانی صاحب اسی قیام کے دوران میں پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک مسلمان افسر سے ملے جن کا نام بھی تحریر شبہ کے ساتھ بتلایا گیا اور مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیۃ العلمائے ہند کے اقتدار کو توڑنے کے لیے ایک علماء کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ اس کی تائید اور اس مقصد کے لیے روپیہ دے گی چنانچہ ایک معقول رقم اس کے لیے منظور کر لی گئی اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالہ بھی کر دی گئی۔ اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔ مولوی حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ یہ اس قدر مستند روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا آزاد سبحانی صاحب نے اس کے بعد کلکتہ میں جلسہ کیا جس میں انہوں نے جو کچھ کہا اس کی روداد آپ کے علم میں ہے۔ ان کی تقریر بھی سب کو معلوم ہے۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ گاندھی کے ساتھ ساتھ ان کی طرح رہتے تھے۔ ہم کچھ دن ہندوؤں کے خلاف ہو گئے۔ بہرحال اس مسلمان افسر کا تبادلہ ہو گیا اور ایک ہندو اس کی جگہ آگیا جس نے گورنمنٹ کو ایک نوٹ لکھا جس میں دکھایا گیا کہ ایسے لوگوں یا انجمنوں پر گورنمنٹ کا روپیہ صرف ہونا ٹھیک

بیجا ہے۔ اس پر آئندہ گفتگو ہوگی۔ اسی ضمن میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔ اس کے بعد مولوی حفظ الرحمٰن صاحب نے پاکستان کی مخالفت میں جو نقصانات ان کے نزدیک تھے وہ خطیبانہ شان کے ساتھ بیان کیے اور دکھایا کہ مسلمانوں کے لیے قطعی پاکستان سخت مضر ہے۔

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ آپ نے کلام اس قدر طویل کر دیا کہ اب ہر ایک چیز کا جواب دینا مشکل ہے۔ میں جو کچھ یاد رکھ سکا ہوں اس کے جوابات دوں گا اگر کسی چیز کو بھول جاؤں تو آپ مجھے یاد دلا کر اس کا جواب طلب کریں۔

## علامہ عثمانی کا جواب

پہلے میں اس معاملہ کی نسبت گفتگو شروع کرتا ہوں جو آپ نے مولانا آزاد سبحانی کے متعلق فرمایا ہے۔ جو حکایت آپ نے بیان کی ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں نہ تکذیب۔ ممکن ہے آپ سچ کہتے ہوں مجھے اس سے پہلے ہی یہ بتا دیا گیا تھا، ایک گمنام خط کے (جو دہلی سے ملا) ذریعہ تمام قصہ پہنچ گیا تھا اور مجھے بھی اس خط میں یہ دھمکی دی گئی تھی وہ روایت صحیح ہو یا غلط بہرحال میرے علم میں آ چکی ہے لیکن اس روایت سے مجھ پر کیا اثر پڑ سکتا ہے اور میری رائے کیا منافی ہو سکتی ہے۔ میں نے جو رائے پاکستان وغیرہ کے متعلق قائم کی ہے وہ بالکل خلوص پر مبنی ہے۔ جمعیۃ العلماء اسلام جو کہ مولانا آزاد سبحانی نے قائم کی خود ہی جمعیۃ العلماء اسلام قائم رہے یا نہ رہے میری رائے کیسے

بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کے لیے پاکستان مفید ہے۔ اگرچہ بعض حضرات
دیوبند میں یہ روایت کہ تسلیم کی گئی کہ جمعیۃ العلماء اسلام گورنمنٹ
کی امداد سے قائم ہوئی ہے۔ آج میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کانگریس
کی ابتدا کس نے کی تھی اور کس طرح ہوئی تھی؟ آپ کو معلوم ہے کہ
ابتداءً اس کا قیام ایک وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا اور عرصہ تک
وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے راگ الاپتی رہی ہے۔

بہت سی چیزوں کی ابتدا غلط ہوتی ہے مگر انجام میں بسا اوقات
وہ بہتر منقلب ہو جایا کرتی ہے۔ ہم نے سر آغا خاں والی یا جمعیۃ العلماء
اسلام کی وجہ سے مسلم لیگ کی تائید نہیں کی بلکہ دیانتداری سے قائم
کیا ہے کہ مسلمانوں کا ایک مرکز اور ایک پلیٹ فارم ہونا چاہیے اور
ملکی وقت کو اس کی پشت پناہی اور مصالح ہی بعد وجہ ملکی نہ چاہیے
عام دستور ہے کہ جب کوئی شخص کسی سیاسی جماعت یا تحریک کا مخالف
ہو تو اسی قسم کی باتیں اس کے حق میں مشہور کی جاتی ہیں۔ دیکھئے حضرت
مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے آپ کے مسلّم
بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کی طرف سے یہ کہا گیا
کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دئیے جاتے تھے۔ اسی
کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم
نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے۔ مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی
تھی کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گزرتا تھا۔ اب اسی طرح اگر حکومت مجھے
یا کسی شخص کو استعمال کرے مگر اس کو یہ علم نہ ہو کہ اس سے استعمال کیا جا
رہا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شرعاً اس میں ماخوذ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد
مولانا عثمانی نے اشارہ کر کے فرمایا کہ ان مولوی حفظ الرحمن صاحب سے
آپ پوچھئے کہ مسائل دارالعلوم کے سلسلہ میں دیوبند کے بعض پارٹی

الخلاص نے آپ کے سامنے نہایت تعلّی الفاظ میں کیا یہ نہیں کہا تھا کہ وہ کانگریس کے دفتر میں ہم دو بیل؟ شخصیں ہے وہ جتنی دیکھ کر گئے ہیں جس کے ذریعہ مولانا مدنی کو شبیر احمد عثمانی نے گرفتار کرا دیا ہے۔ نعوذ باللہ علی ذلک۔ مگر میں پوچھتا ہوں کیا اس میں ذرا بھی کوئی اصلیت ہے۔ اس پر مولوی حفظ الرحمن صاحب نے آنکھیں نیچی کر لیں اور خاموش ہو رہے۔

اس کے بعد علامہ عثمانی نے فرمایا کہ آپ حضرات کے متعلق بھی عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے لے کر کھا رہے ہیں کیا یہ صحیح چیزیں ہیں۔ اب مجھے ان سب تفصیل سے بالکل علیحدہ رہ کر خود کرنا چاہیئے کہ کونسا راستہ اختیار کرنے میں مسلمانوں کا فائدہ ہے اور کس راستہ میں ان کا نقصان۔ قطع نظر اس سے کہ وہ بات انگریز کے کیمپ کی زبان سے نکلے یا کانگریسی ہندو کا دل کہے۔ (مرتب)

لہٰذا اب میں مزید گفتگو سے پہلے تین چیزیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

## گفتگو کا محور

پہلی چیز دریافت طلب یہ ہے کہ

۱- جو فارمولا جمعیۃ العلمائے ہند نے پاکستان کا نعم البدل ظاہر کر کے ملک کے سامنے پیش کیا اور جس کا حوالہ مولانا حفظ الرحمن صاحب نے اپنی تقریر میں بھی دیا ہے۔ اس فارمولا کو آپ نے کہاں تک دل سے منظور کیا ہے یا نہیں؟

مولانا حفظ الرحمن صاحب نے اس کا جواب تفصیل سے دیتے ہوئے کہا ... ہوں۔ میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا

نا، ورلا تو کانگریس نے تسلیم کر لیا ہے یا نہیں۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ ہمارا یہ اصول نہیں ہے کہ ہم جنگ آزادی کی شرط کے طور پر مسلمانوں سے کوئی چیز منوالیں۔

۲۔ دوسری بات یہ معلوم کرنی ہے کہ آپ جو کچھ گفتگو اس وقت مجھ سے فرمانا چاہتے ہیں وہ کس تقدیر پر ہے۔ آیا یہ فرض کر کے ہو رہی ہے کہ انگریزی حکومت ہندوستان سے چلی گئی ہے یا جا رہی ہے یا یہ کہ ابھی وہ موجود ہے اور سر دست جانے والی نہیں ہے جو کچھ لینا ہے اسی سے لینا ہے۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ انگریزی حکومت ابھی ہندوستان میں موجود ہے اس کی موجودگی تسلیم کرتے ہوئے جو کچھ لینا ہے اسی سے لینا ہوگا۔

۳۔ تیسری بات وہ بات طلب یہ ہے کہ آپ حضرات جو انقلاب چاہتے ہیں وہ فوجی انقلاب ہے یا آئینی۔

اس کا جواب دیا گیا کہ فوجی انقلاب کا تو اس وقت کوئی موقع نہیں، فی الحال نہ اس کا امکان ہے نہ اس کے وسائل مہیا ہیں اس وقت تو آئینی انقلاب مقصود ہے۔

## علامہ عثمانی نے بحث کا رخ متعین کر لیا۔

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ بس اب بحث کا رخ متعین ہو گیا۔ اب کلام اس پر ہوگا کہ صورت انگریزی حکومت کی موجودگی کے باوجود آئینی انقلاب میں کونسا راستہ مسلمانوں کے لیے مفید ہے کہ یا وہ راستہ جو جمعیۃ العلماء ہند نے تجویز کیا ہے۔ یا پاکستان جو راستہ مسلم لیگ اختیار کر رہی ہے۔

پاکستان کے نقصانات کا اظہار وفد جمعیۃ العلماء نے جن کی

طرف سے مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے اپنی طویل تقریر میں فرمایا کہ پاکستان قائم ہونے میں مسلمانوں کا سراسر نقصان اور ہندوؤں کا فائدہ ہے۔

بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت ۵۳ فی صدی ہے۔ [illegible] تعداد [illegible] اور [illegible] اکثریت دوسروں کی ہوجائے گی مسلم اکثریت کے صوبوں میں غیر مسلم اقلیت اتنی زبردست ہے کہ مسلمان اس سے کسی طرح بھی عہدہ برآ نہ ہوسکیں گے اور بہت ہی تھوڑی اکثریت کچھ دنوں کے بعد [illegible] بلکہ ہمیشہ معرضِ خطر میں رہے گی۔

[illegible] یہ کہہ چکے ہیں کہ پاکستان میں جمہوری طرز کی حکومت ہوگی [illegible] مسلمانوں کو پاکستان سے کوئی [illegible] بلکہ تنظیم، دولت اور تعلیم وغیرہ میں پست ہونے کی وجہ سے [illegible] فی صدی مسلمانوں کی اکثریت [illegible] فی صدی غیر مسلم اقلیت کے [illegible] رحم و کرم پر رہے گی [illegible] قوم ہے وہ کسی طرح بھی پاکستان قائم نہ رہنے دے گی [illegible] قوم ہے وہ بھی مسلمانوں کو چین سے نہ بیٹھنے دے گی۔ پاکستان ہر صوبہ کا جدا جدا [illegible] تمام مسلم صوبوں کا پاکستان ایک ہوگا۔

اس موقع پر مولانا عثمانی نے پوچھا کہ کیا آپ کے نزدیک پاکستان کا مطالبہ کرنے والے [illegible] پاکستان بنانا چاہتے ہیں یا تمام مسلم اکثریت والے صوبوں کا ایک پاکستان مطلوب ہے؟ جواب دیا گیا کہ ہم پاکستان تو ایک ہی بنانا چاہتے ہیں۔ مولانا عثمانی نے فرمایا تب صوبائی [illegible] اور [illegible] جھگڑا [illegible] ہے۔

جمعیت العلماء اور مسلم لیگ کے فارمولا کے [illegible]

مولانا [illegible] تو اس وقت ہم کو پاکستان کی مرکزی حکومت

میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ مسلم اور غیر مسلم کی آبادی میں کیا تناسب ہے؟ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی طرف سے کہا گیا کہ پاکستان میں مجموعی تعداد مسلمانوں کی چھ کروڑ ہوگی اور غیر مسلم تین کروڑ ہوں گے۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ یہ تعداد غلط ہے۔ مجموعہ میں مسلمان تقریباً سوا سات کروڑ ہیں لیکن یہ سات کروڑ مسلم کہے جاتے ہیں اور غیر مسلم جو تین کروڑ سے کم ہیں ان کو آپ دو کروڑ کرلیا جائے۔ اس تعداد سے سات اور تین کی نسبت مسلم و غیر مسلم کے درمیان ہوئی اور مجموعہ آبادی میں آپ کے فرمانے کے مطابق ساٹھ اور چالیس کی نسبت ہوگی یعنی مسلمان ساٹھ فی صدی اور غیر مسلم چالیس فی صدی ہوں گے، حالانکہ اس صورت میں مجموعہ میں مسلمان تقریباً ستر فیصدی اور غیر مسلم تیس فی صدی ہوتے ہیں۔

## حضرت علامہ کا مسکت و حقیقت افروز جواب

اور

## وفد جمعیۃ العلماء کی لاجوابی

پھر علامہ عثمانی نے اس وقت اس سے بھی اختصار کر کے اور معانی کے ہی بیان کردہ تناسب کو صحیح مان کر اس پر کلام فرمایا۔ آپ نے کہا کہ آپ کا مدار چونکہ اس پر ہے کہ اس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کا مرکزی حکومت میں کیا تناسب رہتا ہے تو آپ کے نظریہ کی رو سے مرکز میں چالیس مسلمان رہ جائیں گے اور چالیس ہندو اور بیس فی صدی جو اگر اچھوت ہوں گی۔ اس طرح سے آپ کے نظریہ کے لحاظ سے غیر مسلموں کی تعداد ساٹھ فیصدی اور مسلمانوں کی تعداد چالیس فیصدی ہو گئی اھ

مسلم لیگ سے پاکستان کا نام ہو ہی (بقول آپ کے) یہی نسبت ہی کیسی
مرتبہ کی (جبکہ) سارا شرقی صوبہ مسلمان ہو اسی لیے اس صوبہ غیر مسلم چونکہ
رہا و کہ متعلق تناسب پاکستان کا نام رہا ہے، مشرقی صوبہ ہی اس قسم کی
صوبہ کا ہوتا ہے اب آپ ہی انصاف سے فرمائیے کہ آپ کے مسلم
نام سے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا جبکہ ہم صاف فیصلہ کر رہے ہیں کہ
بھی کچھ نہیں کر سکتے تو یہ اسی طرح صوبہ کیا کر سکیں گے۔

نوٹ:۔ جمعیۃ العلماء کے نام سے تو یہ بھی صاف صحیح ہے کہ
خالص اسلامی مسائل میں صرف تنہا مسلمان ہو، اگرچہ کسی چیز کے خلاف ہونگے
تو وہ غیر مسلمانوں کے لیے قبول نہیں کی جائے گی اس شرط سے کہ
یہ مشترکہ صوبہ کا تعلق ہو سکتا ہے لیکن خاص مسلمانوں کے حق
میں جو قرار یا مفید امور ہیں، ان کے خاطر تو یہ حاصل ہو سکے گی
ہم یہ سمجھ کر کہ یہاں مسلم تعداد چالیس اور غیر مسلم تعداد ساٹھ
فیصدی ہو تو اسمبلی تمام کا وہ غیر مسلم اکثریت کے رحم وکرم پر رہے گی
کہ وہ معاملات میں کہ خالص اسلامی مسئلہ کو سامنے اکثریت نہیں
رکھ سکے گی۔

اس سے یہ بات کیا ہو کہ عیسائی بھی ساتھ ہوں گے مقصد یہاں
غور کرنے کی عجیب بات ہے کہ جب پاکستان کا نام ہو سامنے آتا
ہے تو عیسائی مسلمانوں سے علیحدہ غیر مسلم بلاک میں شمار کیے جاتے ہیں اور
جب جمعیۃ العلماء کے مقاصد پر بحث کیا جاتا ہے تو یہی
عیسائی گویا محمد پر کر مسلمان ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ
شمار کیے جانے لگتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ غیر مسلم سب کے سب ہیں
ایک ہی تعداد ہوں گے [illegible] اور ان مسلمانوں کو
اس سب کے مقابلہ کر مسئلہ پر غور کرنا چاہیے۔ [illegible] جمعیۃ العلماء کے

آخر کار اس کو تسلیم کر لیا۔ اگر پاکستان ہندو کے لیے مفید ہے تو وہ اس کی مخالفت کے لیے اس قدر مضطرب کیوں ہے؟

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ آپ کا یہ دعویٰ کہ پاکستان قائم ہونے میں سراسر مسلمان کا نقصان اور ہندوؤں کا نفع ہے اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ ہندو مہا پاکستان سے پھر کیوں اس درجہ مضطرب و خائف ہے، اور اس کی انتہائی مخالفت پر تلا ہوا ہے کیا آپ باور کر سکتے ہیں کہ ہندو مہا پاکستان کی مخالفت محض اس لیے کر رہا ہے کہ اس میں مسلمانوں کا نقصان ہے اور وہ کسی طرح بھی مسلمانوں کا نقصان دیکھنا گوارا نہیں؟ اس کا تو اعلان ہے کہ جو جماعت یا جو شخص بھی پاکستان یا مسلم لیگ کے خلاف کھڑا ہوگا کانگریس اس کی ہر طرح سے امداد کرے گی۔

اس وعدہ کا تعلق کسی شخص خاص سے نہیں کانگریس کے پورے ادارے سے ہے۔ اعلان کا قول ہے پاکستان ہماری لاشوں پر بن سکتا ہے وغیرہ وغیرہ آخر یہ شدید اور انتہائی مخالفت کیوں ہے۔

اس کے جواب میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ اس کی کوئی مصلحت ہوگی لیکن میں اس کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکتا اور اس بارہ میں سکوت سے گریز کیا جاتا ہے۔

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ اس کی جو کچھ بھی مصلحت ہو وہ خدا جانے حضرت مولانا نے غور کیا کہ وہ مصلحت کیا ہو سکتی ہے۔ میرے نزدیک تو اس کی مخالفت کی وجہ صرف اس لیے ہے کہ انگریزی کی حکومت تو سر دست قائم ہے جیسا کہ آپ خود تسلیم کر چکے ہیں۔ ہندو یہ چاہتا ہے کہ انگریزی حکومت کے زیر سایہ ہم کو دس کروڑ مسلمانوں میں سے ایک شخص کی گردن پر سے بھی ہندو اکثریت کا جوا کبھی اور کہیں اترنے نہ پائے

اور اس طرح مسلمان ہمیشہ اکثریت ہندو کی دائمی غلامی میں باختیار خود پھنسے رہیں۔

علامہ عثمانی نے کہا کہ یہ عجیب چیز کہی ان لوگوں سے جب جمعیۃ کے رفقاء کی جانب سے کہا گیا کہ اچھا اگر پاکستان بن جائے تو تین کروڑ کی مسلم اقلیت جو ہندوستان میں رہ جائے گی اس کی حفاظت کا کیا انتظام ہوگا علامہ عثمانی نے فرمایا کہ ان کے پیچھے سات کروڑ ہوں گے، ان میں ہماری ماتحت مسلم اقلیت ہے، ان کے پاس اور ہندو اقلیت یہاں سے یہاں رہے گی اور ویسی ہی یا اس سے بھی بہتر رہے گی۔ آخر ہندوستان میں رہ کر مسلمانوں کی حفاظت کس طرح ہوگی؟ کے بعد مولانا حفظ الرحمن اور مولانا احمد سعید صاحب نے خاموشی اختیار کر لیا۔

## علیگڑھ کالج پر اتہام

اس حضرت نے علیگڑھ کے بعض تعلیم یافتہ کے دین کے خلاف ہیں، تک اگر مسلمانوں کے رہنما ہو گئے تو دین کو برباد کر دیں گے، علماء کو مٹا دیں گے، اس سلسلہ میں اور بہت سی باتیں بھی ذکر کیا گیا جو بعض مقامات میں مولانا حسین احمد صاحب کے ساتھ کی گئی تھیں، اسی سلسلہ میں یہ بھی کہا گیا کہ مسلم لیگ سے علیحدہ، خطاب یافتہ لوگوں کی جماعت ہے۔

سر فیروز خان نون کے متعلق فرمایا گیا کہ وہ مرزائیت کے اشاعت منتظم ہیں کہ مسلم لیگ بھی ... علاوہ سرکار دی ہیں۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ سر فیروز خاں نون کے متعلق یہ بحث

نہیں کرتا آپ جو چاہیں کہیں لیکن مسٹر جناح کے متعلق ہمارے گمان میں یہ ہو سکتا کہ وہ سرکاری آدمی ہیں یا وہ کسی دباؤ یا لالچ میں آسکتے یا کسی قیمت پر خریدے جا سکتے ہیں۔

مولانا احمد سعید صاحب کے اس کہنے پر کہ مسلم لیگ سے تعلق نہ اور صورت یعنی بعض ترقی علماء کا اختلاف رہنا اور دونوں کو تنہا کر دیا جاتا ہیں۔ علامہ عثمانی نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو مشکلات ہوئیں ان کا حل آپ کے ذہن میں کیا ہے۔ وہ بھی فرمائیے۔ اس پر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور کچھ خاموشی سی طاری ہو گئی۔ پھر وفد کی طرف سے کہا گیا کہ حضرت آپ ہی فرمائیں کیا حل ہے۔ حضرت علامہ نے فرمایا کہ یہ خوب ہے مشکلات تو بیان فرمائیں آپ اور حل بتلاؤں میں۔ آخر آپ نے بھی تو کچھ اس کا حل سوچا ہوگا۔

## علماء کی مشکلات کا حل علامہ عثمانی کی طرف سے

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ اچھا لیجئے میں ہی اس کا حل عرض کرتا ہوں میرے نزدیک اس کا حل صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ سب حضرات مل کر مسلم لیگ میں داخل ہو جائیں اور داخل ہو کر اس پر قبضہ کریں اور ایک دو مہینے دورہ کر کے جس قدر لوگ ممکن ہوں مسلم لیگ کے ممبر بھرتی کرائیں۔ جب آپ کے ہم خیال ممبران کی اتنی بڑی تعداد مسلم لیگ میں داخل ہو جائے گی تو پھر ہم عوام کے ذریعہ سے جو مفید مشورہ مسلمانوں کے لیے ہوگی بآسانی ہم منوا سکیں گے لیکن جہاں تک عوام ہوشیار بھی تھیں کہ ہم دو چار دس ممبر بھرتی کرا سکیں۔ یہ اس کے لیے تیار نہیں کہ آپ حضرات کے ساتھ مل کر اس کام میں حصہ لیں میرے نزدیک تو اصلاح کی یہی بہترین شکل ہے۔ اس پر مولانا حفیظ

صاحب نے فرمایا کہ پھر آپ یہ کہیں گے جب ہم لوگ ایسا کریں گے تو برا ہے۔ مناسب ہے تو آپ دوسری مسلم لیگ سے علیحدہ ہو کر دوسری مسلم لیگ بنا لیں گے۔

علامہ عثمانی نے فرمایا اگر دوسری مسلم لیگ بنا ہی لیں گے تو اس سے کیا ہوگا عوام کی طاقت تو بٹ جائے گی، ساتھ ہی یہ ہوگا۔ حضرت شیخ مرحوم نے بھی تو کلکتہ میں جمعیت لیگ بنائی تھی لیکن اس کا حشر کیا ہوا۔ جب شیخ صاحب رخصت ہو گئے، ان ہی کے ساتھ ان کی مسلم لیگ بھی ختم ہو گئی اور رابطہ عوام بھی کبھی پیدا نہ کر سکے۔ اور اس تیسری بات کا تعلق جو آپ کے ساتھ ہے، اس کے متعلق آپ کو معلوم ہے کہ میں نے جو پیغام جمعیت العلماء اسلام کے اجلاس کلکتہ کے موقع پر بھیجا تھا اس میں صاف طور سے لکھ دیا تھا کہ بے جا طریقہ کی مخالفت، طاقت سے کچھ منظم کرنا فرض سمجھا جائے یا مولانا حسین احمد وغیرہ کے ساتھ کوئی ناشائستہ سلوک کیا جائے۔

## انگریزی خواں طلباء کی شکایت کرنے سے پہلے دارالعلوم دیوبند کی اصلاح کیجیے

اسی موقع پر ایک بات کسی نے یہ بھی کہی کہ میں انگریزی خواں طلباء کے رویہ کی آپ شکایت فرماتے ہیں وہ تو آپ کے شریف ہی ہیں انہوں نے کسی دینی ماحول میں تربیت نہیں پائی، وہ کچھ ہی کیوں نہ کریں لیکن آپ مسلم قوم کو بتائیے کہ وہ جو اس میں مبتلا کیا جا رہا ہے، یہ جو دینی مدارس کے طلبا آپ کے شاگرد آپ کے شریف اور دینی اصول پر اخلاق میں تربیت پانے والے ہیں ذرا ادھر تو دیکھئے کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے طلبا نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چھپوائے تھے ہیں جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا؟ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین جمعیۃ متفق مسلم لیگ رہا تھا ایک دو تھے جو یا تو خاموش یا ہم سے ہمدردی رکھتے تھے۔ دارالعلوم کے طلبا نے میرے قتل تک کے حلف اٹھائے اور وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جاتی تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جاتیں۔ کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا؟ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پر خوش ہوتے تھے۔

حضرت شبیر احمد عثمانی: آج کل جو میری ذات پر نہایت رکیک حملے لکھ رہا ہے کیا آپ حضرات میں سے کسی نے اس پر بیزاری کا اظہار کیا؟ اس پر سب کی آنکھیں شرم سے جھکی ہوئی تھیں۔

مولانا احمد سعید صاحب نے اتنا فرمایا کہ ابھی حضرت مدنی تو ہمیشہ اسی قسم کی بیہودہ حرکات پر افسوس کیا کرتے جیسا کہ آپ کو معلوم نہیں۔ علامہ عثمانی نے فرمایا اس وقت تو وہ آپ کی حمایت اور ہمدردی کا سبب کچھ کر رہا ہے مگر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ایک زمانہ میں وہ ہی مسٹر آپ صاحبان کو بھی بری طرح مجروح کیا تھا لیکن دیکھنا صرف یہ ہے کہ آپ حضرات نے کبھی اس قسم کی تحریروں سے جو ہمارے متعلق کی گئی اظہار بیزاری بھی کیا یا کسی پر ملامت کی۔ ہم نے تو جب کیا کہ مرتبہ مٹنے پر ایسے اشخاص سے اس قوت کے ساتھ اظہار بیزاری کرتے رہے۔

## فرق عمل

لاڈکس جب مراد آباد گئے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ کیا مولانا

حسین احمد صاحب اور مفتی کفایت اللہ صاحب آپ کے نزدیک محض ذاتی مفاد کے لیے ہندوؤں کا ساتھ دے رہے ہیں یا ان کا اتباع یہ دینی اور فکری بنا پر اپنے اجتہاد کے مسلک سے صحیح سمجھے ہیں؟

میں نے جواب میں لکھا کہ میرے حاشیہ خیال میں بھی یہ نہیں آسکتا کہ یہ حضرات محض ذاتی مفاد کے لیے ایسا کر رہے ہیں، وہ اپنے نزدیک جو حق سمجھتے ہیں کر رہے ہیں اور دینی کر رہے ہیں اجتہاد کا مسلک سمجھتے ہیں۔ باقی اور الزام نہیں کہ جیسا یہ کا خیال ہے وہ واقع میں یہ بھی چہ خیال کی تغلیط دوسروں پر واجب ہے۔ مودودی ذکر کا تذکرہ میں نے اس لیے نہیں کیا کہ مجھ کو کوئی انتقام لینا مقصود ہے۔ میں کو ہر صورت ایسے اعتراض کو غلط سمجھتا ہوں، دکھانا صرف یہ ہے کہ ہم لوگوں نے اپنی بساط کے موافق اس قسم کے اتہام کو رفع کرنے کی ہمیشہ سعی کی ہے۔

## مولانا مدنی کا پاکستان کے خلاف ایک استدلال اور علامہ عثمانی کی طرف سے اس کا مسکت جواب

آخر گفتگو میں مولانا حسین احمد صاحب نے اپنی جیب سے ... کا ایک مضمون نکال کر تقریباً ... میں پڑھ کر سنایا۔ مضمون ایک انگریز کی تحریر اور اس پر مشتمل تھا جس میں اس نے ہندوستان کی سیاست پر بحث کرتے حکومت برطانیہ کو اس کا ایک حل بتلایا تھا۔

اس مضمون میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور بمبئی کے بجائے کراچی کو تجارت کا مرکز بنایا جائے گویا اس مضمون کو سنانے کی غرض یہ تھی کہ مسلم لیگ نے جو نقشہ پاکستان

پیش کیا ہو وہ ابھی انگریز کی تحویل میں ہے اور مسلم لیگ بھی حکومت کے اشاروں پر چلنے والی جماعت ہے۔

## اس دوران میں مولانا احمد سعید کا ایک سوال اور اس کا جواب

مولانا احمد سعید صاحب نے سوال کیا کہ انگریز کی پالیسی حکومت کرنے کی ہے یا جمع کرنے کی یعنی اس کا فائدہ کس جانب میں ہے۔ مطلب یہ تھا کہ ہم جو متحدہ حکومت چاہتے ہیں انگریز کے لیے مفید ہے یا جس طرح آپ تقسیم چاہتے ہیں یہ صورت حکومت کے لیے مفید ہے۔ محقق علامہ عثمانی نے ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک آپ کے سوال کا ایک جواب نہیں ہو سکتا یعنی آپ کے سوال کے جواب میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انگریز کا فائدہ ہمیشہ ٹکڑے کرنے میں ہے یا جمع میں۔

میرا جواب یہ ہے کہ کبھی انگریز کا فائدہ ٹکڑے کرنے میں اور کبھی جمع کرنے میں ہوتا ہے چنانچہ اس کی ایک مثال یہ نظیر کا منظر آئیے۔ برطانیہ نے ترکی اور عرب کے ٹکڑے ٹکڑے کیے۔ عراق و شام، لبنان، نجد، یمن سب کو علیحدہ علیحدہ حصوں میں منقسم کر دیا۔ ایک وقت میں پالیسی یہ تھی اور اب عرب لیگ قائم ہو رہی ہے۔ جس میں تمام عربوں کو روس کے خطرہ سے انگریز متحد کر کے ان سب کا ایک بلاک بنانا چاہتا ہے۔ گویا یہ بھی آپ کے نزدیک انگریز کے اشارہ سے قائم ہو رہا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ تمام عرب ممالک کی ایک متحدہ دیوار بنائی جائے۔ اس کو وہ بھی تسلیم کریں گے کہ یہ ٹھیک ہے۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ پھر یہ کہنا کہ تقسیم کرنا انگریز کی پالیسی ہمیشہ ٹکڑے کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ کبھی اس کی پالیسی جمع کرنے کی بھی ہوتی ہے اب ہمیں تو یہ سوچنا چاہیے کہ ہمارا فائدہ

کسی صورت میں بھی۔ خواہ وہ کسی بھی ہو۔ ہندوستان میں حکومت ہو تا ہمیں
بڑا نقصان ۔۔ ہو سکتا ہے کہ چند مسلمان کسی کے مقابلہ میں بھی کوئی فیصلہ
اپنے مذاہب کے اختیار خود تعلق ہوا نہیں کر سکتی۔

## نظریۂ پاکستان کانگریس اور حکومت دونوں کے نظریوں کے خلاف ہے

اس کے بعد علامہ عثمانی نے فرمایا کہ مولانا حسینی احمد صاحب نے
ہم ایک انگریز کا مضمون پڑھ کر سنایا جو ایک انگریز کی شخصی رائے اور
تجربہ ہے۔ جناب سمجھے وہ جیسے پہلے آپ تقسیم کی تھی لیکن حکومت
برطانیہ کا مسلک ہے [illegible] ہندوستان
[illegible] اپنی تقریروں میں برملا یہ کہا کہ اس
ملک کا [illegible] حکومت ایک ہی [illegible] چاہیے۔ ابھی ملک بھر کوئی
[illegible] نہیں ہو سکتا [illegible] تقریر کلکتہ کے [illegible]
کہ دوسری مرتبہ [illegible] اور آج بھی [illegible]
[illegible] ملک کی تقسیم نہیں
ہو سکتی [illegible]
نے بھی [illegible] اسی قسم کی تقریر کی تھی۔ اب آپ حضرات خود فرمائیے
کہ [illegible] ہند کے نظریے کی حمایت کا [illegible] کر رہی ہے یا مسلم لیگ
مولانا احمد سعید صاحب نے فرمایا کہ ابھی حضرت نے جو تحریر
کی ہے [illegible] کہتے ہیں۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ
انگریزی کی تجویز میں بھی [illegible] احتمال ہو سکتا ہے۔ لیکن حجت کہ دیں
تو سب سے [illegible] کا قول پیش کر سکتے ہیں۔

## پاکستان کے قیام پر مولانا مدنی کا ایک اشکال اور اس کا شافی جواب

اسی سلسلہ میں مولانا حسین احمد صاحب نے فرمایا کہ اچھا اگر پاکستان قائم ہو گیا تو ہندوستان کا کیا حشر ہوگا۔ [illegible] نے اگر حملہ کر دیا تو سرحد کے مسلمان بیچارے پس جائیں گے۔ سارا بوجھ ان پر پڑ جائے گا۔

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ یہ تو آپ مان ہی چکے ہیں کہ اگر تحریک ابھی یہاں موجود ہے۔ صورت اگر پاکستان بن گیا تو وہی بنائے گا [illegible] کی حفاظت کی بھی کوئی صورت ضرور نکلے گا اور آپس کے بٹ جانے کی صورت میں تیسری قوت ہندوستان پر چڑھائی کرے گی تو دونوں خطے مل کر اس کی مدافعت کریں گے۔ ادھر بیک [illegible] کے آدمی [illegible] سے مدد کرتے گا۔ کیونکہ یہ سب کا مشترکہ فساد ہوگا۔ یہاں نہیں کریں گے تو سب کا نقصان ہے۔

اسی قسم کے دلائل کے کلام [illegible] ہوں گے۔

مولانا حفظ الرحمن صاحب نے فرمایا کہ حضرت معاہدوں کو تو اجل کرنا پڑتا ہے۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ جب معاہدہ آپ سب کچھ کرنے کو تیار ہیں تو معاہدہ کی حیثیت تو بہرحال اس سے قوی تر ہونی چاہیئے۔

## جمعیۃ العلماء کی وفاقی طرز حکومت کی تائید کا خیال احتیاج منصوبہ پر مبنی ہے

ہم نے کی تقریر کا ماحاصل [illegible] کہ ہم کسی حالت اور کسی وقت میں بھی ہندو قوم کی [illegible] ہیں [illegible]

کام کر سکتے ہیں۔ یہ بات کہ ایک مسلم لیگ [illegible] مگر زیب نہیں دیتی
جو کہتے ہیں کہ [illegible] آزادی مل جائے گی ہم ہندو وغیرہ کسی
سے بھی نہیں ڈرتے۔

نیز آپ یہ دیکھتے ہیں کہ موجودہ حالت میں کس کی طاقت تھی کہ روس اور
برطانیہ کے [illegible] کہ کس طرح وہ بھی [illegible] کر کے
کی غرض مشترکہ تھی۔ پاکستان اور ہندوستان کا مقابلہ مشترک
ہوگا تو دونوں [illegible] تو ہم کیوں نہیں کر سکتے اگر قومی
اتحاد رہے ہو۔

## موجودہ الیکشن میں علامہ عثمانی کی حمایت لیگ کی کیا وجہ ہے۔

اس موقع پر مفتی عتیق الرحمٰن صاحب نے علامہ عثمانی سے کہا
کہ آپ تو ہمیشہ سے سیاست سے کنارہ کش رہتے تھے اس الیکشن میں کیا
[illegible] حضرت علامہ رحمۃ اللہ
فرمایا کہ اس الیکشن کی نوعیت پچھلے الیکشنوں سے بالکل مختلف ہے
حکومت نے صاف لفظوں میں اس کا اعلان کر دیا ہے کہ اس مرتبہ منتخب
ہونے والی اسمبلیاں [illegible] ہندوستان کا مستقل دستور بنائیں گی
چونکہ اس الیکشن سے قوموں کی قسمتوں کا فیصلہ وابستہ تھا اس بنا
پر میں نے ضروری سمجھا کہ اس جدوجہد میں حصہ لوں اور مسلمانوں کی مدد کی
جائے جو مستقل وقت اور مسلم حق خود ارادیت کے حامی ہیں اس
کے بعد [illegible] سیاست سے [illegible]
[illegible] جمعیۃ العلماء [illegible]
ہمارے [illegible] خدمت [illegible]

(۱۱) دھوکہ یہ حضرات طرف ثانی در پردہ کر رہے تھے جس سے بیہودہ ہیں کہ مسلمانوں کا نقصان تھا آخر کار ہر شخص ایسے موقع پر میں سکوت کیسے اختیار کر سکتا تھا۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است | اگر خاموش بنشینم گناہ است

اس وجہ سے میں نے مسلم لیگ کی تائید و حمایت کی۔

پھر حضرت مولانا عثمانی نے یکایک کوئی اعلان نہیں فرمایا بلکہ جمعیت پاکستان کے نظریہ پر قومی و سیاسی حیثیت سے انتہائی طور پر تحقیق کی۔ جب کلکتہ کے اجلاس کل ہند جمعیۃ علماء اسلام میں آپ نے پیغام بھیجا تو استخارہ بھی فرمایا۔ مکمل بصیرت اور شرح صدر کے بعد یہ اقدام فرمایا گیا۔ (مرتب)

اس کے بعد علامہ عثمانی نے فرمایا کہ میرا کوئی [illegible] میں کوئی [illegible] ہندوستان میں اگر میری اپیل پر بیالیس لاکھ ووٹ تک آپ نے قبل نہ کیا [illegible] ہوں، بس شمالی ہی گیا تو کیا ہوا، آپ حضرات ماشاء اللہ آخر میں سب مل کر نہ جانے کی طاقت آپ کے ساتھ ہیں۔ میں تو اب آپ سے ایک [illegible] کی حیثیت رکھتا ہوں۔ کسی نے کہا نہیں یہ بات نہیں، آپ کے اعلان کے ایک ہی ہی چلے جانا ہوگا۔

## علامہ عثمانی سے سکوت کی درخواست

مولانا احمد سعید صاحب نے فرمایا کہ بہرحال یہ اختلاف مسلک ہے۔ اس میں احتمال خطا کا دونوں طرف سے ہو سکتا ہے تو اس قوت سے بیانات دیے جاتے ہیں کہ جیسے معاملہ کے لیے کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑتے۔ زور بھر تو نرمی اختیار فرمائیے۔

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ یہ حضرت تو آپ کے ارشاد اور فتاویٰ سب اہل علم

بھی آپ کو معلوم ہے کہ جب اختلافات و تشریح وغیرہ کے باہمی اختلافی مسائل کی تقریریں آپ اور ہم کرتے ہیں تو باوجود کہ صحیح امر بھی ہیں لیکن ہم میں سے کوئی اپنے مذہب کی تصویب و تائید میں کسر اٹھا رکھتا ہے اور حنفی مذہب کو ترجیح دیتے ہوئے شافعی یا مالکی یا حنبلی کے لیے وجہ ترجیح میں کوئی کوشش باقی نہیں چھوڑتا۔ احباب ہنسنے لگے۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ اس سلسلے میں میری تو وہی تجویز ہے جو فقہائے کرام نے مقلد کے عقیدے کی نسبت لکھا ہے کہ اپنا امام جو مسئلہ بیان کرے اس کی نسبت یہ اعتقاد رکھے صواب یحتمل الخطا یعنی صحیح ہے جو امام نے مسئلہ بیان کیا، وہ بجا اور درست ہے لیکن اس میں خطا کا بھی احتمال ہے کہ اس میں مقابل مذہب کا بھی قائم ہو کر معصوم ان میں سے کوئی نہیں۔

آخر میں مولانا مفتاح الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ جمعیت العلماء اسلام محض ہماری جمعیت کے مقابلہ میں اس کو توڑنے کے لیے قائم کی گئی ہے مناسب ہو گا کہ آپ اس کی صدارت قبول نہ فرمائیں۔

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ

میں نے ابھی صدارت کے قبول و عدم کی نسبت کوئی باضابطہ فیصلہ نہیں کیا ہے لیکن کل تک یہ مجھ نہیں کہ ممکنا انکار کر دوں گا۔

تمت۔ لیکن اس کے بعد علامہ عثمانی نے کل جمعیت العلماء کے اسلام کے ناظم کے تار کے جواب میں باضابطہ صدارت کی منظوری کا تار روانہ فرما دیا ہے۔

فللہ الحمد (مرتب)

جب یہ حضرات علامہ عثمانی سے رخصت ہونے لگے، مولانا سعید احمد صاحب نے دریافت فرمایا کہ آپ کو مفتی نظام الدین صاحب کا وہ تار یاد تھا

آپ جمعیت کا دستور تشریف لے جائیں گے۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ میں نے منتظمہ
نظام کو لکھا ہے کہ ابھی دو تین ماہ تک مجھے یہاں بغرض علاج قیام کرنا ہے
سو کا حکم ہے کہ اگر یہ حالت رہی تو جمعیت آباد آ سکیں۔
اب حضور نظام پر موقوف ہے کہ اگر اس کے با وجود انہوں نے مجھے
طلب فرمایا تو مجھ کو ہر حال جانا پڑے گا۔ اور اگر اجازت دے دی تو ٹھہر
جاؤں گا۔

الحمد للہ اس گفتگو کے مرتب ہونے کے وقت حضور نظام کا جو چیف
سیکرٹری کا لا ہے بنام علامہ عثمانی پہنچ گیا کہ آپ کو خود ہی تک قیام کی اجازت
ہے۔ (مرتب)

چلتے چلتے ندوی کا منشا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جو تحریرات آپ کی شائع
ہو چکی ہیں مسودہ بیان مسئلہ کے لیے کافی ہی ہے مگر کسی قدر اختیار کر لی
جائے تو کیا بہتر ہوگا۔

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ جس چیز کو میں حق سمجھتا ہوں ظاہر ہے کہ اس
معاملہ میں میرے لیے سکوت کیسے مناسب ہے۔ اس کے بعد ندوی رخصت
ہو گئے یہ تمام گفتگو نہایت خوشگوار فضا میں ہوئی مجلس میں ہیچ کبھی بھی ظاہر
اور تلخی پیدا نہیں ہوئی جب یہ تاریخی مجلس برخاست ہونے لگی تو علامہ
عثمانی نے اپنے یہاں آنے والے علماء کے احترام میں اتنا فرمایا کہ یہ مسلسلہ
گفتگو کا ذری سلسلہ نہیں ہے بہر حال ہم پھر بھی گفتگو کر سکتے ہیں۔ مجھے
کو موقع اور فکر کا حاصل ہے۔ اب مجلس کی ضرورت حالی ہے کہ آپ اپنی
گفتگو کا لم ایک ادھر میں اپنی جگہ پر جائیں۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہو گئی
اس کی حیثیت محض مسائل ما فرو پر جمعیت علماء اور مسلم لیگ کی طرف سے
کوئی کلام نہیں تھا۔

حاشیہ۔ یہ صورت ہے کہ آ کے رکھنے کے علامہ عثمانی کی سیاسی مسلح

کم جس قدر بھی بیان کی گئی ہیں وہ تعصب سے مملو ہیں موصوف کی ذات
کو ستانا شروع کر دیں گے۔ شرعی حیثیت سے گفتگو کرنا مولانا حفظ الرحمٰن جیسے
بیٹھے ہیں وہ جگہ تھے کہ وہ حسین احمد صاحب سے کیا بحث کرتے لیکن اس مکالمہ
سے خالی اس پر یہ حقیقت بھی روشن ہو گئی ہو گی

علامہ عثمانی کی معلومات شریعت جہاں ہے بے پناہ ہیں وہاں سیاسی
معاملات بھی ان سے کم نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ علامہ عثمانی نے
مسئلہ پاکستان کو اپنی گفتگو میں اس طرح سے منقح کیا ہے جو لوگ سیاسی
زندگی سے اس مکالمہ کو پڑھتے ہیں۔ تو وہ ضرور نتیجہ نکالتے ہیں جو علامہ پیش
پیش کرتے ہیں۔ (مرتب)

یہ مکالمہ مصنف مرتبہ علامہ عثمانی ہے۔

## مولانا حسین احمد اور آزاد

اس طرح کی معلومات افزا اور بصیرت افروز تاریخی مکالمہ
بعنوان جناب خان حسین خان نظیر صابری کی نظم بعنوان مولانا
حسین احمد اور آزاد جو حاضر مرحوم ۔ اگست میں شائع شدہ
کے جواب میں ۱۰ اگست ۱۹۴۶ء کے ... وکٹ میں شائع ہوئی
اس مقام پر ایک تاریخی نظم کی حیثیت سے ناظرین کرام کی خدمت عالیہ
نذر کیا جاتا ہے۔

ان حسین احمد جو شیخ الہند تھا کوئی نہ تھا
مسجد ... میں جو کل ... گرم ...
... قوم کی ... کے ...
... کی حالت ... حرم کی پاسبان
... سیاہ ... کی ... ...

... مقام ... سے ...
... قرموں ... گیا ...
... لب ... ہے ...
... ۲۰۰ ... کر ...
... مسلمانوں کی محفل ...

ایک تھا جو میں کراچی میں رہتا ایک — آج تک قوت کے مقاصد پر نہیں اس کی نظر

بد تر کیا حالت ہے اب کشمیر میں آزاد کی — محنت کے تقسیم کے فرصت میں نہ پایا اثر

یہ جو ہر ثقافت ہے اٹھ کے ہے ہر شخص کا — جو کبھی اس ملک میں تھا قوم کا فخر ونظر

یہ کے علم و آگہی پر تھا کبھی قوت کرا — نیل کے ساحل سے لے کر تا بہ خاک کاشغر

شخصیت کی قوت بیٹھا گو ہے پر رہا کہاں

ہے مرے دیکھی ادا لیکن اب جھانا ہے کہاں

(انجام وقت، ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء)

تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن جناب عبدالمجید صدیقی جالندھری نے نوائے وقت سے کوہ پیما کے مضمون "کیا اسٹیبلشمنٹ مسلمان سوچیں گے؟" کی افادیت و ضرورت کے پیش نظر پمفلٹ کی شکل میں ترتیب دیا تھا۔ تذکرہ تاریخی ہے۔

# کیا اسٹیبلشمنٹ مسلمان سوچیں گے؟

—— از ——

کوہ پیما

—— مرتب ——

عبدالمجید صدیقی جالندھری

—— ناشر ——

محمد شمس الحق حالی روڈ۔ جالندھر شہر قیمت ۔/

## پیش لفظ

دیکھئے، روزنامہ نوائے وقت میں جو مضمون کوہ پیما کا ایک
معمولی "کیا اسٹیبلشمنٹ مسلمان سوچیں گے؟" شائع ہوا تھا، یہ مضمون بھی

اہمیت اور معلومات کے اعتبار سے اتنا اہم ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے چنانچہ اسی مقصد سے اس مضمون کو مولانا [illegible] کے شکریہ کے ساتھ کتابی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے ضمیمہ الف کے طور پر مسٹر عبدالغفار خان کے نام [illegible] کا ایک مکتوب معہ ترجمہ شامل رسالہ ہے جو اسی مضمون کی ایک کڑی ہے۔

ضمیمہ ب میں مولانا داؤد غزنوی سابق صدر صوبہ کانگرس پنجاب کا ایک بیان درج ہے جو مولانا موصوف نے کانگرس سے علیحدگی کے وقت جاری فرمایا تھا۔

اس رسالہ کی قیمت صرف اتنی رکھی گئی ہے کہ [illegible] ادا ہو جائے اور اشاعت بھی تیزی سے ہو۔

جالندھر [illegible] اگست [illegible] (مرتب)

# کیا نیشنلسٹ مسلمان سوچیں گے؟

(ماخوذ [illegible])

**تمہید** — مولانا داؤد غزنوی کے کانگرس سے استعفاء نے نیشنلسٹ مسلمانوں کے لئے سوچنے کا موقع مہیا کر دیا ہے چنانچہ نیشنلسٹ مسلمانوں کی [illegible] کانگرس [illegible] سوچنا [illegible] کانگرس نے نیشنلسٹ مسلمانوں کے [illegible] کانگرس [illegible] اور ان کے مقابل دوسری تحریکوں کے [illegible] ہمیشہ [illegible] سلوک کیا۔

[illegible] اپنی زندگی کا [illegible] برس نیشنلسٹ مسلمانوں کے حلقوں میں گزارے ہیں اس لئے مجھ کو حقائق و واقعات کا علم ہے۔ مولانا داؤد غزنوی کے استعفاء کی خبر سن کر [illegible]

سمجھا کہ ان واقعات کو عوام کے سامنے بالعموم اور نیشنلسٹ مسلمانوں کے سامنے بالخصوص پیش کر کے ان سے پوچھوں کہ کیا کانگریس کے اس طرز عمل سلوک کے بعد بھی آپ کی ذاتی غیرت اور ملی حمیت آپ کو کانگریس کا دم بھرنے پر مجبور کرتی ہے! مجھے اس امر کا ذاتی طور پر علم ہے کہ قوم پرست مسلمان حلقوں میں بیشتر کانگریس کے شاکی ہیں۔ لیکن ان کا کانگریس سے پیوستہ و وابستہ رہنا یقیناً تعجب و تحیر ہے۔ اس کے کچھ اسباب ہو سکتے ہیں۔

(۱) ہستی مسلمین (۲) اخلاقی جرأت کا فقدان اور (۳) مرتبہ داری۔

اول الذکر طبقہ کے قوم پرستوں کو مخاطب کرنا اپنی توہین ہے اس لئے میرے مخاطب یہی دو آخرالذکر طبقات ہیں۔ اگر طبقات ثانی والے چوہدری صاحب کی طرح اخلاقی جرأت سے کام لیں اور قطع تعلق کر کے دکھا دیں تو پھر یقیناً قوم پرست مسلمانوں کا ایک عظیم حصہ کانگریس کو چھوڑ کر مسلم لیگ میں آ جائے گا۔ مثال کے طور پر میں [illegible] واقعہ درج کرتا ہوں۔ [illegible] مسلم لیگ نے [illegible] [illegible] قائد اعظم کی صدارت میں پاکستان کانفرنس منعقد کی تھی۔ اس کانفرنس کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے [illegible] میں خان عبدالغفار خاں کی صدارت میں ایک [illegible] کانفرنس منعقد کی گئی [illegible] اس کے [illegible] مستعفی ہو گئے۔ مسٹر [illegible] اپنی تقریر میں [illegible] کانگریس کے مسلم کش رویہ کی [illegible] اور [illegible] آف [illegible] سوسائٹی [illegible] کانفرنس [illegible] کا ذکر کیا [illegible] کانگریس [illegible] [illegible] کانگریسیوں کا [illegible]

تقریر کی [illegible] ایک زوردار تقریر بھی کی۔ اسی شام کو چند مسلمان
خان عبدالغفار خان سے ملنے کے لئے ان کی جائے قیام پر (ہوٹل) پہنچے۔ ملاقات
کے دوران میں نماز مغرب کا وقت آ گیا۔ اس مجلس میں عورتیں بھی [illegible]
تھے۔ خان عبدالغفار خان اور [illegible] مسلمان نوجوان تھے۔ [illegible]
ایک ہی کمرے میں نماز کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ نماز کے بعد [illegible]
سے خان عبدالغفار خان نے [illegible] کا ذکر [illegible]
جسے کہا [illegible] اصل حقیقت بیان کی ہے۔ [illegible] کی حیثیت
[illegible] کانگریس [illegible] اسپیشل [illegible] مسلم لیگ [illegible]
[illegible] کا [illegible] کے نام [illegible] جو مسلم [illegible]
[illegible] بھائی کے [illegible]
[illegible] خان عبدالغفار خان نے اس گفتگو کے دوران میں
مسلمانوں کی الگ تنظیم کی ضرورت کا اعتراف کیا۔ انہیں [illegible] مسلم لیگ
کے طریق کار سے اختلاف تھا۔ وہ کہتے تھے کہ وہ دوسروں سے الگ ہو کر
تنظیم کرنا چاہتے [illegible] نقصان [illegible]
[illegible]
[illegible] نقصان [illegible]
[illegible] مقصد صرف یہ تھا کہ [illegible]
[illegible] کانگریس [illegible]
[illegible] کر دیں تو ان کی ایک عظیم اکثریت
[illegible] مسلم لیگ ہو۔

نہرو رپورٹ: میں اپنے مضمون کا آغاز نہرو رپورٹ سے کروں گا
کیونکہ یہی وہ رپورٹ ہے جس کی بنا پر مرحوم علی برادران [illegible]
[illegible] کانگریس [illegible] لیکن [illegible]
[illegible] اس رپورٹ کے بعد ہی مسلمانوں سے کیا سلوک

گیا۔ یہ ایک دردناک داستان ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو شمس الاحرار لیڈر
چودھری افضل حق مرحوم کی تحریروں کا مطالعہ کیجئے۔ یہ حقیقت ظاہر ہو جاتی
ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سکھوں میں یہ سمجھا گیا کہ قوت کے سوا اور کچھ کام نہ آئے گا
باؤنڈری کمیشن کی اس رپورٹ میں کوئی مسلم کش بات نظر
نہ آئی۔ لیکن جب سکھوں نے اس رپورٹ پر دستخط کرنے
کے بعد دوسرے روز یہ اس رپورٹ کو ٹھکرا دیا تو انہیں
تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ تو کانگرس کا ارادہ بھی تھا۔
کہ یہ رپورٹ بنائی تو گئی تھی ہندوستان کے مسلمانوں کو
دبانے کے لیے، لیکن کچھ پنجاب کے مسلمانوں کی بھی ہو گی
ہے! [illegible] رپورٹ کے مصنفوں کی ذہنیت کا اندازہ
اس سے ہو سکتا ہے کہ اس میں ایسی دفعات بھی شامل کی گئی ہیں جن سے ایک غیر مسلم
فرقہ کو جو [illegible] ہیں، اور جو غیر مسلم فرقہ مسلمانوں کی
اکثریت کے ایک صوبہ سے تعلق رکھتا ہے اور اسی صوبہ کے مسلمانوں
کو دبانے کے لیے اس غیر مسلم فرقہ کا استحکام اور اسے غیر معمولی اختیارات
دینے ضروری ہیں [illegible] سکھوں سے [illegible] اپنی تحریر
کا [illegible] بلکہ سکھوں کی [illegible] بھی [illegible] شروع کر دی
[illegible] قوم پرست مسلمان تو اپنے بھائیوں کی گالیاں سنتے رہے لیکن
اپنی تحریر پر قائم رہے۔ نہرو رپورٹ [illegible] مسلمانوں کے لیے [illegible]
آشوب [illegible] ان [illegible] کی [illegible] ہے
ہے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ان قوم پرست مسلمانوں کو اس قربانی کا
صلہ کیا ملا ہے۔ [illegible] ایک مسلمان
[illegible] کانگرس ڈاکٹر انصاری مرحوم [illegible] اس رپورٹ کے
[illegible] کے منافی ہونے کا [illegible] ڈاکٹر انصاری کے [illegible]

خطرہ محسوس کرنے کے بعد نیشنلسٹ مسلمانوں کی ہمت ٹوٹ چکی تھی۔ سکھوں نے
جب مسجد شہید گنج کو منہدم کر دیا تو باوجود اس کی مخالفت کے احراری
دو ٹوک جواب دینے کی بجائے قوم پرست مسلمان محض اپنی تحریک کا پاس
کرتے ہوئے اس معاملے سے الگ رہے اور اپنی کانگریسی حیثیت سے
جب اس تحریک کے خلاف کانگریس بھی آواز اٹھانے پر آمادہ نہ تھی تو مسلمانوں کے
مفاد کی خاطر نہیں کہ ان کی تنظیم تحریک بالکل بے اثر ہو چکی ہے
مجلس احرار سے مسلم لیگ سمجھتی تھی بلکہ انہی سکھوں کی خاطر ہونے سے منظم
کرنے کے باوجود اس کی حالت پتلی ہو گئی تھی۔ سب سے بڑا ستم یہ کہ
کانگریس نے بھی اس تحریک کو یہ کہہ کر کہ قوم پرست مسلمان بھی
یک تنہا ہو کر اس تحریک کے حامی اور ہو گئے تھے۔

مجلس احرار کا قیام اسی واقعہ کے بعد پنجاب کے قوم پرست مسلمانوں
نے ایک الگ تنظیم مسلمانوں کی بنیاد پر مجلس احرار کی اساس کا تعین کیا تھا
بہرحال مجلس احرار نے اس جماعت کی تشکیل کی وجہ یہ بھی قرار دی تھی کہ
واقعہ یہ ہے کہ شہید گنج کے مسئلے میں کانگریس نے سکھوں سے جو رویہ
اختیار کیا اور قوم پرست مسلمانوں کو جس طرح نظر انداز کیا اس سے
یہ بات واضح ہو گئی کہ سکھوں کے مفاد کے سامنے مسلمان قربان کیے جا سکتے ہیں اس
کے خلاف جس طرح صدائے احتجاج بلند کیا اس سے قوم پرست
مسلمانوں کی صفوں میں حرکت پیدا ہوئی اور یہ سوچا گیا کہ
ہمارا کام محض کانگریس کی تائید میں رہنا نہیں بلکہ کانگریس کی ایک تحریک
پیش کرنا ہے جس کی تائید کر سکیں اسی طرح احرار کی سیاسی
تحریک شروع ہوئی کانگریس اس کے خلاف عمل کرے اور ہم اس کی تقلید
کریں یہ بھی ضروری نہ تھا کہ ہم ہر وقت اس کا ساتھ دیں۔ چنانچہ جس وقت مجلس احرار
قائم ہوئی اس وقت ہی احرار اپنی نظر رکھتی تھی۔

جس طرح کہ آج مسلم لیگ کے خلاف کہیں آزاد مسلم کانفرنس کا ڈھونگ
کھڑا کیا جاتا ہے۔ کہیں مسلم مجلس کا سوانگ رچایا جاتا ہے۔ اسی طرح اس
وقت بھی ڈاکٹر عالم کی قیادت میں پنجاب کے مسلمانوں کی تنظیم کا بیڑا اٹھایا
گیا جس کی حمایت اولین مجلس احرار بھی پیش پیش تھا اور مسلمانوں کو کانگریس
سے جوڑنے رکھنا تھا لیکن ڈاکٹر عالم کی یہ جماعت چند دنوں سے زیادہ نہ چل کر
ختم ہو گئی اور کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق بدقسمت احرار عمل تھا اور
وطن کی زمین پر حملہ شروع کر دیا اور نقیبی ہوا مطلب نکل گیا۔

مجلس احرار کانگریسی حلقوں کی نگاہوں میں ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتی
رہی چنانچہ ۱۹۳۹ء میں احرار کے اجلاس لکھنؤ میں پاس کر کے آل انڈیا کانگریس کمیٹی
آل انڈیا کانگریس کا یہ پیغام دیا کہ یہی جماعت کو توڑ کر کانگریس میں مدغم
ہو جانا چاہئے کانگریس ہر ممکن کوشش میں لگ رہی کہ احرار کے رہنماؤں
کو دارالکانگریس میں لایا جائے۔ چنانچہ کانگریس پر خوشنما رنگ شروع کئے
گئے لیکن وہ اس کا اثر بھی جاری نہ ہوا۔ نتیجہ یہ مسلمانوں کا ایک اور کانگریس
پر دو دھاری کی جماعت کے قائمہ ہیں۔ احرار کو سرحد میں اپنی تنظیم کے
سلسلہ میں کانگریس کے بعض جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس
سے احرار کے بخوبی واقف ہیں ۱۹۳۸ء یا ۱۹۳۹ء میں احرار کا کل ہند
سالانہ اجلاس پشاور میں چوہدری افضل حق مرحوم کی صدارت میں منعقد
ہوا تھا۔ اس کا اہتمام ساتھ کے تھے۔ وہاں کے کانگریسیوں نے کرنی و تبعید
کی ممکن تھا ہر گئیں چاہئے۔ مقامی پولیس کے عمل اتحاد اس میں سرحد کے
کانگریسیوں نے بھرپور حصہ احرار کے جلسوں کا مقابلہ کیا۔ در حقیقت یہ
کانگریس وہاں احرار کا مقابلہ کر کے ڈاکٹر خان صاحب اسلام احمد اعلیٰ
حلقے کے ناشر نائب صدر کانگریس اور ۔۔۔ ایک اور جو مداحی
کا سبب ہو جانا بھی مشکل تھا۔

احرار کے ضمنی انتخابات ۔ دوسری پنجاب اسمبلی کی زندگی میں احرار
کی مسلم نشست کے دو بار ضمنی انتخاب ہوئے۔ دونوں دفعہ احرار
کانگریس کی ٹکر ہوئی۔ احرار کی طرف سے چوہدری افضل حق مرحوم امیدوار
تھے۔ دوسرا کانگریس کی طرف سے ڈاکٹر [illegible] یہ ایک عمل حقیقت ہے کہ کانگریس
صرف یہ کہتی تھی کہ چوہدری صاحب کانگریس کے حلقہ اثر پر حملہ کریں
تو ڈاکٹر [illegible] کو شامل کیا جاتا ہے۔ لیکن چوہدری صاحب کا یہ اصرار تھا کہ
کانگریس کو کسی مسلم نشست پر امیدوار کھڑا کرنے کا حق ہی نہیں وہ تو
صرف مسلمانوں کی [illegible] کے حقوق [illegible] اور کانگریس کو مسلمانوں
کے [illegible] کی اجازت دینے پر تیار نہ ہو سکے۔

**کانگریس کی طرف سے احرار کی زندگی پر حملہ** ۔ دوسرے ضمنی
انتخاب کے ختم ہونے پر [illegible] لیڈر [illegible] بھرتی کی مخالفت کے
جرم میں جیلوں میں پہنچ گئے جب کانگریس نے [illegible] تعداد میں سول
نافرمانی کی تحریک شروع کی تو احرار [illegible] اگر کانگریس
کی شکست کو چوہدری صاحب مرحوم [illegible]
وہ ایک [illegible] کی وساطت سے [illegible]
[illegible] احرار کی زندگی پر [illegible]
[illegible] سیکرٹری کی طرف سے
جلس کے [illegible] کرا دیا گیا لیکن چوہدری صاحب مرحوم نے
[illegible] کو [illegible] سے بچا لیا۔ کانگریس کی اس
حرکت سے احرار حلقوں کا [illegible] کانفرنس
[illegible] مسلم لیگ میں [illegible] ہو جائے۔
چوہدری صاحب مرحوم نے پاکستان کی حمایت شروع کر دی۔ اس سے
احرار [illegible] مولانا مظہر علی اظہر

تھے تو انھوں نے بھی تقسیم ہند کے حق میں آواز بلند کی۔ اب کانگریسی جماعت
بالکل اوچھے ہتھیاروں پر آگئی اور اس نے پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ کہ
مسٹر علی بھی شیعہ ہے اور جناح بھی شیعہ چنانچہ ایک شیعہ سے دوسرے شیعہ
راجہ صاحب محمود آباد کی وساطت سے احرار کو مسلم لیگ کے قریب

**جمعیۃ العلماء کا اجلاس لاہور اور چودھری صاحب کا انتقال:۔**
جمعیۃ العلماء نے احرار کے خلاف اس پروپیگنڈا کو اپنا
ہتھیار بنایا اور احرار کانگریس سے زیادہ سے زیادہ متنفر ہونے لگے
تھے تو انہی دنوں جمعیۃ العلماء ہند کے سالانہ اجلاس کے لاہور میں منعقد
کا اعلان کیا گیا لیکن جمعیت کے لیڈروں کے اس خطرہ کے پیش نظر کہ
شاید احرار وہاں کانفرنس میں ہنگامہ برپا کر دیں اس اجلاس
کے التوا کا اعلان کر دیا گیا۔ جنوری ۱۹۴۲ء کے
میں چودھری صاحب انتقال فرما گئے۔ ۱۹۴۲ء میں مجلس احرار کو گیا
کا جو راستہ کھل گیا تھا وہ شاید چودھری صاحب مرحوم
تھے باقی تقریباً سب احرار لیڈر جیلوں میں تھے اس لیے جو توجہ ہو سکتا
تھے وہ ہر ترتیب ہو سکتا تھا اور کسی کے ذہن میں بھی نہ ہو سکتا تھا چنانچہ
چودھری صاحب کی آنکھیں بند ہوتے ہی احرار کو بہکانے کی کوششیں
تیزی سے تیز تر ہو گئیں۔ چودھری صاحب چونکہ ہمیشہ کانگریس کی ان
مذموم کوششوں میں حائل رہے تھے اس لیے ان کی موت سے
کانگریس نے یہ سمجھا کہ راستہ کا ایک کانٹا دور ہو گیا۔ چودھری صاحب
آل انڈیا کانگریس کی مجلس عاملہ کے رکن رہ چکے تھے۔ مگر
افسوس کہ ایک عرصہ تک کانگریس کی مجلس عاملہ میں بیٹھ کر بھی
رہنمائی کی ... مناسب نہ سمجھا اور
جمعیۃ العلماء کے ... ناظم ... وابستہ تھا ... مرحوم کے بارے میں

کہ دو تین ہفتہ بعد ہی اگر یہ اکیلی جمعیۃ کا کنونشن قسمت ساز دہلی میں منعقد کرنا شروع کیا تو پہلے ہی مخالفت تھے، اور اس کی مخالفت کا یہی مقصد ظاہر تھا اس سے جمعیۃ کے صدر مولانا صاحب تھے گر گریں کر کے کریں، مگر ہمارے ہی صاحب کی وہ تاشے تھے کہ اگر وہیں وعدہ خلافی ہی کہ بیگ صدر جمعیۃ اور ناظم جمعیۃ کے تعزیتی بیانات دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ پاکستان بن گیا ہے مگر ہم چودھری صاحب کے انتقال کی خبر وہ سے دہلی تک دو دن میں پہنچی۔ حقیقت یہ تھی کہ جمعیۃ کے رہنماؤں کو اپنی کانفرنس کو کامیاب کرنا تھا۔ اس لئے مسلم لیگ اور ضیا کا دن گھڑا ضروری تھا۔ چنانچہ تعزیتی بیانات میں مسلم لیگ کی پہل کرالی تھی۔ اب چودھری صاحب کی صحت کو بھی دو دن تو خدائی ہی نگہبان بنے تھے، دونوں کی موت کا صدمہ ان کا تعزیتی بیان جمعیتوں کا اس سے ملکی بھی تو بھی سے فراموش ہوا۔ دراصل یہ تھا کہ علماء کی خواہش و مرضی تھا اس سطح پر کھوم کا کانفرنس کی ۲۰ اپریل کو آزاد کیا گیا اور اسلامی ضبط کا دل سے دل کھول کر جمعیۃ کی رہنمائی میں مسلمانوں کو متحد نے جمعیۃ کی کانگریس کے ساتھ ازدواج کی حمایت تھی۔ جمعیۃ علماء ہند کا نشانہ بنا نے سے گریز کیا۔ اب علماء کی وساطت سے اور کانگریس سے قریب تر ہونے کی کوشش اور تیز کر دی گئی۔ لیکن جو کوششیں پہلے ہی طرح کا جواب ہوتی دکھائی نہیں دیتی تھیں۔ دہلی میں آزاد مسلم کانفرنس سے الگ ہو گئے کیونکہ اس کا مقصد وحید کانگریس کی ہاں میں ہاں۔ آزاد مسلم مجلس میں شامل ہو گئے۔ ان کا رکن رہا گیا اور ناظم علی جناح نے کھلے طور پر آل انڈیا مجلس عاملہ نے اعلان کر دیا کہ جب تک مسلم مسئلہ کا فیصلہ مسلمانوں کی طرف سے صرف مسلم لیگ کر سکتی ہے، جب مطالبہ پاکستان کے متعلق کسی وقت استصواب عامہ کیا گیا تو عوام پاکستان کے حق میں ووٹ دیں گے۔

جناب لیگ کے ساتھ اہل ریاست اکثریت کے موقع پر مولانا ... کے
ارشاد پر احرار رضاکاروں نے قائد اعظم کے جلوس میں شرکت کی اور لیگ
جیتنے ان کا استقبال کیا۔ مسلمان جوش و خروش ہر رہے تھے کہ اب اتحاد
کی یہ تحریک ... کی حمایت لیگ کو حاصل ہو جائے گی۔ مگر وقت کا
فیصلہ کچھ اور ہی تھا۔

**لیگ یونینسٹ تنازعہ اور احرار کی نئی کروٹ** ... اس کشمکش میں مسلم
لیگ اور یونینسٹ وزارت میں ... تھی احرار کا یہ خیال تھا کہ
اس تصادم سے فائدہ اٹھا کر اپنے ... رضا کو حاصل کیا جا
سکتا ہے۔ ... چوہدری ... ایک ... مختصر حیات کا
ایک خط ... احرار لیڈروں کے نام آیا کہ آپ ... 
کے وقت میرے ساتھ ... احرار نے اس ملاقات کو ... 
اور حصول اقتدار کا ایک وسیلہ سمجھا۔ ... کہ اس ملاقات میں یہ
فیصلہ ہو گیا ... قائد اعظم کے ... اجلاس کے ایک ...
فقرہ ... تمام مسلمان جماعتیں لیگ میں شامل ہو جائیں ...
اور لیگ اور پاکستان کا ... کر دیا گیا۔ ...
... مسلم تنظیم بنانے کے لیے مسلمانوں کی طرف سے نمایندگی
... مسلم لیگ اور صرف مسلم لیگ کو ہے لیکن جب ... مسلم لیگ کی
مخالفت کے درپے ہو گئے۔ ... ڈاکٹر عالم جو مجلس احرار کے قیام کے
وقت اس کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور جن کے اس ...
... کسی معاہدے ... تھے ...
... تو ... کہ ...
...
...

کے بعد اپنی [illegible] سیاسی [illegible] کو ڈاکٹر [illegible] کی کوشش کا [illegible] علماء [illegible]
[illegible] انتخابات [illegible] [illegible] بنگال [illegible]
[illegible] تک [illegible] سمجھتے تھے کہ [illegible] شریعت کے
[illegible] کی جائیداد شریعت کے مطابق تقسیم نہیں ہو سکتی [illegible]
[illegible] دستور کے مطابق شریعت [illegible]
انہیں [illegible] گریز کرتے تھے اور [illegible]
[illegible] مسلمان [illegible] جائیداد [illegible]
[illegible] اعتراضات [illegible]
[illegible] - [illegible] علماء لیگ [illegible]
کی تحریک میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہانے لگے۔

پہلی شملہ کانفرنس [illegible] یونینسٹ وزارت کے [illegible]
[illegible] کانگرس [illegible]
شملہ کانفرنس کے [illegible] احرار کانگرس کا ساتھ دینے پر
تیار تھے۔ [illegible] آزاد [illegible] کوششوں [illegible]
[illegible] احرار [illegible]
کانگرس [illegible]
نہیں [illegible] تھے [illegible] مولوی صاحب [illegible]
کامیابی نہ ہوگی [illegible] کانفرنس [illegible]
[illegible] مسلمانوں کی طرف سے [illegible]
[illegible] مسلم لیگ کو ہے۔

پنجاب اسمبلی کے حالیہ انتخابات [illegible] احرار [illegible]
میں یونینسٹ [illegible] ثابت ہوئی [illegible]
[illegible]

آمید اوروں کو اور سال لگ گئیں برسوں ۔ جس کا سوا لاکھ ہوا اگر کوئی بن گیا
کہا جاتا ہے ۔ ابھی قریب دنوں کے مطابق ہوا ۲ ۱۲ ہو ہوا ۔
تشکیل و ترامیم ۔ اب تشکیل وزارت کا دور ہی ہو گیا تو ضروریات
کا مسلمان وزیر دے تھا تھا سے کو سب کی نگاہ میں ہر دو کا منظر عام
کی طرف آگے رہی تھیں ۔ تمنا ہے کہ ضروریات کا میدان بھی نہیں گے
وقت تھا ۔ وہاں کا وزیر ہو جاتا قریب تر جب بیشتر ہو گیا تھا لیکن وہ کہا
کا انتخاب وار بھی ۔ اب سوال کا تھا کہ ہم کا ۔ ۔ ۔ وہ وزیر رہے
ہیں لیکن اس کے بعد پھر انتخاب کا سامنا آگیا ہو ۔ کیونکہ کوئی بھی تسلیم
خود ایسا نہ تھا کہ جہاں سے ہو کا کامیاب ہو سکیں ۔ ۔ ۔ کو لکھ کر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کے ضمنی انتخابات میں کانگریس کا حصہ نہ لے کر صاف انکار کر دیا تھا۔ اسی طرح اب انھوں نے بھی کانگریس میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے گو کہ وہ ایسا کرتے تو ہمیں اتحاد تنظیم کے لیے پھر کوئی موزوں پیش نہ کر سکتے۔ اس وقت سے یہ بات واضح ہو گئی ہو گی کہ کانگریس کو مسلمانوں کی وقت تنظیم کسی صورت میں بھی گوارا نہیں۔ چاہے وہ اس کے اپنے حامیوں ہی کی ہو۔

لاہور کارپوریشن کے میئر کا انتخاب: اس کے بعد ہی لاہور کارپوریشن کے انتخاب میں مجھے مسلمانوں کے فرقہ وارانہ جناب تیمر مصطفیٰ بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی کو نامزد کر دیا گیا۔ کانگریس پارٹی نے یہ وعدہ کیا کہ جب میئر کے انتخاب کے لیے کھڑا کیا جائے گا لیکن جب انتخاب کا وقت آیا تو وہ اس وعدے سے پھر گئے۔ آپ نے کہا کہ تیمر مصطفیٰ پر ترجیح دی گئی۔ مسلمانوں کے فرقہ وارانہ کے لیے یہ واقعہ بہت ہی بھدا تھا۔ کانگریس کی تحریک میں جی جان سے کام کرتے رہے تھے جبکہ کانگریس نے انھیں نظرانداز کر دیا۔ ان کے ساتھ رابطہ نے قوم پرست مسلم طلبہ کی تنظیم کی اور اپنی تعلیم تک کا نقصان کیا تھا لیکن جب ان کا حق نظرانداز کر دیا گیا۔ آپ نے ان کی خدمات کا صلہ دیا جانا تھا لیکن جب کانگریس کا سرکردہ حلقے سے تعصب ہی سامنے آیا تو مسلمانوں کے مقابلے پر کھڑا کیا۔ کانگریس نے اس سلسلے میں اسی وقت کا خیال نہیں رکھا جس قومی ہمدردی کی خاطر مسلمانوں نے اس قدر قربانیاں دی تھیں۔ اس قومی ہمدردی کے بجائے اسی فرقہ کے پیروں میں ایک مرتبہ آگ لگا کر ان کی عزت اور اسلامی جذبات کو مجروح کیا گیا۔

(ہیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا)

اس دور اختلافات میں انتظام کی تقسیم [illegible] ہو جائیں گے [illegible]
میں کیسے مسلم لیگ کے صاحب نے لیگ کا ساتھ دیا اب ہے [illegible] انتظام کی کانگریس
اور کانگرس کے امیدواروں کی طرف سے آ رہا ہے کہ گئے کہ لیگ کا ساتھ دے
کر لیگ سے [illegible] کی بجائے [illegible] ایسی [illegible] مجلس احرار [illegible]
کو رد کیا گیا [illegible] لیکن یہ شرم کی بات ہے [illegible] کی جماعت کے نظر
انداز کیے ہوئے ایک کمرہ [illegible] مکتب اور مرکز [illegible]
[illegible] مقابلہ [illegible] قوم [illegible] کے جرم میں ایک
قوم کے [illegible] ایک [illegible] اور [illegible]
کر کے [illegible] کی [illegible] جب [illegible]
اس صورت میں [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کس طرح نا قابل [illegible]
ہو سکتی ہے۔

**گزشتہ اسمبلی کے انتخابات:** — یہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ کانگرس نے
[illegible] منتخب [illegible] کا مقابلہ کرتا [illegible] اس [illegible]
سمجھا کہ [illegible] کانگریس ٹکٹ پر [illegible] تیار [illegible] لیکن پنجاب اسمبلی
کے گزشتہ [illegible] انتخابات میں کانگریس [illegible] چودھری [illegible]
[illegible] اور [illegible] کا [illegible] ان کی سرکار [illegible] کے
مقابلہ [illegible] جب [illegible] کا سبب [illegible] کیا جائے گا۔ [illegible]
[illegible] کانگریس کے بڑے بڑے لیڈر [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] کانگرس کے ایک بہت بڑے [illegible]
[illegible] کانگرس کی [illegible] مجلس عاملہ کے رکن بھی ہیں [illegible]
[illegible] پنجاب کانگرس [illegible] کے [illegible] صاحب کے نام
[illegible] کا مقابلہ کیا جا
[illegible] کا مقابلہ کرنے کے

باوجود منتخب کانگریسیوں کی دستوریوں میں جس کو کانگریس ٹکٹ دیا گیا
کیا کانگریس کے بڑے بڑے نیتا جب وہ منفرد کے لیے کانگریس کو بھی قربان
کرنے کو تیار رہے لیکن بجائے نیشنلسٹ مسلمان کے

ٹکٹ مکٹ دیا دم دم شوکت علی

یہ تو ہے کانگریس کی محبت وطن اور نیشنلسٹ مسلمانوں کو نظر انداز
کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔ جمعیۃ جو ہمیشہ کانگریس کی ایک
بہت بڑی حامی رہی سمجھی جاتی تھی وہ جب کبھی ٹکٹ پر جھگڑا کیا
گذشتہ اسمبلی انتخابات میں اسی وجہ سے کانگریس دونوں کا ساجو بیٹھ
رہا اور کانگریس کا ٹکٹ جمعیۃ سے صاف انکار کر دیا اور الگ الکشن پر
لڑ کر جیتے اور جمعیۃ لیگ کانگریس کی مخالف رہتا امید وار کھڑا
کرتا تو ایسی صورت میں مخالف امیدوار کی حمایت کی بھی جرأت نہ ہوتی تھی
اور جب سوا سے بھی سمجھ جو قبضہ کانگریس ٹکٹ جمعیۃ سے انکار کر دیا تھا
اسے الا الکشن میں کامیاب ہو کے لیکن کانگریس اس کی حمایت کر کیا کیا
کی اور بعد کامیاب ہو جانے کے بعد تعلیم وزارت سے کانگریس کا جھنڈا کر کے
بنا دیا گیا۔

موجودہ انتخابات۔ اب حالیہ انتخابات پر بھی نظر ڈالیے تو معلوم ہوتا ہے
ہیں کانگریس نے کامیابی کا دعویٰ کیا لیکن ایک ایک حلقہ چھوڑ دیا ہے پر
جیسے بڑے بڑے کانگریسیوں کا مسلمانوں کی طرف تھا چنانچہ
کانگریس نے مسلمانوں کی امداد میں بڑی سخت کام لیا گیا اور بہت کوشش کی جب دو تہائی کو مکمل
اکثریت ان کے نمائندوں کی اکثریت جو بغیر مدد کے لے لی۔ کانگریس نے مسلم لیگ
کا مقابلہ کرتے ہوئے پیش ضروریات امیدوار کو ہر دو جگہ سے لیکن اس کی
حلقوں کی حد تک زیادہ ہی بڑی وجہ تھی کہ کتنا سیاسی حیثیت ہے
کانگریس کی جو تمام ہندوؤں کو تقویت ملی۔ کانگریس نے دیئے تو

سوا دریچیو سنگھ نے مقدمہ بنیا یک جو کانگرس کو کمزور کر دیا لیکن اس کانگرس کی حمایت کے بغیر پنجاب کے جیسے بڑے صوبہ کانگرس بھی تیار نہ تھی کے جناح اس کی حمایت میں جو اشتہار شائع کیے گئے ان میں کوئی گولی چند جیسے ہندؤوں کا کانگرس نے بھی دستخط کر لیے تھے "تنگ کر دیا" تھا ایسا کیوں؟

اس کی وجہ یہ تھی کہ ہندو کانگرس یہ چاہتے تھے کہ پنجاب پر مسلمانوں کے قبضہ کے خلاف حکومت کی جائے۔ اس مقصد کے لیے سکھوں سے اعلانیہ خصوصی تعلق پیدا کرنے کی غرض کے لیے سوا دیلو سنگھ سے زیادہ موزوں شخص کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ان کے ہمدرد پر ایسا الزام سے مشترک بھی اس وجہ سے نہیں آسانی سے قائم کیا جا سکتا تھا خطرہ یہ تھا کہ اگر کانگرس نے سوا دیلو سنگھ کی دل کھول کر مخالفت کی تو سوا مدرا جیسے اور اکالیوں کی حمایتی کہاں تک رہ سکیں گے؟ وہ تو میں آ جاتے گی جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ مسلمانوں کی طرف سے اور وہ مسلم لیگ سے مل کر وزارت قائم کرنے کے حامی ہیں یعنی مسلم لیگ کی وزارت کے قیام کے امکان کو دور کرنے کے لیے کانگرس نے اپنے آپ کو ... کی حمایت کی دو مماثلت سوا دیلو سنگھ کا سارا مقصد یہ تھا کہ ان کی معرفت اکالیوں کو دام کر کے پنجاب پر مسلمانوں کے تسلط کے خلاف حکومت کی جائے۔

ہوشیار پور میونسپلٹی کا معاملہ۔ ہوشیار پور میونسپل کمیٹی کے انتخابات منعقدہ [illegible] ۱۹۳۷ء میں جو جنگی اسباب کانگرس ٹکٹ پر کامیاب ہوئے ان میں ایک مسلمان دو کٹر مسلمان بزرگ کئی سال سے کانگرس ورکنگ کمیٹی کے رکن چلے آتے تھے۔ ان کو مقابلہ کا میابی ہوئی ... انتخابات صرف ... بیانیہ ہی یہاں کی میونسپل کمیٹی کے کل چودہ ممبر ہیں۔ ... صاحب صدر اور نائب صدر کے انتخاب میں حصہ نہیں لیتے گویا کانگرس کی واضح اکثریت تھی نمایاں یہ تھا کہ کانگرس ہی

ف [illegible] ...

باوجود یہ مسلمان [illegible] کو صدر بننے کا موقع [illegible] سے [illegible] پرستی سے [illegible] تو یہ مجھے
کو شکست [illegible] کیونکہ ایک [illegible] کے سب مسلمان ممبر [illegible] کا [illegible]
نہیں بنا تھا لیکن یہ کانگریس [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کر سکے [illegible]
مسلمانوں کا [illegible] کر دیا گیا لیکن [illegible] کانگریس
کو صدر بنانا چاہا بلکہ [illegible] اپنا [illegible] کو صدر بنانا چاہا
جو اپنی [illegible] کی وجہ سے [illegible] کانگریس [illegible] تھا
لیکن اس کے سب مسلمانوں [illegible] صورت [illegible]
سب سے [illegible] کہ مسلمانوں نے [illegible] مسلمانوں کا کانگریس
کا [illegible] لیکن [illegible] شکست کا [illegible]
کر [illegible] اس انتخاب کے بعد [illegible] کانگریس کے [illegible]
وقت ایک مسلمان تھے [illegible]
جب [illegible] انتخاب سے پہلے اس بات کی [illegible]
[illegible] بہت [illegible] کانگریس [illegible] ہم کہہ [illegible]
[illegible] اگر یہ بات [illegible] کانگریس کے [illegible] زیادہ وقت
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] آپ کے منشا کے خلاف [illegible]
سکتی ہے لیکن جب انتخاب [illegible] کانگریس [illegible]
میں کوئی فرق نہیں جب [illegible] مسلمان صدر [illegible] کانگریس کی مجلس عاملہ کے
اجلاس میں [illegible] کمشنروں سے جواب طلب کیا [illegible]
[illegible] کانگریس کے [illegible]
[illegible]

[illegible]

کی مخالفت نہ کریں کا اعلان کرنے کی جرأت نہ ہوئی کہ اپنے مسلمان رفیق کے خلاف ایک لفظ بھی کہا ہو نہیں۔ پنجاب کانگریس نے جب دیکھا کہ بنا دی اس حرکت سے مسلمانوں میں کانگریس کی رہی سہی ساکھ بھی ختم ہو گئی ہے تو کانگریس کا آئندہ صدر بھی ایک مسلمان کو بنا دیا ہے مگر سابقہ مسلمان صدر جنہوں نے کیا ہے کے مطابق: مجھے اس لیے انہیں تو ان کی شدید مخالفت کے باوجود زنانہ زبردستی مگر ایک غیر مسلمان کو کانگریس کا صدر بنا دیا گیا۔ مسلمانوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ تقسیم قریب ہے ہی کہ بہت سا دکھایا جائے گا۔ ہندوستان کے مسلمان اس انتخاب پر مجبور ہو جانے کے بعد کسی کو نہ پا سکیں گے۔ کانگریس ہو گئی ہے یا یہ کہ ہم ایک مسلمان قوم بہت ہے۔ جو چوہدری افضل حق مرحوم کہا کرتے تھے ہیں کہ ہم نے جو مشورہ دیا کانگریس کو دیا ہے، جو چوہدری صاحب مرحوم نے یہ جواب دیا کہ کانگریس پر قبضہ کر لیا گیا ہے ۔ بنا کر ہمیشہ کمیٹی پر کس کا قبضہ ہے؟

جالندھر میونسپل کمیٹی کا صدارت ہندو سبھائی اقلیتوں کے ... کے جالندھر جالندھر ہے لیکن کانگریس کا اعلان ہی ہوا ہے جس اصول کے ہندو سبھائی بھی شامل ہو گئے۔ جالندھر میں اس کے بالکل برعکس کارروائی کی جا رہی ہے۔ جو ہندو سبھائی کے ... کیا ایک مسلمان کا کانگریس کے امیدوار غیر مسلم ہے، جس صدر بنا ... ان میں بھی ... کو ایک کر ... کانگریس کے خلاف ... مسلم کر دیئے جاتے۔ جالندھر میں معاملہ اور تھا۔ ایک غیر مسلم کا ... ناممکن تھا کیونکہ اکثریت میں نہیں ہے۔ اسی کسی غیر مسلم کے صدر بننے کا کوئی امکان نہیں بلکہ مسلمان ممبر ... کا حاصل ہوتے تھے لیکن ہندو کانگریسی اور کا ... تیار نہ تھے۔ ان کی ... تھی کہ صدر ... امید وار کا کانگریس کے خلاف ...

ایک مسابقت کے موقع کے لئے کانگریس کا حلقہ تمام مجبوریاں اور مصادر بن گیا
گویا اس کا مطلب یہ تھا کہ جہاں غیر مسلم صدر بن سکتا ہے وہاں وہ بھی
کرے گا۔ کانگریس بھی یا گویا مسلم کانگریس کا حلقہ نامہ مجبور ہے کہ انہیں اور
جہاں مسلم ووٹ کے سوا اور کوئی چارہ نہیں وہاں ایسے مسلمانوں کو مقرر
بنا دیا جاتا ہے جو حضوری پیشہ کی اور تمام وہ عظیم ترین بیں گرفتار ہے
گرفتار ہو۔

جو شیار پور میں مسلم لیگ کا سیکریٹری :- جب سے ہوشیار پور کی کانگریس
بنی ہے اس کا سیکریٹری ہمیشہ ہندو ہوا ہے۔ جب حالات بدلے تو
معاملہ کو گویا نمایاں تھا کہ اب کی کانگریس بہت سی انتخاب کے لئے
کی اور حرکت کی تکمیل کرے گی۔ لیکن نہیں ایک دیسا مسلمان بھی تیار
تھا جو اس سے قبل اس سے بھی تھا وہ سالہا سال سے کانگریس کا ممبر
رہا تھا اور تمام مسلمانوں میں سے وہ اس کا ساتھی تھا۔ ہندو جنتا کانگریس
نے ایک ہندو کو منتخب کرایا کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ اس ضلع میں ہندوؤں
کی اکثریت ہے اس لیے کسی دوسری قوم کو کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔

الہ آباد کا اگر کلچرل تھیسس :- تیسرا ایک پرس ہوسکتا ہے کہ
میونسپلٹی کے اگر کلچرل تھیسس کا تقرر عمل میں آیا تھا۔ مشہور قوم پرست مسلمان
رفیع احمد قدوائی نے کانگریس کی مجلس عاملہ کے رکن بھی بنائے
گئے ہیں۔ ان کے بھائی بھی امیدوار تھے۔ یہ صاحب بھی رفیع احمد قدوائی
کی طرح کانگریس ہیں لیکن ہندو کانگریسیوں کو ایک مسلمان کو یہ عہدہ
کیونکر کانگریس کا اگر کلچرل تھیسس کس طرح دیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ
انہوں نے ایک ہندو کا تقرر کیا اور اسے مقرر کروا دیا لیکن کانگریس
ان کے خلاف کچھ نہ کر سکی۔ کہیں ایک مسلمان کانگریس کی نسبت کی
امرتسر کا اگر کلچرل تھیسس۔ ہندو مفتوں ہی کا قبضہ ہے کہ امرتسر

بیرسٹر چیلا گلہ گاندھی جی کا تیسرا نقطہ نظر میں ہے۔ یا مشہور کانگریسی مسلمان خاندان عبدالرحمن ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل بھی اسی دور میں تھے ۔۔۔ خان صاحب ہوئے کانگریسی ہیں۔ مشہور کانگریسیوں کے حضرت احمد جیسا ہوتے ہیں ان کی کانگریسیت کی انتہا یہ ہے کہ کونسل اعلام میں بھی رہنما گوارا نہ کیا۔ کہ میں بھی فرقہ وارانہ تنظیم میں شامل رہنا ہے نہیں مگر لیکن ان کی اس قوم پرستی کا صلہ کانگریس نے کیا دیا؟ ایک سرکار پرست ہندو کے مقابلہ میں ٹکٹ نہ دیا۔ ان تمام واقعات سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جہاں کسی غیر مسلم کے لیے کامیابی کا ذرہ برابر بھی امکان ہوتا ہے وہاں کانگریس اپنے بلند بانگ دعاوی کے باوجود مسلم قوم پرستوں کا ساتھ دینے پر بھی تیار نہیں ہوتی ہے۔ اس کے سامنے صرف ایک مقصد ہے کہ جس طرح بھی ہو برادران وطن کا قبضہ ہو جائے اس کے لیے کسی مسلمان کانگریسی کو قربان کرنا پڑے۔ اور جہاں کسی غیر مسلم کے کامیابی کی کوئی صورت نہ ہو البتہ وہاں [illegible] صرف کسی قوم پرست مسلمان کا ساتھ دیا جا سکتا ہے۔ دیکھو وہاں بھی ایک حساب سے خاطر خواہ رکھا جائے کہ ایسی صورت میں [illegible] سے بچنے مسلمان قوم پرست کا ساتھ بھی اس وقت تک دیا جب تک [illegible] کا جی حضور کا دعویٰ کے فریب میں گرفتار ہو کر [illegible] جائے۔

جناب یونیورسٹی اور [illegible] یونیورسٹی [illegible] ہیں اگر [illegible] کانگریس [illegible] جا رہے ہیں مسلم لیگ [illegible] کی تجویز پر [illegible] مسلمان [illegible] جائے کہ [illegible] کانگریسی [illegible] مسلمانوں کو [illegible] حصہ [illegible] کانگریسیوں [illegible]

ہندو اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں سے کیا سلوک کیا؟ وہ صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ پنجاب میں جہاں
مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مگر پنجاب پر ہندو سکھ متعصبین کا قبضہ
رہے گا کیا اُنہوں نے کبھی اس بے انصافی کی طرف کبھی ، صوبہ پنجاب
کے پنجاب کے مسلمانوں کی اس کے جائز حق سے محروم کیا جا سکے جب یہ واقعہ
پنجاب کے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی خاطر پنجاب کے ہندو سکھ کا پابند
کرنے کی کیا کوشش کی ؟ جو ہندو پنجاب اسمبلی میں ہندو سکھ کی حمایت
پر ہے ، کانگریس کے بعد جیسے لیڈر بھی ہیں ، اصلاح حال کے لیے اپیل
کی ؟ وہ ڈرا دھمکا دیتے ہیں ، اور یہ ورکنگ کمیٹی پنجاب پر ہندو سکھ کا قبضہ
ہونا ضروری ہے جیسا کہ سندھ کی مثال سے سبق حاصل کریں ۔ پنجاب
اور ہندوستان میں مسلمانوں پر جو ظلم کیا جا رہا ہے اس کے خلاف ، احتجاج
مرکز میں مساوات : - آپ عارضی حکومت کے قیام کے متعلق جانتے ہوں
گے کہ یہ کانگریس کے چاہتے تھے کہ مرکز میں ہندو اور مسلمانوں کے درمیان
مساوات قائم کر دی جائے ۔ آپ کے ڈسٹرکٹ آرگنائزر کے ذریعے اس کا
مطالبہ کیا ہے ؟ آپ جو کانگریس کی یہ صورت نہ ہو کہ کانگریس ہندوستان
کی تمام قوموں کی نمائندہ جماعت ہے ۔ ان خطوط سے آپ کو بھی یہ اندازہ ہو گا
کہ کانگریس صرف ہندوؤں کی جماعت ہے جس کے جتنے لیڈر ہیں جتنے
ممبر ہیں سب ہندو ہیں ۔ اپنے مقابلہ میں مسلمانوں کی ترجمانی ایک بار
ایسا بھی کیا تھا اسی طرح موجودہ دور میں ہندو کانگریس کا ایک
مسلمان کا نام بھی ہے ۔ جو یہ آزاد کی خاطر ہر قدم پر ہندو ہیں سے
ٹکرانے سے بھی نہیں گھبراتا ۔ کانگریس نے اپنے خطوط میں صاف طور پر کہا
ہے کہ ہم ایک اقلیت اور ایک اکثریت کے درمیان مساوات قائم
کرنے کی تجویز کو کبھی منظور نہیں کر سکتے ۔ اس میں پنجاب کا مقابلہ
کا ایک پہلو یہ بھی مطلب کا شائع ہوا ہے ۔ اگر یہ تجویز ہندو

نہیں کیا جاسکتا۔ ہندو مفاد کا تحفظ کر لیا ہے۔ کانگریس پچھلی گول میز کانفرنس کے موقع پر مرکز میں مساوات کی قائل تھی۔ لیکن اس کے متعلق اب اس نے یہ دلیل دی ہے کہ اس وقت جنگ جاری تھی اس لیے مصلحت وقت کے ماتحت ہم نے ہندوؤں اور مسلمانوں کی مساوات کو تسلیم کر لیا تھا گویا جب ضرورت ہو تو مسلمانوں کو ہندوؤں کے برابر حصہ دیا جا سکتا ہے لیکن کام نکل جانے کے بعد تو کوئی اور ہی گت ہے۔

جب کانگریس نے دیکھا کہ مانٹیگو کے کسی نہ کسی طریق کی مساوات قائم کرنے پر تلے ہوئے ہیں، تو انھوں نے عارضی حکومت کی تجویز کو مسترد کرنے کا ایک اور حیلہ تلاش کر لیا۔ اگر کانگریس محض ہندو مسلم مساوات کی مخالفت کی خاطر اس تجویز کو رد کر دیتی تو خطرہ تھا کہ شاید کچھ قوم پرست مسلمان جو مرکز میں ہندو مسلم مساوات کی مخالفت کی خاطر اس تجویز کو رد کر دی تو خطرہ تھا کہ شاید کچھ قوم پرست مسلمان جو مرکز میں ہندو مسلم مساوات کے حامی ہیں کانگریس سے الگ ہو جائیں۔ اس لیے کوئی اور بہانہ ڈھونڈنا ضروری تھا اور اسے یہ بہانہ مل بھی گیا۔ اس نے قوم پرست مسلمانوں ہی کی دلیل لی اور یہ کہا کہ ہم کسی قوم پرست مسلمان کو بھی عارضی حکومت میں نامزد کرنا چاہتے ہیں۔ کانگریس یہ اچھی طرح جانتی تھی کہ مسلم لیگ اس تجویز کو ہرگز منظور نہیں کرے گی کیونکہ کوئی خوددار قوم یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کا کوئی فرد قومی مفاد سے غداری کرے اور صرف آئے حکومت میں ہو۔ یہ اصول میں خلاف ہے اگر مسلمان قوم اس تجویز کو تسلیم کر لیتی۔ تو اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ جس طرح قوم پرست مسلمان کو بھی وزارت میں حصہ مل رہا ہے اپنی قوم سے غداری کر کے دشمنوں سے مل جائے اور وہ دوسرے واسطے سے ایوان حکومت میں داخل ہو جائے۔ کانگریس کے اس مطالبہ کو تسلیم کرنے کے معنی یہ تھے کہ

ہندو جو پرو ترقی مسلمان کو خرید سکتے تھے کہ تم اپنی قوم سے غداری کرکے
ہم میں شامل ہو جاؤ تو ہم تمہیں اپنے حصّے میں سے وزیر بنا دیں گے۔ اس
طرح مسلمان غداروں کی وساطت اقتدار کی موقع سود ہو جانے والے تھے کہ وہ اپنی
کے بجائے اپنی قوم کی حمایت خرید رہے تھے، اور اپنی قوم سے غداری کرکے
اقتدار کے بل بوتے پر جس حد سے حاصل کیا جا سکتے ہیں، اسی لیے کہ وہ
کو چھوڑ، تاکہ ہمیں دینا ضروری تھا کہ اپنی قوم سے غداری کرکے جہاں
قوم کی عاقبت خراب کی ہے، وہاں دنیا بھی خراب کر سکے، کبھی بھی وہ عہد
نہیں ہو سکتے۔

اس مسئلہ کا سب سے عجیب اور حیرت ناک پہلو یہ ہے کہ کانگرس
نے یہ کہا ہے کہ ہم نے گذشتہ شملہ کانفرنس میں ہندو مسلم مساوات کو
اس لیے بھی تسلیم کر لیا تھا کہ اس میں قوم پرست مسلمان نامزد کیے
جانے کی تجویز بھی شامل تھی۔ صاحب ایرانی پونڈیٹی پر قوم پرست مسلمان
کیا وہ بھی غور کریں کہ کانگرس یہ خیال کرتی ہے کہ اگر مرکز میں ہندو
اور مسلمان برابر ہوں اور مسلمانوں میں دو ایک قوم پرست بھی ہوں تو
ہندو اکثریت کو کوئی شکست نہیں پہنچا سکتا، دوسرے لفظوں میں مسلمان
اقلیت کو کوئی تقویت نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن کانگرس نے واضح
طور پر اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ قوم پرست مسلمان ہندو سماج
کا ایک حصہ ہیں اور محض نام کے مسلمان ہیں۔ وہ [illegible] کے وجود سے ملت
اسلامیہ کو کوئی تقویت نہیں پہنچ سکتی۔ یہی مولانا [illegible]
[illegible] سب سے پہلے [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] جس قوم کی نقل کریں گے
قیامت کے دن اسی کے ساتھ اٹھیں گے۔ لیکن [illegible] کانگرس [illegible]
اس بات پر بھی غور کریں گے کہ ہر زندگی میں جس مسلم [illegible] ساتھ [illegible]

کیا قیامت تک ہندو اس کی صفوں میں شمار نہیں ہوں گے؟
کانگریس نے دراصل قوم پرست مسلمانوں کی نامزدگی کا حق مانگا تھا۔ کیا ان کی توہین کی ہے مسلم لیگ بھی تو قوم پرست مسلمانوں کے خلاف پیش کر رہی ہے۔ کانگریس کا یہ مطالبہ ان سب دلیلوں پر حاوی ہے کہ کانگریس نے پہلے تو ہندو مسلم مساوات کے ماننے سے انکار کر کے یہ ثابت کیا کہ اس کے پیش نظر صرف ہندو مفاد ہے۔ لیکن وہ یہاں تک اکتفا کرتی تو بھی غنیمت تھا، مگر اس نے قوم پرست مسلمانوں کی نامزدگی کا حق الگ کر کے اپنے آپ کو بالکل ننگا کر دیا ہے کہ وہ ہندوستان پر مسلمانوں کے منشاء کے خلاف راج کرنا چاہتی ہے اور ہندوستان میں دشمن نظام قائم کرنے کی خواہاں ہے۔
پنجاب کے سکھ۔ اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ پر بھی غور کیجئے فرقہ وارانہ تجاویز میں سکھوں کو پنجاب میں یا ... نہیں دیا گیا۔ اس سلسلہ میں سکھ کانفرنس ... اور کانگریس بھی ان کی ہمنوا ہے۔ پنڈت جی بھی ان کی خاطر پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ نہرو کمیٹی ... ہے کہ سکھوں کے مفاد کی خاطر اگر کانگریس سکھ کانگریس کے فیصلہ کے باوجود دستور ساز اسمبلی کا مقاطعہ کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ گویا خود وہ ... کی داستان پوری بڑائی جا رہی ہے۔ کانگریس کی اس روش پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کیجئے تو آپ فوراً اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ کانگریس ہرگز مسلمانوں کو اس پیمانہ مساوات دینے کے خلاف ہے۔ اس سے چند مفاد کی اس کے خیال کے مطابق ... پنجاب میں سکھوں کے پاس کیوں ہے حامی ہے کہ اس سے ایک غیر مسلم فرقہ کے ہاتھ مضبوط ہوتے ہیں اور مسلمان اپنے گھر میں ہی عضو معطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسی پاسنگ ... سیاسی پنجاب کی عظیم ترین اکثریت کے علی الرغم ایک ...

وضاحت کی جا چکی ہے کہ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] خلاف ہے۔ کانگریس یہ چاہتی ہے کہ یہی [illegible] ہمیشہ کھیلا جاتا رہے جو قوم میں [illegible] جاتے ہیں اور کانگریس کا منشا یہ ہے کہ اپنی [illegible] [illegible] کرے کہ اپنی مرضی کے مطابق [illegible] کیا جائے اور یہاں بھی مسلمانوں کو کبھی ابھرنے کا موقع نہ دیا جائے۔

اچھوت [illegible] کی [illegible] حکومت کی تحریریں [illegible] [illegible] کہ اچھوت [illegible] ہندو [illegible] سے الگ [illegible] کانگریس کو اس [illegible] اعتراض تھا کہ اس طرح ہندو [illegible] اکثریت [illegible] جائیں گے اور ہندو اکثریت اقلیت میں بدل جائے گی۔ [illegible] ہندو [illegible] کا [illegible] سے الگ قوم [illegible] طویل بحث [illegible] [illegible] اور قوت کے لیے [illegible] رکھتا ہوں۔ [illegible] [illegible] کا مقصود یہ ہو کہ [illegible] کے ساتھ [illegible] میں کانگریس [illegible] [illegible] مفاد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے ہندو [illegible] اکثریت [illegible] [illegible]

اچھوتوں کی [illegible] ہندوؤں سے علیحدگی [illegible] نہیں کہ اس سے ہندو [illegible] کے [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] ہندوستان کے [illegible] کے متعلق [illegible] [illegible] کے معاملہ میں کانگریس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کر دیا ہے۔ لیکن کانگریس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اچھوتوں [illegible] حیثیت سے [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] کی حمایت کرتے وقت [illegible] کس طرح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] اسلام [illegible] ہے۔ ہندوستان کے مسلمان [illegible] [illegible]

جائیں ان کی تھوڑی سی جمعیت تنظیم بھی ختم ہو جائے، تو ہندو کانگریس کے لیے میدان بالکل صاف ہے۔

کانگریس یہ تو کہتی ہے کہ کوئی غیر کانگریسی جماعت عارضی حکومت میں نہیں لیا جا سکتا کیونکہ ہندو جماعت اس کے ساتھ نہیں ہے لیکن خود ایک کانگریسی مسلمان کو بھی جو بغیر کسی کے ریکارڈ اور کوئی پیچھا رکھتا ہے لیکن آئے متوجہ کرتے وقت یہ نہیں سوچا کہ مسلمان قوم اس کے ساتھ نہیں ہے۔ کانگریس کا اس سے کیا، اگر مسلمان قوم اس کے ساتھ نہیں ہے تو کانگریس کی بلا سے اسے تو صرف مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہنچانا مقصد ہے اور اس مقصد کے لیے ملت اسلامیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے بہتر سبیل اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

مرکزی حکومت نے جنہیں لیے اُچھوتوں کے ایک حصہ کو بھی کرکے ملا دیا ہے جب یہ تجویز مرکزی اسمبلی میں پیش ہوئی تو کانگریس نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ اس طرح ہندو جاتی مختلف حصوں میں بٹ جائے گی۔ لیکن اس کا اپنا عمل یہ ہے کہ یہ پہلی ہی موسموں کی تنظیم کے لیے وگوسی و پہ مقرر کیا ہے۔ جس پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ حسرت ہے کہ اس طرح مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ علیحدہ تعلیم سے تھوڑا بہت بہرہ ور ہو جائے گا اور اس کی منفعت و نقصان کو سوچ لے گا لیکن سوال صرف یہ ہے کہ کیا کانگریس اچھوتوں کا انگ کا ہونا برداشت نہیں کر سکتی اور دوسری طرف ما ایک اچھوتوں کے لیے اگر ہندو کانگریس کے دروازے بند ہیں تو کیا تعلیم کے لیے کیوں فکر مند ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کے تمام تعلیمی اداروں کے دروازے ہر شخص پر ہر قسم کی مدد اور ہر رنگ اور نسل کے لیے کھلے ہیں۔ کانگریس اس عام خیال پر ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم یافتہ نہ بنایا تو مسلمان قوم سے کٹ جائیں گے۔ اس طرح وہ مومنوں کی الگ تنظیم کی حامی

ہے یا ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے بچ کے ہمدردی کرا دیں مسلمانوں کے خلاف
تحریک سے اور اس طرح مسلمان قوم کو نقصان پہنچے۔ کانگریس بھی کیں
کے الگ تعلیمی ادارے کی محض اس لیے مخالفت ہے کہ ہی سے بعد وہ حاقی
کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، ہندو مسلمانوں کی ہر قسم تقسیم کی ہی ہے
علیحدہ ہو جائیں گے اس طرح وہ ہندوستان کے باقی مسلمان تو ہیں سے الگ تصور
کرنے لگیں گے کہ گویا کانگریس کو جو چیز بند کرنا ہے وہ صرف نظر آتی ہے
اسے مسلمانوں کے لیے پسند کرتی ہے لیکن اس کے برعکس اس بات کہ اس حد
سے مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا جا سکتا ہے۔
دستور ساز اسمبلی کے انتخابات :- دستور ساز اسمبلی کے لیے
کانگریس نے جو اکثریتی کرسی منتخب کی ہے۔ یہاں تک کہ تقسیم ہند کا
کرمی صوبائی اسمبلی ہے جہاں سے بنگال کا نمائندہ چنا جا سکے
کو کانگریس یہ سمجھتی ہے کہ ہم فرقہ وارانہ تنظیموں کی مرحلہ وار ترقی نہیں کر سکتے
لیکن اس نے کو ہی پوچھا کہ جنہوں نے اس کو کسی غیر فرقہ وارانہ جماعت
ہے اگر کسی سے بھارت اور جیسے بھی بھائی اس میں سے ہند بھائیوں کی
حمایت کی ہے بنگال اسمبلی کے سو جو دو نمائندوں میں کانگریس کی شمولیت
کرنے کا انتظام نہیں کیا ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ بنگال اسمبلی میں آسکتے
لیکن جو تصور ہندو کا اتفاق ہے تھا کہ کرنل سنگال اسمبلی کے ہو سکتے
تھے۔ دوسری طرف اس کا مسلم لیگ سے کیا ہے۔ اس کا اندازہ
اس بات سے کریں گے کہ اس سے تمام اعظم نے اپنی زندگی لیاقت علی خان
کی مخالفت میں دہلی بھی کہ وہ شاید اسمبلی میں یا نہیں کی طرح سارا
کیا گری کر سکتا ہے کہ مسلم لیگ شاہ کورٹ تک اعظم ہے دوسرے
لیاقت علی کو فرقہ پرست کہا تھا اعظم دہلی ہے کہ لیاقت علی
کو ہندوستان مسلمانوں کی امیدوں کا حیال نشان ہے اور کہ جو سے کم ہے اسمبلی

جمعیۃ العلماء اور شیاما پرشاد مکرجی کی فرقہ پرستی میں ایک بنیادی فرق ہے۔
جمعیۃ العلماء مسلمانوں کی سربلندی چاہتے ہیں مگر کانگریس کو مرعوب نہیں اور
شیاما پرشاد مکرجی ہندو راج کے لیے کوشاں ہیں مگر کانگریس کو محبوب
نہیں بلکہ اس کی قیادت کے دعاوی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کانگریس نے [illegible]
کی [illegible] کے بجائے شیاما پرشاد مکرجی کے بیٹے سے تعلق ہے۔ حالانکہ
دونوں فرقہ پرست جماعتوں کے رہنما ہیں۔ ہندو مہاسبھا ابھی ابتدا ہی سے کہ
کانگریس سے وقف رہا ہے اور اس کی مخالفت کرتی رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود
محض دیکھ لو کہ جن حالات میں ہندو مہاسبھا اور کانگریس ایک ہی تصویر کے
دو رخ ہیں جیسے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور دوسرے
[illegible] ممکن تھا کہ کانگریس شیاما پرشاد مکرجی کو وزیر بنا دیتی
یہی وجہ تھی کہ ۱۹۴۷ء میں مسلمان کانگریسیوں کو منتخب کرا سکی ہے اور
کی جگہ کسی مسلم لیگی رہنما کو دی ہوگی۔ اس سے پہلے [illegible] تھا۔ دیا
کرکے یہ دکھانا چاہتی ہوں کہ کانگریس کا رویہ مسلمانوں کے ساتھ کیسا رہا ہے اور
ہندوؤں کے ساتھ کیسا رہا ہے کانگریس کا سلوک قوم پرست مسلمانوں
سے کیسا رہا ہے اور پھر کانگریس کا ہندوؤں اور سکھوں سے کیسا سلوک
قوم پرست مسلمانوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس سلوک کے بعد
بھی وہ کانگریس ہی کے دامن سے وابستہ رہنا چاہتے ہیں۔
احسان ہے [illegible] کانگریس نے نہرو رپورٹ کو سکھوں کی خاطر منسوخ
کرتے وقت قوم پرست مسلمانوں سے پوچھا تک نہیں اس کا رد عمل
یہ ہوا کہ کچھ قوم پرست مسلمانوں نے خودداری کے احساس کے زیر
اثر اپنی الگ جماعت مجلس احرار قائم کرلی۔ اب تو یہی جماعت اپنے مقصد
کو پورا کر چکی ہے [illegible] کانگریس کی [illegible]
[illegible] مسلم لیگ کی مخالفت [illegible] بیٹھے [illegible] مجلس احرار

[illegible]
[illegible] سکیں۔

مجھے سماعت ادب سے شاہ صاحب [illegible] جب آپ نے مجلس [illegible] کے قیام کا فیصلہ کیا تھا [illegible] کے قیام کی غرض سے تشریف لائے تھے [illegible] صاحب [illegible] [illegible]

[illegible]

کرنے سے صاف انکار کر دیا کہ مسلم قوم آپ کے ساتھ نہیں ہے وہ مسلم لیگ
کے ساتھ ہے اس لیے جناح صاحب مسلم مسئلہ کے متعلق جب بھی گفتگو ہوگی مسلم لیگ
ہی سے ہوگی۔ کیا اس قسم کا جواب کے بعد بھی احرار رہنما حضرات کانگریس
سے چپکے رہنا چاہتے ہیں؟

نہرو رپورٹ کے استرداد کا سوال ہے تو احرار سے شدید کہا جا سکے۔
جناح مسلم لیگ جب تو احرار کو اور خود فسادات کہا تو آخر میں احرار ہی کی
مرضی کی وہ ادا کر سکتے تو ان کو ہم کانگریس کے ساتھ تعاون کر کے مسلم حقوق
کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں لیکن ہوا تو جب تھا کہ کانگریس بھی ان کا اعتراف
کرتی اور یہ کہتی کہ چونکہ مسلم مسئلہ کو نپٹانے کے لیے ہم اپنے مسلم ساتھیوں اور
احراریوں کی رائے پر عمل کریں گے۔ مگر کانگریس ایسا نہیں کہا اسے تو احرار
کا وجود برابر ہی گوارا نہیں لیکن اس کے حسب احرار اس سلوک کے باوجود
احرار کانگریس سے چپٹے ہوئے ہیں۔ احرار صاحب سید عطاء اللہ شاہ صاحب
بخاری کو کہاں کی کس غرض سے مسند بنانا چاہتے ہیں اگر وہ تو کانگریس کا
ہی ہاتھ ہے۔ کیا احرار نہیں اس سلوک پر غور کریں گے کانگریس
انہیں مسلمانوں کی نمائندگی کا حق دینے کو تیار نہیں اور ان سے جناح مسلم
مسئلہ کے سلسلہ میں گفتگو کرنے پر بھی آمادہ نہیں وہ انہیں محض اپنے ایک
مہرے کے طور پر استعمال کرنا چاہتی ہے۔ جب احرار مسلم مسئلہ پیش کرتے
ہیں تو کانگریس کہتی ہے کہ مسلم قوم آپ کے ساتھ نہیں ہے اور جب مسلم
لیگ سے گفتگو شروع کی جاتی ہے تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ تم مسلمانوں کے
نمائندہ نہیں ہو کیونکہ احرار وغیرہ مسلم جماعتیں بھی موجود ہیں۔ کیا احرار کانگریس
سے یہ پوچھیں گے کہ اگر مسلمانوں کے نمائندہ نہ ہم ہیں اور نہ مسلم لیگ تو
پھر مسلمانوں کا نمائندہ ہے کون؟ اور اگر کانگریس کا مقصود صرف یہ ہے کہ
جب بھی مسلم لیگ سے گفتگو ہو، ہمیں کانگریس کی طرف سے آگے بڑھایا جائے

مسلم لیگ کی بات صرف پنجاب کی حد تک ہی اور اب تک بنگال کی کوشش کی جائے۔ ہندو مسلم
مسئلہ کی موجودگی سے کہ یہ ہر گز ممکن نہیں ہے کہ ایسی اس مسئلہ پر اتنا ہوا کوئی فیصلہ
کرتی ہے۔ اور یہ مسلم لیگ کو مسلمانوں کی ترجمانی کا [ ] حق ہے مسلمانوں کا
کی طرف سے کریں چلنے کا [ ] اتنا ہی اور اصل یہ ہے کہ کانگریس مسلمانوں کو
بھی بنا ہی نہیں جا سکتی اس لیے وہ کسی معاہدے سے انکار کرتے رہے اور جس
جناح اور گاندھی کے درمیان تھا وہ بات کہ مسلم قوم تمام ہے اس اختلاف
اور لیگ سے الگ ہو جاتا ہے کہ مسلمان قوم ہیں اور اسے بھی دور ہو
دی ہے تمام مسلمانوں کے نمائندہ تھے۔ انہیں حالات سے ان کی حالت پر
کانگریس بھی چپ تھا اور میں نے کہا تھا کہ اب کا کام یہ ہے کہ اب کانگریس
کے بکسوں سے کام لیا جائے ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں کانگریس کا تعلق نہیں تھا
رہا۔ اب لیگ کانگریس کے جزو بن کر ہی آیا ہے کر یہ بات تمام مسلمانوں کی
کی بنی جماعت کو تو اگر کانگریس میں مل جائے لیکن اب اسے ہی جگہ نہیں
ہے کہ بات قابل اعتراض سمجھی گئی اور یہ ۱۹۳۸ء میں قائد اعظم
مسٹر جناح نے گاندھی جی کو تحریر کر کے کہا کہ تمام مسلمانوں کی جانب سے وہی بات
ہی کہ لیگ ہی ہو جانا چاہیے اور معاہدہ طے ہو جانا چاہیے کہ اپنے
ہاتھ میں کانگریس کی تنظیم سے کام لے کر ہی جناح کی حکمت کی بات
اتنی بڑی کوئی بات ایسی قابل اعتراض سمجھی جا رہی کہ یہ بات کے پیام
کے ہر ممبر جانتے تھے لیکن تحریر سے یہ بات اور آگاہ ہو تو شاید یہ بھی
مسلم لیگ کے خلاف ہے کہ یہی الزام ہے کانگریس کی ہر دعوے کا فضل حق پر ہو
کے منتخب ہونے پر تو اعتراض ہے۔ مگر وہ مسلم قوم کی واحد تنظیم کے حامی
ہیں لیکن ہندو مہا سبھا کے صدر ساورکر کی اس کا ذکر نہیں کیا بنگال
اسمبلی کے انتخاب میں مقابلہ نہیں کیا بلکہ انہیں دستور ساز اسمبلی کا رکن
بھی منتخب کر دیا تھا۔ کیا کانگریس کے اس جانب سے یہ بات

نہیں کہہ دیا کہ احرار کی وقعت اس کی فطرتی جماعت تھا سمجھتی بھی نہیں؟ کیا احرار قیامِ پاکستان پر غور کریں گے کہ وہ کیوں ہے۔ اور کس مقصد سے چلے تھے اور کہاں آ پہنچے ہیں؟ احرار سے ایجی ٹیشن ختم کرنے سے پہلے میں ان کی حکومت الٰہیہ کے قیام کے مطالبہ کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ احرار یہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ اطمینان دلا دیجئے کہ پاکستان میں حکومت الٰہیہ کا نظام ہوگا تو ہم پاکستان کے قیام کے لیے کوشاں ہوں گے۔ اس مطالبہ کے متعلق تو صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ وہ کونسا ہوشمند مسلمان ہے جو قرآنی اور فقہی نظام کے نفاذ کی مخالفت کرے گا۔ احرار لیگ کی صفوں میں شامل ہوں۔ پاکستان حاصل کریں۔ جب پاکستان کے آئین کا سوال درپیش ہو تو قرآنی نظام اور حکومت الٰہیہ کے قیام کی کوشش کریں بجائے اس بات کا سوال صرف اتنی ہے کہ مسلمانوں کا ہر بچہ یہ چاہتا ہے۔ صرف حکومت الٰہیہ کی کوشش میں ہم ان کے ساتھ ہوں گے لیکن پہلا سوال آزاد خطہ کا ہے۔ حکومت الٰہیہ کے لیے حقِ وطن تو حاصل کیجئے قرآنی نظام آسمان اور ہوا میں تو معلق نہیں کر دیا جائے گا۔ سب سے پہلے زمین کا ایک ایسا ٹکڑا حاصل کرنا ہوگا۔ جہاں حکومت الٰہیہ قائم کی جا سکے۔

اس کے علاوہ اس ضمن میں احرار کا بڑے تعجب سے یہ دریافت کروں گا کہ وہ کانگریس کی جنگ میں جو اس کے ساتھ شریک ہیں تو کیا انہوں نے کانگریس اور گاندھی جی سے یہ ضمانت لے لی ہے کہ ہندوستان میں حکومت الٰہیہ قائم ہوگی؟ اور اگر میرے احرار دوست یہ کہیں گے کہ ہم نے تحریک خلافت میں کیوں حصہ لیا تھا؟ کیا ترکی میں حکومت الٰہیہ قائم تھی؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ وہاں ایک خاندان کی حکومت تھا اور موروثی نظام رائج تھا۔ لیکن اسلامیان ہند اور علماء کی

ہندوستان اگر سلطنت عثمانیہ کے ساتھ تعلق تھا تو محض اس غرض سے کہ
وہاں مسلمانوں کی حکومت ہے جو کفار کی حکومت سے بہرحال بہتر ہے
چنانچہ مولانا محمد علی مرحوم نے تحریک خلافت کی حمایت کی تھی کیونکہ
اسلامی جنگ نہیں بلکہ ملک گیری کی جنگ ہے تو [illegible]
لیے اس [illegible] سمجھا تھا اگر ترکی کی آزادی کی جنگ میں
اس کا ساتھ [illegible] تھا [illegible] وہاں حکومت الٰہیہ تو قائم
نہیں تھی ترکستان کی آزادی کی کوشش کیوں کی گئی ہے۔

یہ داستان یہیں ختم نہیں ہوتی احرار نے کشمیر کی تحریک کیوں چلائی
کی تھی؟ کیا شیخ [illegible] احرار سے وعدہ کر لیا تھا کہ میں کشمیر میں حکومت
الٰہیہ قائم کر دوں گا؟ [illegible] عراق میں رشید علی گیلانی نے [illegible]
برپا کیا تھا اور عراق کو انگریزوں کے قبضے سے آزاد کرانا چاہا تھا تو [illegible]
اس کے حق میں [illegible] کی تھی؟ کیا رشید علی گیلانی نے احرار سے
کوئی معاہدہ کیا تھا کہ میں عراق میں حکومت الٰہیہ قائم کروں [illegible]
[illegible]
کیا تھا؟ کیا ایران میں حکومت الٰہیہ قائم تھی؟ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

میں کہاں تک انہماک کرتا ہوں کمیونزم کا ارتکاب کیا جہاں جہاں ہم کے لیے آوارہ سب
العزت سے معافی کے طلب گار ہیں کہ جا رہے کشمیر اور ان تحریکوں میں جو
نوجوان مسلمان شہید ہوگئے اور جو مسلمان گھر اُجڑے تباہ ہوگئے وہ سب
ہماری غلطی کا نتیجہ ہے جس کے لیے اللہ کریم ہمیں معاف کرے اگر اعراض
ہوا علماء کرتے پڑا ہوا ہمیں نظر آئیں ہندوستان میں ایک آزاد مسلم
حکومت کے قیام کی کوشش میں کوئی فائدہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ کشمیر کے لیے
سے باہر آ کر مسلم ممالک آزاد ہوں یا مدد کریں گی آزادی کی یہ عوامی آہٹ تو صلہ
سینہ سپر ہو جائیں اور جب خود ہندوستان میں ایک مسلم حکومت کے
قیام کی کوشش کی جائے تو اصولاً درست لگے مگر یہ بلکہ خوش گمانی پر
کرحائل ہو جائیں اور احیاء کے لیے یہ حال کا کام دیں۔

جمعیۃ العلماء ہند ۔۔ جہاں سے علماء ہمیشہ کہتے رہے ہیں کہ ہم کانگریس
کے ساتھ محض آزادی کی جنگ لڑنے کے لیے ہیں اور آزادی کے حصول کے
بعد مسلم حقوق کے لیے لڑیں گے ان کا خیال یہ تھا کہ پہلے ہندو سے مل کر انگریز
کو نکال دو۔ بعد میں مسلم حقوق کے لیے ہندو سے بھی نبرد آزما ہوں گے۔
لیکن یہ غلط تھا یا صحیح اس پر اس وقت بحث کرنا نہیں چاہتا علاوہ ازیں
یہ بھی کہتا ہوں کہ اب جو بیس سال کا عرصہ گزر گیا ہے اس لیے
سینئر علماء سے عرض ہے کہ ہندو اکثریت سے لڑنا کتنا مشکل ہے کہ انگریز تو
ہندوستان سے جانے کے لیے تیار ہے لیکن کانگریس کا اعتراف نہیں کیا
جو کہ ہم آج بھی ان کی حالت دیکھ رہے ہیں کہ کتنا تلخ ہے۔
آزادی کے حصول کے بعد کوئی کام نہیں ہوا اب علماء کو
خود ہی آگے بڑھ کر فرض سے سبکدوش ہونا چاہیے اور آزادی کا
حق ادا کرنے کے لیے اور خصوصی منزل کے لیے
سعی کریں آزادی کا سودا جو ہوا اب مسلم حقوق کا تحفظ

کہہ رہا ہے کہ اگر یہ مطالبہ مان لیا جائے تو کیا وجہ ہے کہ تم [illegible] آئندہ آئینی [illegible] کے متعلق
ہندو جیسے کہ کانگریس چاہتی ہے [illegible] تمام ہندوستان
[illegible] مسلمانوں کو کوئی حقوق دے جائیں
جیسا تھا۔ وہ کہتی ہے کہ ہندوستان کی باقی قوموں کو بھی دیئے
گئے تھے [illegible]۔ اب جب آل انڈیا [illegible] کا سوال ہی
[illegible] مسلم حقوق کے تحفظ کے
لیے ہندو سے سمجھوتہ [illegible] باقی مسلمانوں کا [illegible] یہاں
مجھے ایک اعتراض کا بھی ذکر کرنا ہے [illegible] اصلی [illegible] کے
دونوں [illegible] مسلم قومیت کے صوبوں [illegible] مطالبہ [illegible] کہتے
ہیں کہ پاکستان تو مسلم اکثریت کے صوبوں میں ہوگا تاہم [illegible] مسلم اقلیت
والے صوبوں کو تو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ علاوہ ازیں ایک
خیال یہ ہے کہ اگر مسلم اکثریت کے صوبے ہندوستان سے الگ ہو گئے
تو ہندوستان میں مسلمانوں کا تناسب بہت [illegible]
اس اعتراض کے [illegible] میں [illegible] سمجھنا چاہتا ہوں کہ جب [illegible]
آزادی [illegible] تحریک [illegible] اپنے تحفظ [illegible] کی کوشش
[illegible] ہندوؤں کے خلاف [illegible] کر رہے ہیں
[illegible] حضرت [illegible] صاحب [illegible]
کے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ یہی سوال [illegible] مسلم ممالک کی آزادی
کی تحریکوں [illegible]
فلسطین، شام، عراق [illegible] ہندوستان کے مسلمانوں کو [illegible] مسلم
ممالک کی آزادی کی تحریکوں سے [illegible] کیا فائدہ پہنچا۔
باقی رہا یہ اعتراض [illegible] مسلم اکثریت کے صوبے ہندوستان
سے الگ ہو گئے تو ہندوستان میں مسلمانوں کا [illegible] تناسب بہت

زیادہ کم ہو جائے گا۔ اس اعتراض کو سن کر حیرت ہوتی ہے کہ اس کے پیش کرنے والے ہمارے علماء ہیں۔ یہی وہ علماء ہیں جو نہایت ادب سے یہ مطالبہ کیا کرتے تھے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا تناسب بڑھانے کے لئے مناسب ہوگا کہ بیدار کرنے سے کیا یہ نہ کیا جائے کہ سرحدی علاقہ افغانستان اور ایران، عراق، شام وغیرہ کو ہندوستان میں شامل کر دیا جائے؟ سرحد ناد کر دو انگریز ہندوستان میں شامل کرنا چاہتے ہیں ہم اس کی آزادی کو ختم کرنے کے لیے ہیں۔ انگریز کا ساتھ دینا چاہئے کہ اس طرح ہندوستان کے مسلمانوں کی آبادی بڑھ جائے گی۔ افغانستان ہمیشہ انگریز کی نظر میں ہے اور کبھی نہ کبھی وہ افغانستان کو خاص ہندوستان میں شامل اور مشہور کا فخر ہی حاصل ہو یا ایسی خواہش کہ ہندوستان کا حصہ بنے۔ کابل کے اربابِ ریاست ہندوستان میں شامل کرنا چاہتے تھے اس لیے ہمارے علماء بھی یہ کہتے رہے کہ اس کا بیڑا جہاں مسلم اکثریت کے صوبوں کی علیحدگی کی مخالفت کی وجہ یہی ہے وہاں یہ تحریک بھی شروع کر دی کہ افغانستان کو ہندوستان میں شامل کر دیا جائے کیونکہ اس سے ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی بڑھ جائے گی پھر اسی طرح ایران، عراق، شام، مصر، عرب اور مصر وغیرہ کو بھی ہندوستان میں شامل کرنے کا خیال بھی ان میں ہے اور تمام مسلم اکثریت کے ممالک کو ہندوستان میں شامل کرتے جائیں یہاں تک کہ ہندوستان میں ہندو نہیں بلکہ مسلمان ہو جائیں اور ان کا تناسب آبادی غیر مسلم کے برابر ہو جائے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

مجھے یقین کامل ہے کہ ہمارے علماء میں ان تجویز کی مخالفت ... نہ کرے گا ... کی حالت میں ... تنقیص ...

اقتصادی مشکلات کے اعتراض کا بھی ذکر کرتا جاؤں۔ اگر ادھر ہندستان کا
افغانستان کو سرحد سے ملا دینے کا حق ہے تو اندازہ ہے اسی طرح باقی جموں
بھی تمام مسلم ممالک کو یہ حق ہے کہ آزاد رہیں تو مسلم اکثریت کے صوبوں
نے کونسا ایسا قصور کیا ہے کہ وہ آزاد نہ ہوں۔ ان کی اقتصادی حالت
کو ایران، عراق اور افغانستان وغیرہ سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر شمالی ہند
میں مسلمانوں کی آبادی بڑھ جانے کے لیے آپ سرحد کو ہندوستان
میں شامل کرنے کے خلاف ہیں۔ افغانستان کو ہندوستان میں شامل
کرنا نہیں چاہتے۔ ایران کو ہندوستان میں لانا مناسب نہیں سمجھتے۔
عراق کو ہندوستان سے وابستہ کرنا محل اعتراض ہے تو آخر پاکستان
ہی کو کیوں ہندوستان کی دم سے ضرور باندھ رکھا جائے۔ اگر آپ تقسیم
کی آزادی کی تحریک کے حامی ہیں۔ اگر آپ سرحد، ایران وغیرہ کے
آگے بڑھ جانے کو برا سمجھتے ہیں تو پاکستان کی آزادی پر آپ کو اعتراض کیوں ہے؟
اگر ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی بڑھنا عیب ہے تو کیوں نہ
سمجھا کہ ادھر ایشیا سے مل کر ہی کئی تمام مسلم اکثریت کے ممالک کو
میں شامل کر دیں گے تاکہ ادھر مجموعہ تو ہندوستان کے مسلمانوں کی آبادی
غیر مسلموں کے برابر ہو جائے۔ صرف پاکستان کو ہندوستان سے وابستہ
رکھنے میں کیا [illegible] فائدہ نہیں سوا اس کے ہندوستان میں مسلمانوں کا
تناسب آبادی صرف تیس فی صدی ہو جاتا ہے جو موجودہ جمہوریت کے
زمانے میں کچھ معنی نہیں رکھتا۔ اس لیے ہندوستان میں مسلمانوں کا تناسب
آبادی کم سے کم پچاس فی صدی تو ہونا چاہیے۔ ہمیں اپنے علماء سے درخواست
کرنی چاہیے کہ وہ ابھی سے مہم شروع کر کے مسلم ممالک کو ہندوستان میں شامل
کرنے کی تحریک شروع کر دیں۔ 5

۲۰، [illegible]

اگر علماء یہ تحریک شروع کرنا نہیں چاہتے تو وہ سوچیں کہ وہ کس منہ
سے پاکستان کی آزادی کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ تحریک
ختم کرانے سے پیشتر قاسم العلوم و الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
نانوتوی مرحوم بانی دارالعلوم دیوبند کی زندگی کا ایک واقعہ پیش کیا جاتا
ہے جو ان کی زندگی میں ایک بار دیوبند میں تعزیوں کے سلسلے میں ہندو
مسلم فساد ہو گیا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نے مسلمانوں کا ساتھ دیا حالانکہ
وہ تعزیہ داری کے خلاف تھے۔ مولانا یہ کہتے تھے کہ ہندو تعزیوں کا اس
لیے مخالف نہیں کہ یہ رسم اسلام میں شرعاً حرام ہے بلکہ وہ ان کا مخالف
محض اس لیے ہے کہ وہ انہیں مسلمانوں سے متعلق سمجھتا ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی کے قابل صد فخر سلف تو [illegible]
کے تعزیوں کا ساتھ ہندوؤں کے مقابلہ پر صرف اسی لیے دے سکتے ہیں
کہ ہندو تعزیوں کو مسلمانوں سے متعلق سمجھ کر ان کی مخالفت کرتا ہے اور
یہ اس سلسلہ میں مسلمانوں کی شکست ناقابل برداشت ہے تو حضرت
مولانا حسین احمد مدنی کو پاکستان سے کد کیوں ہے؟ اس کے منافی
کی وجہ سے پاکستان تعزیہ جیسی بدعتی چیز تو نہیں۔ اول تو پاکستان کے
خلاف کوئی شرعی دلیل پیش ہی نہیں کی جا سکتی۔ اگر کوئی شرعی حجت
پیش بھی کی جا سکتی ہو تو مولانا مدنی کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہندو پاکستان
کا اس شرعی حجت کی وجہ سے مخالف نہیں ہے، اس سے عداوت محض
اس سبب سے ہے کہ یہ مسلمانوں کی تحریک ہے اور اس میں مسلمانوں کی بہبودی
مضمر ہے۔ اس لیے اب سوال مسلمانوں کے وقار کا ہے جس طرح حضرت
مولانا محمد قاسم صاحب نے تعزیوں کے سلسلہ میں مسلمانوں کا ساتھ دیا تھا کہ مسلم
وقار کا سوال ہے اسی طرح اب چاہیے علماء کو پاکستان کے سلسلہ میں
بھی مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہیے کیونکہ یہ مسلم وقار کا سوال بن گیا ہے۔

کیا ہمارے علماء حضرت مولانا محمد قاسم کی زندگی کے اس واقعہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے؟

لیگ کا عملی اقدام۔ جس بات تک رکھ چھوڑا تھا کہ دیکھیے پہل کہاں اٹھایا مسلم لیگ کونسل کا فیصلہ ہے کہ حکومت برطانیہ کا دیا ہوا ... کو مسترد کر دیا جائے اور پاکستان کے حصول کے لیے عملی قدم اٹھانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیگ کے اس عزم کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ قوم پرست مسلمان لیگ کے اس اعلان جہاد سے کیوں بیٹھے رہیں۔ آج تک یہی کہا جاتا ہے کہ لیگ آرام طلب حاشیہ نشینوں اور خطاب یافتہ امراء کی جماعت ہے مگر لیگ کے اس فیصلہ کے بعد اب کون حاشیہ نشینی کا طعنہ دے سکتا ہے؟ لیگ نے تو اب خطابات کو لعنت بھی سمجھ لیا ہے اور واپس کر دیے۔ چودھری افضل حق مرحوم نے جب پاکستان کی مخالفت شروع کر دی تو ایک بار ان سے پوچھا گیا کہ آپ اور مسلم لیگ میں کبھی نہیں آ جائیں گے؟ انہوں نے فرمایا وہ وقت قریب ہے جب حکومت کا انگریز سے سمجھوتہ ہو گا اور لیگ کو ختم کرنے کے در پے ہو جائے گی۔ وہ وقت ہو گا لیگ کی آزادی کا اگر لیگ اس میدان میں آ جائے تو آتش میں مردانہ وار کود پڑی تو احرار بھی اس سے الگ نہیں رہیں گے۔

لیگ کونسل کا یہ فیصلہ چودھری مرحوم کے الفاظ کے عین مطابق ہے۔ آج ہر شخص اور میں سوچتا ہوں کہ کیا قوم پرست مسلمان مرحوم کے اس مشورے پر عمل کریں گے؟ آج حکومت کا کانگریس سے سمجھوتہ ہو چکا ہے اور لیگ کو ختم کرنے کے در پے ہے۔ لیگ اس میدان میں آ گئی ہے اور آتش میں مردانہ وار کود پڑنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اب ہماری نگاہیں قوم پرست مسلمانوں کی طرف بصد اشتیاق لبیک کہنے کے منتظر ہیں۔

مجھے ڈر ہے کہ قوم پرست مسلمان ہمیشہ ہی گومگو میں رہے اور کبھی عملی قدم نہیں اٹھائیں گے۔ اور اگر انہوں نے کوئی عملی قدم اٹھایا تو یہ اس کے ...

در حقیقت میں شامل ہوں گے۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان قوم پرست
رہنماؤں کو اپنے الفاظ کا کہاں تک پاس ہے اور وہ کون کون سے مسلمان
ہیں جو جہاد پاکستان میں شریک ہوں گے اور مقدس جہاد میں شامل
ہونے کی سعادت حاصل کریں گے۔ مسلمان آزاد کی طرف سے جناب سابق
[illegible] اعلان کر چکے ہیں کہ پاکستان [illegible]
اول دستہ آسام ہو گا۔ کیا کوئی قوم پرست مسلمان ہے کہ [illegible] قدم
پرست مسلمانوں کا تعاون [illegible] طبقہ کی [illegible]
آمادہ قربانی کی مہم [illegible] کی جا سکتی تھی [illegible] وقت کے تقاضے کی خاطر
سر کٹوا کر میدان عمل میں آ جائیں اور [illegible] قوم پرست مسلمان بھی گے
زندگیاں ہمیشہ قربانیوں اور ایثار کا مرقع رہی ہیں [illegible] کشمکش میں ہم
ہو جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہو گا [illegible]
کی بے تابی سے منتظر ہے [illegible] کشمکش میں کچھ جوشیلے
مسلمانوں کی زبان [illegible] قوم پرست مسلمانوں کی [illegible]
نکل چکے ہیں [illegible] کا یہ مطلب نہیں [illegible] قوم پرست مسلمان
قسمت کے [illegible] بالکل [illegible] باقی مسلمان بھی قسمت [illegible]
چاہتے ہیں اور قوم پرست مسلمان [illegible] اگر یہ قوم پرست
مسلمان اپنے قول کے سچے ہیں [illegible] تو ان
کا یہ فرض ہے کہ آگے بڑھیں اور ہندوستان میں ایک بار پھر اسلام
کا علم سربلند کریں۔ افسوس [illegible]
سرگرم [illegible] تھے [illegible] کا سرچشمہ [illegible]
پاکستان حاصل کرنا چاہیے یا نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہندوستان
کے کسی گوشہ میں [illegible] ہے یا نہیں اور
مسلمان اپنی قسمت کا فیصلہ خود کر سکے [illegible]

اتحاد میں رہے گی۔ ہماری یہ حیثیت رہے گی کہ گیری کی جگہ نہیں جہاں ہم اپنی مرضی
کے مطابق ہیں اپنی شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم
اسلام کا بول بالا کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم جہاں ہیں مرتبے رہے گا۔ قیامت
کے روز ہم کا شمار رسول اللہ کے رفیقوں میں ہو گا ۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

# ضمیمہ الف

## خان عبدالغفار کی خدمت محترم میں
## مکتوب مفتوح

محترمی خان صاحب!

سلام مسنون۔ آپ کو یاد ہو گا کہ [illegible] کو [illegible] کے اجلاس میں [illegible] کی
صدارت میں ایک [illegible] کا تقرر [illegible] ہوا، ہم ہی [illegible] کی تقریر
ختم ہو جانے کے بعد وہ مسلمان نوجوان آپ سے ملاقات کرنے کے لیے آپ کی
قیام گاہ پر [illegible] حاضر ہوئے تھے۔ [illegible] وہاں میں ایسا
مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ ایک کمرے میں نماز کا انتظام کیا گیا
دونوں [illegible] مسلمان نوجوان اس کمرے میں آپ کی امامت میں نماز مغرب
ادا کیا۔ نماز کے بعد [illegible] آپ نے سیاسی [illegible] فرمایا
نوجوانوں سے گفتگو فرمائی۔ اس گفتگو کے دوران میں آپ نے یہ کہا کہ
[illegible] سے تعاون کا فیصلہ کرنے کے لیے کانگریس کا اجلاس
جو منعقد ہوا تھا [illegible] کی شکل میں موجود تھے اور ان کی
دوستی [illegible] اس ضمن میں آپ نے مسلسل [illegible]
[illegible] آپ نے کہا کہ تمام اسلامی [illegible]

سے الگ ہے۔ حضرت سرحد کے مسلمان کانگریس کے ساتھ ہیں اور یہ جملہ
اسلامیانِ ہند کے لیے باعث ننگ ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں
ان سے کہا کہ کون صاحب؟ آپ قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہہ دیں کہ میں
نے انگریز کو چھوڑ دیا۔ میں قرآن پر ہاتھ رکھ کر کانگریس سے علیحدگی کا اعلان
کر دوں گا۔ مولانا اس وقت آپ میرے مقتدیٰ نہیں آپ کا بھی
الحمد للہ آج تک فیروز خان نون انگریز کو چھوڑ چکے ہیں اب مسلمان
ان کے منتظر ہیں کہ آپ کب اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں اور کانگریس سے
ترکِ تعلق کا اعلان کرتے ہیں۔ صاحب موصوف کی زیرِ قیادت جس طرح
کے وزیر بہ کوشش ہیں جیسا پاکستان کے لیے مردانہ وار میدان عمل میں گھر
پہنچتے ہیں۔ میرے خیال میں تو آپ کو یہ جتلانا گستاخی ہو گا کہ ایک مسلمان
اور افغانی کا وعدہ پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔ مجھے امید ہے آپ اپنے عمل سے
اس کلمہ کی تصدیق کر دیں گے۔ فقط خیر اندیش ... محمد حبیب

# ضمیمہ ب

## حضرت مولانا داؤد غزنوی سابق صدر صوبہ کانگریس پنجاب کا بصیرت افروز بیان

جمعیت علمائے ہند، مجلس احرار اور دوسری مسلم جماعتوں نے جو کانگریس کی حمایت کی ہے اس کا مقصد صرف مسلمانوں کے لیے بہتر مستقبل کا حصول ہے۔ اگر آج کانگریس کا مقصود صرف اس تحریک کو ختم کرنا ہے کہ ہر مکن طریقہ سے ہندوؤں کی سیاسی اور اقتصادی برتری کے لیے کوشاں رہے تو پھر ان مسلمانوں کے لیے اس میں شمولیت کی گنجائش ہو سکتی ہے
جو اس میں اس لیے شامل ہوئے تھے کہ ان کے حقوق اس طرح سے
محفوظ ہیں گے۔

مرکزی وزارت [illegible] سابق صدر پنجاب کانگریس کمیٹی نے اخبارات کے نام ایک طویل بیان دیا جس میں نیشنلسٹ مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ کانگریس کے بارے میں اپنے رویے پر نظر ثانی کریں۔ آپ نے بیان کے دوران میں فرمایا ہے کہ ۱۰-۱۱-۱۲ جون ۱۹۴۰ء کو دہلی میں تمام نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعتوں مثلاً جمعیت العلماء ہند، مجلس احرار اور مومن کانفرنس کا اجلاس ہوا، نیز منعقدہ ایک مشترکہ جلسہ بھی ہوا تھا جس میں انہوں نے متعدد جداگانہ مطالبات وضع کیے تھے۔

۱۔ مادی [illegible] مستقل گورنمنٹ میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان مساوات کا اصول تسلیم کیا جائے۔

۲۔ اختلافات کی صورت میں مجلس قانون ساز کے صدر کی بجائے فیڈرل کورٹ کے جج کی رائے حتمی تسلیم کی جائے۔ ان مطالبات کو کانگریس کی مجلس منتظمہ کے پاس مناسب کارروائی کے لیے بھیجا گیا لیکن اس مرحلے پر کانگریس نے ان مطالبات کا کوئی نوٹس نہ لیا اور نیشنلسٹ مسلمانوں کی کوششوں کا کوئی نتیجہ نہ نکلا بلکہ وہ انہوں نے اپنے مطالبات پیش کیے جو انہوں نے [illegible] کے سامنے رکھے۔ نیشنلسٹ مسلمانوں کے مطالبات کی صریح مخالفت کی جاتی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ کانگریس اب غیر منقسم ہی کی مساوات کی مخالفت ہے۔

اس صورت میں سوال یہ ہے کہ آیا نیشنلسٹ کانگریس کے صرف تیسرے درجے کے رکن ہو جائیں گے۔ آگے چل کر آپ اپنے بیان میں فرماتے ہیں کہ قانون ساز اسمبلی کے لیے کانگریس نے بعض مشہور و معروف اصحاب حلقۂ انتخاب میں [illegible] کو ٹکٹ دیا اور [illegible] کو منتخب کر کے اپنے شدید تعصب [illegible] جماعت ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ [illegible] صاحب نے نیشنلسٹ مسلمانوں سے درخواست کی ہے کہ وہ [illegible]

کی روشنی میں اپنے موقف کا تجزیہ کریں، اور مسلم لیگ میں شامل ہو کر ملت
اور ملک کی بہتری کے لیے سرگرم عمل ہوں۔

[illegible]

مکتوب محمد حسن عالی مرحوم۔ مجاہد شہیر

خصوصی دوستی مرکز ملت ہو رہی ہے محترم حسن الحق ... جناب ... مرحوم ...
جناب راجہ حسن اختر صدر مجلس، اقبال مرکز ... محترم ... الوقت ... غیبانی
سے نہایت گہری علمی عقیدت رکھتے ہیں۔ برطانوی حکومت کے زمانہ میں سرکاری
افسر ہوتے ہوئے کہ مختلف علمی ناموں "حسن" "آفاقی" "جہاں" میں اردو انشائیہ وغیرہ
سے فنی موضوعات، خصوصی طور پر نظریہ پاکستان کے متعلق لکھتے رہے ہیں۔ ہم
سرورقی آپ نے پیسہ اخبار میں ڈرامہ شہید پر تبصرہ کیا تھا اور ایک مضمون بھی جسے ہم بطور
تاریخی لکھ رہے ہیں، جس میں تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ تو نے وقت کے کئی اداریے
بھی آپ نے تحریر فرمائے۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جن درد مندان ملت کا سینہ تحریک
استقلال کی سرفرازی اور سربلندی کے لیے جوش و جذبے کے جوہروں سے لبریز تھا۔
شخصوں نے ہر مقام پر ہر طرح اور ہر آن ملت و ملت کو حقیقی نظر رکھتے ہوئے رہنما
فرض پورا کیا۔ راجہ صاحب کے علاوہ اور بھی کئی فرزندان ملت ہوں گے جنھوں نے
دوران ملازمت میں ہندی مسلمانوں کی قومی تحریک (تحریک پاکستان) کے لیے
نہایت جانکاہی اور جانفشانی سے کام کیا ہو گا۔ چونکہ ہمارا یہ مجموعہ وسائل
تک رسائی کی راہ میں حائل رہا ہے اور ہم ایسے تذکروں سے کچھ حاصل نہ
کر سکے۔ اس لیے ہم اس جگہ ملت اسلامیہ کے ان ایک ناقابل فراموش قومی اور
سماجی وغیرت وحمیت میں خوبی ہوئی تحریروں کو شامل کر رہے ہیں تاکہ ان
بیش بہا تذکروں کی جگہ تو تیرا اس طرف مبذول ہو اور وہ اپنے قلم کا روانہ جانفشانی
کو آئندہ نسلوں کے دلوں کو گرمانے کے لیے ملت کی امانت کے طور پر محفوظ کر جائیں

نسل کے تیرہ کروڑ ... پاکستان ... کے ... کا رنامہ ... ذکر سکیں۔

## تضمین بر اشعار علامہ اقبالؒ

(... تضمین ... تحریر کی)

| | |
|---|---|
| ... | ... |
| ... | ... |

... ہے

| | |
|---|---|
| ... | ... |
| ... | ... |

... مقام ... است

... (... )

## جمعیت العلمائے اسلام

جمعیت العلمائے اسلام کے ارکان ... لاہور تشریف لے گئے۔
شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کے ارشادات

... شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی ... دیگر ارکان کل ... جمعیت العلمائے اسلام ... لاہور ... ۲ ... مولانا ... مسلمانوں ... قومیت ... مسلم لیگ ... اسلامی ... جمعیت العلمائے اسلام ... جماعت ...

مسلم لیگ اسلامیانِ ہند کی بہتری کے لیے کوشاں ہے اور دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کر رہی ہے اس لیے ہم مسلم لیگ کی حمایت کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے فرمایا۔

"خبر مجھے مرقہ بہت کمیں لیکن یہ زیادہ ضروری ہے کہ جتنے بھی ہو سکیں۔"

آپ نے مزید فرمایا کہ ہم تم علماء و مشائخ اب حجروں سے باہر نکل آئیں، اور عملی طور سے مسلمانوں کی رہنمائی کریں، انھیں حصول پاکستان کے قابل بنائیں، اور پاکستان قائم ہو جانے کے بعد انھیں کامل اسلام اختیار کرنے سے نہ روکیں۔ (ص۔ ۵، ملت و وکٹ جمہوریہ ۱۹۴۵ء)

## حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا بیان

### خطاب مسلم لیگ

جو اجلاس پٹنہ میں پڑھا گیا

اب حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کا جو بیان اجلاس پٹنہ میں پڑھا گیا، اس کا حسب ذیل اقتباس ملاحظہ کیجیے۔

"اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون۔

حضرات! اس وقت مسلمانانِ ہندوستان جس دور سے گزر رہے ہیں اور جن مشکلات کا ان کو سامنا ہو رہا ہے۔ اظہر طریق اس سے بچنے کا واقعہ ہے اور خدا کا شکر ہے کہ عام طور پر مسلمانوں کے احساسات اس وقت بیدار ہو چکے ہیں۔ اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی فہم و فراست کے مطابق مسلم لیگ نے کچھ اسباب بھی اختیار کر رکھے ہیں اور

متحدہ قومیت سے [illegible] یہ مضمون بھی روح کی دلیل ہے کہ آپ کا پہلا قدم کیسا مستحسن رہا ہے۔ غلط راستہ پر نہیں چلا [illegible] کہ آپ کا پہلا قدم اٹھاتا کہ درست [illegible] گیا ہے۔ توحید قرآنی و حکمت نبوی کی روشنی میں اس کو اختیار کیا ہے۔ بہرحال موصوف بھی ہو جس کے لیے آپ مستحق صد مبارک باد ہیں۔

بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف
گر بکشد زہے طرب ور بکشم زہے شرف

پہلا قدم مسلمانوں کی جداگانہ تنظیم ہے۔ آپ کا یہ پہلا قدم مسلمانوں کی جداگانہ تنظیم ہے جس کی سخت ضرورت تھی۔ اس کی ضرورت سے کسی عاقل کو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ عقلاً و نقلاً یہ مسئلہ اپنی جگہ پر ثابت ہو چکا ہے کہ جو قوم اپنی مستقل تنظیم نہیں رکھتی ہے وہ دنیا میں باقی نہیں رہ سکتی بلکہ دوسری اقوام میں منضم اور منجذب ہو کر کالعدم ہو جاتی ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ مسلمانوں کی مستقل تنظیم کی صورت یہی ہے کہ تمام مسلمان [illegible] جمع ہو جائیں [illegible] غیر اسلامی جماعت کے ساتھ صرف مشترکہ تنظیم ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کی مستقل تنظیم میں [illegible] اور مشترک تنظیم کا نفع ہمیشہ اکثریت کو پہنچتا ہے۔ اقلیت کو اس سے کچھ نفع نہیں ہو سکتا اگر وہ اپنی مستقل تنظیم سے محروم ہو۔

جس وقت مسلم لیگ نے [illegible] مسلمانوں کی جداگانہ تنظیم کا اہتمام کیا [illegible] مشترک تنظیم سے ان کو نفع نہیں ہو سکتا ہے [illegible] ہمیشہ [illegible] کے حاشیے [illegible] کے رحم و کرم [illegible] ان کی ہستی فنا ہو جاتی۔

[illegible] چیز ہے جس کی طرف [illegible] مگر یہ ہی لفظ [illegible] ہے۔

انفرادی حالت میں کسی قوم کی خواہ وہ کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو شکست نہیں کر سکتا اور اتحاد کا لشکر ہی ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کے نام پر منظم ہوا ہو۔ وطن پرستی یا قوم پرستی کے نام پر منظم ہوا ہو۔

یہ پہلا قدم تھا جو مسلم لیگ نے اٹھایا۔ اس کے بعد ایک قدم اور تھا جو بہت ہی بڑا اور ضروری ہے جس کے بغیر کامیابی و غلبہ کا تصور ہی ہیچ ہے کہ مسلم لیگ کا عہد کرے آپ کا یہ دوسرا قدم بھی راستی پر ہو۔ اگر آپ نے قرآن کریم کی ہدایات اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اپنے سامنے رکھا اور کسی کی نقل نہ کی۔ ہاں اگر کوئی یہ نہیں کرتا ہے تو دوسرے قدم میں غلطی سے دوچار ہوں۔ مسلمانوں کو کسی کے اتباع یا تقلید کی ضرورت نہیں ان کے گھر میں وہ سب موتی ہیں جو ہیں گر تلاش ہو تو کامیابی ہی کامیابی ہے مگر افسوس ہے کہ بعض مسلمان دوسری قوموں کی تقلید کو ترقی کا زینہ سمجھتے ہیں قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کے بغیر ترقی کرنا نہیں چاہتے اور سمجھتے ہیں کہ دوسروں کی تقلید سے ترقی حاصل کریں گے حالانکہ دنیا میں اسلام نہیں ہے تو کسی مسلمان کی ترقی نہیں ہو سکتی دوسروں کی نقل سے ترقی کرنا چاہئے تو قرآن کریم اور اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین یعنی ہمارا لشکر ہمیشہ غالب ہوتا ہے۔ جب مسلمان ایمان پر قائم رہے اور ہدایت الٰہی پر عمل پیرا رہے مغلوب نہیں ہو سکتا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ کا لشکر ہمیشہ غالب رہا ہے وہ کسی سے کبھی مغلوب نہیں ہوا۔ اور اگر کبھی اس کے خلاف ہوا ہے تو اس کا سبب صرف یہی تھا کہ اس کے لشکر کے اندر کچھ کسر تھی۔

دوسرا قدم یہ ہے کہ مسلم لیگ نے اللہ کا لشکر بن جانے میں مسلم لیگ کو دعوت دی۔ اس طرح اللہ کا لشکر بنیے اس کے نام

[illegible] شکر [illegible] ... [illegible]

[illegible] غالب [illegible] سے [illegible]

حضرات۔ آپ [illegible] کو بہت سے اسباب [illegible]

[illegible] کا تجربہ آپ کے [illegible]

[illegible] کیا ہے [illegible]

ہمیشہ غالب [illegible] کامیاب [illegible]

[illegible] کے سامنے [illegible]

[illegible] سامنے [illegible]

[illegible] حالات [illegible]

[illegible] لا تجعلنا فتنۃ

[illegible] القوم الکافرین۔

آپ [illegible] حضرت مولانا اشرف علی تھانوی [illegible]

پاکستان کی [illegible] میں [illegible]

[illegible] قراءت [illegible]

[illegible] کے لیے بے قرار و مضطرب [illegible]

[illegible] وقت کے [illegible]

[illegible] مسلم کی [illegible]

[illegible] اس تحریک [illegible]

[illegible] کے [illegible]

[illegible] مستقیم [illegible]

مسلمانوں [illegible]

[illegible] مسلم لیگ کی [illegible]

[illegible] پاکستان [illegible]

حسرت فرمایا تھا کہ اس کا اندازہ آپ کو حسب ذیل سطور سے ہو جائے گا جو ملاحظہ فرمائیے۔

## طلبا کو نصیحت

وہ آئی۔ اے ایس میں منصب مسٹر جسٹس محمد منیر صاحب نے ۔ اسلامیہ کالج کے طلبا کو نصیحت کی۔

• زندگی میں آسان نصب العین کو پیش نظر رکھیں۔ نہ ہو جیسی بادہ کمیونزم کسی ایسی اسکیم کی تائید کرنا جس کا منشا یہ ہو کہ ہندوستان کو تقسیم کر کے مسلمانوں کے لیے الگ علاقہ منتخب کر لیا جائے۔ یہ اسکیم نہ صرف اسلامی تعلیم کی روح کے ہی خلاف ہے بلکہ اسلام کے اس بنیادی اصول کے بھی منافی ہے جس کی رو سے ہر فرد کو قدرتاً یہ فریضہ ادا کرنا ہے کہ وہ اسلام کا پیغام دنیا کے ہر گوشے تک پہنچا دے۔ ([illegible])

یہاں سے ابتدا ہوتی اس کے بعد یہ سمجھا گیا کہ قومیت پرست طبقہ بالخصوص احرار اور جمعیت العلماء کی طرف سے بڑی شدت سے یہی مسئلہ اٹھایا گیا۔ کہ ان کی یہ اسکیم اسلام کے خلاف ہے لیکن معلوم ہے جو اس وقت تک سمجھ سکا۔ وہ جمعیت العلماء صاحب یا ان کے مقلدین میں سے کسی نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کوئی ایک دلیل بھی پیش کی ہو۔ گویا یہ ایک فتویٰ تھا جو بلا دلیل و حجت بارگاہ خداوندی سے صادر ہو گیا اور اس کے پیچھے علماء کرام آنکھیں بند کر کے مرتبہ ہدایت ثبت فرماتے گئے۔

کہا اس سے بڑا جھوٹ بھی ہے جو کبھی بولا گیا ہو اور اس سے بڑی تہمت بھی ہے جو اسلام پر لگائی گئی ہو کہ دنیا کے کسی خطہ میں مسلمانوں کی حکومت قائم کرنے کا خیال اسلام کے خلاف ہے۔ حیرت ہے کہ اگر مسلمانوں کی حکومت قائم کرنا اسلام کے خلاف ہے تو پھر کیا غلامی کا نظریہ اسلام کے مطابق ہوگا۔

"یہ حضرات جو کچھ کہتے ہیں یہ اسلامی سکیم کے خلاف ہے لیکن ہم کہاں تک ان کے دعووں کے خلاف اس کے بیان کا ملاحظہ، اس کے نتائج حکومت کا تصور تو اس وقت پارلیمنٹ کا ہے، ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان پڑھ لکھ کر بھی اقتدار کا مقابلہ جاری ہے کہ اس نے اس کی کتاب عظیم کو نعوذ باللہ کھلونا بنا رکھا ہے، ہر شخص اپنے خیالات اور فلسفہ کا تشریح کرتا ہے لیکن چاہتا یہ ہے کہ اسے قرآن کریم کے مقصد میں ثابت کر کے پیش کرے۔ کیا یہ مقصد والے کا صرف یہی کام رہ گیا ہے کہ سامنے ترک کیا جائے؟" (طلوع اسلام بابت جون ۱۹۵۰ء)

"پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ اسلامی حکومت اور اشاعتِ اسلام کے منافی ہر قسم کی توجیہ نبی اکرمؐ نے منتشر مسلمانوں کی قوتوں کو مدینہ منورہ میں مرکوز کیا تھا، اور وہاں سب مسلمانوں کو یہ حکم صادر کر دیا تھا کہ وہ ہجرت کر کے وہیں آ جائیں تو اس وقت وہ مسلمان بھی یکجا ہو سکتے تھے کہ اگر ہم سب ایک مقام پر سمٹ کر جمع ہو گئے تو پھر اسلام کا دائرہ سمٹ جائے گا۔ لیکن کسی شخص نے یہ اعتراض نہیں کیا، اس لئے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ ایک مرکز کے بغیر تبلیغِ اسلام کا تصور ہی خراب ہے۔ جب مرکز مضبوط ہو گیا تو پھر وہ مبلغ بن کر دور دراز مقامات میں پھیلے۔ مسلمانوں کی سلطنتیں بنیں اور مختلف جگہوں سے لا متناہی وفود آئے۔ یہ طریق ہے اشاعتِ اسلام کا صحیح۔" (ایضاً صفحہ ۳۰۲)

"لیکن اگر ضرورت پیش ہے تو لیجئے اس مقام سے جہاں رہنما کی ضرورت ہو، جیسے مسجد کی ایک جماعت ہو، وہ ایک غیر فطری وجہ سے اشاعت کر رہا ہے جو تقاضا مقام

جہاں سے حضرت نبی کریم کا ہجرت کر کے جانا ضروری تھا کہ مومن کا وطن دنیا ہے
جہاں پر قوانین فطرت کے مطابق تو ممکن ہے سرگرم رہے اور یہی حقیقی وہ
منزل ہے جہاں پہنچ کر ہر حقیقت آشنا نبی اکرم کے نقش قدم کا ایک
ایک قدم واضح کر رہا تھا کہ مقصود رضائے الٰہی ہے وطن تو محض تقاضا فطرت
کے مطابق چھوڑا تھا۔ آپ نے واضح فرما دیا کہ ایک مسلمان
کے نزدیک وطنیت میں کیا فرق ہے اور ایک مسلمان کا وطن کے
ساتھ تعلق کیا ہوتا ہے۔ اور کسی وقت وطن کی محبت کی
پابندی انسان کے لیے ہلاکت کا موجب بن جاتی ہے۔ یہی وہ نظریہ ہے
جس کے مطابق سے

ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی — رہ بحر میں آزادِ وطن صورتِ ماہی
ہے ترکِ وطن سنتِ محبوبِ الٰہی — دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

گفتار سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشادِ نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

(بانگ درا، حصہ سوم [illegible])

"مشکل یہ ہے کہ آج کل ہمارے مولوی صاحبان کے نزدیک مذہب
عبادت، رسم اور چند رسوم و مظاہر کا نام ہے۔ آج اگر ان سے
پوچھا جائے کہ جس چیز کو آپ انگریز کی غلامی کہتے ہیں وہ کیا ہے؟ کیا کوئی
بات ہے جس میں انگریز نے آپ کو محکوم بنا رکھا ہے تو اس کے جواب
میں [illegible] کوئی صورت اتنی بات کہ سکیں کہ جس طرح
اس ملک کی دولت کو ترک کرتے جا رہے ہیں۔ [illegible]
قائم [illegible] ہیں۔ یہاں کسی کو کہتا تعجب نہیں ہوتا۔ [illegible] حضرات
اپنی تقریر [illegible] میں اسی [illegible]
کی تائید میں ہمیشہ یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ جب انگریز یہاں سے [illegible]

جائے گا۔ تو پھر ملک میں خوشحالی اور فارغ البالی ہو جائے گی یعنی اللہ کے نزدیک تنزلی کے معنی ہیں ترک، اور ما قلامی کے ہیں اور آزادی سے مقصد مولوی کی فراغت ہے، وہ تو غریب ہی غلام ہے تو رہیں گے بلکہ ہندوؤں کے عہد حکومت میں غلام رہے گا۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

"اگر ان حضرات کو معلوم ہو کہ اسلام کی آزادی کے کیا معنی ہیں تو وہ خود سمجھ جائیں کہ جس نظام حکومت میں، تاریخ، ثقافت، تہذیب اور اقتصاد خارجیہ جیسے اہم شعبے غیر مسلموں کے اختیار و انتظام میں ہوں اور جہاں قوانین کا اطلاق ملک کے تمام باشندوں پر مشترکہ طور پر ہوتا ہو ان کی ترتیب و تنفیذ بھی غیر مسلم کی کثرت رائے پر ہوتی ہو اس نظام حکومت میں اسلام کبھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ اسلام ان الحکم الا للہ کا حکم دیتا ہے۔ وہ حکومت خدا کے سوا کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ ولا یشرک فی حکمہ احدا (۲۶/۱۸) کا ارشاد نازل فرماتا ہے کہ اللہ اپنے حق حکومت میں کسی اور کی شرکت جائز قرار نہیں دیتا۔ اس لئے کیسے حکومت حکومت خداوندی کہلا سکتی ہے جس کے کسی شعبے میں، وہ بھی ایسے اہم شعبوں میں، غیر مسلموں کی شرکت ہو۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری (اقبال)

صفحہ ۴۳ ـ ۱۰۰

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کے طول و عرض میں جو ہزاروں مساجد ہیں، پاکستان کی اسکیم کے مطابق یہ تمام مساجد چھوڑنی پڑیں گی۔ یہ اعتراض بھی اسی غرض کے ماتحت کیا جاتا ہے کہ ...

کی اسکیم کی رو سے تمام ہندوستان کے کسی ایک حصہ میں بھی کوئی مسلمان قیمیت
دے سکے گا۔ حالانکہ جیسا کہ متعدد بار لکھا جا چکا ہے۔ اسکیم زیر نظر تمام دار
آبادی کی کوئی شرط نہیں ہے۔ صرف جو بھی ہے وہیں رہے گا اور اسی
طرح مسلم اکثریت کے علاقوں میں اسلامی حکومت کے قیام کا آتا ہے
لیکن اگر لیگ کی اسکیم کی اجتماعی شکل کو بھی سامنے رکھ لیا جائے جس
میں اقلیت کے صوبوں کے مسلمان بالعموم ہمارا اسلامی حکومت کی زد میں
بس کہنے کے ہیں مسلم اکثریت کے صوبوں میں آ جاتا ہی تو اس وقت بھی
یہ اعتراض کوئی وقعت نہ رکھے گا۔ نبی کریم صلعم نے جب ہجرت فرمائی تو
زائرین جیسے مقدس معبد کو کفار کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا تھا حالانکہ اس
سے محبت در حقیقت کا یہ عالم تھا کہ مدینہ منورہ پہنچ کر حضور کی نگاہ
اور منورہ مکہ آسمان کی طرف اٹھتی۔ قد نری تقلب وجہک
فی السماء لیکن یہ چھوڑنا دراصل حاصل کرنے کا مقدمہ [illegible] تھا
آنا فی الحقیقت قریب آ جانے کی تمہید تھا۔ یہ اس لیے تھے کہ پھر لیکن
امتحان میں آپ کا [illegible] تعداد [illegible] کی جماعت [illegible]
دیع وظفر آگے بڑھ کر حرم [illegible] حقیقت یہ ہے کہ معترض حضرات
اس اصل کو سمجھ ہی نہیں سکے کہ جب کوئی قوم صاحب حکومت ہوتی
ہے تو اس کی ہر نقل و حرکت ملحوظ ہوتی ہے۔ عیسائی مشنریوں کو
دیکھئے دنیا کے دور دراز مقامات میں جہاں ملک غیروں کا ہو
حکومت دوسروں کی ہو وہ لوگ تنہا جاتے ہیں اور اپنے گرجے تعمیر کرتے
ہیں۔ چونکہ صاحب حکومت و اقتدار قوم کے افراد ہوتے ہیں کسی کو
مجال نہیں ہوتی ان کے معابد کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ اس کے
برعکس ایک آپ ہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں اس ملک میں موجود ہیں لیکن
آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کی مساجد دوسروں کے قبضے میں چلی جاتی

برما اور آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ مساجد سر بسر ویران ہیں۔ ان میں اذان اور نماز
کی اجازت نہیں ملتی لیکن آپ بھی کر نہایت خاموشی سے سب کچھ دیکھتے
چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں۔ یہ کیوں ہے؟ اس لیے کہ آپ کی قوموں کا یہ کس
کی اطاعت ہے۔ حکومت اپنی نہیں۔ تو دیکھئے کہ کوئی اور کوششیں بھی
نہیں ہوتی مساجد کی بھی حفاظت کس طرح ہوتی ہے۔ مساجد کا تو
تو اندازہ تو تباہی مساجد ہے۔

ترقی و عروج شد زوال بہانہ آخر سید
اگر ز معصل و بخشندہ بارہ منگ ساخت

(خطبہ ۱۰ ، بحوالہ … صفحہ ۴۴ ، ۴۵)

جب یہ انگریز نے مسلمانوں کی حکومتیں سنبھالیں تو … انہیں نصیحت کی گئی کہ دیکھو تمہارے سامنے قرآن اور حضرت ابوبکرؓ کا … موجود ہے کہ انہوں نے کس طرح شہنشاہی میں بھی اللہ و تقدیر پر کر … رکھی تھا جس میں اس وقت اس سے بحث نہیں ہے کہ انگریزوں نے … نے کس حد تک اس نصیحت پر عمل کیا لیکن ہم یہ کہنا چاہتے ہیں اگر یہ (قرآن اور حضرت ابوبکرؓ کا اسوۂ حکومت کہ تیرہ رسول … موعظت دیکھتے ہیں تو خود مسلمانوں میں اسوہ کی روشنی میں کہیں نہ … اور اگر مسلمانوں میں یہ طرز حکومت گیا ہے جیسے نظر نشان ہے تو قرآن … نہیں تو پھر وہ کونسی اقتصادی مشکل ہے جو حل نہ ہو سکے گی، یہ مشکلات … جن میں مسلمان گرامی ہو وہ پریشانی و تشویش کی … مبتلا ہیں تو … مشکلات ہی نہیں بلکہ یہ تو مصائب کا تعلق سبب کچھ اور ہے … بیماری تو علامات مرض ہیں اصل مرض نہیں ہیں جب اصل مرض کا … ہو جائے گا تو علامات مرض خود بخود غائب ہو جائیں گی۔

جب کچھ عرصہ سے انگریزوں کو خود کہنا … (مجالہ جمعیۃ … مطبوعہ ۱۹۴۲ …)

# غیر مسلموں کے اعتراضات

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

سابقہ ابواب میں ہم نے ہندوؤں کے ہمہ گیر اعتراضات کا ذکر کیا ہے جو بالعموم مسلمانوں کی طرف سے وارد کیے جاتے ہیں، اگرچہ جاننے والے جانتے ہیں کہ کوئی اعتراض ایسا نہیں ہے جو بیرونی زبان نہ سمجھے۔ لیکن کچھ اعتراضات ایسے بھی ہیں جو ہندوؤں کی طرف سے خاص طور پر کی زبان سے سامنے آتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان اعتراضات کا بھی تجزیہ کر کے دیکھا جائے کہ ان کی حقیقت کیا ہے۔

اس باب میں سب سے پہلے مسٹر ... گوپال کا اعتراض ... اور انہوں نے مختلف مقامات پر ... کر کے دیکھا! یہ مسلمان کیا حرکت کر رہے ہیں؟ یہ تو بھارت ماتا کے ٹکڑے کر دینا چاہتے ہیں۔ اس اعتراض کی ابتدا گوپال آچاریہ صاحب کی طرف سے ہوئی اور اس کی صدائے بازگشت ملک کے مختلف حصوں میں سنائی دیتی رہی۔ اب ہر طرف سے یہی آواز سنائی دیتی ہے کہ مسلمان بھارت ماتا کے ٹکڑے کر رہے ہیں۔ اس میں بھارت ماتا کا تصور ... بیان کیا جاتا ہے گویا بھارت ماتا کی مورتی ایک انسانی پیکر ہے کہ مسلمان اس کی جسمیت و وحدت کو قطع و برید کرنا چاہتے ہیں اور خود ... یہ خطرہ ہے کہ ماتا کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ بھارت ماتا ہے کیا چیز؟

یہ ظاہر ہے کہ جغرافیہ نے ہمارے ملک کو ... اور ... تقسیم کیا ہے ... کیا کہا جا سکتا ہے اس مفروضہ علاقہ کی حدود ... کر کے

دے دیں گے کہ ترامیم دے دیا ہے اس ملک کا نام بھارت ماتا سے بالکل ٹھیک
اتفاق ہے اور ہمارا انگریزی کی سلطنت کو ختم کر کے انگریز تو قدم نہیں رکھ کا علاقہ تقسیم
کر کے اس میں یہ بھارت ماتا کا رام راج پھیل گیا۔ اگر وہ دوسری طرف ادھر
ہو جاتے تو آپ کا جھگڑا بھی ہوتا۔ اگر وہ دوسری میل ہوتا تو کچھ جھگڑے
تو بھی ساتھ ہی پھیل جاتی یعنی بھارت ماتا کا قد و قامت جسم وہ جگہ
میں مقصد و بھید کا تم ہے۔ جہاں تک انگریز چھوڑ جاتا ہے وہ بہت فراخ ہیں
بھارت ماتا کا وجود اس امر سے عمل میں آ گیا ہو سکے کے متعلق ہم کو کوئی
بھارت ماتا میں ہی کی تیاری کر رہا ہے تیار ہوئی ہے جس کی تمنا بلند تر ہے
زبان کو دیکھئے کہ وہ کیسے کیسے جذبات تہ ہے اور جب کہ انگریزوں نے اسے ختم
نہیں کیا ہے یہ بھارت ماتا نہیں بن سکا۔ حالانکہ ہر وقت بھارت
آزادی کے جینے پر تیار ہے۔ بھیلوں کو انگریزوں نے اپنی آزادی کی سلطنت
کی بنیادیں ڈالیں کہ وہ بھارت ماتا کا بچہ ہوں یعنی یا وہ ہی ہوں گی
ملک بھارت ماتا کا وجود تھا۔ آئندہ انگریز یا گیا تو بھارت ماتا
ایک دو ٹکڑے ہو جانے پر بھی کچھ نہ بگڑا۔ جیسی تو آپ نے سوچا کہ ہندو ملک
دیکھا کہ یہ صورت ہے اس کی ایسی تمنا دیا نہیں گیا یا جتنا اسلامی علاقوں کا
ہر ایک آزاد ہے اس لیے کہ یہاں بھی ہندوؤں کی اکثریت کے آگے جو
پر بھی وہاں ہندوؤں کی حکومت قائم ہو سکتی ہے برعکس اس کے شمال
مغربی علاقوں کی جو اس سے پہلے کی بات ہے کہ یہاں پر اکثریت
مسلمانوں کی ہے اور ہندو ہی برداشت نہیں کر سکتا کہ مسلمان بھی کسی
خطۂ ملک میں اپنی حکومت قائم کر سکیں۔

چونکہ وہ اس بنا پر بھارت ماتا کے ٹکڑے ہو جانے پر بصورت
آ رہا ہے لیکن ہم کو کہنا چاہئے کہ اس قومیت پرست مسلمانوں
سے جو اس قسم کی خواہش رکھتے ہیں ہندوؤں کے جتنا ہی تقسیم سے آپ کے

دل میں کیا درد اٹھا ہے۔ مجھی اس جیسے کو آپ نے بھی ہندوؤں کی طرح
دیکھی اس ملک کو اور وطن کو کتنا خراب کر دیا ہے۔

ذرا سوچئے تو سہی کہ اسلام کے عقیدے کے ساتھ یہ وطن
کا نظریہ کیا تعلق رکھتا ہے؟ اقرار و تحقیق ان باتوں کے متعلق اجتہاد
فرمایا ہے کہ اگر وہ تمہارے خدا کے راستے میں حائل ہو جائیں تو اس
وقت ان کی کشش و محبت تمہارے دل کو ان کی طرف جھکا دے تو
تم مسلمان کہلانے کے مستحق ہی نہیں ہو۔ [illegible] ایک آپ ہی کہ ان کے
دشمنوں کو اپنا اور وطن بناتے ہو [illegible] وطن کی محبت اس حد تک
گئے وہ [illegible] میں سرایت کر جاتی ہے کہ [illegible] جزو ایمان قرار دے بیٹھے۔
[illegible] دہلی میں [illegible] کانفرنس منعقد ہوئی (جس کی
تفصیل [illegible] سے پنڈال میں سٹیج کے سامنے
بڑی نمایاں جگہ پر جلی حروف میں لکھا تھا کہ

## حب الوطن من الایمان

اور [illegible] جانب [illegible] حروف میں تحریر تھا کہ
اور وطن کی محبت ایمان کی نشانیاں ہیں۔ اور [illegible] تعلقات کے حامی
[illegible] جب علمائے کرام کانفرنس منعقد کرا رہے تھے تو کیا کوئی
صاحب ان میں سے کسی سے یہ پوچھ کر ہمیں بتا سکتے ہیں کہ آخر حب
الوطن من الایمان یہ کہاں سے ہے؟ [illegible] کوئی آیت قرآنی ہے کوئی
حدیث رسول اللہ ہے، خلافت راشدہ کا موقف ہے یہ کیا چیز
ہے۔ جس کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے، کہ علمائے کرام کو چھوڑ کر اقوال
رسول اللہ کو نعوذ باللہ [illegible] داخل کر کے سب سے نمایاں
جگہ پر [illegible] کیا جا رہا ہے۔ اور [illegible] اور وطن کی محبت ایمان کی نشانیاں
ہیں۔ [illegible] اسلام کو [illegible] دینے کی ناکام کوشش

کی گئی ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ صحابہ کی شانوں میں جو ایک مشہور حدیث ہے اس کے ساتھ وطن کا فقرہ شامل کر کے ان مولوی صاحبان نے جس تدلیس و تحریف کا ارتکاب کیا ہے وہ بھی مقدس نیاؤں اور منبر کے جاؤں کے پیچھے چھپے ہوئے دل کی حقیقت کو بے نقاب کر رہی ہے۔

ہم ان دعا و دعاوی میں حقیقت سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں کہ وطن کی محبت کو ایمان کی نشانی انہوں نے قرار دیا ہے یا اللہ کے رسول نے قرار دیا ہے۔ بالآخر یہ کس کا فیصلہ ہے کہ وطن کی محبت ایمان کی نشانی ہے۔

حیرت ہے کہ مادی اور جذباتی ارتباط باہم ازلی۔ یہ حضرات اب اس حد تک بے باک ہو گئے ہیں کہ نفس پرستی کو خدا کا فرمان ثابت کر کے دین کے ساتھ مذاق کرتے ہیں اور اس سے بڑا مذاق یہ بھی کہ محبت کو ایمان کی نشانی بتاتے ہیں اور پھر اس یکسر غیر قرآنی نظریہ کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں گویا یہ خدا اور رسول کا فرمان ہے۔

زمن بر صوفی و ملا سلامے — کہ پیغام خدا گفتند ما را
ولے تاویل شان در حیرت انداخت — خدا و جبرئیل و مصطفیٰ را

ان تو سب حقیقت پسندوں کی جماعت "۔۔" اور ان کے زعیم مسلمان کی اور وطن کی محبت کا جو طریق تلاش کیا اس حلقہ پر مشتمل ہے جو ہے۔ اگر یہ غیر ہوتا یا اور اب اسے ارسا مقدس بتایا جا رہا ہے کہ اس کے حدود کا تعین گویا خدا کی طرف سے کر دیا گیا تھا جس میں کوئی انسانی مداخلت نہیں ہو سکتی۔

خودداری اور حمیت کا تو تقاضا یہ ہے کہ ان حدود و قیود کو جس قدر ممکن ہو توڑ کر رکھ دیا جائے۔ کیونکہ یہ حدود دراصل یادگار ہیں

انگریز کے عہدِ حکومت ہی سے تم غلامی کا تماشا دیکھتے چلے آ رہے ہو لیکن جس گھڑی یہ
عمل میں قوم کے غلامی پیوست ہو چکی ہو — وہ غلامی کی یادگار کو مٹانے
کیوں! اسے مٹا سکے گا تو مسلمان ہی مٹا سکے گا۔ جو فطرتاً آزاد ہے اور
غلامی جس کے ایمان صحیح سے نفرت کی نشانی ہے۔ (خطباتِ اسلامیہ)

اس باب میں جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حقیقت میں مسلمانوں کی ان
ذہن و دماغ کی کوششوں اور قوت کی حرکتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو تحریک
نے ہندوستان میں ایمان، شاعرانہ یا سیاسی یا دوسرے بصیرت کے سبب
قیامِ پاکستان کی تحریک کو کامیاب کرنے کے لیے کیں۔ متحدہ
ترجمانی کا وہ جب کوئی جستہ جستہ آ رہے سوں میں الانا بھی حضرت
اس کا صریح اٹھاتے ہیں۔ اسے اس میں کہیں کہیں ان کا تذکرہ کیا گیا
ہوگا — ان کی تحریکِ پاکستان کے خلاف ہنگامہ آرائیاں اور فتنہ انگیزیاں
تاریخِ پاکستان میں محفوظ کرنے کے لیے ہادی و دیانت دارانہ طریقے سے کو
مرتب کر دینی چاہیے اور محنت و دوستی کے ساتھ مواد فراہم کیا جائے۔ جو دو سی
ذات میں ضبطِ تحریر میں آ چکا ہے۔ علاوہ ازیں وہ واقعات جن کی صداقت
حقیقت کی کوئی تنقیح نہ کر سکے اس لیے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان الفاظ
میں بھی رد و بدل نہ کیا جائے جو دوسروں کے حوالوں سے ہم ایک مؤقف
کی حیثیت سے اس کتاب میں جمع کر رہے ہیں۔

تحریکِ پاکستان کی قوت کے پورے ذہن و دماغ پر پھیلی ہوئی تحریک
سے اس لیے محروم نہیں کہ جتنا جتنا حصہ کوئی جمع کر سکتا ہے اسے کتابی
کی صورت میں محفوظ کیا جائے تاکہ تحریکِ حصولِ پاکستان کے تمام گوشے
نمایاں اور واضح ہو کر اس موضوع کے سامنے آ جائیں جو اس عظیم الشان تحریک
کی تاریخ لکھنے کی ابتدا کرے۔ ہم اس کتاب میں حتی الوسع تبصرے اور تنقید
سے بچ کر صرف نادرات پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ صحیح صحیح واقعات و حالات جو اس زمانہ

کے ان حضرات کے ذوق تکلم پر اگرچہ ہمیں جو مجھے سطروں میں تحریک پاکستان
کی مدوم و حقیقت کو سمجھنے کے لئے شاید مدد کر سکیں۔

توجہ فرمائیے:

## آزاد مسلم کانفرنس کے اعتراضات

چہ گر گشت ز مسلماں نا مسلمانے

جزایں گر کہ بجیب است و آذری دارند

کانگریس نے مسلم لیگ کی اسکیم و یونٹری کی مخالفت ہر فرد ہر
ایک قومیت پرست سے کرائی لیکن اس نے جلد ہی محسوس کر لیا
کہ یہ انفرادی جدوجہد بالآخر بے نتیجہ ہے کیونکہ لیگ کی اسکیم
کی تائید ایک ایسی تنظیم لے رہی تھی جس میں اطراف و اکناف ملک کے
مسلم نمائندے شامل تھے اس لئے ضروری ہوا کہ کوئی ایسی جمعیت تخلیق
کی جائے کہ ان قومیت پرست حضرات کی آواز کو بھی جمہور کی آواز
بنا کر رکھا جا سکے لیکن اس تجویز کے راستے میں سب سے بڑا
روڑا خود قومیت پرستی کا لیبل تھا کیونکہ یہ حقیقت اب ایک نیا
ثابت ہو چکی ہے کہ قومیت پرستی ہندو پرستی کا ہی دوسرا نام ہے

ای روزہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

اس لئے سب سے پہلے فکر اس کی ہوئی کہ ان ریاکار مقتدوں سے قومیت [illegible]
کا پرانا لیبل کھرچ دیا گیا اور اس کی جگہ "مسلمان" کا نیا لیبل لگا دیا گیا [illegible]
آزاد دکان کی ابتدا اس وقت کی جب ... دہلی کو مرکز کا مقام [illegible]
اور ہند و اضلاع سے جا ... طرح اس اجتماع کا ... [illegible]
گورنر ... آزاد دکان جناب خان بہادر ... کے متعلق لکھا گیا [illegible]
اندرونی تنظیم نے خیر مقدم کیا ... بڑے بڑے مولوی صاحبان [illegible]

کہ سوائے اس سانحہ کے حضرت کہ جن کا تو ابھی خان بہادر صاحب نے
ساتھ بھیجا ہے کوئی اور اسٹیشن پر موجود نہیں تھا۔ واضح رہے کہ یہ مجمع
باہمہ کثرت کے والے حضرات وہی علمائے کرام ہیں کہ جو ترکی حرمت
کے متعلق جن کا فتاویٰ آئے دن شائع ہوتے رہتے تھے۔

ذرا آگے چل کر:-

"یہ اجتماع جس مقصد کے لئے کیا گیا تھا اس کی غرض و غایت کیا تھی:
پہلے قاری صاحب نے تلاوت بعضوں نے علمی کی کہ جو اس کا افتتاح
قرآن کریم کی ان آیات مقدسہ سے کیا وقال الذین کفروا لا تسمعوا
لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون - اور یہ حق بات
کرنے والے آپس میں کہتے ہیں کہ اس قرآن کو نہ سنو اور شور مچاؤ بلکہ
(پڑھے وقت میں) اس میں شور مچاؤ شاید کہ وہ اس طریقہ سے اپنا مقصد کامیاب
ہو جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مولوی صاحبان قرآن کریم کو محض تبرکاً اور
ورد و وظیفہ کے لئے ہی پڑھتے ہیں۔ معانی کی طرف کبھی ان کی نگاہ ہی نہیں
اٹھتی ورنہ وہ خود محسوس کرتے کہ ان کے اس شور و غوغا کے متعلق قرآن
کریم کی بارگاہ سے کیا فتویٰ صادر ہو رہا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب
قاری صاحب یہ رہے ہوں گے جو چوتھی آیت ہے پیچھے ہیں تو ہم قرآن کریم کے
اس اعجاز پر وجد کر رہے تھے کہ وہ کس طرح ان حضرات کی زبان سے
غیر شعوری طور پر حقیقت کا اعتراف کرا رہا ہے۔ خود ان سے پڑھا کر
وقال الذين كفروا ربنا أرنا اللذين أضلانا من
الجن والإنس نجعلهما تحت أقدامنا ليكونا من الأسفلين
[illegible] قیامت میں کہیں گے
[illegible]

انہیں گرفتار کر دیا تھا کہ ہم نہیں چاہتے یا قوالی کے دو رحمۃ العالمین احمد مجتبیٰ یہاں ذلیل و خوار کریں۔

ان آیات کی تلاوت تو برائے نام کرا دی گئی لیکن اس کے بعد بجائے حمد خدا و نعت رسول ﷺ کے بجائے اہل دیگر سے وطن کے دیوتاؤں کے ہر ہر ہی میں عقیدت و ارادت کے پھول چڑھائے گئے۔ مہاتما گاندھی جی، پنڈت جی وغیرہ کی شان میں ترانے پڑھے گئے، اسی میں اسی وطنی قسم کے قومی ترانے گائے گئے اور جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ ہم نے جو اس پر برا منایا گیا کہ یا تو یہ علما حضرات کا جلسہ ہے ہی نہیں مگر نشست قال اللہ قال الرسول کی آواز بھی نشست ہے یا نہیں لیکن مجھے اور حیرانی ہوئی جب کہ سارے جلسہ کی کارروائی میں کسی شخص کی زبان پر نہ اللہ کا نام آیا نہ اس کے رسول ﷺ کا نام، نہ اسلام کا ذکر آیا نہ اس کی ناموس کا۔ بلکہ بحیثیت ذہنی جو عبادات کا کہ جب یہاں کی تحریک ہوئی تو ہم نے خروج اخلاص کے اول منتظر رہتے ہیں۔ چند ہی ٹھوکریں مرتب ہیں۔

# جناب صدر کے ارشادات

## اپنے خطبۂ صدارت میں فرماتے ہیں

دوسرے مہلک عالمگیر نظام، جب الگ قوموں کو پناہ بخشی اسی کا گرا دیتی اور دستوں کو ختم نہیں کر دیتا۔ مثال کے طور پر انگریزی، انگلستان، فرانس، جاپان کے ریاست اور مسلمان جو ہیں تو کہنے والے کا گروہ اپنی قومیت سے دست کش ہو جائیں۔ وہی معاملات کو ترک کر دیں اور وہ اپنے نقشہ گر تیر یا دکھ دیں۔ اسلام کا گرنا انسانیت کے پیچھے ہے اور اسلام کا تو سب قوموں کا صاف جذبۂ کسی خاص نسل یا قوم یا ملک تک اس کی وسعت کو محدود کر دیتا ہے مگر جب اسلام نے سلطنت الٰہی قرار دی ہے۔ مختلف اقوام و ممالک کو تو ...

تو وہ تحفہ ربانی اور عقل سلیم سے بالا تر ہے۔
قتل کا نام ہے اور یہ ایک گمراہ کن جملہ ہے اور ہندوستانی مسلمانوں کے لیے یہ خطرناک اور تباہ کن ثابت ہوگا۔ مگر آج ہمیں مذہب کی بنیاد پر ایک الگ قوم بنانے کی دعوت دی جا رہی ہے۔

علامہ اقبال آپ نے اس مختصر مسند کی تفسیر اسلام پر افسوس! خان بہادر صاحب پر تعجب ہے کہ ان بجا دلائل کا مفہوم قرآن کیا ہے۔ افسوس ہے ان علمائے کرام پر جو ان ارشادات کو سن کر بھی بصیرت سے محروم رہے تھے۔

جناب خان بہادر صاحب! جرمنی، انگلستان، فرانس اور جاپان کے رہنے والے اگر آج مسلمان ہو جائیں تو کیا ان کو چھوڑ ان سب کو چلو درست کہنا پڑے گا۔ جن کی جغرافیائی یا تہذیبی نسلی اور جغرافیائی سرحدیں الگ الگ ہیں۔ جب اسلامی وحدت پیدا ہوتی ہے۔ تو یہ غیر اسلامی تقریب دیکھئے جب آپ قومی وحدتیں قرار دے رہے ہیں۔ سب ختم ہو جاتی ہیں۔ صہیب رومی بلال حبشی، سلمان فارسی، حضرت عمر عربی جب اسلام لائے تھے۔ تو ان سب کی الگ الگ قومی وحدتیں اس ایک عالمگیر وحدت میں جذب ہو گئی تھیں۔ جسے ملت اسلامیہ کہتے ہیں۔ آج آپ کی سمجھ میں یہ بات اس لیے نہیں آسکتی کہ آپ نے مغرب کے معیار قومیت کو خدا کا قانون مقرر کر رکھا ہے۔ اس لیے آپ جس وقت بھی سوچتے ہیں تو اسی قانون کی مدد سے دیکھ کر سوچتے ہیں اگر آپ قرآن کو سامنے رکھ کر سوچتے تو اس بات کا سمجھ لینا اتنا مشکل نہ تھا۔

سمجھ میں نہیں آ سکتا ہے تھے دماغ میں بہت خام ہو کر ایسے
مسلم پر ثبت تھا تو ان کے دماغ کا نہیں اس لئے تھا تو افسوس
اور سخت تھی۔ جب ایک بہت بڑے مصلح اور محدث نے فتوٰی ارشاد
فرمایا تھا کہ ترجیحیں اولیٰ ... ہیں۔ اور میرے تحسین کے گئے کہ جب دنیا
کی کوئی قوم اسلام پر لوٹے گی۔ تو سب سے پہلی معاشرت و تمدن کے جڑ پس
حصر کر کے چھوڑ بنا پڑے گا جس کی روح اسلام کی روح کے خلاف ہو گی
خواہ وہ معاشرت آپ کی نگاہ میں کیسی ہی حسین و جاذب نظر کیوں نہ ہو
اس ہی تو وجہ ہے کہ اسلام دشمنوں کی جا رہی ہے یا نسلی انسانیت
کی کہ ایک ملک میں محسوس نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کا اصل تمام ملکوں اور قوموں
کا حق ہے اور ہم پابندیاں اس کی لامحدود وسعت کو محدود کر دیتی ہیں
اسلام واقعی جغرافیائی اور ملکی حدوں سے بالاتر ایک نظام کا
نام ہے۔

نواب بہادر صاحب کی ایک اور دلیل

"میرے دوست مجھ سے جس کی تجویز کے تعلق ہیں کہ لکھتے ہوئے مسلمانوں کے
مستند صاحب کے مسلمان اور ہندو قول، جمعیت صاحب کا مشترکہ راہ
ہے اور سب بغیر کسی اختلاف کے ایک ہی تھے۔ ان سے حق اٹھا گئے
اور کو بنا سکتے ہیں۔" (صفحہ ۹)

سبحان اللہ! کیا مسکت دلیل ہے! کیوں صاحب! اگر کوئی انگریز
کہہ دے کہ انگریزوں سے پہلے تمام ہندوستانی مرتے ہے کہ
پڑھتے ہیں اور ان سے حفاظ تھا کرتے ہیں۔ اس لئے انگریز اور ہندوستانی
ایک ہی قوم ہیں لہٰذا انگریزوں کی حکومت یعنی جو قومی حکومت ہے
تو فرمائیے نواب بہادر صاحب اس کا کیا جواب دیں گے!

نواب بہادر کا ارشاد ہے:—

ایک سیاسی جماعت کی حیثیت سے کانگریس کی نمائندہ حیثیت ترجمہ ہی باقی ہے ۔ ۔ لیکن جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے ۔ سوائے بنگال سرحد جلسوں کے وہ آخر کس بنیاد پر یہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت کی نمائندہ جماعت تسلیم کیے جانے کا مطالبہ کر رہی ہے ۔ اس کی نمائندگی کا امتحان اس وقت ہو گا جب لیگ ، پنجاب، سرحد اور سندھ کے مسلمانوں کے سامنے اپنی تجویز اور اس کے مسئلہ پر ان سے ووٹ حاصل کر پائے گی ۔ (صفحہ ۱۰)

یہ تو تھے خطبۂ صدارت کے چند اہم حصے ۔ اب مختلف تقریروں اور مذاکرات کے اقتباسات بھی ملاحظہ فرمائیے جو ان حضرات کے ارشادات گرامی ہیں :

۱ ـــــ یہ اسکیم تو وحدت ہند کے راستے میں سنگ گراں ہے ۔
(خان بہادر اللہ بخش)

۲ ـــــ ہندوستان میں برطانوی تسلط کو قائم رکھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے ۔

۳ ـــــ یہ اسکیم برطانوی حکومت کو قائم رکھے گی اور برطانیہ عظمیٰ کے مفاد کے لیے ہندوستان اور مسلم ممالک کے درمیان ایک buffer state کا کام دے گی ۔
(مولانا حفظ الرحمٰن صاحب)

۴ ـــــ یہ اسکیم ان حضرات کے نزدیک بھی قابل قبول نہیں جو ملک کی تقسیم کے حامی ہیں ۔ (مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ)

۵ ـــــ یہ اسکیم ملک کے مفاد کے لیے اور عام مسلمانوں کے مفاد کے لیے بالخصوص نقصان دہ ہے ۔ (مولانا حبیب الرحمٰن)

۶ ـــــ ایک شکست خوردہ ذہنیت کا نتیجہ ہے ۔ (مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ)

۷ ـــــ اس اسکیم سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مسلم لیگ کے لیڈر مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتے ۔ (مولانا محمد ابراہیم)

۸ ـــــ یہ اسلام کے مفاد کا تحفظ نہیں کرے گی بلکہ وہ اس سے محروم ہو جائیں گے ۔
(مولانا ...)

۹— کہا جاتا ہے کہ کانگریسی صوبوں میں مسلمانوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں پاکستانی اسکیم ان کا نتیجہ ہے جب کہ پاکستان کے بعد ہی مسلمانوں کی حالت سدھر سکتی ہے۔ ۔ ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کانگریسی صوبوں میں مسلمانوں پر جو مظالم ہوتے ہیں ان تمام الزامات کی کوئی بنیاد نہیں۔ اگر ان صوبوں میں لیگ والے بھی صاحب اختیار ہوتے تو وہ مسلمانوں کے مفاد کے لیے اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکتے جو کانگریس نے کیا ہے۔

(مولانا حفظ الرحمن سابق وزیر بہار)

۱۰— الزامات اور دعاوی کے متعلق ... یہ اسکیم ناقابل عمل ہے۔

(خان بہادر اللہ بخش)

۱۱— اس اسکیم میں اقلیتوں کے صوبوں کے مسلمانوں کو خطرناک حالات میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

(مولانا حبیب الرحمن)

۱۲— اس اسکیم کے بعد اقلیتوں کے صوبوں کے مسلمان بہت سے حقوق سے محروم رہ جائیں گے۔

(مولانا ابوالکلام آزاد)

۱۳— اگر سرحد، بلوچستان اور سندھ کے مسلمان اس اسکیم سے الگ ہو جائیں تو پھر کیا ہوگا؟ پاکستان ایک ریاست کے بجائے ... رہ جائے گا۔

(خان بہادر اللہ بخش)

۱۴— با اختیار صوبوں کو دیسی ریاستوں کے مقابلہ میں ... ہو سکے گی۔

(مولانا حبیب الرحمن)

۱۵— مسلمانوں کے لیے ... اسلام کا ... ہو گیا کہ ... آپ کو مسلمانوں کے لیے مفید نہیں کر سکتے۔ (علامہ ... صاحب)

۱۶— کیا مسلمان اپنی مساجد وغیرہ کو غیر مسلم ملکوں میں چھوڑ دیں گے؟

(مسٹر ...)

۱۸ ۔۔۔ جب مسلمانوں کی مخالفت یعنی قوت و وقار اِل ختم ہو جائے گی اسلام کا
پاکستان سے نہیں ہو سکتی ۔ مجلس احرار مسلمانوں کے حقوق کی کفالت
کی جدوجہد کرے گی ۔ (الجمعیت ۲۳ ستمبر ۱۹۴۶ء) ایک دوسرے
حل ہوتا ہے تو مجلس احرار کا فیصلہ قبول ہی آئے گا ۔ مولوی حبیب الرحمن
۱۹ ۔۔۔ اگر ہندوستان کی تقسیم مذہب کی بنیاد پر کی جاتی ہے تو ان کو اگر کا
حق حاصل ہو کر ، انگریزی کی ایک مکمل اجتماعی بنانے سے روک

(مسعود احمد ندوی)

کیا ۔

۲۰ ۔۔۔ مسلمان ایک جداگانہ قوم نہیں ہیں مگر کہ

(الف) اس اسکیم کے مجوزہ نتیجہ ہندوستانی تھے ۔

(ب) ہندوستان کے مسلمان اور ہندو ہیں ہندو ہندوستانی

(الجمعیت ... )

(ج) ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت ہوں گے تو یہ خصوصیات
نسل سے ہے اور ان کا تعلق ... ، ... کے
کوئی تعلق نہیں ہے ۔

(د) تبدیلی مذہب سے قومیت نہیں بدل جاتی ۔

(مولانا ابوالکلام آزاد)

۱۱ ان اقتباسات کے حوالے کے لئے دیکھئے ... ۲۰۵ ... نظریات

۱۲ (... ۱۹ ...)

یہ آیت مقدسہ ان حضرات کے بیان کے سامنے سب سے پہلے
صدا ہے جو مکمل حدیث میں بھی موجود تھی کہ

والذین کفروا اولیاؤھم الطاغوت ۔ (۲ : ۲۵۷)

کہ آپ کے دوست شیاطین ہو گئے ہیں ۔

چنانچہ جو اس کے بعد کا تذکرہ ختم ہو گیا اور اس کے فیصلہ

یہ ہندو مہا سبھا کے صدر جناب ساورکر کی طرف سے ٹیلیگرام تہنیت کا تار موصول ہوا۔ (ہندوستان ٹائمز ۴)

کانفرنس کے متعلق ایم۔ این۔ رائے لکھتے ہیں:-

"ہم ہندوستان کی قومیت کی تقسیم کی اسکیم کے مخالف مسلمانوں کی اس کانفرنس کی شیرازہ بندی کو خوش آمدید کہتے ہیں کیونکہ ہم کانفرنس میں مسلمانوں کو منتشر پاتا ہیں کہ مسلمین کانفرنس یا مقامی پارٹیوں کی تحریک یا مقتدر کے اعلانات کو پڑھتے ہیں اور سے زیادہ مگر ہیں۔ جتنی دیر سے موصول ہوئی ہیں۔ ان سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ آزاد مسلم کانفرنس کا سیاسی مقصد مسلم لیگ ہی ایک الگ اچھی تحریک کی شکل میں کوشش کی گئی کہ سے بڑھ کر پیش کیا جائے۔ ورنہ خواہ مخواہ مسلم لیگ کے مد مقابل سمجھ لیا جائے۔ مسلم لیگ کی قوت اور اس کے انتخابی طبقہ کی تعداد کو گھٹانے کی کوشش سے کچھ فائدہ نہیں۔ مسلم لیگ آج اس ملک میں مسلمانوں کی بڑی نمائندہ جماعت ہے۔ پاکستان ریزولیوشن یا آزاد کانفرنس اس حقیقت کو بھی بدل نہیں سکتے۔"

(اسٹیٹسمین، دہلی، ۱۲ مئی ۱۹۴۰ء)

آزاد کانفرنس کے منتظم حضرات اپنی ساری شورش کر کے اور نتائج کو دیکھ کر یقیناً غم و غصہ سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہوں گے کہ حسبنا اللہ اِلا انّہم هم المُفسِدُون و لَٰکِن لّا یَشعرُون۔ کہتے ہیں ؎

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے ننگ و نام ہوں

یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

لیکن انہیں افسوس کس بات کا۔ ہم پہ کسی کا عروج ہوا اس کی چاند رات پر ٹنڈوں میں تفریق ہو گئی۔ باقی رہی حقیقت تھی۔ سو اگر وہ پاس ہوتی تو یہ کانفرنس منعقد کیوں ہوتی۔

جسے جیسی رہ صاحب سویڈن ... کہہ گئے
(... اسلام ... )

## اعترافِ حقیقت

جسے ... تسلیم کرتے ... ہیں۔
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ
عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ

یہ ... استقامت ... جیسے ... کہا ... جو حصول نصب العین ... ناکامی شکست ... اگر ... کہتے ہیں۔ اگر آپ ... طاقت آپ ... نہیں ... سکتی ... اس ... کے ... حقیقت ... کا اقرار کرتے ہیں کہ

"اگر ... اس اسکیم ... نہیں ... عدم ... کی ... نہیں دیتے؟"

(... )

اب آپ کی خدمت میں ایک خط ... وزیر حسینی صاحب ... پنڈت ... جواہر لعل نہرو صاحب ... ایک ... مسلمان ... ہے۔

## میرے عزیز جواہر لعل

" یہ خط ... "

جو حضرت ہندو وکیل اور مسلمانوں کے درمیان منافرت پھیلا رہا ہے بلکہ خود مسلمانوں سے متنفر کر رہا ہے۔ اس کی بنیاد گفتگو کے اس اجلاس مسلم لیگ کے خطبہ صدارت سے پڑی جو گزشتہ اکتوبر میں منعقد ہوا۔ اقلیتوں کے متعلق اور مذہبی منافرت کے پردے میں دروغ، فریب و اتفاقی الفاظ بیانیوں کے ساتھ یہ پروپیگنڈا اب بھی جاری رہا کرتا ہے جس میں مندرجہ ذیل کی قسموں کا خاص طور پر ذکر کروں گا۔

۱۔ یہ کہ کانگریس ایک ہندو تنظیم ہے۔

۲۔ یہ کہ کانگریس ہندوستان میں سوراج نہیں، ہندو راج قائم کرنا چاہتی ہے۔

۳۔ یہ کہ سات صوبوں میں کانگریسی وزارتوں کی حکومتیں، اقلیتوں اور خصوصاً مسلمانوں کو دبانے اور کچلنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

۴۔ یہ کہ مسلم لیگ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمانوں کے آدرش و افکار کی حقیقی نمائندہ ہے۔

۵۔ یہ کہ کانگریس میں بہت تھوڑے مسلمان ہیں اور وہ سب کے سب اسلام کے غدار ہیں۔

میں بڑی شدت کے ساتھ محسوس کر رہا ہوں کہ جب تک اس دروغ بیگمی کا ان لوگوں سے غیرت سے غضب نہ کیا جائے کہ جب وہ دروغ گوئی بے نقاب نہ کیا جائے گا لوگ اس کذب و دروغ کو صحیح مان لیں گے اور اس کا اثر ہماری اس جدوجہد پر جو ہم ملک کی سیاسی حیثیت نیز اقتصادی و معاشی آزادی کے لیے کر رہے ہیں، بہت برا پڑے گا۔

اس تمہید کے پیش نظر میں نے اوپر بیان کی ہے میری یہ تجویز ہے کہ تمام امکانی ذرائع سے بڑے پیمانے پر ایک عام جلسہ، ایسے تمام مسلمان طبقوں اور عوام کا جو کانگریس کا نصب العین قبول کر چکے ہیں

آج مسلمانوں کا عام کنونشن کانگریسی خیال کا کہ مستقل ہو کسی مرکزی جگہ جلد ہی مارچ کے آخر تک یا اپریل کے شروع میں منعقد کیا جائے اور ضروری تجویزیں منظور کر کے مسلم لیگ پروپیگنڈے کی تردید میں ایک عام بیان جاری کیا جائے۔

مولانا ابوالکلام آزاد اس جلسے کے داعی ہوں اور جماعت ہو تو میں اشتراک عمل کروں گا۔ میری یہ غرض نہیں ہے کہ میں گفت و شنید کی راہ میں روڑے اٹکاؤں جو صدر کانگریس اور صدر مسلم لیگ کے درمیان جاری ہے۔ اس کے برعکس اس مجوزہ جلسے سے جو خود دیکھیں گے وہ بہت بڑی حد تک ایسے فیصلے تک پہنچنے کے لیے راستہ صاف کر دے گا۔ جو مسلم لیگ مسلمانوں اور کانگریسی مسلمانوں دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔ آخر میں مجھے آپ سے یہ درخواست کرنی ہے کہ اس معاملے کے موضوع پر ہر کسی بارہ میں اپنے رفقائے کار سے مشورہ کر کے جلد کوئی فیصلہ کر لیں علاوہ بریں میری یہ رائے ہوگی کہ جو رائے اس خط میں ظاہر کی گئی ہے اس سے بہت کانگریسی مسلمان متفق ہیں۔

آپ کا مخلص

حسین احمد

مجیب نظامی صاحب کے حکم پر

حمید نظامی مرحوم و مغفور نوجوانان ملت کی تنظیم مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے مرکزی رہنما ہونے کی حیثیت کے علاوہ ایک ذہین صحافی بھی تھے۔ پاکستان کے بارے میں نہایت ناآشنا صحافی تھے اور صحیح معنوں میں اقبال کے منائج کے جاں نثار اور جاں سپار اور تحریک پاکستان کے آتش بجاں مجاہد۔ پاکستان کی بڑی بڑی مخالف دشمن قوتوں سے ٹکرانے والے اور مخالفت کی تند و تیز ہواؤں میں نظریہ پاکستان کی نورانی شمع کو روشن کرنے والے

حساس، غیور اور ملت کی سرفرازی و سربلندی کے لیے درد مند دل رکھنے والے تعلیم یافتہ مسلمان تھے۔

جب نوائے وقت ۱۹۴۴ء میں روزنامہ ہوا تو آپ نے نیشنلسٹ مسلمانوں کا اصل چہرہ دکھانے کے لیے اپنا زور قلم صرف کیا اور تحریک پاکستان کو مقبول اور متعارف کرانے کے لیے اپنی خداداد صلاحیتوں کو وقف کر دیا۔ اب ہم آپ کے قلم سے نکلے ہوئے وہ اداریے جو انھوں نے نوائے وقت کے ایڈیٹر کی حیثیت سے نیشنلسٹ مسلمانوں کے متعلق لکھے، نیشنلسٹ مسلمانوں کے اسی باب میں نقل کر رہے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے۔

## اداریہ ۲۴ نومبر ۱۹۴۴ء

حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی خدمت بابرکت میں

غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

حضرت مولانا حسین احمد مدنی صدر جمعیت العلمائے ہند ایک عالم باعمل ہیں۔ حضرت شیخ الہند علیہ الرحمۃ سے اور دارالعلوم دیوبند سے تعلق کی وجہ سے ہندوستان کے علماء میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ مولانا ایسی مقتدر ہستی کا وجود جو ان کی وحدت ملی کے لیے باعث رحمت ہونا چاہیے تھا، اختیار کرنا ہے ... جس جس سے حضرت مولانا ہندوستان کی مسلمان سیاسیات میں نمایاں و سرگرم حصہ لے رہے ہیں اور خصوصاً ملت اور دین کا مستقبل کے لیے بڑی مصیبتیں اٹھائیں، دو قربانیاں کیں، لیکن جس ساعت جس سے وہ سواد اعظم سے کٹ گئے ہیں، اور ان کی مرکزیت سے الگ ہو گئے ہیں

کے بارہ میں ملتِ اسلامیہ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

مولانا حسین احمد صاحب کی ہمیں جیل سے رہا ہو سکتے ہیں۔ انہیں حکومت نے کل جیل سے باہر کر دیا۔ بدلے ہوئے حالات کا جائزہ لیں گے اور اپنے تجربہ اور علم و بصیرت سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائیں گے لیکن ہم سلام میں ان کی ایک معرکہ تقریر پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔ آج ان کا ایک ایسا بیان چھپا ہے جو انہوں نے ایک بار بھی کسی اخبار کے نمائندہ کو دیا۔ اس انٹرویو میں مولانا کی طرف سے الفاظ منسوب کئے گئے ہیں کہ جمعیۃ علماء کی ورکنگ کمیٹی نے اس تجویز پر غور کیا ہے کہ فرقہ وارانہ سمجھوتہ کے بعد قوم پرست مسلمانوں کو منظم کیا جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ مسلم لیگ کی پالیسی ہندوستان اور مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ ان حالات میں مسلم لیگ سے ہمارا کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت مولانا کا آخری فقرہ تعجب انگیز ہے۔ اور ہم مسلم قوم پرست مسلمانوں کی تنظیم سے مولانا کو اسی قسم کی کوشش جیسی کہ مسٹر اللہ بخش مرحوم اور مولوی فضل الحق یا اگر چکی ہیں وہ سب ناکام ہو چکی ہیں اور خان بہادر جہاں تک ہے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ آزاد مسلم کانفرنس کے جلسوں کا حشر حضرت مولانا کو معلوم ہی ہے۔ وہ خان بہادر اللہ بخش، مولوی فضل الحق اور خواجہ عبدالمجید کی طرح سیاسی حالت تھا نہیں اور یہ سیاسی ٹیم لیگ اور جتھہ بندی ان کی شان کے خلاف ہیں۔

لیکن اگر ان کے ارشاد کا مطلب مسلم رابطہ عوام کی تحریک ہے جو آج کل خدا نخواستہ کانگریس کے زیر قیادت ہے تو مولانا کا منصب اس سے بہت بلند ہے کہ وہ دوسروں کے آلۂ کار ہوں اور علمائے کرام کانگریس کے تیسرے درجہ کی حیثیت سے مسلمانوں کی تنظیم میں شامل ہوں۔ حضرت مولانا کا ارشاد ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ مسلم لیگ سے

ہمارا کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ اگر مسلم لیگ سے ان کا سمجھوتہ نا ممکن
نہیں ہے تو مسلم لیگ مسلمانوں کی جماعت ہے اور اس سے حضرت
مولانا کو بھی انکار نہیں کہ مسلمانوں کی غالب اکثریت مسلم لیگ سے وابستہ
ہے۔ مولانا مسلمانوں کے بہت بڑے عالم ہیں، ان کا فرض دعوت
الی الحق ہے۔

فرض کیجئے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ اکثریت گمراہ ہے تو
اس کی ہدایت و رہنمائی ان کا فرض ہے یا انہیں مایوس ہو کر ان مسلمانوں
کا ساتھ چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر صورت ثانی ہی درست اختیار فرمائیں۔ تو
جب قیامت کے دن خدا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے
کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ مسلم لیگ اور مسلمانوں کو اس کی تبلیغ
نہیں کر رہا تا اور جمعیت کے دوسرے علماء کرام ان لیگی مسلمانوں
کو ناقابل اصلاح سمجھ کر ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ کانگریس کے ساتھ
مل کر جنگ آزادی میں لیگ سے زیادہ ساتھ ان کی ولی کے خیال میں
کانگریس کے ساتھ کوشش ہے کی ضرورت ہے۔ مسلم لیگ اور مسلمانوں
کو اس کی ضرورت ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور دوسرے
علماء حضرت شیخ الہند علیہ الرحمۃ کے مشن کو مکمل کریں۔

اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کے مذہب اور سیاست
میں جو تبلیغی مسائل در پیش ہیں آگے یا سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہمارا
سیاست کو اسلامی رنگ دیں۔ جو دوسرے سیاسی مطالبہ کو اسلامی
مطالبہ بنائیں اور ہماری سیاسی ذہنیتوں کو اسلامی ذہنیت میں
میں تبدیل کریں۔ لیگ کی پالیسی یا پروگرام میں وہ کوئی نقص
جو حضرت مولانا اور علماء کو لیگ سے علیحدہ کرنے سے روکتا ہے۔
جب لیگ کا نصب العین آزادی کامل تھا اور اس کا مطمح نظر حکومت

اور ہندو مت جیسے مطلقین کے لیے بھیجا ہوا ت منظور کرتا تھا اس پر وقت مولانا آزاد لیگ
میں مجبوراً چونکہ تھا اور مولانا اپنی مسٹر محمد علی جناح کی قیادت میں لیگ میں شامل
تھے لیکن اب جبکہ لیگ اس کے لیے کامل آزادی چاہتی ہے مولانا اس کے ساتھ
مسائل جیسے کی کچھ تردید اور اس کے واسطے کیلئے ہیں ان کی وسعت
نہیں بلکہ ذات مسلمین کی جماعت ہے۔ حضرت مولانا فرماتے ہیں کہ لیگ سے
ہمارا مجھوتہ نہیں ہو سکتا۔

الجواب: تم جب اس لیگ کے منصب معین میں کوئی برائی ہے زیادہ
زیادہ آپ یہی کہیں گے کہ مسلم لیگ کے بعض لیڈروں کی زندگی غیر اسلامی ہے
ان کا کیا غیر اسلامی ہے وہ خود غرض ہیں۔ نفس پرست ہیں یہی ارشاد رہا۔ مگر
دیکھو کہ کس جماعت اور کس گروہ میں نہیں!

گستاخی معاف کیا جائے کیا وہ غیر اسلامی زندگی جس کی شکایت لے عالم
نہیں ؟ کیا علماء میں نفس پرست اور خود غرض نہیں ؟ اور کیا کانگریس بے غرض
اور بے نفس فرشتوں کا گروہ ہے ؟ کیا کانگریس میں کا ہر ممبر جو
اور جنت بھی کی زندگیاں تمام اسلامی ہیں ! کیا کانگریس کا تمام اسلامی
ہے ؟ کیا کانگریس کا نصب العین اسلامی ہے ؟ کیا کانگریس کی پالیسی اسلامی
ہے ؟ اگر ان سب سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو حضرت مولانا ارشاد فرمائیں
کانگریس کے غیر اسلامی جماعت ہونے کے باوجود اس کے غیر اسلامی نصب العین
اور پالیسی کے باوجود اس کے ارکان کی غیر اسلامی زندگی کے باوجود کیا وجہ
ہے کہ مولانا اور جمعیت العلماء کانگریس سے مجھوتہ کر سکتے ہیں تو مسلم لیگ
اور ان کے ہندو مسلمانوں کا چھوڑنا کیوں ہے کیا مقصد ہے ؟
میں دینی رہنمائی سے محروم کرنا چاہتے ہیں ؟ کیا اور کا اشتراک صرف ہے تو نہیں
گویا تمام کار رابطہ کا رہی نہیں بلکہ مسلمان گئی ہیں ؟

٭ نوائے وقت ۲ نومبر ۱۹۴۳ء

# اداریہ نوائے وقت ۱۴ اپریل ۱۹۴۵ء

## مولانا حسین احمد مدنی کی خدمت بابرکت میں

"جناب مولانا حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیۃ العلمائے ہند و نائب صدر یوپی کانگرس کمیٹی کا حال ہی میں ایک بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے جس پر مسلمان بہت افسوس کا اظہار کر رہے ہیں۔ مولانا نے اپنے بیان میں اخبارات کی روایات کے مطابق مسٹر گاندھی کی وحدانی قومیت نسل و وطن کے تعلق جو مہاتما مسلم قومیت بر بنائے اسلام و اسلامیت کی مخالفت کا اعلان کیا ہے۔ اور مسلم لیگ کی پالیسی اور نصب العین کو ملک کے لئے اور مسلمانوں کے لئے نقصان رساں بتایا ہے۔

مسلم لیگ کا نصب العین کیا ہے؟ مسلم لیگ کی پالیسی اور نصب العین کیا ہے؟ دنیا اس سے واقف ہے کہ کانگرس جناح اور ڈاکٹر اشتیاق [illegible] اس مسئلہ پر [illegible] کہ مسلم لیگ اس کی داعی ہے کہ وہی کہ مسلمانان ہند اپنی جداگانہ شریعت و ملت جداگانہ تہذیب و تمدن اور جداگانہ تاریخ و روایات، جداگانہ عقائد، اخلاق و جداگانہ اساسیات معاملت، جداگانہ سیاست و معیشت کی بنیاد اور جداگانہ وحدت کی وجہ سے جداگانہ قوم اور مستقل ملت ہیں اور جہاں جہاں وہ اس برصغیر ہند میں اپنی جداگانہ ملی و قومی اسٹیٹ اور اس کے کامل استقلال و آزادی کے طالب ہیں اور وہ کسی حال میں ہندو قوم کی اکثریت اور کسی انڈیا مرکز کی تابعداری و محکومی کسی شکل میں قبول نہیں کریں گے بلکہ ایک مستقل اسلامی قومیت و ریاست کی حیثیت سے ہندو قوم اور دوسری قوموں سے باہمی معاملات و متعلقات سے متعلق سمجھوتہ کرنے کو تیار۔

ہیں ہندو اکثریت کے ساتھ مخلوط جمہوریت میں ہو کر ایک قوم بن سکتے ہیں
اور نہ اس کے لیے تیار ہیں۔

مسٹر گاندھی کا ماضی اور نصب العین: اس کے برعکس مسٹر گاندھی
نے مسلمانوں کی جداگانہ قومیت اور مستقل کی حیثیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا
اور یہ دعویٰ کیا کہ چونکہ مسلمان ابتداءً نسلاً ہندو تھے اور انہوں نے
صرف تبدیلیٔ مذہب کے ذریعہ نکل کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں
اس لیے وہ بھی اتنا مسلمان ہیں لیکن قومیت کے لحاظ سے اب بھی ہندوستانی
ہیں۔ یہ کہ قومیت کا مدار مذہب و عقیدت نہیں ہے۔ بلکہ بقول مسٹر گاندھی
قومیت کا دار و مدار وطنیت اور نسلیت پر ہے۔ چنانچہ مسٹر گاندھی نے
مسلمانوں کو ایک مستقل قوم ماننے اور مسلم ریاستوں اور صوبوں کے لیے
کامل آزادی یا مستقل ریاست کا حق ماننے سے انکار کیا۔ اور ایک
آل انڈیا نیشنلسٹ کا خیال ہر گز کو یکساں رکھنا چاہا جس کے بعد
ہندوؤں کی اکثریت اور انکی غلبہ اور مسلمانوں کی محکومیت یقینی
لازمی ہے۔

مسٹر جناح کا ہندو راج سے انکار: مسٹر جناح صدر
آل انڈیا مسلم لیگ نے اس ہمہ گیر متحدہ قومیت اور آل انڈیا ہندو
حاکمیت کے اس باطل دعویٰ کو ماننے سے انکار کر دیا اور واضح کر دیا
کہ ہندوستان کی تمام قوموں کی مساوات اور آزادی کی حامی مسلم لیگ ہے
کہ مسلمان اپنی جنگ آزادی اس لیے لڑ رہے ہیں کہ پاکستان کی آزادی کو
ہندو اور یورپی قوتیں تسلیم کر لیں اور دنیا ان کی آزادی تسلیم
کریں۔ وحدت و مستقل قائم کرکے وہاں اپنی مستقل سلطنتیں اور حکومتیں
قائم کریں کی حیثیت سے باہم معاہدہ کر لیں۔ اس طرح اور حق آزادی کا
حق و برتری ہندو کی ترقی کا تا وہی کا مسئلہ بھی حل ہو

ہماری ہی کی بنیاد پر حل ہوگا۔ بلکہ تمام تر ہم ہندی کی اصل آزادی اور داخلی رخنہ میں غلامیوں اور ذلیلوں کا خاتمہ ہوگا۔

مولانا حسین احمد سے سوال: اب میں مولانا حسین احمد سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ کس طرح مسلم لیگ کی پالیسی کو ملک اور قوم کے لیے نقصان رساں بتاتے ہیں۔ کیا مسٹر گاندھی کے نظریہ قومیت نسلی کا انکار کرنا اور ہندو نسلوں سے کٹ کر ملت اسلام میں داخل ہونے والے، میں کہتا ہوں پھر بھی اصل مسلمانوں کو ہم بنا کے ملت اسلام ایک مستقل قوم بنانا خلاف واقعہ خلاف اصل اور خلاف مفاد ملت ہے۔

کیا مسلمانوں کا مفاد یہی ہے کہ مسلمان کفر و جاہلیت کی بنائی قومیت اور جاہلیت کے سامنے سپر انداز ہو جائیں اور دینی امتیازات و ضبط و رسالت محمدیہ کے احساس پر ایک عالمگیر قومیت بنانے کے قرآنی نصب العین سے دست بردار ہو جائیں۔

خدا را مولانا بتائیں کہ آخر مفاد اسلام کیا ہے اور لیگ نے کس طرح اس کی مخالفت کی ہے۔ کیا دس کروڑ کلمہ گویان اسلام کی گردنیں کفر و شرک کے غلاموں اور مشرکوں کے ہاتھوں میں دے دینا مفاد اسلام ہے یا ان دس کروڑ کلمہ گویان اسلام کے لیے آزادی، استقلال اور حاکمیت و سلطنت حاصل کرنا مفاد اسلام ہے۔

نیز آپ یہ تو سوچیں کہ ہندوؤں سے علیحدگی و آزادی جب آپ ہندو اکثریت اور وطنیوں اور وطنیت پرستوں کو جنہیں وہ مرتبہ دیا گیا ہے بنائے گئے اور بنائے ہیں ان کو بھائی نہ بنا سکے اور ان کو ایک قوم نہ بنا سکے تو پھر دوسرا مسلم کو کس طرح پا جاتی اور

ایک قوم بنا سکتے ہیں؟

جب ہندو، ہندو اقوام آریہ برہمن سے علیحدگی کے دعاوی رکھتے
ہیں تو پھر مسلمان کس طرح ان سے ایسا ملا جلا ہی باتوں سے مل کر اپنی
اس ملک کی آزادی حاصل کر سکتے ہیں؟ غرض اس مشکل پر تو بحث ہو چکی
نیز فی الحال مولانا محترم کی توجہ مالی مسٹر گاندھی کے اس دورانیہ پیا گا
دلالی کی طرف مبذول کرانا ہے اور مسٹر گاندھی کی ان دوروں کے
کے متعلق ہوں آپ سے بحیثیت مسلمان عالم دین فتویٰ پوچھتا ہوں کہ وہ
کیا فرماتے ہیں۔

مسٹر گاندھی تحریری و قولی کی تائید میں مسئلہ گئو و بیاری کو نے
کی اجازت دیتے ہیں۔ وہ وعدہ ارادہ ہے کہ مسٹر گاندھی کے پریکٹیکل
سکرٹری مسٹر مہادیو ڈیسائی اور مسٹر جی نے ہمیں گپتا صاحب سے یہ
اصلی معمول پوری گاندھی سمجھا دیا ہے تو ہمیں خود مسٹر گاندھی سے یہ
حقیقت پہنچی ہے ایک ہند کی گئو رکشا کے جواب میں ظاہر کر دی ہے
کہ مسٹر گاندھی نے منتبار رکھنے کی کوشش کی ہے جب کہ مسئلہ گئو
حکومت متحدہ کے حکم سے منطبق نہیں تھی ہے آزادی کے خلافت کا خرچ
مالی کو سنتیا گرہ کرنے اور وصول نا فرمائی کی تمام حاصلات کی جانب
دی ہے۔

مولانا حسین احمد صاحب اس حقیقت سے بھی باخبر ہوں گے
مجلس علماء دہلی نے جس میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب
سابق صدر جمعیت العلماء ہند و مولانا احمد سعید صاحب سیکرٹری جمعیت
العلماء ہند و مولانا مظہر اللہ صاحب شامل ہیں یہ فتویٰ دیا ہے کہ
آریہ سماج کا یہ متبار رکھنا کہ تمام عصر میں آریہ صدر بن جائے
اسلام متبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام

کے خلاف فحش اور دل آزار رسالہ شائع ہوا ہے جس میں گالیاں دی گئی ہیں، رسول پاک
اسلام کی سخت ترین توہین کی گئی ہے جس بنا پر مسلمانوں پر واجب ہے کہ
وہ حضور اکرم علیہ السلام کی حرمت کی حفاظت کے لیے ان کتب کو ضبط
اور منافرت انگیز باتوں کو فوراً ضبط کرنے کی کوشش کریں۔

**کیا توہین رسول کی مہم آزادی قائم کرنے کے لیے ستیہ گرہ کریں گے**

اب حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی شیخ دارالعلوم دیوبند
سے فتویٰ پوچھنا ہے کہ وہ کس فتویٰ کو مانتے ہیں۔ آیا بحیثیت نائب
صدر یو پی کانگریس مولانا مسٹر گاندھی کا ساتھ دیں گے کانگریس کے حکم
کی پیروی کریں گے اور ہندو کی حکومت کے آرڈر کے خلاف ستیہ گرہ
اور مقدس جہاد فرمائیں گے تاکہ توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے
کی آزادی اور توہین رسول کرنے والی کتب آزادی اور کثرت سے
خوب شائع ہوا کریں گی کیونکہ ہر کانگریسی ان توہین آمیز کتب سماج
والیوں کو منع نہ کر سکا مولوی حسین احمد اور ان کے خلفا اصحاب
ولی اللہ کا اس جہاد میں کیا حصہ ہوگا یا بحیثیت صدر جمعیت العلما
ہند یا شیخ دارالعلوم دیوبند جو جلسہ میں تشریف لے گئے اور رسالہ کی ضبطی کو
ضبطی کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ صوبہ مسلم لیگ اور مجلس
مسلم لیگ نے جو نیک اقدام کیا ہے اس کی تائید فرمائیں گے بتایا جائے
کس کے فتوے کو مانتے ہیں۔ مسٹر گاندھی کے فتویٰ کو جو توہین رسول کی
آزادی اجھا اور توہین رسول کی عام اجازت اور اشاعت کا حکم ہے
جب یا فتویٰ مفتی کفایت اللہ کو مانتے ہیں۔ جو توہین رسول کی
تالیف ضبطی کا مطالبہ کرتا ہے اور حرمت رسول کی حفاظت کے لیے
مسلمانوں کو جدوجہد کا حکم دیتا ہے۔

کیا مولانا کی خدمت اسلام کا طریقہ یہی ہے۔ مگر مولانا اس

لیڈ نی علماء کے رہنما مانتے ہیں۔ جب پر اس مشرب کے تمام علماء کے چند کا اتفاق ہے۔ سوال یہ ہے کہ مولانا نے علماء دیو بند کے فتویٰ اور مسلم قوم کے مطالبہ متحدہ کو پیش کیا، متحدہ کا جس سے متعلق ہے منوانے اور جاری کرنے کے لیے کیا عمل کیا ہے؟ کیا وہ قرین عدل قابل قبول اور محض قرآن و رسول اور حرمت رسول کا مسئلہ ابھی حکم نہیں ہے۔ تو پھر اس بات کا نتیجہ اور کون سا اہم مسئلہ ہے کیا وہ سب بے خبر ہیں کہ اس وقت تمام بازی قرآن و رسول کے مسائل پر اسلامی اجلاس میں بڑی بڑی تقریریں اور تحریکیں ہو چکی ہیں۔ کیا اسلام کے مفاد کی بہترین خدمت کا یہی طریقہ ہے کہ مولانا جیسی ہستی اسلامی جماعت کی طاقت کو مضبوط و مستحکم کرنے کی جو کوشش کی تھی وہ منتشر کا ہو جیسے تنگ نظر کر کے اصل مقاصد ہندو کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے میں مصروف ہیں جو سرور کائنات فخر موجودات سید المرسلین کی تعلیمات آپ علیہ السلام کے خلاف ترین کا لیں دشمنانہ طرز بیان کی مسلمانوں کو جاری کرنے کی حیثیت کا فرمان دیکھا جا رہا ہے اور ہیں اور اس طرح ہندوستان کی اقوام میں باہمی منافرت و عداوت کے بیج بو رہے ہیں۔ کیا کانگریس میں رہ کر مولانا کا اس مسئلہ پر چپ رہنا مناسب ہے؟

**متحدہ قومیت کے شجر خبیثہ کا پہلا پھل۔** اور مولانا حسین احمد کے جواب اہم ان کی متحدہ قومیت کے شجر منحوس کا پہلا پھل یہی ہے کہ مشرکا بھی تو متعدد میں پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ناموزوں ناسکی عام اشاعت کی تحریک کو جاری کرنے کے لیے علماء قوانین برکت دیں اور جرأت افزائی کریں اور تمام العلوم والفرائض شیخ العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث بنا کر کانگریس کی تائید حمایت قبول کر کے

چیف کا روزہ رکھیں اور مسلمانوں کو کانگرس میں بہ حیثیت ... شامل ہونے کی
تلقین اور غیر مشروط بیعت کرنے کا حکم دیں۔

| | |
|---|---|
| بلا شرط و معاہدہ اس کانگریس کے معنی بیعت کا مدعا یہی ہے | آخر بلا معاہدہ و بلا شرط کانگرس میں شرکت اور اس کانگریس کا |

مطلب بیعت کا بجز اس کے اور کیا ہے۔ اس کانگریس کے معنی مسلمانوں کی ملی اجتماعیت کی تحلیل اور ہندی قومیت کی ترویج اور مسلمان افراد کو فرداً فرداً کانگریسی قومیت و سیاست میں انضمام ہے اور ظاہر ہے اور افسوس ہے کہ مولانا مدنی اسی کی حمایت کر رہے ہیں اور اس کو دینی وقت کا مفاد بتا رہے ہیں۔

آج یہ سب کچھ کیا ہوگا؟ کیا کل متحدہ قومیت اور آل انڈیا کانگرس کی ہندو راج کے قیام و استحکام کے بعد کیا ہوگا؟ جبکہ بھی مدرس اور ... کی طرح تمام دینی ... کرنا ... قرار دیا جائے گا۔ قرآن و حدیث کی تعلیم فرقہ وارانہ جرم قرار دیا جائے گا اور شدھی و سنگٹھن کا نام لینے والوں کو اعلیٰ ... کو ترقی دی جائے گی انہیں ... کو قدم کس طرف ... کر کے جانا چاہتے ہیں اور ان کی پالیسی کا یہی نتیجہ ہوگا۔

مسٹر گاندھی نے حال ہی میں حسب عادت ایک نرالی ... پیدا کیا ہے جس میں ایک طرف ستیارتھ پرکاش کے باب تیرہ و چودہ کے حذف کرنے کی ... آریہ سماج کو ہدایت دی ہے اور ساتھ ہی ... کی ... کی بھی مخالفت کی ہے اور حکومت سندھ نے ... جس ... اشاعت کو سندھ میں ممنوع قرار دیا گیا ہے غلط اور ناقابل تردید ... قرار دیا ہے ... سابقہ ... بحال ... قرار دیا ہے۔ متحدہ قومیت کے داعی

اور ہندو مسلم اتحاد کے حامی کانگریس کے رہنما کا فرض تو یہ تھا کہ وہ
خود ان باتوں کی تکذیب ضبطی اور ہندو پرستی اشاعت کا مطالبہ کرتے کیونکہ
ہندوستان میں فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والے ہر ایک فساد اور
قتل و خون کے بڑا اسباب وارداتوں کا اصلی رہنما دینی مذہب ہے یا جب
ایسی جماعتیں نے اسلام کی دشمنی، قرآن دشمنی، مسلم دشمنی اور رسول
دشمنی کی آگ لگائی ہے ہر گذشتہ ایک ہزار سال میں کسی دوسرے
کتاب، تحریک سے اس ملک میں کبھی نہ لگی تھی لیکن کانگریس کا ساتا
الہ آباد کو منافرت انگیز، غلط، مذہبی کہ وہ گروہ میں قرار دیتے گی
وہ بڑھ اس کی ضبطی و ہندو پرستی کے خلاف بیان دیتا ہے۔ مگر آج
یہ بھی ہندو مہاسبھا اور دو لیگ کی تحریک کی تائید کرتا ہے جیسا کہ
مسٹر گلشن نام سنگھ گپتا صدر کرتے لیگ و [illegible] کی ہاں اصلی بیچ
کانگریسی لیڈر نے مسٹر گاندھی کے بیان کی اشاعت کے بعد تشریح
کی ہے۔ مسٹر گاندھی اس قسم کی ودھ پڑی چاہیے ہیں جیسے کچھ ارادے چاہتا
ہی بیکس افسوس کہ مولانا حسین احمد صاحب کی آنکھ بند ہے اور
حقیقت کو حقیقت کی نظر سے دیکھنا نہیں چاہتے۔

روزنامہ [illegible] [illegible]

## ابوالکلام آزاد

وہ سے بیٹھنے کر تائید اور تفسیر

وہ مرحوم تھا شہید دور وحدت خدا کی مرد

مولانا ابوالکلام آزاد ہندوستانی سیاسیات میں آج کل ...
بات یہ ہے کہ ہم نے ہر دو سو سال پہلے کھائی ہے مصر میں اور
مصری میں ہم ان کی ادا کیا یا ہمارے سے اپنے زمانے میں ان کے

کانفرنس میں اور کوئی تنگ نظر ادارے ہیں۔

یہ حقیقت ملاحظہ سے بالکل خالی ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے استقلال اور ہندوستان کی ترقی کے رستہ میں سب سے بڑی چٹان مولوی ابوالکلام آزاد کا وجود گرامی ہے۔ ان کے خاص طور خوشامدانہ سیاسیات میں ۱۹۴۵ء کی شملہ کانفرنس کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ مولوی صاحب کی ہٹ دھرمی تھی اور ۱۹۴۶ء کی گفتگوئے مفاہمت میں اس کی مسلسل ہچکچاہٹ کے باعث اس کی ناکامی کا قابل رشک شرف بھی مولوی ابوالکلام آزاد ہی کے حصہ میں آیا۔

ہندوستان کے آئندہ دستور کے سلسلے میں مولوی ابوالکلام آزاد وزیر ہند کو جو خط لکھے وہ منظر عام پر آچکے ہیں۔ ان خطوط کی ایک ایک سطر اور ایک ایک حرف مسلمانوں کے خلاف زہر میں بجھے ہوئے تیروں کا درجہ رکھتے ہیں۔

— مولوی صاحب نے ان خطوں میں دراصل مشن کی اس تجویز کے خلاف شدید احتجاج کیا تھا کہ مجوزہ مرکزی کابینہ میں کی مجلس آئین ساز اور اس کی انتظامیہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں کو مساوی نمائندگی دی جائے۔ جیسی کہ صدی کے اس اہم انتخاب کی دلیل یہ تھی کہ مسلمان محض ایک اقلیتی فرقہ ہیں اور جمہوری اصولوں کے پیش نظر اس اقلیتی فرقہ کو عظیم ہندو کے مقابلے پر مساوی نمائندگی نہیں دی جا سکتی۔ ان خطوط کی اشاعت نے صدر کانگریس کے ان معتقدین و چند دماغوں کو بھی جنھیں ابھی تک ان کی ذات گرامی سے حسن ظن وابستہ ہے، تحیر و حیرت میں ڈال دیا تھا کہ کیا یہ تجویز کسی مسلمان کی طرف سے کل دی جا سکتی ہے؟ مگر ۹ جولائی کو مولوی ابوالکلام آزاد نے پانچ دھمکیوں سے بھرا خط ماسٹر تارا سنگھ کے نام بھیجا ہے۔ مولوی

صاحب کے تذکرہ، یا تو خطوط بھی ان کے اس گرامی نامہ کے سامنے آتے ہیں۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ قائداعظم جناح نے وائسرائے کے نام ایک خط لکھا جس میں یہ صورت حال پوچھا گیا تھا اول اگر اچھوتوں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر اقلیتوں کے نمائندوں میں سے کسی صاحب نے مجوزہ عارضی حکومت میں شرکت منظور نہ کی یا کسی وقت مرحلے پر سکھوں، پارسیوں، اچھوتوں اور عیسائیوں میں کوئی نشست خالی ہو گئی تو کیا اس نشست کو پُر کرتے وقت مسلم لیگ سے مشورہ لیا جائے گا۔ وائسرائے نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ دوم عارضی حکومت کی تشکیل میں جس فرقہ وارانہ تناسب کو اب ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بعد میں اس میں کوئی تبدیلی تو نہیں کی جائے گی۔ وائسرائے کا جواب نفی میں تھا۔

سوم کیا وائسرائے مسلم لیگ کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر مجوزہ عارضی حکومت کے مسلمان ارکان کی اکثریت کسی فرقہ وارانہ فیصلہ کے خلاف ہو تو اس فیصلہ کو عملی جامہ نہیں پہنایا جائے گا۔ وائسرائے نے اس سوال کے جواب میں مسٹر جناح کو مطلوبہ ضمانت دے دی۔ موٹی عقل کا آدمی بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان تینوں سوالوں کا براہ راست تعلق مسلمانوں سے ہے۔ اگر مسلم لیگ کی جگہ جمعیت العلماء اور قائداعظم جناح کی جگہ مولوی حسین احمد مدنی ہوتے تو انھیں بھی مسلمانوں کے حقوق و مفاد کے تحفظ کے لیے وائسرائے کے سامنے یہی سوال پیش کرنے چاہیے تھے۔ اس لیے کہ ہندوستان میں ایک متحدہ قومیت کے فقدان کی وجہ سے یہ ملک مغرب کے نظام جمہوری کے لیے قطعاً ناموزوں ہے۔ مغرب کے نظام جمہوریت کے

با اکثریت برطانوی یا فرانسیسی پارلیمنٹ میں آج جو جماعت اقلیت میں ہے کل وہ سہولت سے اکثریت ہو سکتی ہے۔

اسی طرح اکثریت دال یا کل مستقبل میں اقلیت میں بدل سکتی ہے لیکن ہندوستان میں اقلیت ہمیشہ یا کم از کم آئندہ دو سو سال تک مسلسل اقلیت میں رہے گی اور اکثریت اسی طرح مستقبل اور ناقابل تغیر اکثریت میں۔ جہاں اقلیت اور اکثریت اسی طرح مستقل اور ناقابل تغیر ہو وہاں اقلیت بغیر مناسب تحفظات اور ضمانتوں کے بغیر کسی کریقین و زارت یا حکومت میں شرکت نہیں کر سکتی اور اگر وہ ایسا کرے تو وہ ایک سیاسی غلطی کی مرتکب ہوگی

مولوی ابو الکلام آزاد نے واشنگٹن کے نام جو خط لکھا اس میں سب سے بڑا اعتراض اس بات پر ہے کہ مسٹر جناح نے اچھوتوں کو ہندوؤں سے ایک علیحدہ اقلیت کیوں قرار دیا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ کیا اچھوتوں کو ہندو سماج کا ایک لازمی عنصر سمجھتے ہیں؟

— ہمیں معلوم نہیں تھا کہ آل انڈیا کانگریس کا لیڈر اور ترجمان القرآن کا مصنف و مفسر بھی کانگریس پر بیٹھ کر مفسر قرآن کی بجائے منو کے دھرم شاستر کا شارح بن بیٹھا ہے۔ دھرم شاستر نے ہمیں ذکر انتزاق اور اشتباہ سے بچانے کا فرض بھی اسی نے اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ خواہ اس فرض کی ادائیگی میں اسے سات کروڑ اچھوتوں کے جائز حقوق ہندو جاتی کے سامراج کی ہی خاطر غصب کیوں نہ کرنے پڑیں۔ مولوی ابو الکلام آزاد کو اس پر بھی اعتراض ہے کہ کوئی عیسائی یا دیسی عیسائی اور سکھوں کی کوئی نشست خالی ہو تو اس کو پر کرنے سے پہلے مسلم لیگ کے صدر سے مشورہ کیوں لیا جائے۔ مولوی

صاحب یہ فرماتے ہیں۔ ایک ایسی جماعت کو جو صرف ایک قوم کی نمائندگی
کی دعویدار ہے اقلیتوں کی نمائندگی کرنے کے معاملہ میں مشورے کا
مستحق کیوں گردانا گیا؟ بالفاظ دیگر مولوی صاحب کی یہ انوکھی
منطق ہے کہ ایک ایسی جماعت جو صرف مسلمانوں کی نمائندہ ہے کو عبوری حکومت
میں شرکت کے ذریعہ کولیشن میں اپنے ساتھی منتخب کرنے کے اختیار کے
معاملہ میں رائے دینے کی مستحق کیوں سمجھی گئی۔ مولوی صاحب کے
نزدیک یہ حق صرف ہندو کانگریس کے لیے جس کے وہ نمائشی مسلمان
صدر ہیں مخصوص رہنا چاہیے۔

لیکن سب سے حیران کن اعتراض جس کی توقع کوئی مسلمان
مولوی ابوالکلام سے بھی نہیں کر سکتا تھا اس بات پر کیا گیا کہ مسٹر
نے قائداعظم جناح نے یہ مطالبہ کیوں کیا کہ اگر عارضی حکومت کے سامنے
مسلمانوں کی اکثریت کسی فرقہ وارانہ فیصلے کے خلاف ہو گی تو اس فیصلے
کو عملی جامہ نہیں پہنایا جائے گا۔ جیسا کہ ہم آپ سے عرض کر چکے ہیں اس
ضمانت کے بغیر مسلمانوں کی کسی کولیشن حکومت میں شرکت محال ہو گی
اور یہ ضمانت مسلمانوں کے حقوق و مفاد کے تحفظ کے لحاظ سے قطعاً ناگزیر
ہے۔ مگر مولوی ابوالکلام آزاد اس پر بھی ناراض ہیں کہ جناح کے
سامنے یہ ضمانت ہے کہ عارضی حکومت میں ویٹو کی طاقت مسلم لیگ کے
حوالے کر دی جائیں مولوی ابوالکلام آزاد کا اطمینان صرف اسی صورت
میں ممکن ہے کہ مسلمانوں کو ہندو اکثریت کے رحم و کرم
پر چھوڑ دیا جائے اور ہندو اکثریت کو یہ حق دے دیا جائے کہ وہ اپنے
ووٹوں کی اکثریت کے بل بوتے پر جس طرح کا سلوک چاہے کرے۔

مولوی ابوالکلام نے کانگریس کی قومی حیثیت کا رونا بھی رویا
ہے مگر ہم انہیں توجہ دلاتے ہوئے ندامت محسوس کرنا چاہیے

ہندوستان کی مختلف اسمبلیوں میں مسلمان ممبروں کی تعداد صرف
۳۳ تھی۔ ان ۲۲ نشستوں میں سے کانگریسی مسلمان صرف ۲۳
نشستیں جیت سکے ان میں سے ۱۰ نشستیں صرف صوبہ سرحد کی
ہیں جہاں مسلمانوں نے کانگریس کے نام پر نہیں بلکہ خدائی خدمت گار
فریب کے نام پر ووٹ دیئے تھے۔ سی پی، آگرہ، یوپی، بمبئی، مدراس
پنجاب، صوبہ آسام اور خود اس صوبہ میں سے جہاں مولانا ابوالکلام
آزاد گذشتہ تیس برس سے قیام فرما ہیں ایک کانگریسی مسلمان بھی
اسمبلی کا ممبر منتخب ہونا تو کجا انتخاب میں اپنی ضمانت تک نہ بچا سکا
ان اعداد و شمار کی روشنی میں یہ دعویٰ کہ کانگریس ایک قومی جماعت
ہے محض اس لئے کہ ایک مسلمان اس کا نام کا صدر ہے اور نہرو پٹیل کے
مرتب کیے ہوئے خطوط و بیانات کے مسودوں پر ان کے دستخط
ثبت کرا دیتا ہے بالکل لغو ہے۔ بہر حال مولانا ابوالکلام
آزاد نے ایک مرتبہ اس حقیقت واضح کر دی کہ مسلمانوں میں ان کا دوسرا
نام ابوالکلام آزاد ہے۔" (نوائے وقت ۹ جون ۱۹۴۶ء صفحہ ۲)

## یوم خاموشی ——— حسن آفاقی

### آغا خاں پیلس کا پُراسرار سکوت

کمرے کا سین: ایک متوسط روشن ہوا دار کمرہ ہے۔ ایک
مسند بچھا تھا آغا خان اسے ساتھ والی دیوار پر تکیہ لگائے
اپنے ساتھ باتیں کر رہا ہے۔

میرے یوم خاموشی! میرے یوم خاموشی! تیری آمد پہ آفاق کے
چراغوں کی ظلمت تھرا اٹھی اور تیرے سکوت پر لاکھوں جلتے شعلے
میرے فلسفے کی رام کہانی ایک عجیب جگہ ان حلقوں کا ایک دیکھ لیتے

تیسرے طبقے کے انسان مسترد ہیں۔

۱۔ میرے عالم خیال! میری سچائی! میرا اپنا اندازہ ہی ہے کہ سب انسان میرے بھائی ہیں۔ بلکہ مجھے کہنے سے کمتی اور مجھے بھی برابری برادری میں مسئلہ نہیں ہیں لیکن ذات پات کی ازلی ابدی تقسیم بھی ہی ہے۔ انسانوں کی برادری اور ذات کی برادری کے درمیان محض پیدائش کی بنا پر برہمن اور غیر برہمن کی ازلی ابدی تقسیم ختم نہ کیے نا قابل فہم ہے لیکن ایسوں کے لیے جن کو جدائی کا احساس نہیں۔ کیونکہ وہ اس بات کی بے بہرہ ہیں۔ ہندو مذہب اور تہذیب اندر پائی جاتی ہے اس کے بارہ کے بے جوڑ ہے۔ بھارت ورش ایک تالاب ہے۔ غیر منقسم ذات اور چھوت چھات کی مثال یوں سمجھی پانی کی ہے۔ بہ سالی پانی کا کام تالاب کے اندر جذب ہو کر قومیت متحدہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ تالاب کے بند ہونے تک قومیت متحدہ کا خیال آتے ہی ہوا تھا کہ جس سے ایک اشتہائی سکون اور دلجمعی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں مگر وہ ہلکی سی مرتی آ جاتی ہے۔ تھوڑی تھوڑی آگے نکل آتی ہے۔ وہ صرف اور چھوٹی ہیں ایک ضعیف سی جو تی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اور اس کا ذہن کچھ سادہ سا پیدا ہو جاتا ہے؟

قومیت متحدہ اور قومیت متحدہ!! ہم اسے پہلے اور آخر کی حیات سیاسی حیثیت سے ہم نے ہندوستان کی پرانی اقوام کو اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ اپنی اونچی ذاتوں کی مدد سے ہندوستان ان ماتحتوں میں سے ذہن میں ہوئے وہ عناصر کو مشکل اور ہم آہنگ ہیں

۱۔ کھلا یا۔ اس ہتھیار سے اونچی اور نیچی کی تقسیم کا تقسیم نے دشمن قومیت کی مساوات ورش کی پرانی ترتیب کی سکھ ہم نے اپنا لالہ کی نظر سے ہمیشہ ہو کر۔

اور نسبتہً بڑا بنتا ہے۔ اور اسی تنگ سرے سے مسلمان
الشیخ مجتبیٰ اور ابوالکلام بھی گزر جاتا ہے۔

ابوالکلام (ابوالکلام) یعنی ہمارے مولانا صاحب۔ عالم، صحافی، مقرر، مفسر قرآن، یہ ہمارے اور ہم ان کے۔ ان کی ذاتی ضروریات تک ہماری اور ہماری قومی ضروریات تک ان کی۔ یہی ذہن تر قی ہیں۔ اور یہی تھا عظیم اس موقع پر ایک گہرا اضطراب اور یہ سوچ کر دکھ ہوتا تھا کہ چہرہ بے رنگ ہو جاتے ہیں پتلیاں پھیلتی گئی ہیں۔ ہونٹ کانپنے لگتے ہیں۔ ٹھوڑی لٹک جاتی ہے۔ تنفس گہرا ہو جاتا ہے اور تسلیم [illegible] ہو جاتا ہے اور [illegible] ہے۔ ہمارے مولانا صاحب کی موجودگی میں کہ دوسرا بھی قائداعظم کی ذہنی اور تو بھی سے بیگانہ سمجھے اور ہمارے سے بڑا ہے۔ علم و کلام اور الٰہیات کے نام تک سے ناواقف تھا کہ اعظم نہیں۔ مگر کو شبہ! ہمارے مولانا صاحب کی موجودگی میں کسی ایسے قائداعظم کو تسلیم نہیں کرتے۔ جس کی رائے میں یہاں دو قومیں آباد ہیں۔ جس کی رائے میں دونوں قوموں کو آزادی اور خود اختیاری کا حق حاصل ہے جس کی رائے میں ہماری دولت کا مسئلہ صرف ہندو قوم سے متعلق ہے۔ اور سب سے بڑھ کر جس کی ڈاڑھی نہ ترشی ہے۔ اور نہ شرعی لباس۔ ایسے شخص کا وجود ہمارے لیے ہمارے مولانا صاحب کے لیے۔ ہماری متحدہ قومیت کے لیے اور سب سے بڑھ کر یہ قرآنی وضع اور دنیا ہی کے لیے خطرہ ہے۔ بلکہ پیام موت ہے۔

۲۔ (اس موقع پر [illegible] بھی جاتی ہے)
یہ شخص [illegible] جاسکتا ہے [illegible] کیا ہا

سکتا ہے جو ہماری راہ سے وزیر اعظم بننے کے لیے تیار ہے اور
وہیں بطور بھائی کے اپنی بغلوں کی جیب میں رکھنے کے لیے تیار
ایک آوارہ اور بدمعاش ہندو کو قوم بنانے کا تمنائی اور
وصیت کے تیلے کو ہمارا بناتے "گاندھی" ، ایسے شخص سے صلح
ناممکن ... [illegible] اگر اس سے خود [illegible] کا حال
ہے تو کیا یہ [illegible] نہیں جا سکتا۔

وہ ہمارا ایک گہری سوچ کا نتیجہ ہے ، آنکھیں بند ہو
جاتی ہیں ... سینے سے لگ جاتی ہے ، رفتار سے ایک زور
اور حوصلہ سی روشنی دکھائی دیتی ہے ، تو فوراً پہلو بدل کر ایک
ایک تجویز کی ضرورت اختیار کرتی ہے ، جو کہ آخر میں ایک کا نام
بڑھ کر ... دو سطر کا خط لکھنا ہے ، ابھی سے دفاتر میں پہنچ کے
... کے حوالے کر دیتا ہے۔

یہ دو سطر کا خط ! یہ دو سطر کا خط ... حکومت نے ذرہ کا
توجہ سے ... جس کا ... کا نگرس ... کیا تھا
... کے خلاف ... ہندو عوام ... انجینیوں اور ...
ذرائع سے تمام دنیا میں بدنام ... اور ... کا مطالبہ
اور اگر یہ خط ... دیا گیا تو پھر بھی ... انجینیوں ، اخبارات
اور ... دنیا میں ... ساتھ ہی مسلمان قوم کی ... اور
آئین کے تقاضے ... ۔ بہ ترتیب قوم کے ... کی ...
اور ... سب ... کی ... اور استقلال
پسندی ... کا تذکرہ ... قائدین کے ... سے ...
... ہندو قوم میں ... کی سر ... اور
... اور ... کی ...۔

دا ایک بے پایاں مسرت سے بے تاب ہو کر بہت دھما دھم رقص
کرنے لگا ہے ... اور تمام آنا خان پیلیس کی فضا اس کے رقص کے
ساتھ تھرکتی اور تھرکتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے)

خوش دامن آغا راجہ حسن اختر صاحبہ کا قلمی نام ہے (نوائے وقت)

ہم نے زمانہ رفتہ میں حمید نظامی صاحب مرحوم و مغفور کے
تحریر کردہ اداریوں میں سے جو بیشتر مسلمانوں سے متعلق ہیں ان میں سے
مکمل طور پر نقل کر دیے ہیں اب اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

## راشٹرپتی ابوالکلام آزاد اور ملک خضر حیات

ملتے را ہر زماں غارت گرے است
اصل او از صادقے یا جعفرے است

مولوی حسین احمد مدنی نے مولانا شوکت علی مرحوم کے نام
ایک خط میں (جو نوائے وقت میں شائع ہو چکا ہے) یہ لکھا تھا
کہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ ہماری قومی زندگی کے ہر نازک
مرحلہ پر کچھ مسلمان اغیار کے ساتھ مل جاتے ہیں اور ملت کے مقصد
مطالبہ کو کمزور بنانے کا موجب ثابت ہوتے ہیں۔ قدرت مولوی
صاحب کے اس نوشتہ پر ہنس رہی تھی اس لیے کہ پچھلے بیس
دن میں ہندوستان کی اسلامی قسمت اپنی زندگی کے ایک نہایت
نازک مرحلہ سے گزر رہی تھی۔ مسلمانوں کی بدقسمتی سے کچھ
مسلمان اغیار کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے مسلمانوں کے مقصد
مطالبہ کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔

مولوی حسین احمد مدنی انہیں مسلمانوں کو منصوبہ بنانے کے
لیے ... کوشاں تھے۔

آگے چل کر:-

"دہلی کانفرنس کی کامیابی یا ناکامی کے مسئلہ کو تھوڑی دیر کے لیے بھول جائیے اور اس پر غور فرمائیے کہ جہاں تک مسائل کا تعلق ہے اس وقت ان کی وہ شکل کیا ہو رہی ہے جس کا اعلان کی پریشن کیا رہی؟ دہلی کانفرنس کا اور مسٹر جناح کانفرنس کی طرح اور جو ان کے مابین گفتگو کے مفاہمت نہیں تھی بلکہ صدہا کی مخالفت جا رہی ہیں۔ ایک مستقل کی حکومت سے گفت و شنید کر رہی تھیں۔ اس کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی کے لیے مسٹر جناح کو مدعو کیا گیا۔

ہندوستان میں دو شخصیتیں ایسی ابوالکلام آزاد، مسٹر عبدالمجید مولوی ظفر علی، ظہیر، مسٹر عنایت اللہ مشرقی، سر عبدالحلیم غزنوی اور اس طرح کے کئی اور مسلمان موجود ہیں جنہیں مسلمانوں کی تائید کا دعویٰ ہے مگر ایک مستقل کی حکومت نے ان کے اس دعوے کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور صرف دہلی کا مسلمانوں کی نمائندگی کے لیے صرف مسٹر جناح کو مدعو کیا ہوا ہے اس بات کی واضح اور بین دلیل ہے کہ وہ مسلمانوں کے واحد نمائندے ہیں اور اس حقیقت کو حکومت بھی تسلیم کر چکی ہے۔"

زمانہ آگے چل کر:-

"مسٹر جناح کے متعلق اور مسٹر گاندھی کے متعلق وائسرائے نے غیر مبہم الفاظ میں واضح کیا کہ وہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے لیڈر کی حیثیت سے مدعو کیے جا رہے ہیں لیکن مسٹر گاندھی نے اس پر اعتراض کیا کہ انہیں صرف ہندوؤں کا نمائندہ کیوں کہا گیا؟ اور مسٹر جناح کو اس اعتراض کو دہرانے کی ضرورت نہیں پڑی اس لیے وہ کانفرنس

میں شامل نہیں ہوئے۔ مسٹر گاندھی کے اس اعتراض نے مسٹر جناح کی اس حیثیت پر کہ وہ مسلمانوں کے نمائندہ کی حیثیت سے کانفرنس میں بلائے گئے ہیں، کانگریس کی طرف سے بھی اعتراض کی مہر ثبت کر دی۔ راشٹرپتی ابوالکلام آزاد کی پوزیشن یہ ہے کہ وائسرائے نے انھیں مسلمانوں کا نمائندہ نہیں سمجھا۔ انھیں کانفرنس میں بلایا تک نہیں گیا اور جب خاص درخواست پر بلایا گیا تو مسلمانوں کے نمائندہ کی حیثیت سے نہیں بلکہ کانگریس کے صدر کی حیثیت سے۔

ظاہر ہے کہ ان حالات میں مسٹر جناح کی پوزیشن بڑی مضبوط تھی مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں سے کوئی جماعت معتبر نہیں رہ گئی تھی اور جو مسلمان علیحدہ گئے تھے وہ بھی اپنے عہدوں کی وجہ سے مسلمانوں کی نمائندگی کے لیے نہیں۔ مسٹر جناح کی آواز یقیناً مؤثر ہونی چاہیئے۔ مگر اس آواز کو کمزور بنانے کے لیے انھیں کون کر سکتے ہیں؟ وہ مسلمان!

انگریز مسٹر جناح کی نمائندہ حیثیت کو چیلنج نہیں کرتا وہ اسے تسلیم کر چکا ہے۔ مسٹر گاندھی زبان سے چاہے نہ مانیں مگر ان کا عمل یہ ہے کہ جب وہ ۱۹۳۸ء میں ہندو مسلم سمجھوتے کے لیے بات چیت کی خاطر مسٹر جناح سے ملے تو انھیں مسلمانوں کا واحد نمائندہ سمجھ کر ہی ملے۔ اس وقت مسٹر گاندھی نے ابوالکلام آزاد یا عبدالمجید خواجہ یا حسین احمد مدنی سے مشورہ تو درکنار انھیں ملاقات کے متعلق اطلاع دینے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی۔

اب مسٹر گاندھی کس منہ سے مسٹر جناح کی اس پوزیشن سے انکار کر سکتے تھے؟ چنانچہ انھوں نے راشٹرپتی آزاد کو آگے کیا اور

ترجمان القرآن کے مضمون میں مولانا صاحب نے فرمایا کہ سیاسیات میں
مذہب کا کیا دخل ہے؟ اجتماع مسلمانوں کا ہو تو فائدہ نہیں۔
مولانا صاحب بھولنے کی ایسی باتیں تھیں۔ کانگریس خلافت کانفرنس
کانگریس جلیں یہ تھے، مسلم لیگ کی سرگرمیوں میں ۱۹۱۸ء کی خدمات
یاد ہیں۔ وہ دفتر کا حکم لگ رہے کے پاس تھا اور مسلم لیگ
کو بھی نواز دی طرح سے پیش ہوئی۔ رہا تھا کہ کانگریس کا جلسہ
درست صدر بھی مسلم لیگ کا دیا گویا ان میں کیا ہے مسلمانوں کی
نمائندگی اس کے حلق میں اٹک کر رہ گئی۔ مولانا نے فرمایا کہ لیگ
ایک قومی جماعت ہے اور کسی ایسے عارضی یا مستقل اختلاف میں
شریک ہو گئی ہیں ان کی قومی حیثیت میں فرق آ گیا؟ بہت پیچھے
آٹھ سالوں میں کانگریس نے اپنے مختلف صدر ہماری کی صورت
میں یہ شرط رکھی۔ دو چند برس شامل ہو، دو مشتق صاحب
شامل ہیں۔ چند مسلم جمعیت کے لیے مسلم لیگ سے بات چیت کی
کوشش کی گئی اس وقت کانگریس کی اس حیثیت میں فرق نہ آیا تھا!
مولوی حسین احمد، مسٹر عبدالمجید خواجہ اور ڈاکٹر خان صاحب جس
وقت ہی لیس تھے۔ کانگریس نے کیوں اس سے بات چیت کیوں کی؟
خود مولانا کی کانگریس میں موجودگی اور جماعت میں ان کی صداقت
ایسی بات کی دلیل ہے کہ مولانا صاحب زور دے رہے ہیں اور دلیل
بھی پیش کر کے کانگریس مسلمانوں کی بھی نمائندہ ہے، مولانا صاحب
نے کیوں مسٹر جناح کو ملنے کے لیے تار دیا؟ مولانا صاحب کی جگہ
میں مسٹر گاندھی نے کیوں مسٹر جناح سے خط و کتابت کی اور انہیں
کانگریس نے مجبور کیا کہ بیان دیں اور وہ آخر تک اس پر قائم رہے
کانگریس کی بنیاد ہی اس مفروضے پر تھی۔ مسٹر گاندھی نے کیوں ایسا

انھیں دہ روی کا ۱۹ اپریل کا کانفرنس میں کانگریس کی متعین کے بعد کہ اسے
مسلمانوں جماعتوں کی جماعت بتا دیا گیا مولانا آئندہ کانفرنس میں چلے
گئے جبکہ مسٹر محمد علی نے اس اعتراض کی بنا پر عدم تعاون کیا!
آج مولانا کہتے ہیں کہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر کانفرنس کا انعقاد ہی
غلط ہے۔ مگر اس قلق کا احساس انھیں آج کیوں ہوا؟ یہ قیاسات
نہیں۔ یہ تحریکات نہیں ہیں یہ واقعات ہیں حقائق ہیں اور ان کا فیصلہ
مولانا کے حالات ہے۔ مولانا صاحب کچھ ان کے۔ مگر مسلمانوں کے مطالبہ
اور مقصد کو تقویت پہنچانا تو درکنار اسے ضعف پہنچانا نہ مانا انھیں
کسی وزارت میں کانگریس کی یا اپنی تنظیم نظر آ گئی۔ مگر ۱۹۰ م
انھیں تو یہ آمیز معلوم تھا کہ مسلمان نمائندوں کا انتخاب کانگریس
کی بجائے مسلمانوں کی جماعت کرے اور یہ بات ان کو اس قدر ناگوار گزری کہ
انھوں نے کانفرنس کرنا کام بنانے سے بھی دریغ نہیں کیا۔

## گاندھی کے مولانا

اب آپ ایک نظم گاندھی کے مولانا جو چودھری عبدالحمید خان
حسرت صاحب نے گوجرانوالہ سے ۲۴ اگست ۱۹۳۸ء کو زمانے
وقت میں شائع کرائی۔ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ نظم ہمارے اس عنوان سے
متعلق ہے۔ یہی وجہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ یہ تذکرہ کیا جائے

پیغمبر کے تم ہی جانشین تھے ۔۔۔ اسی قوت کے تم سے تاج و تخت تھے
تمہیں تو حامل شرع مبین تھے ۔۔۔ تمہیں تو مشعل ایمان دین تھے

گلاب دین پاکی سے نہ ایمان

مسلمان آپ کے ہاتھ کے تھے

تمہیں اس ہر کہ ہستی سے جانست ۔۔۔ حیات فرقہ جبر کی شہادت

مگر تم میں نہیں احساس غیرت — ڈبو رکھا ہے تم نے قوم و ملت

بچے تم غیر کے ہاتھوں خود آ کر

صداقت کی عزت و عظمت مٹا کر

ذرا تو سوچیے اسلاف کیا تھے — وہ امت کے حقیقی رہنما تھے

وہ امت پہ دل و جاں سے فدا تھے — وہ محبوب خدا و مصطفےٰ تھے

مگر ہیں آپ کا برعکس ہی سب کچھ عجب

وہ طالب آپ کے آپ [illegible] کے طالب

مسلماں سے کہو مت اس طرح کیوں — اس امت سے عداوت سی کرتے کیوں ہو

[illegible] — بت پرستوں کی اطاعت [illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلماں سے [illegible] اپنا توڑ دو — [illegible]

دل اپنا کا [illegible] سے جوڑ دے — [illegible] کو چھوڑ دے

[illegible]

خدا کے سامنے جاؤ گے کیسا کر؟

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

مگر [illegible]

ہمیں کو [illegible] جمعیت نے مارا

## مولانا حسین احمد مدنی کے ارشادات

جمعیت العلماء ہند کے [illegible] اجلاس [illegible] کی صدارت

---

[illegible] جمعیت العلماء ہند

کرتے ہوئے حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے ملک کی سیاسی صورت حال پر تبصرہ کی زحمت بھی گوارا فرمائی۔ ہم مذہب و سیاست میں تفریق کے قائل نہیں اس لیے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے تعجب یہ کہ علمائے ہند کے اجتماع میں سیاسی مسائل کا ذکر کیوں کیا گیا بلکہ ہم اسے مسلمانوں کی خوش قسمتی سمجھیں گے کہ علمائے کرام اپنے اپنے منصب کو پہچانیں اور ہندوستانی مسلمانوں کی سیاست کو دینی سے ہٹا کر اسے صحیح راستہ پر چلانے میں سیاسی رہنمائی کی مدد فرمائیں؟ ...

ذرا آگے چل کر

"مولانا حسین احمد مدنی کے سیاسی رجحانات کسی سے مخفی نہیں ان کی طبع مبارک کا میلان کچھ عرصہ سے کانگریس کی طرف ہے۔"

اور ذرا اور آگے چل کر

"مولانا کے متعلق خبر رساں ایجنسی نے یہ بتایا ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں پاکستان کی مذمت کی اور یہ فرمایا کہ پاکستان کا مطلب یہ ہوگا کہ مسلم اقلیت کے صوبوں میں ہندو راج قائم ہو جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مولانا کی تقریر کے اخبار میں چھپے میں بعض ذہنی الجھنیں بہت نمایاں ہیں اور ان کی وجہ سے مولانا کے ارشادات میں بہت تضاد نظر آتا ہے لیکن غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مولانا نے اپنی طرف سے قابل تجاویز پیش کی ہیں ان کا بنیادی اصول بھی پاکستان کا اصول ہے۔ پاکستان سے مراد یہی ہے کہ پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان اور آسام جہاں مسلم اکثریت کے متصل علاقوں میں آزاد و خود مختار ریاستیں قائم کی جائیں ... سیاسیات کے کسی مرکز کو یا قابل حکومت کو ہندو اکثریت حاصل

ہو۔ البتہ باہمی معاہدات کے ماتحت ضروری امور کے لیے ان پاکستانی
کی نمائندگی اور ہندوستان کے اکثریتی علاقوں کی اقلیتوں کی حفاظت کے لیے
کوئی انتظام بھی ہو سکتا ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی سے یہ
منسوب کیا گیا ہے کہ اس طرح مسلم اقلیت کے صوبوں میں ہندو
راج قائم ہو جائے گا لیکن مولانا کی یہی تحریر کیا ہے؟ ذرا اس پر
بھی غور فرمائیے وہ فرماتے ہیں کہ

"۔۔۔ صحیح یہ ہے کہ آزاد ہوں ۔۔۔ صوبوں کی کامل آزادی کا
یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ مرکزی اقتدار اعلیٰ حکومت کے ماتحت
بھی پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان وغیرہ شمال و مغرب کامل آزاد اور خود مختار
ہو جائیں۔ مرکزی حکومت کو ان پر کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔ پاکستان
کا مقصد بھی یہی ہے یہ تو ہے بہرحال مسلم اکثریت کے صوبے
اور ماہرین کی کامل آزادی کا ... صوبوں کے مسلمانوں کی کامل آزادی
فرقہ پرستی اس قدر ہے کہ مسلم لیگ مسلمانوں کو حق خود اختیاری
الحق یہ ہے ... کی طرح صوبوں کے لیے
آزادی کامل کے اصولوں کی حمایت فرماتے ہیں۔ اقلیت کے صوبوں
کے مسلمانوں کی جو پوزیشن مولانا کی تجویز کے ماتحت ہوگی پاکستان
میں اس سے بہتر ہوگی یا بدتر نہ ہوگی۔

۔۔۔ دوسری بات جو مولانا نے ارشاد فرمائی وہ اصل میں اسی
بات کی تکرار ہے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ مسلمانوں کے تمدنی، مذہبی اور
سیاسی حقوق محفوظ ہوں مرکزی حکومت صرف انھیں اختیارات
کو استعمال کرے جو اسے سونپے جائیں اور صوبوں کو حق خود اختیاری
حاصل ہو۔ مولانا کے اس نقطہ کے مطابق جو حکومت قائم ہوگی اس
"وہ اصول پاکستان کے اصولوں سے کہاں متصادم ہے؟ پاکستان میں

حق خود اختیاری کے مطالبہ کا ہی نام ہے۔ اس میں بھی ہندو اکثریت
کے صوبوں میں ہندو قوم کے لیے اس کے ثقافتی اور مذہبی حقوق کے
تحفظ کی ضمانت لازمی ہے۔ پھر اس کے سوا فرق کیا ہوا کہ لیگ کہتی
ہے کہ صوبوں کی موجودہ تقسیم مصنوعی ہے۔ اس میں بھی ترمیم و حد
بندی کے بعد جن مستقل علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ وہاں
انھیں حق خود اختیاری حاصل ہونا چاہیئے۔ اور مولانا یہ تجویز پیش
فرماتے ہیں کہ صوبوں کی موجودہ حد بندی کے اندر ہی انھیں مرکز سے
علیحدہ کامل آزادی کا حق دے دیا جائے۔

یہ درست ہے کہ مولانا نے اپنی اس تقریر میں قومی حکومت کے
قیام پر بھی زور دیا لیکن اس پر بھی غور فرمائیے کہ صوبوں کے حق میں
خود اختیاری کو اسی طرح غیر مبہم الفاظ میں تسلیم کر لینے کے بعد مرکز
میں قومی حکومت کے قیام کا مطالبہ محض ایک ذہنی الجھن معلوم ہوتا
ہے۔ اگر مرکز میں بیشتر حکومت ہے۔ تو صوبوں کا حق خود اختیاری
اور ان کی کامل آزادی بے معنی ہے اور اگر صوبے کامل آزاد اور خود
مختار ہیں تو مرکز میں قومی حکومت کے قیام کا تصور مہمل ہے۔
(نوائے وقت ۔ ۸ مئی ۱۹۴۲ء)

## سمر بدلے ہے

اب جناب مہر مئی ۱۹۴۲ء کے نوائے وقت کا سرا جہ پڑھیے اور
محظوظ ہوجیے۔

سہارنپور میں جمعیۃ العلماء ہند کی سالانہ کانفرنس کی روداد
تو کسی اخبار میں ابھی تک نظر سے نہیں گزری۔ البتہ تاریخ اجلاس سے
ایک دن پہلے یہ اپیل ضرور دیکھنے میں آئی کہ "مولانا

حسین احمد مدنی صدارت فرمائیں گے۔ اور شرکت کرنے والوں میں
ممتاز نام مفتی کفایت اللہ، خان عبدالغفار خان اور ڈاکٹر خان
صاحب کے ہیں۔
علماء کی کانفرنس اور متحدہ ہندوستان بھر کے علماء کی اگر شرکا ہی
مفتی کفایت اللہ کے علاوہ ممتاز ترین اسمائے گرامی یہ ہیں کے باقاعدہ
... حضرت مولانا ... عبدالغفار خان
... اور ... صاحب
حضرت صوفی ... ڈاکٹر خان صاحب ...
لیگ کے جلسوں میں ... بات کہاں ہے اس جلسے میں ...
وہاں ... نواب ... لیاقت علی ... مولانا
اکرم خان، مولانا ... مولانا ...
مولوی ظفر علی خان ... جمعیت العلماء ...
علمائے کرام کی مقدس صف میں شامل کرنے کو تیار ہیں۔ ...
... عبدالغفار خان ... ڈاکٹر خان صاحب
[illegible]
... ایمان تازہ
[illegible]
... جمعیت کا جلسہ ...
[illegible]

## رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

### اور ہندوستان کی جنگ

قارئین کرام ... ایک کتاب رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی
... ہندوستان کی جنگ آزادی ... حبیب الرحمٰن صاحب

مرحوم کے پیش نظر ہیں۔ ان کی طرف سے ۹ جنوری ۱۹۶۸ء میں شائع ہو گئی ہے
جس کے آغاز میں ظہیر الدین صدیقی ایم اے۔ ایل ایل بی علیگ
اور شورش کاشمیری صاحب نے اپنی رائے پیش کی ہے جو مخلص مسلمانوں
کے موضوع میں اب اس میں سے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ قبل اس
کے کہ ہم کتاب سے اقتباسات سامنے لائیں مناسب سمجھتے ہیں کہ صدیقی
اور شورش صاحب کی آراء کو پہلے سامنے لائیں۔ تاکہ موزوں و مناسب انداز
پر شورش کاشمیری کی رائے پر تنقیدی تبصرہ بھی کیا جا سکے۔

## ظہیر الدین صدیقی صاحب

فرماتے ہیں:۔

"یاد ہے کہ مولانا نے تقسیم ملک کے اعلان کو ناقابل
[illegible] سے تشبیہ دے کر مسلمانوں کو اس کے
ہولناک نتائج سے آگاہ کیا تھا۔ اس مختصر سی صحبت کا نقش آج
بھی میرے ذہن پر نقش ہے۔ جب مولانا دلی میں قیام
پذیر ہوئے تو احقر کو بارہا ان کے در دولت پر حاضر ہونے اور
فکر و نظر کے گوشوں کو منور کرنے کے مواقع ملے۔" (صفحہ ۱۲)

## شورش کاشمیری

اب جناب شورش کاشمیری کی رائے ملاحظہ فرمائیں جیسا کہ عرض
کیا جا چکا ہے ان کی تحریر یا مقالہ پر ہم مناسب موقع و محل پر اپنی رائے کا
اظہار کریں گے۔

"مولانا ابوالکلام کو تو جمہور نے گروہ جامع کمالات ہونے کے باعث
علماء میں ایک ماسٹر کی حیثیت دی تھی۔ انھوں نے اگر یہ بیان کر سکا

اور بعد ازیں کہ علم و تقویٰ کے ہر گوشہ میں کمال پیدا کیا۔
موصوف واقعہ کے نزدیک [illegible] اسلام کے سائے میں حصہ تھا کہ
[illegible] لیکن ان کے علاوہ وہ ایسے کہ ہر دو جگہ علماء کو صحت میں جو شخص
دارالعلوم کے خیال میں ہو [illegible] کہ ہو سکتا ہے۔۔۔
مولانا حبیب الرحمٰن اور [illegible] ادارہ [illegible] اور [illegible]
[illegible]

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب
(احمد شاہ ہندوستان کی جنگ صفحہ ۲۹)

اب آخر اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔۔۔
لدھیانہ کی مشترکہ کانگریس اور مسلم کانگریس کی صدارت۔۔۔
کانگریس کی سیاست کا اہم مرکز تھا۔ جمعیۃ علماء کی حضرت مولانا مفتی محمد نعیم
صاحب رئیس اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی صدارت میں۔۔۔
مجلس [illegible] کانگریس کے صدر منتخب ہوئے۔ پنجاب کانگریس کی [illegible]
میں مفتی صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ مفتی صاحب کی قابلیت فہم و تدبر
سیاست و سیادت پنجاب کے تمام کانگریسی متفق تھے۔ مفتی صاحب
سیاسیات میں جرأت کی ہوتی۔ (صفحہ ۵۰)

## اپنی خود نوشت

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی یادداشت میں لکھتے ہیں:۔
"میرے بچا مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے مسلم کانگریس کے
صدر کی حیثیت سے [illegible] مولانا مظہر جمیل [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] کانگریس کا

جھنڈا لہرایا دیگر اضلاع میں بھی [illegible] میں اسی شاہی مسجد میں جمعہ
جمعہ کو ۱۹۳۰ء کی یوم آزادی کی یادگار تقریر کراچی میں پروگرام [illegible]
تعمیر کروا دیا گیا ہے ۱۹۳۰ء تک یہ مسجد کانگریس کے جلسوں کا مرکز بنی
رہی تمام کانگریسی تحریک کے کام اسی مسجد میں ہوتے رہے لیکن انگریز
کو اس مسجد کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہو سکی [illegible]

## عطاء اللہ شاہ بخاری

ملاحظہ ہو:-

"پنڈت موتی لعل نہرو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سحر بیانی
کے عاشق تھے انہیں کئی پروگراموں کے سلسلے میں شاہ صاحب کا شکریہ
تھے۔ الہ آباد میں جب شاہ صاحب پنڈت موتی لعل جی کے یہاں
پہنچے تو پنڈت موتی لعل جی نے خود شاہ صاحب کے کھانے کا بندوبست
کیا اور اپنے ہاتھ سے دو روٹیاں رقت بھرے ہاتھ سے بنا کر پیش کی۔
پنڈت جی بار بار شاہ صاحب سے کہتے کہ شاہ صاحب کانگریس
مستقبل کی کامیابی صرف آپ پر منحصر ہے۔
کانگریس تحریک میں پنجاب کے احرار رہنماؤں کی شرکت اور شاہ
صاحب کے دورے کا یہ اثر ہوا کہ گاندھی جی اور ان کے [illegible] جب
بھی احرار رہنما گاندھی جی سے ملنے گئے تو گاندھی جی اٹھ کر [illegible]
کرتے اور احرار رہنماؤں کو بیٹھنے کو کہتے۔ یہ ایسی بات تھی جو زندگی
میں گاندھی جی نے صرف احرار رہنماؤں کی عزت و تکریم کی۔" [illegible] (۱۳۲-۱۳۳)

## مولانا آزاد کا مشورہ

۱۹۲۹ء کانگریس کے اجلاس میں ۱۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو [illegible]

آزاد کے مشورہ پر آل انڈیا کانگریس کے ارکین پریذیڈنٹ مولانا فضل حق آزاد
کی صدارت میں مجلس احرار کا پہلا جلسہ ہوا۔ مجلس مشاورت میں مولانا
حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ مولانا سید داؤد غزنوی (وہ بعد
میں مسلم لیگ میں شامل ہوگئے تھے) اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔
مولانا مظہر علی صاحب خواجہ عبدالرحمٰن غازی شامل تھے۔ باہم مشورہ کرکے
مولانا آزاد کے تجویز کردہ نام کے مطابق مجلس احرار ہند قائم کی اور
مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مجلس احرار کے پہلے صدر منتخب ہوئے
کانگریس کی طرف سے عام سول نافرمانی کا آغاز ہوگیا تھا۔ مولانا حبیب
احرار کی تنظیم کو چھوڑ کر کانگریس تحریک میں شامل ہوگئے۔ گاندھی
ارون معاہدہ کے بعد احرار رہنماؤں نے رہا ہوتے ہی پنجاب مجلس
احرار کے اضلاع اور شہروں میں تنظیم قائم کر لی تھی۔ احرار رہنماؤں نے
یکسو ہو کر کانگریس کے تحت کام ہونے پر غور کرنا شروع کیا۔ ...
ہندو نہرو رپورٹ کی مخالفت کے بعد جو ناصر گاندھی جی کی طرف
سے دی گئی تھی۔ کانگریس کے کسی بھی نام ہونے کو قبول کرنے کے لیے
تیار نہ تھے۔

## پنجاب کے ہندو کانگریسی

پنجاب کے ہندو کانگریسیوں کو احرار کی تنظیم سے بڑا خطرہ پیدا
ہوا خاص کر جب کہ گورنمنٹ کے خلاف بہت سی کوشش کی گئی احرار کانگریس
میں آنے سے رہ گئے۔ چنانچہ کراچی کانگریس کے اجلاس کے لیے
نمائندوں کے انتخاب کے سلسلے میں ہندو کانگریسیوں نے جس میں
... کانگریسی رہنما شامل تھے بہت کوشش کی کہ احرار وغیرہ
کانگریس کو کراچی کانگریس اجلاس کے لیے نمائندہ نہ چنا جاسکے۔

منتخب کی جو یہاں تک پہنچی کہ گاندھی جی جو آزادی کے مستند کانگریسی
کریم اور سب سے بڑے کانگریسی، جو اس کا رکن منتخب نہ ہونے پایا تھا اس
کے باوجود [illegible] کی حیثیت سے کراچی کا اجلاس
میں شریک ہوئے۔ کراچی کانگریس کے اجلاس میں [illegible] کانگریس
کا [illegible] کی وجہ سے حکومت کے لئے [illegible] تھا۔

رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب
لدھیانوی رہائی کے بعد گاندھی جی سے ملنے بمبئی تشریف لے گئے آپ
کے ساتھ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین [illegible]
[illegible] کو بمبئی پہنچے۔ [illegible] گاندھی جی سے درخواست کی کہ ڈاکٹر
انصاری کے بغیر گول میز کانفرنس میں شریک ہوئے تو [illegible]
یہ ثابت کرے گا کہ کانگریس ہندوؤں کی جماعت ہے اور [illegible]
کی نمائندہ ہے گاندھی جی نے احرار رہنماؤں کے ان دلائل کو [illegible] قرار
دیا لیکن [illegible] مطمئن نہ کیا۔

گاندھی جی کی یہ پہلی سیاسی غلطی تھی، انہوں نے اپنے عمل سے
یہ ثابت کر دیا کہ کانگریس کے بارے میں انگریز کی تعریف صحیح ہے۔
اگر گاندھی جی اس وقت گول میز کانفرنس میں ڈاکٹر انصاری
کے بغیر شامل نہ ہوتے تو کانگریس کے ہندو جماعت ہونے کا سارا پروپیگنڈہ
[illegible] ڈاکٹر انصاری جیسے کانگریس کے رہنما [illegible]
گول میز کانفرنس میں گاندھی جی کی شرکت [illegible]
مسلمانوں میں شکوک و شبہات [illegible] دیئے!

(صفحہ ۲۶ [illegible])

اب مجلس الاحرار کا خطبہ صدارت جو انہوں نے [illegible] جولائی ۱۹۳۲ء
کو پڑھا، اس کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

"میری خواہش ہے کہ جو مسلمان کثرت سے کانگریس
میں حصہ لیں اور دوسروں کو کانگریس میں جگہ دے سکیں۔ ہندو کہتا
ہے کہ مسلمان کانگریس میں آئیں اور یہ چاہتا ہے کہ وہ آئیں کیونکہ
وہ یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان اگر کانگریس میں آئے تو ان کی پولیٹیکل طاقت
بڑھ جائے گی اور ہندو وقت کی قوم پرستی کا مقابلہ بھی مکمل ہو جائے گا۔
ابھی تک کانگریس کے دفتروں میں مسلمان [illegible]
ہندو موجود ہیں"

(صفحہ ۱۵۸)

مولانا کی سادگی و ترتیب خود روی ملاحظہ فرمائیے۔
فرماتے ہیں:۔

"ہندوستان میں کانگریس کا ہمیشہ خیال رہا ہے کہ وہ قومی [illegible]
خیال مسلمانوں سے [illegible] مسلمانوں [illegible]
سے [illegible] مسلمانوں [illegible] کانگریس میں
انہیں مسلمانوں کا [illegible]
ہے [illegible] مسلمان کانگریس میں شامل نہیں [illegible]
[illegible] پنجاب میں [illegible]
ہو جائے گا [illegible] پنجاب میں [illegible] پاکستان ہے"

(صفحہ ۱۷۱)

آگے چلئے:۔

"میں زندگی نے [illegible] کے لیے اپنی قوم سے بازار دل
میں [illegible] اس کے فرق کرنے کے وقت [illegible] لیا
گیا۔ اس کے بعد گاندھی جی مکمل آزادی [illegible] کا نفرنس
میں آزادی [illegible] کے لیے بھی گئے۔"

(صفحہ ۱۷۲)

# پنڈت نہرو کے نام

اب پنڈت نہرو کے نام مولانا کے ایک خط کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"میرے نزدیک اب ہندوستان میں اسلامی حکومت ہو نہ آئندہ ہوگی، اس لیے فرقہ وارانہ فیصلے کو ماننے اور تبدیل کرنے سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ لیکن معلوم آپ جیسے آدمی کو کیوں اس سے دلچسپی ہے؟" صفحہ ۱۶۸ / ۲ جنوری ۱۹۳۶ء

اب مجلس الاحرار کا پنڈت نہرو کے نام ایک اور خط کا اقتباس دیکھئے:-

"خواجہ عبدالرحمٰن غازی بی۔اے، ایل ایل۔بی، ایم ایل سی، امرتسر ہمارے ان دوستوں میں ہیں جن کی سیاسی قابلیت کا آل انڈیا پنجاب میں بھی نظیر نہیں آتا۔ غازی صاحب نے جس دیانت داری اور دلیری سے گذشتہ چند سال میں محنت سے کام کیا اور کانگریس کا ساتھ دیا اور اپنے دوستوں کی ہر کسی مخالفت کو بھی کانگریس کے بارے میں برداشت نہیں کیا۔

آج فرقہ وارانہ تقاضہ انتخاب کرکے ان کو امرتسر کی کانگریس کمیٹی سے الگ کر دینے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ غازی صاحب کی مخالف وہی لوگ ہیں جو بدقسمتی سے کانگریس کے نام پر پنجاب اسمبلی کے ممبر ہو گئے ہیں اور پارٹی کے لیڈر ڈاکٹر گوپی چند جنہوں نے الیکشن کے زمانے میں علانیہ کانگریس کی مخالفت کی اور کہا تھا کہ مسلمانوں کو ۵۱ فیصدی حقوق دلانے کے لیے کونسل میں جا رہا ہوں۔"

آپ کی تقریر کا خلاصہ جو بمبئی میں مسٹر جناح کے خلاف کی ہے

اخبارات میں شائع ہوا جس میں ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے محبت عقیدت کا اظہار کیا اور مسلمان اخبارات نے آپ کے خلاف ایڈیٹوریل نوٹ لکھے ہیں جن میں خود مسٹر جناح سے بیسیوں باتوں میں سخت اختلاف ہے مگر ہم حق اور سچ اظہار کرنا چاہتے ہیں اور جھگڑا پیدا کرنا نہیں چاہتے مسٹر جناح کا ہندوستان میں کوئی مخالف ہو یا موافق لیکن ہر شخص انہیں دیانتدار سمجھتا ہے۔ الیکشن سے پہلے گورنمنٹ مسٹر جناح کو کسی قیمت پر خرید نہیں سکی۔ اور آزادی اسمبلی میں کانگریس کی کامیابی مسٹر جناح کی بدولت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔
خدا آگے بھلا کرے۔

"کئی سال کے بعد لیگ کی فضا پھر خوشگوار ہو رہی ہے کیا ہی اچھا ہو کہ اب الفاظ کی تیزی سے بگڑنے نہ دیا جائے۔ مسٹر جناح خیالات کے اعتبار سے آپ کے بہت قریب ہیں۔ اس سے بہتر آدمی آپ کو نہیں ملے گا۔"
([illegible] ۱۹۳۶ء)

## مسٹر جناح کی لاہور میں آمد

"۱۹۳۶ء میں مسٹر جناح مسلم لیگ کی تنظیم اور الیکشن کی مہم کو تیز کرنے کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے اور نواب ممدوٹ کے ہاں جناح صاحب کا قیام تھا۔ جناح صاحب پبلک جلسے میں تقریر کرنا چاہتے تھے لیکن پنجاب کے سرکار پرست اور یونینسٹ طبقے میں جرأت نہ تھی کہ وہ میاں فضل حسین کو ناراض کر کے جناح صاحب کے پبلک جلسے کا انتظام کریں۔ اسی قیام کے دوران میں مسٹر جناح سر فضل حسین سے ملے۔ سر فضل حسین نے مسٹر جناح سے گفتگو کرتے وقت یہ حرکت کی کہ اپنے سیکرٹری کو جو سے بٹھا دیا ہے دفتر

انگریز سیکرٹری مسٹر جناح کی گفتگو نوٹ کر رہا تھا۔ مسٹر جناح چاہتے تھے کہ
الیکشن کے بارے میں میاں فضل حسین سے گفتگو ہو۔ مگر سر فضل حسین کی
گفتگو کا انداز یہ تھا کہ وہ معلوم کر سکیں کہ مسٹر جناح کیا ہیں۔ الیکشن میں
اور الیکشن کے بعد کانگریس سے تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ مسٹر جناح
خوب سمجھ گئے کہ یہ گفتگو راز داری سے نوٹ کی جا رہی ہے تاکہ
وزیر ہند کو جناح صاحب کے خیالات سے مطلع کیا جائے۔ اس پر بھی
ہیں کانگریس کے ساتھ اپنے اور مسلم لیگ کے اشتراک عمل کے متعلق جناح
صاحب نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ فضل حسین نے گفتگو کے آخر میں مسٹر جناح
سے کہا کہ آپ کانگریس میں مل جائیں یا اور کسی جماعت سے لیکن
پنجاب میں مسلم لیگ کامیاب ہو سکتی ہے نہ اس کے ٹکٹ پر یہاں
لوگ کھڑے ہوں گے۔ مناسب یہی ہے کہ آپ عزت کے ساتھ لاہور سے
چلے جائیں اور کسی جلسہ کا یہاں پروگرام نہ بنائیں۔

مسٹر جناح ایک گھنٹہ کی گفتگو کے بعد بہت مایوس ہو گئے۔ اس
دن شام کو انہیں جب ایک سرکاری آدمی نے بتایا کہ فضل حسین کی
کوٹھی میں وہ انگریز سیکرٹری چھپے بیٹھے آپ کی گفتگو نوٹ کر رہے
تھے تو انہیں اس کا بہت رنج ہوا۔"

(ڈاکٹر عبدالقوی کے مقالہ ... ریکارڈ سے)

## حبیب جناح ملاقات

"مسٹر جناح نے فضل حسین کے سلوک کے بعد زعمائے احرار
مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی سے ملاقات کی۔ یہ گفتگو
چودھری افضل حق اور ڈاکٹر عبدالقوی لقمانی شاہد ہیں۔ مسٹر جناح
نے فضل حسین سے اپنی گفتگو اور فضل حسین کی سازش کا ذکر کیا اور

یہ بھی کہا کہ فضل حسین اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ میں لاہور میں کسی جلسہ میں تقریر نہ کر سکوں۔ اگر احرار میرا ساتھ دیں تو فضل حسین سے ٹکر لے سکتا ہوں۔ اس پر چودھری افضل حق صاحب نے کہا لیکن ہمیں یہ خطرہ ہے کہ اگر ہم آپ کے ساتھ میدان میں آ گئے تو ہمیں چھوڑ کر جس طرح شفیع لیگ سے مل گئے تھے اسی طرح پھر خان بہادروں سے جا ملیں گے۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے مسٹر جناح سے کہا کہ آپ مسلم لیگ کو عوامی جماعت بنائیے جب تک آپ اسے عوامی جماعت نہیں بنائیں گے اس وقت تک آپ ٹوڈی مسلمانوں کے حلقے سے باہر نہیں نکل سکتے ہیں۔ اور انگریز جب چاہتا ہے اپنے مفاد کے لیے ٹوڈی مسلمانوں کو آپ کے ساتھ کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے آپ سے چھڑا لیتا ہے جس کی یہ تازہ مثال آپ کے سامنے ہے۔ گفتگو بڑی طویل تھی جناح صاحب بہت مایوس تھے لیکن کہیں آخر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ آپ کی تقریر [illegible] ہونی چاہیئے۔ احرار رضاکار آپ کے جلسے کی حفاظت کریں گے۔ مسٹر جناح اس پر بڑے خوش ہوئے اور طے ہو گیا کہ کل مسٹر جناح کی تقریر [illegible] ہوگی۔ دوسرے دن مسٹر جناح کی تقریر ہوئی۔ احرار رضاکار سفید وردیوں میں جلسے میں تھے۔ جناح صاحب نے کامیابی سے تقریر کی۔ سر فضل حسین کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ جلسہ احرار کی طاقت پر ہو رہا ہے۔ اس دن سے فضل حسین اور احرار میں جنگ شروع ہو گئی۔ احرار کو مسٹر جناح کی حمایت کرنے کی سزا میاں فضل حسین نے مسجد شہید گنج گرا کر دی۔" (صفحہ ۲۰۱)

نوٹ:۔ یہ واقعہ تاریخی طور پر غلط ہے۔ مسجد شہید گنج کا ۱۹۳۵ء کا واقعہ [illegible] جناح [illegible] لاہور تشریف آوری کے تفصیلی طور پر تبصرہ و تنقید

موزوں و مناسب مقام پر کی جائے گی۔ (دعوت)

## دہلی میں حبیب جناح ملاقات

"اسی دوران میں مسٹر جناح نے جمعیت علماء ہند کے ناظم مولانا احمد سعید صاحب سے گفتگو شروع کی اور اس گفتگو میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کو خاص طور سے مدعو کیا گیا۔ مسٹر جناح دہلی کے ایک ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے اور اسی ہوٹل میں سر فیروز خان نون بھی تھے۔ [illegible] رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی جناح صاحب سے گفتگو کرنے کے لیے گئے تو مولانا لدھیانوی نے [illegible] جناح صاحب کو کامیاب کرا دیں گے۔ ۔ ۔ ۔ مسٹر جناح نے [illegible] کی کہ اور کسی طرح مسلم لیگ میں آ جائیں۔ مسٹر جناح نے مولانا حبیب الرحمٰن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ آپ کے شامل ہو جائیں تو میں [illegible] رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے کہا کہ آپ کے ساتھ [illegible] میں ٹھہر سکیں گے اور ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ سیاست میں کسی پر سو فیصد یقین کرنا درست نادانی ہے۔ بلکہ سیاسی عدم تدبر کا ثبوت ہے۔ مولانا احمد سعید صاحب مسٹر جناح کے ساتھ پارٹی بنانے میں کچھ شروط پر متفق ہو گئے لیکن مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے مسلم لیگ کے مشترکہ محاذ میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔"

(صفحہ ۱۱۹)

## سلیم پور ہاؤس لکھنؤ میں کانگریس لیگ اتحاد کا مشورہ

[illegible]

کے سلسلے میں لکھنؤ تشریف لے گئے اور بیلم پور ہاؤس میں قیام کیا۔ چودھری خلیق الزماں کے ذریعے یو۔ پی مسلم لیگ سے کانگریس لیگ مشترکہ محاذ کی گفتگو شروع ہوئی۔ یو۔ پی میں جمعیت علماء و جمہور کا بے حد زور تھا اس لیے یو۔ پی کا الیکشن بلا جمعیت علماء کی مدد کے جیتنا مشکل تھا۔ چنانچہ جمعیت علماء کے رہنما بھی اس گفتگو میں شامل تھے۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی بیلم پور ہاؤس میں مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ ٹھہرے، اور جب تک وہاں قیام کیا رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اس بات پر متفق نہ ہو سکے کہ وہ یو۔ پی اور پنجاب میں مسلم لیگ کے مقابلے میں امیدوار نامزد نہیں کریں گے کیونکہ کانگریس لیگ اور جمعیت علماء کا اتحاد ہو گیا۔ سوال یہ تھا کہ الیکشن میں مسلم لیگ کے امیدوار جو دونوں اداروں کے ہوں گے، خرچ کون کرے۔ اس بارے میں پنڈت جی اور خلیق الزماں میں بات چیت طے ہو گئی کہ کانگریس مسلم لیگ کے امیدواروں کی ہر طرح مدد کرے گی الیکشن ہو گی اور پچاس ہزار روپے کانگریس کو دینا تھا۔ مسلم لیگ الیکشن کے مگر چودھری خلیق الزماں بنا کے گئے۔ چودھری صاحب اس وقت تک پرانے کانگریسی تھے۔ انھیں صرف کانگریس اور الیکشن کی کامیابی کے

یہ مسلم لیگی تھی؟!
ذرا آگے چل کر

## یوپی کا الیکشن

اس تنظیم کے تحت یو۔ پی میں کانگریس اور مسلم لیگ کے الیکشن لڑے گئے۔ ضلع بستی سے مرحوم ڈاکٹر محمد قاسم صاحب احرار کے ٹکٹ پر کھڑے ہوئے تھے تو وہاں ان کی حفاظت کے لیے پنڈت جی خود تشریف

لے گئے اور مسلم لیگ اُمیدوار کے مقابلے میں مولانا کاظم صاحب کی مخالفت کی یہی حال سہارنپور کے ضلع میں نواب مقصود علی خان صاحب کی سیٹ پر ہوا یہاں ایک طرف مسلم لیگ اور کانگریس اور جمعیت علمائے ہند تھی اور دوسری طرف صرف احرار رہنما مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کام کر رہے تھے۔ اس سیٹ پر معاملہ اس قدر نازک ہو گیا کہ ایک طرف حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور دوسری طرف سے سید عطاء اللہ بخاری۔ اس الیکشن کے سلسلے میں حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ایک وقت تک مولانا سید عطاء اللہ شاہ سے نالاں رہے۔ آخر کار یہ غلط فہمی کو جمعیت کے اجلاس مراد آباد میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب نے دور کر دیا [illegible] حضرت شیخ الاسلام کا [illegible] حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب [illegible] سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی طرف سے [illegible]

## لیگ کانگریس کا اختلاف

ملاحظہ فرمائیے:۔

"الیکشن کے بعد کانگریس کو ہندوستان کے سات صوبوں میں غالب اکثریت سے کامیابی حاصل ہوئی اور مسلم لیگ کو کسی بھی صوبے میں سوائے یو۔پی کے کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی پنجاب میں صرف راجہ غضنفر علی کامیاب ہوئے جو مسلم لیگ کے واحد نمائندہ تھے۔ جناح صاحب کانگریس سے دوستی کی بنا پر اس خیال میں تھے کہ کانگریس کے ساتھ کر کے وزارتیں بنا کر مسلم لیگ کی حکومت کی بنا لیا جائے۔ جبکہ کانگریس کے بنا الیکشن کے بعد

مسلم لیگ کی اس حیثیت سے منظر کے پیش نظر تھے جب بڑا مسئلہ
یعنی مسلم لیگ کا خاص چودھری خلیق الزماں سے وزارت کا ... وعدہ
ہوچکا تھا لیکن نتیجہ یوں ہی رہا کہ یہ تیار رہے کہ وزارت میں
تین مسلمان لیے جائیں گے جن میں چودھری خلیق الزماں کو وزارت میں لینے کو تیار تھے
لیکن بحیثیت مسلم لیگی کے وہ بھی تب جبکہ وہ کانگریس کے ... تعاون ... کریں
صاحب کا ایک ... سیٹ ... کانگریس ... جب مسلم لیگ کی ...
جو سیٹ ... نواب اسمٰعیل خان کو دی جاتی ... 
میں لینا ضروری تھا اس لیے تیسری سیٹ کے لیے نواب اسمٰعیل خاں کو
منظور نہ کیا گیا۔

اس طرح صرف وزارت کی ایک سیٹ کو منظور نہ کرنے
کی بنا پر کانگریس اور لیگ میں نہ صرف اختلاف پیدا ہوا۔ بلکہ
یہ اختلاف دشمنی کی حد تک پہنچا۔ اس طرح کانگریس نے پاکستان
بنانے کی پہلی اینٹ خلیق الزماں اور نواب اسمٰعیل خاں کو وزارت
میں نہ دے کر رکھ دی۔ ڈاکٹر ... شرف صاحب
یوپی کی وزارت میں لیگ کی ناکامی یا کانگریس کی وعدہ خلافی
کے بعد مسلم لیگ کے استحکام کی داستان کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں

# مسلم لیگ کا عوامی ادب

"اب مسٹر جناح اور آپ کے رفقاء ... اور ایک ... جوش
کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ مسلم عوام کے پاس قومی زندگی
کا پیغام لے کر جائیں اور کانگریس سے انتقام لینے کے ... 
جن کو ... کانگریس ... کانگریس ... تھے
چنانچہ ... لیگ ... کی عام ... کے بعد ...

[illegible]

## مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

[illegible]

# نوائے وقت

اس کتاب کے مزید اقتباسات ہم آگے چل کر پیش کریں گے۔ اور حسبِ وعدہ تنقید و تبصرہ بھی اس خیال سے کہ آپ ایک ہی قسم کے اقتباسات پڑھتے پڑھتے اکتا نہ جائیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی کی ایک تقریر جو پشاور میں ارشاد فرمائی اور نوائے وقت یکم جولائی ۱۹۴۶ء میں شائع ہوئی۔ آپ اسے پڑھیں اور اندازہ فرمائیں کہ ان کے اور نیشنلسٹ علماء کے زاویہ نگاہ میں کتنا فرق ہے:

"وہ دن دور نہیں جب اسلام تمام دنیا کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے گا
مسلمان زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے"

## مولانا شبیر احمد عثمانی کی پشاور میں تقریر

پشاور۔ ... پشاور مسلم لیگ کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس کی صدارت محمد بخش خان ... صدر ضلع مسلم لیگ نے مرحمت کی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی صدر جمعیت العلمائے اسلام نے عوام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلم لیگ قوم اس وقت تک زندہ و پائندہ رہے گی جب تک یہ نظام دنیا برقرار ہے اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کو ہمارا ... کمیونسٹ ... انقلابات سے ختم کیا جا سکتا ہے تو وہ بے وقوف اور احمق ہے مسلم قوم اس سے بھی زیادہ طوفانی اور تغیر و انقلابوں سے گزر چکی ہے اور اس قسم کی سینکڑوں تحریکوں سے کامران و سرخرو ہو کر نکل چکی ہے۔ اس قوم کو جس قدر کچلا گیا اتنی ہی طاقت ور یہ قوم ہوتی گئی۔ آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا وہ وقت دور نہیں جب اسلام پھر دنیا کے تمام عالم میں

بسیل جائے گا۔ اور مقام ذی وقار ہوگا حضور جوش اسلام ہو جائیں گے
آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی صفوں کو مضبوط بنائیں
اور طور کو اتحاد و اتفاق کی لڑی میں منسلک کریں۔ خان عبدالغفار خاں
اور ان کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے مولانا مدظلہ العالی نے فرمایا
کہ اگر خان عبدالغفار خاں واقعی عقیدہ کے مطابق مخلص ہیں اور
سرحد میں اسلامی شریعت کے مطابق جمہوری حکومت کے
قیام کے متمنی ہیں۔ تو انھیں چاہیئے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو
جائیں کیونکہ اس طرح وہ پاکستان کو زیادہ مضبوط اور طاقتور
بنا سکتے ہیں۔" (نوائے وقت یکم جولائی ۱۹۴۷ء)

آپ نے علامہ شبیر احمد عثمانی کے ارشادات پڑھ لیے اب مولانا
ابوالکلام مرحوم کا کردار دیکھئے۔

**"مولانا آزاد اب قوم پرست مسلمانوں کو منظم کریں گے۔**
**کانگریس کو قومی جماعت ثابت کرنے کی کوشش**

کلکتہ ۱۹ جولائی معلوم ہوا ہے کہ صدر کانگریس مولانا آزاد
نے تمام نیشنلسٹ قوم پرست مسلمانوں کو منظم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تاکہ
وہ ان کا ایک متحدہ محاذ قائم کر کے دنیا کے سامنے یہ امر
پیش کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ مسلمانان ہند کی رائے عامہ
انڈین نیشنل کانگریس کے ساتھ ہے۔ کلکتہ کے بعض واقف حلقے
یہ بتا رہے ہیں ... اس سلسلہ میں ... وہ پہلے
کے حل ... قوم پرست مسلمانوں کی ...
... دوسری جگہوں پر ...
... خیال کیا جاتا ہے کہ مولانا آزاد ...
اقدام کے بعد ہندوستان کے صدر مقام دہلی کو منتخب فرمائیں گے۔"
(نوائے وقت ... )

زمانہ وقت، ۳۰ مئی ۱۹۴۶ء صفحہ ۳ ملاحظہ فرمائیے:۔

## "فاعتبروا یا اولی الابصار"

تمام نیشنلسٹ مسلمانوں کے نام نہاد لیڈروں نے جن میں ماشاء اللہ مولانا حسین احمد مدنی، شیخ حسام الدین بھی شامل ہیں ایک روایت کے مطابق پنڈت نہرو کی وزارتی سفارشات پر یوں اظہار پسندیدگی فرمایا ہے کہ ہندوستان کی آزادی کی منزل قریب تر ہو گئی ہے۔ مگر پنجاب، سرحد، سندھ اور بنگال و آسام کی گروپنگ پر ناک بھوں چڑھائی ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے فرقہ پرستی کو تقویت پہنچے گی۔

یہ مولوی صاحبان اکثر یہ فرمایا کرتے ہیں کہ کانگریس کی پالیسی سے تو ہم بھی بیزار ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کانگریس پر ہندو مہاسبھائی خیالات کے لوگوں کا قبضہ ہے۔ مگر چونکہ انگریز کو ہندوستان سے نکالنا ہے اس لیے ہم ان ہندو گروہوں سے لپٹے ہوئے ہیں۔ مگر اب وزارتی سفارشات کے جس حصہ پر اعتراض کر رہے ہیں وہ اس حصہ پر جس کی وجہ سے مسلم اکثریت کے علاقوں کو مرکز کی کامل غلامی سے بچانے کے لیے تھوڑی بہت گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ اس پر انہیں خوشی ہے۔ کہ ہندوستان تو آزاد ہو رہا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ غم بھی لاحق ہے کہ پنجاب، سندھ اور سرحد جہاں ہندوستان کی غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے کیوں نہیں مسلمانوں کے نام سے جو مسلمانوں کی شکل و صورت اور مسلمانوں کی لیڈری کا ڈھونگ رچا کر اعتراض کسی بات پر اس پر کہ مسلمانوں کو ہندو اکثریت کا پورا غلام کیوں نہیں بنایا گیا

# فاعتبروا یا اولی الابصار

اب ہم اور محترم [illegible] روزنامہ نوائے وقت کا اداریہ ملاحظہ ہو

اداریہ نوائے وقت

## "یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لئے"

[illegible] حضرت مولانا مولوی حسین احمد مدنی صدر جمعیت العلمائے ہند [illegible]

[illegible]

[illegible] ہوتی ہے۔

[illegible]

[illegible] حصہ لے گا۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے کانگریس کے صدر کی حیثیت سے ذاتی
مشن کو جو خط لکھے ان میں صوبوں کی لازمی گروپ بندی اور مرکز
میں ہندو مسلم مساوات تناسب کی اس تجویز کے ساتھ اور
اس اعتبار میں مخالفت کی گئی تھی کہ مسلمان حیران ہو رہے ہیں کہ
کیا ان خطوط کے لکھنے والا کوئی مسلمان ہے اور امام الہند کے
خطوط تھے اب مسلمان شیخ الحدیث کے ارشادات سنیں اور سر
دھنیں۔

چند مہینوں میں سے بنگال کے ہندو کانگریسی لیڈر یہی گروپ
بندی کے خلاف لب کشائی نہ کریں اور آسام کے بنگالی ہندو
کانگریسی لیڈر علی الاعلان گروپ بندی کی حمایت کریں اور یہ کہیں کہ
اسی میں بنگال اور آسام کا بھلا ہے لیکن مسلمانوں کے علمائے
کرام کو برطانوی سکیم میں کوئی مذہبی یا سیاسی ظلم نظر نہیں آتا اگر
ان کی نگاہ اس سکیم کی کسی خامی اور نقص پر پڑی ہے۔ تو یہ خامی
لازمی گروپنگ کی خامی اور یہ نقص مرکزی حکومت میں ہندو
مسلم مساوات تناسب کا نقص ہے۔ اور اس پر یہ لکھتے ہیں کہ
مسلمان وہیں پر کر زنس لنگ کھینے میں۔

جہاں کانگریس کے چند وہ متقدم کانگریسی علماء نے قرآن عزیز
کی تفسیر کو گاندھی کی پالیسی کا عربی میں ترجمہ بنا دیا اور متحدہ قومیت
اور وطنیت کے نظریہ کی صداقت و اہمیت کو منوانے کے لیے ایڑی
چوٹی کی کوشش کی اور ان باطل نظریات کو اسلام کا مقدس لبادہ پہنانے
کے لیے اپنی پوری صلاحیتیں مرکوز کر دیں وہاں حکیم الامت علامہ
اقبال کے بصیرت و تخیل اور حضرت قائداعظم کے فیصلہ کن اور مسلمانان
ہند کے صحیح حقیقی نمائندوں نے ان زہریلے اثرات سے مسلمانوں کے دل

دماغ کو مفلوج و مسموم کرنے کے لیے ان باطل و فاسد خیالات و نظریات کی تردید کے لیے اپنی خداداد بصیرت و صلاحیت کو وقف کر دیا جس وقت نیشنلسٹ علماء مقتدرین جمعیۃ اور حواریوں کو لیے ہوئے ہوشیار و مکار کے مشرکین کے ساتھ مفاد مسلم کی مخالفت کے لیے کمربستہ تھے۔ تو اس گھٹاٹوپ اور نازک دور میں اقبالؒ کے تربیت یافتہ ملت کا درد رکھنے والے حساس و غیور فرزندان ملت نظریۂ پاکستان کو پھیلانے اور سمجھانے کے لیے اپنی زندگی کے شب و روز صرف کیے ہوئے تھے۔ اس دور میں ایک پمفلٹ "سوراجی اور اسلام" کے نام سے شائع ہوا جس کا مطالعہ آج بھی نظریۂ پاکستان اور تحریک پاکستان کو سمجھنے میں کافی مدد دے گا۔ اس پمفلٹ کی اہمیت کے پیش نظر ہم مناسب و موزوں خیال کرتے ہیں کہ یہ مکمل طور پر آپ کی نذر کیا جائے تاکہ تحریک پاکستان کا پس منظر اور اس کے نقوش و خطوط آپ کے سامنے واضح اور نمایاں ہو سکیں۔ یہ پمفلٹ "طلوع اسلام" نے شائع کیا۔

## سوراجی اسلام

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جب کانگریس کے دستور اساسی میں یہ بات موجود ہے کہ سوراج حاصل ہونے کے بعد ہندوستان کی مختلف اقوام کی مذہبی آزادی برقرار رکھی جائے گی۔ تو پھر مسلمان اپنے مذہب کے تحفظ کے لیے اور کیا ضمانت چاہتے ہیں۔ یہ دلیل ایسی فکر فریب اور خوش آئند ہے کہ اچھے اچھے سمجھدار اس کے دام تزویر میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور عوام بالکل مطمئن ہو جاتے ہیں ان کے پاس تو اس کا جواب ہی کچھ نہیں ہوتا

لیکن آئیے ذرا دیکھیں کہ قرائن سے جو کچھ پتہ چلتا ہے۔ اس کی رو سے سوراج حاصل ہونے کے بعد جس مذہب کی آزادی مسلمانوں کو حاصل ہوگی وہ کونسا مذہب ہوگا۔ کیا وہ اسلام ہی ہوگا یا کسی اور چیز کا نام اسلام رکھ دیا جائے گا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ سوراج کے بعد ہندوستان کی متحدہ قومیت کا نظام حکومت جمہوری ہوگا اور اس متحدہ قوم کی تقدیر وہ لوگ، مختلف خیالات کے نمائندوں کی جماعت کے افراد ہوں گے جن کی کثرت آراء سے تمام معاملات کا فیصلہ ہوا کرے گا۔ اور جو معاملہ اکثریت کی رائے سے طے ہو جائے گا۔ وہ ملک کا قانون بن جائے گا۔ جس کی خلاف ورزی جرم ہوگی لہٰذا ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کانگریس [illegible] متعلقات کی وہ جماعتیں جن کے ہاتھ میں زمام حکومت ہوگی۔ مذہب سے مفہوم کیا سمجھتی ہے۔ اس لیے کہ جب مذہبی آزادی یا مذہبی معاملات میں مداخلت کا سوال پیدا ہوگا تو سب سے پہلے تو یہی سوال پیدا ہوگا کہ وہ مذہب جس کی آزادی کا حکومت نے وعدہ کیا ہے اس کی کیا تعریف کیا ہے۔ کون کون سے معاملات مذہب کی حدود کے اندر ہیں اور کون سے اس کے باہر

سب سے پہلے کانگریس [illegible] ہندوؤں کی اس جماعت کو لیجئے جس کے تاریخی [illegible] نمایاں ہیں۔ ہم فرض کیے لیتے ہیں کہ یہ جماعت اپنے اس دعوے میں مخلص ہے کہ سوراج کے بعد مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اس جماعت کے نزدیک مذہب نام ہے چند رسومات کا اور چند عبادات کا اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ عقائد یا عبادات میں بھی کسی کا اشتراک پایا جائے

ایک دوسرا فرقہ بھگت ہے اور دوسرا واحد دیا سنگھ متا تن
دھرم والے صرف آگ کی پوجا کرتے ہیں۔ بنگال اور سماج وادی کی کشش
و محبت شکتی کے قائل ہیں۔ ویدانت کے تناسخ (اواگون) و سروپ
کے بھی وارد ہیں۔ سماج دیو مادہ و روح کو ازلی اور ابدی مانتے
ہیں۔ بنگال کے ہندو کالی ماتا کی پوجا کرتے ہیں اور ستیا نند کالی
اس دیوی کو دوشکتی قرار دیتے ہیں۔ سناتن دھرمی دونوں کی
تقسیم پیدائش کے لحاظ سے کرتے ہیں اس لیے اچھوت ان کے
نزدیک پیدائشی اچھوت ہیں۔ لیکن آریہ خود مانتا ہی اس بات
کے لیے پران تیار کرتے کہ تسلیم کرتے ہیں کہ اچھوت کو اچھوت
کیوں سمجھا جاتا ہے۔

ان تمام اختلافات کے باوجود سب ہندو ان اصولوں
میں سے کوئی بات کی رشتہ دھرم کے خلاف نہیں ہے۔ حتیٰ کہ
پنڈت جواہر لعل نہرو کا مسلک دہریت سے بھی منکر ہیں، وہ بھی ہندو
ہیں وہ اپنی خود نوشت سوانح حیات (میری کہانی) میں ملاتے
اس امر کی شکایت کرتے ہیں کہ میں نے ہندو دھرم کی ایک ایک
بات کو چھوڑ دیا ہے کہ خدا کا بھی انکار کیا لیکن ہندو دھرم
بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتا بلکہ مجھے اب تک ہندو ہی قرار دیئے جاتا
ہے۔ بدھ مت اور جین مت ایسے مذاہب ہیں جن کو دوسرے
ہندوؤں کے تو ہے سے کوئی واسطہ نہیں وہ خدا کے قائل
نہیں۔ وہ بھی ویدوں کو نہیں مانتے۔ ان کی اپنی کتابیں الگ ہیں جن
دھرم بدھ مت کو اس قدر غیر ہندو سمجھا تھا کہ یہاں سے ہندو
کے تمام باقی لوگ ایک ایک کر کے بھاگ گئے۔ جین مت اور ہندو ایک دوسری
طرف تھا لیکن اب بھی بدھ مت اور جین مت کو ہندو دھرم

کے دائرے کے اندر لیا جاتا ہے۔ اس لیے اس جماعت کے نزدیک
تو مذہب محض کسی ایسے ذہنی نظریہ کا نام ہے جس کی کوئی تعریف
ہی نہیں کی جا سکتی اور یہ معاشرتی، معاشی، سیاسی معاملات
اور مذہب کے احاطہ سے باہر ہی ان کا حل اور سیاست
کے وہ تمام ہے۔ مذہب سے متعلق یہی نظریہ انگریزوں کے سامنے
ہے۔ ان کے نزدیک بھی کلیسا اور سلطنت دو الگ شعبے ہیں۔ انگلستان
کے دستور کی رو سے آج بھی مسلمانوں کو مذہبی معاملات
میں کامل آزادی حاصل ہے۔ اور حکومت مذہبی معاملات
میں دخل اندازی نہیں کرتی لیکن یہ مذہب ہے کیا جو حکومت
کی مداخلت سے باہر ہے۔ چند رسومات اور عبادات۔ آپ
وہاں تلاوت قرآن کریم کا درس دیتے رہئے۔ کوئی مزاحم نہیں ہوگا۔
لیکن اگر کسی آیت کی تفسیر حکومت وقت کے قانون سے ٹکرا جائے
تو اس مذہبی آزادی کا جو حشر ہوتا ہے۔ اس کا حال مقدمہ کراچی
کے اسیران اور مولانا کے نظر بندوں سے پوچھئے۔ اس لیے قرآن
کریم کی تلاوت تو مذہب میں داخل ہے۔ لیکن ملکی اور سیاسی معاملات
میں آپ کو ملک کے قانون کے تحت رہنا ہوگا۔ مذہب تو آپ
حاصل کرنے کے لیے ہے۔ زندگی کے معاملات کا حل
تلاش کرنے کے لیے۔ اب آپ خود اندازہ لگا لیجئے کہ اس نظریہ
کے ماتحت آپ کو جس قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ وہ آقا
کی غلامی سے کتنی بہتر ہوگی۔

قدامت پرستوں کی دوسری جماعت وہ ہے جس کی نمائندگی
کا شرف [illegible] حاصل ہے۔ [illegible] وہ جماعت ہے جس
کی نگاہ میں اکثریت ہے کہ جس وقت ہندوستان کی اکثریت میں [illegible]

ہونے لگا جب کہ اچھوتوں نے تقاضا کیا تھا کہ انہیں تنہا تنہا نہ نیابت حاصل ہونی چاہیے۔ اس وقت ان مظلوموں کی ہمدردی کے بجائے جوش کھایا۔ بڑے بڑے مہاتما خفا ہو گئے کسی نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ پونہ میں پرائشچت برت رکھے گئے۔ بڑے بڑے آدمی چھوت کے ہندو لیڈروں نے اپنے آپ کو ہریجن کہلوانا شروع کر دیا۔ اور اس مظلوم طبقہ کی زبوں حالی کے احساس نے اس وقت تک چین نہ لینے دیا۔ جب تک یہ یقین نہ ہو گیا کہ ہندو دھرما سبھا کی اکثریت خطرے میں نہیں ہے۔ مہاتما جی نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ اب زندگی کا مقصد اس اکثریت کے تحفظ کو قرار دے لیا ہے۔ اس طبقہ کے جو خیالات مسلمانوں کے مذہب سے متعلق ہیں۔ اس کے چند نمونے سروپ جاگی ہند اور ڈاکٹر مونجے اور مسٹر ساورکر کے شعلہ بار کلام ہی سے ان کی ذہنیت جو مسلمانوں کے خلاف ان کے سینوں میں موجزن ہے ان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مثلاً ہندو مذہبی نقطۂ خیال سے مسلمانوں پر یہ کہہ کر دھرم پر حملہ ویدک تہذیب کے نزدیک وہ نا ازحد ضروری ہے۔ جب تک مسلمان سرزمین حجاز کے عاشق ہیں۔ عرب کی سرزمین اور مجمعوں پر جان نثار کرتے ہیں۔ اور ترکی کو ترجیح دیتے ہیں وہ ہندوستان سے محبت نہیں کر سکتے اس لیے ایک ہی قوم پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ویدک دھرم کا پیام جلد از جلد ان تک پہنچا دیں
(آریہ مسافر ماہ ۱۹۲۳ء)

اس قسم کی باتوں کے جواب میں مسلمانوں کو یہ کہہ کر فریب دیا جاتا ہے کہ یہ ہندوؤں کے متشدد گروہ کا تعصب ہے

کے خیالات ہیں۔ کانگریسی ہندو ہوں گے ایسے خیالات نہیں ہیں
مسلمانوں کے ہر چیز ہی کل نظر ہے کہ ایک کانگریسی ہندو کے
مسلمانوں کے متعلق یہ خیالات نہیں ہوتے جو مہاسبھا کے اسلام سے
متصادم ہونے کا تعلق ہے۔ ہندو ہندو ہی ہے خواہ وہ کانگریسی
ہو خواہ مہاسبھائی بلکہ یہاں تک دیکھنے میں آیا ہے، جو ہندو عیسائی
ہو جاتا ہے جب عیسائی اور ہندو کا مقابلہ ہوتا ہے تو وہ عیسائی
ہوتا ہے لیکن جب ہندو اور مسلمان کا مقابلہ پڑتا ہے تو وہ پھر
ہندو ہو جاتا ہے۔ اسی لیے تو قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ کوئی غیر
مسلم مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا کبھی خواہش نہیں ہو سکتا فرمایا:۔
[illegible] دعوت ایمانی یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ [illegible]
کرو کہ اپنے آدمیوں کے سوا دوسرے لوگوں کو اپنا
ہمراز و معتمد بناؤ۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ تمہارے خلاف
فتنہ انگیزی میں کمی کرنے والے نہیں جس بات سے تمہیں نقصان پہنچے
وہی انہیں پسند ہے۔ ان کی دشمنی تو ان کی باتوں ہی سے ظاہر
ہو چکی جو کچھ ان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے اگر تم
سمجھ بوجھ رکھتے ہو تو ہم نے فہم و بصیرت کی نشانیاں تم پر واضح کر دی ہیں (۳:۱۱۸)
(ترجمہ مولانا ابوالکلام۔ ترجمان القرآن جلد [illegible] صفحہ ۴)
یعنی قرآن کریم نے خود غیر مسلموں کی ہر دو جماعتوں کی تفریق کر دی
ایک گروہ کہ جن کی اسلام سے دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہو جاتی ہے
اور دوسرے وہ جو بات کرنے میں محتاط رہتے ہیں۔ لیکن جو ان کے دل

---

لے یعنی دشمنوں کا مکر [illegible] اپنے آدمیوں کا۔ [illegible] معلوم نہیں مولانا آزاد نے [illegible] کو
ہمراز بنایا [illegible] قرآن کریم کی [illegible]
[illegible] صفحہ ۱۰

میں بھیجا ہوا ہے تو وہ اس سے بچے مگر جو نہ مانا بری طرح ہوا ہے قرآن کریم نے
واضح ہو ، بلکہ اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے ساتھ
دشمنی میں سب غیر مسلم کافر ہیں اور ان کے ساتھ دوستانہ روابط کے تعلقات
قطعاً ناجائز ہیں۔ چنانچہ یہ کہنا کہ تمام ہندو مسلمانوں کا دشمن
نہیں یا ہمارا بھائی ہندو دشمن نہیں ہے، تو صرف خود فریبی ہے۔ بلکہ قرآن
کریم کی کھلی ہوئی تکذیب بھی ہے۔

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جمہوریت میں اکثریت کی حکومت ہوتی
ہے۔ ظاہر ہے کہ اکثریت ہمارا ہندو بھائیوں کی ہے اور جمہوری
نظام میں فیصلے اکثریت کی مرضی کے مطابق ہوا کرتے ہیں لہذا یہ
واضح ہے کہ اس قسم کی اکثریت کے ماتحت مسلمانوں کو کس قسم کے
مذہب کی آزادی حاصل ہوگی؟

اکثریت کی آزادی کی یہ حالت ہے کہ ستائیس بیالیس لاکھ
جگہ ہے ہی کہ مسلمانوں [illegible] کے خلاف ہو کوئی ایک
نہیں سنتا۔ وہ صحیح ہیں کہ اچھوتوں کو [illegible] ہندوؤں کے
[illegible] کھول دینا بلکہ [illegible] کو [illegible] کر دینا ہے لیکن
سیاست کی مصلحت کوشیاں اکثریت کے کان بند کیے رکھتی ہیں۔
حکومت بھی [illegible] اعلان کر رہا ہے کہ ہندوؤں کے ہوٹلوں میں
اچھوتوں کو بھی برہمن کی [illegible] اسی طرح [illegible] سکھ [illegible]
شہید [illegible] رات کے ہندوؤں نے [illegible] کا
[illegible] ہے۔ [illegible] لیکن [illegible] کانگریسی
حکومت اس [illegible] نہیں کر رہی جب ان کی خود اپنی [illegible]
یہ حالت ہے کہ [illegible] کی اکثریت [illegible] کے
مذہبی احساسات کی کچھ پرواہ نہیں کرتی تو [illegible] اکثریت [illegible]

مسلمانوں کے مذہب کا جس قدر پاس کرتے تھے ظاہر ہے۔

اب اس جماعت کو دیکھئے جو روشن خیال حضرات پر مشتمل ہے۔ وہ جو مسلمانوں میں طبقہ کہلاتا ہے اور جس کی قیادت بجائے علماء کے انھیں کو حاصل ہے۔ یہ اشتراکی خیالات کے حامی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اشتراکیت میں خدا، رسول، آخرت، ہر ایمان کے عقیدہ کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں۔ روس میں اسلام ہی کا نہیں بلکہ عیسائیت کا جو حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ ہمارا نوجوان طبقہ جن خیالات سے متاثر کیا جا رہا ہے یا ہو رہا ہے اس کا استہزا و تمسخر بنا رہا ہے کہ مذہب کے متعلق ان کا نظریہ کیا ہے۔ پس جس بات میں اعلیٰ آئینی نمائندے کامیابی کی کوشش ہے کہ اشتراکیت آئے وہ اپنا کامیابی کا مذہب بن جائے اس نظریہ کی عملی اشاعت میں بعض ہمارے معاملے بھی آن کے راستہ میں حائل ہیں۔ لیکن یاد رہے جس سرعت کے ساتھ اس کو عام کیا جا رہا ہے اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔

اسلام خود صرف ان حامیوں کا دشمن اور اشتراکیت کا حامی ؟

دیکھیں اس اشتراکیت کا نہیں جس کی تخلیق روس کے انقلاب پسند طبقہ کے اس انتہائی جذبہ کی مرہون منت ہے جو زار کی حکومت کے خلاف ان کے دل میں موجزن تھا اور جس کا اصول مرتب تھا کہ جو اجنبی چیز زار کے وقت ہی دنیا میں موجود تھی تباہ کر دینے کے لائق ہے۔ یہ وہ اشتراکیت ہے جو ہندوستان کے انقلاب پسند طبقوں میں مقبولیت حاصل کر رہی ہے اور جو محض روس کی نقل ہے۔ نظام شدہ قوم جیسے مقلد ہوا کرتی ہے۔ علاوہ اس مرتبت پر جماعت۔ وہ سالوں سے اس مسلک کی نشر و اشاعت میں بڑا سرگرم رہتا ہے کہ اس سے قوم افراد میں مقبولیت بڑھ جاتی

ہے۔ چنانچہ اس کا کوئی پرچہ ایسا ہوتا ہوگا۔ جس میں خدا، ملائکہ یا ایمان کی تضحیک نہ کی جاتی ہو۔

مثلاً تاریخ [illegible] کے پرچہ میں "[illegible]" کے نام سے ایک مضمون چھپا ہے جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا کے تصور کی ابتدا انسان کے اس دور میں شروع ہوئی جب کہ جب انسانی عالم طفولیت میں تھا، وہ فطرت کے عظیم الشان مظاہر کی توجیہ نہ کرسکتا تھا سوائے اس کے کہ ان کو فوق الفطرت ہستی سے منسوب کرے۔ ۔ ۔ مذہب کا توہم پرستی کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ آج تک بھی جہاں جہاں جہالت زیادہ ہے اور علم کی روشنی کم ہے وہاں مذہب کا دور دورہ ہے۔ مذہب ایک ذاتی چیز ہے اور ذاتی چیزوں کا کاروبار ہی زیادہ فروغ پاتا ہے"

اس کے بعد جدید اصلاحات عقائد کی مخالفت کی گئی ہے تغیر بھی ان الفاظ میں کی۔

"ہندوستان چونکہ علوم و فنون اور تہذیب و تمدن میں بہت پیچھے ہے اس لیے یہاں فی الحال مذہب کو رہنے دیا جائے لیکن مذہب کو اجتماعی حیثیت نہ دی جائے۔ اس کو خالص شخصی یا انفرادی چیز سمجھنا چاہئے۔ اس طرح اس کی سیاسی حیثیت ختم ہو کر خالص پرائیویٹ یا نجی حیثیت باقی رہ جائے گی"

یعنی ملک کا جدت پسند طبقہ جس مذہب کی فی الحال اجازت دے سکتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ مذہب ایک پرائیویٹ عقیدہ کا نام ہے۔ سماجی، اجتماعی اور معاملات کی دنیا سے کوئی واسطہ نہیں۔ چند دنوں میں جب پریس نے اعلان کیا کہ ہیں سب کچھ مسلمانوں کے حوالے کر دینے پر تیار ہوں بشرطیکہ وہ

کانگریس کے متحدہ قومیت کے نظریہ کو تسلیم کرلیں۔ تو اس کی وضاحت
کے لیے مولانا حسین احمد نے اپنی ۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں مقالہ
افتتاحیہ لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ: ۔

"ہم ایک شرط کے ماتحت۔ بصورت فرض محال، کانگریس
میں ایسا ادغام ہو جاؤ جو تمام اختیارات مسلمانوں کے حوالے کر دیئے جائیں گے اور وہ
ہو، آج کے دن بھی کانگریس کے نزدیک یہ مسئلہ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا
کہ کانگریس یا حکومت کے دائرہ میں تمام اختیار جس کے ہاتھ میں ہو
وہ ہندو ہے یا مسلم یا عیسائیت کے حقیقی کا معتقد ہے کیونکہ قوم
کے نظریہ کی رو سے مذہب کو سیاسیات سے کوئی واسطہ نہ
ہونا چاہیئے۔"

ابھی حال ہی میں مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے شملہ میں ایک جلسہ
میں تقریر فرمائی جس میں انھوں نے بتایا کہ موجودہ حالات میں بہترین
نظام حکومت کس قسم کا ہو سکتا ہے۔ اور آزاد ہندوستان کا نظام
حکومت کیسا ہوگا۔ تقریر کی تمہید میں جو کچھ انھوں نے کہا اس کا
خلاصہ یہ تھا کہ زمانہ قدیم میں چونکہ بادشاہ اور حکمران مذہب کے
ارکان سمجھے جاتے تھے کہ ان کے احکام منجانب اللہ تسلیم ہوتے
چلے جائیں اور کسی کو ان پر تنقید کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔
انھوں نے یہ خیال پیدا کیا کہ ان کی حکومت الٰہی قوانین
(DIVINE LAWS) پر مبنی ہے۔ یعنی خدا کی ہستی پر ایمان
پیدا کرنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے۔ یہ صرف بحث ہی اعتراض
ہے۔ جو اشتراکیت کے بانی مارکس نے مذہب کے خلاف عائد کیا
تھا، اس کے بعد انھوں نے کہا کہ اب علم و عقل کا زمانہ آگیا ہے اب
اس قسم کی توہم پرستی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

نظامِ حکومت کے متعلق، انہوں نے فرمایا:۔

"اب یہ ناممکن ہو گیا کہ کوئی ایسا نظامِ حکومت قائم کیا جائے جس کی بنیاد مذہب پر ہو۔ اب وقت آ چکا ہے کہ ہم اس امر کا اعتراف کر لیں اور اسے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیں کہ ضمیر، مذہب اور خدا کو ان کے مناسب مقام یعنی آسمان کی بلندیوں پر رکھ دیا جائے اور انہیں زمین کے معاملات میں تو دخل انداز ہونے سے قطعاً علیحدہ کر دیا جائے۔

اس بات کا تو تصور بھی ناممکن ہے کہ اگر مذہب کو سیاست سے الگ نہ کیا جائے تو کوئی نظامِ حکومت قائم ہو سکتا ہے یا جذبہ حب الوطنی محض قومیت پرستی کی بنیاد پر پرورش پا سکتا ہے یعنی اس ماتر بھومی کے ساتھ وابستہ ہو جانے سے جس نے انہیں پیدا کیا، زندگی عطا فرمائی اور مرنے کے بعد جو انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔۔۔۔

عہدِ حاضر میں بہترین نظامِ حکومت کی بنا اس نظریہ پر قائم ہو سکتی ہے جو جغرافیائی حدود اربعہ کے اندر گھرا ہوا ہو، ایک ملک ہو (وطن) اور اس ملک کے اندر رہنے والے تمام افراد معاشی اور سیاسی مفاد کے رشتہ میں منسلک ہو کر ایک متحدہ قومیت بن جائیں۔"

(جمہوریت نہ۔ ۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

ملاحظہ فرمایا آپ نے! وہی نظریہ کہ:۔

۱۔ مذہب کو سیاست سے الگ رکھا جائے۔

۲۔ نظامِ حکومت میں ضمیر، مذہب اور خدا کو کوئی دخل نہ ہو۔

۳۔ جذبۂ حب الوطنی کی پرورش محض قومیت پرستی کی بنا پر ہو سکتی ہے۔

۴۔ اقوام، اب اوطان سے بنتی ہیں نہ کہ مذہب سے۔

۵۔ افراد کو ایک قوم بنانے کے لیے وجہ جامعیت سیاسی اور معاشی

خانوں میں ذکر مذہب۔

ہمارے قومیت پرست علمائے کرام یہ سب کچھ سنتے ہیں اور ایک لفظ اس کی تردید میں نہیں کہتے۔ نہ یہ کہ یہی وہ خود ان خیالات کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔ خدا کے لیے کوئی بتائے کہ کیا اسلام دنیا کو بھی کچھ سکھانے کے لیے آیا تھا؟

جو کچھ غیر مسلم حضرات کے مختلف طبقے یا مسلمان کہلانے والوں میں سے وہ طبقہ جسے منافقین کہا جا سکتا ہے لیکن آنے والے اسلام کے متعلق جو نظریہ عام قومیت پرست مسلم حضرات پیش کر رہے ہیں وہ ان سے بھی زیادہ افسوسناک اور مایوس کن ہے۔ ان حضرات کی تحریریں اور تقریریں سننے سے واقف ہونے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس قسم کا اسلام وہ پیش کر رہے ہیں وہ محض ان کے اپنے ذہن و دماغوں کی ساخت ہے۔ کتاب و سنت کے اسلام سے اس کو کچھ علاقہ نہیں۔ ان کے نزدیک بس مذہب چند رسومات و عبادات کا ہی نام ہے۔

اس کے بعد عام معاشرتی، معاشی، سیاسی معاملات سب دنیاوی شعبے ہیں جن کا مذہب سے کچھ واسطہ نہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے ایک مشہور قوم پرست مسلم حضرات کے خیالات ملاحظہ ہوں۔

ڈاکٹر سید محمود سابق سیکرٹری آل انڈیا کانگریس کمیٹی اور کانگریسی حکومت صوبہ بہار کے وزیر کا ایک مضمون رسالہ جامعہ (اکتوبر ۱۹۳۸ء) میں چھپا تھا اس میں انھوں نے اس امر کی تلقین کی تھی کہ ہندوستان جیسے ملک میں مذہب اس قسم کا ہونا چاہیے جس قسم کا دین الٰہی اکبر نے ایجاد کیا تھا۔ اکبر جیسوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"بعض لوگ اپنے مادرِ وطن کی محبت سے مجبور ہو کر ہندوستان میں متحدہ قومیت کی کوشش کے پیشِ نظر ایک ایسے جدید مذہبی نظام کی تشکیل کرنا چاہتے ہیں جو ہندوستان میں سب کے مناسب حال ہو، یہ ان لوگوں کی معمولی حماقت نہیں کہی جا سکتی ہے۔"

آنے والے نظام حکومت کے ماتحت اس نئے مذہب الٰہی کے ماننے والوں کا نام کیا ہوگا اس کے متعلق ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"لفظ ہندو کو زبان سے ہی نہیں بلکہ دل سے بھی ہندو کے لیے اختیار کرنا چاہئے۔ دنیا بھر میں صرف ہمارا ملک ہی ایک ایسا ملک ہے جس میں مختلف ورگ مذاہب سے مشابہت میں آتے ہیں، صرف اس کا انحصار ہماری روحانی کیفیت کا آئینہ بن جاتا ہے، اور ہمارے متعلق یہ ثابت کر دیتا ہے کہ ہم اس برِ اعظم کی جغرافیائی علیحدہ قوم ہیں تمام، اس لیے اب وقت آ گیا ہے۔ کہ ہم ایک مشترکہ نام اختیار کر لیں۔"

کانگریس کے شعبۂ اسلامیات کے معتمد ڈاکٹر اشرف صاحب کا ایک مضمون جمعیۃ العلماء ہند کے آرگن الجمعیۃ بابت رجب ۱۳۵۸ھ میں شائع ہوا تھا جس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں پہلے کوئی سیاسی بات ہی یکجہتی وحدت تھی جو اب وہ ہندوؤں کے ساتھ متحدہ قومیت کے لیے چلا رہے ہیں۔

---

لہ حالانکہ قرآن حکیم نے صاف فرمایا کہ هو سمّاكم المسلمين اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے ... الحسن قولاً ... کہ اس سے بہتر بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف بلائے نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں ... ہمارے حضرات ہیں کہ ان کو اس بات سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ کوئی ان کو مسلمان کہے ... اسلام کی ایک حقیقت سے ... ہو گیا زمانہ

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اسی اختیار سے ہم آج ایک نئے اور بلند تمدن کی تعمیر میں مصروف ہیں، ہمارا سیاسی اور معاشی جدوجہد اس نئے تمدن کا نقش تھم ہے؟"

اس قسم کی اسلامیات کے ایک مدعی جناب منظور رضوی کا ایک مضمون "مسٹر جناح کی کھوکھلی قیادت" کے عنوان سے اخبار مدینہ بابت ۲۸ نومبر ۱۹۳۸ء شائع ہوا ہے۔ جس میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"مسٹر جناح نے پکار کر کہا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی جائز سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان آپس میں کیسے ملے ہوں احکام کو مزید کیا ہے اس کا مقصد کیا ہے۔ جہاں تک توحید و رسالت، مذہبی معتقدات اور عبادت وغیرہ دلائل کا تعلق ہے وہ آپس میں ملے ہوئے ہی ہیں اصل مقصد یہ ہے کہ اختلافات نہیں ہیں اور ہم مسٹر جناح کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر کوئی اختلافات ہیں تو وہ بجائے سیاسی اور اقتصادی منافع و مفاد کے ہیں مسلمانوں کا آپس میں ملنا ممکن ہے وہ ہرگز ختم نہیں ہو سکتے اور ان کو ختم ہونا چاہیئے۔" یہ اقتباسات مولانا جناب القرآن رسالہ طلوع اسلام کے ہر دسمبر ۱۹۳۸ء کے پرچہ کا ملاحظات میں درج [illegible] گئے۔

"اس کے علاوہ ایک کو مسلم ہے کہ پہلے اور ہندوستان کی جد [illegible] ان کی صداقت اور مطری تاریخ بھی خلاف ہے۔ مذہب زیادہ سے زیادہ ایک ذہنی لباس ہے لیکن قومیت اور حقیقت تر ہمارے بدن کی جلد و قومیت تو ہمارا گوشت پوست اور ہمارا خمیر ہے۔ لباس تو ہر وقت بدلا جا سکتا ہے لیکن پوست و خمیر کون بدل سکتا ہے۔ ایسا کبھی ہوا ہے اس لیے کہ قومیت اور حقیقت ایک [illegible]

چیز ہے جس کا تبدیل کر دینا طاقت بشری سے باہر ہے[1]

ایک اور قوم پرست بزرگ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی ہیں۔ جو حضرت علامہ علیہ الرحمۃ کے مشہور نظریۂ قومیت سے متعلق بیان کے جواب میں اپنے اخبار "ہند" بابت ۲۱ مارچ ۱۹۳۸ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"جاہلانہ دعویٰ اہل علم نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ اسلام نے اسلامی سوسائٹی کا ایک ایسا نظام بنایا ہے جو ہر قسم کا وطنی ہے۔ مگر یہ کہتے ہوئے ان لوگوں کو یہ یاد نہیں رہا کہ وہ اپنے اس قول سے اسلام کی عالمگیری کو ترک رہے ہیں۔"

ان کے نزدیک اسلام کی عالمگیری یہ ہے کہ اس کے چند عقائد کا مجموعہ تصور کر لیا جائے۔ باقی نظام سو وہ تو ایک ذاتی چیز تھی جو اسلام نے عربوں کے سامنے پیش کی تھی فرماتے ہیں کہ:۔

"اس حقیقت سے عام طور پر چشم پوشی کی جاتی ہے کہ اسلام عربی دین ہے۔ اس کی روح عربی ہے۔ اور عربوں ہی نے سب سے زیادہ اس سے فائدہ اٹھایا۔ میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی قوم بھی اسلام میں داخل نہیں ہو سکتی۔ وہ داخل ہوئیں اور مسلمان بنیں مگر واقعہ یہ کہ اسلام سب سے پہلے عربی ہے جس کی شہادت خود قرآن مجید میں موجود ہے۔"

(وطنیت اسلامی)

اس سے ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے۔ اور ہر آدمی دیکھ سکتا ہے کہ قرآن میں تفصیلی قانون موجود نہیں ہیں۔ قرآن نے چند اصول بتا دیے ہیں۔ اور

[1] لیکن طاقت بشری سے باہر کل تک یہی تو رہا ہے ہندوستانی قومی وطنیت ... وہ تو بھی ایک جنبش قلم سے بدل چکے ہیں۔ (راز م)

مسلمانوں سے کہہ دیا ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔ قرآن کہتا ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر معروف بھلائی اور منکر برائی کے لفظی معنی ہیں۔ مشہور یا معلوم اور نامعلوم یا نا آشنا ہیں۔ دیکھئے قرآن مجید نے بھلائی کو لفظ معروف یعنی معلوم سے تعبیر کیا اور برائی کو لفظ منکر یعنی نامعلوم ورنہ جیسا کہ مسلمانوں نے یقین کیا کہ اچھائی اور برائی کی فہرست دینے رکھی ہو بجائے اس کے کہ اچھائی کو بھلا اور برائی کو برا کہا ہے اس لئے کہ سوسائٹی کے حالات بدلنا نسبت اچھائی اور برائی کے متعلق اور کیسی بھی حالات میں بدلی
اسی وقت اس دعا کی ناکامی اور اس کے بطلان کی توضیح کا موقعہ نہیں۔ اس وقت صرف اتنا کہنا ہے کہ ہمارے قومیت پرست حضرات کے نزدیک مذہب کی حیثیت کیا بنتی چلی جارہی ہے یعنی مذہب ایک پرائیویٹ عقیدہ کا نام رہ جاتا ہے سیاست سے کوئی علاقہ نہیں۔ مسلمان کہلانا بجز ایک نظری اور غیر نظری مذہب کے خلاف ہے۔ اسلام کوئی ایسا نظام زندگی نہیں دیتا جو ہر ملک اور ہر قوم کا قائم شدہ نقطہ نظر ہے۔ قرآن تفصیلی احکام نہیں دیتا حتیٰ کہ زندگی اور جنس کا مفہوم بھی سوسائٹی کے حالات کے ماتحت بدلتا جاتا ہے۔

اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے:

اب ایک اور قوم پرست سے سنئے جو مسلمانوں کو کانگریس
میں کیوں شریک ہونا چاہئے مشورہ دیتے ہیں:-
لیکن اگر مسلمان کی یاد بھی متعلق ہے تو عقائد کا مسئلہ
تو تجربہ ہے کبھی اور نہیں ہو سکتا اور الگ رہنے کی کوئی تدبیر ہو سکتی
ہے تو صرف یہ کہ وہ کسی ایسے ادارے میں شریک نہ ہوں جس میں مذہبیات

ہے بالکل علیحدہ ہے۔ ریاست سیاسیات سے تعلق رکھتا ہی ہے ایسا ہی معاملہ
کانگریس کا ہے۔ کانگریس ہی ایک ایسی جگہ ہے کہ جہاں تمام ہندوستانی بلا لحاظ
کسی ایک مرکز پر جمع ہو سکتے ہیں لیکن اس سے علیحدہ ہو جانے کی
ہیں مختلف مذہبی اختلافات۔ اس کی سیاسی تحریکوں کو کسی کا میاب
ہونے دیں گے۔ (نگار بحوالہ مدینہ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۶ء)

یعنی وہی نظریہ کہ مذہب ایک الگ چیز ہے اور سیاست
الگ۔ اور چونکہ مذہب کے مسائل میں اس قدر اختلافات
ہو سکتے ہیں اس لیے مسلمان کسی ایسے مرکز پر جمع ہو جائیں جس میں
مذہب کو دخل نہ ہو۔ اور وہ مرکز کانگریس ہے۔ یعنی مسلمانوں کا
اختلافات مشاہدہ ہو لا مرکز قرآن نہیں ہے بلکہ کانگریس ہے۔
جل جلالہٗ۔

اسی قسم کا ایک اور کلمۂ پرستی کا نظریہ مذہب ملاحظہ ہو۔
ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ کانگرس اور جمعیت العلماء
کیسے ایک طرح ہو سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت نے اپنے
اخبار میں کہا کہ اگر وہ مذہبی ہے تو مسلمانوں کی دینی امت
تیار ہو جائیگا تو یہ اعتراض درست ہے لیکن اگر اس سے مراد سیاسی
ہے تو بے شک دو قائم ہو سکتے ہیں۔

(زمزم لاہور مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء)

یعنی دینی امت و قیادت الگ شے ہے اور سیاسی قیادت
و امت الگ۔ اول الذکر مسلمانوں کے ساتھ ہم ہے اور دوسری کا حکم
قوم کا نیا راستہ ہے۔ سیاسی قیادت میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی
قید نہیں۔

مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت۔ مذہب اور سیاست کی تفریق کی ...

بین ممالک بھی کہیں مل سکتی ہے۔

* اس اعتراض کا اس سے بھی عجیب جواب ایک بہت بڑے جید عالم دین نے دیا۔ انہوں نے فرمایا: جناح کا تو گھر دیکھا اگر جناح کل قائم نہیں ہو سکتا تو پاکستان کیسے ہو سکتا ہے۔

آخر اس تقریر مولانا حسین احمد صاحب مطبوعہ زمزم ... اسی تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ جواہر لال ... بلند ہے اس نے کبھی نہیں کہا کہ مسلمان ہوں ... کے باوجود مسلمانوں کا تحفظ چاہتا ہے۔ وہ ایضاً یعنی قرآن کریم تو کہتا ہے کہ یا لوگو! غیر مسلم تمہاری تخریب میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے۔ ودوا ما عنتم کو تو پسند ... چیز ہے جس سے تمہیں نقصان پہنچے (سورۂ آل عمران) اور حضرت مولانا فرماتے ہیں کہ جواہر لال باوجود غیر مسلم ہونے کے دشمن اور منکر ہونے کے مسلمانوں کا تحفظ چاہتا ہے۔

کہئے کس کی مانیں!!

یہ چند تصریحات محض نمونۃً پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ اگر ان حضرات کی تمام و کمال تحریریں آپ کے سامنے ہوں، تو آپ حیران رہ جائیں کہ یہ کس قسم کا اسلام ہے جسے پیش کیا جا رہا ہے۔ ما حصل ان سب کے نظریوں کا یہ ہے کہ مذہب ذاتی پرائیویٹ عقیدہ کا نام ہے جس کو عملی سیاست اور معاشی اقتصادی اور عالمی معاشرتی معاملات سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ کچھ جس کا نام مولانا ابوالکلام آزاد نے خدا پرستی اور نیک عملی ... رکھا ہے وہ سب میں ... مشترک توحید کا مشترکہ ... ہے جس ... کی صلاحیت موجود ہے جس کی بنا بقول حضرت مولانا حسین احمد

اور ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ مذہب جس کی آزادی کا اعلان بھارت ملک کے دستور کے دیباچہ میں اٹھایا جا رہا ہے۔ اب آپ خود فیصلہ فرمائیے کہ اس قسم کے مذہب کی کیا اہمیت اور کیا آزادی ہو گی۔

برعکس اس کے اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات کا نام ہے جو نظامِ زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی حیثیت پر چھایا ہوا ہے۔ بقول حضرت علامہ علیہ الرحمۃ "اسلام بحیثیت اجتماعیہ انسانیہ کا ایک قانون ہے۔ ۔ ۔ اس حیثیت اجتماعیہ انسانیہ کے اصول کی حیثیت میں کوئی مذہب اپنے اندر نہیں رکھتا اور بحیثیت اجتماعیہ انسانیہ کے کسی اور آئین سے کسی قسم کا راضی نامہ یا سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں بلکہ اعلان کرتا ہے کہ ہر دستور العمل بجز اسلام نا مقبول و مردود ہے۔"

اس اجمال کی تفصیل طلوعِ اسلام کے مسلسل مطالعہ سے آپ کی نگاہوں کے سامنے آ جائے گی جب تک مسلمانوں کو اس قسم کے مذہب کی آزادی حاصل نہ ہو وہ اپنے آپ کو اپنی حیثیت سے آزاد نہیں سمجھ سکتے۔ یہی وہ حقیقی آزادی ہے جس کے تحفظ کے لیے آج مسلمانوں کا ہر سوچنے والا دماغ غور و فکر کر رہا ہے۔ اور اس کا نام ذہنی فرقہ پرستی رکھا جاتا ہے اور یا للعجب! کہ خود مسلمانوں کے ایک گروہ کی طرف سے رکھا جاتا ہے۔"

[illegible]

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ پمفلٹ اس کی تاریخی حیثیت و افادیت اور اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کتاب ہذا کے حصے کا جزو اس لیے درج کیا جا رہا ہے کہ قومیت پرست مولویوں کے ابوالکلام آزادوں اور حضرت حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے مابین

کو نظریۂ حیات یعنی حقیقی اسلام اور سوشلزم، اسلام میں کوئی فرق و تمیز نہ کر سکے ہم لئے یہ جانتے ہوئے کہ یہ کتاب کے کافی صفحات سے پھیل جائے گا۔ پھر بھی مناسب و موزوں یہی خیال کیا ہے کہ اس میں قطع و برید نہ کی جائے اور اقتباسات دینے کی بجائے مکمل دیا جائے تاکہ ہماری آئندہ آنے والی نسل کے دل و دماغ پر پورے طور پر یہ اخذ کر سکیں کہ قومیت پرست علماء کس طرح مغربی فلسفہ سے مرعوب و متاثر ہو کر اسلام کے صحیح نقوش و خطوط بگاڑتے رہے اور شیخ الہند یا شش حضرت حکیم الامت کے تربیت یافتہ کس حسن و خوبی سے ان کے باطل افکار و نظریات کی قلعی کھولتے رہے۔

گذشتہ سے پیوستہ

یاد رہے کہ اسلام ایک پرائیویٹ عقیدہ کا نام نہیں، بلکہ ایک جماعتی مذہب ہے۔ جس طرح دیگر اور دنیا کے مذہب اور جماعت گروہیت، ازم اور سوشیالزم، ازم، الگ الگ شعبے نہیں ہیں، بلکہ انسانی زندگی سے متعلق کوئی مسئلہ ہو، اور وہ کیا ہے اپنی قسم کے اعتبار سے کسی ذیل میں آئے اسلام کی رو سے وہ خالص مذہبی مسئلہ ہوتا ہے۔ اسلام کی رو سے فرد کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس لیے اس کے انفرادی اور ذاتی اعمال بھی کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھتے وہ ایک جماعت کا رکن ہے۔ اور اسی کی حیثیت اس جماعت کے وجود سے ہے۔ لہٰذا اس کے اعمال بھی دینی صالح ہیں جو اس جماعتی نظام کے اندر رہتے ہوئے کیے جائیں۔ پرائیویٹ مذہب زیادہ سے زیادہ چند اخلاقیات کے مجموعہ کا نام ہوتا ہے اور یہ مجموعہ اخلاقیات وہ ہے جو قریب قریب دنیا کے ہر مذہب میں مشترک ہے۔ کوئی سا مذہب جھوٹ نہیں کہتا کہ جھوٹ بولو، چوری کرو، زنا کرو۔

اگر مذہب انسان کی چیز ہے، تو پھر اسلام میں وہ کون سی خصوصیت ہے جس کی رو سے اس کا دعویٰ ہے کہ یہ خدا کا آخری اور مکمل دین ہے اور اس سے پیشتر کے تمام ادیان اب اس لئے ناقابل قبول ہیں کہ وہ اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہیں؟ اس ضمن میں سارے لوگ معلوم کی رو سے کچھ بھی وہ اتفاق میں۔ ضمیر اس خصوصیت کا معلوم کرلینا کچھ زیادہ دشوار نہیں جس خصوصیت کی رو سے، اسلام کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کا سچا دین ہے۔ آپ اسلام کے سوا کسی مذہب کو دیکھئے کہ وہ ایک پرائیویٹ حیثیت رکھتا ہے، کلیسا اور فرد کی زندگی بسر کرنا سکھاتے ہیں۔ چند دنوں کے بیکار دین پر ایں یا عیسائیوں کو عیسائیوں کے پادری کا مجوسی یا یہودی مذہب کے دنیا دار رہنماؤں کے طبقہ سے الگ ہوں گے۔ رہبانیت اصول ہے جو شخص خدا پرست بن جانا چاہے گا وہ دنیا سے کٹ کر الگ ہو جاتا ہے تاکہ اس سے پھر دنیا سے زندگی سے کوئی علاقہ نہیں رہتا تھا، اس کا مطمح نظر صرف اپنی نجات حاصل کرنا ہوگا اسلام نے مذہب میں رہبانیت کو ناجائز قرار دیا۔ تو اس لئے نہیں، کہ لوگوں کے گیروے رنگ کے کپڑے پہننے اسے پسند نہ تھے ان کپڑوں ہی کیا رکھا ہے! اسلام نے رہبانیت کی اس لئے مخالفت کی کہ رہبانیت اس انفرادی زندگی کا نام ہے جس میں انسان انفرادیت کی زندگی بسر کرتا ہے، جس میں اسے صرف اپنی نجات کی فکر دامنگیر رہتی ہے جس میں دین اور دنیا الگ الگ شعبے بن جاتے ہیں جس سے مذہب ایک ذاتی اور پرائیویٹ عقیدہ کا نام ہو جاتا ہے جس میں خدا پرستوں کے طبقہ کو جماعتی معاملات سے کچھ علاقہ نہیں رہتا۔ یہ ہے بنیادی فرق اسلام اور دیگر ادیان میں۔ اس خصوصیت کو مٹا دیجئے تو اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح

نہ جانے گا اور اسی فیصلہ کو قرآن کریم نے جا بجا تعبیر کیا ہے کہ قوم پرست مفسّر کا عقیدہ یہ رہا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب سچے ہیں البتہ ان مذاہب کے پیروؤں میں خرابیاں آگئی ہیں۔ اگر ہر مذہب کے پیرو اپنے اپنے مذہب کی سچائی پر عمل پیرا ہو جائیں تو پھر کسی میں کوئی فرق نہیں رہتا تفصیل کے لیے ترجمان القرآن جلد اول از مولانا ابوالکلام آزاد۔

ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"قرآن کا جب ظہور ہوا تو دنیا کا یہ حال تھا کہ تمام پیروان مذاہب مذہب کو صرف اس کے ظاہری رسوم ہی کی صورت میں دیکھتے تھے اور مذہبی اعتقاد کا جوش و خروش اسی طرح کی باتوں میں سمٹ آیا تھا۔ ہر گروہ یقین کرتا تھا کہ دوسرا گروہ نجات سے محروم ہے کیونکہ وہ ویسا نہیں کرتا جیسا کہ دوسرے کے اعمال و رسوم ویسے نہیں ہیں جیسے خود اس نے اختیار کر رکھے ہیں۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ نہیں یہ اعمال و رسوم تو دین کی اصلی حقیقت نہیں ہیں۔ یہ حال کا اختلاف ہے۔ یہ محض مذہب کی عملی زندگی کا ظاہری ڈھانچہ ہے لیکن روح و حقیقت اس سے بالاتر ہے اور وہی اصل دین ہے۔ وہ کیا ہے؟ ایک خدا کی پرستش اور نیک عملی کی زندگی۔ یہ کسی ایک گروہ کی میراث نہیں ہے کہ اس کے سوا کسی انسان کو نہ مل سکے۔ یہ تمام مذاہب میں یکساں طور پر موجود ہے۔" (ترجمان القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۳۰)

اس اقتباس کی ابتدا قرآن کریم کے حوالے سے ہے صرف اس چیز کو دیکھئے کہ حضرت مولانا کے نزدیک اصل دین تمام مذاہب میں یکساں طور پر موجود ہے۔ یکساں طور پر فرمائیے اسلام کو دیگر ادیان پر کیا تفوق اور فضیلت رہا؟ اس کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو رسالہ وحدت دین حکیم احمد سلسلہ شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام دہلی۔

ہم اپنے اس دعوے کو کہ اسلام پر ایمان بطور عقیدہ نہیں۔

بلکہ ایک جاہلی مذہب ہے جو قرآنی کتاب و سنت اور تاریخ سے
بالکل غلط ثابت کر سکتے ہیں۔ علمائے اسلام کا یہ وہی اس فرض کے
سبب سے لیکن اس وقت ہم اس دوسرے کے اثبات میں ایک دوسری
روش اختیار کریں گے۔ ہم نے شق اوّل میں ابھی اپنی طرف سے کچھ
نہیں لکھا بلکہ قومیت پرست طبقہ کے الفاظ میں یہ بتایا ہے کہ وہ
مذہب کو کیا سمجھتے ہیں۔ اب ہم اس مسلم قوم پرست طبقہ کے امام
مولانا آزاد کے الفاظ میں اس بات کو ثابت کریں گے کہ مذہب اسلام
چند موروثی عقیدہ کا نام نہیں۔ بلکہ وہ ایک منظم مذہب ہے۔ معاشی نظام
ہے۔ سیاسی مسئلہ ہے کہ مولانا آزاد کی یہ تحریریں اس وقت کی ہیں
جب انھوں نے قوم پرستی کا مسلک اختیار نہیں کیا تھا۔

۱۹۱۲ء میں انجمن اسلامیہ کا جو جلسہ ایک مرتبہ پیش ہوا مگر
یہ اگر شہر کی مسجد میں سیاسی تقریریں کرنے کی اجازت نہیں اس پر
مولانا آزاد نے اپنے رسالہ الہلال میں جامع و مبسوط اور مفصل
افتتاحی مقالے تحریر فرمائے جس میں اس جوش اور ولولے کے
ساتھ جو نام نہاد قومیت پرستی سے بیشتر ان کی نمایاں خصوصیت
تھی انھوں نے کتاب و سنت سے ثابت کیا کہ مذہب کو سیاست
سے الگ سمجھنا کفر ہے۔ شرک ہے، جہالت ہے، خسران ہے۔
جیسے کہ ان کو کفر پرست کہہ دو تو تم کہو گے کہ یہ ایمان و کفر کی بحث
ہے۔ میں اگر ان کو مشرک کہوں تو تم پکار اٹھو گے ... کہ بحث ہے ... 
ہے۔ وہاں یہ صداقت ہے لیکن میں نا الوہیت ... کے آگے جبا ... 
کہیں نہ ہم سمجھا ان کے لیے جبا ... ہو ... مسلم ... کا حال
یہ ہے کہ اگر آج ... بعض ... بعض ... 
چین ... سہیلا ... کی صلاح ... کر ... سیاست

معاملہ پالیٹکس سمجھتے ہیں، اسلام کے نزدیک عین دین، مذہب سب اور جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہے ۔ ۔ ۔ ۔ (الاسلال بابت ماہ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

اس سے پہلے کہ —

"حضرت ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام عالم کی اصلاح اور تمام گمراہیوں کو ختم کرنا چاہا اور اسی لیے آپ نے جماعت مقدسہ کی زندگی میں ... میں صرف کر دی ... محض اصلاح اقوام عالم کا کمال تجدید و تعلیم کو تہذیب، پالیٹکس، تمدن، اخلاق اور مذہب کے نام سے تقسیم کر دیا ہے جنگ اس کی دعوت ... اصلاح ہمہ گیر تھی (ایضاً صفحہ ۶)

ہمیں زیادہ ... اسلام میں ایک سلسلہ ... تحریک آزادی اسلام شروع کیا گیا تھا اس کی تمہید میں تحریر ہے :

"اسلام حدیث نبوی کے مطابق رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً دین و دنیا کی اصلاح کے لیے آیا تھا۔ دنیوی بہبود و دینی سعادت کی برکات اس کے ساتھ ہیں اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اسلام کی خواہ مسلمانوں کی ... دنیاوی کا مقصد نہیں تو ایسے معنی یہ ہیں کہ نصف صداقت ... اسلام کا مقصود ابھی تکمیل ... کوئی مسلمان نہیں کر سکتا ۔ ۔ ۔"

(الاسلال بابت ... صفحہ ۹)

اس زمانے میں ... مسلمانوں کے مطالبہ کا حل ایک ایسی جماعت کے قیام میں تلاش فرمایا تھا جس کا نام حزب اللہ تھا۔ اس جماعت کے اغراض و مقاصد کے ضمن میں ... کی اشاعتوں میں ... تحریر فرمائے جس میں شروع سے آخر تک صرف ایک چیز کو بڑی قوت کے ساتھ نمایاں کیا گیا تھا کہ اسلام ایک جماعتی مذہب ہے اور مسلمانوں کی ایک جماعتی زندگی مقصود ہے تو اسلام

بھی مقصود ہے۔ یہ مقالات اس قابل ہیں کہ یہاں تمام و کمال نقل
کیے جاتے لیکن اس سے یہ مضمون ایک کتابی شکل اختیار کر لے گا۔
اس لیے اس جگہ جستہ جستہ اقتباسات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں:

"جس طرح کتا جھوٹا ادھار طرف تا بقدم دیکھ جائے تو بھائی بھی کر
کھاتا ہے، جب کہ یقینی ہو کہ وہ اس کی طاقت میں ہے سامنے ہے جس کے
بچے کبھی نہ تھے، جب کہ وہ بغیر اپنی بیوی والے ہیں اور موجود ہو
جس میں کبھی نظر آتا ہے، ایسی شہادت نہیں اور جب کہ وہ شہادت یقینی ہو
سامنے ہے جس کی وہ حیثیت ہے کبھی ہو سکا اور غیب نہیں کہ ذہن میں
اسلامی ہیں کہ وہ تخیل ہے بس کوئی انجمن، کونسل، سکیم کوئی بھی ادارہ
کوئی محض حفاظت ہی کی تراویح تحریک نہ تھا کہ کوئی آواز اور
فساد کی کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ مگر صرف ایک ہی تحریک حق و
صداقت جو مسلمانوں کو ان کی حیات انفرادی و قومی کی ہر شاخ میں مسلمان
بننے کی دعوت دے۔" (... صفحہ ...)

ہم حضرت مولانا سے پورے ادب و احترام سے دریافت کرنے کی جسارت
کرتے ہیں کہ کیا وہ مسلمہ ربانی وہ حقیقی کی از زوال طاقت و جتھہ
بندی، شہادت یقینی کیا ہوئی جو صرف اس تحریک کو حق و صداقت
کی تحریک تسلیم کرتی تھی جو مسلمانوں کی حیات انفرادی و قومی کی ہر شاخ
میں انہیں مسلمان بننے کی دعوت دے۔ کیا وہ تحریک یہی تحریک
کانگریس ہے جو مسلمان قوم کا ایک ایسا اتحاد ہم بھی سنتا چلے آتے ہیں کہ
اور جس کے مسلمان علمبردار حضرات کہتے ہیں کہ مسلمان مت کہلاؤ مگر
گئے۔ جو مسلمانوں کی حیات ملی کو تسلیم ہی نہیں کرتی، اور کہتی ہے کہ
ہندوستان میں ایک ہی جماعت ہے، ایک حکومت اور دوسری کانگریس ...

خود حضرت مولانا کی زبانی ہی سن لیجئے کہ وہ تحریک جس کے اندر آنا وہ فرض شامل ہی اور جس کی تقویت مسلمانوں کے لئے فریضہ مذہبی قرار دیتے ہیں اس قسم کی تحریک کے متعلق اسلام کی کیا شہادت ہے

[illegible]

"پھر جب آپ ایک انجمن قائم کرتے ہیں جس کے مقاصد و دعاوی کی فہرست چند دفعات پر مشتمل ہے لیکن ذکر و من میں کہیں پتہ یا دعوت اسلامی کی دفعہ ہے نہ کہیں اسلام کے احکام و اوامر پر عمل کرنے کی تنبیہ ہے، دعوتی صورت عمل، دعوتی طریقہ اساسا پیش نظر ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو مسلمان بنانا ہو اور ان کی بجائے صرف عمل کر کے اس کا ہو کر پورا کیجئے آپ کا منصب تو خیر امت اور آپ کے کام یقیناً اچھے مستحق اعانت و شرکت جمیع مسلمین ہیں لیکن ہمارے اصلی مرض کے لئے آپ نے کیا امداد کی ہے کہ کمار رہے ہیں۔"

(والمسلم ارہا بت۔ سعد عربی ۔۔۔ صفحہ ٥)

کیا حضرت مولانا فرمائیں گے کہ کانگریس کی دفعات میں سے کونسی وہ دفعہ ہے جس کی رو سے احیاء و دعوت اسلامی مقصود ہے اور اسلام کے احکام و اوامر پر عمل کرنے کی تنبیہ ہو۔ کانگریس کے دستور اساسی میں وہ کون سی صورت عمل اور طریق کار پیش نظر ہے جس کا مقصد تو طروسی الحسن ہندوستان میں ایک حصہ، قومیت پیدا کرنا اور مستحق اعانت و شرکت جمیع مسلمین ہے، جسے پنڈت جواہر لال نہرو MUSLIM MASS CONTACT سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے اصلی مرض کے لئے آپ نے کیا کیا اور اس کے لئے کہاں جا کر ہم کو آزادی وطن کی تحریک ہی ہے جس کا نام کانگریس کا نسخہ ملایا ہے ہماری کے نجات نہ کر کا حرف اور ایک

ذیل میں جناب منظور نعمانی کے خیالات بھی پیش کیے جا سکتے ہیں:

مولانا ابوالحسن ندوی سید احمد شہید کی تحریک پر لکھتے ہیں

اس تحریک کے ساتھ اس بصیرت و ایمان کے ساتھ مسلمانوں کی نئی جماعت برپا کی گئی اسلامی قرار دیتے تھے۔ یہ تحریک کی تاریخ میں کتاب و سنت اور صراطِ مستقیم قرار دیا جاتا ہے۔ کیا کہ دنیا بدل گئی، اسلامی معاشرے کی سمت تبدیل ہو گئی۔ اس کا جواب بھی سراغ سے ملتا ہے۔

"اسلام ایک آخری دین ہے جس نے عبادات و احکام شریعت تک ہر شعبہ حیات قومی کی ہر شاخ میں ہم کو سب سے اعلیٰ و وسیع اصول دیے تھے، جو نہ کبھی بدل جانے کے قابل ہیں، اور نہ ان کے اصولوں کی اس وقت کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ لیکن دنیا کے لیے ضروری تھا کہ جیسے جیسے وہ ترقی کرے اپنی تمام اصولی نوعیت پر مستقل رہ کر اس کی تمام تر تفصیلات کو نئی تحقیق و تجربات سے حاصل کرے۔ میرا عقیدہ ہے کہ ترقی حیات اور حصول منفعت کے لیے مسلمانوں کو اپنے اعمال کو کسی شارع سے نئی تاسیس کی ضرورت نہیں بلکہ صرف تجدید کی ضرورت ہے جو کچھ ان اصولوں کو ہم نے بھلا دیا ہے اور گم کر دیا ہے وہ تلاش کریں اور جس متاع کو ہم اصل کر کے کھو بیٹھے ہیں اس کو دوبارہ حاصل کریں۔ جو اس صاحب ہمارے وقت کی طرح ہمیشہ زمانہ کا تھا۔ اگر آج اور ہم مسلمان مل کر اس پر آ جائیں تو ہر بات کا جواب ہمیں ملتا ہے۔ اگر ہم مخلص ہیں تو ہم اصولوں کے سوا کسی چیز کے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ ہم کو چاہیے وہ ہماری تاریخ میں موجود ہے۔ ہمیں پلٹ کر دیکھنا چاہیے۔" (ماہنامہ ... ایضاً صفحہ ۱)

اس کے بعد مضمون میں تفصیل سے بیان کیا گیا کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے

زندگی کی تنظیم دینی اساس سے شروع کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ پیر کوئی تعمیری رنگ کی تحریک مسلمانوں کے لیے مفید نہیں ہو سکتی [illegible]

کیا ہم حضرت مولانا سے اتفاق یا اختلاف کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ کانگریس کی تحریک مسلمانوں کے لیے تجربہ ہے یا نہیں کیا یہ تحریک مسلمانوں کی حیات ملت اور حصول عظمت کی کچھ بھی قبل ہی لائی گئی ہو؟ کیا وہ عمل و جذبات کی [illegible] کہ آج اس تحریک کے علمبردار علانیہ کھلے بندوں تمسخر و استہزا اڑاتے ہیں [illegible] رسول کریم کی توہین ہی کئے جاتے کی آمد پر تحریک [illegible] کے دل میں [illegible] اس کا ثبوت بھی آگے آئے گا۔ کیا کانگریس میں شامل ہونے والے مسلمان دوسروں کے علاوہ جواہر کو نظر محبت و طمع سے نہیں دیکھ رہے؟ کیا اس تحریک سے یہ توقع ہے کہ گروہ کافروں کا سراغ [illegible] ہے؟ کیا اس سے وہ تنظیم کی عمل میں آ سکتی ہے جس کی ابتدا مساجد سے ہوتی تھی!!

اللہ اکبر! انسان بھی ایک عجیب [illegible] ہے جب اس کی تعلیم و ذہنی اس کی نگاہ کا ایک زاویہ بدل دیتی ہے تو وہ کس قدر متضاد کا مجموعہ ہو جاتا ہے اور کس طرح زہر کو آب حیات بنا کر پیش کرتا ہے کتنی حالت میں مشغول ہو جاتا ہے کہ جب وہی آنکھوں پر [illegible] دیکھتا اور سامنے کی چیزوں کے اصل رنگ کو [illegible] [illegible] کہ جس طرح مسلمانوں کو تباہ کیا جا رہا تھا وہ کیا تھی [illegible]

[illegible]

یہ اس کے کہ ہم حصہ کی سرشتہ اپنی تمام ہو جائے و نیز ایسا صفحہ؟
آج اپنی تحریکات مسلسل و آ رہی کوشش کا نام (فرقہ پرستی)
(۱۹۱۰ء …) جو حضرت مولانا مودودی صاحب تجویز پر زمینہ
حضرات کے نزدیک اتنا بڑا جرم ہے کہ جس کی معافی نہ ہو سکتی ہے
دنیا کے حصول پر آج بھی وقت مقصد ہے تو کہ حیات محنت اور حقیقت کی
تھا وہ آگاہ ہے مقصد تمام انسانیت کی ایک متحد قومیت کی تشکیل ہے۔
پھر ہم نے بیان کیا ہے کہ اسلام کی وہ مسلمانوں کے لئے
صحیح نظام زندگی ہے جو کر ان کی اپنی جماعت ہو اور اس جماعت کا مرکز
ان کا اپنا امیر ہو جس کی اطاعت مسلمانوں کے تمام دینی اور دنیاوی
مسائل حیات کا فیصلہ کرے۔ اسلام محض جماعت کا نام ہی نہیں
اس کو دنیا میں ایک مستقل با دولت انگ جگہ نظریہ تو ہوگی ہی
جس کا وجود حقیقت ہو ہی نہیں سکتا۔
اب دیکھئے کہ حضرت مولانا اس اپنی جماعت کے متعلق کیا خیال
رکھتے تھے خود ہی سمجھئے۔ فرماتے ہیں:-
"جو اس کی بنیادی شرائط میں اسلام اور اسلامی زندگی کا دوسرا نام
جماعت ہے اور جماعت سے علیحدگی کو جاہلیت اور حیات جاہلی سے
تعبیر کیا ہے جیسا کہ آگے تفصیل آ رہی ہے۔"
(مسئلہ خلافت۔ حریۃ المسلمین صفحہ ۱۹)
اس کے بعد حضرت مولانا نے متعدد احادیث سے ثابت کیا ہے
کہ جو شخص اپنی جماعت سے ایک بالشت بھر بھی الگ ہو گیا اس کا خاتمہ
جاہلیت کی موت پر ہوگا۔
"قرآن کے نزدیک خود اور فرد کی ہستی کوئی شے نہیں ہے جب تک وہ
اپنی جماعت کا جزو نہ ہو اور تو ایسا ہی عمل ہو جس میں تمام کی"

اجتماعی زندگی سے ہیئت اجتماعیہ پیدا ہو۔" (ایضاً)

اس سے ذرا آگے ہے۔۔

"اور پھر یہ حقیقت محض نظری رہ جاتی ہے جب ان نظامات پر غور کیا جائے جن میں مسلمانوں کی متحدہ قومیت کی تصویر کھینچی گئی ہے ۔۔۔ حسب ذیل تمام تصریحات میں بھی یہی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ اسلام کی قومیت متفرق اینٹوں کا نام نہیں ہے بلکہ دیوار کا نام ہے۔" (ایضاً)

کیا حضرت مدنی کا دامن اس طرح مشاہدہ کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ مسلمانوں کی اس اجتماعی زندگی کا قصہ آج کہاں چلا گیا ان کی ایک جماعت کے اسلامی نظریہ کو آج کیا ہوا۔ یہ اسلامی متحدہ قومیت آج ہندی متحدہ قومیت سے کس طرح بدل گئی کہ جس کی اساس اسلام پر نہیں بلکہ وطن پر رکھی جا رہی ہے۔ یہ اجتماع کے بجائے افراد کی الگ الگ زندگی بن گئی کہ منتشر ہو کر منتشر کی زد سے جاہلیت کی زندگی تھی آج کس طرح مسلمانوں اسلامی زندگی کا یہ اسلامی اینٹیں کہ جنہیں ابھی تک وہ اختلافات کے سیمنٹ سے مل کر ایک ایسی متحد دیوار ایک ایسی بنیان مرصوص بنا کر جو کفر کی بڑھتی ہوئی موج کا مقابلہ کر سکے آج یہ اینٹیں ایک ایک کر کے اس دیوار میں کیسے الگ کی جا رہی ہیں کہ جس کی بنیاد ہی یکسر غیر اسلامی ہے کیا حضرت مدنی اپنے تمام ذخیرہ علم کو کی ایک آیت کوئی ایک حدیث ایسی پیش کر سکتے ہیں جس میں یہ لکھا ہو کہ ملت اسلامیہ کی یہ اینٹیں کسی دوسری ملت کی اینٹوں کے ساتھ مل کر بھی ایک مخلوط دیوار بھی قائم کر سکتی ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ ہم حضرت مدنی یا آپ کے ہم مسلک متحدہ قوم پرست حضرات کو کسی طرح بھی مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ ہمارے ان استفسارات کا جواب دے سکیں اگر

انھیں ذرا سا بھی احساس ہے کہ قرآن و سنت کا کس بات پر کتنا زور ہے اور جب آپ کہتے ہیں کہ ان کے لیے اچھی اس بات پر عمل کرنی کی ضرورت ہے اور ایک سر تعہد اسے الگ رہیں کہ اس تبدیلی مسلک کی تائید میں کوئی متعلق کے پاس ہو اس مسلک کی تبدیلی کے جواز میں جن کے متعلق ان کا ارشاد ہو۔

"احادیث کی کثرت اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔ اس بارے میں اس کثرت کے ساتھ حدیثیں ہیں جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہمارے کتب کی مختلف طبقات روایۃ متواتر ہیں۔ ان تمام کی فہرست دینی یہاں مقصود نہیں صرف حقیقت کی وضاحت کے بعد فقط یہی کرنا ہے کہ اس میں بخاری و مسلم کی صحیح روایت سے اس کا حصہ نقل کر دیا جائے جس میں اسلامی ترتیب اسلام کا نظام بیان کیا گیا ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: آمرکم بخمس اللہ امرنی بہن بالجماعۃ والسمع والطاعۃ والہجرۃ والجہاد فی سبیل اللہ فانہ من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یراجع ومن دعا بدعوی جاہلیۃ فہو من جثی جہنم قالوا یا رسول اللہ وان صام وصلی قال وان صام وصلی وزعم انہ مسلم

یعنی فرمایا میں تم کو پانچ باتوں کے لیے حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ نے مجھے دیا ہے۔ جماعت، سمع، طاعت، ہجرت اور اللہ کی راہ میں جہاد۔ یقین کرو کہ جو مسلمان جماعت سے ایک بالشت بھر بھی باہر ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا اور جس نے اسلام کی جماعتی زندگی کی جگہ جاہلیت کی تفرقہ پسندی کی طرف بلایا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ شخص روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو؟ فرمایا ہاں اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور سمجھتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں، اگر وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور بظاہر خویش اپنے آپ کو مسلمان ہی کہلانا سمجھتا ہو۔

اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

مسئلہ جبر جماعت ہے یعنی تمام اُمت کا ایک خلیفہ یا امام کے جمع ہو کر اپنے مرکز قومی سے جڑ کر رہنا چاہیے جو مسلمان نہیں کرتا چاہیے کہ وہ چل کر شہرت کے ساتھ وہ جماعتیں ملیں گی جس سے معلوم ہوگا کہ جماعت سے الگ ہو کر رہنے کو یا ایسی منتشر زندگی کو جو ایک بندھی ہوئی جماعت کی شکل نہ رکھتی ہو اور کسی امر کا پابند ہو اسلام نے غیر اسلامی اور جاہلیت کی زندگی قرار دیا ہے۔ انفرادی زندگی گویا زندگی ہی نہیں ہوتی۔ اسلامی زندگی جماعت ہے۔ (ایضاً)

کیا حضرت مودودی کبھی وقت کی کوئی ایسی صورت کی موجودہ مصلحت کو جمع کر کے رنگ دے کر اتنا سمجھیں گے کہ فوج میں روش ہے وہ خود نماز سے اور جس پر چلنے کی رو مسلمانوں کو دعوت دیتے رہتے ہیں وہ ان کے اپنے ہی الفاظ میں کس کی روش ہے؟ مسلمانوں کا اپنی جماعت کو تسلیم کرنا، ان کا اپنے مرکز قومی سے جڑ کر رہنا، یہ اسلامی زندگی ہے یا ان کا ایک ایک کر کے ایسی تحریکوں اور جماعتوں میں جا کر جذب ہونا جن کے عناصر ترکیبی میں کوئی عنصر بھی اسلامی نہیں؟ کیا یہی مسلمانوں کا اپنا مرکز قومی ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ آج یہ بات دی گئی تو یہ آواز ملت اسلامیہ کے پاس کوئی ایسا جواب نہیں ہے جس سے ان حضرات کی تحریک حکومت کو توڑ سکے لیکن یا تو ختم کریں یا ایسا

(۱) ان حضرات کی تحریر فقط کسی جماعت کی مسلم جماعت کی نہیں، بلکہ یہ جماعت اسلامی کی جماعت جماعت کا دور دور ہونا ہے اس کے لیے کمال ہے یا تشریح۔ مولانا صاحب، محمد صاحب اقبال و حنیف محمود اور جماعت کی تشریح۔

بھی کر دینے والا ہے جبکہ زبانیں خاموش ہوں گی بلکہ جسم کا
ایک ایک حصہ گواہی دے گا۔ کہ حق کیا تھا اور باطل کیا؟ یہ
قرآن و سنت کی تصریحات ہم اپنی طرف سے پیش نہیں کر رہے
یہ تو خود انہیں حضرات کی پیش فرمودہ ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ
جب یہ حضرات [illegible] کی باتیں کرتے ہیں تو ان تمام تصریحات کو جو یہی بیان کر چکے ہیں
لوگ [illegible] سے [illegible] کے خیال سے کہ آخر [illegible]
[illegible] ہیں تمہارے پیچھے [illegible] سب [illegible]
[illegible] کو [illegible] کہ اس باب میں [illegible] فیصلہ ہے!
(ان حضرات کی زبانی سنئیے، فرماتے ہیں:)

"پس جاہلیت کا دوسرا نام تفرقہ ہوا اور اسلام کا دوسرا نام جماعت
اور التزام جماعت ہی وجہ ہے کہ تمام احادیث میں یہ حقیقت واضح کی
گئی اور علاوہ کیا گیا کہ جو شخص جماعت سے [illegible] ہو گیا
گویا وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی
اگرچہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو"
(ایضاً)

ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے کہ یہ ان حضرات کی شان
میں ہے اور [illegible] بھی جائے گی۔ جب خدا اور اس کا رسول یہ فیصلہ
کر دیا ہو تو ہمیں کسی اضافہ کی کیا ضرورت ہے۔ اب یہ بھی ملاحظہ
فرمائیے، کہ مسلمانوں کے لیے راہ عمل کیا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"مسلمانوں کے لیے راہ عمل ہمیشہ سے ایک ہی رہی ہے اور ہمیشہ
کی طرح اب بھی ایک ہی ہے۔ یعنی ہندوستان کے مسلمان اپنی اجتماعی
زندگی کی اس حیثیت سے [illegible] جس میں وہ ایک عرصہ سے مبتلا
[illegible] اور جس کی وجہ سے فرد و جماعت کے تمام [illegible] [illegible]

ہیں جماعتی زندگی کی معصیت سے مقصود یہی ہو گا، اس میں سمجھو کہ
جماعت میں گھر، یعنی کا شرعی نظام منعقد ہو گیا ہو، وہ باطل اس
گوں کی طرح ہیں جس کا یہ جلتی کی جھاڑیوں میں منتشر ہو کر گم ہو گیا
(ج ۲ ص ۵ و ایضاً)

ایسی غیر اسلامی زندگی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس کے متعلق
ارشاد ہے:-

قرآن و سنت نے جتنا زور شخصی زندگی کے معاملہ میں کسی قوم کو
بحایک بوا دنیں کرتے شخص کی معصیت کا زہر آہستہ آہستہ
کام کرتا ہے، لیکن جماعتی زندگی کی معصیت کا تخم (یعنی نظام جماعتی کا
نہ ہونا) ایسا تخم ہلاکت ہے جو فوراً بربادی کا پھل لاتا ہے اور ایک
قوم کی قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

ہمیں بالعموم بتایا جاتا ہے کہ صاحب مسلمانان ہند کے
سامنے دو چیزیں ہیں۔ ایک تو جماعتی تنظیم اور دوسرا ہندوستان
سے انگریزوں کو نکال دینا۔ چونکہ انگریزوں کی غلامی بہت بڑی
لعنت ہے اس لیے مقدم یہ مسئلہ ہے جب یہ حل ہو جائے گا۔
تو پھر مسلمانوں کی جماعتی زندگی کا سوال بھی طے کر لیا جائے گا۔
آج یہ دلیل دی جاتی ہے اور سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ دلیل بڑی محکم
ہے۔ لیکن جانے دو جو مسرت ہے خود کرا لے، خود حضرت مولانا کا
اقرار ہے کہ جماعتی زندگی کی معصیت تخم (یعنی نظام جماعتی کا
نہ ہونا) ایسا تخم ہلاکت ہے، جو فوراً بربادی کا پھل لاتا ہے اور
چند ہی دنوں میں پوری قوم تباہ ہو جاتی ہے۔

اب فرمائیے کہ مقدم جماعتی زندگی کی تنظیم ہوئی یا انگریزوں
کا ہندوستان سے نکالنا ہم مانتے ہیں کہ کانگریس کے ساتھ مل

مگر اب، انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو جائیں گے، لیکن جب
آپ آزاد ہو جائیں گے تو اس وقت ملت اسلامیہ کہاں ہوگی؟ کیا
کیم بالکت جو فوراً پیدا دین کا پھل لاتا ہے۔ لیکن قوم کی قوت تباہ
ہو کر رہ جائے گا۔ اس وقت کی آزادی سے آپ کو خوشی کیا ہوگی؟ ہم
دونوں لندن میں تھے، ایک بہت قریب تھا ڈاکٹر نے ایک معرکۃ الآرا آپریشن
کیا۔ یہ آپریشن بڑا نازک تھا۔ تمام دنیا کے اہل فن حضرات کی نگاہیں
نتیجہ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ وہ آپریشن سے تاریخ میں تو سائنس کی
دنیا میں مسرت کے شادیانے بجے کہ آپریشن بڑا کامیاب رہا۔ نہایت
صفائی سے نازک ترین مراحل طے ہو گئے۔ لیکن صرف اتنا ہوا کہ
مریض چل بسا۔

"حضرات! اسی قسم کے آپریشن میں مصروف ہیں اور یہ حضرات بھی
کہ قوم ان کی خدمات جلیلہ کی شکر گزار ہو گیا اور اگرچہ اتنا بھی علم نہیں
کہ انگریزوں کی غلامی میں مسلمان اسی لیے تو جیتے تھے کہ ان کی جماعتی
زندگی کا فقدان ہو چکا تھا اور اب مسلمان غلامی سے نکل ہی اس
وقت سکیں گے جب ان میں جماعتی نظام پیدا ہوگا۔ ہندوستان
کی آزادی اور مسلمان کی تربیت کی مراعات الفاظ نہیں ہیں۔ اس لیے
کہ جس کشمکش، افتراق جیسی جماعتی زندگی کی معصیت کے وجہ سے
مسلمان آج گرے ہوئے ہیں اس کا تو خود ہی نتیجہ بقول حضرت مولانا
ہندو ہی کی پوری قوم کی تباہی ہے۔ جب قوم ہی نہ ہوگی تو آزادی
ہوگی؟ مسلمانوں کی آزادی کا مفہوم تو یہ ہے جو خود حضرت مولانا
نے مسلک قومیت پرستی سے بیشتر ان الفاظ میں بیان فرمایا تھا:
" اسلام ہے حق امر و حکم کسی کو نہیں، وہ غیر [illegible] حکومت
سے جب کسی ایک فرد کے استبداد کو تسلیم نہیں کر سکتا [illegible] ہے کہ وہ

"الحکم الا للہ" تو اس کے احکام جیسے کچھ کہ کتاب و سنت اور امت و
جماعت مخصوصہ ہو گئے ہیں ان سے بحق صرف قرآن کو دیا ہے یا پھر
دینی امور میں اس اجماع کو جو تمام مسلمانوں کی اکثریت رائے سے
عبارت ہے" (الاسلام والحکم) اور اسی کا نام ہے "اسلامی
نظام اجتماعی" لیگیہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی فرماتے ہیں:۔

"ایسی جمہوری حکومت جس میں ہندو مسلمان، سکھ، عیسائی،
پارسی سب شامل ہوں حاصل کرنے کے لیے سب کو جدوجہد کرنا ہے
ایسی مشترکہ آزادی اسلام کے اصول کے عین مطابق ہے اور اسلام
اسی آزادی کی اجازت دیتا ہے۔" (پرچم ... شائع شدہ)

اور خود مولانا آزاد بھی عملاً اسی قسم کی آزادی کے حصول
اور اسی قسم کی جمہوری حکومت کے قیام کے لیے سرگرم عمل رہے اور جسے
جہاد عظیم قرار دے رہے ہیں۔ اسی قسم کی جمہوری حکومت کی سند
لا حکم ہیں۔

"آپ وہ مقدس مسلم غیر مسلم تمیز سے جدا کرتے ہیں۔ غیر مسلم کو
سے ملا کر کرتے ہیں جیسے کہ اسلام ہو اور مزید غیر مسلموں سے کرتے ہیں کیا
یہ سب "جائز" ہیں؟" (تقریر مولانا حسین احمد صاحب مرحوم)

یعنی جب تم ہندو کا تمیز سے دینی مرضی کے ماتحت اپنی منیٰ
کر و دعوت اور تبلیغ کے مطابق مسجد کا نقشہ بنا کر لیتے ہو یا ہندو
تمام سے خط بنا لیتے ہو تو ایسے نظام حکومت کے قیام میں کیا
اعتراض ہو سکتا ہے جس میں ہندو بھی شامل ہوں بلکہ اکثریت
انہی کی ہو! کیا عجب قرآنی استدلال ہے اور کیسی نادر تطبیق
اس آیت مقدسہ کی دا ہیں ہے جس میں بیان ہے یعنی مسلمانوں کی
حکومت ان کے اپنے باہمی مشوروں سے ہوگی۔

یہاں پہنچ کر آپ کے دل میں فطرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوگا کہ جب مولانا کا آج سے کے نزدیک چند سال ادھر اسلام نام تھا اس تنظیم کا جسے کا مسلمانوں کی الگ جماعت ہو۔ ان کی اپنی مستقل قومیت ہو۔ ان کا اپنا مرکز ہو۔ ان کے تمام معاملات اس نظام کی رو سے طے پائیں جو خالص قرآن و سنت کی روشنی میں ان کی اپنی اکثریت کی رو سے وجود میں آئیں ان کے لیے کوئی ایسی تحریک جو ان کی اجتماعی حیثیت کے لیے عمل میں نہ آئی ہو کبھی قابل قبول نہیں ہو سکتی تھی خواہ اس کے مقاصد کتنے ہی دلکش کیوں نہ ہوں۔ کوئی ایسی تحریک جو ان کی انفرادی اور ملی حیات کے ہر شعبہ میں مسلمان بننے کی دعوت نہ دیتی ہو کبھی حق و صداقت کی تحریک نہیں ہو سکتی۔ جب حضرت مولانا کا ایمان اور ایمان یہ تھا تو پھر آج یہ کیا ہوا کہ ان کے نزدیک یہ تمام اصول مردود قرار پا گئے اور ان کی جگہ ایک ایسے مسلک نے لی جس کی رو سے ان اصولوں کا نام تک لینا بھی مجرم قرار پا گیا؟ اس کا جواب شاید آپ کو نہ مل سکے لیکن آئیے ہم آپ کو تھوڑا سا سمجھا دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ کے قائل ہیں سو قرآن کریم کی وہ آیات جن کی رو سے وہ پہلے تصور اسلامی ثابت کیا کرتے تھے بعد میں منسوخ ہو گئے۔ لیکن یہاں پھر یہ مشکل آ پڑے گی کہ آپ کو منسوخ آیات کا تو پتہ مل جائے گا کہ یہ پتہ نہیں مل سکے گا کہ ناسخ آیات کونسی ہیں۔ اس لیے کہ جس سے حضرت مولانا نے یہ نیا مسلک اختیار فرمایا ہے اس مسلک کی تائید میں آج تک کوئی آیت و حدیث پیش نہیں کی۔ لہٰذا یہ ناسخ آیات آپ کو قرآن کریم میں نہیں ملیں گی بلکہ ان ناسخ احکام کا ماخذ کچھ اور ہے۔ ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

اصلی چیز تو یہی ہے کہ مسلمانوں کی الگ جماعت اور اپنی متحدہ قومیت ہونی چاہیئے۔ اس کے متعلق ارشاد ہے:۔

"جو لوگ مسلمانوں میں مسلم قومیت پر زور دینے کا مطلب کیا ہے؟ بس یہی کہ ایک قوم کے اندر ایک دوسری قوم موجود ہے جو کہ نہیں منتشر ہے۔ مبہم اور غیر منظم ہے۔ اس لفظ نظرات اگر دیکھا جائے تو یہ تخیل بالکل مہمل معلوم ہوتا ہے۔ اور سیاسی نقطہ نظر سے یہ بہت مضر [illegible] ہے۔ اور [illegible] قابل توجہ کہا جا سکتا ہے۔۔۔ مسلم قومیت قومیت کا ذکر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں کوئی قوم ہی نہیں بس مذہبی اخوت کا رشتہ ہی ایک چیز ہے اس لیے جدید مفہوم میں کوئی قومیت قائم نہ ہو سکے گی۔"

(میری کہانی پنڈت جواہر لعل نہرو جلد دوم صفحہ ۲۲۳)

آیا آپ کے خیال میں مسلم قومیت کا نظریہ ہمارے مسلم قوم پرست حضرات کے نزدیک غلط کیسے قرار پا گیا اور آگے چلئے۔ ارشاد ہے:۔

"ایسے لوگ ابھی تک زندہ ہیں جو ہندو مسلمانوں کا ذکر اس طور پر کرتے ہیں گویا وہ مختلف قوموں کے بارے میں گفتگو ہے۔ جدید دنیا میں اس دنیا میں ایسے خیالوں کی گنجائش نہیں ہے۔"

خطبہ صدارت آل انڈیا نیشنل کنونشن منعقدہ ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء۔ ذیل پنڈت جواہر لعل نہرو کس قدر حسرت اور تعجب سمجھتا ہے اس نظریے کو ابھی تک ایسے لوگ زندہ ہیں۔ گویا ان کے نزدیک زندہ رہنے کا حق صرف ان کو ہے جو ان کے خیالوں خیال سے تائید کریں۔ ان کی جنسیاتی میں نظر سے صاف کریں کہ مسلمان کوئی الگ قوم ملت نہیں ہے اور قومیت کی بنیاد مذہب نہیں [illegible]

پیدا کی جاتی ہے۔

مسلم قومیت کا تصور۔ جیسا کہ ہم نے شروع میں بیان کیا ہے اس نظریہ کے ماتحت پیدا ہوتا ہے کہ اسلام ایک پرائیویٹ عقیدہ کا نام نہیں بلکہ یہ ایک منظم مذہب (ORGANIZED RELIGION) ہے اور یہی خصوصیت ہے جو اسلام کو دیگر ادیان سے ممیز کرتی ہے۔ اس کے برعکس ہمارے قوم پرست مطلق مذہب کو پرائیویٹ عقیدہ قرار دیتے ہیں اور اسی قسم کے مذہب کی آزادی کی ضمانت دیتے ہیں۔ اب دیکھئے کہ ہمارے مسلم قوم پرست حضرات نے یہ نظریہ کہاں سے لیا ہے۔

پنڈت جی ارشاد فرماتے ہیں۔

"جس چیز کو مذہب یا منظم مذہب کہتے ہیں اسے ہندوستان میں اور دوسری جگہ، بلکہ میرا دل ہیبت زدہ ہو گیا ہے۔ میں نے اکثر مذہب کی مذمت کی ہے اور اسے یکسر مٹا دینے کی آرزو کی ہے۔ مذہب تو ہمیشہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اندھے یقین اور تنگ دلی کا، بے دلیل عقیدت اور تعصب کا، توہم پرستی اور لوگوں سے بےجا فائدہ اٹھانے کا، قائم شدہ حقوق اور مستقل حقوق رکھنے والوں کی پشت پناہی کا بہت ہے"

(میری کہانی صفحہ ۲۰۹)

خود فرمایا آپ نے کہ یہ منظم مذہب کو مٹانے کی آرزو کہاں پیدا ہوئی ہے اور جو منظم مذہب دنیا میں صرف اسلام ہی ہے اسی سے ان کا دل بیزار ہے۔ اسلام کو مٹانے کی وہ آرزو کہاں سے پیدا ہو رہی ہے جس کی تائید ہمارے مسلم قوم پرست حضرات کر رہے ہیں۔

اور آگے چل کے ارشاد ہے:۔

"منظم مذہب اور مستقل اغراض سے وابستہ ہو جاتا ہے اور اس

۱۔ مذہبی طبقہ پیدا ہوگیا جو ترقی دشمن قوت ہے جو کہ تعمیر اور ترقی کی مخالفت کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۰۰ - میری کہانی حصہ دوم)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ مذہبی مقصد اسلامی جسے حضرت مولانا مرحوم اپنے لفظ سے تعبیر فرماتے تھے۔ اب وہ ایک ایسے گھٹیا ترین جذبہ کا نام ہو گیا ہے جسے مستقل اعتراض سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس نظریہ کو ترقی کا دشمن کہا جاتا ہے۔ گویا "ترقی" یہ ہے کہ "مذہب" یا "اسلامی جماعتی نظام" کا وجود دنیا میں نہ رہے۔ "مذہبی مسلم قومیت" جس کے متعلق حضرت مولانا مرحوم ایک ایمانی بصیرت سے فرماتے تھے کہ یہی اصل اسلام ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہے۔

"مسلم قوم کا تخیل تو صرف چند لوگوں کی من گھڑت اور محض وہم و خیال ہے۔ اگر خدانخواستہ اس کی اس قدر اشاعت نہ کی جاتی تو بہت ہی تھوڑے لوگ اس سے واقف ہوتے اور اگر زیادہ لوگوں کو اس پر اعتقاد ہو بھی تو حقیقت سے دو چار ہونے کے بعد اس کا خاتمہ ہو جاتا۔" (ایضاً صفحہ ۲۳۰)

امید ہے کہ حضرت مولانا نے سابق صدر کانگریس سے خوب رہنمائی حاصل کر لی ہوگی۔ کیونکہ ہندوستانی مسلمانوں میں اس مسلم قومیت کے تخیل کی اشاعت کے زیادہ تر ذمہ دار خود ہی تھے۔

مضمون بہت زیادہ بڑھ گیا اس لئے ہم صرف اتنے ہی اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں۔ جن سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا۔ کہ ہمارے مسلم قوم پرست حضرات نے اپنا رخ کعبہ سے پھیر کر "ترکستان" کی طرف کر لیا ہے۔ ذہنی

کی شمولیت کے ذریعے کر دیکھ کر گیا ہے۔ نہایت مسرت اس چیز کی ہے
کہ جو آپ نے کہا۔ مسائل اطراف انسان کو گیا ہے کیا بنایا
کہ تھے ہیں سوچی ہوا تھا کہ آپ مولانا محمود کی انجمن کے ایک جلسہ
کو دیکھ کر مرنا پڑا آگ بجھ گئے تھے۔ سب کچھ لیے بیٹھے ہیں کہ
تمام چیزیں اپنی آنکھوں سے ختم ہوتے ہیں۔ اسلامی حکومت
کا اپنی سمجھ آتا دیکھ رہے ہیں اور ایک نقطہ نظر کا دائرہ
کی زبان سے نکل سکتا ہے وہ قلم سے اور اس کا بڑا کہنا نہیں
بلکہ وہ تمام مسلمانوں کی جانب سے گرما کر رہے ہیں کہ وہ راستہ
جو اس کا گر نہیں تجویز فرمودہ ہے۔ جس کے لئے پورا نظم کے
خیالات آپ نے ملاحظہ فرمائے ہیں۔ وہی راستہ دین کا فریضہ
مستقیم ہے اور اس کے علاوہ جو بھی راستہ ہے باطل کا راستہ
ہے۔ اس کے جواب میں سوائے اس کے کہ ہمارے دکھے ہوئے
دل کی آہ ہے، مسرور مرحوم کی ایک رباعی کی شکل میں حضرت مولانا
اور آپ کے دیگر ہم مسلک علمائے کرام کی خدمت میں تحفہ پیش کی
حاصل کر لیں۔ ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

مرشد وہ عجب تجھ سے گلے کی ہو ایمان، خدا نے تم بستہ کر دی!
با محمود خیال نقد خورہا رفتی و شاہ بحث پر جستہ کر دی

تحریک آزادی میں مسلمانوں کی پوزیشن کیا ہوتی چاہیے۔
اس کے متعلق وہ دیر تربیت پرستی سے بیشتر مولانا آزاد کا
کہ مذہب کیا سکھاتا تھا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

"ہم نہایت حسرت کے ساتھ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ جو لوگ
تقسیم بنگال کی تنسیخ سے نہیں بلکہ بیشتر سے ہی اتنا آزاد کا اور
حقوق طلبانہ پالیسی کا مطالبہ کر رہے تھے مگر عام طور سے مسلمانوں سے الگ

رہنے کا انہیں ادا کرنا چاہیے لیکن افسوس یہ ہے کہ ان کے راستے
میں چند دنوں کی [illegible] ہندو رجحانات کے سوا کوئی مستقل اور [illegible]
نہیں ہے۔ وہ بھی اپنی ترقی کا راستہ تو اسی میں صرف یہ سمجھتے ہیں کہ
کسی نہ کسی طرح ہندوؤں کے قدم بقدم چلنا سیکھ جائیں حالانکہ
جاسے حقیقت میں بھی تو عقل مسلمانوں کے لیے عبرت اور [illegible]
سے بچنا ہندوؤں کے سیاسی احوال میں ہے اور بڑی بڑی [illegible]
کی کوئی بھی اس سے عبرت حاصل نہیں کی [illegible] امام
حسین کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی اپنی صورت نہیں ہو سکتی کہ اعلائی
زندگی کے ایک ضروری شعبے میں وہ اگر اسلام تعلیم دینے سے مجبور
اور جاہ پرور کیا ہے اور دوسری طرف سے [illegible] کر اپنے ایک دوسرے
قوم کے دستر خوان کی بچی ہوئی ہڈی پر جیتے ہیں تو بتایا جائے۔ اگر ویسا ہی ہے
تو بہتر ہے کہ سرے سے اسلام ہی کو خیرباد کہہ دیا جائے، تو دنیا کو ایسے
مذہب کی کیا ضرورت ہے جو صرف خطبہ نکاح ہی پڑھانا کتنی بھی جیسے
[illegible] جنہیں کو قبول [illegible] کا [illegible] کیا [illegible] اسلام
[illegible] انسانی حریت اور [illegible]
وہ جس مسلمان [illegible] ہیں ... ۔ پس اگر مسلمان زندگی حاصل
کر سکتے ہیں تو مسلمان ہیں گر وہ چند دن پالیسی ہیں گر نہیں۔ اگر [illegible]
جس راہ پر ہے تو آپ کو کسی تغیر کے مختصر جرئت سے اس کا [illegible]
دیا جرأت کی کیا ضرورت ہے۔ پھر وہ بھی فرض کر لیجئے کہ ہندو
کو [illegible] پالیسی بدل رہی ہے۔ جتنی وکیں انسانی دماغ کی پیدا
کردہ ہیں ان میں [illegible] تبدیلی ہر وقت ممکن ہے البتہ خدا کی تعلیم میں
ممکن نہیں مگر [illegible] تبدیلی وہ حکمت [illegible] اس حالت میں مسلمان
بھی [illegible] کے ساتھ اپنی تعاون ہی کر رہیں گے! [illegible]

[illegible]

کام یہ نکتہ کہ گیا ہی اور نکتہ مطلب یہ اچھی ہیں۔ ہم مسلمان ایک دوسرے سے قطعی [illegible]
چاہتے ہیں کہ خدا کسی [illegible] میں یکجا ہو [illegible] پیدا کر
لیں جو اس کی مستقل اور مخصوص علامت ہو جس میں کسی تفریق کی ضرورت نہ ہو
تمام خارجی، قرابت قبیلہ سے مختلف ہو۔ نیز کہا ہے کہ وہ مسلمانوں کی
[illegible] - - - چاہیے کہ بھائی بھائی [illegible] قومیت، روایات
کی [illegible] پیدا کر کے تب [illegible] پیدا کر سکتے ہیں [illegible]
بھی لیکن مسلمانوں کی [illegible] قومیت نہیں جو کسی خاص نسل و
خاندان یا ذہبی جغرافیائی تقسیم سے تعلق رکھتی ہے۔ ان کی [illegible]
مذہب یا [illegible] سب [illegible] کا نام ہے۔ [illegible]
جب تک [illegible] تمام مسلمانوں کی بنیاد مذہب کو قرار نہیں دیں گے۔
اس وقت تک [illegible] قومیت کی روح پیدا ہو سکے اور [illegible]
بکھرے ہوئے شیرازہ کی جمع کر سکیں گے۔ [illegible] قوم [illegible]
ہم ہی ہو [illegible] ہے مسلمانوں کے لیے [illegible] اسلام
[illegible] ہے [illegible] کا [illegible] ایک شخص [illegible]
[illegible] پیدا کر [illegible] ہے [illegible] کے مقابلہ میں [illegible]
[illegible] اسلام ہے [illegible]

۱- مسلمانوں کے لیے [illegible] میں ہے۔ بس وہ [illegible]
[illegible] زندگی [illegible] پیدا کرنا [illegible] کی جگہ
اس [illegible] کو [illegible] پیدا کریں جو صرف [illegible] قومی
اعمال کی [illegible] کریں۔

۲- قرآن کریم صرف [illegible] کے لیے ہی
نازل نہیں ہوا بلکہ وہ انسانوں کے لیے ایک کامل اور مکمل
قانون حیات ہے جس سے انسانی زندگی کی کوئی شعبہ [illegible]

جس کا اثر ان کی جو جاہلیت اور جو عمل جو قرآنی تعلیم پر مبنی نہ ہو گا
اس کے لیے موجب فوز و فلاح نہیں ہو سکتا۔

۳۔ ان کو بنانا سب الفاظ میں صرف مسلمان بنانا چاہیے اور ساری قاتی (آئندہ)
اس ہی صورت گری ہونی چاہیے کہ وہ ہر طرف سے کٹ کر صرف اسلام و مسلمان کے
مطیع و معتقد ہو جائیں۔ اسلام ہی ان کے لیے ایک ایسی چیز ہو جو ان کو
تعمیر کا حکم دے گی، اخلاق و افعال کی ہر تبدیلی پیدا کر دے گی اور وہ
تمام باتیں جو کر ترقی یافتہ قوموں میں دیکھ کر ہم ان میں پیدا کرنا چاہتے ہیں، نقصانات
اور مضرتوں سے صاف ہو کر ان میں پیدا ہو جائیں گی۔

۴۔ تعلیم معاشرت اور سیاست میں اس کو یورپ کی اتباع و تقلید
کرنی یا اختیار نہیں کرنی چاہیے بلکہ یورپ کو اپنا مذہب۔

(الہلال ۹ اکتوبر ۱۹۱۲ء ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۲ء ریڈنگ نمبر ۱۹۱۲ء)

کیا کوئی خدا کا بندہ ایسا ہے، جو قوم کی اس حالت پر غور کرتا رہے کہ قرآن
کریم کی وہ تعلیم جس میں کسی قسم کا تغیر و تبدیل ممکن نہ تھا وہ آج کس
کی تمام ہو گئی۔ یہ نیا مسلک جو یورپ کے اتباع اقوام اختیار کیا جا
رہا ہے اور جس کی طرف مسلمانوں کو پکار پکار کر بلایا جا رہا ہے۔
کہاں سے نئے قرآن سے حاصل کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی اس مذہبی
موت کا تو تمہ وار کون ہے۔ جس کی رو سے انھیں چند دنوں کے
قدم بقدم چلنا سکھایا جا رہا ہے۔ وہ کون سا سامان ہے جس کی
نسلوں سازیاں و قسمت بیٹھا کو خدا کے طور دیتا ہے کہ تو سارا پیسہ
کی طرف لیے جا رہی ہیں۔ وہ کون سا منتظا ہے جس نے مسلمانوں
کے قبلہ نما کی سوئی کا رخ آئندہ یورپ کی طرف پھیر دیا ہے وہ کون ہے
جو آج وہ مسلمانوں کی گم شدہ بھولی ہوئی بڑیوں کے پیچھے دوڑا رہا ہے۔
وہ کون سا تعبیر ہے جس کی جمہوریت کے تماشے ہو کے طرح کو آج تجھ

لا قومیت سے بھی زیادہ وہ متحدہ قومیت کا ہیولیٰ بنا کر دکھایا جا رہا ہے۔ تو وہ کون ہے! جو مسلمانوں کے اسلامی تشخص یا خدا کے نام سے نہیں بلکہ قوم اور وطن کے نام سے زندگی کی حرارت پیدا کر رہا ہے، وہ گرچہ مستقل اور علیحدہ دارہ ہے۔ مگر ہندوؤں سے بڑھ کر مسلمانوں کے لیے تجویز کی جا رہی ہے۔ وہ گویا اگر وہ سچ ہے تو مذہب کو خطبۂ نکاح اور غسل کے مسائل تک محدود کر دیا جا رہا ہے!!

کسی صاحب نے حضرت مولانا مدنی کو لکھا کہ وہ مذہب اور پالیٹکس کو آپس میں گڈمڈ کر دیتے ہیں۔ نیز یہ دریافت کیا کہ مسلمانوں کو سیاست ہند میں کونسی راہِ عمل اختیار کرنی چاہیے۔ اس کے جواب میں وہ ارشاد فرماتے ہیں لکھتے ہیں:

وہ قومیت پرستی سے بیشتر۔

آپ فرماتے ہیں کہ پولیٹیکل مباحث کو مذہبی رنگ سے الگ کر دیجئے یعنی الگ کر دیں تو ہمارے پاس باقی کیا رہ جاتا ہے، ہم نے تو اپنے پولیٹیکل خیالات بھی مذہب ہی سے سیکھے ہیں۔ وہ مذہبی رنگ ہی بلکہ مذہب کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ ہم انہیں مذہب سے کیونکر الگ کر دیں! ہمارے عقیدہ میں تو یہی خیال ہو قرآن کے سوا کسی تعلیم گاہ سے حاصل کیا گیا ہی، کیونکر صحیح ہے؟ اور پالیٹکس بھی اسی کا داخل ہے۔ افسوس ہے کہ آپ حضرات نے اسلام کو بھی اس اصل عظمت میں نہیں دیکھا۔ [illegible] الصحیح [illegible] میں اپنی پولیٹکل پالیسی کے لیے دوسری قوموں [illegible] ممکن [illegible] کی تقلید کی ضرورت نہیں آتی۔

— آپ کا [illegible] ہندوستان میں پولیٹیکل

خیالات کے تین راستے موجود ہیں۔ اسلام کسی حال میں یہ توقع کر رہا جاتا ہے
ہے۔ ۔ ۔ الحمد للہ کہ ہم صاحب کی قرارداد پر ہی نیشنلسٹ جماعتوں سے کوئی
واسطہ نہیں رکھتے بلکہ اس پر تحفظ ان کی طرف سے شرمندہ ہیں۔ اور
قرآن کی بتائی ہوئی راہ صراط مستقیم ہے، وہ جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو مسلمان
ہیں کسی عمل یا اعتقاد رکھتے ہیں اس کو تہذیب کے سوا کسی دوسری جماعت
یا تنظیم کو بنا رہنما بنائے، وہ مسلم نہیں، بلکہ مشرک ہے صفات اللہ کی طرح
شرک فی الصفات، القرآن کا مجرم، وہ اس لیے مشرک ہے۔ اسلام کے
بہت اونچا واضح ہے کہ مسلمان ... کو نیشنل پالیسیوں تک قائم کرتے
ہیں جیسے ہندوؤں کو ہمیں کی گرفتاری... مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ
کر کوئی شرم انگیز سوال نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسروں کی نیشنل تنظیموں کے
آگے جھک کر نیا راستہ پیدا کریں۔ ان کو کسی جماعت میں شامل ہونے کی
ضرورت نہیں وہ خود دنیا کی بڑی جماعت میں شامل کرنے والے اور اپنی
ڈگر پر چلنے والے ہیں اور دعوت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ وہ خدا کے سامنے
کھڑے ہو جائیں تو ساری دنیا ان کے آگے کھڑی ہو جائے گی۔ ان
کا خدا بنا راستہ موجود ہے۔ راہ کی تلاش میں کہیں اور دوڑنے
دوڑانے والوں میں بھٹکتے پھریں۔ نعمان کی سربلندی کرتا ہے۔ قوم کو ہدایت
اپنے مرحلوں کو جھکا سکتے ہیں؟ وہ خدا کی جماعت ہیں اور خدا کی غیرت
اس کو کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ اس کی چوکھٹ پر جھکنے والوں کے
سر غیروں کے آگے جھکیں۔

یہ اسلام کی پالیسی ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف ہم
مسلمانوں کو بلانا چاہتے ہیں یہ کسی نفسانی دماغ کی اختراع نہیں
ہے کسی نفسانی گروہ کا اتباع تو نقلیہ ہے۔ اگر مسلم ریاست ممتاز
کی پختگی و بقا کی فکر کرنا چاہتے ہیں تو اس کی یہی راہ اختیار کرنی چاہئے
(سیاسی کشمکش، حصہ دوم)

اسی سلسلہ میں حضرت مولانا دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

"ہم تو خود اسے مسلمانوں کی مصیبت کی بڑی نشانی سمجھتے ہیں کہ [illegible] اپنے سامنے [illegible] دیکھئے اگر [illegible] کا اجتماع ہو [illegible] کی شرکت [illegible] سیاسی [illegible]؟ [illegible] ۔ اس لیے ہماری [illegible] مسلمانوں کو [illegible] دنیا میں [illegible] [illegible] الا ماشاءاللہ [illegible]

[illegible] فرما سکتے ہیں کہ قرآن کریم مسلمانوں کو کس طرف سے جانا چاہتا ہے اور یہ حضرات اسے کس طرف کی دعوت دے رہے ہیں۔ [illegible] کسی [illegible] اختراع ہوئی کسی جماعت کی تقلید و اتباع بلکہ [illegible] کے غیر [illegible] جا سکتا ہے کہ [illegible] ایک وقت میں [illegible] دوسرے وقت میں [illegible] ایمان یا اسلام ہو جائے؟

پھر کیا یہ بھی [illegible] کہ آج تک ان حضرات میں سے کسی نے [illegible] نہیں بتایا کہ وہ کون سے حالات تھے جو اب بدل گئے ہیں اور وہ کون سے احکامات قرآنی ہیں جن کے ماتحت اب یہ [illegible] اس وقت کفر و شرک کا مسئلہ تھا [illegible] ایمان کا مسئلہ ہو گیا ہے ہم ذرا سی قدر سمجھ سکے ہیں کہ ۔

بیع قرآں با حدیثِ دلنشیں — بہرِ زر او کند تجدیدِ دیں

ایک عالم کی لغزش کا یہی خطرناک انجام ہے جس کے متعلق حضور سرورِ دو عالم صلعم نے فرمایا تھا۔

"مجھے اپنی امت کے حق میں سب سے زیادہ جن چیزوں سے ڈر لگتا ہے وہ تین ہیں (۱) عالم کی لغزش (۲) منافق کا قرآن سے استدلال (۳) وہ دنیا جو تمہاری گردنیں کاٹ دے گی۔"

طبرانی کی روایت میں تیسری چیز ہے "گمراہ کرنے والے سردار" (الحدیث) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

"عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کا انتظار کرو"

ہندوستان کے مسلمان اب اسی حدیث مقدسہ کے مطابق انتظار میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو کب توفیق عطا فرماتا ہے کہ یہ اپنی غلطی سے رجوع کر لیں مگر جیسا کہ رہتا ہی کا موجب ہے حضرات اب تک ہو چکے اپنی قوم کے لیے وہ کچھ کم نہیں ہے

مصنف - طلوع اسلام

سوداگر اسلام

ادارہ طلوع اسلام جامع دہلی

قیمت فی پرچہ ۲ آنے

اس پمفلٹ کو پڑھ لینے کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی ذہنی نا آسودگی اور دور دینی تضادات جو وہ اسلام اور قومیت کے معنی کے نام پر دیتے جاتے ہیں۔ بخوبی طور سے قاری پر واضح ہو جاتے ہیں اور یہ بھی چل جاتا ہے کہ حضرت مولانا کس طرح آپ کو ٹوٹے جس کو کس طرح سے لگا دیجیے۔ اب ہم حسب وعدہ آگے بڑھتے ہیں اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور سید ہندوستان کی جماعت سے بقایا

اقتباسات پیش کریں گے تنقید و تبصرہ کریں گے یوں تو لکھی جائیں گی یہ کتاب
ان کی تصویریں بہت۔ کیونکہ تحریک پاکستان ہزاروں اور لاکھوں
افراد کی قسمت کے ذہن و دماغ اور فکر و عمل پر پھیلی ہوئی ہے اور جب
تک یہ تمام واقعات و حالات ضبط تحریر میں نہیں آ جائیں گے کسی مؤرخ
کے لیے ایسی تاریخ تحریک پاکستان کا پیش کرنا ممکن نہ ہوگا جسے ہم
میں مکمل کہا جا سکے۔ ہماری یہ پہلی اور محدود سی کوشش ہے کہ کم از کم
نیشنلسٹ مسلمانوں کے متعلق جتنا بھی مواد ان کے حوالے کے لیے جمع
کیا جا سکے جمع کر دیا جائے ہم اسی خیال اور غرض سے بجٹ ہو کر یہ کتاب
لکھ رہے ہیں۔

اب اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

رقمطراز ہیں :-

## پاکستان کا بنیادی پتھر

کانگریس کے رہنما مسلم لیگ کی باتوں پر ہنستے رہتے یہ شغل تھے
کہ مسلم لیگ بھی کر دو مگر اس دوران شہریوں میں کانگریس کا اقتدار
قائم ہو چکا ہے اب کانگریس کے انتقام سے مسلم لیگ کو کچھ
انتقامی دکھائی دیتی خلیق الزماں اپنی تقاریر میں
لینے کے لیے کانگریس ورکنگ کمیٹی نے تمام ہندوستان میں انتقامی شکل
میں منظم کر دیا۔ اس تنظیم کے نتیجے میں پاکستان کا کانگریس کی منافرت
بڑی تیزی سے ترقی کرنے لگی۔ نتیجہ یہ تھا کہ ہندوستان میں مسلمانوں
اور ہندوؤں کو کانگریس اور کانگریس میں اختلافات کی ایسی
خلیج قائم ہو گئی جو پھر کبھی نہ پٹ سکی۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی
اپنی کتاب میں کانگریس کی اس سیاسی غلطی کو تسلیم کیا ہے۔

ہے کہ اگر کانگریس اس وقت مسلم لیگ کی اپنائی مسلم کو مان لیتی تو یہ نوبت ہی نہ آتی کہ پاکستان پیدا ہوتا اور اس طرح ملک کے دو ٹکڑے ہو جاتے۔ (صفحہ ۹۰، ۱۹۰ رئیس الاحرار حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور چند دلچسپ کی باتیں)

محترم مدیر فرماتے ہیں:-

"مولانا ابوالکلام سے جماعت خاص اور ان کے پیر و مرشد مولانا اختر محمد ذکریا صاحب سے شروع ہوئے۔ مولانا کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر صاحب اسلامیہ کالج لاہور میں سب سے پہلے عربی اور فارسی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور یہ لدھیانوی صاحب کے میدانِ سیاست میں آتے ہی مولانا سے سیاسی تعلقات کا آغاز تھا۔ رفتہ رفتہ رشتہ شروع ہو گیا۔ ان تعلقات میں اتنی گہرائی تھی کہ ۱۹۲۱ء کی لاہور کانگریس میں مولانا کے اشارے پر پنجاب خلافت کمیٹی کے ایک مجلس احرار قائم ہوئی۔ جس کے پچیس سال تک والد صاحب صدر رہے بقول مولانا احرار سے میرے ذہنی روابط ہمیشہ قائم رہے ہیں۔ اور مجلس احرار نے ایک آزاد خیال جماعت کی حیثیت سے پنجاب میں کانگریس کو مضبوط رکھا:" (رسالہ سچ آئینہ صفحہ ۹-۱۰)

لکھتے ہیں:-

"ایک روز میسل ہوٹل شملہ میں خاقانی صاحب نے کہا اور تو سب لوگوں سے ملاقات کر رہے ہیں۔ مسٹر جناح قائد اعظم سے تمہاری ملاقات نہیں ہوئی۔ میں نے کہا اس میں کیا تکلف ہے میں ان سے مل سکتا ہوں۔ اس وقت شام کو چار بجے تھے۔ میں انہیں لے کر میسل ہوٹل کے اس کمرے کے سامنے گیا جہاں مسٹر جناح تشریف فرما تھے۔ میں نے اپنے نام کا کارڈ قائداعظم کی خدمت میں

ف۔ یہ اخبار مدینہ جو ایک کانگریسی مسلمانوں کا اخبار تھا۔

جھا بس پر تحریر تھا ... قرآن میں آپ مولانا صاحب از حد مایوس تھے
یہ کار دیکھ کر کھلا ہی مسلم لیگ نے جناح کا رز لا انقلیز ہوا کہ ورہ
پر متعین تھا کہ ... دو صرف یہی کہ آپ ... کہ کہا آپ کا انتظام
صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ مسٹر جناح نے مجھ سے دریافت کیا۔
آپ کے والد کا قیام کہاں ہے۔ میں نے کہا وہ تو ابھی تک جیل میں
ہیں۔ انھوں نے کہا کہ مگر میں نے تو سنا ہے کہ وہ رہا ہو چکے ہیں۔ وکیل
جیل میں ہی ہیں۔ میں نے کہا ... چند روز میں رہا ہو جائیں گے۔ مسٹر
جناح نے مجھ سے سوال کیا کہ ... کا کیا خیال ہے۔ میں نے کہا ابو
وال سے ... یہ کہ ملک میں ایک ... ہو جائے وہ تقسیم ملک کے
خلاف ہیں۔ کیونکہ تقسیم میں سب سے زیادہ نقصان پنجاب کو پہنچے
اور یہی ہے۔ دہ ایک منظر سامنے آئیں گے جس کا اندازہ آپ کو نہیں
ہے۔ پنجاب کا ... یہ عالم ہے کہ پنجاب کے ہندو اور سکھ مسلمان
اپنے تعلق عام کر ... اس قدر منظم ہو چکے ہیں۔ اگر اتفاقاً بھی کسی
ہو۔ پنجاب میں فساد ہو گیا تو خون کی ندیاں بہہ جائیں گی اور ان فسادات
کو روکنے کی کوئی طاقت نہیں روک سکے گی۔ میں نے کہا کہ پنجاب کے
مسلم لیگی ... آپ کو پنجاب کے صحیح حالات سے باخبر نہیں رکھیں گے
میرا یقین ہے کہ اگر پنجاب میں فساد ہو گیا۔ تو پنجاب کے مسلم لیگ
لیڈر سب سے پہلے ... چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ چند منٹ
تک مسٹر جناح سے بات چیت ہوتی رہی۔ وہ پنجاب کے سیاسی حالات
سن کر بہت متاثر ہوئے۔ آخر میں قائد اعظم فرمانے لگے کہ اگر آپ
کے والد جیل سے ... تو ان سے میری طرف سے کہنا کہ ... موجود
کو جیسے دہلی میں ملیں ساتھ ... پنڈی کا ... پتا نام لکھ کر دے دیا
تار ملاقات میں وقت نہ رہا۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:-

"اس ملاقات کے دوران مجھے یہ احساس ہوا کہ میرے والد مولانا حبیب الرحمٰن کے مسٹر جناح پر بہت اثرات ہیں۔ تاہم قائد اعظم کا اصرار تھا کہ ملاقات کا وقت دینا بھی کم کی، یہ بات رکھتا تھا میں نے والد صاحب سے رہائی کے بعد خط بھیجا کر اس واقعہ کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ جناح صاحب منت سے مجھے شکار کرنے کی فکر میں ہیں، یہ کہہ کر باقی تمام باتوں کو ٹال دیا۔" (صفحہ ۱۰۵-۱۰۴)

اب وہ خط و کتابت جو مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے گاندھی وغیرہ سے کی ملاحظہ فرمایئے۔

## حبیب گاندھی خط و کتابت

حبیب ہاؤس شناخت منزل لدھیانہ
۱۴ اگست ۱۹۴۲ء

محترمی مہاتما جی۔ خدا آپ کو سلامت رکھے جن دعاؤں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا وہ دوسرے پرچہ میں ارسال ہیں۔ کل آپ کا بیان پڑھا۔ آپ مسٹر جناح کو بھی پاکستان دینے کو تیار ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ کو جناح صاحب سے گجراتی ہم وطن ہونے کی وجہ سے بہت محبت ہے۔ اس لیے آپ ان کو بھولا نہیں سکتے اور ہمیشہ ان کو سر بلند دیکھنا چاہتے ہیں خواہ وہ کتنے ہی خطرناک ہوں۔ آپ کے اس تعریفات طریقہ کار نے رجعت پسند طاقتوں کو مضبوط کر دیا۔

جب سے پاکستان کا ریزولیوشن مسلم لیگ نے منظور کیا ہے اسی وقت سے آپ یہ فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان چاہیں تو ان کو

پاکستان دیا جائے گا۔ میں اسی وقت سے آپ کے ان تقریروں کا بے
طلب خیال کرتا ہوں اور یقین نہیں آتا۔ آپ چاہتے ہیں کہ مسلمان
صوبے الگ ہو جائیں اور ہندوستان صوبوں کی گورنمنٹ
ہو سکے کہ مسلمانوں کے مطالبات کا سلسلہ ختم ہو جائے حالات
کی مجبوری نے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا ہے۔ خدا کرے پاک
ہم سب کو نیک سوچنے اور صحیح راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
انڈیا کانگریس آپ کی [illegible] اصحاب [illegible] (۱۹۴۶ء)
حقیقت جو ہر [illegible] گئے ہیں۔

حبیب الرحمٰن [illegible] منزل لدھیانہ
۲۳ اگست ۱۹۴۵ء

محترم پنڈت جی!

تسلیم، آپ کی نئی کتاب "میری کہانی" میں لکھا ہے کہ حکومت
سلطانی تو [illegible] ختم ہو گئے، مگر آپ نے کبھی غور کیا کہ وہ [illegible] کس نے
ختم کیا۔ میرے نزدیک [illegible] ہندی [illegible] اس کا سب
سے سب سے زیادہ [illegible] انجام رہا ہے۔
اور [illegible] اس کی [illegible] تکمیل کر دیتا رہا ہے۔ آپ نے
مسلم لیگ [illegible] پسند طاقتوں کو مسلمانوں کا نمائندہ مجبور کر دیا
اور سے بات چیت کی، دو مسلم لیگیوں کی پارٹیوں میں شامل ہو گئے ہیں
کی بنا پر عام مسلمان اور حکومت یہ سمجھنے میں حق بجانب ہے کہ مسلمانوں
کی نمائندہ مسلم لیگ ہے۔ جمعیت علماء، مجلس احرار اور قوم پرور خیال
مسلمان نہیں ہیں۔ حالانکہ ابو الکلام آزاد صاحب کے الیکشن میں آپ معلوم
[illegible] ناکامیابی کے بعد نواب اسمٰعیل خاں کے حوالے ہیں
آپ نے لکھا کہ [illegible] میں [illegible] حکومت کا [illegible] ہندوستانی [illegible]

اور جمعیت علماء کے کارکنوں کی بے جگری سے کانگریس کی مدد کرنے کا
انعام تھا جو آپ نے ہمیں دیا تھا۔ اسی طرح جب لکھنؤ کانگریس
کے جلسہ میں حافظ ابراہیم کا جلوس کا اہتمام کرانے کے لیے علامہ
راغب ... حسین بیگ بھی شریک تھا کا خوب ... (مسلم لیگ)
کی طرف سے حافظ ابراہیم کے جلوس پر پتھروں کی بارش ہوئی ...
برسائی گئیں، وہ حالات سے بے خبر ہو گئے کہ حافظ صاحب ... ان میں سے ایک قتل
ہو جاتے تب ... حافظ صاحب اور ... بھائی
وہ دو خوب بچے۔ زخمی ہو گئے مگر ... گرفتار ہو گئے
اور ... شرکت ... کا بیان دیا کہ ... لیگ کا شمار ہو
گیا اس طرح ... میں ... گئیں ... کی ضمانت
اسی ... اور ... آج ... اسی قسم کی ...
مثالیں ... کی ... سکتا ہوں۔
شملہ میں تو آپ نے مسلم لیگ کو صرف پانچ سیٹیں دینا
منظور کیں ... اور ... جہاں ... دے دیا
کہ پاکستان کی ... منظور ہے۔ اس ... کا
کانفرنس کے بعد مطلب ہے کہ کانگریس کے ... پاکستان
... کی ... الزام ... سے کہ
... کشمیر ... نواب ... 
... مسلم ... پنجاب اور ... مسلم لیگ
... کی ... آپ مسلم لیگ کی ... 
ہوگئے۔

... کشمیر میں ... اور
... آپ نے ... ہوئے

اس کینے کو کیا کر دیا کہ کانگریس میں گئے پنڈت و نہرو جیسے دیوتا کی عظمت
مسلم لیگیوں کے دل میں ہے۔ البتہ کانگریسی مسلمانوں کے لیے جانے
دل میں کوئی جگہ نہیں سینکڑوں مسلمان ہیں جو درست ہو گئے ہیں
کہ جب پنڈت جواہر لال نہرو اور گاندھی جی تک یہ لوگ ان کی عزت
کرتے ہیں تو احرار جمعیت علماء اور دیگر قوم پرست مسلمانوں کے کیا
خلاف ہیں یہ مسلم لیگی دوست اس کھیل میں حق بجانب ہیں کیونکہ وہ
دیکھتے ہیں کہ کچھ نہ کے وقت آزاد خیال مسلم جماعتوں کو بدلتے
ہوئے بھی نہیں دیکھتے آپ میاں افتخار الدین کے یہاں ٹھہرے گئے
جو کمیونسٹ ہونے کے ساتھ ساتھ مسلم لیگی بھی ہیں اور شاید یہ تھیں
کے کہنے پر مسلم لیگ کی پارٹی میں آپ شامل ہوئے تھے اس طرح کانگریس
نے کانگریس اور ملک کو جو نقصان پہنچایا ہے اس کا اندازہ آپ
نہیں کر سکتے۔

پنڈت جی آپ جانتے ہیں کہ میں کانگریس یا آپ لوگوں سے
دو لیے ہے نہ کوئی غرض ہم مسلمان آزاد ہمارے کام نکلتے ہیں۔
وہ جو ساری امیدیں باندھے ہوئے تھے اب بھی ہماری عزت
کرنے کو تیار ہیں، اس کا ہم سے صرف ایک مطالبہ ہے کہ کانگریس
کے معاملے میں خاموش رہا کریں۔ ہم نے آج تک کانگریس کا ساتھ
دیا ہے وہ ہندوستان کی آزادی اور ملک کی عزت کے لیے
ہم تو ملک کی آزادی کی خاطر ہی عزت آبرو، مال سب کچھ
قربان کر دیا ہے کانگریسی لیڈروں کے دل میں اس کا احساس
ہوتا۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کا ہمارے ساتھ
طریقہ کار ویسا ہی ہے۔ اس کا ساتھ ایک ... ملی کا نہیں ہے
آپ میاں افتخار الدین قسم کے مسلمانوں کے دوست ہیں جو خود

مسلم لیگ میں آپ کا یہ حال ہے کہ مسلم لیگی لیڈروں سے بغیر [illegible] نہیں ملتے۔

جب ملک خضر حیات نے پنجاب میں مسٹر جناح اور مسلم لیگ کو ختم کر دیا تو آپ نے میرے بھائی ممتاز دولتانہ کو مسلم لیگ کو زندہ [illegible] ملک کی آزادی کی محبت رہا ہے وہی میں شرمندہ ہوں کہ آپ کا فرزند ایک منٹ کے لیے بھی کانگریس میں کام کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ کا فرض تو یہ تھا کہ پنجاب کا کوئی مسلم لیگی لیڈر آپ کے پاس آتا تو آپ اس سے کہتے کہ جو بات کرنی ہو وہ مولانا داؤد غزنوی اور حبیب الرحمٰن سے جا کر کرو۔ اگر آپ نے ایسا کیا ہوتا تو آج آپ کو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا کہ کانگریس میں تلاش کرنے سے بھی مسلمان نہیں ملتا۔

آپ کا مخلص

حبیب الرحمٰن لدھیانوی ۴ اگست ۱۹۴۷ء

صفحہ ۲۴۶ تا ۲۴۷

یہ خط بھی حاضر خدمت ہے۔ جو مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی صاحب مولانا ابوالکلام آزاد کو لکھتے ہیں:

حبیب روڈ، [illegible] منزل

۱۳ ستمبر ۱۹۴۷ء

مخدومی و مکرمی حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲۸ ستمبر کو میٹنگ میں دیر ہو جانے کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا [illegible] اس لیے [illegible] آپ نے مجھ کو فرمایا تھا کہ میں [illegible] ایک گھنٹہ [illegible] اگرچہ میری طبیعت خراب ہے اور سفر کے قابل

نہیں ہوں گے، حالات کا تقاضا ہے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو
جاؤں مہربانی فرما کر مجھے مطلع فرمائیں۔

آپ کے ارشاد کے مطابق پنجاب میں کہیں بھی احرار کا کانگریس
کے امیدوار کا مقابلہ نہیں ہے۔ تمام قصور کے حلقے سے احرار نے
اپنا امیدوار کھڑا کیا اگرچہ انہیں یقین تھا کہ ہمارا امیدوار کامیاب
ہوگا۔ اب مولانا عبدالغفار صاحب غزنوی اس حلقے سے کانگریس
کے امیدوار ہیں تمام مل کر ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں لاہور
کے مسلم حلقے سے میاں محمد رفیق صاحب احرار امیدوار کانگریس
کے مقابلے میں میاں عبدالعزیز بیرسٹر امیدوار تھے۔ بابو محمد دین
سرگنگ کے رہنے والے پرانے مشہور کانگریسی تھے۔ انہوں نے اسی حلقہ
سے بطور سیکنڈ امیدوار درخواست دی تھی۔ اتفاقاً میاں عبدالعزیز
صاحب کی درخواست مسترد ہو گئی۔ اس وقت بابو محمد دین نے
وعدہ کیا کہ وہ میاں رفیق صاحب احرار امیدوار کے حق میں نام
واپس لے لیں گے۔ اب حالت یہ ہے کہ کبھی کوئی شخص ان کی طرف سے
اعلان کر دیتا ہے کہ انہوں نے لیگ کا ٹکٹ لے لیا ہے۔ ڈاکٹر
صاحب مشکل یہ ہے ... نے بیان دیا ہے کہ بابو محمد دین
صاحب پرانے کانگریسی ہیں۔ اب بابو محمد دین کہتے ہیں کہ اگر
حضرت مولانا ابوالکلام مجھے حکم دیں تو میں بیٹھ جاؤں گا۔ ابھی میاں
کی وہاں کوئی امید نہیں، ورنہ نشست ضبط ہوگی۔ درخواست
یقینی ہے مہربانی فرما کر بہت جلد ... بابو
محمد دین صاحب کو ... حکم بھیجیں کہ وہ بیٹھ جائیں۔ ان کے بیٹھنے
کا حکم سرحد ... والسلام۔

حبیب الرحمٰن

اب مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی کے ۹ مارچ ۱۹۴۰ء کے اجلاس میں جو قرارداد مجوزہ پاکستان کے خلاف منظور کی گئی۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

## پاکستان کے خلاف تجویز کی منظوری

آج ورکنگ کمیٹی نے تین دن کی تفصیلی بحث و تمحیص کے بعد حضرت شاہ صاحب کی پاکستان کے خلاف تجویز متفقہ طور پر منظور کر لی جس میں مولانا مظہر علی صاحب اظہر کی ایک ترمیم جناح صاحب کی طرف سے کیے گئے اعلان پاکستان کے جلسے کی تجویز میں شامل کر دی گئی۔ اس کمیٹی کی ایک امر خصوصیت یہ تھی کہ ممبران کمیٹی کے سامنے ایسے ایسے نئے حالات اور واقعات بھی آگئے جن سے بہت سے ممبران کمیٹی ابھی تک نا آشنا تھے شاہ صاحب کی تجویز کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

## پاکستان کے خلاف تجویز

(الف) آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی کا یہ اجلاس موجودہ اہم سیاسی مسائل کے متعلق ایک بار پھر اپنی پوزیشن واضح اور غیر مبہم طور پر ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

(ب) جہاں تک مسلم لیگ کے نظریہ پاکستان کا تعلق ہے مجلس عاملہ کسی صورت میں بھی اس سے اتفاق نہیں کر سکتی۔ ہم تقسیم ملک کے نظریہ کو محض استعماری اور غیر شرعی اصولوں پر مبنی سمجھتے ہیں۔ پاکستان کے قبول کرنے کا مطلب ملت اسلامیہ ہند کو تین مختلف حصوں میں منتشر کر دینا ہوگا۔ اور پنجاب کا نامکمل حصہ بمعہ سرحد سندھ اور بلوچستان ہندوستان کے ایک سرے پر اور بنگال دوسرے

سب سے پہلے مشرقی بنگال اور آسام کے کچھ اضلاع کو پاکستان بتایا جاتا ہے۔ تشیبہ اسلامیہ ان دو منطقوں میں ہی بٹ کر نہیں رہے گی۔ بلکہ اس سے ایک قابل قدر حصہ جو ہندوستان میں ہے وہ دائمی غلامی میں گرفتار رہے گا۔ اور دو پاکستانی ریاستوں میں بہت قوی غیر مسلم اقلیتیں موجود رہیں گی نیز پاکستان کی یہ دونوں ریاستیں جغرافیائی لحاظ سے ایک دوسرے کی کسی بیرونی حملے کے وقت امداد نہیں کر سکیں گی اور ان دو ریاستوں کے درمیان ہندوؤں کی دنیا کی سب سے بڑی سلطنت مرتب ہو جائے گی جس میں مسلم اقلیت کی پوزیشن سو درجہ غیر محفوظ رہے گی۔ مزید برآں اب مسٹر جناح نے لیاقت علی خاں کے نظریے کو اپنا لیا ہے اور سکھوں کا علیحدہ سلطنت بنانے کا حق تسلیم کر کے پنجاب میں ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا بلکہ جناح صاحب نے اس علاقہ کا مغربی پاکستان سے علیحدہ ہو جانا درست قرار دے دیا ہے۔ اس روش کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ بنگال اور آسام کے صوبوں کا بھی اسی طرح تقطیع و تجزیہ ہو جس سے مغربی پاکستان کی طرح مشرقی پاکستان بھی بننے سے قبل ہی وقعت اور اقتصادی لحاظ سے بے حال ہو جائے گا۔ ان تصریحات کے بعد کوئی ذی شعور جماعت جو مسلمانوں کے تحفظ حقوق کا دعویٰ کرتی ہو اس مسلک نظریے سے متفق نہیں ہو سکتی مسلم لیگ ۱۹۴۶ء سے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتی آئی ہے۔ پاکستان کا حربہ انتخابات میں کامیابی کے حصول کے لیے استعمال کیا گیا تھا لیگ میں شمولیت اور عدم شمولیت پر اسلام اور کفر کا مدار رکھا گیا اور تمام اوچھے ہتھیاروں سے لیگ میدان میں اتری۔

مجلس عاملہ اس حقیقت کا اظہار ناگزیر سمجھتی ہے کہ یہ

تمام اختلافات آئینی و اخلاقی سرگرمیاں اور محدود حق واسطے
وہندی مسلم لیگ کی وقتی کامیابی کی ضمانت ہو نہیں مسلم لیگ کی
قیادت مسلمانوں کو ایک منظم قوم اور ایک بڑا گروہ کی حیثیت
دینا چاہتی ہے۔ یہ احساس ایک بار پھر اعلان کرتا ہے کہ
مسلم لیگ کی قیادت قطعی غیر اسلامی ہے۔ اس کا عمل آج تک
قیت انتخاب کے معاہدہ کے منافی رہا ہے۔ مرکزی اسمبلی اور صوبائی
اسمبلیوں میں اسلامی قوانین کی مخالفت اس کا مستقل شعار ہے

اس لیے مسلمان سیاسی، مذہبی، تمدنی، رہنمائی کی توقع
مسلم لیگ کی غیر اسلامی قیادت سے نہیں کر سکتے ۔ اور مسلم
لیگ کے کسی غیر اسلامی ہند کا فیصلہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

(صفحہ ۸۲، ۸۳ [illegible] الاحرار)

اس مقام پر احرار اور جماعت سرور دیں ایک نظر آتی ہے۔ دونوں
مسلم لیگ قیادت کو غیر اسلامی قیادت قرار دیتی ہیں۔
اب مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی کے خیالات مختلف ممبران
سے بھی کا اظہار کیا گیا ہے۔

ورکنگ کمیٹی کے ممبران کی عام گفتگو حسب ذیل ہے:-

"ہم صرف کسی آئینی سمجھوتے میں ہندوستان کی نجات نہیں
سمجھتے اور [illegible] مسلم لیگ کی جیت میں بھی، اور نہ ہی کوئی نتیجہ
ہوگی تو بھی ہندوستان میں، انگریز سے ایک ایسی لڑائی دیکھتے اور
[illegible] جس میں [illegible] کا [illegible] کر کے ہندوستان کے [illegible]
پروگرام [illegible] پروگرام ہی ہندوستان کے مسئلہ کا حل کر سکتا ہے
اس لیے ۔ ۔ جماعت کو الیکشن نہ لڑنا چاہیے۔ بلکہ کوئی ٹھوس
[illegible] پروگرام سامنے رکھا جائے۔

پاکستان کے راستے میں جو دستے ہیں جنہیں نکس ہجاب ہیں، انہی نے
جس جگہ بھی تقریریں کی ہیں پاکستان کو مسلمانان ہندوستان کے لیے
مہلک، جگہ، ہلاکت آفرین اور خلافِ غیرت بتایا ہے، اور ہ الفاظ سے یہ
بالکل ثابت ہو گئی ہے۔ میری سمجھ میں پاکستان کے حق میں کوئی دلیل بھی
نہیں آتی۔ اس وقت قوم کی زندگی اور موت کا سوال ہے کہ میں
سمجھتا کہ میری ان کے پاس ان جانے سب ہو کر ہندو مسلم ہی
متحد کرنا چاہیے اور اگر کسی کے پاس میرے دلائل کے خلاف کوئی ٹھوس
اور ٹھوس دلائل ہوں تو مجھے اپنی تجویز بجواب بھی منظور نہیں ہے۔"

(مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری)

"میری سمجھ میں اگر پاکستان آج بھی بن جاتے تو مجھے زہر کھا لینا ہے
چلا جاؤں لیکن میں پاکستان قبول کرنے میں مسلمانان ہند کی ذلت اور
موت دیکھ رہا ہوں۔" (مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی)

"میرے راستے میں جب تک ہندوستان کی آزادی ایک طاقت
کوئی آئینی تجویز کانگریس ورکنگ کمیٹی منظور نہ کرے اس وقت
تک تجویز کی نشر و اشاعت سخت مضر ہے۔"

(مولانا مظہر علی اظہر)

"میں کہتا ہوں کہ سوائے اسلام آزاد ہے سب سے پہلے گفتگو
کی جائے، اور مجلس احرار اسلام کی پاکستان شورا میں کے لئے ان میں یہ
کہ اس وقت ان کے الفاظ تو یا وہ سے زیادہ مقصود سمجھے جائیں۔"

[صفحہ ۲۰۶]

## آصف صاحب کا مشورہ

مسٹر آصف صاحب نے فرمایا کہ میں جب تک اپنی جماعت کی

بن جانی چاہیئے۔ اس کا کیا نام ہو، اس کا فیصلہ سب ہی لوگ مل کر سکتے ہیں لیکن انتخابات میں یہ طریقہ ہے کہ جو لوگ [illegible] جماعت میں شامل ہوں خواہ وہ کسی وجہ سے شامل ہوں گے [illegible] سے تعلق [illegible] کا اظہار کرنا چاہیئے ..... یہ جماعت ہی [illegible] ایک شخص ... [illegible]

کریں۔

## مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی رائے

اس پر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ یہی بات کل ہی مولانا احمد سعید صاحب سے کہہ چکا ہوں۔ اس چیز کو اپنے ورکروں میں اس طرح کہتا ہوں تو کانگریس ہی کا ہمدرد [illegible] مسٹر جناح ہیں لیکن جب ہندوستان کے آزاد خیال مسلمانوں [illegible] زیادہ نہیں [illegible] کی کوشش کر کے [illegible]

## آصف صاحب کی رائے

آصف صاحب نے فرمایا کہ جب ہندوستان کے مسلمان [illegible] سیاست مسٹر جناح کے [illegible] بات [illegible] ہندوستان کے [illegible] تک نہیں [illegible]

[illegible] [صفحہ ۹۶ تا ۱۲۹]

آپ گاندھی جی سے ملاقات کا ذکر پڑھ چکے۔

# گاندھی جی سے ملاقات

احرار رہنماؤں کے قیام دہلی کے دوران میں راقم الحروف
(مرزا جانباز) نے آغا شورش کاشمیری کے ہمراہ ... [illegible]
گاندھی جی سے وقت لے کر ملاقات کی۔ اس ملاقات میں شورش کاشمیری نے
گاندھی جی سے سوال کیا کہ آپ کی مرضی کیا ہے، ہندوستان کے متعلق
کیا رائے ہے۔ مہاتما گاندھی نے اس کے جواب میں کہا کہ تاریخ
اور اس وقت عالم کے سیاسی حالات اور ... ہونا ... 
کو حاصل ہے۔ میری نظر میں کسی وجہ سے ... حاصل نہیں۔
سیاسی حالات میں ہی مولانا کی رائے بھی تھی اور فیصلہ کی رائے ...
ہے۔ مولانا آزاد ... زبان پر ... ہیں۔ اس کے متعلق آپ
کیا کہتے ہیں۔ مہاتما گاندھی نے فرمایا کہ مولانا صاحب ...
ہیں ... ہندوستانی زبان ... سمجھتا ہوں۔ ایک اور
سوال کے جواب میں مہاتما جی نے فرمایا کہ پنجاب کی کانگریسی سیاست
تو میری سمجھ سے باہر ہے۔ پنجاب کے کانگریسی لوگ ... ایسے ... کر
جاتے ہیں جو پریشانی کا سبب بن جاتی ہیں۔ مہاتما جی سے یہ ملاقات
گھنٹہ بھر جاری رہی اور گاندھی جی نے ہم سب کو
دعا کے ساتھ رخصت کیا۔ (مرقومہ ۲۴-۲-۱۹۴۶ء، روزنامہ احسان)

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کی صبح کو ... ملک کے ... [illegible]
لہرائے گئے اور خصوصیت سے مسلمانوں کے ... تھے
تھے کہ مسلمانوں ... سیاست ... کے ... میں بھی ...
لوگوں نے ... کا ... اور مسلمانوں ...
نے ... ۱۹۴۵ء کی ... سے ... لدھیانہ نے

آزادی شیر ہند کی تھی۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو کامیابی سے جیت لی گئی۔ اس موقع پر مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی مشہور کانگریسی لیڈر نے ایک سو صفحہ کی کتاب شائع کی۔ اس کتاب کا نام "تحفہ جنگ آزادی کی تحریک میں مسلمانان لدھیانہ کا حصہ" یہ کتاب لدھیانہ میں تقسیم ہوئی۔ ۱۵ اگست کو رئیس الاحرار کا آخری جمعہ تھا اس موقع پر شاہی مسجد لدھیانہ اکثر دن میں مسلم لیگی کیمپ باغ ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں حاضرین کی تعداد دو لاکھ سے بھی زائد تھی۔ جلسہ کے شروع میں لدھیانہ کے ایک انقلابی شاعر ساحر لدھیانوی نے حسب ذیل نظم پڑھی جس پر لوگوں اور مجمع نے داد دی۔ نظم یہ ہے

آج سے اپنا راج بجے گا     آج وطن آزاد ہوا ہے
آؤ منائیں جشن مسرت     پھر سے گھر آباد ہوا ہے
آج حقیقی عیش ملا ہے     آج ہر اک دل شاد ہوا ہے
آج سے اپنا راج بجے گا     آج وطن آزاد ہوا ہے
پا ہی گئے ہم اپنی منزل     پورے ہوئے سب دل کے ارمان
جیت گئے ہم جنگ کی بازی     ٹوٹ گئے باطل کے ارادے
آج سے اپنا راج بجے گا     آج وطن آزاد ہوا ہے
ہم کو بھی ہے دنیا کو بتانا     اپنے وطن کی شان بڑھائیں
ظلم و ستم کو آج مٹانا     صدق و وفا کا دیپ جلائیں
آج سے اپنا راج بجے گا     آج وطن آزاد ہوا ہے
ہر غنچہ پر پھول ہے اپنا     اپنی ہی گلشن کی بہاریں
ذرہ ذرہ خیال گلیوں کو دے کر     حسن چمن کو اور نکھاریں
آج سے اپنا راج بجے گا     آج وطن آزاد ہوا ہے

اس نظم کے بعد رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے حریت آزادی کے عنوان پر ولولہ انگیز تقریر کی اور لوگوں کو پیغام دیا کہ وطن کی آزادی کی حفاظت میں آج سے کمربستہ ہو جائیں کیونکہ آزادی حاصل کرنے سے کہیں زیادہ اس کی حفاظت کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آزاد ہندوستان میں ہمیں شریف شہریوں کی طرح رہنا چاہئے۔ اگر ہندوستان کے رہنے والے آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے اور یہاں جنگل راج ہو گیا تو ہماری آزادی زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکے گی۔ انگریز اب بھی ہماری تاک میں ہے۔ انگریز کا جسم یہاں سے چلا گیا ہے مگر اس کی روح ابھی تک یہاں موجود ہے ایسا نہ ہو کہ ہم انگریز کے تربیت یافتہ [illegible] آپس میں لڑنے لگیں اور آزادی کا یہ خواب پریشان ہو کر رہ جائے۔

(صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۴، رئیس الاحرار)

اقتباس ملاحظہ ہو۔

## ڈاکٹر گوپی چند کا سلوک

[illegible] رئیس الاحرار [illegible]

رئیس وزیر ڈاکٹر گوپی چند بھارگو نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے عہدہ کا حلف [illegible] اور ریسٹ ہاؤس میں قیام کیا [illegible] وزراء [illegible]۔ ڈاکٹر گوپی چند جو ایک مدت سے رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن کے دوست تھے۔ ایسی آنکھیں پھیر لیں گویا جان پہچان ہی نہ تھی دو دوست [illegible] اس وقت [illegible] وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے [illegible] تمام [illegible]

گروہ کو ریسٹ ہاؤس میں چھوڑ کر خود بھی موٹر میں بیٹھ کر چل دیئے
ریسٹ ہاؤس گئے! پھر ہزاروں ریفیوجیوں کا مجمع تھا۔ جو
مشتعل تھے، اس چھوٹے سے وقفہ میں مسلمانوں کو دیکھ کر ریفیوجیوں
کا مجمع اور مشتعل ہو گیا، جب واپس اس گروہ کے ساتھ
ریسٹ ہاؤس سے باہر نکلے تو ایک پولیس افسر نے جو دیکھیں
یہ حوالہ مولانا حبیب الرحمٰن کی دل سے عزت کرتا تھا آہستہ سے
یہ بات کہی۔

"مولانا صاحب! دیکھ لیا آپ نے، دیتے جاتے دوستوں سے
وزیر اعلیٰ کا مشورہ کر، کوئی پیر گیوں کو قتل کے میدان میں قتل ہونے
کے لیے چھوڑ کر چل دیتے۔ اب ہم جیسے سرکاری افسروں کا ایمان
بھی ڈانواں ڈول ہے۔ ہم آپ کو تحریک سلامتی کے ساتھ چھوڑ کر آئے تھے"
مولانا صاحب نے اس پر کہا کہ میں جانتا ہوں؟ ایمان تو میدان جنگ
اور میدان قتل ہی میں آزمایا جاتا ہے۔"

جب ہم اداخصت کے بعد لدھیانہ کے مسلمانوں کو قتل کرنا
شروع کیا تو ان کی حفاظت کے انتظامات کے لیے ایک وفد
ترتیب دیا گیا، جو مولانا عبدالرب نشتر اور مولانا ... سے ملاقات کے
لیے ... جو سلامتی کے مشن پر لدھیانہ آئے تھے ملاقات
کیے۔ اس وفد کے ارکان (۱) رئیس الاحرار، مفتی نعیم، خواجہ محمد عظیم،
خواجہ محمد یوسف، لالہ گوروداس ... صدر ضلع کانگریس، لالہ
لوٹ رائے وکیل ممبر ضلع کانگریس، ... صاحب ممبر آل
انڈیا کانگریس کمیٹی، مفتی ضیاء الحسن صاحب۔
یہی حضرات ڈاکٹر گوپی چند وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات
کے لیے گئے:

آگے چلئے۔

مولانا عبدالغنی ڈار ممبر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی تلاش شروع ہوئی۔ لدھیانہ شہید؟ کانگریس فسادی منصوبے ... سیالکوٹ کی سیاسی اور ایسے تمام سرکاری افسر جو کہ مولانا عبدالغنی کی حق گوئی اور بے باکی سے ناراض تھے، وہ سب لوگ مولانا عبدالغنی کی تلاش میں سرگرداں تھے کہ یہ اگر کہیں مل جائیں تو ان پر مقدمہ [illegible] انہیں سب سے پہلے قتل کر کے قتل کا الزام [illegible] جائے۔ لیکن مولانا عبدالغنی اپنے نیک دل ہندو، سکھ، مسلمان ساتھیوں کی مدد سے بچے رہے اور جب کوئی چارہ کار ان کے بچانے کا نظر نہ آیا تو پاکستانی فوج کے ایک ٹرک میں انہیں سوار کر کے لاہور بھیج دیا گیا۔ مگر مولانا عبدالغنی ڈار کی شکل و شباہت کا ایک مسلمان شہید کیا گیا اور اس کی شہادت پر اخبارات نے غلط اطلاعات سے یہ خبریں شائع کیں کہ مولانا عبدالغنی کو ٹھکانے لگا کر ہمیشہ کے لیے راستے صاف کر دئے گئے۔ اس طرح آزادی ہند کے ایک بہادر سپاہی اور کانگریس کے پرانے رکن کے ساتھ سلوک کیا جا رہا تھا۔

(صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۴ - [illegible] الاحرار)

اب مولانا عبدالغنی ڈار کے خطوط ملاحظہ فرمائیے۔

## مولانا عبدالغنی ڈار کے خطوط

فسادات مشرقی پنجاب کے سلسلہ میں مولانا عبدالغنی ڈار نے مولانا آزاد کو، گاندھی جی کو اور پنڈت جواہر لعل نہرو کو دہلی سے خطوط لکھے۔ ایک خط گاندھی جی کے نام جس کا اقتباس درج کیا جا رہا ہے۔

مخدوم و محترم بندہ احترم!

عرصہ ہوا کہ ایک پیش بہا تحفہ ملا تھا جب سے اب تک آپ کی گزارش رد

مصروفیتوں کے کارن میں نے خاموشی ہی بھلائی سمجھی لیکن اس موقع پر

خاموشی سب سے بڑا جرم ہوتا۔ لہٰذا آپ کو یاد کر رہا ہوں۔

میں نے اس موقع پر ڈاکٹر صاحب (مراد ڈاکٹر حسین ناظر [illegible])

اور تمام کانگریسی ممبروں کو جیل میں دیکھا تھا۔ یہ لوگ صوبے

اس کے بعد مر گئے۔ جو شخص بھی اپنے ساتھ حقوق کا حصہ پاتے ہیں مثلاً

لیگ کا کانگریسی کرشنا مینن کا تھا۔ اصل کو قوم پرست کانگریسی مانے جاتا

یا جمعیت العلماء ہند کے بانی رہے مسلمان لیگ کو کانگریس کے ساتھ ہی

اور متحدہ ہندوستان کے حامی رہے کی پوزیشن تباہ ہو گئی۔ لیکن میرا گمان ہے

ڈاکٹر صاحب وہاں کے ساتھیوں کے مقابل میں جگہ نہ پا سکی بہت

ہی پر سکون ہو گیا، پھر بھی مسلم لیگ ایم ایل۔ اے ہی کے مقابلہ

ایم ایل۔ اے۔ لالہ گوبند رام سنگھل اور مسٹر تاپسین نے جو رد

مسلمانوں کی ہوا کا وقت تھی۔ دسمبر ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۶ء تک میں بھی اعزازی

اسلامی خطوط پیش ہوا۔ ہر حال مسرور ہے۔ اس وجہ سے نا اہل لائق تھا وہ

ملاحظہ فرمائیے:

"محترم جناب ... "

آپ کی نیک کوششوں کے لیے میرا احسان رہے گا خدا اپنا اصلاح

کرنے کے لیے حالات کی پیچیدگی اور وحشت ہے بہر حال یہ ہے

ممکن ہے کہ اس میں تبدیلی آ جائے کیونکہ وہ یا سرگرمی اور حوصلہ

رکھتا ہے جیسا کہ آپ مولانا کا [illegible] میرا خیال ہے ... انہیں

حضور مسعود ہی کی آمد پوری بھی ہو سکتی ہے جب تک [illegible]

دو روز میں حقیقی ... ہو تاکہ اس کا ... ہو آپ ایک

طرف دیکھیں گے سب تمہیں ہی آواز ہر ہر وقت کا لیس اور رہنا مقصد
مجبوری کی صفت سیاہیں نصیحت کے لئے کھل رہی کا آخری شرح
کرو لی ہے - پتہ چلا ہے کہ بچپن کے تعلیم میں ہر طرف نقشے دیکھو کہ
جدوجہد کی رنگ چا ہے - تنزیل میں تماکو میں جسم کی مثالیں ملتی شکل ہر مگر
جس نے جیسا جمہوریت اور متحدہ قومیت کا داغ دیا ہے - اس کی حکومت
میں اکثر ایسی کی مس تدر ختنہ گرد کی ہی کرے ہی ختم ان کی جاشنی ہے مگر
اس ختنہ گری کا واریکہ دیکھا گیا تو یقیناً آخری گردش نیا جی بھی
تعداد پر نام ہونی کو جس کے لئے شاند ہم زندگی بھر ماتم کرتے رہیں گے
(رئیس الاحرار)

ہم نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ موقع کی مناسبت مقام پر
مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کے فرزند عزیز الرحمن جامعی کو
کتاب "رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اور ہندوستان
کی جنگ آزادی" تحقیقی تبصرہ کرتے گئے ہیں - حضرت مولانا ظفر علی خاں کی ایک
نظم لدھیانہ پیش خدمت کی جاتی ہے، اور اس کے بعد تبصرہ - ہم نے
اس کتاب کے بارے میں یہی مناسب سمجھا کہ ایک ایک شق یا اقتباس پر الگ
نوٹ کرنے کی بجائے جس جس مقام پر کچھ کہنا درکار ہے سب کو ایک
جگہ جمع کر دیا جائے، چونکہ مولانا کی نظم بھی ہماری گذارشات کی تائید
حمایت میں ہے، لہٰذا تبرکاً پہلے اسے درج کیا جاتا ہے - مقصد یہ بھی
ہے کہ مولانا کس طرح مولانا حبیب الرحمن کا ذکر کرتے تھے -
ملاحظہ فرمائیے --

## لدھیانہ

مشاعرہ رکن جلسہ لدھیانہ ہے جس کی گلی گلی میں چھڑا فسانہ ہے

لیکن یہ کیا کہ زمزمۂ توحید کی بجائے — اہل کی زبان پہ بربریتوں کا ترانہ ہے
گر بام خانہ ہے تو کلس سومنات کا — اور یہ جو دار زنی کے لیے مخصوص خانہ ہے
یہ جسم و زر سے مصلحتیں ہی کو رہ سکتا — جس کا تخیل کا حد صوبوں کا فسانہ ہے
صورت تو مومنانہ ہے پھر بھی حضور کی — سیرت کا گر خدا گواہ مجرمانہ ہے
اٹھتے تھی جناب جمیل الدین پر — شہد میں جو شہد ہے بیانہ ہے
کیسی کی شان خیر یا اس کھلا کی — یا رب یہ عیسیٰ اور نرالہ ستانہ ہے
اے جو لایا مجھے تری حکمت بیں — جو تم نے شلیع صدر پر اشیانہ ہے

جب ہم محمد عربی کے غلام ہیں
کیا غم اگر خلاف ہمارے زمانہ ہے

(۲۶ جولائی ۱۹۵۳ء مولانا ظفر علی خاںؒ)

حضرات! اب تنقید و تبصرہ ملاحظہ فرمائیں:-

اس کتاب رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی جدوجہد آزادی کی جنگ کا انتساب مولانا عزیز الرحمٰن جامعی صاحب نے "ماں اور باپ کے نام" کیا ہے۔ ہماری طرف سے تنقید و تبصرہ کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں:-

## ماں اور باپ کے نام

جنھوں نے جنگ آزادی میں بے پناہ مصائب برداشت کیے مگر کبھی حرف شکایت زباں پر نہ آنے دیا۔ جو تنگ دستی میں فرش رہے۔ جنھوں نے زندگی بھر مجھ پر ہاتھ نہ اٹھایا مگر استقامت سے ٹھکرا دیا۔

المرتب

ہندوستان کی آزادی اور مسلمانوں کی حکومت کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے والوں میں شاہ محمد اسماعیل شہید کے ساتھیوں میں جہاد کے لیے

سرگزشت۔

## آخر سال بعد

حال ہی میں [illegible] رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی رفیقہ حیات محترمہ کے پاس جنت کے
پیچھے آرام فرما ہو گئے۔

برطانوی ہندوستان اور برصغیر کی سے معمولی تاریخی واقفیت رکھنے والا
جانتا ہے کہ نیشنلسٹ علماء نے متحدہ قومیت اور وطنیت کو مرکزی حیثیت
قرار دے کر اپنی پوری صلاحیتیں تحریک پاکستان کی مخالفت کے لیے
صرف کر دی تھیں اور اس طبقہ کا ناقابل تحلیل [illegible]
کو مذہب کا رنگین و مقدس نقاب اوڑھا کر مسلمانوں کے سامنے پیش
اسلام قرار دے کر پیش کرتا رہا۔ یہ لوگ مسلم لیگی قیادت کو اسلام
ناشناس اور تحریک حصول پاکستان کو یکسر غیر اسلامی کہہ کر [illegible]
کے ذہن مسموم کرتے رہے۔ عزیز الرحمن جامعی صاحب کا [illegible]
انتساب [illegible] دیا۔

ایک ایسی [illegible] حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی یاد
اور ان کا کانگریسی فرزند [illegible] تھی۔ جو پاکستان کی مخالفت میں اپنے
باپ کے [illegible] اور کانگریس کی حیثیت سے پیش پیش رہے۔
عزیز الرحمن صاحب کو کانگریسی حکومت [illegible] ہے مگر جب آزادی کا
سورج طلوع ہوا تو اس صورت کو [illegible] ہندوؤں کا انگریزوں اور کانگریسی
حکومت کے لیے [illegible] اور [illegible] احترام [illegible]
تھی۔ [illegible] تھا اور [illegible] تقسیم [illegible]
[illegible] کا ایک حصہ تھا [illegible] حقیقت [illegible]
[illegible] مسلم خواتین کے ساتھ جو قیام پاکستان کا قیام [illegible]
جا رہی تھیں [illegible] کانگریسی کیا سلوک کرتے [illegible]

بی کی جمعیت وار دھا کے سامری سے آنکھ مل چکی تھی۔ یہ سمجھ ہوتی کہ پاکستان کی مخالفت کرنا مسلمانانِ ہند کے لیے رسوائی و ذلت کے کانٹے بونا ہے تصور فرمایئے کہ جب مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مرحوم کی بیوی کے ساتھ چند غنڈوں نے یہ سلوک کیا ہے جن کا قبلۂ مقصود اور کعبۂ حیثیت پرستی اور متحدہ قومیت کی دیوی تھی جس کی عظمت ہندو کی کا دن رات پرچار کرتے تھے تو اگر حضرت قائد اعظم اور حکیم الامت علامہ اقبالؒ کی بات مانی جاتی و فراست سے اکثریتی صوبوں کے مسلمان اس طرح محفوظ ہو جاتے تو یہ دریدہ دہن تمام مسلمانان قوم کے ساتھ کتنا نازیبا اور ناروا سلوک کرتے۔ یہی وہ حقیقت تھی جس کا مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مرحوم کے بیٹے نے مجبوراً اعتراف کیا ہے جسے سمجھانے کی بارہا کوشش کی گئی لیکن ان کا نظریہ سیاسی مولانا مدنی سے جوڑا نا بلکہ عامۃ المسلمین کو گمراہ اور مسلم لیگی قیادت و سیاست سے بدظن کرنے کے لیے عجیب و غریب تفسیریں اور تاویلیں کرتے تھے۔ یہاں سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ حضرات فریب خوردہ تھے جو وار دھا کے سامری کی سحر طرازیوں کا شکار ہو گئے تھے ورنہ اگر کانگریس اپنے دعووں اور اخلاق میں سچی ہوتی تو اس قسم کے فرماں برداروں کے ساتھ ایسا ناشائستہ سلوک نہ کیا جاتا۔ اس مقام پر اس کے سوا اور کیا عرض کیا جا سکتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کا اشعار تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ

رہا نہ حق و دستش ضمیری

اب اس کتاب کے صفحہ ۲۶ پر جناب شورش کاشمیری اپنی رائے کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

"مولانا اپنی اعلام کو تو مجموعۂ کمالات ہونے کے علاوہ علماء میں ایک امتیازی مرتبہ رکھتے ہیں۔ اس کے تحریر ...

کو سیکولر اور بے دینوں کے علم و فکر کے برگ و شجر میں تابدار پایا۔

"یہ دو جدید دو قسم کے فرقے ہیں۔ وہ اس دور میں اسلام کے واضح تصور کا بیج فکری منظر ہیں۔ جیسا اب کے علاوہ وہ لوگ ہیں جنہیں علماء کی صف میں وہ شخص دو قسم کے قوال ہیں جو جدید ماڈرن تصورات کے ہمراہ حیات مستحکم ہی سمجھتے ہیں وہ سمجھتا ہے۔ یہ اقسام کی جیسا دوسرا قسم تھے یاد و دیکھا کر ان میں تازہ دو رکھ دو دوں پڑھ رہی گے برابر رکھے کا وہ ہر قطری استفادہ کے طور پر موجود ہے؟"

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں، یہ کتاب ۱۹۶۱ء میں جماعت میں شائع ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ قصوری صاحب نے جو رائے دی ہے۔ اتنی ابہام میں وہی ہے، جو لوگ ہفت روزہ قادم جس کے مدیر میاں محمد شفیع تحریک پاکستان کے ایک معتبر رکن ہیں کا مطالعہ کرتے ہیں وہ یہ راقم الحروف نے ابوالکلام کی قادر موم کے مولانا ابوالکلام کی اقتباسات پیش کرنے متحدہ قومیت کے نشانے کی ذہنی وفکری تگ و تاز کی جو تنادرجہ نے کھائی یہ ثابت کیا تھا کہ متحدہ قومیت کے دور کا آزاد اسلام سے ایوس و بیزار ہو گیا یعنی ابوالکلام ہے۔ ہمارے گذارشات کا جواب دینے کے سبب شورش صاحب نے مولانا غلام رسول مہر صاحب کو آگے بڑھایا۔ چونکہ حقائق و واقعات ان کے حق میں نہیں ملتے اور علم بصیرت کی روشنی ہماری تائید و حمایت کے لیے مجبور تھی اس لیے وہ زیادہ دیر تک میدان میں نہ ٹھہر سکے۔ ناظرین غور فرمائیں کہ جیسے شورش صاحب اس دور میں اسلام کے واضح تصور کا یہ فکری منظر قرار دیتے ہیں، ہمارے نزدیک وہ ایسا جھٹکا ہے جو ان کو جاوۂ شریعت سے ہٹا دیتا ہے۔ ... تا مرحوم کی جماعت کی تمام تحریریں پڑھ جانی چاہئیں۔ ازا اس کی ایک معتبر کتاب کی بھی ملے گی۔ اگر شورش صاحب ان کے دور

السلام کا تذکرہ فرماتے تو ہمیں بھی تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہ ہوتا لیکن اس ٹیڑھے ذہن کا کیا علاج جو آج تک اپنی گمراہیوں اور باطل پرستی پر نازاں و فرحاں ہے۔ اور اپنی فکری و نظری، علمی و عملی شکست کو شکست تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ چونکہ ہماری اس کتاب میں آزاد مرحوم کے ذہنی و دینی تضادات جگہ جگہ نمایاں طور پر سامنے آئیں گے۔ صرف انہی سطور پر اکتفا کرتے ہوئے یہ ضرور عرض کریں گے کہ خصوصاً قیام پاکستان کے بعد انہوں نے بھی جیسے تیسے کی تجدید کی۔

ہم پھر بصد ادب و احترام عرض کیے دیتے ہیں کہ اگر پاکستان کے ارباب اقتدار و ارباب اختیار ہوتے ان عناصر و عوامل پر ... سے محفوظ کیا ہوتا، ایسے فاسدہ و باطل نظریات کو حسین روش خوشنما اور رنگین عبارتوں میں پیش کرنے والے دشمنانِ تحریک پاکستان کی پاکستان میں عزت و توقیر بڑھ رہی ہے۔ تو یہ پاکستان کے قیام کو اپنی اور اپنے بڑوں کی ناکامی کی تکذیب سمجھنے والے دانستہ یا نادانستہ یہ نہیں ہیں کہ اور ان کی پذیرائی و پیروی کرنے کا موقع ملتا رہے گا۔

مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اپنی خود نوشت یادداشت میں جو اس کتاب کے صفحہ ۱۲۰ پر درج ہے۔ لکھتے ہیں کہ:-

> میرے چچا مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے ستی کانگریس کے صدر کی حیثیت سے تمام ... مسٹر ... کا کام کر لیے دونوں کا دورہ کے ساتھ شاہی مسجد متصل ... میں جلسہ ... اور مسلمانوں کے ساتھ متعصب ... کا جھنڈا لہرایا۔ ... ۱۹۳۷ء ... شاہی مسجد ... ۱۹۳۷ء ... تعمیر کر ... ۱۹۳۷ء ... مسجد کا ... جلسوں کا مرکز تھی

میں تمام ہندوستانی تحریک کے عوام اسی مسجد میں ہوتے ہوئے بھی انگریز
اس مسجد کی طرف توجہ دینے کی تحریک ختم ہو گئی۔

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مرحوم آج اس دنیا میں نہیں رہے
ہم انہیں دکھاتے کہ مسلمان بیچارے قرآن سادہ دل و روح حقوق و
سے کام لینے والے ہیں کہ لائل پور جناح کالونی کے علاقہ کی جامع مسجد
(لالہ) منظر یہ بھی خریدی جو کالونی میں حضرت قائد اعظمؒ کے نام پر ہے
میں آپ کے گرو سنگھ نیم جنہیں مسلمان معتقدین کی قطار میں کھڑا
کے لیے بھی سوچنا چاہیے تھا۔ اُنہیں وہاں مسلمانوں نے خطیب بنا
رکھا ہے اور لدھیانہ کی وہ مسجد جو اسلامی گرودوارہ بن چکا ہے مسلم ملی
قیادت کی عزت، عظمت اور مقبولیت و شہرت کو مجروح و زخمی کرنے
کے کام آئی ہے جسے سکھوں نے گوردوارہ میں بدل دیا ہے جانتے ہوئے کہ
یہ جماعت اس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی مسجد ہے جو انہوں نے
وجناح کا اپنے تحت سے ہتک کے ساتھ رکھے ہوئے کو گوردوارہ میں
تبدیل کر لی۔ کاش جناح کالونی لائل پور کے مسلمان بھی سوچیں کہ یہ
اسلام کا علمبردار جو قیام پاکستان کا مخالف تھا۔ ہمارا خطیب و امام
نہیں بلکہ کوئی مولانا محمد صادق سیالکوٹی یا حضرت قمرالدین سیال
شریف یا گولڑہ شریف، پیر جماعت علی شاہ کے مریدین یا سید محمود شاہ
مجددی جنہوں نے تحریک پاکستان میں اپنی تقریروں سے مسلمانان
ہند کو حضرت قائد اعظمؒ کی رہنمائی و رفاقت کے لیے آمادہ کیا تھا ان کا
کوئی شاگرد ہونا چاہیے۔

قارئین کرام! اگر ہندو رہنما گاندھی کا پرستار و مداح ہے تو کوئی
بھی اچنبھا نہیں کہتے، وہی تو بھی اپنے بیانوں اور خیالات میں دیانتدار
ہوتے ہیں۔ مگر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی اس مسجد کو باقی رکھ کر

یہ ثبوت تو فراہم فرماتے کہ دیکھو مسلمانو ہم اس طرح سے آپ کی مسجدوں کی حفاظت کرتے اگر آپ لوگ ہندوستان کو تقسیم نہ کراتے۔

ہمیں افسوس ہے کہ عزت و احترام کے وہ جذبے جو تحریک پاکستان کے سپاہیوں کے لیے ہمارے دلوں میں موجزن ہونے چاہیئیں تھے وہ کیوں سرد پڑ چکے ہیں۔ خدارا اس تلخ حقائق پر بھی تو نظر ڈالیے۔

آگے چل کر ایک جگہ پر رقمطراز ہیں:-

"راقم نے گاندھی جی سے درخواست کی کہ آپ آل انڈیا احراری کے بغیر گول میز کانفرنس میں شریک ہوئے تو انگریز ساری دنیا میں ثابت کرے گا کہ کانگریس ہندوؤں کی نمائندہ ہے۔ گاندھی جی نے سارا مواد راجندی کے ان دلائل کو وزنی قرار دیا لیکن اپنے جانے کا ارادہ ملتوی نہ کیا۔ گاندھی جی کی یہ بڑی سیاسی غلطی تھی۔ انھوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ کانگریس کے بارے میں انگریز کی تعریف صحیح ہے۔"

جناب مولانا صاحب خواہ مخواہ ناراضی و خفگی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ گاندھی جیسا زیرک اور دانا ہندو رہنما خوب سمجھتا تھا۔ کہ دراصل مسلم قوم کی نمائندہ مسلم لیگ ہی ہے اور انگریز بھی جاہل اور ناسمجھ نہ تھا جو سات سمندر پار رہ کے ہندوستان پر حکومت کر رہا تھا جناب کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ گاندھی جی نے آپ کے دلائل کو وزنی قرار دیا۔ انھوں نے تو محض آپ کو اس لیے ناراض نہیں کیا کہ آگے بھی ہندو کے فائدے کے لیے آپ کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنا تھا ورنہ یہ حقیقت تو ہر کس و ناکس پر عیاں اور واضح تھی کہ نیشنلسٹ مسلمان سوائے اپنے کسی کی نمائندگی نہیں کر رہے۔ اصل میں

سجدہ میں بتکدہ تو صنم آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے (اقبال)

کیا گاندھی جی ڈاکٹر انصاری کو یہ تصور کرا کے اپنے عقل و دلیل میں یہ
ظاہر کرتے وہ تو حضور آپ ۔ وگرل کو اس وقت سامنے لاتے تھے
جب وہ مقصد کا دیکھتے آپ کو استعمال کرنا چاہتے تھے۔ صفحہ
پھر مولانا گاندھی جی کے عمل پر تنقید کرتے ہیں کہ وہ قربانی اور کام تو آزاد خیال
مسلمانوں سے لیتے ہیں اور مجبوراً انگریز پرست مسلمانوں سے کرتے ہیں۔

مولانا صاحب گاندھی جی کے لیے ہندو سرمایہ خرچ کرتے
تھے، انھیں صرف اپنی مطلب براری کے لیے کام میں لاتے تھے اگر وہ
جناب آزاد خیال مسلمان انھیں سمجھتے ہیں۔ جو مولانا آزاد کے خیال
تھے۔ تو گاندھی جی اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یہ ہمارے ہی ہیں
اس لیے وہ ان مسلمانوں سے (جو حقیقی معنوں میں مسلمانوں کے نمائندے
تھے بات چیت کرتے تھے جنھیں آپ انگریز پرست کہہ کر نواب و
اول پیدا ہو رہے ہیں) حضور والا ان کی پوزیشن گاندھی جی مضبوط
نہیں کرتے تھے گاندھی جی ان کی پوزیشن کو مضبوط اس لیے تسلیم کرتے
تھے کہ انھیں سواد اعظم نے اپنے رہنما بنا کر ہندو کانگریس اور
انگریزوں کے ساتھ مسلم مفاد کی جنگ لڑنے کے لیے آگے کیا ہوا
تھا اور گاندھی جی ان کی حیثیت و طاقت سے بخوبی آگاہ و خبردار تھے
یہ حقیقی معنوں میں مسلمانوں کے امام و پیشوا تھے آگے چل کر مولانا کہتے
ہیں۔ (صفحہ ۱۰۹)

"میرے نزدیک ۔۔۔ اب ہندوستان میں اسلامی حکومت
دوبارہ نہ ہوگی۔"

جی ہاں تو ہم ان فریب خوردہ مسلمانوں کے سامنے جو آپ کے
جھنڈے میں پھنس کر گاندھی جی سے وابستہ ہو گئے تھے
وہ سمجھتے تھے کہ ان حضرات کا اس بات سے یقین و ایمان ختم ہو چکا ہے

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر گوشے کے
لیے ہماری مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ آؤ حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے
پیش کیے ہوئے نظریۂ پاکستان کی حمایت کریں تاکہ پاکستان قائم ہو کر
وہاں اسلام کو بطور ضابطۂ حیات قانون و آئین کا درجہ دیا جائے۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب وہ حقیقتیں کس طرح ابھر کر
سامنے آ رہی ہیں اور نمایاں ہو رہی ہیں۔ جن پر کانگرسی مولاناؤں کے
اکھنڈ پروپیگنڈے کے پردے پڑے ہوئے تھے۔

اب حضرت قائد اعظمؒ کی عظمت کا اعتراف دیکھیے۔

رقمطراز ہیں:۔

"مسٹر جناح کا چندہ دست ان میں کوئی مخالفت ہو یا موافقت لیکن
ہر شخص انہیں دیانت دار سمجھتا ہے۔ لیگ سے پہلے گورنمنٹ مسٹر
جناح کو کسی قیمت پر خرید نہیں سکی۔ اور لیگ کی اسمبلی میں کامیابیوں کی
کامیابی مسٹر جناح کی ذہانت ہی کی وجہ سے ہے کوئی انکار نہیں
کر سکتا۔"

مولانا صاحب! صرف گورنمنٹ ہی نہیں جب سے جناحؒ نے
حکیم الامتؒ کا پیش کردہ نظریۂ پاکستان سمجھ لیا اس پیکر صدق و
صفا اور استقلال و استقامت کو دو قائد بھی کسی قیمت پر نہ خرید
سکے نہ فریب دے سکا جس کے دام فریب ہی خدا جانے کتنے مسلمین یا
انسان پھنسے ہوں آپ لوگوں کو لے کر تمہیں۔ مرزا وہ وہ اتفاقی کا مسئلہ
زبانی آپ تسلیم کر رہے ہیں کہ قائد اعظم وہ واحد گوشے کے عادی
تھے۔ ان کا کردار ایسا تھا کہ آپ جیسے سیاسیوں کو مطلب برآری
کے بعد مسجد کے گھر سے نکال باہر کیا۔

افسوس یہی ہے کہ آپ کی قیمت سمجھے گیا ہے دراصل وہ درجہ

گویا تھی وجہ ان کے ہاتھوں اس قدر ذلیل و خوار ہوتے۔ وجہ یہ کہ آپ یہ سمجھتے ہیں تھے کہ کانگرس ہی مسلمانوں کی نمائندہ مسلم لیگ [illegible] ہی کو سمجھتے ہیں بات کہنا ہی پڑتی ہے کہ فہم و فراست اور دولت ایمان تک کی دین سے بیچے ہوئے گاندھی جناح جیسے رو سیاستدانوں سے بیٹھا [illegible] سے مدیہ ہو لیگیں کا دوران حکمت کا سالار وا ولیں اور کہاں یہ مجاہد اللہ امداد اللہ الرسولؐ پڑھنے پڑھانے والے جن کا دل و دماغ [illegible] چکا تھا۔

ایک خط میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی صاحب (؟) کو بھی لکھتے ہیں:—

"محترم صاحب! مثلاً آپ کو سلامت رکھے جمعہ و دعاؤں کے لکھنے کا وعدہ کیا تھا وہ دو مرحلہ چیں میں ارسال ہیں"

ذرا آگے چل کر رقمطراز ہیں:—

"جب سے پاکستان کا ریزولیشن مسلم لیگ نے منظور کیا ہے اُسی وقت سے آپ یہ فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان چاہیں تو ان کو پاکستان دیا جائے گا۔ جس وقت سے آپ کے ان فقروں کا یہ مطلب خیال کرتا ہوں یعنی نہیں آپ چاہتے ہیں کہ مسلمان [illegible] اور چند صوبہ جات مشرقی کی گورنمنٹ بن سکے تاکہ مسلمانوں کے مطالبات کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ حالات کی مجبوریاں نے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا ہے۔ معلوم ہے کہ ہم سب کو کچھ سوچئے اور [illegible] بالکل توجیح عطا فرمائے [illegible] کا مشکل ہے آپ کو بھی [illegible] ہوں۔"

(حبیب الرحمٰن صفحہ ۲۶۲، ۲۶۳)

علماء کا یہ حق متحدہ قومیت اور انگریزی [illegible] سب [illegible] یکساں ہیں۔ [illegible] ایک فریب آمیز طریقہ اختیار کیے ہوئے

تھے وہ برابر رکھنا ہیں گرفتہ۔ وہ بہ گیتا، اور قرآن ملا جلا کر پڑھا کرتے
تھے۔ اسی ضمن میں انھوں نے مولانا صاحب کو بتلانے فریب کھنے
کے لیے کہہ دیا ہوگا کہ جس قدر علاقے جو مسلمان مانگتے ہیں مجھے اگر
ہمیں چنانچہ مولانا بھی ذکر اس خط میں کر رہے ہیں۔ باقی گاندھی جی
کا یہ کہنا کہ اگر مسلمان چاہیں قرآن کو پاکستان دیا جائے گا۔ یہ محض بر
حقیقت ہے۔ گاندھی کی تدبیر کی و ہشیاری سے تو انکار نہیں۔
لیکن میں نے یہ یقیناً محسوس کر لیا تھا۔ کہ جناح کی قیادت میں اب
مسلمان منہ بے خوف و تہیہ کر چکے ہیں۔ کہ وہ پاکستان حاصل کر کے
رہیں گے اور گاندھی صاحب حضرت قائد اعظمؒ کی ان صلاحیتوں
سے بخوبی واقف تھے۔ جو قدرت نے انھیں عطا کی تھیں نیز اس
پیکر استقامت کے عزم و ولولہ اور حق گوئی و بے باکی اور فہم و فراست
سے بھی گاندھی ناواقف نہ تھے۔ قائد اعظمؒ دلائل و براہین سے دنیا
پر یہ واضح کر چکے تھے۔ کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں۔ اور انگریز کو بھی
مجبوراً تسلیم کرنا پڑا۔ اسی طرح سے گاندھی جی کا دل تو قائد اعظمؒ
کے دلائل و براہین کے سامنے جھک چکا تھا محض ایک موہوم سی
امید گاندھی کو باقی تھی وہ یہ کہ نیشلسٹ مسلمانوں کے ذریعے وہ عامۃ
المسلمین کو مسلم لیگی قیادت سے بدظن و متنفر کرنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اگر
مسلمان اس فریب میں آگئے۔ ان کے جتھہ در جتھہ وہ دستار و جامہ کو
دیکھ کر ان سے خفا ہو کر جناح کا ساتھ چھوڑ جائیں تو مزا ہو جائے گی۔
لیکن جب مسلمانوں نے پاکستان لے کے دکھا دیا۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ
گاندھی ہندو قائد اعظمؒ کی قیادت پر حسد و بغض کا اظہار
کرنے ... سے کیا اور نیشلسٹ مسلمان قاصر و بے قرار تھے۔ اور مسلمانوں
سے فہم و فراست کی قیادت پر یقین محکم اور عمل پیہم سے منزل واد

کہا گیا اور سوادِ اعظم دریا کا دوں کے قریب ہو رہا کا نشانہ بنتا ہوا اور
مسلمانوں کی اکثریت اسی راستے پر چلی جس پر اتباعِ رہنمائی نے چلایا
فرزندانِ قسمت اسی منزل کی طرف بڑھے۔ جس طرف ان کا سالار
کارواں کھینچے لیے جا رہا تھا آن کی رہنمائی کرتا تھا یا پھر مولانا حسن صاحب گی سے
سیدھے راہ پر چلنے کی دعا اپنے اور گاندھی کے لیے مانگتے ہیں۔
گاندھی تو حقیقتاً اسی راہ پر چلا جو اس نے ہندوؤں کی بہتری اور
فلاح وفوز کے لیے منتخب کی تھی لیکن مولانا اور ان کے ساتھی اس
راہ پر نہ چلے جس پر قرآن انھیں چلانا چاہتا تھا۔ چند دنیا دار قسم
صراطِ مستقیم سے بھٹکانے میں کامیاب ہو گئے اور یہ حضرات دیدہ دانستہ
کے سامری کی بچھڑا زبانوں کا صیدِ زبوں ہو کر رہ گئے۔ رہی کانگریس کی
مجبوری تو وہ صرف اور صرف یہ تھی کہ وہ حضرت قائد اعظم کی موجودگی
میں دینی شعائر اور دعاوی یا نعروں سے سوادِ اعظم کو گمراہ نہیں کر سکتا
تھا اسی مجبوری کی بنا پر اس نے بالآخر قائد اعظم کے موقف کو قبول و
تسلیم کیا۔

ایک خط ۲۳ اگست ۱۹۴۵ء کو مولانا حبیب الرحمٰن جو ہریل
کو لکھتے ہیں اور گلہ کرتے ہیں۔ کہ حافظ ابراہیم کے الیکشن میں آپ
نے نواب اسمٰعیل خان کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ انتخاب
میں جو سختی کافی یا بد زبانی ہوئی ہے وہ احسن اور جمعیت
العلماء ہند کے کارکنوں کی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ گلہ اس سے بھی کیا ہے
کہ آپ یہ فرماتے ہیں کہ نیشنلسٹ مسلمان و جمعیت ختم ہو گئے۔ وہ عملاً
ختم تو ہم کو آپ لوگوں ہی نے کیا ہے۔ کیونکہ آپ نے جمعیت مسلم لیگ
کو مسلمانوں کی نمائندہ جماعت سمجھ کر اس سے بات چیت کی ہے وہ
مسلم لیگیوں کی پارٹیوں میں شریک ہوتے ہیں اور ہماری کارکردگی

کو غدار گردی قرار دے چکے ہیں اور دیتا آ رہے ہیں تو بندوں ابد مسلمان کو بالکل نہیں کے لیے تیار ہیں۔ اگر خلاف ہیں تو حبیب الرحمٰن سے بڑھ کر مولانا ابوالکلام آزاد تک۔

اصل حقیقت یوں ہے۔ کہ گاندھی جی۔ پنڈت جواہر لعل نہرو اور آچاریہ جی ناسمجھ تو تھے نہیں۔ جب انھوں نے محسوس کر لیا کہ مسلم لیگی قیادت اتنی مقبول و معتمد ہے کہ اب سوادِ اعظم جب کہ ان کے اشاروں پر رقص کر رہا ہے۔ تو یہ ہمارے لیے بھی محال و ناممکن سا ہو گیا ہے کہ چند نیشنلسٹ مسلمانوں کے ذریعے مسلمانانِ ہند کو فریب و دھوکہ دے سکیں۔ اس لیے ان بزرگوں نے حقیقت پسند انسانوں کی طرح مسلمانوں کے سچے نمائندوں سے بات چیت کرنا شروع کر دی۔ مولانا تو خواہ مخواہ ناراض ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ آپ کو مسلمانوں کے نمائندوں کی حیثیت ہی کب ملی تھی آپ تو وہ نمائشی حضرات تھے جنھیں بوقتِ مصلحت کانگریس کے ہندو لیڈر مطلب براری کے لیے استعمال کرتے تھے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مسلمان پیرانِ عظام اور علمائے کرام کا بہت ادب و احترام کرتے ہیں لیکن وہی لوگ جو آپ کے پاؤں چومتے تھے جب ان کو یقین ہو گیا کہ آپ کانگریس کے زرخرید اور حاشیہ نشین ہیں آپ جب تما گاندھی کے تو پھر مسلمانوں کی طرف سے عزت و احترام کی توقع کرنا مناسب و درست نہیں تھی۔ جناب مولانا پھر وہی بات کرتے ہیں۔ نہرو کسی مسلم لیگی لیڈر کو کیسے کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنی قومی اور حبیب الرحمٰن سے جا کر ملے وہ خوب سمجھتے تھے کہ ایک مسلم قوم کا لیڈر ہندو کانگریس کے لیڈر سے بات جیت کرتے آیا ہے۔ اسی لیے نہرو یا گاندھی ان لوگوں سے بات چیت کیا کرتے تھے کبھی دنیا میں ان کی عزت و آبرو ہوئی ہے جو دوسروں کے آلۂ کار بن جائیں؟

مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی نے ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء کو پاکستان کے
خلاف قرارداد پاس کی۔ جو ہم تحریر کر چکے ہیں یہاں صرف اتنا کہ
ایک بار پھر یہ اعلان کرتا ہے کہ مسلم لیگ کی قیادت قطعی غیر اسلامی ہے اس لیے
تحریک پاکستان اسلامیہ کے مفاد کے منافی رہا ہے۔ مجلس کی کوئی ہمدردی
احرار کی نہیں ہے وہ بھی مجلس ہے۔ جو صالحین کرام ان جماعت سے وابستہ
کی تھی ہم اس مقام پر دیا۔ لکھنا نہیں چاہتے اس کے لیے ہماری
کتاب جماعت اسلامی کی تاریخ کردار دیکھئے۔

"پاکستان کو اسلامی بنانے کے لیے میں کسی کتاب میں دیکھنے
جس جگہ میں تقریر یہ کی ہے۔ پاکستان کو مسلمان ہندوستان کے
لیے ایک بہت بڑا ضرر اور خلافت غیر بتایا ہے اور وہ دلیل سے
باتیں ثابت کی ہیں۔ میری سمجھ میں پاکستان کے حق میں کوئی دلیل بھی
تو نہیں آئی۔" (سید عطاء اللہ شاہ بخاری)

یہ شاہ صاحب یہی فرماتے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کوئی
مائی کا لال اگر پاکستان کی پ بنا دے تو مجھے شکل دکھا دے مجھ کو
بھی کہا تھا۔ جو ہم یہاں درج کرنا مناسب نہیں سمجھتے لیکن دنیا نے
دیکھا کہ خدا کے فضل و کرم سے پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ اب
شاہ جی مرحوم کے حکم کی تعمیل کون کرتا ہے۔ یہ خدا جانے۔ ۔ ۔ "یہ کہنا
کہ میری سمجھ میں پاکستان کے حق میں کوئی دلیل بھی تو نہیں آئی" کیسے آتے یہ تو ایسا
ہے جیسے ہماری سمجھ میں یہ آج تک نہ آ سکا کہ معاند مسلم کی مخالفت کرنے
والے اسلامی سلطنت کے قیام کے دشمن کس طرح اسلام و مسلمانوں کے
ہمدرد و علمبردار ہو سکتے ہیں۔

آگے چل کر شاہ جی سے ملاقات کے ضمن میں ... صاحب
صاحب یوں گوہر افشاں ہیں۔

"اس ملاقات میں شورش کاشمیری نے گاندھی جی سے سوال کیا کہ آپ کی مولانا ابوالکلام آزاد کے متعلق کیا رائے ہے۔ مہاتما گاندھی نے اس کے جواب میں کہا کہ "وہ تاریخ اور تہذیب حاضر کے سلسلے میں جو معلومات اور علم و فکر جناب آزاد کو حاصل ہے میری نظر میں کسی دوسرے کو اتنا علم حاصل نہیں"

آخر مہاتما گاندھی اور کیا فرماتے۔ مولانا ابوالکلام آزاد وہی تو ہیں جنہوں نے قرآن عزیز کی گاندھوی تفسیر کر کے متحدہ قومیت کے جواز کے لیے کہ وہ تثلیث کیا اور تمام مذاہب میں یکساں ہیں؟ اور نجات و سعادت کی راہیں سب کے لیے کھلی ہیں۔ کانگریس کو تقویت و طاقت بخشی۔ آخر گاندھی جی کہ جن کی مرضی و منشا کے مطابق آزاد مرحوم نے اسلام جیسے دین کو بھی باقی مذاہب کی صف میں لا کے کھڑا کر دیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔ اور یہ سب دینوں پر غالب آ کر رہے گا۔ گاندھی جی تراجم آزاد اور علم و فکر کا اعتراف کر سکتے تھے۔ جب وہ الہلال کے مولانا آزاد نے اپنے پہلے اصول و عقائد سے انحراف کر کے متحدہ قومیت کے دور میں جس کا مظاہرہ کیا۔ اسی پر تو کسی نے کہا تھا ۔

کانگریس کے مولوی کی کیا پہچان ہو گیا ہے
گاندھی کی پالیسی کا عربی میں ترجمہ ہے

چونکہ آزاد مرحوم کے تضادات ہماری کتاب میں جگہ جگہ آئیں گے اس لیے یہاں تفصیل سے رقم کرنا ضروری نہیں۔

ذرا آگے چل کر تحریر کرتے ہیں:-

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کی صبح کو جب سارا شہر بیدار اور قومی جشن لوٹتے تھے، بر خصوصیت سے مسلمانوں کے لئے اس قدر دیا تھے کہ

مسلمانوں نے اتنا بڑا دھوکہ کبھی نہیں کھایا تھا جو ان کی ... تھی۔ لوگوں نے
اطمینان و خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اس موقع پر مولانا علی محمد پاسلوی
مشہور کانگریسی رہنما کی ایک سو صفحہ کی کتاب شائع کی۔ اس کتاب کا نام
تھا "جنگ آزادی کی تحریک میں مسلمانان لدھیانہ کا حصہ"۔

مولانا آسی لدھیانوی ذکر فرما رہے ہیں جس کے بارے میں لکھ چکے ہیں کہ ان کی والدہ مرحومہ کو جنتی مکان تک میں جو تکریمیں ملتے : دیکھتے رہا۔ مسلمان جو کانگریس کے زیر اثر تھے انھیں توحید سے بھی زیادہ خوشی اس آزادی کی تھی جو کانگریس نے حاصل کی لیکن لدھیانہ کے ایسے مسلمانوں کے تاثر اعظم مولانا حبیب الرحمن کی مسجد بھی شہید کی گئی۔ اور ان کی اہلیہ کو جنتی مکان سے نکال باہر کیا۔ ہمارے لیے تو درس عبرت کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔

دیکھئے مولانا حبیب الرحمن کو پاکستان کے قومی تحریک سے پاکستان کی اس غرض کے لیے سمجھا کہ ہندو جو انھیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ وہ ایسا نہ کرسکیں۔ قارئین کرام یہ بزرگ بھی گاندھی کی ہندوانی میں تحریک پاکستان کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ یہ کانگریس کا اپنا تماشا ہی اور پھر ان کا رکن بھی پاکستان ہی میں آکر عافیت کا دم لے سکا۔ ہم نے یہ مختصر سا مفید تبصرہ کر دیا ہے۔

قارئین کرام ماشاء اللہ سمجھدار بزرگ و احباب ہیں اس سے اندازہ فرمالیں گے کہ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی اور آپ کے ساتھیوں کا مسلمانوں کی جنگ آزادی میں کیا کردار رہا ہے۔

زعیم احرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اور جند دستاں کی جنگ پر تبصرہ و تنقید ختم کرتے ہیں اب ہم مفکر احرار مولانا صاحب [illegible] پر کانگریس جو ڈورے ڈال رہی تھی۔ اس کے متعلق وہ [illegible]

نوائے وقت کی ایک خبر پیش کرتے ہیں۔ اس خبر سے بھی آپ اندازہ فرما سکیں گے۔ کہ نیشنلسٹ مسلمان کس حد تک پاکستان اور مسلم لیگ کی مخالفت پر اُدھار کھائے بیٹھے تھے۔
ملاحظہ فرمائیے:۔

## سیّد الاحرار پر کانگریس کے دورے

### مولانا حسرت موہانی کا جواب

"کانپور ۲۰ فروری معلوم ہوا ہے۔ کہ آل انڈیا بورڈ کانگرس آزاد وزیر تعلیم نے سیّد الاحرار مولانا حسرت موہانی کو دعوت دی تھی کہ وہ مسلم لیگ کے خلاف قوم پرست جماعتوں کی متحدہ تنظیم میں شامل ہو جائیں۔ مولانا حسرت موہانی نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور یہ جواب دیا ہے۔ کہ مسلمانان ہند کے لیے بہترین راہ عمل اس وقت یہی ہے کہ وہ مسلم لیگ کے ماتحت ایک مرکز پر منظم ہوں۔ اب اس وقت مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا مسلمان قوم سے دشمنی کے مترادف ہے " (روزنامہ نوائے وقت ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء)

اب آپ السیّد جمال الحسینی نائب صدر عرب مجلس علماء کی طرف سے پاکستان کے مطالبہ کی حمایت کے بارے میں پڑھیئے:۔

## پاکستان عالم اسلام کے خلاف خطرات کی راہ میں سد سکندری ثابت ہوگا

سیّد جمال الحسینی کی طرف سے مطالبہ پاکستان کی حمایت

"لندن ۲۰ جون (ڈاک سے) السیّد جمال الحسینی نائب صدر عرب مجلس علماء نے نوائے وقت کے نمائندہ خصوصی کو انٹرویو دیتے

جیسے کہا گیا کہ محض یہ ہے کہ پنڈت نہرو کی حسین ذکر پر ہو اتنا گراں گزرا
کہ ہم پاکستان کی حمایت کا اعلان کرتے ہیں۔ فلسطین اور سارے
مشرقی وسطیٰ کے عرب مسلمانان ہند کی جنگ پاکستان میں ان کی
کامیابی کے خواہاں ہیں۔ مفتی جمال الحسینی نے کہا کہ پاکستان عالم
اسلام کے خلاف خطروں کی راہ میں سد سکندری ثابت ہوگا۔ سید
جمال الحسینی نے کہا کہ مارچ میں منعقد ہونے والی ایشیائی کانفرنس
کے متعلق ہمارا رویہ وہی ہے۔ جو دوسرے عرب ملکوں کا ہے یعنی
ہم اس کانفرنس میں شرکت نہیں کریں گے۔

(۱۵۔ فروری ۱۹۴۷ء نوائے وقت)

چونکہ نیشنلسٹ مسلمانوں کے باب میں ہم آگے دھمال و اعمال اور
کمی اور افکار کو سامنے رکھ کر آنے والے مورخ کے لیے یہ آسانیاں فراہم
کر رہے ہیں کہ وہ ان ہی کے آئینہ کردار میں ان کے خدوخال دیکھ کر
کر رہبر بنے جو انہوں نے تحریک پاکستان کی مخالفت و دشمنی میں مرقوم
دکھائے ہیں یہ بھی کہ مذہب کے مقدس نام پر ان لوگوں نے اپنی مومنانہ
شکل و شباہت کا رعب جما کر مسلمانان ہند کو مسلم لیگ کی قیادت سے متنفر و
بدظن کرنے کے لیے جس جس زاویہ سے قرآن عزیز کی تشریح بھی اور تفسیر
اور احادیث کی من گھڑت کر کے خدا و جبرئیل و مصطفیٰ بھی حیرت میں آ گئے
اب مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی ترجمان القرآن کے بارے
میں رائے دیکھئے۔

* مشکلات القرآن حضرت مولانا انور شاہ صاحب کی جو ایک کتاب
کے دیباچہ سے تفسیر

مولانا محمد یوسف صاحب بھوپالی کی [illegible] ترجمان القرآن کی نسبت
مولانا موصوف نے اپنے تمہیدی بیان میں بعض اہل اصل کی

تفاسیر کے بنیادی نقائص پر نظر انتقادی ڈالی ہے۔ اسی ذیل میں
مولانا ابوالکلام کی تفسیر کا ذکر بھی آ گیا ہے۔

"آپ کے رسائل و جرائد میں جن خیالات کا اظہار ہوتا تھا اس کی بنا پر ہم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ آپ ابتدا میں صحیح الاعتقاد تھے۔ واقعہ یہ کہ وہ قاضی شوکانی (یمنی) اور نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال کی طرح ترومات میں کسی امام کے مقلد نہ تھے۔ آپ نے صرف ترک تقلید پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی کتاب تذکرہ میں علامہ حنفیہ حتیٰ کہ امام اعظم امام ابو حنیفہ پر بھی ترابی عیون تشنیع دراز کی جو کا بانت کے ساتھ یقیناً سوء ادبی ہے۔

آپ نے یہ بھی کوشش کی تھی کہ ہندوستان کے مسلمان آپ کو دینی و دنیا کا امام تسلیم کر لیں اور امام الہند کے خطاب سے آپ کو مخاطب کیا جائے۔ اس کے مقابلہ میں ہندوستان کے وہ علماء بھی تھے جو علم و تقویٰ کے زیور سے آراستہ تھے اور ابوالکلام سے زیادہ ان سے علم و عمل کے لحاظ سے بدرجہا بلند تھے چنانچہ علمائے دیوبند آگے آئے اور انھوں نے علی الاعلان کہا کہ یہ شخص امامت کا مستحق نہیں ہے۔ پھر چونکہ انھوں نے ان کی امامت کے متعلق [illegible] کا اور [illegible] کر لیا تھا اور یہ سمجھ لیا تھا کہ دینی امور میں ان سے فائدہ کا سد باب مشکل ہو جائے گا چنانچہ ابوالکلام صاحب کی آمد [illegible] میں مجرد [illegible] موجود ہیں اس کے بعد انھوں نے تفسیر کی اشاعت کا اعلان کیا جس کی طرف لوگوں کی گردنیں اٹھ گئیں اور انھوں نے بے تابی سے اس کا انتظار کیا مگر آخر وہ ترجمان القرآن کے نام سے منظر عام پر آئی جو مختصر طویل نوٹ پر مشتمل ہے۔ سورۂ فاتحہ کی تفسیر بہت طویل ہے۔ اس لیے جس نے اس کا بہ نیت شوق سے مطالعہ کیا اس نے بعض [illegible] پائے گی

تفسیر جستہ جستہ مقامات سے دیکھی۔ دیکھ کر جی الٹ گیا اور سخت افسوس ہوا۔ اگر یہ تفسیر شائع نہ ہوتی تو اچھا ہوتا۔ میں نے تفسیر دیکھ کر محسوس کیا کہ اس شخص کے دماغ پر خود داری اور تفرد پسندی مسلط ہے۔ جس کو پہلا مرحلہ تقلید سے انکار تھا اور دوسرا یہ جس نے سید جمال الدین کو گمراہ کیا۔ مرحوم نے اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دنیا کے جملہ مذاہب خواہ وہ نصرانی اور یہودی کیوں نہ ہوں مذہب صابی۔ اگر کوئی شخص مذہب کی رسی مضبوطی سے تھامے رہے جیسے کہ اس مذہب کا شارع فرما گیا تھا تو یہ امر اس کی نجات کے لئے کافی ہے کیونکہ ان تمام مذاہب کی بنیاد ایک ہے اور وہ ہے ایمان باللہ اور عمل صالح اور آخرت پر ایمان۔ اور ہر مذہب کا شارع توحید ہی لے کر آیا ہے اور اس نے عمل صالح اور نیک جستی کی طرف ہی دعوت دی ہے۔ مرور زمانہ اور لوگ ... تو وہ مذاہب کے متبعین میں فرقہ پرستی کی بنا پر پیدا ہو گیا ہے۔

اس کا ہے کہ اپنی تفسیر میں مختلف اسالیب و طرق سے وہ یقین رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ قرآن حکیم نے دنیا کو اس امر کی دعوت دیتا ہے اور اس کا گمان ہے کہ انسان سے جو کچھ کہا وہی قرآن کا منشا اور قرآن کا مقصد ہے اور اس پر آیت ان الذین آمنوا والذین هادوا والنصارى والصابئين سے استدلال کرتے ہیں۔

آپ کے نزدیک شرائع اور عمل صالح کوئی مختلف چیز نہیں ہے۔ اور یہ عبادات اور یہ شرائع ظاہری رسوم ہیں جو بمنزلہ جسم ہیں جس کو روح کی حقیقت اور روح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس جو شخص اعتقادی طور پر شرائع و احکام کا انکار کرے تو آپ کے نزدیک ایسا شخص مسلمان ہی ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ [illegible] الاسلام [illegible] کی تفسیر میں آپ لکھتے ہیں کہ اسلام نام ہے تمام ادیان کی وحدت کا جو کسی خاص شریعت سے مخصوص نہیں ہے۔ پس تمام مذاہب اسی دینی وحدت کی طرف دعوت دیتے رہے ہیں اور تمام مذاہب کی صداقت کے قائل ہیں۔ اس لیے آپ کے نزدیک لفظ اسلام مخصوص اعتقادات اور مخصوص عبادات کا نام نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ رسوم و شرائع و مناہج کا اختلاف و عبادات کا فرق ایک سطحی امر ہے جس سے [illegible] نہیں اسی لیے ان اختلافات پر ملامت نہیں کرنی چاہیے اور دونوں کی تکمیل کر کے [illegible] کرنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص موسیٰ کی شریعت پر کاربند ہے اور اسی کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے اور شریعت محمدیہ کے [illegible] نہیں سمجھتا اور نہ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے [illegible] شریعت اسلامیہ نے تمام شرائع سابقہ کو [illegible] منسوخ کر دیا ہے تو ان کے بنیادی اصولوں کی بنا پر ایسا شخص مسلمان رہتا ہی ہے۔

مولانا مودودی صاحب نے اس تفسیر کے رد میں ایک مبسوط مقالہ لکھا تھا اور بعض آیات کے ترجمہ کا مقابلہ اس ترجمہ سے کیا تھا جو میں سال پہلے اصلاحی [illegible] پر شائع ہو چکا ہے۔ [illegible] ان دونوں ترجموں میں کس قدر وسیع اختلاف ہے [illegible] تفسیر قرآنی [illegible] ملفوظات و مکتوبات [illegible] کی دلیل نہیں [illegible] (صفحہ ۲۰)

چشمِ سوراجی، اسلام کے متعلق اس سے قبل ہم ایک مبسوط مقالہ
پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوا تھا۔ آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کر چکے
ہیں۔ اب سوراجیہ کے معنی کیا ہوتے ہیں یہ دیکھئے۔ تفصیلاً اس سے ہم یہ
عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مولانا محمد یوسف نیموری صاحب نے معارف
کا جو حوالہ دیا ہے وہ مقالہ جس کی تائید مولانا فرما رہے ہیں جناب
کا تھا اور تاریخ کو غلطی علم ہو گیا ہے۔ کہ مولانا آزاد کی تفسیر ترجمان
القرآن کے بارے میں مولانا محمد یوسف نیموری صاحب چودھری صاحب
کی اتفاق فرما رہے ہیں۔ ہمارا عرض کرنے کا یہ مطلب و مقصد ہے
کہ مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر کے بارہ میں ایک دوسرے مولانا محمد
نیموری صاحب کی وہی رائے ہے۔ جو چودھری غلام احمد پرویز صاحب
کی ہے۔

اب سوراجیہ کے معنی ملاحظہ فرمائیے:۔
"مسٹر سی۔ آر۔ داس نے! اسسٹنٹ سیکرٹری۔ وزیر تعلیم
مدراس نے اس عقیدہ کو حل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔
"یہ اصطلاح دراصل مہاراشٹر کی اخلاقی تقسیم کے لیے استعمال
کی جاتی تھی جو دو بڑے حصوں میں منقسم تھا۔ سوراجیہ اور مغل راجیہ۔
سوراجیہ کے معنی وہ علاقہ تھا جو براہ راست مرہٹوں کے ماتحت
تھا اور مغل راجیہ سے مراد وہ علاقہ تھا جس پر اگرچہ مغلوں کا براہ راست
تسلط تھا لیکن وہ مغلوں کا باجگزار تھا۔" (رسالہ [illegible] ستمبر ۱۹۴۲ء)
صاف ظاہر ہے کہ سے پہلے مترجم لوگوں نے یہ سمجھا کہ سوراجیہ بھی تھا
تو بتا دیا ہوتا کہ سوراجیہ کے معنی کیا ہیں لیکن افسوس نے کی جگہ
بتانے کی ضرورت [illegible] آج تک یہ عقیدہ ڈپٹی سیکرٹری صاحب
کے ذریعے حل ہوا۔

"تذکرہ" میں جو اسلام جو ہر قومیت پرستی سے پہلے لکھی گئی تھی
اکبر کے دین الٰہی (حقیقۃً قومیت) کو کافرانہ بدعت کا فتنہ قرار
دیتے ہیں۔ تذکرہ صفحہ ۲۲۴ اور حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے
متعلق لکھتے ہیں:۔

"پھر شک نہیں کہ توفیق الٰہی نے حضرت مجدد کے وجود گرامی کو
کے لیے یہ مرتبہ خاص کر دیا تھا۔ انبیاء اولوالعزم کی نیابت ربانی
یعنی مقام عزیمت و دعوت کا خلعت صرف انہی کے جسم پر درست آیا۔"
(تذکرہ صفحہ ۲۲۴)

## دورِ قومیت پرستی

"اس نے (قرآن کریم نے) نہ صرف یہی بتلایا کہ ہر مذہب میں سچائی
ہے بلکہ صاف صاف کہہ دیا کہ تمام مذاہب سچے ہیں۔ اس نے کہا کہ دین
خدا کی بخشش ہے اس لیے ممکن نہیں کہ کسی ایک گروہ ہی کی میراث ہو
کر اس کے سوا کسی انسان کو نہ ملی ہو، تمام مذاہب میں یکساں طور پر
موجود ہے۔ (ایضاً صفحہ ۱۳۱)

سر رادھا کرشن کی واردھا اسکیم پر تقریر

"نوع انسانی کی نجات اس چیز میں ہے کہ مذہب امن کا پیغام بنا دیا جائے
ہم شامل ہیں جس کا نتیجہ یہی اس چیز کو اپنی جدید واردھا کی تعلیمی اسکیم
ہر ہی کی اصلاح اور جدید خوب درست کر سکے تو وہ اس کو حاصل کرنے
کی کوشش کر رہے ہیں۔" (اسٹیٹسمین ۲۰)

آزادی کی جنگ کی چوتھی سیرت

۱۔ چنے الف الکریں

"حیات رنجیدگی محبت الٰہی پر غالب آگئی۔ دنیا کی ...

[illegible]

اس سے نجات بھی [illegible] اعتراف جرم [illegible] ہوتا کہ [illegible]

[illegible]

(ایضاً صفحہ ۸۲، ۱۵۰ [illegible] ۱۰۳)

[illegible] علماء کے متعلق اشارہ [illegible]

[illegible]

عرب ایک تعصب و فرقہ واریت ورنہ در حقیقت یہ بعض بلکہ جزئی کر بھی بہت سے جزئی اختلافات کو پہلے علماء نے بھی کبھی اہمیت نہ دی تھی۔ ان کی بنا پر اب خواص و عوام ایک مستقل صورت کی تشکیل کرنے لگے۔"

(تذکرہ صفحہ ۲۳۱-۲۳۰ - دوسرا ایڈیشن ۲۲۸-۲۲۹)

صفحہ ۲۴۲ پر فرماتے ہیں۔

"آج امت کا ایک فاسق سے فاسق گروہ بھی شاید کسی مسلمان کی جگہ کو نقصان جان و مال کا اتنا ... نہ ہو کر اپنے گناہ کا مقدار دیکھے لیکن ہمارے علم و مشیخت اور زہد و تقدس ... معرفت سے اتنی کبھی ... پیدا نہیں!"

مولانا صاحب رونا تو یہی ہے! لیکن آج امت مرحوم کو مشائخ اور سجادہ نشینوں سے کہیں بڑھ کر ان بزرگوں سے شکوہ ہے جن کی بصیرت و فراست بعد ظن بر حق کے پردے پڑ چکے ہیں۔ اور اسی لیے آج امت کا ایک فاسق سے فاسق گروہ بھی شاید مرکز ملت کی حرمت و استحکام کی خاطر ہر قسم کی قربانی پر آمادہ ہو جائے اور اسی کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھے لیکن ... امامت و ارث شریعت وہ ہیں جن سے کش گرا انہ اپنا رکھا ... جانفر ... سے تو اتنی بھی توقع نہیں۔"

مولانا آزاد کے مندرجہ ذیل ارشادات۔

"شریعت الٰہی جو صالح و صلاح امت کے قیام کے لیے آئی تھی اس کے نام سے کر و فریب اور ظلم و غضب اور سلب و نہب کے تمام کاروبار جاری ہو گئے اور دنیا کی تباہی کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی شیطانی حیلہ نہیں ہو سکتا تھا کہ خود وہ پاک آب حیات ... دنیا میں ... بھیلائی جائے۔"

(تذکرہ صفحہ ... - دوسرا ایڈیشن صفحہ ۱۸۱)

... ... ... حقیقت العبدین ... ۱۲ ... اقتدا دینی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خصوصی توجہ کا مستحق اقتباس

[illegible]

آگے چلئے۔۔

[illegible]

(الفرقان [illegible] صفحہ [illegible])

[illegible]

[illegible] کے دعوے کی تردید

[illegible]

بر حق سے جبین سے ڈوبتے دیا۔" (تذکرہ صفحہ ۵)

وطن پرست [illegible] کرام کی تصویریں اپنے اصلی خد و خال میں نظر آ رہی ہیں۔ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ [illegible] شیخ الحدیث، شیخ الہند، رئیس المفسرین، امیر شریعت کس دستر [illegible] کا مزاج تھا۔

"ایمان اقبول اور یقین محکم جیسے"

"... وہ [illegible] جن میں [illegible] اور [illegible] کو [illegible] امر [illegible] جنم دیتے ہیں، حق کی [illegible] آخرت کے دام کے لیے ایک تعلق بھی نہیں رکھتیں اور جن دلوں میں عشق ذات اور محبت اہل و عیال کے لیے ایک عالم شورش اور طوفان و اضطراب [illegible] جڑا ہے وہ [illegible] کلمہ حق کے عشق کے لیے دل کی ایک ٹیس اور غم کی [illegible] پیدا نہیں ہوتی ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمہ [illegible] کفر و ضلالت اور [illegible] کے غلبہ [illegible] ایک ایک کو [illegible] ہوتا ہے۔ ہندوستان میں حق کی غربت ہر طرف سر پیٹتی ہے اور [illegible] کرتی ہے۔ خدا کی زمین کے گوشہ گوشہ سے [illegible] دنیا [illegible] واویلا کی فریاد [illegible] آسمان [illegible] کائنات کو ایک ذرہ ذرہ [illegible] حق کے لیے [illegible] کر [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] الا [illegible] قدرت [illegible] حرارت [illegible] ساعت [illegible] ہے اور [illegible] علاقے [illegible] تیل [illegible] خوشبو [illegible] بصارت۔

اصلی حقیقت سے اس وجہ [illegible] ہو جاتا ہے کہ

کسی کے وہم و گمان میں بھی سیاسی شریعت و تہذیب و ثقافت کا خیال نہیں گزرتا اور کوئی نہیں سوچتا کہ معاشرے کا نظام اور ہم آہنگی ... بیٹھ کر سکیں کلمتہ اللہ ھی العلیا۔ سو جب یہ سر تا ... ہو گیا تو یہ ... اور ... کی پرستش ... حکم و عمل ... اور جب ... آہستہ ... ہو گئی اور ... جگہ ... کی جگہ ... کی حکومت ... ہو گئی۔ تو پھر ... باغی کب ... ہو سکتی ہیں؟ بلکہ اب ... کا ... ملا ... ہو گیا ہے ... (۱۹۴۰ء) ...

مولانا آزاد ان لوگوں کا شکوہ کرتے ہیں جن میں کا ... ہی کہ ... جیسی ... کی ... نہیں ہوئی لیکن ... کو نہیں سمجھے جن میں ... مرکز ... کی ... نہیں ہوتی اور ... ہی ... کی طرح سمجھتے ہیں۔

... اس ... اگے ... تو ... کو

اب دیکھئے مولانا ابوالکلام آزاد، امام الہند ... المحدث مولانا حسین احمد مدنی ... کے ساتھ ... وہ کیا فرماتے ہیں:۔

## دین و سیاست

"میرا ... مذہب کے تابع ہے"

ادب مذہب کیا ہے فرماتے ہیں:۔

"میری زندگی ... کے لیے وقف ہو گئی ہیں ... ہندوستان کی خدمت ... میں ...

ہندو تہذیب کی اصل ہے۔" (نار دویو بک جلد ۱۹)
گاندھی جی تو اپنے مشرب و مسلک سے ہندومت کی تشریح و اشاعت
کر رہے ہیں۔ مسلم قومیت پرست حضرات گاندھی جی کے مسلک کا اتباع
کر کے کس اسلام کی خدمت کر رہے ہیں؟

اب حضرت "امام اعظم" کا وہ بیان پڑھئے جو آپ نے ۱۰ دسمبر ۱۹۲۱ء کو
[illegible] کے بارے میں بمبئی میں دیا۔ ملاحظہ فرمائیے:-

"مجھے مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ گاندھی جی اچھا ہی ہوا اگر چہ اتنا تا [illegible]
مہاتما گاندھی کی شکل نفسانی خواہش کو مجھے دیں۔ ایسے فیاض شخص منہ کہ
وہ فقط یہ ہفتہ تبدیلی ہوتے سمجھتے ہیں اور ہم یہ ہیں اگر کسی چیز کی بابت
ہے سکوں اور ان کا باہمی تضاد و مخالفت ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنی
تمام توجہ صرف ایک ہی مسئلہ پر مرکوز کر دیں یعنی ہندو مسلمان مسئلہ
کے سلجھانے میں۔ کیونکہ تمام کانگریسی لیڈروں میں سے صرف وہی ایک
ایسے ہیں جو احسن ہندو قوم کی نمائندگی کر سکتے ہیں اور ہندوؤں
کی طرف سے مجھوتہ کر سکتے ہیں اور یہاں وہ بڑی جماعتوں میں مفاہمت
اور اتفاق پیدا کر سکتے ہیں اور جب یہ ہو گیا تو دوسری باتیں خود
بخود صاف ہو جائیں گی۔ مجھے اس امر کا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں
نہیں کہ مسلمانوں کی طرف سے میں اس باعزت مجھوتے کے حصول کے
لیے اپنی تمام طاقت، رفقت کے ساتھ مدد کرنے کو تیار ہوں۔"
اب مولانا آزاد کا وہ الہلال دیکھئے:-

## الہلال ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۲ء

"ہمارے تحریک اسلام کے عام نقشیں میں اس سے بڑھ
کر اور کوئی دعوت نہیں ہو سکتا کہ انسانی حریت اور ملکی نظام کا

بعض مسلمان دوسری قوموں سے نہیں۔ . . . ہمارا عقیدہ ہے
کہ جس طرح اسلام کا خدا اپنی ذات و صفات میں وحدہٗ لا شریک
ہے۔ بالکل اسی طرح ہمیں رسول کمال انسانیت و تعلیم اور
ترتیب حرمت و اصلاح میں بھی وحدہٗ لا شریک ہیں اور ان کو مستقل
خصائص میں کوئی ان کا شریک نہیں۔

ہمیں عرض صرف یہ ہے کہ جو وقت اس زمانے کے صاحب بھی
رسول اللہ کے دامن تعلیم سے وابستہ ہے وہ کبھی اپنے تعلیم
اس شان محبت و یکتائی کا خطرہ دیکھے وہ بھی اپنے اعمال نہ ہوگا
کی ہر شان میں وحدہٗ لا شریک رہ . . . جس قوم کا اس سے
دل میں خطرہ پیدا ہوا اس کے بعد اس سے جو کچھ ہو گیا وہ کچھ
ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے رسول کی ہر شان میں دوسروں کو بھی شریک
بنانے کی جائے عمر میں کوئی اس بات کا ہے . . . اللہ اللہ
لفظ تو مسلمانوں سے چاہتا ہے کہ مجھ کو خدا بناؤ اور میری صفات
کا مستحق بنو . . . اسی لئے مسلمانوں کی نسبت
کی بنا اسوہ حسنہ پر چلتے ہیں ورنہ اگر کوئی نقل ہوتا تو یہ قوم
اللہ تعالیٰ کا ظہور ذکر اس میں نازل ہوتے ہیں مگر جیسا کہ
کی ہر حق بھی اتنا ذرا ہر گا

مولانا صاحب آپ کا وہ مشغول ذکر ہیں فرشتے کے
تابع اور مرتبہ محض ہے مگر تم کہتے ہیں کہ اصل میں جو بات
کتنی بھی قدر کی ہے اپنے دل کی بات مگر وہ
جس سے صد انسانی ہے اور جو کسی بات کا
دور ہو گیا اس قدر بے حد اور جمعیت و نظم و صحبت
فراست و بصیرت پر قائم اور وہ اس کی صدا میں نکلا ہے

آپ ہی کو تعجب ہے اور آپ کی طرف سے صاف ہو چکی آخری گولی بھی چلائے
جیسے جوڑ یا اس قرآنی کے نعرے بلند کر رہی ہے اور آپ نے خدا کے
واحد و رحمن کی عاجد اور قرآن کی وحدت سے مایوس ہو کر مشرکوں کی
بے تاج بادشاہ گاندھی کی زندگی کو آسمانی سند قرار دے بیٹھے ہیں
اور مسلمانوں کو بھی اسی طرف کھینچ رہے ہیں۔ مجھے یہ مقطع یاد ہے

خدایا اپنی خودی پر وار و گیر [illegible]
اشاں دریا کو طوفان سے نہ [illegible]

۳ و ۱۰ اکتوبر [illegible]

## الہلال

"حالت تو یہ ہے کہ خود جماعت کے لیڈروں سے دین و دنیا
کے اندر آخری گولی ایسی تنظیم حاصل کر لی ہے جو روئے زمین پر کوئی
کتنا ہی کر لے مگر یہی ہے اعمال کو کسی طرح مٹنے نہیں دیتی ۔ ۔ ۔
اس وجہ سے یہ اتحاد آمیز بیٹھک اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ آج
ہر گلی کی صدا کے طور پر بلند کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو کاٹ کے
گنتا ہے کہ یہ کیسی آواز ہے! ۔ ۔ ۔ بہت سے لوگ اس خیال پر متعجب
ہیں کہ مسلمانوں کی پوری تعلیم بھی قرآن سے ہی ہے جو وحیت الہٰی کی
تفصیل ہے عنایت اسلام ہے ۔ بہتوں کو یہ کہنے سے نفرت اور
غصہ کا اظہار ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے جو کچھ ہے قرآن ہی ہے
اور قرآن ہی سے قول ہو تو نفسیاتی طور پر بہت سے لوگ جو مذہب
کے بانی گروں کی طرح خوف زدہ ہو رہے ہیں کہ یہ سب کا معاملہ
سوسو ہی کی نسبت مسلمانوں میں کس کو دخل دیا جائے"

کاش مولانا اپنی تحریروں کو صرف تو حید مسلمانوں کے وہ
میں پڑھتے اور پھر فرمائیں کہ ایک ایک لفظ ان کی ساتھ

زندگی و گذر یہ کس طرح شکر و سیج نظر آرہا ہے۔

مہر تبیت فی الاسلام کے صفحہ ... پر فرماتے ہیں:۔

"اسلام صرف وجود کی جنت سے کر نہیں آیا اس کے پاس تمام عالم کے حق کا پیغام ہے۔ اس نے ... کیا تمام عالم کے لیے کیا اور دعوت دی کہ [illegible] وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (۳۴ : ۲۸) اسلام کا خدا رب العالمین ہے جس کی ربوبیت عامہ میں کوئی خصوصیت مقام و وطن نہیں ہیں۔ اس کا پیغام امن و نجات بھی رحمت للعالمین ہوکر آیا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین"

(۱۰۷ : ۲۱)

آئیے حسرت زدہ نگاہوں سے خواب وید [illegible] کی سیر کریں۔

"حقیقت یہ ہے کہ انسان کی فطری ترقی اور [illegible] کے قیام کے لیے نسب وطن [illegible] کے امتیازات باطل سے [illegible] کو کوئی روک نہیں سکتی۔

... اسلام نے [illegible] اللہ اکبر [illegible] لیس للانسان الا ما سعی کے قانون عام کا اعلان کرکے اس [illegible] نسبت و رنگ کو مٹانا چاہا ہے اور قرآن نے بتایا کہ دنیا کی تمام قدیم [illegible] اسی طرح [illegible] ہیں۔ [illegible] بھی ہی تھا۔ ... لیکن افسوس کہ قوم نسل وطن کے بت کے [illegible] ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور نئے نئے بھیسوں میں [illegible] اب بہت کم [illegible] سے [illegible]

[illegible]

"ارباب صدق و صفا ہمیشہ قید وطن و دیس سے آزاد رہے ہیں ہندو کی ساری زندگی اس کا وطن اور سادری زمین ان کا گھر تا ہے" (مسٹر گری صفحہ ۱۰۵ ۔ دوسرا ایڈیشن سفر ۲۰)

یہ اسلام کی ازلی و ابدی حقیقت ہے جس کو نافذ تحریر فرمائی۔ اب قوم و وطن (متحدہ قومیت) کے بت کے ٹکڑوں کو جوڑ کر بھارت ماتا کے مندر میں صنم وطن کی پرستش شروع کیسی کر دی؟ وہ راستے صدق و صفا کو جنبدی نیشنلزم سے کیسی کیوں کر لیا؟ ذرا اپنے ضمیر سے بھی تو پوچھ دیکھئے!

آشوب بلا خیز ہے سیلِ وطنیت
تنکے کی طرح بہہ گئے اُمت کے مشاہیر

ملاحظہ فرمائیے۔۔۔

"تم مسلم ہو اور مسلم کو دنیا میں اس لیے بھیجا گیا ہے کہ عالم کو ہر طرح کے ظلم و فساد اور [illegible] و طغیان سے نجات دلائے، جس طرح کتنا [illegible] خیر کسی نے اپنے اعمال حسنہ اور مقاصد شرعیہ سے دنیا کو بھر دیا ہے، اسی طرح تم بھی اسے عدل و صداقت سے بھر دو! اسے حضرت ابراہیم اور ان کے نبیوں کو جنہیں [illegible] انسانی جیتے [illegible] میں توڑ دو اور صنم آباد عالم کے صنم کدے [illegible] ایک بت پرست نے اس لیے چھوڑ دیا تھا کہ وہ اپنے بندوں کو جھوٹے معبودوں کی تباہی کا افسانہ سنا سکے سب سے پہلے توڑ دو تاکہ [illegible] کی تباہی کا افسانہ بھی نہ سنا سکے۔ قوت و شوکت کا سوال [illegible] کر تم حق سے کنارہ [illegible] خود سے قومی ترقی"

(حریت فی الاسلام صفحہ ۸۸)

## [illegible]

اس اصل ... سوال کو کسی حال میں بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ دعوت و قیامِ حق اور اصلاح و تربیتِ اُمّت کا اصل سرچشمہ مقامِ نبوت ہے [illegible] اس کا جس قدر [illegible] ہے وہ صحبت اسی مقام سے متعلق و متصل [illegible] تمام عالم سے [illegible] صحابیت کے [illegible] نبوت [illegible] حق [illegible] حقائق [illegible] نہیں [illegible] تک [illegible] نبوت [illegible]

[illegible] قدم [illegible] مقام کے مطابق [illegible] حاصل ہوتے ہیں۔

(تذکرہ [illegible] صفحہ [illegible])

چند سطور آگے فرماتے ہیں:۔

"جب دعوت و اصلاحِ امت کا سرچشمہ [illegible] مقامِ نبوت [illegible] ضرور ہے کہ [illegible] چاہیئے [illegible]

ذکر حق بالکل مفقود و معدوم ہو جانا ضروری نہیں بلکہ اس قدر
بس کرتا ہے کہ کثرت سے رجوع ہو اضمحلال اور پژمردگی کی حالت
اس پر طاری ہو جائے اور داعیان حق کی جماعت نہایت قلیل
اور منتشر ہو کر چند افراد منتشر افراد کے سوا ان کی کوئی
ہستی و جمعیت باقی نہ رہے۔ برخلاف اس کے داعیان ضلالت
کا وجود ہو۔ جہاں وہ ہوں ایک چیز ہے یعنی حریت حق کا وجود ہی
نہیں ہے بلکہ حق کا تمام ظہور و نفوذ اور تجدید امر و دعوت ہی ختم
بلکہ حریت کا نظام و قیام اور محض دعوات افراد و جماعت ہی
نہیں بلکہ حریت حق کی ہی کلا خاتمہ بالکل معدوم ہو کر رہ جائے
بلکہ اس کا نشان تک باقی نہ رہے۔ کیا اسے تعبیر کیجئے لیکن ابتداءً ذکر
یہ حریت داخلیہ حق ہے جو بسبب کمال قسوت و بیگانگی و عدم
حصول نتائج مطلوبہ معدوم کا حکم رکھتی ہے اور قلوب اہل فساد
فی القرون الخمسہ سے تعبیر کی جاتی ہے۔ دیباچہ صفحہ ...
... (۱۲۲ ...)

اس طرح مسلمانوں کے واسطے سے بہتر بنا دیا ہیں ایمان
کی شاخیں اور اصل حق ہے مگر تمام امت کی رو سے سنگ بنیاد
وسائل کا ذکر کر دینا بھی عمل ایسا ہو جو اقدام حق ہے۔
. . . لیکن ویسا ہوتا ہے کہ حریت حق کی صدائیں تو
اٹھتی ہیں مگر اس جاذبیت مقنوی سے محروم ہوتی ہیں اور ان
میں کچھ بے اثر ہے عالم میں ہو سکتی ہیں بلکہ ویسا ہوتا ہے کہ
بعد از تعلیل اصحاب کی صداقت و اخلاص قلبی اور داعیان
حق کا ہر گروہ موجود ہوتا ہے ان کی دعوت تحریک بلکہ
کر کے مستحق ہوتی یعنی منہاج نبوت کے علوم و اعمال کو ان

علم و اجماع حاصل نہیں ہوتا۔ یا کتاب و سنت کی صحت تامہ کی بجائے مزید کی حقیقت منکشف ہوتی ہے۔ ۔ ۔ ۔

مگر ساتھ ہی اس اعتراف کے کہ اس طرح کی غلطیوں اور لغزشوں یا مزید کی [illegible] و قیاس علم صالح یا تجربہ سے دیکھنا یا ثابت پاک رسالت نہیں ہیں اپنا علم و [illegible] محمود بنی مہاجر برکات نبوت و فوز حاصل نہیں کر سکتیں؟

"سعد و [illegible]، ان کی دوسرا [illegible] صفحہ [illegible] اکتایا تیرہ "یہ حقیقت نہیں ہے جس کو [illegible] اللہ [illegible] منصب نبوت علی الخصوص آخر یہ اور [illegible] محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے انما صحابہ تمام نے دنیا کے آگے پیش کیا اور حقیقت علم کی حقیقت دیگر مسیحیت کی جگہ [illegible] اور تہذیب کی حقیقیات کو بلا اپنے کا دروازہ ترقی انسانی پر کھول دیا۔ اور جس کے علم و عمل کا نمونہ صلحائے امت کی اقتداء صحابہ و السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان من درجۃ الانبیاء وخلفاء المرسلین واقتدۃ الہدی رضی اللہ عنہم و رضوا کے اخلاف و اخلاف کو ہمیشہ کے لئے دکھلا دیا۔ واولئک علی ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون۔ انتہیٰ

(ملاحظہ ہو [illegible] کا [illegible] ص ٥٠)

مولانا آج احمد سرہندی فیض وغیرہ کی جانب آپ کی نگاہیں کیوں نہیں اٹھتیں اور آپ کا قبلۂ مطلب رنگا ہوا مغرب کی بجائے وادی بطحا اور مدینہ منورہ کیوں نہیں؟

مخلص ارشاد [illegible]

"ان آیات کریمہ سے فضیلت و مساوات حضرت ختم المرسلین کا یوں اثبات ہوا کہ امت مسلمہ کو ساری امتوں سے بہتر فرمایا اور شریعت محمدیہ کو تکمیل ادیان اور اتمام نعمت قرار دیا اور ظاہر ہے کہ مطیع کی فضیلت مستلزم افضلیت مطاع اور نعمت کا اتمام منعم کی افضلیت سے علی وجہ الکمال اور منبع نعمت کے اعلیٰ و افضل ہونے پر دال ہے"

(ایضاً صفحہ ۷۷، ۷۸، [illegible])

یہ تھا پرست ابوالکلام کی خدا پرستی کی آواز، واقعہ یہ ہے اور حقیقت یہی ہے کہ حضرت ختم المرسلین نے مسلمانوں کو جہاں پہنچا دیا ہے، وہاں ساری بلندیاں نیچی ہیں اور سارے اقبالات و فتح و نصرت ان میں ہیں، اب تحقیق ملاحظہ ہو کہ نیاز البشر کا ملکہ گمراہی مسلمانوں کو اپنی مرتبت کا دعویٰ کیے بغیر نہیں جھکتا ہے اور جس دین کی جگہ ایک نعمت اور اتمام نعمت کہتا رہا آج اس کی بنیادی حقیقت و تیاگ کر دیگر مذاہب کی بنیادی حقیقتوں کے مساوی قرار دے کر اس کی تمام ترقیات اور برتری سے محروم کر دیا ہے

برہمن را بتاں طاق خود آراست
تو قرآں را سر طاق نسیان!

(الہلال مورخہ ۱۱ اکتوبر صفحہ ۵)

"بار ہا گفتہ ام و بار دگر می گویم"

"مسلمانوں کے سینے تمام عالم میں صرف ایک ہی ہاتھ سے حکمرانی کر سکتا ہے اور ایک ہی چشم نگراں ہے جو لغزش سے بچا سکتی ہے، یہ وہی ہے جو کسی مینا پر گلی ہو کر بھی کبھی

ذہنوں پر یورش سی کرتی ہوئی۔ کبھی قائد اعظم میں لا تقنطوا
ان اللہ معنا کی صدا بن کر کبھی امید کے گیت اور حفیظ
اور مغلوب و غالب کے پیام میں کبھی آمد کے راستے میں تو کان حقاً
علینا نصر المومنین کی بشارت تھی اور آج بھی ایک ٹوٹے
ہوئے کاروان ایک بے یار و مددگار قافلے۔ ایک برہم شب غم
کے لیے امید کا آخری سہارا ہے اور زندگی کی آخری روشنی ہے
جس روز یہ سیاہ بو ترا زمانہ سے یہ نغمہ سرمدی بلند ہوا تھا
اس کا تار تار مضمون ترانہ ہے گر سو کے محرومی کو کسی سامری
سحر فن نے خود شعور کا ہاتھ کھینچ لیا!

داغ فراق شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ نیشنلسٹ علماء کے افکار
و آراء ان کے علمی و ذہنی اور دینی تقاضات جتنے ہو سکیں جمع کر دیں
جیسا کہ پہلے لکھ چکے ہیں کہ کانگریسی مولاناؤں کے سرخیل ہمارے
نزدیک ابوالکلام آزاد مرحوم ہیں اس لیے ان کی ذہنی و دینی کاوشیں
زیادہ تر تعداد میں جمع کی جا رہی ہیں۔ آخر وقت الوسیع یہ کوشش ہے کہ
کوئی گوشہ ایسا نہ رہے جو پیش ہے کا ہے تو ہو سکے اس لیے بھی

یہ جانتا ہوں کہ تو اور پرستیاں نہیں ہوتی
جلے ہوئے شکوں کو سمجھ رہا ہوں میں

ہمیں معلوم ہے۔ یہ کہا جاتا رہے گا کہ جو لوگ اس دنیا میں
موجود نہیں ہیں ان کے متعلق یہ سعی لاحاصل ہے۔ لیکن ہم یہ
جانتے ہیں۔ کہ یہ آواز ان گوشوں سے نکلی جو آزادی
کے شاہراہوں پر تحریک قیام پاکستان کی مخالفت کرتے رہے ہیں

اور جو نوجوان ان کے اُصولوں اور خیالوں کو اپنے لیے نشانِ منزل سمجھتے ہیں اور یا وہ لوگ جن کی عقیدتیں اسلامی اصولوں کی بجائے شخصیات سے ہیں۔ ہماری اپنی ذمہ داریوں کا ہمیں پورا پورا احساس ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جب تک ان خطرناک تحریکوں کو ختم نہیں کیا جائے گا۔ جہاں تو ہم قدم بقدم دشمن و مخالف تعاقب کیے چلیں گے۔ ہم اپنی نوخیز نسل کے لیے وہ راستے صاف و ہموار نہیں کر سکیں گے۔ جن پر حکیم الامت علامہ اقبالؒ اور حضرت قائداعظمؒ انھیں چلانا چاہتے تھے۔

چونکہ کمیونسٹ عناصر میں سے بعض ایک مکتبِ فکر کی حیثیت لیے ہوئے ہیں اس لیے ان کے متعلق بار بار مجھے توجہ کرنا اور لکھنا پڑ رہا ہے اس لیے اس مقام پر مجھے مخالفوں کے ہجوم کی پرواہ ہے۔ اور نہ کسی کی ناراضی و ناپسندیدگی کا کھٹکا۔ ہم ابھرنے والی نسل اور اپنے مائل و بے نیاز احباب اور بزرگوں پر وہ اور وہ چار کی طرح یہ واضح و ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایسے کمیونسٹ طلبہ کرام جن کی غلط اور تباہ کن دوڑ دھوپ نے ملتِ اسلامیہ کو ایک نقصان عظیم پہنچایا ہے اور جن کے چلتے پھرتے اثرات پاکستان میں ابھی ایک موثر حیثیت و قوت رکھتے ہیں۔ ملتِ پاکستانیہ کو استقبال و نتائج کے نظریات و خیالات سے روشناس کرا کر اس مقصدِ عظیم کے حصول کے لیے انھیں آمادہ و تیار کرنے کے لیے ہمدردی جرأت و دلیری اور پامردی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ زندگی ایک حقیقت ہے۔ اور ملت کی زندگی کے تمام معاملات و کوائف پر پوری سنجیدگی و متانت سے غور و خوض کر کے اس کی مشکلیں اور دشمنوں کو مزید روشناس و تباہ کن بنانے کے لیے گلستانِ پاکستان کو ان غلط میلوں

کے جاویں، اور فرزندان ملت کے دل و دماغ کو گمراہ و مریض افکار اعمال کے اثرات سے محفوظ کرنے کے لیے پوری مستعدی، بلند نظری اور دیانت داری سے بھرپور کوشش و جدوجہد ہونی چاہیے اسی آرزو اور اسی مقصد کے پیش نظر یہ مواد فراہم کیا جا رہا ہے

مولانا آزاد فرماتے ہیں:۔

"جس طرح افراد کی موت اور حیات کے لیے قوانین مقرر ہیں اسی طرح کسی قوم کی موت و حیات کے لیے بھی قوانین مقرر ہیں۔"

اسی تحریر میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"ہمارا اسلام کی بنیاد کوئی وقتی یا فوری واقعہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ وہ ایک مستقل اور دائمی اعتقاد ہونا چاہیے جو اپنے قیام کے لیے کسی خارجی سہارے کا محتاج نہ ہو۔"

حضرت مولانا ہی اپنی بصیرت کی روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ "ہندی قومیت" اور "اسلامی قومیت" دونوں میں سے کون سی چیز وقتی ہے اور کون سی دائمی؟ اور دونوں میں سے کون سی چیز ہے جو کسی بیرونی سہارے کی محتاج نہیں۔

ز قرآن پیش خود آئینہ آویز!
دگرگوں گشتۂ از خویش بگریز!

جمعیۃ العلماء کے اجلاس لاہور کی صدارت میں مولانا آزاد فرماتے ہیں:۔

"حضرات علمائے کرام! اراکان جمعیت! اس وقت ایک بہت بڑی نازک ساعت ہمارے طریق عمل کے لیے درپیش ہے۔ ہم نے مدتوں کی غفلت کے بعد قومی و اجتماعی اعمال کی کشمکش [illegible]

میں قدم رکھا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے ہماری نظر اجتماعی کے
مجلسی و اجتماعی کاموں کے طرق و اسلوب پر پڑتی ہے جہاں تعلیمِ
حالات کا جذبہ پیوست ہے، اختیارات کی جانب کھینچے گئے ہیں
جو آپ کو یاد دلاؤں گا۔ کہ آپ کی راہ ان راہوں سے بالکل الگ
ہے۔ اور کتاب اللہ کی ہدایت اور حکمتِ نبوت نے آپ کو دنیا
اور دنیا والوں کے ہر قسم کے طریقوں اور ذریعوں سے مستغنی
کر دیا ہے۔ آپ اس کے محتاج نہیں ہیں کہ انسانوں کے بنائے ہوئے طریقوں
کی تقلید کریں بلکہ آپ کو علم و عمل شریعت اسی لیے دیا گیا ہے
تاکہ دنیا کی آنکھیں آپ کی طرف امید و طلب سے اٹھیں اور آپ
کی ہدایت ان کے لیے اتباع و تقلید کا پیام ہو۔ آپ کے پاس
اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے اور اس سے بڑھ کر
اور کون سا علم اور سرچشمہ حکمت ہو سکتا ہے
جو انسانی احتیاج کے تمام گوشوں پر ترجیح کے لیے دنیا میں وجود
رکھتا ہو؟ دنیا میں علم و یقین صرف وحی الٰہی اور علوم و احوال
نبوت ہیں۔ اس کے سوا علم و یقین کا اس ساری دنیا کے لیے وجود
نہیں ہے۔ سو جس قدر بھی ہے قرآن پکار پکار کر کہہ رہا
ہے ظن ہے، گمان ہے، قیاس ہے، اٹکل ہے، تعصب ہے، ظلمات
ہیں۔ بعضها فوق بعض۔

(خطبہ صدارت اجلاس لاہور صفحہ ۸ تا ۹)

آگے چلیے :-

"فی الحقیقت احکامِ شرعیہ کی رو سے مسلمانوں کی جماعتی
زندگی کے لیے دینی راستہ وہی ہے جو صاحب منہاج دین نے دکھایا۔ اگر ہم شریعت کے
انتظام جماعت قائم کرکے دو سرے رخ سے کرتے..."

مولانا کے سامنے انہی کی تحریرات کو پیش کرنا اور آن کے تفقہ فی الدین کا واسطہ دے کر خود اپنے آپ اور مسلمان قوم پر رحم کی درخواست کرنا دیوار سے سر پھوڑنے کے مصداق ہے۔ مگر مسلمانوں کو جو موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں اور مختلف قوتوں کی کشاکش کے طوفانوں میں سراسیمہ وحیران ہیں غور کرنا چاہیئے کہ جس اسلامی تنظیم اور جماعت بندی کی طرف سے آنکھیں بند کرکے ایک نئی گمراہ کن راہ پر چلنے کی ان کو دعوت دی جا رہی ہے، خود علمائے وطن پرست کی نگاہ میں بھی باطل ہے۔ اس ایسا محکم اور یقینی کو ملاحظہ فرمائیے۔ جس نے مندرجہ صدر صدمہ خیز جادو کے کلمات مولانا کی زبان سے نکلوائے تا کہ دینی دنیا تک یادگار رہیں اور آنے والوں کو عبرت کا سامان بہم پہنچائیں۔ جب خدا کا لطف وکرم کنارہ کش ہو جائے۔ تو باوجود اپنے علم وفضل اور معرفت حقائق کے انسان کتنی بڑی گمراہی میں مبتلا ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ اب آخری سوال یہ رہ جاتا ہے کہ مسلمانوں کے ان مصائب کا حل کیا ہے؟ اس کا صحیح جواب بھی مولانا کی زبان سے سنیئے:۔

"میں نے ابھی ابھی عرض کیا ہے کہ اس ملک کی کامیابی یہ ہے کہ جماعۃ المسلمین قائم ہو اور نیز طریق مصاحب امر جماعت طریق مصروب نہیں، مگر طریق سنت وصلاح نبوت۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ آج ہمارے قومی کاموں کی پریشانی میں بنیادی غلطی یہی ہے کہ ہم نے اصل علمی طریق اصلاح کا فیصلہ نہیں کیا۔"

مسلمانوں کی اصلاح کے لیے صرف طریق تجدید کی ضرورت ہے، یعنی
کیا یعنی اس کی ضرورت ہے کہ از سر نو نئی باتیں، نئے طریقے،
نئے ڈھنگ، نئے نظام اور نئی نئی چالیں اختیار کی جائیں!
صورت حال یہ ہے کہ چلتے سے ایک کامل تاثر قسمت موجود ہے
جس کو اپنے بقا و ترقی کے لیے کسی نئی بات کی احتیاج نہیں۔

حضرت! دین کامل ہو چکا ہے اور اتمام نعمت کا اعلان
کر دیا گیا: الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ پس یہ اصل تو
متفق مسلم ہے کہ اب اصلاح صرف تجدید کی ہے تاسیس کی
نہیں۔ خود شارع علیہ السلام نے ہمیں تجدید ہی کی خبر دی نہ کہ
تاسیس کی۔

مولانا! جب دین مکمل ہو چکا ہے اور اب [illegible] میں
ہدایت، اعتقاد کا اعلان بھی فرما دیا ہے میں تو از راہ [illegible]
فرمائیے کہ آپ کا مسلک قومیت متحدہ اور مشرکین سیاسی
جس کے آپ داعی کی دعوت آج تمام مسلمانوں کو دے رہے
ہیں، اسلام ہی کی تجدید ہے یا کسی اور دین کی ابتداعیت
اور ہرگز ہی وہ تالیف ہے۔ جس میں وضع اسلام نہیں ہو
سکتی ہے۔ یہی وہ طریق بقا کے نعمت ہے جو داعی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتلایا لیکن آپ کا مسلمانوں کی
سیاسی تنظیم کی مخالفت کرنا بتا رہا ہے کہ آپ کے نزدیک
وقت کی ضرورت تجدید نہیں تاسیس ہے۔

جمعیۃ العلماء کے قیام کے مقاصد کے ذکر کے بعد طریق
تجدید کی تائید کے دوران میں، اصلاح کی بنیاد و ذیل کے مبادی

پھر لکھتے ہیں۔

"اسلام کے نظم و شریعت میں دین و دنیا کی تقسیم نہیں۔ اسلام نے شریعت الٰہی کو نوع انسانی کی تمام سعادت و ہدایت کا کفیل و سرچشمہ قرار دیا ہے اور مسلمانوں کی سیاسی و علمی اخلاقی و قومی، مدنی زندگی کی بنیاد صرف ایک ہی حقیقت جامعہ پر ہے۔ یعنی شریعت اسلامیہ اور کتاب و سنت۔

مسلمانوں کی تربیت سعادت کی بنیاد صرف شریعت کا علم و عمل ہے۔ شریعت نے انہیں بتلایا تھا کہ دنیا میں سب سے بڑی قوم یہی ہیں۔ وہی خیر الامم ہیں، وہی خیر البریہ ہیں۔ وہی شہداء علی الناس ہیں۔ وہی خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں۔ ان کے عروج و سعادت کی علت صرف یہ تھی کہ قرآن کریم اور سنت رسول کو انہوں نے دستور العمل حیات قرار دے دیا تھا۔ قرآن کی نسبت صاحب قرآن کا اعلان تھا ان اللہ یرفع بھذا الکتاب ویضع بہ آخرین رواہ مسلم۔" (خطبہ صدارت جلسہ لاہور صفحہ ۲۵ و ۲۶)

اجتماعیت اور مرکزیت اسلامی کے متعلق مولانا کا ارشاد ہے:۔

"قرآن حکیم ظہور شریعت و نزول وحی کا سلسلہ ختم قرار دیتا ہے کہ اجتماعی اور اسلامی مسئلہ ہو اور مدار کتاب کو قطعی و خاتمہ شریعت و وحی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے اور اس سے وہ نتیجہ شریعت کے تکمیل و ارتقا اور اس کو ترک کر دینے کا ہے۔" (مسئلہ خلافت طبع دوم صفحہ ۱۱)

سلسلہ تحریر جاری رکھتے ہوئے صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

"اور یہ حقیقت کس قدر واضح ہو جاتی ہے۔ جب
ان تمام مشہور احادیث پر غور کیا جائے جن میں مسلمانوں کی
متحدہ قومیت کی تصویر کھینچی گئی ہے ۔ ۔ ۔ "

حضرت مولانا! یہ حقیقت آج کس مسلمان پر واضح
نہیں۔ علماء کرام کی بڑی سے بڑی گروہی اس پر پردہ نہیں
ڈال سکتی لیکن ایک اور حقیقت بھی ہے جو آج مسلمانوں
پر آشکارا ہو رہی ہے اور وہ یہ کہ وہی لوگ جو کبھی مسلمانوں
کی متحدہ قومیت کی تصویر کھینچا کرتے تھے آج اس کا حلیہ
بگاڑ کر متحدہ وطنیت کی دیوی کی تصویر کھینچ کر اس کی پوجا
میں مصروف ہیں، ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ۔
انگریزی خواں طبقہ اور عوام جن کی نظر حقائق دینی اور رموز
شریعت پر نہیں اگر بادیہ غوایت و ضلالت میں بھٹک
جائیں تو چنداں تعجب انگیز نہیں مگر اس کو مسلمانوں کی
بدبختی کے علاوہ اور کیا کہئے علمائے دین بھی بتانِ وطنیت
کی جادو نظری کا شکار ہو چکے ہیں ۔

مجھ کو تو سکھا دی ہے افرنگ نے زندیقی
اس دور کے ملّا ہیں کیوں ننگِ مسلمانی — اقبالؔ

اصلاح و تعمیرِ ملت کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد
ہوتا ہے:۔

"پہلی چیز جماعت ہے تمام اُمّت کو ایک خلیفہ و امام پر
جمع ہو کر اپنے مرکز قوت سے جڑ کر رہنا چاہیئے۔ الگ الگ
نہیں رہنا چاہیئے"

یہ آپ ابو الکلام کی بحیثیت امام الہند ارشاد ہے جو کہ

خود مرکز ملت کے تباہ کرنے میں مصروف ہے ۔۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

جماعت کی توضیح یوں فرمائی گئی ہے :۔

"جماعت مقصود افراد کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں افکار و خیالات مزاج اور نظم پر ... قادر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اپنے اجتماعات میں افراد منتشر نہ ہوں۔ ایک دوسرے سے مل کے جزو اور ان کے تمام اعمال مل جل کر انجام پائیں۔ کسی گروہ کا عمل بھی پیش نہ ہو۔ اختلافات کا مرتب اخلاص سے بلند تر ہے۔ امتزاج کی ترکیب کا جسم مرتب ہے اس میں کیمیت سے زیادہ کیفیت ہونی چاہئے یعنی مختلف افراد کو باہم اس طرح ملا دیا جائے کہ جس طرح کا اجتماعی مزاج جس قسم کے مزاج کے ساتھ مل کر ایک متحدہ کیفیت حاصل کر سکتا ہے ویسا ہی مزاج اس کے ساتھ ملا دیا جائے۔ بے وجہ کہ دو ایسے آدمیوں کو ملا دیا گیا جو کہ طبیعت و خصلت اور استعداد و صلاحیت باہمدگر میل نہیں کھا سکتی ان کو خواہ کتنا ہی ملاؤ لیکن تیل اور پانی کی طرح ہمیشہ الگ الگ ہی نظر آئیں گے"

قوموں کے اختلاط امتزاج اور اختلافات کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

ہندو مسلمانوں کو ہندوستان میں ملا کر ایک قومیت کی تعمیر کیا جرم ہے؟ کیا ان میں سے ایک تیل اور دوسرا پانی نہیں؟ کیا آپ نے دونوں میں سے کسی ایک کو اپنی کسی کیمیاوی ترتیب سے تحلیل فرما کر دوسرے میں جذب ہونے کے قابل بنا دیا ہے؟ زیادہ تعجب یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کی ساری قومیت یعنی قومی

اور اسلامی عصبیت کو ختم کر کے پانی بنا دینے کی سعی فرما رہے
ہیں! اگر یہ حقیقت نہ ہوتی تو آپ کا مسلک وہی تھا جس
کے ماتحت کبھی آپ فرمایا کرتے تھے :-

"غور کرو ایک مشرک اور مسلم کی زندگی میں کتنا فرق ہے
مشرک پتھروں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں۔ ستاروں سے ڈرتا
ہے کہ وہ خدا ہیں۔ کھنڈر اور بوسیدہ قبروں کی لاشوں سے ڈرتا
ہے کہ وہ خدا ہیں۔ خود انسانوں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں لیکن
ایک مسلم کا عقیدہ ہے کہ ذرّہ سے لے کر سماوات و الارض کی ایک ذات
کے سوا دنیا میں کوئی وجود نہیں جس سے ڈرا جائے۔"

(الحریت فی الاسلام صفحہ ۴۵)

مولانا آزاد صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ہندوستان میں
جس کو متحدہ قومیت کا لازم مانا ؟ کیا یہ [illegible] متاع ہے کیا
ہم کو یہ مشرک نہیں بنتے۔ کیا یہ پتھروں، ستاروں، سانپ
بیل اور پیڑ کے درختوں کے آگے سجدہ کو خدا نہیں سمجھتے۔ کیا ان
کو معبودیت [illegible] آپ کا یہ دعویٰ ہی مسلک
اس کا جواب نفی میں ہے تو کیا آپ اس سب کو [illegible]
[illegible] سوال [illegible] پر جھکا چکے ہیں۔ اگر ہے
کہ ذرا اپنے ضمیر کا کوئی گوشہ، اس کا جواب بھی نفی میں ہے تو کیا
[illegible] سے انکار کی جرأت فرمائیں گے، کہ مسلمانوں کی قوت
وہی ہے جس کی تصویر آپ کے مضمون [illegible] افسوس میں بجز۔
رہی ہے۔ جب حقیقت یہ ہے، تو آپ کس [illegible] پر ہندو
مسلمانوں کو مل کر [illegible] وحدت کی تلقین فرما رہے ہیں۔
کی مخالفت [illegible] مخالفت [illegible] - مخالفت [illegible] ارتکاب

نظر قرآں کے باوجود یہ کسی نتیجہ پر منتج ہو سکتی ہے۔ کیا اس قسم کی دو نمائی قربِ مائش و انصاف ہیں ہے۔ اس کا نتیجہ ایک ہی ہو سکتا ہے کہ یا تو مسلمان شدھ ہو جائیں، یا ہندو حلقہ بگوشِ اسلام۔ موسیٰ فلاد کریشٹے کچھ دو شرادے تھی۔ اگر دو اسلام جیسی ہستیاں اپنے مرکز تعلق سے نہ ہٹتیں مگر

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

آج مسلم لیگ کا سب سے بڑا جرم اس کی یہ دعوت ہے کہ مسلمان بلا شرکتِ غیرے اپنی تنظیم کریں۔ اور ایک خالصۃً اسلامی۔ غیر مخلوط جماعت کے افراد کی حیثیت سے زندہ رہیں سنئے کہ مولانا صاحب اس تنظیم کے متعلق کیا فرماتے تھے ارشاد تھا۔

"ایک بہت بڑی چیز جس کی ہم میں کمی ہے تنظیمات عمل (آرگنائزیشن) ہے اور اس کے لیے اتنا کافی ہے کہ مقصدِ مشترک سامنے موجود ہو اور سب میں اس کے نام سے ایک رشتہ باہمی قائم ہو جائے۔" (الہلال، ۳۰ جولائی ۱۹۱۳ء)

یہی آرگنائزیشن آج فرقہ پرستی (COMMUNALISM) قرار دیا جاتا ہے جو اس ضابطہ کی رو سے جو تمام سیاسی جماعات نافذ ہوتا ہے اور جو مولانا صاحب اور ان کے رفقائے کار کے نزدیک وحی منزل کی طرح واجب التسلیم ہے، ناقابلِ عفو گناہ ہے جس تنظیم کے متعلق مولانا نے مسئلہ خلافت و جزیرۃ العرب میں کبھی تحریر فرمایا تھا:

"اور اسی بنا پر شارعِ اسلام نے اسلام اور اصلاحی زندگی کو موسوم جماعت رکھا اور جماعت سے علیحدہ ہو جانے کو جاہلیت اور میتات

جاہلیت سے تعبیر کیا ہے۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قرآن کے نزدیک فرد اور فرد کی ہستی کوئی حقیقت نہیں رکھتی صرف اجتماع اور جماعت کی ہے اور فرد کا وجود اور اعمال بھی اسی لیے ہیں تاکہ وہ کسی اجتماع و جماعت سے حیثیت اجتماعیہ پیدا ہو۔ ۔ ۔ ۔ اس بارہ میں اس کثرت کے ساتھ حدیثیں موجود ہیں اور صحابہ سے لے کر حدیث کی کتب تک مختلف طبقات رواۃ و حفاظ میں اس قدر اس کی شہرت رہ چکی ہے کہ اسلام کے عقیدۂ توحید و رسالت کے بعد شاید ہی کوئی چیز اس درجہ تواتر و یقین کے مرتبہ پر پہنچی ہو گی۔ سب سے پہلے میں مسند امام احمد وغیرہ کی ایک روایت نقل کروں گا جس میں باقاعدہ ترتیب اسلام کا نظام بیان کیا گیا ہے۔

۔ ۔ ۔ ۔ یعنی فرمایا تم کو پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کے لیے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے جماعت، سمع، طاعت، ہجرت اور اللہ کی راہ میں جہاد۔ یقین کرو کہ جو مسلمان جماعت سے ایک بالشت بھی باہر ہوا تو اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا اور جس نے اسلام کی جماعتی زندگی کی جگہ جاہلیت کی پکار کی طرف بلایا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کیا ایسا شخص جہنمی ہو گا، خواہ وہ روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو فرمایا ہاں اگرچہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور عمر بھر عمل کرتا رہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کیوں نہ سمجھتا ہو۔

اس کی تشریح میں مولانا صاحب فرماتے ہیں:۔

"پہلی چیز جماعت ہے یعنی امت کا ایک خلیفہ و امام ہو جس کو ہر حال میں مرکز سمجھ کر رہنا چاہیئے۔ الگ الگ نہیں رہنا

چاہیئے: آگے چل کر شہرت کے ساتھ وہ مدعی ہیں گی جس سے معلوم ہوتا کہ جماعت سے الگ رہ کر رہنے کو یا ایسی منتشر زندگی جو ایک بندہ مومن اور کی جماعت کی شکل در گئی ہو اور کسی امیر کے تابع نہ ہو اسلام نے غیر اسلامی اور جاہلیت کی زندگی قرار دیا ہے۔

ان بیّن اور واضح تصریحات کے بعد ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ خود حضرت مولانا اور ان کے ہم مشرب حضرات کی موجودہ زندگی کیسی ہے اور کس کی راہ ہے: یہ حضرات

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

سنئے فرماتے ہیں:۔

"یہی جاہلیت کا وہ ماحول تمام تفرقہ تھا اور اسلام کا وہ حال تام جماعت اور التزام جماعت یہی وجہ ہے کہ تمام احادیث میں حقیقت واضح کی گئی اور صاف صاف کہا گیا کہ جو شخص جماعت اور اطاعت امام سے الگ ہو گیا گویا وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔ اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہوا اور روزہ رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔"

"ہم سوائے اس کے اور کیا کر سکتے ہیں کہ ان حضرات کے حق میں دعا کریں کہ اگر کسی لغزش سے ان کا قدم اسلامی جادہ مستقیم سے پھسل گیا ہے تو کم از کم ان کی موت جاہلیت کی موت نہ ہو۔ ربنا تقبل منا انت السمیع العلیم۔"

پھر ارشاد ہے:۔

"مسلمانوں کے لیے راہ عمل ہمیشہ سے ایک ہی رہی ہے اور

ہمیشہ کی طرح اب بھی ایک سوری یعنی ہندوستان کے مسلمان اپنی
جماعتی زندگی کی اس معصیت سے آزاد ہیں جس میں وہ ایک
عرصہ سے مبتلا ہیں اور جس کی وجہ سے فتنہ و فساد کے تمام دروازے
ان پر بند ہو گئے ہیں، جماعتی زندگی کی معصیت سے مقصود یہ
ہے وہ بالکل اس گلہ کی طرح ہیں جس کا ریوڑ جنگل کی جھاڑیوں
میں منتشر ہو کر گم ہو گیا ہو!!

ایسی غیر اسلامی زندگی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے فرماتے ہیں:-
"قرآن و سنت نے بتلایا ہے کہ شخصی، نہیں گے، معاصی کسی
قوم کو یکسر برباد نہیں کر دیتے، اشخاص کی معصیت کا نقصان ہمیشہ
محدود رہتا ہے۔ لیکن جماعتی معصیت کا حکم یعنی نظام جماعتی
کا نہ ہونا ایسا سخت ہلاکت ہے۔ جو فوراً بربادی کا حکم لاتا ہے اور
جلد ہی قوم کی قوم تباہ ہو جاتی ہے۔"

ہم مولانا صاحب سے دریافت کرنے کی جرأت کرتے
ہیں کہ شرعی جماعتی معصیت جو ہمیں اور آپ کو ہر لمحہ یاد دلاتی ہے
قوم کو تباہ کرنے کا موجب تھی آج کس طرح قوم کے حق میں مسیحا
نفس بن گئی؟ سوچئے اور غور کیجئے۔ آپ کی موجودہ روش
کس طرح آپ کے دامن تقدس و تفقہ کی دھجیاں بکھیر رہی
ہے اور وہ بھی کسی دوسرے کے ہاتھ سے نہیں۔ بلکہ خود آپ
کے اپنے ہی دست مبارک سے۔

تحریک آزادی میں مسلمانوں کی پوزیشن کیا ہونی چاہئیے
اس کے متعلق وحدت قومیت پرستی سے پیشتر کا اسلام مولانا صاحب
زریں سبق سکھاتا تھا ملاحظہ فرمائیے:-
"ہم نہایت حیرت کے ساتھ، مجبور ہیں کہ ہر اس تقسیم

بنگال کی نہج سے نہیں بلکہ بیشتر سے اپنے اجداد [illegible] کی اور حقوق
طلب ایسی کا [illegible] رکھتے ہیں۔ مگر دام راہ فضلات سے [illegible] اپنے
کا نہیں [illegible] ہونا چاہیے لیکن افسوس ہے کہ ان کے سامنے
بھی ہندوستان کی پولیٹیکل جدوجہد کے سوا کوئی مستقل اور مقصد
نہیں ہے۔ وہ بھی اپنی ترقی کا [illegible] منتہی مرتبہ سمجھتے ہیں کہ کسی
کسی طرح ہندوستان کے تمام [illegible] جتنا سیکھ جائیں [illegible] ہمارے
عقیدہ میں بھی [illegible] مسلمانوں کے لیے [illegible] کا سب سے بڑا
سبق ہندوستان کے سیاسی احوال ہیں [illegible] ہوتی ہے کہ
[illegible] سے حاصل نہیں کی گئی لیکن [illegible] تمام [illegible] کے لیے
اس سے بڑھ کر کوئی [illegible] موت نہیں ہو سکتی کہ [illegible]
ایک [illegible] اسلام کی تعلیم [illegible] چاہیے ہو گیا۔
اسلام کی طرف سے [illegible] نہیں ایک [illegible] ترقی کے [illegible]
[illegible] اگر ایسا ہی ہے تو بہتر ہو کر
[illegible] اسلام [illegible] جائے [illegible] کو دیکھے [illegible]
کیا ضرورت ہے [illegible] پڑھ دیجئے [illegible]
[illegible] ہو سکتا ہے۔ [illegible]
[illegible] اسلام کے [illegible] سے بڑھ کر [illegible]
حصہ نہیں ہو سکتا۔ [illegible] کا عین مسلمان [illegible]
قوموں سے [illegible] اگر مسلمان زندگی حاصل کر سکتے ہیں تو مسلمان
بن کر [illegible] نہیں۔ [illegible] کا قدرتی [illegible]
[illegible] کا [illegible] کیا ضرورت
ہے۔ [illegible] ہندوستان کو اپنی [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] پر

وقت ممکن ہے۔ البتہ خدا کی تعلیم میں ممکن نہیں کہ وہ تبدیلی و تحلیلات اللہ
جبر کیا۔ اس حالت میں مسلمان بھی اپنے اماموں کے ساتھ اپنی نمازیں
توڑ دیں گے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ تمام شیعہ کو گہری اور تفکر طلب اپیل دیں۔
ہم مسلمانوں کے ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ خواہ کسی اصول پر بھی
ہو سکیں۔ ایک ایسی راہ پیدا کریں جو ان کی مستقل اور مختصر صورت
ہو جس میں کبھی تغیر کی ضرورت نہ ہو۔ تمام خارجی اثرات سے محفوظ
ہو تغیر کیا جا سکے کہ وہ مسلمانوں کی راہ ہے۔ ۔ ۔ ہمارے ملکی بھائی
اپنے اندر صرف قومیت اور سیاست کی روح پیدا کر کے زندگی
کی حرارت پیدا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اور قومیں بھی۔ لیکن مسلمانوں کی
زندگی ملکی قومیت نہیں ہو کسی خاص نسل و خاندان یا زمین کے جغرافیائی
تقسیم سے تعلق رکھتی ہو۔ ان کی ہر چیز مذہب یا بالفاظ دیگر مذہب پر
ان کا تمام کاروبار صرف خدا سے ہے۔ پس جب تک وہ اپنے تمام اعمال کی
بنیاد مذہب کو قرار نہیں دیں گے اس وقت تک ان میں وہ قومیت
کی روح پیدا ہو سکے گی اور نہ اپنے بکھرے ہوئے شیرازہ کو جمع
کر سکیں گے۔ آج دنیا قوم اور وطن کے نام میں جو تاثیر رکھتی ہے
مسلمانوں کے لیے وہ اثر صرف اسلام یا خدا کے لفظ میں ہے۔ یورپ
میں نیشن کا لفظ کہہ کر ایک شخص ہزاروں دلوں میں حرکت پیدا
کر سکتا ہے لیکن آپ کے پاس اس کے مقابلہ میں کوئی لفظ ہے۔ تو
خدا یا اسلام ہے لہٰذا۔

۱۔ مسلمانوں کے لیے ہر شئے آئی گئی اور سب میں ہے جس وہ اگر آج
کل پولیٹیکل زندگی اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس
کی بنا اس شئے پر کر کے پیدا کریں جو صرف پولیٹکس
بلکہ قومی اعمال کی ہر شاخ کو زندہ کرے۔

٢۔ قرآن کریم صرف نماز روزہ حج وغیرہ کے فرائض بتلانے کے لیے ہی
نازل نہیں ہوا بلکہ وہ انسانوں کے لیے ایک کامل اور مکمل
قانون فلاح ہے جس سے انسانی زندگی کی کوئی حالت باہر نہیں
جس مسلمانوں کی بربادی کا سبب اور مرض وہ عمل جو قرآنی تعلیم پر
مبنی نہ ہوگا ان کے لیے موجب فوز و فلاح نہیں ہو سکتا۔

٣۔ اگر اپنا نصب العین صرف اسلام بنانا چاہیے اور اس کی
طاقت اس میں صرف کرنی چاہیے کہ وہ ہر طرف سے ہٹ کر
احکام اسلام کے مطیع و منقاد ہو جائیں۔ اسلام ہی ان
کے لیے پالیٹکس کی راہ کھولے گا۔ تعمیر کا علم دے گا۔ اخلاق
و فضائل میں تبدیل پیدا کرے گا۔ اور وہ تمام اقوام میں کو ترقی
یافتہ تو سمجھ لیں مگر دیکھ کر وہ جا رہے ہیں۔ نقصانات اور افتراق
سے صاف ہو کر ان میں اتحاد پیدا ہو جائے گی۔

٤۔ تعلیم، معاشرت اور سیاست میں ان کو ہندوؤں کے اتباع اور ان کی
کوئی راہ اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ ہندوؤں کے مذہب۔

(الہلال ٩ اکتوبر ١٩١٢ء)

کانگریس کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ مذہب شخصی
اور انفرادی معاملہ ہے یہ ایک ذاتی معاملہ ہے اسے سیاسیات میں
کوئی دخل نہیں ہونا چاہیے۔ کانگریس کے ارباب حل و عقد کہے
وہ یہی کہتے رہتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں اور مولانا صاحب
کا سکوت اور عملاً اس جماعت میں شرکت اس امر کی دلیل ہے
کہ آج وہ بھی یہی سمجھ رہے ہیں لیکن دیکھیے کہ مسلمانوں کو
کہ اس دور سے بیشتر مولانا صاحب کا اس باب میں کیا مسلک
تھا کس صراحت سے انہیں لکھا کہ آج مذہب اور سیاست کو الگ

میں کیوں ملاتے ہیں جواب میں آپ نے فرمایا۔

"آپ فرماتے ہیں کہ پولیٹیکل مباحث کو مذہبی رنگ سے الگ کر دیجئے، لیکن اگر الگ کر دیں، تو ہمارے پاس باقی کیا رہ جاتا ہے ہم نے تو اپنے پولیٹیکل خیالات بھی مذہب ہی سے سیکھے ہیں۔۔۔ مذہبی رنگ میں مذہب کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ہم انھیں مذہب سے کیونکر الگ کر دیں؟ ہمارے عقیدے میں تو ہر وہ خیال جو قرآن کے سوا اور کسی تعلیم کا سبب حاصل کیا گیا ہو دیکھ کفر صریح اور ایک بھیانک [illegible] ہے۔ افسوس ہے کہ آپ حضرات نے اسلام کو کبھی بھی اس کی اصلی عظمت میں نہیں دیکھا۔ [illegible] قبلہ [illegible] اپنی پولیٹیکل پالیسی کے لیے تم گورنمنٹ کے دروازے پر جھکنا پڑتا اور نہ ہندوؤں کی اقتدا کرنے کی ضرورت پیش آتی۔"

"آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں پولیٹیکل خیالات کے کیسے راستے موجود ہیں۔ الہلال کس راہ پر قوم کو لے جانا چاہتا ہے۔۔۔ الحمد للہ کہ ہم جماعت کی قراردادوں [illegible] انسانی [illegible] سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے بلکہ اس راہ پر چلنا اللہ ہی کی طرف دعوت دیتے ہیں جو قرآن کی بتلائی ہوئی راہ صراط مستقیم ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جو مسلمان اپنے کسی عمل و اعتقاد کے لیے بھی اس کتاب کے سوا کسی دوسری جماعت یا تعلیم کو اپنا راہنما بنائے، وہ مسلم نہیں بلکہ شرک فی صفات اللہ کی طرح شرک فی صفات القرآن کا مجرم اور اسی لیے مشرک ہے۔ اسلام اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کے پیروؤں کو اپنی پولیٹیکل پالیسی قائم کرنے کے لیے ہندوؤں کی پیروی کرنی پڑے۔ مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی شرم انگیز سوال نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسروں کی پولیٹیکل تعلیموں

سے آگے جھک کر خدا سے وابستہ پیدا کریں۔ ان کو کسی جماعت میں شامل
ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ خود دنیا کو اپنی جماعت میں شامل کرنے
والے اور اپنی راہ پر چلانے والے ہیں اور صدیوں تک چلا چکے ہیں۔۔۔
خدا کے سامنے کھڑے ہو جائیں تو ساری دنیا ان کے آگے کھڑی
ہو جائے۔ ان کا خود اپنا راستہ موجود ہے۔ وہ راہ کی تلاش میں کیوں
اوروں کے دروازوں پر بھٹکتے پھریں۔ خدا اگر ان کو سربلند کرنا
چاہتا ہے تو وہ کیوں اپنے سروں کو جھکاتے ہیں؟ وہ خدا کی جماعت ہیں
اور خدا کی غیرت اس کو کبھی گوارا نہیں کرتی کہ اس کی جماعت بھٹکنے
والوں کے سرغنوں کے آگے جھکیں۔ یہ الہلال کی پالیسی نہیں
بلکہ دعوت ہے جس کی طرف ہم مسلمانوں کو بلانا چاہتے ہیں۔ یہ کسی
انسانی دماغ کی اختراع نہیں۔ یہ کسی انسانی گروہ کا اتباع
کرتا ہے۔ اگر مسلم لیگ مسلمانوں کو پولیٹیکل راہ نمائی کرنا چاہتی
ہے تو اس کو بھی یہی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔"

(مضامین آزاد حصہ دوم)

اسی سلسلہ میں حضرت مولانا آزاد دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:-
"ہم تو خود اسے مسلمانوں کی سب سے بڑی غلطی سمجھتے ہیں کہ
وہ ہمیشہ اضطراب سے اپنے سامنے دو راستے ہی دیکھتے ہیں یا گورنمنٹ پر اعتماد
اور یا ہندوؤں اور کانگریس کی شرکت۔ لیکن آزادی کیا ہے!
کہ ہندوؤں کا طواف کریں اگر خود اپنے تئیں موجود رہیں اور اسی
لیے بھولے ہیں کہ خدا کو بھلا دیا۔۔۔ اس لیے ہماری تمام سعی و
جہد کا اصل یہ ہے کہ مسلمان پھر راہ دیکھیں کہ دنیا میں چلنے
کے لیے جتنی چیزیں مطلوب ہیں وہ ان کے گھر میں موجود ہیں۔ اصول
کے دروازوں کی دریوزہ گری کے لیے کہیں بھٹکتے پھرتے ہیں۔"
(الہلال ۶ مئی ۱۹۱۳ء)

ہندوستان میں وطنیت اور اسلام کی آمیزش مسلمانوں
کے لیے موت وحیات کی کشمکش ہم معنی ہے۔ اس لحاظ سے نہایت
نازک وقت امت کے سر پر کوئی نہیں آیا۔ اس آشوب سے
کامیابی کے ساتھ اس وقت تک گزرنا ممکن ہے جب تک
مسلمان مسلمان بن کر دل و دماغ کے ساتھ مسائل حاضرہ کو
محسوس کرتے اور سمجھنے کی سعی نہیں کرتا۔ اگر مسلمان دینی اور
انفرادی ہستی سے دست بردار ہو جائیں۔ تو آج سارا خروش
ختم ہو سکتا ہے لیکن اس وقت مسلمان بحیثیت
مسلمان فنا ہو جائے گا، اور صرف بحیثیت ہندوستانی باقی رہ
جائے گا۔ یاد رہے وطن کی ساری جد و جہد یہی ہے کہ ہندوستان
کے مسلمان کا وجود بحیثیت مسلمان مٹ جائے اگر وہ باقی رہے
تو ہندوستانی قومیت کا جزو بن کر باقی رہے۔ ہندوستانی
قومیت کیا ہوگی اس کی طرف بھی اشارہ کیا جا چکا ہے یہ دیر
و حرم کی نشاۃ جدید ہوگی۔ جو اسلام کے مزاج سے تعبیر کی جائے گی
چونکہ برادران وطن اس ملک میں غالب اکثریت کے مالک ہیں
لہٰذا جمہوریت کے اصولوں پر ان کی ہر چیز قومی کہلائے گی۔
مقدس خیال کی جائے گی اور مکمل طور پر نصابی وطنی حکومت
اس کا احترام بنوک شمشیر کرائے گی۔ متحدہ قومیت کی بحث کے
دوران جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے سب کو اندازہ
ہو گیا ہوگا۔ یہ محض واہمہ نہیں بلکہ نادر کا دیا نہیں بلکہ
حقائق ہیں جن کو ہر طبقہ زندہ محسوس کر رہا ہے۔ ہر مسلم
یہ سمجھتا ہے اور ہر گوشہ نظر آ رہا ہے الا ماشاء اللہ
تو انو ... علی ... علی الصادھم عشارتو۔

ان حالات میں حالات حریت دا کبر ہے ہندوستان میں
زندہ رہنے کے لیے مسلمانوں کو پہلی سے بڑی قربانی کے لیے
ہر لحظہ تیار رہنا چاہیے۔ ہر نئی طلوع ہونے والی سحر اپنے
دامن میں نئی آزمائش کا پیام لا سکتی ہے۔ قبل اس کے یہ آزمائش
کی گھڑی سر پر آ جائے ہمیں اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے
کہ اسلام خدا کا آخری مکمل ترین اور عالمگیر پیام ہے۔ اس کو کسی
لسانی، وطنی، نسلی یا معاشی مفاد کے تابع تسلیم کر لینے کے معنی
اس کی صداقت سے انکار ہے۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ اور
جبہ و قبا سے مرعوب ہونے اور ہر شک جانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

خود حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کے الفاظ یہ ہیں:
"ساتھیو! اگر مجھ کو ایک مورخ میں جمع ہو جاتی ہے تو لیکن [illegible]
دنیا پرست کبھی ایک جا اکٹھے نہ ہوں گے۔ کتوں کا مجمع دیکھا ہو تو
دیکھا ہے لیکن اگر ادھر قصائی نے ہڈی پھینکی ادھر ان کے پیچھے تیر اور
دانت تیز ہو گئے۔ یہی حال ان بے چاروں دنیا کا ہے۔ ساری باتوں
میں متفق ہو جا سکتے ہیں لیکن دنیا کی ہڈی جہاں سامنے آئی، وہاں
متفق کر دینے والوں کو [illegible] نہیں رکھ سکتے۔ ان کا [illegible]
علم حق نہیں ہے جو [illegible] تابع [illegible] کی جگہ ایک طریق
مستقیم پر چلاتا ہے۔ بلکہ محض علم و عمل و خلافت ہے۔ نفس پرستی اور
کی [illegible] کو [illegible] ہے اور دنیا بھی [illegible] اس کی تابع [illegible]
کو اور زیادہ تیز کرتی رہتی ہے۔ [illegible] رتبہ [illegible] میں بھائیوں
کی [illegible] ایک دوسرے [illegible] ہیں اور
[illegible] کرنا [illegible] کرتے ہیں۔ مگر یہ گروہ خدا کی مسجد اور [illegible]
عبادت کے [illegible] میں [illegible] ایک دوسرے کو [illegible]

طرح جھپٹتا اور بھائی کو اور خنجر مارتا رہتا ہے۔ کیکسوں میں محبت کے ترانے اور پیار و الفت کی باتیں سننے میں آ جاتی ہیں۔ مگر عین محبت کے پیچھے جنبہ داری اور ملامت کے لیے تن میں سے ہر ایک کا ہاتھ دوسرے کی گردن پر پڑھتا ہے اور خون خواری کی ہر آنکھ دوسرے بھائی کے خون پر لگی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح نے احبار و یہود سے فرمایا تھا: "تم نے خدا کے گھر کو ڈاکوؤں کا بھٹ بنا دیا ہے۔" آج کوئی کے بھٹ کا حال تو نہیں معلوم لیکن ہم نے مسجد کے صحن میں بھیڑیوں کو ایک دوسرے پر غراتے اور دانت کچکچاتے دیکھا ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۳ ۔ مرزا ...)

یہ اقتباس حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کی مشہور کتاب تذکرہ سے ماخوذ ہے۔ اس کو پڑھ کر ہی وہ سادہ دل مسلمان جو علمائے کرام کے پیغامات واجب الاذعان کو الہام سمجھ کر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ اندازہ لگا سکتا ہے۔ مزید عرض کرنے کی جرأت ہے نہ ضرورت۔ یہ حضرت مولانا صاحب ہی کا حصہ تھا۔ جب حقیقت یہ ہے تو کیا آج بھی مسلمانوں کے لیے انشاء اللہ اس کا حصول ہی کافی نہیں؟ الیس اللہ بکاف عبدہ۔

برمن تحفت برخیزا ز دیر خیز | فنا دید ولی آید بخو خیسر
بیک مسجد دو ملا ہی نہ گنجد

تا افسوس بہت سی محمد بیک مرد | وا فعا لہم

مولانا ابوالکلام آزاد کی صدارت کا جگہ یہی یہ ترجمہ
شعرا حبابی سے آواز ہے

یہ ترجمہ مولانا کی ... کہنے والوں کو
شکایت مجھ سے ہے اک نا ملک ... آ ... 

تیرا اے قیس کیوں کر ہوگیا سوز دروں ٹھنڈا
کہ لیلیٰ میں تو ہیں اب تک وہی انداز لیلائی
نہ تخم لا الٰہ تیری زمین شور سے پھوٹا
زمانے بھر میں رسوا ہے تری فطرت کی نازائی
ہوئی ہے تربیت آغوش بیت اللہ میں تیری
دل شوریدہ ہے لیکن صنم خانے کا سودائی
وفا آموختی از ما بکار دیگراں کردی
ربودی گوہرے از ما نثار دیگراں کردی
(بانگ درا)

مسٹر گاندھی نے جب دیکھا کہ مسلمانان ہند کا منتشر اور بکھرا ہوا شیرازہ ایک مرکز پر جمع ہو رہا ہے اور ان بکھرے ہوئے ذروں میں نمود حیات پیدا ہوتی جاتی ہے اور جناح کی قیادت پر ان کا یقین و اعتماد بڑھ رہا ہے اور مسلمان قائد کی سربلندی و سرفرازی کے سبب سرباختہ وار میدان عمل میں آ گئے ہیں اور اسلام کے بنیادی اصول کو نصب العین بنا کر انھوں نے جماعت بندی کر لی ہے جو اسلام کے نقشہ عظمت تا نشر اپنے مسلمانوں کی تیاریوں میں منزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تو مہاتما جی نے مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھانسنے کے لیے مولانا آزاد کو کانگریس (ہندو جماعت) کی صدارت پر بٹھا دیا۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ جب ہمایوں نے اپنے غدار بھائی کے خلاف یورش کی اور وہ کابل کے قلعہ میں محصور ہو گیا تو اس نے قلعہ کی دیوار کے اس مقام پر جو ہمایوں کی فوج کا خاص نشانہ تھا، خورد سال اکبر کو بٹھا دیا جو اس وقت

اس کے قبضہ میں تھا تاکہ ہمایوں اپنے بچے کی خاطر اس سیلاب انگیزی سے ترک جائے۔

مسٹر گاندھی نے یہ واقعات نہیں دیکھے تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ اس میدان کا مرد ازی مسٹر جناح کے تیروں کا کوئی جواب نہیں دے سکتا تو انھوں نے مولانا آزاد کو کرسی صدارت پر بٹھا کر آگے بڑھا دیا کہ اب تو فریق مخالف کے تیر انداز ان کے ہاتھ دیکھیں گے مگر یہ وہ حقیقت حال کا صحیح جائزہ نہیں لے سکے۔ انھیں یہ واضح ہونا چاہیئے کہ مسلمان کو اب خوب معلوم ہے کہ جس چیز کو گاندھی جی نیزوں پر لٹکا کر سامنے لا رہے ہیں وہ قرآن نہیں ہے بلکہ قرآن کی جلد میں لپٹا ہوا ہے۔ وہ نہیں جانتے ایسا کہ جس بچے کو وہ گھر کا قلعہ کی دیوار پر بٹھایا جا رہا ہے — وہ جیتا جاگتا بچہ نہیں بلکہ بسکٹ و تیل کا کھلونا ہے۔ مسٹر گاندھی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کا یہ حربہ ایک استعمال شدہ کارتوس سے زیادہ وقعت نہیں ہے۔ وہ ان شاطرانہ چالوں سے دنیا کی آنکھوں میں خاک نہیں جھونک سکتے۔ دنیا جانتی ہے کہ جب وائسرائے صاحب کی ایگزیکٹو کونسل میں کسی سر جگدیش پرشاد یا سر ظفر اللہ خاں کی شرکت کے باوجود گورنمنٹ انگریزی ہی کی ہے تو کانگریس کی کرسی صدارت پر کسی مولانا آزاد کی موجودگی کانگریس کو ہندو جماعت سے کچھ اور نہیں بنا سکتی۔ دنیا اب خوب جانتی ہے کہ اسٹیج پر پنڈت نہرو ہوں یا مولانا آزاد ان کی حیثیت ایک ریکارڈ کی سی ہے۔ تماشہ کا پردہ پر جو کام اس فلم ڈائرکٹر کے ہاتھ میں ہے جو اسٹیج کے پیچھے چھپا ہے وہ بات کرتی بھی دکھائی تو دیتے ہیں لیکن۔ مولانا آزاد نے

انتخاب صدارت کے بعد اپنی پہلی تقریر میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"میرا انتخاب دراصل اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ لوگوں کو مہاتما گاندھی کی ذات پر کتنا اعتماد ہے اور ان کے پروگرام کو کس قدر پسند کرتا ہے"

یعنی تم کچھ نہیں ہو۔ صدر بھی دراصل مہاتما جی ہی ہیں اور پروگرام بھی انہی کا ہے۔ اور حقیقت میں یہی ہے کہ پرانی راہ رہنا سے خرقہ خلافت حاصل اسی کو ہوتا ہے جو اپنے فنا فی الشیخ ہونے کا پورا پورا ثبوت دے دے۔ جس کی عقیدت ارادت میں ذرا بھی شبہ ہو جس میں اپنی خودی کی تھوڑی سی بھی رمق باقی ہو فوراً راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے۔ انتہا درجہ ہو تو پوچھئے مسٹر بوس سے کہ آپ کے ساتھ تحریری میں کیا گفتگو تھی!

ہاں تو جب حقیقت یہ ہو تو پھر یہ خیال کہ ایک مسلمان کو صدر بنا کر دنیا کو یہ دھوکا دیا جا سکتا ہے کہ کانگریس ہندو مسلمانوں کی مشترکہ نمائندگی کر سکتی ہے، دنیا کو دھوکا نہیں خود اپنے کو دھوکا دینا ہے۔ مولانا آزاد کی صدارت سے ایک فائدہ ضرور ہوا۔ افسوس ہے جب سے اپنا قدیم اسلامی مسلک چھوڑ کر جدید قومی مشرب اختیار کیا تھا ان کی زبان بند اور ان کا قلم خشک ہو گیا تھا، ورنہ ان کی اس خاموشی سے اکثر دھوکا دیا جاتا تھا کہ مولانا نے یہ جدید پیرہن بر بنائے مصلحت پہن رکھا ہے ورنہ دل سے وہ اپنے قدیم مسلک ہی کے حامی ہیں چنانچہ ابھی حال ہی میں "مدینہ" اخبار کے ایڈیٹر نے لکھا تھا کہ مولانا صاحب نے ایک نجی گفتگو میں فرمایا کہ "مسلمانوں کو ایک

قوم سمجھتے ہیں۔ اور ہندوؤں کے ساتھ ان کا اشتراک عمل انگریز کے خلاف مشترکہ محاذ کی خاطر موجود ہے وغیرہ وغیرہ دیکھیں اب جو مولانا صاحب صدر بنا دیے گئے ہیں انہیں بولنا بھی پڑیگا اور دکھنا ہے اور یوں ساری حقیقت بے نقاب ہو جائے گی۔ چنانچہ [illegible] کے محولہ بالا بیان کی تردید تو انھوں نے پہلی ہی تقریر میں کر فرمائی۔ جب انھوں نے اعلان کیا کہ مسٹر جناح کے اس نظریہ کی کبھی تائید نہیں کر سکتا کہ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔ یہ تو دنیا والوں کا اعلان ہے ابھی دیکھئے سال بھر میں کیا کچھ ہوتا ہے اس میں دیر بھی نہیں ہوا کہ اب مولانا صاحب بے نقاب ہو کر سامنے آگئے اس طرح جس سے سادہ لوح مسلمان اس غلط فہمی کے شکار سے نکل آئیں گے جو مولانا آزاد صاحب سے ان کی [illegible] حقیقت وارادت کی بنا پر ان کی آنکھوں کے سامنے چھایا ہوا تھا۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

([illegible] اسلام [illegible] صفحہ [illegible])

اب حضرت قائد اعظم کا حقیقت افروز فرمان پڑھیے جو ہندو اور انگریز کی متحدہ سازش کے قلعہ پر برق خاطف بن کر گرا۔

## قائد اعظم

"انگریز چاہتے ہیں کہ ہم ہندوستان پر حکومت کرتے جائیں
مولانا گاندھی چاہتے ہیں کہ ہم ہندوستان پر حکومت کریں لیکن
ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم نہ انگریز کو اور نہ ہندو کو حکومت کرنے دیں گے۔"

ہندو کو خواہ یہ الگ الگ ہوں یا دونوں متحد ہو کر ایسا کرنا چاہیں۔
(ہندوستان ٹائمز مورخہ ۲/۴ ۲۳)

ہم آپ سے صرف اتنا عرض کریں گے کہ قرآن وحدیث کے کسی بڑے سے بڑے عالم سے پوچھئے کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور ان کا قانون حیات الگ ہے ان میں سے کونسی چیز اسلام کے خلاف ہے؟ تو پھر فرمائیے کہ تباہی کی طرف جناح لیے جا رہے ہیں یا مولانا ابوالکلام اور ان کے نیشنلسٹ علماء یہ مقدس طائفہ علماء گمراہ کر رہا ہے یا جناح۔ ہندوستان کے احوال و ظروف کے پیش نظر کونسی راہ صراط مستقیم ہے؟

اس سے ظاہر ہو گیا کہ ہندوستان جیسے ملک میں ایک ہم آہنگ کل کی تشکیل کے لیے بلند سطح کی فرقہ پرستی بالکل ناگزیر اور ناگزیر ہے، برعکس یورپین ممالک کے ہندوستان میں جماعتی تشکیل کی بنا جغرافیا کی حدود نہیں۔ ہندوستان ایک ایسا براعظم ہے جس میں مختلف النسل، مختلف اللسان، مختلف المذاہب انسانوں کی جماعتیں آباد ہیں۔ ان کی زندگی کی بنا کسی مشترک نسلی شعور پر نہیں حتیٰ کہ ہندو بھی کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس کے مختلف افراد میں فکر و نظر کی یکسانیت ہو۔ ہندوستان میں یورپین اصولوں کے مطابق جمہوریت کی تشکیل نہیں ہو سکتی۔ جب تک یہاں مختلف فرقوں کی جداگانہ ہستی کو تسلیم نہ کر لیا جائے۔ لہٰذا مسلمانوں کا یہ مطالبہ بالکل حق بجانب ہے کہ ہندوستان کے اندر ایک اسلامی ہند (MUSLIM INDIA) کو معرض وجود میں لایا جائے جس میں ان حوادث و مواقع سے گھبرانے

کی ضرورت نہیں تو آپ اس راستہ پر قدم نہ اٹھاتے چلے جو ہنود
دنوں کے بعد آپ دیکھ لیں گے کہ توفیق ایزدی اسی طرح
راہ میں علیحدہ ترکت کے الفاظ میں ہے

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
اس قدر ہوگی ترنم آفریں باد بہار
نکہت خوابیدہ غنچے کی نوا ہو جائے گی
آملیں گے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک
بزم گل کی ہم نفس باد صبا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغام سجود
پھر جبیں خاک حرم سے آشنا ہو جائے گی
نالۂ صیاد سے ہوں گے نوا ساماں طیور
خون گلچیں سے کلی رنگیں قبا ہو جائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

(اقبال ۱۹۱۲ء)

اب ہندو کی تعریف مسٹر ساورکر صدر ہندو مہاسبھا
کی زبان سے سنیئے ساورکر کی تحقیق الحق:-

"ہر وہ شخص ہندو ہے جو اس بھارت ورش کو جو
دریائے سندھ سے سمندروں تک پھیلا ہوا ہے اپنی اور اپنی
اور مقدس سرزمین کو اپنے مذہب کا سرچشمہ اور اپنے ایمان کا کعبہ
کہتا ہے وہ ہندو ہے۔ اسی لیے ویدک دھرم، سناتن دھرم، جین
اور بدھ مت کے ماننے والے اور سکھ بھی پرستش کرنے والے سکھ ...

سماجی، سناتنی، دھرم، برہمو سماجی، دیو سماجی، پرارتھنا سماجی اور
اس قسم کے دوسرے سودیشی مذاہب کے پیرو سب ہندو ہیں اور
یہ مذہب ہندو دھرم ہی کے اجزا ہیں۔ یعنی ہندو قوم کے عناصر
ترکیبی ان ہی علاقوں کے باشندے یا ہندوستان کے اصل
اصلی باشندے سب ہندو ہیں۔ اس لیے کہ وہ ہندوستان
کو اپنا وطن اور مقدس زمین سمجھتے ہیں خواہ وہ مذہب یا پوجا
پاٹ کی کسی شکل کا اتباع کرتے ہوں۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ
ہندو کی اس تعریف کو تسلیم کرے اور آئندہ مردم شماری میں
اسی معیار کے مطابق ہندوؤں کو شمار کرے۔

(اسٹیٹسمین ۳۰-۱۲/۲۹)

اس تعریف کے مطابق تمام قومیت پرست حضرات جو
ہندوستان کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ خود بخود ہندوؤں کی صف
میں شمار ہو جائیں گے۔ مسٹر ساورکر شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ
انہوں نے اس مختصر تعریف (Definition) کے لیے
کوئی خاص خانہ تو متعین کر دیا۔ ورنہ مردم شماری کے ارباب
حل و عقد کو بڑی دقت پیش آتی۔ (طلوع اسلام)

## نوائے وقت

اب آپ ۱۰ اپریل ۱۹۴۷ء نوائے وقت کا اداریہ ملاحظہ
فرمائیے جس کا عنوان ہے:۔

"پس چہ باید کرد؟"

حضرت مولانا مولوی حسین احمد مدنی نے ایک کانگریسی
اخبار کو انٹرویو دیا ہے کہ مجھے پختہ یقین ہے کہ انگریز محض

ہے اور وہ ہندوستان کا سیاسی اقتدار ہندوستانیوں
کو سونپ کر یہاں سے جا رہا ہے۔

حضرت مولانا کا یہ قول مبارک اگر گستاخی نہ ہو تو ہم گنہگار ان کی خدمت اقدس میں یہ عرض کریں کہ حضور نے بار بار ہم مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب حضرت انگریز کے ہندوستان سے اخراج تک کانگریس کے ساتھ ہوں گے جب یہ مہم ہو چکی تو پھر ہم مسلمانوں کے حقوق کی خاطر سینہ سپر ہو جائیں گے حضور والا کے اسی ارشاد کے مطابق اب جبکہ ہندوستان سے انگریز کے اخراج کی مہم تو سر ہو گئی اب مسلمانوں کے حقوق کے لیے سینہ سپر ہونے کا وقت آیا یا نہیں؟ کانگریس میں بیٹھے بگڑ گئے تو پھر بھی پابندیاں عائد کر دی گئیں اور دستور ساز اسمبلی کی بنیادی حقوق کی کمیٹی نے ایک ایسی تجویز پیش کی جسے عملی جامہ پہنا دیا گیا تو ہندوستان میں تبلیغ اسلام ناممکن ہو جائے گی حضور اقدس اسلام اور مسلمانوں کی بقا کے لیے کب سینہ سپر ہوں گے؟ یا جب تک ہندوستان میں رہنے کی اجازت ہے آپ اسی حسن ظن سے کام لیتے رہیں گے۔

ع ۔ ۔ ۔ ۔ کہ اسلام ہے آباد

مولانا عبدالستار خان نیازی ایم۔اے۔ ۱۔ ۷

بیان:-

لاہور ۸ مارچ ۔ مولانا عبدالستار خان نیازی ایم اے نے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ اس مرحلہ پر جبکہ کانگریس ایک ہونے کا نعرہ میری سمجھ سے بالاتر ہے مسلم لیگ کا کانگریس سے باعزت سمجھوتہ کے لیے ماضی میں بھی

آزادی پسند احزاب میں آزادی ہے مگر تجربہ کے لیے ایک خاص
فضا کی ضرورت ہوتی ہے اور اس وقت پنجاب میں یہ فضا قطعاً
مفقود ہے۔ ہندو کانگریس کے مسلمان داشتہ جناب ابوالکلام
آزاد اس مقبرے میں دھرنا مار کر بیٹھے رہے اور اس وقت یہاں
سے روانہ ہوئے جب ان کی کوششوں سے مسلمانان پنجاب
میں انتشار پیدا ہو گیا۔

(نامہ نگار نوائے وقت ۱۳ مارچ ۱۹۴۷ء)

## دیوبند کے علماء و طلبا ہندو دھرم سالہ میں

مولانا عبدالماجد دریابادی مدیر "صدق" کا حقیقت
افسوس بیان:۔

دریاباد ۳ فروری۔ آج کل چاروں سے اس قسم کی
کانگریسی خیالی کے مسلمانوں کا دعویٰ ہے۔ دیوبند کے طلبا کا
ایک دستہ آیا ہوا ہے۔ اور اپنے مسلک کی تبلیغ یا کوشش
تبلیغ میں مصروف ہے۔ اس میں مضائقہ نہیں ظاہر ہے کہ ہر
فریق یہی کرتا ہے یا کرنا چاہتا ہے لیکن ایک عجیب و غریب
بات یہ ہے کہ کام مسلمانوں کے اندر کرنا ہے۔ لیکن تعلقات
یہ تمام مسلمانوں سے توڑے ہوئے ہے اور قصبہ کی غیر مسلم
آبادی سے جوڑے ہوئے ہیں۔ قیام ان کا دھرم شالہ میں حالانکہ
قصبہ میں ایک نہیں دو دو سرائیں مسلمانوں کی موجود ہیں۔ ان
کا رہنا سہنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا تمام تر ہندوؤں کے ساتھ
قصبہ کے درمیان اور قصبہ کا سا [illegible] یہ سب کہاں سطور کے
راقم کو جب بھی انھوں نے سرفراز کیا تو ہمیشہ ہندوؤں ہی کے

علاقہ میں ! یہاں تک کہ ایک دو مسلمان صاحب تو ایسے تھے اور ان کے چند رفقاء تھے کی تعداد میں ! گویا توحید [illegible] کے زیر اثر ہیں ۔ اس سے قبل سنٹرل اسمبلی کے الیکشن کے وقت تو یہ منظر دیکھنے میں آیا تھا کہ جب مسلمان امیدوار کے لئے [illegible] اور یا تو وہ یونینسٹ یا چند ہندو [illegible] ! سیاسی نظریہ کے نقطہ نگاہ سے ہونے کا یہاں ذکر نہیں ۔ مگر یہاں صرف اس نا قابل حل معمہ کا ہے !! اچھوت بنائے جاتے ہوئے سنتا تھا ۔ دیکھا تھا ۔

اچھوت بنتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا !

نوائے وقت اخبار لاہور ۱۹۴۶ صفحہ [illegible] ۱۲ فروری ۱۹۴۶

## ضلع انبالہ میں مسلم لیگ کی فتح

انبالہ (ڈاک سے) جمعیت العلماء اسلام کا ایک وفد مولانا شریف الرحمن صاحب اور مولانا ابوالخیر صاحب نائب جمعیت العلماء اسلام وغیرہ پر مشتمل احراری لیڈروں کے تعاقب میں ضلع انبالہ کا دورہ کر رہا ہے ۔ مسلمانوں کے عظیم الشان جلسہ میں مولانا شریف الرحمن صاحب نے مسئلہ [illegible] کی تشریح و دو احراری تقریر کا جواب دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ احراری مقررین کا [illegible] مسلمانوں میں [illegible] اور مسلمان [illegible] کو گالیاں دے کر [illegible] ہندو اور کانگریس کی [illegible] کرتا ہے ۔ [illegible] دیہاتی اور شہری حلقوں میں مسلم لیگ کے [illegible] کر دیا تو [illegible] میں [illegible] ضلع [illegible] کا

کے باوجود مسلم لیگ زندہ باد کے نعروں سے گونج رہا ہے۔"
(رائس میگزین بحوالہ مسلم لیگ) (نوائے وقت ۲۶ فروری ۱۹۴۶ء)

## تردید کا غیر ضروری تکلف

"آخر احراری نیشنلسٹ گروہ میں کونسی بات اس قدر معیوب ہے کہ یہ نیشنلسٹ اور احراری دونوں اس کا اعتراف کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ اشتراکی دین کے معاملہ میں بہر حال سے واقعہ نہ کہ مختصر حیات نے انکار کیا۔ مولوی ظفر علی نے مگر یہ نیشنلسٹوں کے منہ نے اس کی تردید کی جسارت کی اور درخواست اٹھائی۔ اس کے بعد ڈاکٹر عالم کے راہ پیشہ رائے حاجی کا تار میاں سلطان علی ڈبھا کے نام شائع ہوا اس تار میں علماء، ڈاکٹر وی۔ منظور علی ظفر اور شوکت حسین وغیرہ کی کانگرس میں گئی تھی۔ اس اخبار نے اس تار کو بھی جعلی قرار دیا۔ مگر جب ہم نے تار کا نمبر اور مضمون شائع کر دیا تو چپ سادھ لی۔ یہ تار یونینسٹ پارٹی کے دفتر میں آیا اور وصول کیا گیا تھا۔ حلقۂ مکہ میں احراری یونینسٹ سازباز کا بھانڈا پھوٹتے دیکھ کر بھی اس اخبار نے ہماری رپورٹ کو غلط قرار دے دیا مگر یہ رپورٹ ہماری ذکر پاؤ رپورٹ کی طرح حرف بحرف سچ ہے۔ جھوٹ کا سہارا صرف وہی لوگ لیتے ہیں جو حقائق جن کے خلاف ہوں۔ جب حقائق ہی ہماری تائید کریں تو ہمیں جھوٹ سے امداد لینے کی کیا ضرورت ہے۔"
(نوائے وقت ۲ فروری ۱۹۴۶ء)

ہم نے موضوع سے متعلقہ ادبی تخمینہ قارئین کی تسکین کی انہا ...

حضرت خلیق قریشی صاحب نے ازراہِ نوازش اس دھندے کی یہ نظم عنایت فرمائی ہے۔ اس زمانے میں سیاسی جھگڑے اور سرگرمیاں مسلم لیگ کی تحریک۔ پاکستان کی حمایت و مخالفت میں عین شدومد پر تھیں۔ یہ نظم اس وقت کے سیاسی بہروپیوں کی حیثیت بیان کرتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

## پیٹ کا دھندہ

پھر الیکشن ہے پھر ہوا پر گرم حال آیا ہے
پھر ابھیلے کو نہیں آج خیال آیا ہے
تاڑ دھول کرنے کو نکلا، مڑوے وگون میں گردش
ماہ وار ابامن کراچی میں بھی آبال آیا ہے
اے خوشا! قسمت الیکشن کے مداری تو نے
ساتھ پکڑے، سر ہوئے ہر قوم کی بنیاد تو نے
جا نطق دیتے رہیں اسلام کی فرقت کا کہیں
مانگتے صدقوں میں اسلام کی خدمت کا کہیں
کہیں سرمایہ کے تحفظ میں رہیں کہیں، رہے غلام
وہ لکھتے ہیں ستاویش کا مروت کا کہیں
کہیں تنہا وطن کی وادی کے تحبیلدار ہوکر
اٹھتے بیٹھتے ہی یہ دوش کی بکتا ہر گھر
یا تنا خوب ہے، اصرار کو بندہ صاحب
خوب کی خدمت ہے فقط پیٹ کا دھندا صاحب!
یہ کہاں، وہ کہاں حمیت اسلام و وطن
دوڑ پیٹ کے بنا یا ہے یہ دھندا صاحب!

آپ ہے قسمت احرار کا کندہ پڑھیے
خطِ پیشانی کی ہر سطر میں ہندو پڑھیے
یہ مفاد باز رعایت کے سزاوار نہیں
جنس ناقص ہیں کوئی ان کا خریدار نہیں
وقت اور کنٹ نے ہر چال میں دی مات نہیں
یہ سیاست کے پٹے مہرے ہیں اسرار نہیں
ان کی ہر بات میں اسلام کی نکہت دیکھیں
ان کے ہر کام میں رسوائی کی قسمت دیکھیں
یہ ہیں گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والے
ان کے ہر بات سے سو شر ہیں نکلنے والے
تو سمجھتی ان کو ہے ہر لحظہ نئی بات سے بات
اور ہر کات نئی چال میں چلنے والے
ایسے بچیے کہ یہ دھوکا ہی مسلسل ہوگا
قوم کے ساتھ کیا کرتے ہیں الحشر ہوگا

## مولوی صاحب کا اندھا تعصب

مولوی حسین احمد مدنی صاحب کا ایک بیان گورگری اسمبلی کے انتخابات میں جیتے مسلمان ہو جائیں تو کوئی بات نہیں مگر باقی انتخابات میں جتنے مسلمان سب نشستوں پر قبضہ کر بیٹھے۔ آج ہی کے اخبار میں مدراس جمعیت کے خاص نامہ نگار کی ایک رپورٹ درج ہے جو یو پی کے صوبائی انتخابات کے متعلق ہے۔ اس نامہ نگار کا خیال ہے کہ یو پی اسمبلی میں بھی انتخابات کے نتائج کم و بیش وہی ہوں گے جو مرکزی اسمبلی کے انتخا

کہ جیسے ہندوؤں کی سو فی صدی نشستیں کانگریس نے جیت لی ہیں اور مسلمانوں کی سو فی صدی نشستیں مسلم لیگ نے جیتیں۔ لیگ کا حامی اخبار جنہیں وہ کانگریس یا ہندو مہاسبھا کا حامی سمجھا جاتا ہے لیگ یونینسٹ حکومت میں یونینسٹوں کا زبردست حمایتی [illegible] لیگ کی پوزیشن اس قدر مضبوط ہے کہ اس کا حامی نامہ نگار یہ لکھتے ہوئے نہیں شرماتا کہ [illegible] مسلمان کی سب نشستیں [illegible] مسلمان جیتیں گے، [illegible] کے جیتی نظریہ [illegible] درست ثابت ہوگی کہ مولوی صاحب [illegible] دانستہ [illegible] اس حسن ظن سے کام لینا پڑے گا کہ مولوی صاحب حالات سے ناواقف بے خبر ہیں اور محض تعصب کی ترنگ میں بہکے جا رہے ہیں۔

(زمانہ وقت، ۹ جنوری ۱۹۴۶ء)

## لدھیانہ میں ایک مسلم لیگی نوجوان کا دردناک قتل

### احراری لیڈروں کی اشتعال انگیزی رنگ لائی

۹ جنوری۔ لدھیانہ سے ایک نوجوان مسلمان کے دردناک قتل کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ مرحوم مسلم لیگ کا پرجوش ورکر تھا۔ چند احراریوں نے ایک بحث کے دوران میں چاقو مار مار کے قتل کر دیا۔ اس نوجوان کے قتل سے سارے شہر میں اضطراب پھیلا ہوا ہے اور مرحوم محمد صدیق کے والد میاں محمد حیات ہے جو لیگ کے مخلص حامیوں میں سے ہیں۔ [illegible] دلی ہمدردی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ بعض احراریوں کا [illegible] کی یہ حرکت قابل افسوس ہے کہ [illegible] نے مرحوم محمد صدیق کو

احراری ظاہر کر کے قتل کی ذمہ داری سے بچنے کی راہ نکالی ہے
سردار شوکت حیات خاں نے ایک بیان میں محمد صدیق مرحوم
کو پاکستان کی راہ میں پہلا شہید کہا ہے اور اس کے والد
اور لواحقین سے دلی ہمدردی ظاہر کی ہے۔ سردار صاحب
نے لدھیانہ کے مسلمانوں کو تلقین کی ہے۔ کہ صبر و ضبط سے
کام لیں اور احراری غنڈہ گردی کے باوجود تحمل کا دامن نہ
چھوڑیں۔" (نامہ نگار نوائے وقت [illegible])

# بیان جہاں آرا شاہ نواز

"میرا بچہ مسلم لیگ اور پاکستان کی راہ میں شہید ہوا ہے"
مرا (؟) خونخوار گروہ کے شکار محمد صدیق شہید لدھیانوی
کی ماں بے تاب تھیں۔

لدھیانہ سے واپسی پر بیگم شاہنواز کے بیان کا ایک اقتباس
"میں شہید موصوف کے مکان پر گئی تھی اور میری
آنکھوں نے جو جگر خراش نظارہ دیکھا اسے میں مرتے دم تک
فراموش نہیں کر سکتی۔ شہید کی ماں اپنی مغموم بہن کا غم بیان
کرتے ہوئے میرا کلیجہ کانپتا ہے۔ جب ہم شہید کی والدہ سے
بغل گیر ہوئے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور
اس وقت انہوں نے کہا:۔

"جنتو میں نے تو مسلم لیگ کو سب سے بڑا چندہ دے دیا ہے
میرا بچہ مسلم لیگ اور پاکستان کی راہ میں شہید ہو گیا۔ جنتو ہم
پاکستان سے کے مر رہے تھے۔ مگر تو دنیا تو مٹی کی ہو گئی ہے"
(نوائے وقت [illegible])

"لاہور ہائی کورٹ نے لدھیانہ کے احراری کارکن
عبدالرحمٰن کی سزا صرف تین سال کر دی"

"انھیں محمد صدیق پر قاتلانہ حملے کے الزام میں سیشن
کورٹ نے عمر قید کی سزا دی گئی تھی"

لاہور ۲۰ جنوری۔ آج لاہور ہائی کورٹ کے
ڈویژن بنچ نے مسٹر عبدالرحمٰن کی جسے محمد صدیق کی موت کی
پاداش میں عمر قید کی سزا دی گئی تھی۔ سزا کو گھٹا کر تین سال
میں بدل دیا۔ واضح رہے کہ پچھلے سال لدھیانہ شہری حلقہ
میں انتخاب کے موقع پر مسلم لیگ اور احراری امیدواروں
میں مقابلہ تھا۔ استغاثہ کی کہانی یہ تھی کہ ۱۳ جنوری کو ڈاکٹر
... عبدالرحمٰن نے بازار خلادیاں میں ایک جلسہ
... کے حق میں ... گندہ
منعقد کر رکھا تھا اس اثنا میں مسٹر شوکت حیات خاں
(مسلم لیگی) امیدوار کے حامی شہید محمد صدیق اعلان کے
بیان سامنے بھی وہاں آ گئے۔ مقرروں نے مقرر سے کہا کہ وہ
مسلم لیگ کے لیڈروں کے خلاف مغلظات کا سلسلہ بند کر
دیں۔ اس پر دونوں پارٹیوں میں جھگڑا ہو گیا اور عبدالرحمٰن
ملزم نے شہید محمد صدیق پر چاقو سے حملہ کر دیا اور سخت ضربات
پہنچائیں جن سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ سیشن جج لدھیانہ کی عدالت
سے عبدالرحمٰن کو عمر قید کی سزا دی گئی تھی اور اس کے ساتھی ...
کو شک کا فائدہ دیتے ہوئے بری کر دیا تھا"

نامہ نگار

(نوائے وقت ۲۲ جنوری ۱۹۴۶ء)

شیخ کرامت علی نے احراری لیڈر مولوی مظہر علی کو شکست دے دی۔

## پنجاب اسمبلی کے نتائج مکمل ہو گئے

"لاہور ۲۲ فروری۔ سیالکوٹ گوجرانوالہ کے تعلیقی حلقہ سے لیگی امیدوار شیخ کرامت علی کی کامیابی کا اعلان ہو گیا ہے۔ ان کے احراری حریف مولوی مظہر علی اظہر کو بری طرح شکست ہوئی ہے۔ شیخ کرامت علی صاحب نے ۱۲۴۰۳ ووٹ حاصل کر لیے ہیں۔ مولوی مظہر علی اظہر ۷۰۹ ووٹ حاصل کر سکے۔ احرار نے اس انتخاب میں جتنے امیدوار کھڑے کیے تھے وہ سب ناکام رہے ہیں۔"

(روزنامہ وقت ۲۴ فروری ۱۹۴۶ء)

## منافق کون ہے

لاہور سے ایک اخبار "زم زم" نکلتا ہے۔ ہم نے کبھی اس سے الجھنا پسند نہیں کیا اور نہ کبھی اس کے طعن و تعریض کو در خور اعتنا سمجھا مگر اس کی خیالات موجودہ روش نے ہمیں اسے مخاطب کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ اخبار خیالات کے لحاظ سے ہندو کانگریس کا ہم نوا ہے۔ مگر ایک ایسا پرچہ جا بجا دیکھا ہے پچھلے دنوں اس اخبار نے اپنی اشاعت بڑھانے کے لیے خبروں میں لیگ کی حمایت شروع کر دی اور صفحات میں کبھی نا کبھی مسٹر جناح کو قائد اعظم بھی کہنا شروع کر دیا مگر اس کا اصل مقالہ ہمیشہ یہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ ابتدائی آٹھ دس سطروں میں مسلم لیگ کی گول مول حمایت کی جاتی ہے اور اس کے

کے بعد بڑے مضمون میں لیگ کو مخر اشتعال گالیاں دی
جاتی ہیں۔ پرسوں اس اخبار نے ایک مقالہ افتتاحیہ
مسلمان خواتین کے جذبۂ قربانی کی تعریف سے شروع کیا
اور اسے لیگ لیڈروں کی شان میں بازاری دشنام
طرازی پر ختم کر دیا۔ اس مقالہ میں لیگ لیڈروں کو منافق
اور فاسق کے خطاب سے کو مسلمان خواتین کو یہ مشورہ دیا
گیا کہ وہ ان منافقوں اور فاسقوں کی اطاعت
کرنے کی بجائے قربانیاں پیش کر رہی ہیں اس جذبۂ ترحم سے متاثر ہو کر
درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ اس کی بیٹی ایسی مراسلہ نگاری
ہے۔ خیالات کے اعتبار سے وہ ہندو کانگریس کا حامی ہے
مگر دو کا ووٹ کی خاطر وہ مسلم لیگ کی نمائشی حمایت پر مجبور
ہے اگر یہ ترحم زمرہ کا مظاہرہ، دوسروں کے لیے نہیں تو
انہیں اپنی روش پر بھی نظر ثانی کرنی چاہیئے۔ بہتر ہو تاکہ
وہ ہندو کانگریس کی پالیسی ان ملانا چھوڑ کر مسلمان قوم
کا ساتھ دے لیکن اگر اس کی مصلحت اس کی اجازت نہیں
دیتی تو پھر مسلمانوں کو فریب دینا چھوڑ دے۔"

(نوائے وقت ۱۸ فروری ۱۹۴۶ء)

لیگی غنڈہ گردی کو حبشی وحشیانہ طرح کچل دیا جائے گا

## مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا بیان

حکومت ہند نے گرفتاریاں ... واقعات کیوں نہیں ہونے دیے
لدھیانہ ۱۲ اگست احرار لیڈر مولانا حبیب الرحمٰن
لدھیانوی نے مسلم لیگ ... آزادی ... ہمیشہ ...

کے جلوس پر پورننگ پارٹی کے ضمن میں پریس کو مندرجہ ذیل بیان دیا ہے:-

"نیشنل کانفرنس کے جلوس میں جس میں ہندوستان کے ہر دل عزیز لیڈران پنڈت نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد بھی شامل تھے۔ بد اَمن مسلمانوں کی سنگباری جو کہ مسلم لیگ کے افراد تھے ان کے لیے خطرناک ہے اور اس کے برخلاف زبردست احتجاج بلند ہونا چاہیے۔ مسلم لیگ کے موجودہ روش جس کا مظاہرہ سری نگر میں کیا گیا ہے۔ سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس پارٹی کے حامی ملک میں گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور وہ تحریک آزادی کے لیڈروں کے راستے میں اس لیے حائل ہو رہے ہیں کیونکہ حکومت ان کی پشت پناہ ہے۔ وہاں کو تشدد پاشش دے رہی ہے۔ اور اس لیے مسلم لیگ لیڈروں نے اور ان میں سے کھلے طور پر خلاف کانگریس کا اعلان کر دیا ہے۔ قوم پرست مسلمان ان کو کچلنے کے لیے کافی مضبوط ہیں لیکن وہ ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ وہ ملک کے امن میں گڑبڑ نہیں ڈالنا چاہتے کیا صوبائی حکومتیں اور حکومت ہند بتانے کی تکلیف گوارا کریں گی کہ ایسے واقعات کیوں رونما ہوتے ہیں اور ان کی روک تھام کے لیے کون صاحب آگے آتے ہیں سے رہے تھا!

نماز جمعہ کے بعد مولانا حبیب الرحمن نے تقریر کرتے ہوئے کہا مسلم لیگ کا موجودہ رویہ خود مسلمانوں اور تمام ملک کے لیے نقصان دہ ہے اور اگر ان کا یہ رویہ جاری رہا تو قلیل عرصہ میں اس کو بجا طور جرمنی کی طرح کچل دیا جائے گا۔ مولانا صاحب نے مزید کہا کہ موجودہ آزاد

اور جنت نعرہ کی بے حرمتی کا نتیجہ مسلم لیگ کو بھگتنا پڑے گا اور
ضرور بھگتنا پڑے گا۔ (ڈاکٹر تنگال)

(روزنامہ "تاج" ۱۵/۹/۴۶)

دل و نگاہ، دل بدلنے سے انسان کا زاویۂ نظر بدل جاتا ہے۔
...مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کو یہ احساس تو کبھی نہ ہو سکا۔ کہ وہ کانگریس اور جمعیۃ العلماء کے ساتھ مل کر اسلامیان ہند کی ذلت و رسوائی کے در پے رہے اور ان کی زبان جب بھی کھلتی ہے۔ تو مسلم لیگی قائدین کی تضحیک و استہزاء اور طعن و تشنیع کے لیے اور مسلمانان ہند کی عزت و ناموس کے محافظوں کے لیے بدزبانی اور بدگوئی ان کا شیوہ و عادت ہے۔ اور خلاف اس کے تمام عمر حیات اور عملی زندگی کو اسلام کی روشنی میں تبلیغ و اشاعت اور بالحق انگیز ثابت کرنے کے لیے ان کے خلاف وہ ہمہ وقت مصروف ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے ہمنوا اور ہم قدم حکیم الامت علامہ اقبال اور مولانا شبیر احمد عثمانی جیسے اسلام شناس بزرگوں کو مغلظ گالیوں اور دشنام طرازیوں سے نوازتے رہے۔ ایسے مواقع پر قوم پرست کانگریسی کی زبان کھلتی ہے۔ اب آزاد اور نہرو کے لیے اس کانگریسی مولانا کی اضطراب اور بے چینی، اضطرار کس درجہ پر ہے۔ آپ نے یہ اعلان فرما دیا اور یہ وعید بھی سنائی۔ آپ نے پیش گوئی کی کہ مسلم لیگ کو جاپان و جرمنی کی طرح کچل دیا جائے گا۔ ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندگی کا دعویٰ کرنے والے ان مولانا کے بزرگ رہ رہ کر پاکستان کے مخالف علاقوں میں پھول رہے ہیں۔ وہ اب دفتر اور اخباروں کے احساس حیرت میں مبتلا رہتے۔ مگر ان کی سرگرمیوں سے غفلت اور بے نیازی کا ارتکاب نہیں ہونا چاہیے۔ اور یہ ہمیشہ پیش نظر رہے کہ پاکستان کا قیام و

وُجود اُن کے پیشواؤں اور اُن کی ماضی کی تکذیب ہے۔ یہ جذبہ بھی سرد اور یہ حوصلہ کبھی پست نہیں ہونا چاہئے کہ جہاں ہم بیرونی دشمنوں سے اس مملکت کو محفوظ و مصئون رکھنے کے لیے ملت اسلامیہ کی یک جہتی اور سپاہیوں ہونا و دفرقے میں وابستہ کیے ہوئے ہیں۔ وہاں ہند کے ایجنٹوں سے بھی باخبر و ہشیار رہنا ارباب بست و کشاد کا اہم فریضہ ہے۔ تاکہ اُن کی ریشہ دوانیوں سے گلستان جناحؒ کی سرسبزی و شادابی میں کوئی فرق نہ آئے۔

مفتی محمد نعیم کے صاحبزادے اور دس دیگر احراریوں کی گرفتاری

مسلمانوں کی مخالفت کے باوجود نماز عید کی امامت پر اصرار

لدھیانہ۔ ۲۱ اگست اوصیاد میں عید الضحیٰ پُرامن طور پر منائی گئی لیکن مسلمانوں کے ایک جتھے نے نماز عید کی امامت کے سوال پر دو گھنٹے منفیہ گرو کیا اور نتیجے کے طور پر دس مولویوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتار شدگان کو نماز عید کے بعد رہا کر دیا گیا۔ مقامی مسلم لیگ نے اعلان کیا تھا کہ اس مرتبہ نماز عید کی امامت آل انڈیا جمعیت علماء کے سکرٹری مفتی نعیم نہیں، بلکہ مولوی عبد الحمید کریں گے۔ مفتی نعیم گذشتہ کئی سال سے عید گاہ کے امام رہے ہیں۔ ڈسٹرکٹ افسروں نے سمجھوتے کی کوشش کی۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکی آخر نصف گھنٹہ لیٹ ہوئیں جیتر کی مسجد کے امام کو نماز کی امامت کے لئے مقرر کر دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی مفتی نعیم لدھ

مولوی عبدالحمید کو عارضی طور پر حراست میں لے لیا گیا۔ مفتی محمد نعیم کی حراست کے بعد مفتی ضیاء الحسن نے ضمانت کی درخواست کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے علاوہ ... سلطان ... کے بعد ... آگے بڑھے، جبکہ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتار شدگان کو ضمانت ... کے بعد رہا کر دیا گیا۔

بعد میں مفتی ضیاء الحسن نے مشترکہ ... اور مولوی ... کو ... میں ... گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ ... تحقیقات کا مطالبہ کریں۔ مفتی ضیاء الحسن ... وزیر اعظم اور وزیر ... بیانات کو بھی ... دے چکے ہیں۔
(نوائے وقت ۱۳ اگست ۱۹۷۶ء)

## مسز بیجوو

کئی برس ادھر کی بات ہے۔ مشہور ترک ناول نگار محترمہ خالدہ ادیب خانم ہندوستان تشریف لائیں اور یہاں ایک ... کے دورہ کے بعد انہوں نے ہندوستان کے بارے میں ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب میں ایک باب ... کے متعلق ہے۔ محترمہ نے اس باب میں مسز ... کی عبارت ... لا تحت ... بتایا تھا کہ ... کی عبادت اور ... کی ... نے ...

بھی خان عبدالغفار خان اور بعض ہندوستانی مولوی
بھائیوں میں بھی تحریک دیکھے گئے۔ جب اس کتاب کے یہ
(تقریباً) سات آٹھ اخباروں میں شائع ہو گئے تو ان بزرگوں
کے عقیدت مندوں کو بڑا صدمہ ہوا۔ مگر آج تک انھوں نے
اس کی تردید نہیں کی۔ آج ایک صاحب نے "نوبھارت"
لاہور مورخہ ۱۴ نومبر کے پہلے صفحہ کا ایک تراشہ بغرض اشاعت
بھیجا ہے۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

"میرٹھ ۲۰ نومبر۔ خاص نامہ نگار سے کانگریس کیمپ
سے معلوم ہوا ہے کہ میرٹھ سیشن میں ۲۰۳۰ ڈیلی گیٹ شریک
ہو رہے ہیں۔ ۱۲۰۰ ممبروں کو بھی شرکت کی اجازت ملنے
کی توقع ہے۔ پنجاب کے ۲۱۴ ڈیلی گیٹوں کے لیے ۳ خیمے
مخصوص ہیں جن میں لیڈروں کے کیمپ ہیں، ۲ خیمے ہیں۔ پی پنڈال
مکمل ہو چکا ہے۔ اب اس کی زیبائش ہو رہی ہے۔ ستونوں
پر مختلف رنگوں کے کھدر کے پردے لگے ہیں جو ہر ایک بلاک
کا علیحدہ علیحدہ رنگ ہے۔ پنڈال کے ۹ بلاک ہیں پانچ صد
سے زائد اخباری نمائندے ہوں گے، ان کے لیے چھٹا
بلاک مخصوص ہے۔ ۱۲ بلاک ڈیلی گیٹوں کے لیے ہیں۔ وزیروں،
اسمبلیوں کے ممبروں اور صوبائی وزیروں کے لیے چوتھا بلاک
اور دو کروڑوں اور استقبالیہ کمیٹی کے لیے پانچواں بلاک ہے
پنڈال کی زیبائش کے لیے چھ فانوس بمبئی سے منگوائے
گئے ہیں۔ بھارت ماتا کے ایک مجسمے کے قدموں میں پنڈت نہرو
موتی لال آزاد اور جواہر لال کے مجسمے رکھے گئے ہیں۔"

اس تراشہ کی اشاعت سے مقصود جناب آزاد کی تردید

میں بلکہ صرف اس تلخ حقیقت کا اظہار ہے اور اس پر افسوس ہے
کہ ایک طرف مولانا شبلی، دیگر جو کربلائی ہیں جن کا یہ قول
اور یہ فعل جنتہ مسفر سب گوارا نہ کرنے کے سبب سے اور
دوسری طرف "الہلال" کا مدیر اور کسی زمانہ کا امام الہند
ہے کہ جماعت انا کے مجبے کے قدموں میں سر بسجود دکھایا گیا

وائے بر حسرتے کہ نا بود ادا حسرت
وہ حرم نا محرم و در بت خانہ گرد
(زمانہ وقت ۸ جنوری ۱۹۳۶ء)

## کانگریس اور بت پرستی

### مولانا آزاد اور مولانا مدنی توجہ فرمائیں

(از قلم ۔ ملک حبیب الرحمان)

مولانا ابوالکلام آزاد جو کانگریس کے صدر رہ چکے ہیں اور اب
مولانا حسین احمد مدنی صاحب بھی مجلس احرار کے رکن منتخب
ہو کر کانگریس [illegible] کمانڈ میں شامل ہو چکے ہیں اس لیے ان
دونوں حضرات سے جو کانگریس کمیٹیوں کے طریق کار کی ذمہ داری
عاید ہوتی ہے اور ان سے جو کانگریسی اجتماعات و مظاہر کی
بت پرستی کے متعلق دریافت کیے جا سکتے ہیں۔
کیا ان کو معلوم ہے کہ بعض کانگریسی رہنما ترنگے جھنڈے کو
کی تصاویر یا بعض دیگر [illegible] کی درشن کرتے ہوئے
ہیں جن کو ہار پہنائے جاتے ہیں اور مختلف طریقوں سے
ان کی پوجا کی جاتی ہے؟ کیا یہ طریقہ عمل کانگریس کے پروگرام کا
جزو ہے۔ اور کیا اس سے مولانا آزاد اور مولانا مدنی صاحب

کا اتفاق ہے؟ اگر اتفاق نہیں ہے تو کیا یہ حضرات اس اجلاس میں اپنے کانگریسی کارکنوں کو ضروری ہدایات دینے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔ اس واقعہ کی طرف توجہ دلانے کا خیال آنا سبب یہ ہی ہے کہ بمبئی میں کل تلک کی برسی تھی جو سال بہ سال کانگریس کی طرف سے منائی جاتی ہے۔ اور بمبئی میں اس مستقل پروگرام یہ ہے کہ کانگریسی جھنڈا اور والنٹیر بینڈ کے چوپاٹی پر تلک کے مجسمے کے گرد حلقہ باندھ کر جمع ہوتے ہیں۔ جناب آنجہانی کا تہوار ہیں اور ہم تلک کے مجسمے کو ہار پہنا کر نعرے لگانے اور ڈنڈوت وغیرہ کرتے ہیں۔ اس رسم میں مسلمان کانگریسیوں کو بھی شریک ہونا پڑتا ہے کیونکہ یہ تقریب سرکاری حیثیت سے کانگریس کی طرف سے ہوتی ہے۔ امسال بھی اگرچہ کانگریس کمیٹیاں بھی آزاد نہیں ہیں مگر جنرل سیکرٹری نے اعلان کیا۔ رسم جاری کر رکھنے کی ضرورت ہے اور گذشتہ سالوں کی طرح کانگریس کے تمام ورکر اور والنٹیر جمع رہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کانگریس کے اس بت پرستانہ طوفان میں اسلامی تہذیب غرق نہیں ہو جائے گی؟

(بلال بمبئی ۱۰ اگست [illegible])

## اسلامیان جالندھر اور مولوی حسین احمد صاحب

جالندھر ۱۲ اکتوبر ۱۱ رمضان کی درمیانی شب کو مسلمانوں کا ہجوم مولوی حسین احمد مدنی کے کیمپ ورکنگ کے آگے جمع ہو گیا۔ آپ صاحب آج بھی تشریف نہیں لائے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں نے مسلم لیگ زندہ باد، پاکستان زندہ باد، نعرہ

وقت مردہ باد کے علاوہ مسلم لیگ میں آؤ کے نعرے بلند کیے مسلم
لیگی رضا کار مظاہرین کو مولوی صاحب کے کیمپ (تک) گھسیٹ سے
دور رکھنے میں مصروف رہے کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں
ہوا۔" (نوائے وقت ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

"امرتسر اسٹیشن پر احراریوں اور مسلم لیگی کارکنوں میں تصادم
دو اشخاص مجروح ہوئے پولیس نے فساد پر قابو پا لیا"

امرتسر ۱۸ اکتوبر - پرسوں رات امرتسر ریلوے
اسٹیشن پر مسلم لیگی اور احراری کارکنوں کے درمیان تصادم ہو
گیا۔ اس تصادم میں ایک مسلم لیگی کارکن چاقو سے زخمی کر
دیا گیا۔ اس گڑبڑ میں کھڑکیوں کے شیشے توڑ دیئے گئے جس
کی وجہ سے ایک احراری زخمی ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلم لیگی
کارکن مسٹر غضنفر علی خان اور احراری مولانا حسین احمد
کے استقبال کے لیے اسٹیشن پر پہنچے۔ فساد مولانا حسین احمد
کے ڈبے کے سامنے ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس ڈبے کی کھڑکی کے شیشے توڑ
دیئے گئے جس کی وجہ سے ایک احراری زخمی ہوا جس پر احراریوں
نے چاقو سے مسلم لیگ کے کارکنوں پر حملہ کر دیا اور مسلم لیگی
کارکن چاقو سے زخمی کر دیا گیا۔ ریلوے پولیس فوراً موقع پر
پہنچ گئی اور فساد پر قابو پا لیا گیا۔

(نوائے وقت ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

---

# کپتان شاہ نواز اور صوبائی انتخابات

## اقتباسات

"کپتان شاہ نواز راولپنڈی کے دو دوسرے دو ساتھیوں کے لیے فوجی ٹریبونل نے عمر قید کی سفارش کی تھی۔ لیکن کمانڈر انچیف نے انہیں رہا کر دیا ہے۔ میں کپتان شاہ نواز خان کو ان کی رہائی پر دل مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میری اس دلی مبارک باد میں گذشتہ برس کے مسلمان بھی شریک مسرت ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی میں کپتان شاہ نواز خان کو بعض حقائق سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کپتان شاہ نواز خان تب سے ہندوستان کی سیاست سے دور رہے اس لیے ہندو سیاسی چالوں سے بھی ناواقف ہیں اس لیے ان کی معلومات کا حق ادا کرنے کے لیے دیرینہ واقعات کا ذکر ضروری ہے۔ اس لیے یہ بتلا دوں۔ تمام تحریک کے واقعات کو نہایت ہی مختصر طور پر ان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔"

"تحریک خلافت کے ایام میں مسلمانوں نے کانگریس کا پورا پورا ساتھ دیا اور پہلے صف اول کے سپاہی تھا۔ عوام کی ایک کثیر جماعت کرائی اور جانی قربانیاں دیں، لیکن نہرو رپورٹ کی اشاعت کے وقت مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں اور مسلمانوں نے مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ اس سے شرکت کی۔ مولانا حسرت موہانی، چوہدری خلیق الزماں وغیرہ رہنماؤں کو ہندو سیاسی بازی گری کا اندازہ ہوا۔ نہرو رپورٹ کی غایت یہ تھی کہ مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کا خاتمہ کر دیا جائے اور ہندو مذہب کا ایک فرقہ اور ہندو قومیت

کا ایک تبلیغی گروہ جانیں۔ اس وقت سے لے کر آج تک کانگرس ہند
کی یہی کوشش رہی ہے کہ اسلامی سیاست میں تفرقہ اور
پیچیدگیاں پیدا کر کے ہمارے قومی وجود کو مٹا دیا جائے۔ ہم
بھی آزادی چاہتے ہیں اور ہمیں بھی استقلال اور آزادی کی
تمنا ہے۔ لیکن ہم آزادی اور استقلال محض ہندو قوم کے
لیے ہی نہیں بلکہ مسلمان قوم کے لیے بھی چاہتے ہیں۔"
"مسٹر گاندھی ہمارے قومی وجود کو ختم کرنے کے لیے متعدد
بار انگریزوں سے ساز باز کر چکے ہیں۔ اور اس ساز باز کی
تہ میں ہمیشہ یہ کوشش کارفرما رہی ہے کہ مسلمانوں کو نظر انداز
کر کے انگریز کی وساطت سے ایک ایسی مرکزی حکومت قائم
ہو جائے جس میں ہندو اکثریت ۸۰ فیصدی نیابت کے
ذریعے ازلی ابدی طور پر ہندوستان پر مسلط ہو جائے
ہمارے قائدین نے کبھی بھی اب تک اس قسم کی کوشش نہیں
کی جس سے ہندوؤں کے قومی وجود کو نقصان پہنچے۔ ان کے
حالات میں ہمارا مطالبہ تقسیم ہند معرض وجود میں آیا اور
اب ہم بحیثیت ایک قوم اس پر مجتمع ہو چکے ہیں کہ مسلمانوں کے
آبائی وطن میں بھی ایک علیحدہ فیڈریشن کا قیام ہو۔"

ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"مرکزی اسمبلی میں اکتیس مسلم نشستوں میں مسلم لیگ نے
اکھنڈی یا اکھنڈ کے مسلمانوں کو منہ توڑ شکستیں دیں۔ مسلم
عوام نے بے لوث اور شاندار کارکردگی، وحدت سے اپنے
ضمیر کے مطابق اظہار کیا۔ حالانکہ یہ وحدت سنگ ریزوں کی طرح
ملا پیلا کے دیہات اور قصبات میں بکھری ہوئی اور ہند سے

اخباروں سے اطلاع ملی ہے کہ مسلمان تجارتی جنس ہیں۔
اس لیے دس کروڑ روپیہ ہندو بنیوں نے حسین احمدی مولویوں
اور مزاریوں وغیرہ کے سپرد کیا جائے تاکہ یہ مختلف بازاری
نرخوں سے مسلمان عوام کو خرید لیں۔ لیکن چند سیاہ دل افراد
کو چھوڑ کر مسلمان قوم کے عوام نے رشوت لینے سے انکار کر
دیا اور اپنا دین ضمیر فروخت نہ کیا ؎

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

پنجاب کے ہندو اس قادیانی دولت سے موجودہ صوبائی
انتخابات میں مسلمانوں کو خریدنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔
ادھر ہندو کانگریس اس حد تک پستی کا مظاہرہ کر چکی ہے کہ
کانگریسی وزراء نے انتخابات کے مقامی شہر ... (حسب جی) دائرہ
کو ہدایت جاری کردی ہے کہ وہ یہاں کی خاص سرکاری
ترقی یافتہ ورکنگ بھی انتخابات میں اعانت کریں۔ حالانکہ
اس پارٹی کو جمعیت نصرو انگریزی امپیریلزم کا عکس قرار دے
چکے ہیں اور کل کانگریس کے صدر صاحب بھی اس پارٹی سے
ہاتھ ملانے کے لیے تیار نہیں تھے۔"

۱۲ جنوری ۱۹۴۶ء نوائے وقت

از قلم محمود اختر خان متعلم مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔
نوٹ:۔ دراصل راجہ حسن اختر صاحب

"مولانا ابوالکلام تمام تر ہندو وزیروں کے قبضے میں ہیں اور ان کی صدارت صرف نمائشی ہے وہ مسلمانوں کو چھوڑ چکے ہیں، مسلمان بھی کلی طور پر ان سے مجتنب ہیں۔"

"مجھے ان کی جگہ ہوتا تو کانگرس کو چھوڑ کر جناح کے ساتھ مسلمانوں کی آواز میں آواز ملاتا۔"

حضرت مولانا ابراہیم سیالکوٹی امیر جماعت اہلحدیث کا بیان قرآن و سنت کی روشنی میں:۔

کلکتہ (ڈاک سے) جمعیۃ علماء اسلام کلکتہ و ملحقہ صلع کے دعوت نامے کے جواب میں حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی امیر جماعت اہلحدیث سیالکوٹ نے جو مولانا ابوالکلام آزاد کے پرانے دوست ہیں۔ مندرجہ ذیل بیان ارسال فرمایا ہے اور ہدایت فرمائی ہے کہ اخبارات میں شائع کر دیا جائے۔

(اقتباس بلا لفظ ہے)

## آزاد صاحب کا عمر کی اس منزل پر پہنچ کر جو حق سے چوک گئے

لیکن تعجب ہے اور افسوس کہ علماء و بحر خداکا کیسا غضب نازل ہوا ہے کہ قرآن و حدیث کی تصریحات کو نظر انداز کر دینے سے عام عقل و فراست بھی جاتی رہی۔ مزاج گرامی ایک محتشم و روشن بھی لیکن خدا کے فضل سے چونکہ قرآن و حدیث کی تصریحات میری نظر کے سامنے ہیں۔ استنباطات سے ایک ضرورت ترجیح سے جب نصوص موجود ہو اس لیے

اگر یہی مولانا کی پوزیشن میں ہوتا، تو جب شملہ میں کام گڑبڑ ہو گیا تھا اول تو میں صدارت چھوڑ دیتا، قوم کو سمجھاتا کہ دیکھو اگر آپ مسلمانوں کا انتخاب مسلمانوں ہی کے لیے رہنے دیں تو آپ کو بھی کچھ مل جائے گا، اگر وہ مان جاتے تو بہتر ہوتا۔ ورنہ میں فوراً عہدہ صدارت سے تنکدری کے ساتھ سبکدوش ہو جاتا اور مسٹر جناح کے ساتھ جو کچھ قانون کی دفعات میں آیا تھا۔ اس میں بھی ہندو محروم نہ رہتے کیونکہ ان کو بھی تو کچھ ملتا جو ہم کو ملتا لیکن مولانا صاحب محض ضد ہی ہٹ دھرمی کی وجہ سے چوک گئے جس سے ہر دو قوموں کا نقصان ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔" (نوائے وقت ۲۰ اگست ۱۹۴۵ء)

## "نئے آئین میں مذہبی اعتقادات کو اہمیت نہ دی جائے"

# ترجمان القرآن آزاد کا وائسرائے کو مشورہ

شملہ ۱۷ جنوری ۱۹۴۶ء۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے آج ایک پریس کانفرنس میں ویول سکیم کے ضمن میں کانگریس کی انتہا وکی پوزیشن کی وضاحت کی۔ انہوں نے کہا کہ جس صورت سے کانفرنس کا آغاز ختم ہوا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے۔ دنیا کی رائے عامہ یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ کانفرنس کی ناکامی کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ جہاں تک کانگریس کا تعلق ہے وہ اس چیز کو واضح کر چکی ہے کہ کانگریس انتظام حکومت کی تمام ذمہ داریوں کو قبول کرنے پر آمادہ ہے۔ کانگریس یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ ملک کی ترقی کو روکنے کے لیے کسی پارٹی کو رعایتی مراعات حاصل ہو جائیں۔ کانگریس ایک قومی

جماعت جب وہ کسی ایسے نظام حکومت میں حصہ دار بننے کو تیار نہیں۔ خواہ وہ عارضی ہی کیوں نہ ہو جو اس کے مستقبل پر کوئی برا اثر ڈال سکے۔ مولانا آزاد نے بتایا کہ انہوں نے واکسرائے سے ان امور کی وضاحت چاہی تھی۔

۱۔ خارجی امور کے متعلق جو محکمہ قائم کیا جائے گا۔ اس کے فرائض دوسرے محکموں کے برابر ہوں گے۔

۲۔ ہندوستانی فوج کو قومی رنگ دینے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

۳۔ اس جنگ کے بعد ہندوستانی حکومت کسی ایسی پالیسی کا حصہ نہیں ہوگی جس کا مقصد جنوب مشرقی ایشیا کے کسی ملک پر شاہی اقتدار کو جاری رکھنا ہو۔

۴۔ ریاستی عوام شہزادگان اور قومی حکومت کے اراکین کے درمیان جو خلیج حائل ہے اسے رفع کیا جائے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کی یکساں نمائندگی کے سوال پر مولانا آزاد نے کہا کہ انہوں نے لارڈ ویول کو یہ بتا دیا تھا کہ نئی حکومت کے آئین میں مختلف پارٹیوں کے سیاسی نظریات کو بطور معیار پیش نظر رکھا جائے اور مذہبی تعصب یا مذہبی اعتقاد کو سامنے نہ رکھا جائے۔ آخر میں مولانا آزاد نے کہا کہ میں اب بھی مایوس نہیں۔ ہماری متحدہ جدوجہد کی اساس زیادہ مضبوطی پر قائم ہے۔ ہماری امیدوں کا انحصار صرف اسکیم پر نہیں۔ آخر میں مولانا نے کہا کہ مسلم لیگ کا رویہ ہی کانفرنس کی ناکامی کا باعث بنا۔

(روزنامہ وقت ۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء)

# نیشنلسٹ مسلمانوں کی بے توقیتی

اداریہ ۵ ر جون ۱۹۴۳ء

مسلمان نیشنلسٹوں کا اخبار اجمل بمبئی نیشنلسٹ مسلمانوں کی بے آبروئی اور بے وقاری پر رنج و الم کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

"مسلم لیگ بے عمل جماعت ہے اس نے مسلمانوں کی کوئی عملی خدمت بھی نہیں کی ہے۔ مگر ان تمام باتوں کے باوجود اسلامی سیاست پر چھائی ہوئی ہے اس کے برعکس قوم پرور مسلمان جن میں جذبہ عمل بھی ہے اور ذوق قربانی بھی، جن کا ماضی بھی درخشاں ہے اور جن کی روایات بھی شاندار ہیں کا حال یہ ہے کہ وہ اسلامی ہند کی زمام قیادت سنبھالنے میں ناکام ہو رہے ہیں اور مسلمین میں ان کا اثر روز بروز کم ہوتا چلا جا رہا ہے سوال یہ ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟"

اس کے بعد معاصر نے خود ہی مسلم نیشنلسٹوں کی ناکامیاں مختلف شرح کر دی ہیں۔ چونکہ نیشنلسٹ مسلمانوں کا مرکز سے ہو کر آل مسلم مجلس ہی رہ گئی ہے۔ اس لیے اجمل نے بھی مسلم مجلس کو ہی اپنی تنقید کے لیے چنا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مسلم مجلس دو سال سے کوشش کر رہی ہے کہ اسے مسلم سیاست میں وقار حاصل ہو جائے۔ مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ اجمل کے خیال میں اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مسلم مجلس کو جیسے فعال اور پر جوش اور باعمل کارکنان نصیب

نہیں ہیں۔ اس کے موجودہ قائدین تھکے ہوئے اور بالکل بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ان کا جوشِ عمل سرد پڑ چکا ہے۔ ان کی آواز کا وہ اعتبار وہ طاقت اور وہ مردانہ پن نہیں جھلکتی جو ایک زندہ ادارے کے زندہ قائدین میں خصوصی طور پر موجود ہوتی ہے۔ ان کے بیانات اور ملاقات میں کچھ بجھی ہوئی آگ کی سی کیفیت پائی جاتی ہے۔

مگر یہی وجہ سب سے بڑی وجہ نہیں۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہے مجلس کے سامنے کوئی واضح اور متعین نصب العین اور اس نصب العین کے حصول کا کوئی غیر مبہم نظامِ عمل نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس کے قائدین کی آواز مسلمانوں پر وہ اثر نہیں کرتی جو ہونا چاہیے۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کی منزل کہاں ہے اور اس منزل تک پہنچنے کے لیے ان کو کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیے!

وہ آزادی اور اتحاد کے نعرے تو لگاتے ہیں۔ لیکن ان کا دل ہر منزل پر لرز اٹھتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ خود نیشنلسٹ مسلمانوں کے ترجمان کو اس کا احساس ہوا کہ مسلمان ان کی بات نہیں سنتے اور انہیں مسلم سیاست میں کوئی وقار حاصل نہیں لیکن اس سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ "جمل" کو اس کا احساس ہے کہ نیشنلسٹ مسلمانوں کے سامنے کوئی واضح اور متعین نصب العین نہیں۔ مسلمانوں کا نصب العین کیا ہے؟ مسلم اکثریت کے علاقوں میں آزاد مسلم ریاستوں کا قیام ہے اور کیا غیر لیگی بھی مسلمان اس نصب العین پر قریب قریب متفق

ہیں۔ نیشنلسٹ اور کانگریسی مسلمان بھی اس نصب العین کی
مخالفت کی جرأت نہیں رکھتے۔ کیونکہ انہیں
احساس ہے کہ جزئیات و تفاصیل کے متعلق مسلمانوں میں
باہمی اختلافات ہو سکتے ہیں۔ مگر جہاں تک اصول کا
تعلق ہے عام مسلمان خواہ وہ کسی گروہ سے تعلق رکھتے
ہوں مجلس یا کسی صورت میں پاکستان کے نصب العین کو
اپنا قومی نصب العین مانتے ہیں۔

نیشنلسٹ مسلمانوں کی بڑی غلطی یہی ہے کہ وہ اپنی
قوم کی آرزوؤں اور تمناؤں کو سمجھنے میں ناکام رہے ہیں۔
اور کانگریس اور مسٹر گاندھی کی خوشنودی مزاج کی خاطر
مسلمانوں کے اس نصب العین کی حمایت نہیں کرتے اس
کے برعکس ان کے سامنے کوئی متبادل نصب العین نہیں
ظاہر ہے کہ کوئی جماعت جس کے سامنے کوئی نصب العین
نہ ہو۔ اور وہ یہ سمجھ کر وہ دبتی تھی مانگی کے باوجود محض
مسلم لیگ کی مخالفت کرنے اور کانگریس کی ہاں میں ہاں
ملانے سے زندہ رہ سکتی ہے تو آپ کی بڑی بھول ہے۔

## مسلم مجلس کی کس مپرسی

مسلم مجلس کے سب سے بڑے حامی مدنی نے پنجاب میں بھی
دھاوا بولا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی امید
یلغار میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی اور کس مپرسی کا یہ
عالم ہے کہ مسلم مجلس کو عہدیدار نہیں ملتے!
کاش مسلم مجلس کے صدر خواجہ عبدالمجید صاحب وہ

ان کے آرگنائزنگ سیکریٹری فاران محمد رحمان محمد صاحب اسی سے عبرت پکڑیں۔ وہ مسلمانوں میں تفریق و انتشار پیدا کرنے کی کوششوں سے باز آئیں۔ مسلم مجلس کو مسلمان منہ لگتے ہیں۔ [illegible] نے بھی خواجہ صاحب کی بار بار تسلیم ہوئے کے باوجود اس کی جماعت کو پیدا ہوگئے برابر وقعت نہیں دی۔ اس لیے کہ وہ اپنا کا تجربہ بھی کر گلے مل بھی وابستہ کر رہے ہیں۔ کہ اگر وہ قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ تو کسی ایسی جماعت میں شامل ہوں۔ جو فرقہ وارانہ ہم آہنگی جیسی کے ساتھ مسلم یا مسلمان کو بیچ لگا رہی ہو۔ [illegible] سے سمجھ ہی کیوں نہ ہو۔ خواجہ صاحب کی مجلس بھی اسی گناہ کی مرتکب ہے۔ اس لیے ان کی مسلم لیگ کے خلاف بے سرو پا بیان بازیاں بھی انہیں مشرقی یوپی کی نظروں میں سر بلند نہیں کر سکیں اور یوں میں مسلم مجلس کی جو توقیر ہے اس کا اندازہ انتخاب کے اس واقعے سے کیا جا سکتا ہے کہ صداقت موجود ہے۔ لیکن صدر نہیں مل سکے (قومی وقت ۹ فروری [illegible])

[illegible] مسلمانوں کے باب میں جو نئے تہیے وارد ہو گیا ہے اُدہ سے زیادہ مواد حضور [illegible] تحریر کیا جائے۔ [illegible] کا "نظریہ توحید" کا نعرہ بھی اکبر کے "دین الٰہی" کا بدلا ہوا تھا۔ اگر کسی دور میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس کا فرقانہ نعرے کی مخالفت کی تو اس دور میں اقبالؒ و جناحؒ اور ان کے جنود نے اس طلسم و فسوں کو چکنا چور کر دیا۔ اگر اس دور میں اکبر کو ابو الفضل جیسے ملے۔ تو گاندھی کو اس دور کے امام الہند اور شیخ الحدیث

اور امیر شریعت ”اس دور کے متعلق“ ”پاکستان اور عرب“ کا مصنف رقمطراز ہے۔

”حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اکبر اور جہانگیر کی الحاد آمیز سرگرمیوں کو روکنے کے لیے زبردست جدوجہد کی اور متحدہ قومیت کی تجویز کے مقابلہ میں اعلائے کلمۃ الحق کیا اور کہا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں۔ ان کا اپنا مذہب اپنی شریعت، اپنی کتاب اپنی تہذیب اور تمدن ہیں جو کفار سے قطعاً مختلف ہیں۔ چنانچہ آپ نے قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ کو پیش کیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۝

”اے ایمان والو اگر تم کفار کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو کافر بنا دیں گے اور تم بڑے نقصان میں پڑ جاؤ گے بلکہ اللہ تمہارا حاکم و مالک ہے اور سب سے بہتر مددگار وہی ہے“

اور مسلمانوں کو متحدہ قومیت اختیار کرنے سے روکا اور دین الٰہی قبول کر کے مرتد ہونے سے بچنے کو کہا۔ حکومت اس مخالفت کو کب برداشت کر سکتی تھی چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو گرفتار کر کے گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا لیکن آپ کے اس جہاد کا یہ نتیجہ ضرور ہی ہوا کہ لوگ دین الٰہی کے دجل سے باخبر اور ہوشیار ہو گئے اور ہندوستان سے جو گمراہی سیاسی چال چلی تھی وہ ناکام ہو کر رہ گئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و یوم ولادت
سے جو آواز ۱۹۴۷ء میں بلند کی گئی تھی۔ جس نے تین سو سال
بعد ہی آمادہ جو رکی سرزمین سے مسلمانانِ ہندوستان
کے محبوب رہنما محمد علی جناح نے بلند کی اور تحریک اسلام
کی شکل میں دیدی اللہ کو قرآن مجید کی یکسانیت پر جنم لیا تھا اس
کے خلاف مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع ہونے کی دعوت
دی اور ان لوگوں کو جو ابوالعشق کی پیروی میں کانگریس
کے ساتھ مل کر متحدہ قومیت کا راگ الاپ رہے تھے بتلایا
کہ اللہ قرآن پاک کی تعلیم پاک کو چھوڑ کر دوسرے
ہی مذہب تر ہو جاتا ہے۔ قوم سے بغاوت کر رہے ہو۔ بلکہ
خدا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات
اطہر و مقدس سے بغاوت کر کے جہنم کے ایندھن بن کر
مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہو اور تباہی کے راستہ پر ڈال رہے ہو اور
دیکھو کہ خدائے عالم کا پاک کلام تم کو پکار کر کہہ رہا
بلا رہا ہے

هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ

تعجب ہے کہ تم کافروں کو دوست رکھتے ہو اور وہ تم کو
تمہارے دوست نہیں ہے

لیکن تعجب کا مقام ہے کہ آج اسی سرزمین کے ؛ وجود
اپنی ذاتی اغراض اور مفادات کے ماتحت ملت فروشی
کر رہے ہیں ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو اپنے آپ کو سند
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث کہتے ہیں۔
قرآن پاک کی تعلیمات اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کے ارشادات سے بخوبی واقف ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ملت اسلامیہ سے کٹ کر دوسروں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اور ملت مرحوم کے مفاد عظیم کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ مل کر یہ کہتے چلے جا رہے ہیں کہ ہندوستان میں صرف ایک ہی قوم آباد ہے اور وہ قوم ہے ہندوستانیوں کی۔ ان میں مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا ابوالکلام آزاد جیسے فاضل بھی موجود ہیں۔ جو ہیں مفسر قرآن حکیم اور علم بردار شریعت بھی ہیں۔ شریعت اور تعلیمات قرآن حکیم سے واقف ہونے کے باوجود وہ مذہب سے بغاوت کر رہے ہیں۔ اُن کی یہ بغاوت ملت اسلامیہ کے خلاف نہیں بلکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت ہے۔ خدا اور رسولؐ کا باغی مسلمانوں میں سے نہیں بلکہ وہ کفار کی صفوں سے اٹھایا جائے گا۔"

صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۲ عروج پاکستان
مصنفہ محمد اشرف عطا
مدیر معاون "زمیندار"

ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"کس قدر مقام حیرت ہے۔ کہ مسلمانوں کے جس طبقہ سے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تنظیم ملت کی توقع کی جا سکتی تھی ان میں سے چند کا گر بھی علماء آج یا تو بیجو کی شاطرانہ چالوں پر آگر وقفہ خود بہ تخریب ملت کا کام انجام دے رہے ہیں یا محض اپنے ذاتی مفاد کے تحفظ

اور ایک دشمنی کی بنا پر کسی قوم کو دیدہ دانستہ تفرقہ اور لڑائی میں گرا دینے پر کمر بستہ ہو چکے ہیں ورنہ کلام اللہ، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اسوۂ حسنہ اور اقوال و اعمال صحابہ کرام سے تجسس و تلاش کے باوجود کوئی ایسی نظیر یا دلیل نہیں ملتی کہ ان خطرناک حالات میں مسلمان غیر مسلم جنگ جو گروہوں کی جماعت میں شامل ہو کر بلا شرط و امتیاز اشتراک و تعاون کریں۔"

آگے جا کر موصوف فرماتے ہیں:-

"قرآن مجید و فرقان الحمید میں اکثر مقامات پر حاکم الحاکمین نے کفار و مشرکین سے الگ رہنے اور ان کی تنظیم قائم کرنے کے لیے صریح احکامات صادر فرمائے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ (سورۂ آل عمران)

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو مسلمان ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔"

حرب و دربار ہندستان
صفحہ ۲۲ و ۲۳

پھر ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ

وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ
الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ۝

هَا أَنتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ
وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا
آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ
مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن
تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ۖ وَإِن تَصْبِرُوا
وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ إِنَّ
اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝

"اے ایمان والو! اپنی جماعت کے علاوہ کسی کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ غیر تمہارے تباہ کرنے میں کچھ کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ تم جس قدر تکلیفوں میں پڑو ان کو اتنی ہی خوشی ہوتی ہے۔ ان کی باتوں سے عداوت ٹپکتی ہے اور جو کچھ وہ دل میں چھپائے ہوئے ہیں وہ بہت سخت ہے۔ ہم نے حقیقت کو تم پر ظاہر کر دیا ہے۔ اگر تم عقل سے کام لو تو سمجھ سکتے ہو۔

"دیکھو! تم ایسے سیدھے سادے لوگ ہو کہ تم ان سے دوستی رکھتے ہو اور وہ تم سے مطلق میل نہیں رکھتے ہیں اور وہ تم سے مطلق دوستی نہیں رکھتے تم تو کتاب الٰہی پر ایمان رکھتے ہو اور وہ تمہارے قرآن کے منکر ہیں اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو مارے غصے کے تم پر اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں۔

"اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہہ دو کہ اپنے غصہ میں جل مرو
بے شک جو باتیں تمہارے دلوں میں ہیں اللہ کو سب معلوم ہیں
مسلمانو! اگر تم کو کوئی فائدہ پہنچے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر
تم کو کوئی گزند پہنچے۔ تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر تم ان کی
ایذاؤں پر صبر کرو اور انتقام میں تقوی سے بچے رہو تو اطمینان
رکھو کہ ان کے فریب سے تمہارا کچھ بھی نہیں بگڑے گا۔ کیونکہ جو کچھ
بھی یہ کر رہے ہیں اس کا خمیازہ اللہ کے احاطہ (قدرت) میں ہے۔"

کیا یہ حقیقت نہیں کہ کانگریس کی در پردہ سازشیں ہی
تحریک بن کر مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے خلاف
محاذ کو آراستہ کیا اور آیات کریمہ کی صریح خلاف ورزی
ہے۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اس آیت کریمہ کی پیش گوئی کے مطابق
کانگریس اور حکومت میں حکومت کے بل بوتے پر آج بھی ترنگا
کے جھنڈے اور طاقت کے اوت پٹانگ مظاہرہ اور استعمال
سے مسلمانوں کی طاقتوں کو کمزور اور ان کی تہذیب و ثقافت
کلچر و معاشرت کو مٹانے کی منظم اسکیم ہے! آفت مسلمانوں پر
مظالم بپا کیے گئے۔"

آگے چل کر رقمطراز ہیں:۔

"ہمارے کانگریسی مسلمان دوست قرآن مجید کے قطعی
حکم کے باوجود وقت سے گٹھ جوڑ کر دشمنان اسلام کے ہاتھوں
میں کھیل رہے ہیں اور مسلمانوں کے سواد اعظم کی مخالف
طاقتوں کے تقویت کا آلہ کار کام کر رہے ہیں۔ عجیب یہ حضرات
اپنی تقریروں اور بیانوں میں خدمت اسلام کا نام
لیتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ وہ کانگریس میں رہ کر اسلام

کی بیشتر بین خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تو نورا ان کی خدمات بہار۔ بمبئی اور گوا ، کشمیر کے خونی واقعات کی شکل میں ہر مسلمان کی آنکھوں کے سامنے بکھری پڑی ہیں۔ اگر یہی خدمت اسلام ہے تو پھر تخریب کس کو کہتے ہیں۔

"اے ایمان والو! اگر تم کفار کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو پھر کافر بنا دیں گے اور تم بڑے نقصان میں پڑ جاؤ گے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ تمہارا حاکم و مالک ہے اور سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے"

کیا ان آیات بینات میں غیر مسلموں کی اس ذہنیت والی خواہشات اور ارادوں کی طرف اشارہ نہیں پایا جاتا جس کا کانگریس کے پلیٹ فارم سے اکثر و بیشتر اظہار کیا جاتا رہا ہے۔ کیا یہ خطرناک منشور ہم مسلمانوں کے لیے نقصان عظیم کا باعث نہیں ہیں۔ اگر نہیں تو پھر آج خدائے برتر و توانا کو حاکم علی الاطلاق کر مانتے ہوئے منظم ہو کر اس کی امداد کی توقع کیوں نہیں کی جاتی؟

وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً ۔

"وہ تو یہی چاہتے ہیں۔ کہ تم بھی کافر ہو جاؤ اسی طرح جیسے کہ وہ خود ہیں"

کیا متحدہ قومیت اور اکھنڈ ہندوستان کی تشکیل بھی ایسا ہی دشمن کا مکروہ منصوبہ ثابت نہیں کر رہا۔ کہ اکثریت کی حکومت کے اقتدار سے مسلمانوں پر ہندو تہذیب تمدن

نشر ہو جاتے اور کیا اس کا مظاہرہ پاکستان میں ہو چکا؟
ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

”اگر راشٹر جی اُتار دو۔ شری بیت مانی اور محمود کا خاندان بھی اس وقت کے انتظار میں ہیں۔ کہ جب مسلمانانِ ہندوستان کے جیسے مہرتیں ہندوستان کر لیا ہے جائے اور مسلمانوں کو مجبور کر دیا جائے گا۔ کہ وہ اچھوتوں کی سی زندگی بسر کریں تو یہ بہتر ہے۔ کہ وہ دوسروں کے ہاتھوں سے حکومت کی یہ تبدیلی کرانے کے بجائے خود ہی قت کر ڈالیں نگاری شتہ“ (حرب اور پاکستان صفحہ ۲۷ تا ۲۸)

جناب محمد اشرف خان عطا صفحہ ۲۰۰ پر ۳ پھر لکھتے ہیں:۔

”ہمارے حریف ہماری تمناؤں کے ڈھیر بنا رہے ذہنی تعصبات کی دنیا بسانے کے جب اس وقت بے رونق روشت کھا رہے ہیں۔ مگر جل شانہ کی بشارت کے مطابق انشاء اللہ العزیز ان کو شکست کی کھانا پڑے گی۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ؕ

”یقیناً کافر اپنا مال وہ اللہ خرچ کرکے لوگوں کو اللہ کے راستے سے ہٹاتے ہیں اور ہٹاتے رہیں گے۔ اور وہ مال بھی اور خرچ کریں گے۔ پھر افسوس ہی ہوگا جائے گی اور وہ مغلوب ہو کر رہ جائیں گے۔“

ذرا آگے چل کر:۔

"کئی ان بزرگوں اور دوستوں سے جو اپنی وضع کی
پابندی، خوش عقیدگی، سادہ لوحی کی بنا پر اب بھی ہندو
کانگریس کے ساتھ مل کر نادانستہ طور پر انتشار ملت کا کام
انجام دے رہے ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ ان پیام
بمبئی اور بمبئی میں آیات بینات اور گزشتہ تلخ
واقعات و تجربات کی روشنی میں اب بھی اپنے سفر کا رخ
اکھنڈ ہندوستان سے پاکستان کی طرف پھیر لیں۔"

پھر صفحہ ۹۳ پر رقمطراز ہیں:۔

"پاکستان کی مخالفت میں کانگریس، ہندو مہاسبھا،
احراری اور خاکساری جماعتیں ہی نہیں بلکہ وہ لوگ بھی جنہیں مسلمان
ہونے کا دعویٰ ہے اور جو اپنے آپ کو آزادی کا علمبردار
اور مذہب کا ٹھیکیدار تصور کرتے ہیں۔ لیکن قسمت سے
کٹ کر اغیار کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ اور اپنی دنیوی
اغراض کے ماتحت مسلمانوں کی اجتماعیت اور مرکزیت کو
پراگندہ کرنے میں کانگریس کے اشارے پر اپنی پوری کا
زور صرف کر رہے ہیں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اس
گروہ میں مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد مدنی
ایسی جلیل القدر ہستیاں بھی شامل ہیں۔"

قوم پرست مسلم لیڈروں کی لکھنؤ کانفرنس کے متعلق اقبال کا وہ بیان جو ۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو شائع ہوا:۔

"جمعہ کے روز میں شملہ سے لاہور واپس آیا تو شیخ
عبدالمجید سندھی صدر خلافت کانفرنس کا ایک تار ملا جس
میں شیخ صاحب نے ہندوؤں سے سمجھوتہ کرنے کے لیے مسلمان

لیڈروں کی ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز کے متعلق میری رائے دریافت کی تھی۔

میں نے بذریعہ تار شیخ صاحب کو جواب دیا کہ جب تک ہندوؤں کی طرف سے ہمارے سامنے چند شرائط اور واضح تجاویز نہ ہوں اس قسم کی کانفرنس منعقد کرنا قطعاً بالکل بے معنی ہوگا۔

اسی شام مجھے شیخ صاحب کا ایک اور تار ملا جس میں مجھ کو مطلع کیا گیا کہ سر تیج بہادر سپرو اور مسلم و ہندو لیڈروں کی ایک غیر رسمی کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے مجھے اس کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی تھی۔ میں نے ان سے اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کرنے کی درخواست کی۔ کیونکہ میرے خیال میں یہ کانفرنس بے موقع اور خلاف مصلحت تھی۔ میں نے کانفرنس میں شرکت سے اپنی مجبوری کا اظہار کر دیا۔

اس وقت سے اب تک میرے پاس کئی مقامات سے تار موصول ہو چکے ہیں کہ ایک خاص جلسہ کر کے آل انڈیا مسلم کانفرنس کی پوزیشن کی دوبارہ وضاحت کر دی جائے اور ایسی والی چالوں کا توڑ کیا جا سکے۔ ان حالات کے پیش نظر مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ میں مجوزہ لکھنؤ کانفرنس سے مسلمانوں کے شریک نہ ہونے کی بات واضح کر دوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب تک ہندو لیڈروں کی طرف سے ہمارے سامنے کوئی واضح تجاویز پیش نہ کی جائیں اس کانفرنس میں بحث کس چیز پر کی جائے گی۔

مسلمانانِ ہند نے ہمیشہ دوسری قوموں سے مجبور کرنے
کے لیے اپنی آزادی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن جو طریقہ اس وقت
اختیار کیا جا رہا ہے اس کا مطلب ہندوؤں سے مجبوراً
نہیں بلکہ ملتِ اسلامیہ میں جس کو ہم بڑی مشکل سے منظم
کر سکے ہیں۔ پھوٹ ڈالنا ہے؟

حرفِ اقبال مؤلفہ لطیف احمد شیروانی ایم۔ اے
(صفحہ ۱۸۹-۱۹۰)

## اسلام اور قومیت پر مولانا حسین احمد کے بیان کا جواب

جو روزنامہ احسان لاہور میں ۹ مارچ ۱۹۳۸ء کو شائع ہوا

میں نے اپنے شعر

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

میں لفظ ملت "قوم" کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ عربی میں یہ لفظ اور بالخصوص قرآن مجید میں "شرع" اور دین کے معنوں میں استعمال ہوا ہے لیکن حال کی عربی۔ فارسی اور ترکی زبان میں بکثرت سندات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ملت "قوم" کے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ میں نے اپنی تحریروں میں اکثر "ملت" بمعنی "قوم" ہی استعمال کیا ہے۔ لیکن چونکہ لغات کے معنی زیر بحث مسائل پر چنداں مؤثر نہیں ہیں اس لیے میں اس بحث میں پڑے بغیر ہی تسلیم کرتا ہوں کہ مولانا حسین احمد کا ارشاد بھی ٹھیک ہے کہ قوم اوطان سے بنتی ہیں۔ مجھ کو حقیقت

میں مولانا کے اس ارشاد پر بھی اعتراض نہیں۔ اعتراض کی گنجائش اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ کہا جاتے کہ زمانہ حال میں اقوام کی تشکیل اوطان سے ہوتی ہے اور ہندی مسلمانوں کو مشورہ دیا جاتے کہ وہ اس نظریہ کو اختیار کریں ایسے مشورے "قومیت" کا جدید فرنگی نظریہ ہاتے سامنے آتا ہے جس کا ایک اہم پہلو تو دینی ہے جس کی تنقید ایک مسلمان کے لیے از بس ضروری ہے۔ افسوس ہے کہ میرے اعتراض سے مولانا کو یہ شبہ ہوا کہ مجھے کسی سیاسی جماعت کی تائید مقصود ہے۔ حاشا وکلا میں نظریہ وطنیت کی تردید اس زمانے سے کر رہا ہوں جبکہ دنیائے اسلام اور ہندوستان میں اس نظریہ کا کچھ ایسا چرچا بھی نہ تھا۔ مجھ کو یورپین مصنفوں کی تحریروں سے ابتدا ہی سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی تھی کہ یورپ کی ملوکانہ اغراض اس امر کی متقاضی ہیں کہ اسلام کی وحدت دینی کو پارہ پارہ کرنے کے لیے اس سے بہتر اور کوئی حربہ نہیں کہ اسلامی ممالک میں فرنگی نظریہ وطنیت کی اشاعت کی جائے۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہ تدبیر جنگ عظیم میں کامیاب بھی ہو گئی اور اس کی انتہا یہ ہے کہ ہندوستان میں اب مسلمانوں کے بعض دینی پیشوا بھی اس کے حامی نظر آتے ہیں زمانے کا الٹ پھیر بھی عجیب ہے۔ ایک وقت تھا کہ نیم مغرب زدہ ترکے مسلمان تفریح میں گرفتار تھے۔ اب علماء اس لعنت میں گرفتار ہیں۔ شاید یورپ کے جدید نظریے ان کے لیے جاذب نظر ہیں۔ مگر افسوس ۔

زر تو کرد و کعبہ و دشت حیات     گرفتار فرنگ بدتر بود و مات

نیں سے بھی عرض کیا تھا کہ مولانا آپ دو شاہ کی ترمیم اصطلاحوں سے متفق ہیں، قابلِ اعتراض نہیں، اس لیے کہ قدیم ایام سے اقوام اوطان کی طرف اور اوطان اقوام کی طرف منسوب ہوتے چلے آئے ہیں۔ ہم سب ہند کے رہنے والے اور ہندی کہلاتے ہیں، ہم ترکی اور چینی کے اس منطقہ میں رہنے والے رکھتے ہیں، جو ہند کے نام سے موسوم ہے۔ علیٰ ہذا القیاس چینی، عربی، جاپانی، ایرانی، وغیرہ۔ وطن کا لفظ جو اس شکل میں مستعمل ہوا ہے، محض ایک جغرافیائی اصطلاح ہے اور اس حیثیت سے اسلام سے متصادم نہیں ہوتا۔ اس کے حدود آج کچھ ہیں اور کل کچھ۔ کل تک اہلِ برما ہندوستانی تھے اور آج برمی ہیں۔ ان معنوں میں ہر انسان فطری طور سے اپنے جنم بھوم سے محبت رکھتا ہے اور بقدر اپنی بساط کے اس کے لیے قربانی کرنے کو تیار رہتا ہے۔ بعض نادان لوگ اس کی تائید میں "حب الوطن من الایمان" کا مقولہ حدیث سمجھ کر پیش کیا کرتے ہیں، حالانکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وطن کی محبت انسان کا ایک فطری جذبہ ہے جس کی پرورش کے لیے اثبات کی کچھ ضرورت نہیں۔ مگر زمانہ حال کے سیاسی لٹریچر میں وطن کا مفہوم محض جغرافیائی نہیں بلکہ وطن ایک اصول ہے، ہیئتِ اجتماعیہ انسانیہ کا ایک قانون ہے۔ اس لیے جب لفظ وطن کو ایک سیاسی تصور کے طور پر استعمال کیا جائے تو یہ اسلام کے متصادم ہو جاتا ہے۔ مولانا حسین احمد مدظلہ نے جس بات کو ترجیح دی ہے کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہیئتِ اجتماعیہ انسانیہ کے اصول کی حیثیت میں کوئی لچک رکھتا ہے؟

نہیں رکھتا۔ اور ہیئت اجتماعیہ انسانیہ کے کسی اور آئین سے کسی قسم کا راضی نامہ یا سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں بلکہ اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ ہر دستور العمل جو غیر اسلامی ہو نامعقول و مرتفع ہے۔ اسی کلیہ سے بعض سیاسی مباحث پیدا ہوتے ہیں جن کا ہندوستان سے خاص تعلق ہے۔ مثلاً یہ کہ کیا مسلمان اور قوموں کے ساتھ مل کر نہیں رہ سکتے یا ہندوستان کی مختلف قومیں یا آئینی ملکی اغراض کے لیے متحد نہیں ہو سکتیں وغیرہ وغیرہ لیکن چونکہ میرا مقصد اس وقت صرف مولانا حسین احمد صاحب کے قول کے ذہنی پہلو کی تنقید ہے اس لیے میں ان مباحث کو نظر انداز کرنے پر مجبور تھا۔

اسلام کے مذکورہ بالا دعوے کی پر منطقی دلائل کے علاوہ تجربہ بھی شاہد ہے۔ اول یہ اگر عالم بشریت کا مقصد اقوام انسانی کا امن، سلامتی اور ان کی موجودہ اجتماعی ہیئتوں کو بدل کر ایک واحد اجتماعی نظام قرار دیا جائے تو سوائے نظام اسلام کے کوئی اور اجتماعی نظام ذہن میں نہیں آسکتا کیونکہ جو کچھ قرآن سے میری سمجھ میں آیا ہے اس کی رو سے اسلام محض انسان کی اخلاقی اصلاح ہی کا داعی نہیں بلکہ عالم بشریت کی اجتماعی زندگی میں ایک تدریجی مگر اساسی انقلاب بھی چاہتا ہے، جو اس کے قومی اور نسلی نقطہ نگاہ کو یکسر بدل کر اس میں خالص انسانی ضمیر کی تخلیق کرے۔ تاریخ ادیان اس بات کی شاہد عادل ہے کہ قدیم زمانہ میں دین قومی تھا جیسے مصریوں، یونانیوں اور چینیوں کا۔ پھر نسلی قرار پایا جیسے یہودیوں کا۔ مسیحیت نے یہ تعلیم دی کہ دین انفرادی

اور یہ یورپ منصب ہی واسطے انسانوں کی اجتماعی زندگی
کی بنا میں صرف نیشنلزم ہے۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے بنی
نوع انسان کو سب سے پہلے یہ پیغام دیا کہ دین نہ قومی ہے
نہ نسلی ہے نہ انفرادی اور پرائیویٹ بلکہ خالصتاً انسانی
ہے اور اس کا مقصد باوجود تمام فطری امتیازات کے عالم
بشریت کو متحد و منظم کرتا ہے۔ ایسا دستور العمل قوم اور
نسل پر نہیں کہا جا سکتا نہ اس کو پرائیویٹ کہہ سکتے ہیں
بلکہ اس کو صرف معتقدات پر ہی مبنی کہا جا سکتا ہے صرف
یہی ایک طریق ہے جس سے عالم انسانی کی جذباتی زندگی
اور اس کے افکار میں یک جہتی اور ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے
جو ایک اُمت کی تشکیل اور اس کی بقا کے لیے ضروری ہے۔
کیا خوب کہا ہے مولانا رومی نے

ہمدلی از ہم زبانی بہتر است

اس سے علیحدہ ہو کر جو راستہ اختیار کیا جائے وہ
لادینی کی ہوگی اور شرف انسانی کے خلاف ہوگی چنانچہ
یورپ کا تجربہ دنیا کے سامنے ہے۔ جب یورپ کی دینی وحدت
پارہ پارہ ہوگئی اور یورپ کی اقوام علیحدہ علیحدہ ہوگئیں
تو ان کو اس بات کی فکر پیدا ہوئی کہ قومی زندگی کی اساس
کیا قرار پائے۔ ظاہر ہے کہ مسیحیت ایسی اساس نہ بن
سکتی تھی۔ اس لیے اساس وطنیت کے تصور میں تلاش
کی گئی۔ انجام اچھا اور جو ہوا ہے آپ کے اس انتخاب کا!
وتصریح کی اصلاح غیر مسلم جمعیت" کا ذمہ دار اصول وطن
کو وطنیت کے اصولوں سے انحراف بلکہ جنگ۔ یہ تمام ترقی

یورپ کو دھکیل کر کس طرف لے گئیں؟ لادینی اور دہریت
اور اقتصادی جھگڑوں کی طرف۔ کیا مولانا حسین احمد
چاہتے ہیں کہ ایشیا میں بھی اسی تجربہ کا اعادہ ہو۔ مولوی
صاحب زمانہ حال میں قوم کے لیے وطن کو اساس
ضروری سمجھتے ہیں۔ بے شک زمانہ حال نے اس اساس کو
ضروری کر دیا ہے۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ یہ کافی نہیں بلکہ بہت
سی اور قوتیں بھی ہیں جو اس جسم کی تشکیل کے لیے ضروری
ہیں۔ مثلاً دین کی طرف سے بے پرواہی، سیاسی اور معاشرتی
مسائل میں انہماک، اور ملی زندگی سے اور دو جزئیات
ہیں کو مدبرین اپنے ذہن سے پیدا کریں تاکہ ان نتائج
سے اس قوم میں یک جہتی اور ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔ مولوی
صاحب اس بات کو نظر انداز کر جاتے ہیں کہ اگر ایسی قوم
میں مختلف ادیان و ملل ہوں تو بھی رفتہ رفتہ وہ انضمام
گھٹتے مٹ جاتی ہیں۔ اور صرف لادینی اس قوم کے افراد
میں وجہ اشتراک رہ جاتی ہے۔ کوئی دینی پیشوا اگر کیا ایک
عام آدمی بھی محسوس کرے کہ انسانی زندگی کے لیے ضروری جانتا
ہے نہیں چاہتا کہ ہندوستان میں ایسی صورت حالات
پیدا ہو۔ مگر افسوس ہے کہ ان سادہ
لوحوں کو اس نظریہ وطنیت کے لوازم اور عواقب کی کچھ
حقیقت معلوم نہیں۔ اگر بعض مسلمان اس فریب میں مبتلا ہیں
کہ دین اور وطن بحیثیت ایک سیاسی تصور کے یکجا رہ
سکتے ہیں۔ تو میں مسلمانوں کو بروقت انتباہ کرتا ہوں کہ اس
راہ کا آخری مرحلہ اول تو لادینی ہوگی اور اگر لادینی نہیں تو

اسلام کو محض ایک اخلاقی نظریہ سمجھ کر اس کے اجتماعی نظام سے بے پروا ہیں۔

مگر جو فتنہ مولانا حسین احمد کے ارشادات میں پوشیدہ ہے وہ زیادہ دور بین نظر کا محتاج ہے۔ اس لیے میں تمہید کرتا چاہتا ہوں کہ قارئین مندرجہ ذیل سطور کو غور سے پڑھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔ مولانا حسین احمد عالم دین ہیں اور جو نظریہ انھوں نے قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔ امت کے تحریک ہے اس کے خطرناک نتائج سے وہ بے خبر نہیں ہو سکتے۔ انھوں نے لفظ قوم استعمال کیا یا لفظ ملت یہ بحث غیر ضروری ہے۔ جس لفظ سے اس جماعت کو تعبیر کرتا ہوں ان کے معتقدات میں امت محمدیہ ہے اور اس کی اساس وطن قرار دینا ایک نہایت دل کش انداز... امر یہ ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں اپنی غلطی کا احساس تو ہوا ہے لیکن یہ احساس ان کو غلطی کے اعتراف یا اس کی تلافی کی طرف نہیں لے جا سکا۔ انھوں نے لفظی اور معنوی تاویل سے کام لے کر عذر گناہ بدتر از گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ ملت اور قوم کے معنوی فرق اور اشتقاق سے کیا تسلی ہو سکتی ہے؟ ملت کو قوم سے ممتاز قرار دینا ان لوگوں کی تشفی کا باعث تو ہو سکے جو عربی اسلامی کے حقائق سے ناواقف ہیں۔ واقف کار لوگوں کو یہ قول دھوکہ نہیں دے سکتا۔ آپ نے معلوم نہیں کہ آپ اس توجیہ سے دو غلط اور خطرناک نظریے مسلمانوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمان بحیثیت قوم الگ ہو سکتے ہیں اور بحیثیت ملت

اور دوسرا یہ کہ از روئے قوم چونکہ وہ ہندوستانی ہیں اس لیے مذہب کو علیحدہ چھوڑ کر انھیں باقی اقوام ہند کی قومیت یا ہندوستانیت میں جذب ہو جانا چاہیے۔ یہ صرف قوم اور ملت کے الفاظ کا فرق ہے۔ ورنہ نظریہ وہی ہے جس کا آپ نے ذکر کیا۔ اور جس کے اختیار کے لیے اس ملک کی اکثریت، روس کے ہو جانے کے بعد یہاں کے مسلمانوں کو تلقین کرتے رہتے ہیں۔

یعنی یہ کہ مذہب اور سیاست جُدا جُدا چیزیں ہیں۔ اس ملک میں رہنا ہے تو مذہب کو محض انفرادی اور پرائیویٹ چیز سمجھو اور اس کو افراد تک ہی محدود رکھو۔ سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کو کوئی دوسری علیحدہ قوم تصور نہ کرو اور اکثریت میں مدغم ہو جاؤ۔ مولانا نے چونکہ یہ کہہ کر کہ میں نے لفظ ملت اپنی تقریر میں استعمال نہیں کیا۔ یعنی ملت کو وطنی قوم سے بالاتر سمجھتا ہوں دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے گویا اگر قوم زمینی ہے تو ملت بمنزلہ آسمان ہے۔ لیکن معناً دور حاشا آپ نے ملت کی اس ملک میں کوئی حیثیت نہیں چھوڑی اور آخر کار مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ ملک میں سیاست کے اعتبار سے اکثریت میں جذب ہو جاؤ تو بہتر کہ مسلمان جانو۔ مری نشانہ میں جگہ ہے تو بخشے دو مولانا نے یہ فرض کر کے کہ مجھے قوم اور ملت کے معانی میں فرق معلوم نہیں اور شعر لکھنے سے پہلے جہاں میں نے مولانا کی تقریر کی اخباری رپورٹ کی تحقیق نہ کی وہاں تاہم اس کی وقعت گرانی بھی نہ کر سکا۔ مجھے مولانا تراکے ہونے سے بہرہ ہونے کا علم ہی ہے

یہ طعنہ مسٹر نکلسن پر چپکی کیا اچھا ہوتا۔ اگر میری خاطر نہیں تو جماعت المسلمین کی خاطر ناموس سے گزر کر قرآن حکیم کی طرف مولانا رجوع کر لیتے اور اس خطرناک اور غلیظ اسلامی نظریے کو مسلمانوں کے سامنے رکھنے سے پیشتر خدائے پاک کی نازل کردہ مقدس وحی سے بھی استفسار فرما لیتے۔ مجھے تسلیم ہے کہ میں عالم دین نہیں ہوں نہ عربی زبان کا ادیب ہوں

گفتہ حجرہ و حرمت و الا کہ بھی نہیں کہتا
فقیہ شہر قارون ہے لغت ہائے حجازی کا

لیکن آپ کو کونسی چیز مانع آئی۔ کہ آپ نے صرف قاموس پر اکتفا کی۔ کیا قرآن پاک میں سینکڑوں جگہ لفظ قوم استعمال نہیں ہوا۔ کیا قرآن میں امت کا لفظ متعدد بار نہیں آیا؟ آیات قرآن میں قوم اور امت سے کیا مراد ہے؟ اور کیا جماعت محترمہ کے لیے ان الفاظ کے علاوہ لفظ امت بھی آیا ہے یا نہیں گیا؟ ان الفاظ کے معنی میں اس قدر اختلاف ہے۔ کہ ایک ہی قوم اس اختلاف معنی کی بنا پر ایسی مختلف حیثیتیں رکھے کہ دینی یا شرعی اعتبار سے تو وہ قوم امیں النبی کی یا بنا بر عقل اور وطنی اعتبار سے کسی ایسے دستور العمل کی تابع ہو جو کہ دستور العمل سے مختلف بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر مولانا قرآن سے استفسار کرتے تو اس مسئلہ کا حل خود بخود ان کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا آپ نے الفاظ کی جو لغت بیان فرمائی وہ درست ہو سکتی ہے قوم کے معنی جماعت و منتہا المعنی الاصل رہ ان انتشار گویا لغوی اعتبار سے عورتیں قوم میں شامل نہیں لیکن قرآن حکیم

میں جہاں قوم موسیٰ اور قوم عاد کے لئے الفاظ آئے ہیں، وہاں ظاہر ہے کہ عورتیں اس کے مفہوم میں شامل ہیں۔ ملت کے معنی بھی دین و شریعت کے ہیں، لیکن سوال ان دونوں لفظوں کے لغوی معانی کے فرق کا نہیں سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان ...

اور اجتماعی انسانی وحدت، وحدت جماعت ہیں جیسی کہ اساس توحید اور ختم نبوت پر ہے یا کہ کوئی ایسی جماعت ہیں، جو سرزمین یا جغرافیائی کے مقتضیات کے ماتحت اپنی وحدت چھوڑ کر کسی اور نظام یا تعاون کے ماتحت کوئی اور حیثیت اجتماعی اختیار کر سکتے ہیں یا تھا؟ گویا ان معنوں میں بھی قرآن حکیم نے اپنی آیات کریمہ میں لفظ قوم سے تعبیر کیا ہے یا صرف لفظ ملت یا امت ہی سے پکارا گیا ہے۔

تاہم اس ضمن میں وحی الٰہی کی دعوت کس لفظ کے ساتھ ہے۔ کیا یہ کسی قومی اشتراک کی طرف آیا ہے۔ کہ آؤ، فلاں فلاں قوم مسلم میں شامل ہو جاؤ۔ یا اس کا اتباع کرو یا یہ دعوت صرف ملت کے اتباع اور امت میں شمولیت کی ہے؟

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں قرآن حکیم میں جہاں اتباع و شرکت کی دعوت ہے، وہاں صرف لفظ ملت یا امت وارد ہوا ہے کسی نام و قوم کے اتباع یا اس میں شرکت کی دعوت نہیں۔ مثلاً ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۔ قُوْلُوْا بَلْ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۔ اور یہ اتباع و اطاعت کی دعوت اس لئے ہے کہ ملت نام ہے ایک دین کا، ایک شریعت و منہاج کا۔ قوم چونکہ کوئی شریعت و دین نہیں اس لئے اس کی طرف دعوت اتباع

اس سے کسی کی ترغیب عبث تھی۔ کوئی گروہ ہو خواہ وہ قبیلہ کا ہو، نسل کا ہو، شاگردوں کا ہو، تا جماعت کا ہو۔ ایک شہر والوں کا ہو۔ جغرافیائی اعتبار سے ایک ملک یا وطن والوں کا ہو وہ مجموعی گروہ ہے۔ وہاں کا افضل اقوی کا۔ وہی اپنی اپنی کے نقطۂ خیال سے۔ کبھی یہ گروہ ہدایت یافتہ نہیں ہوتا اگر وہ ہدایت پانی اس گروہ میں آئے تو وہ اس کو پہلا مخاطب ہوتا ہے۔ اس بے اس کی طرف منسوب بھی ہوتا ہے۔ جیسے قوم نوح، قوم ہود، قوم لوط لیکن اگر اسی گروہ کا مقتدا کوئی بادشاہ یا سردار ہو تو وہ اسی کی طرف منسوب ہوگا۔ مثلاً قوم عاد، قوم فرعون۔ اگر ایک ملک میں دو گروہ اکٹھے ہو جاویں اور اگر وہ متضاد قسم کے مشابہ ہوں کہ گروہ چلیں تو وہ دونوں سے منسوب ہو سکتے ہیں مثلاً جہاں قوم موسیٰ تھی وہاں قوم فرعون بھی تھی۔ وقال الملاء من قوم فرعون اتذر موسیٰ وقومہ لیکن ہر مقام پر جہاں قوم کہا گیا وہاں گروہ عبارت تھا جو ہدایت یافتہ اور غیر ہدایت یافتہ سب افراد پر مشتمل تھا جو افراد پیغمبر کی متابعت میں آتے گئے تو وہ تسلیم کرتے گئے وہ اس پیغمبر کی امت میں آ گئے۔ اس کے دین میں آ گئے یا دوسرے معنوں میں مسلم ہو گئے۔ یا درست گروہ ہیں اور امت کہلانے کے بھی ہو سکتی ہے۔ اپنی تحریک منسب قوم ہو تو ہو سکتی یا ملت ہو۔ ایک قوم کی ایک امت یا اس کا حصہ ہو سکتا ہے لیکن امت کی قوم کہیں نہیں آیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا نے قرآن میں ایسے افراد کو جو مختلف اقوام و ملل سے نکل کر امت ابراہیمی میں داخل ہو گئے۔ ان کو داخل ہونے کے بعد

لفظ قوم سے تعبیر نہیں کیا۔ بلکہ امت کے لفظ سے۔ ان
کی ارشادات سے یہ مقصد واضح ہو کر سامنے آ جاتا ہے دیکھا
ہوں۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کے لیے امت کے علاوہ لفظ
کوئی لفظ نظر نہیں آیا۔ اگر کہیں آیا ہے تو ارشاد فرمایا گیا۔
قوم رجال کی جماعت کا نام ہے اور یہ جماعت بر اعتبار قبائل
نسل، رنگ، زبان، وطن اور اخلاق وغیرہ بنیاد پر
بن سکتی ہے لیکن امت سب جماعتوں کو ترک کر کے
ایک نیا اور مشترک گروہ بناتی ہے۔ گویا امت یا امت
جاذب ہے اقوام کی۔ خدا نے ہیں حزب نہیں ہو سکتی جو
حاضر کے ہندوستان کے علاوہ کر حالات زمانہ نے دو
کرنے اور وطن کی بنیاد پر تقسیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔
قرآن پاک کی اتنی کا منشا ہرگز نہ ہو سکتی تھی۔ کون نہیں جانتا
کہ حضرت ابراہیم سب سے پہلے پیغمبر تھے جنہوں نے
نسلوں اور وطنوں کو بالائے طاق رکھا گیا۔ یعنی قوم آدم
کی حرمت ایک تقسیم کی گئی۔ موحد و مشرک۔ اس وقت سے
لے کر دوسری ملتیں دنیا میں بنیں "تیسری" کوئی ملت نہیں بنی
اللہ کے حافظ آج حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل سے
غافل ہو گئے قوم اور قومیت کی بنیاد اور مسجد والوں کو اس
امت کے بانیوں کی وہ دعا یاد آئی۔ جو اللہ کے گھر کی بنیاد
رکھتے وقت ان دونوں پیغمبروں نے کی تھی۔ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا
مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ

کیا خدا کی بارگاہ سے اُمتِ مسلمہ کا نام دکھوا لینے کے بعد
بھی یہ گنجائش باقی تھی کہ آپ کی جمعیت اجتماعی کا کوئی حصہ
کسی طرح ایرانی، افغانی، انگریزی، مصری یا ہندی قومیت
میں جذب ہو سکتا ہے۔ اُمتِ مسلمہ کے مقابلے میں تو صرف
ایک ہی اُمت ہے اور وہ الکفر ملۃ واحدۃ کی ہے۔ اُمتِ
مسلمہ جس دین کی حامل ہے اس کا نام دین قیم ہے۔ دین قیم
کے الفاظ میں ایک عجیب و غریب لطیفہ قرآنی مخفی ہے اور
وہ یہ کہ مذہب ہی متقوم ہے۔ اس گروہ کے امور جاریہ
کا جو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اس کے نظام کے سپرد
کر دے۔ بالفاظ دیگر قرآن کی رو سے حقیقی تمدنی یا سیاسی
معنوں میں قوم دین اسلام ہی سے تقویم پاتی ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ قرآن صاف صاف اس حقیقت کا اعلان کرتا
ہے کہ کوئی دستور العمل جو غیر اسلامی ہو نامقبول و مردود ہے۔

ایک اور لطیف نکتہ بھی مسلمانوں کے لئے قابل غور
ہے اگر وطنیت کا جذبہ ایسا اہم اور قابل قدر تھا تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اقارب اور ہم نسلوں اور
ہم وطنوں کو آپ سے پرخاش کیوں ہوئی۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو محض ایک ہمہ گیر ملت سمجھ کر بلحاظ
قوم یا قومیت ابوجہل اور ابولہب کو اپنا بنا کے رکھا اور
ان کی دلجوئی کرتے رہے۔ بلکہ کیوں نہ عرب کے سیاسی
امور میں ان کے ساتھ قومیت وطنی قائم رکھی۔ اگر اسلام
سے مطلق آزادی مراد تھی تو آزادی کا نصب العین تو قریش
مکہ کا بھی تھا مگر افسوس آپ اس نکتہ پر غور نہیں فرماتے۔

کہ پیغمبر خدا کے نزدیک اسلام و دینِ قیم اور امتِ مسلمہ کی آزادی مقصود تھی۔ ان کو چھوڑ کر یا ان کو کسی دوسری ہیئتِ اجتماعیہ کے تابع رکھ کر کوئی اور آزادی چاہنا بے معنی تھا۔ ابوجہل اور ابولہب امتِ مسلمہ کو بھی آزادی کا سے چھوڑنا چاہتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ کہ بطور واقعہ ہے۔ اس سے ترجیح دہ ہوتی آتی۔ محمد (فداہ ابی وامی) کی قوم آپ کی بعثت سے پہلے قوم تھی اور آزاد تھی لیکن جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بنتی گئی تو اب قوم کی حیثیت ثانوی رہ گئی۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں آگئے۔ وہ خواہ ان کی قوم میں سے تھے یا دیگر اقوام سے وہ سب امتِ مسلمہ یا امت کا جز بن گئے۔ پہلے وہ الگ الگ نسب کے گرفتار تھے۔ اب ملک و نسب ان کو گرفتار نہ کر سکا

کسے کہ محبوبِ زر و ملک نسب را ‌ ‌ ‌ نداند جز کہ وہ دینِ عرب را

اگر قوم از وطن بودے محمد

نہ دادے دعوتِ دین بولہب را

حضور رسالتمآب کے لیے یہ راہ بہت آسان تھی کہ آپ ابولہب یا ابوجہل یا کفارِ مکہ سے یہ فرماتے کہ تم اپنی بت پرستی پر قائم رہو۔ ہم اپنی خدا پرستی پر قائم رہتے ہیں۔ مگر اس نسلی اور وطنی اشتراک کی بنا پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان موجود ہے۔ ایک وحدتِ عربیہ قائم کی جا سکتی ہے۔ اگر حضور نعوذ باللہ یہ راہ اختیار کرتے تو اس میں شک نہیں کہ یہ ایک وطنی وحدت کی راہ ہوتی۔ لیکن نبی آخر الزمان کی راہ نہ ہوتی۔ نبوتِ محمدیہ کی غایت اولیات

یہ ہے کہ ایک ہیئت اجتماعیہ انسانیہ قائم کی جائے جس کی
تشکیل میں قانون الٰہی کے تابع ہو۔ جو نبوت محمدیہ کو دیا گیا۔
الٰہی سے ملا ہوا یا بالفاظ دیگر یوں کہیے کہ نبی نوع انسان کی
اقوام کو بلا رنگ و شعوب و قبائل اور ان ابنائی وابستہ کے
انقلابات کو تسلیم کر لینے کے ان کو تمام آلودگیوں سے
منزہ کیا جائے جو زبان، مکان، وطن، قوم، نسل، نسب،
ملک وغیرہ کے ناموں سے موسوم کی جاتی ہیں اور اس طرح
اس پیکر خاکی کو وہ ملکوتی تخیل عطا کیا جائے۔ جو ہر وقت
کے ہر خطہ میں احدیت سے ہمکنار رہتا ہے یہ ہے مقام
محمدی! یہ بہت نصیب نہیں ہو سکا۔ امت اسلامیہ کا اس کی بلندیوں
تک پہنچنا کہ معلوم نہیں حضرت انسان کو کتنی صدیاں لگیں
مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ اقوام عالم کی ابھی منافرت
دور کرنے اور باوجود شعوب و قبائل نسلی، لونی اور لسانی
امتیازات کے ایک گھر کے لوگ بنانے میں اسلام نے وہ کام چودہ
سو سال میں کیا ہے۔ جو دنیا میں دس ہزار سال
میں بھی نہ ہو سکا۔ یقین جانئے کہ دین اسلام ایک پوشیدہ
اور غیر محسوس مساوات و اخوت کی حامل ہے جو بغیر کسی تبلیغی
کوششوں کے بھی عالم انسانی کے فکر و عمل کو متاثر کرنے
کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ایسے حسن کردار کے سیاسی نظریہ
کی صداقت طرازیوں سے منع کرنا ظلم عظیم ہے۔ بنی نوع انسان
پیدا ہوا اس نبوت کی جہانگیری پر جس کے قلب و ضمیر سے
اس کا آغاز ہوا۔

مولانا حسین احمد کے بیان کا وہ حصہ جس میں آپ نے

حدیث احسانؐ سے اس بات کی تائید میں نص طلب کی ہے کہ
ملت اسلامیہ شریف، انسانی اور اخوت بشری پر کوئی
ہے بہت سے مسلمانوں کے لیے تعجب خیز ہوگا، لیکن میرے
لیے چنداں تعجب خیز نہیں اس لیے کہ عصبیت کی طرح گمراہی
بھی تنہا نہیں آتی۔ جب کسی مسلمان کے دل و دماغ پر عصبیت
کا وہ نظریہ غالب آجاتا ہے جس کی دعوت مولانا دے رہے
ہیں، تو اسلام کی اساس میں طرح طرح کے شکوک کا پیدا
ہونا ایک لازمی امر ہے۔ وطنیت سے تعصب انکار حرکت
کرتے ہیں۔ اس خیال کی طرف کہ بنی نوع انسان اقوام میں
اس طرح بٹے ہوئے ہیں مگر ان کا قومی اشتراک انسان سے متعلق
ہے اس قدر سری گمراہی ہے جو وطنیت سے پیدا ہوتی ہے۔
ادیان کی اضافیت کی صفت پیدا ہوتی ہے یعنی یہ خیال کہ ہر
ملک کا دین اس ملک کے لیے خاص ہے اور دوسری اقوام کے
طبائع کے موافق نہیں۔ اس تیسری گمراہی کا نتیجہ سوائے
لادینی اور دہریت کے اور کچھ نہیں۔ یہ ہے نفسیاتی تجزیہ
امیر تیمور بخت مسلمان کا جو اس قدر حالی ذہن میں گرفتار ہو
جائے۔ باقی رہا نص کا معاملہ، میں سمجھتا ہوں کہ تمام قرآن
ہی اس کے لیے نص ہے۔ لفظاً شرف انسانی کے متعلق کسی
کو دھوکا نہیں ہونا چاہیے۔ اسلامیات میں اس سے مراد وہ
حقیقت کبریٰ ہے جو حضرت انسان کے نسب و ضمیر میں ودیعت
کی گئی ہے۔ یعنی یہ کہ اس کی تقدیر فطرتاً اللہ ہے اور اسی
شرف کا ظہور مستور یعنی ظہور مظلیج ہونا منحصر ہے اس نکتہ پر
ہر چہ توحید الٰہی کے لیے اس کے رگ و ریشے میں مرکوز ہے۔

انسان کی تاریخ پر نظر ڈالو، ایک نا متناہی سلسلہ ہے باہم
آویزشوں کا، خون ریزیوں کا، اور خانہ جنگیوں کا۔ کیا ان حالات
میں عالم بشری میں ایک ایسی ملت قائم ہو سکتی ہے جس کی
اجتماعی زندگی امن و سلامتی پر مشتمل ہو۔ قرآن کا جواب
ہے کہ ہاں ہو سکتی ہے بشرطیکہ وحی الٰہی کو انسانی فکر و عمل
کے حسب منشا کے الٰہی مشہور کرنا انسان کا نصب العین قرار
پائے۔ ایسے نصب العین کی تلاش اور اس کا قیام سیاسی
تدبر کا کرشمہ نہ سمجھئے۔ بلکہ یہ رحمۃ للعالمین کی ایک شان ہے
کہ اقوام بشری کو ان کے تمام خود ساختہ تفوقوں اور فضیلتوں
سے پاک کر کے ایک ایسی امت کی تخلیق کی جائے جس کی [illegible]
کر سکیں اور اس کے فکر و عمل پر شہدا
علی الناس کا خدائی ارشاد صادق آ سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی کے دیگر نظریوں
کے افکار میں نظریہ وطنیت ایک معنی میں وہی حیثیت رکھتا
ہے جو قادیانی افکار میں انکار ختم نبوت کا نظریہ۔ وطنیت
کے حامی بالفاظ دیگر یہ کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کے لیے فوری
ہے کہ وقت کی مجبوریوں کے سامنے ہتھیار ڈال کر اپنی حیثیت
کے علاوہ جس کو قرآن الٰہی اجزا لایا، دیگر متعین و مشکل کر
چکا ہے کوئی اور حیثیت بھی اختیار کرے۔ جس طرح قادیانی
نظریہ ایک جدید نبوت کی اختراع سے قادیانی انکار کر
اپنی اس پر قائل رہتا ہے کہ ہی کی انتہا نبوت محمدیہ کے
کامل و اکمل ہونے سے انکار کی راہ کھولتا ہے۔ بظاہر نظریہ
وطنیت سیاسی نظریہ ہے اور قادیانی انکار ختمیت الٰہیات

وہ ایک مسئلہ ہے لیکن ان دونوں میں ایک گہرا معنوی تعلق ہے جس کی توضیح اس وقت ہو سکے گی جب کوئی محقق (مستقبل کا مسلمان مورخ) ہندی مسلمانوں، اور بالخصوص ان کے بعض بظاہر مستعد فرقوں کے ذہنی انکار کی تاریخ مرتب کرے گا۔

اس مضمون کو میں علامہ اقبال کے ان دو شعروں پر ختم کرتا ہوں جن میں انہوں نے اپنے ان معاصر علمائے اسلام کو مخاطب کیا ہے جو حقائق اسلامیہ کو یونانی فلسفہ کی روشنی میں بیان کرنا فضل و کمال کی انتہا سمجھتے ہیں۔ تھوڑے سے معنوی تغیر کے ساتھ یہ اشعار آجکل کے مسلمان سیاسی مفکرین پر بھی صادق آتے ہیں ؎

مرکب دیں کو زادۂ عرب است
داغ یونانش بر کفل منہید
نکتۂ طفلاں ز تعلیم ما
روح او را بعقل منہید

* تعمیر پاکستان اور علماء ربانی کے مصنف مفتی عبدالرحمان خان صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۳ پر نظر ڈالئے۔

## صالح انقلاب

اسی سال (۱۹۳۶ء) میں جب کہ حضرت تھانوی کا مجمع عقیدت کے پاس تبلیغی وفد بھیجنے میں اور علامہ اقبال قائداعظم کو ترغیبی خطوط لکھنے میں مصروف تھے۔ جناب مودودی صاحب کی مشہور کتاب مسلمان اور سیاسی کشمکش کے پہلے دو حصے کتابی صورت میں شائع ہوئے۔

حصہ اول فروری ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا جس میں مسلمانوں
کی اسلامی ہند کی گزشتہ تاریخ، اس وقت کے حالات،
آئندہ کے امکانات پر تبصرہ کیا تھا۔ حصہ دوم دسمبر ۱۹۳۸ء
میں شائع ہوا جس میں اس وقت کے سیاسی حالات پر تنقید
تھی۔ اسلامی نقطہ نظر سے سیاسی و دینی جماعتوں پر تنقید اور جمعیت
انقلابی لعب بعض کی توجیہ کی گئی تھی ... و تشریح و بسط
کے ساتھ کانگریس کے اعتبار ... [illegible]
گیا تھا جس سے پر ترتیب ... [illegible] مودودی صاحب
بھی آگے چل کر نظریہ پاکستان کی تائید اور مطالبہ پاکستان کی
حمایت کرتے رہے۔ دوسری طرف تحریری حلقوں میں مودودی
صاحب کی تحریریں پسندیدگی کا باعث بنی رہی تھیں۔

سال ۱۹۴۳ء میں نظام ... [illegible] تبلیغی مہم میں اور
ارباب مسلم لیگ اپنی تنظیمی مہم میں مشغول رہے۔ مولانا مودودی
صاحب ... کتاب کا تیسرا حصہ لکھتے رہے جس کے
بعض حصے ... ترجمان القرآن میں شائع ہوتے رہتے
تھے ... مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ... [illegible]

[illegible]

مسلمانوں کی تائید کر رہے تھے، اس کے بعد جو ان کی تقسیم
سوز کوشش کر رہا تھا اور وہ محسوس کر رہے تھے کہ وہ نظام
سے جدا ہو رہے ہیں جیسا کہ [illegible] کتاب کے تیسرے
حصہ کے دیباچہ کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔

"مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش کے عنوان سے میرے مضامین
کے دو مجموعے اس سے پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ اب یہ تیسرا
مجموعہ شائع کیا جا رہا ہے [illegible] دونوں مجموعوں سے اس
تیسرے مجموعہ کا فاصلہ اتنا زیادہ ہے کہ ایک شخص ان میں
[illegible] محسوس کرے گا۔ کہ میں نے حصہ دوم کی اشاعت کے بعد
سے یکایک اپنی پوزیشن بدل دی ہے اور خود اپنی بہت سی
پچھلی باتوں کی تردید کرنے لگا ہوں۔" (صفحہ ۳)

اس وقت ہمیں اسباب کی تلاش سے سروکار ہے۔ کہ
مودودی صاحب نے اپنی بہت سی کہی ہوئی باتوں کی تردید
کر کے [illegible] مجموعہ میں [illegible]
[illegible] یہ ہے کہ مودودی صاحب کے نظریات میں جو سانحہ عظیم
آیا، اس سے نقصان کس کو پہنچا۔

قصورِ مودودی:۔ تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے
کہ دنیا میں مسلمانوں کو کوئی قوم براہ راست اتنا نقصان
نہیں پہنچا سکی، جتنا اس نے مسلمانوں کو [illegible] نقصان
پہنچایا ہے۔ یعنی اس وقت جبکہ ہندو سامراج کی غلامی سے
نجات حاصل کرنے اور اسلام کی حفاظت اور دشمنانِ
اسلام کو شکست دینے کے لیے علماء کرام مسلم لیگ کو
[illegible] جمع کرنے میں مصروف تھے مودودی

صاحب نے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کے لیے حسب ذیل فتویٰ دیا کہ:۔

۱۔ "لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہو۔"

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ [illegible])

۲۔ "یہاں مسلمانوں کی قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ نہ اسلام کو جانتے ہیں، نہ اپنے آپ کو مسلمان کی حیثیت سے سمجھتے ہیں۔ نہ ان کو اس چیز کی خبر ہے کہ یہاں اسلام کی تحریک تعمیر کیا چیز ہے۔" (ایضاً صفحہ [illegible])

۳۔ "اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں، اگر فی الواقع اسلام کے معیار پر ان کے نظریات، مقاصد، طریق کار اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنس کاسد (کھوٹی) نکلیں گی۔ خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین و مفتیان شرع متین۔ دونوں قسم کے رہنما راہ حق سے ہٹے ہوئے تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ مصنفین اپنے اصل مقصد کو چھوڑ کر جہاں جہاں تیز جھگڑ رہے ہیں۔ ایک گروہ کے دماغ پر جتھہ بندی کا جنون سوار ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ جتھہ بندی ہی کے بل سے کوئی خدا کا نام نجات ہے۔ دوسرے گروہ کے سر پر انگریز کا بھوت مسلط ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس سے نکلنے کو نجات سمجھ رکھا ہے۔ ان میں سے کسی کی نظر اسلام کی نظر نہیں۔" (ایضاً صفحہ [illegible])

مودودی صاحب کی اور اسلامی تحریک نے تقسیم
بنگال میں مسلمانوں کے قومی مفاد کو جس قدر نقصان پہنچایا،
اتنا نقصان کانگرس، جمعیت العلماء ہند اور خدائی خدمتگار
دشمن بھی نہ پہنچا سکے۔ یہ ایک مجموعہ مودودی صاحب کی خود
غرضانہ کارنامہ علماء ربانی کی مخلصانہ آواز میں دب کر رہ
گئی۔ اور مسلمانوں نے، ہم کو دہ [illegible] علماء کرام کی ترغیب پر
اسلام سے تا وقت مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جوق در جوق
جمع ہو کر ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور کے تاریخی اجلاس میں
پاکستان کا ریزولیشن پاس کر دیا جس سے مخالفین پاکستان
کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔

## سنہ ۱۹۴۵ء کا تاریخی الیکشن

"بعض خوش فہم لیگی حضرات کا خیال تھا کہ جماعت
اسلامی اس الیکشن میں ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں
کی امداد کرے گی اور مسلم لیگ کا ساتھ دے گی۔ چنانچہ
انھوں نے تحریری طور پر جماعت اسلامی کو اس سلسلہ میں
دعوت بھی دی، جو انھوں نے ٹھکرا دی اور جماعت نے اعلان کیا کہ۔
"موجودہ الیکشن کے مقابلہ میں ہماری پوزیشن [illegible]
[illegible] ذہن نشین کر لیجئے۔ [illegible] [illegible]
آنے والے انتخاب کی اہمیت جو کچھ بھی ہو [illegible] کا جیتنا
بھی اگر ہماری قوم یا ملک پر پڑتا ہو۔ بہرحال ایک با اصول
جماعت ہونے کی حیثیت سے ہمارے لیے یہ ناممکن ہے کہ
کسی وقتی مصلحت کی بنا پر ہم اپنے اصولوں کی قربانی گوارا

گرمیں جس پر ایمان لاتے ہیں۔" (کوثر ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

یہ جماعت اسلامی کی طرف سے پاکستان کی پہلی ہی مخالفت ہی نہ تھی، بلکہ کانگریس کی خاموش تائید بھی تھی کیونکہ اس ایماندار اور با اصول جماعت کا اس تاریخی الیکشن میں مسلم لیگ کی حمایت نہ کرنے کا فائدہ جو بھی تھی اعلان کی کانگریس کو پہنچتا تھا۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"جس زمانہ میں دارالاسلام پٹھان کوٹ سے مودودی صاحب کا یہ فتویٰ جاری ہو رہا تھا کہ پاکستان کے نام پر لڑے جانے والے الیکشن میں جماعت اسلامی حصہ نہ لے، اسی زمانہ میں سہارنپور میں جمعیۃ علماء ہند کی کانفرنس ہوئی جس میں مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی بجائے کانگریس میں شرکت کرنے کا مشورہ دیا اور کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل کو بہر وجہ جائز قرار دیا تھا۔

جب کونسلوں، میونسپل کمیٹیوں میں جانا جمعیۃ علماء سے اشتراک عمل جائز ہے۔ تو دوسرے معاملات میں کیوں نہیں؟

(تعمیر پاکستان اور علماء ربانی مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:۔

## مولانا ظفر احمد کا بیان

مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی نے اپنی تربیت میں مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے اس خطبہ کی تردید میں لکھ

دوسرا بیان جاری کیا جس میں ان حضرات نے کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل کو جائز قرار دیا تھا۔ مولانا ظفر احمد صاحب نے فرمایا کہ:

"مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ جہاد آزادی میں اشتراک عمل اس شرط سے جائز ہے کہ حکم اول مسلمانوں کا غالب ہو یعنی مسلمان مشرکین کے جھنڈے کے نیچے نہ ہوں بلکہ مشرکین مسلمانوں کے جھنڈے کے نیچے ہوں۔ چنانچہ سیر کبیر صفحہ ۱۰۲ جلد ۳ میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ ہمارے یہاں فقہاء کی تصریح ہے کہ کانگریس میں اس وقت حکم شرک غالب ہے یا نہیں، مسلم لیگ کا مطالبہ پاکستان، بصورت یہ کہ تمام ہندوستان کو اسلامی سلطنت بنانے کا امکان موجود نہیں کسی طرح ممکن نہیں تو کم از کم ان صوبوں کو جہاں مسلم اکثریت ہے اسلامی سلطنت بنا لینا کہ وہ اپنی اسلامی سلطنت میں اسلامی قانون پر قائم کی جا سکے، لازم اور ضروری ہے۔" (حیات ظفر احمد عثمانی صفحہ ۱۵۳)

کرسمس اور نیشنلسٹوں کی مثال کا جواب دیتے ہوئے مولانا ظفر احمد صاحب نے فرمایا کہ:

"ان تحریکوں میں چند مسلم اشتراک عمل صرف حقوق طلبی میں اشتراک ہے۔ حکومت کے قانون کے سامنے [illegible] مگر مسئلہ زیر بحث [illegible] کو دوسرے فریق سے تقسیم کرانا ہے [illegible] اور کوئی فرق اس سے مختلف نہ تھا کا مرحلہ تھا۔ اس کو اس اشتراک عمل سے جس کا نام جہاد آزادی رکھا گیا ہے، دور کی بھی نسبت نہیں۔ کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل جہاد آزادی میں اشتراک عمل ہے جس پر مذہبی حیثیت سے

ہندوستانی مسلمانوں کی آئندہ موت و حیات کا مدار ہے۔"
(ایضاً صفحہ ۳۶۸)

## مذکورہ بالا بیان کی تائید

مذکورہ بالا بیان کی تائید میں علامہ شبیر احمد عثمانی کا
بھی بیان:-

"انگریزوں کے جانے کے بعد جہاں ہندو اکثریت کے حاکم ہونے کے غلبہ سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مٹھی بھر مسلمان داخل ہو کر کیا امید کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے مفادات ہیں وہ سب محفوظ رہ سکیں گے بلکہ مسلم لیگ کے متعلق جو خالص مسلمانوں کی جماعت ہے کیا اس امید کے مدعا کے یہ سب ہو چکے ہیں؟ یہ چیز کم از کم میری سمجھ سے باہر ہے۔"

مسلم لیگ گو مسلمانوں کی جماعت ہے۔ اس میں جو ایسے ہیں تاہم غیر مسلم قوموں کی نسبت تو وہ ہم سے قریب تر ہے۔ اگر مسلم لیگ ناکام ہو گئی تو توقع ہی یہ ہے کہ ایک اصول پر شاید جیتنے کے لئے وقتی ہو جائے گا اور مسلمانوں کے قومی سیاسی استقلال کی آواز ہمیشہ کے لئے ہندوستان میں پھر کبھی نہ سنائی دے۔ پاکستان ایک اسلامی نام ہے۔ یہ نام سن کر کسی کو یہ غلط فہمی یا خوش فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ اس خطہ میں فوراً بلا تاخیر خلافت راشدہ یا خالص قرآنی اور اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی۔ ضرورت سے زیادہ امیدیں [illegible]؟ یا توقعات باندھنا کسی عاقبت اندیشی حقیقت پسند کے لئے زیبا نہیں ہاں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان ایک ایسا ابتدائی قدم

ہے جو اسلام کو ہر قرونِ اولیٰ کے اصول کے مطابق، حکم الحاکمین کی حکومت
مانہ قائم ہونے پر کسی وقت ملتفی ہو سکتا ہے۔

(عصر جدید کلکتہ ۲ دسمبر ۱۹۴۵ء)

## جمعیۃ علماء اسلام

علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی،
مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، مولانا محمد ابراہیم
مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ابو البرکات عبدالرؤف
دانا پوری، مولانا آزاد سبحانی، مولانا غلام مرشد خطیب جامع
عالمگیری وغیرہ نے اکتوبر ۱۹۴۵ء میں کلکتہ میں جمع ہو کر ایک تنظیم
قائم کی جس کا نام جمعیۃ علماء اسلام رکھا گیا جس کے صدر علامہ شبیر احمد عثمانی
منتخب ہوئے۔ اس کانفرنس نے متفقہ طور پر مسلم لیگ کی حمایت
کا اعلان کیا اور ایک قرارداد کے ذریعہ مسلم ووٹروں سے
اپیل کی کہ مسلم لیگ کے نمائندوں کے سوا کسی دوسری جماعت
کے نمائندہ کو ووٹ نہ دیا۔

"متحدہ قومیت، مفاہمت، استقلال، اسلام اور مستقل قوم
کے تقاضوں کے خلاف ہے کیونکہ پاکستان کے سوال کا فیصلہ بڑی
حد تک ان انتخابات کے نتائج پر موقوف ہے"

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے مذہبی اور
علمی حیثیت سے مطالبۂ پاکستان، حمایتِ مسلم لیگ کا ترجمہ
اور اختلاف اور متحدہ قومیت کے خلاف دو قومی نظریہ پر
قرآن و حدیث اور فقہی دلائل کی روشنی میں بہت سے فتاویٰ
اور رسائل لکھ کر شائع کیے جن میں سے رسالہ کا مجموعہ بھی اور

مسلم لیگ، خاکسار، احرار، شیعہ، اور صاحب سیاسیہ جیسے مطالب ثابت ہوتے ہیں۔ (تحریک پاکستان اور علماء ربانی۔ صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳)

## دیوبند کا عظیم الشان جلسہ

۲۶ دسمبر ۱۹۴۵ء کو دیوبند کے عظیم الشان جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانی نے اعلان فرمایا کہ:۔

"ایک وقت عافیت نشین تھا اور میری طویل علالت و ترقی صحت کا تقاضا بھی یہی تھا لیکن آج ملت اسلامیہ جس جدوجہد سے دوچار ہے کہ اس کے نتائج و عواقب اس قدر اہم ہیں کہ وہ مجھے اس بیماری کی حالت میں بھی سیاست میں کھینچ لائے۔ تحریک خلافت کے بعد سے میں سیاست سے کنارہ کش ہو گیا لیکن عرصہ دراز کی کاوش، اور غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر حصول پاکستان کے لیے میرے خون کی ضرورت ہو تو میں اس راہ میں اپنا خون دینا باعث افتخار سمجھوں گا اور اس سے ہرگز دریغ نہ کروں گا۔ اس ملک میں ملت اسلامیہ کا وجود و بقاء اور مسلمانوں کی باعزت زندگی قیام پاکستان سے وابستہ ہے میں اپنی زندگی کو کامیاب سمجھوں گا۔ اگر اس مقصد کے حصول میں کام آجاؤں۔" (حیات محمد علی جناح صفحہ ۵۰۳)

جہاں علمائے کرام اور ہزاروں خدام مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے جلسے، ملاقات و بیانات کے ساتھ ساتھ عملی طور پر حضرت قائد اعظم کی جدوجہد کو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہے تھے اور دشمن کو ناکام بنانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا رہے تھے وہاں مودودی صاحب جیسے مولویوں کی ہر [illegible] نرالے تھے [illegible]۔

"مسلم لیگ سے ان کی اپنی توقع مسلمانوں کو اسلام اور اس کے احکام کی اطاعت سے روز بروز دور تر لے جا رہی ہے۔"

(ترجمان القرآن جلد ۲۸ عدد ۳ صفحہ ۱۵۰)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:-

"جنت الحمقاء میں رہنے والے لوگ اپنے خوابوں میں خواہ کتنے ہی سبز باغ دیکھ رہے ہوں، لیکن تمام پاکستان (اگر فی الواقع وہ بنا بھی تو) لازماً جمہوری لادینی اسٹیٹ کے نظریہ پر بنے گا۔ جس میں غیر مسلم بھی اسی طرح برابر کے شریک ہوں گے جس طرح مسلمان۔ اور پاکستان میں ان کی تعداد اتنی کم اور ان کی نمائندگی کی طاقت اتنی کمزور ہوگی کہ شریعت اسلامی کو حکومت کا قانون اور قرآن کو اس جمہوری نظام کا دستور بنایا جاسکے۔" (ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء)

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ جب سے اپنی کتاب "ہلالیت" اسلامی کا تاریخی کردار میں مودودی صاحب نے جمل کے تمام مقدس اصحاب الٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے مودودی کی دینی قلابازیوں کے علاوہ ان کی قیام پاکستان کی مخالفت بھی کھل کر نمایاں ہو کر سامنے آجائے گی۔ اس مقصد کے لیے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

وقتی فریب کا دلفریب سہارا ہیں اور اتنا فریب آمیز جو میکیاولی اسلام کے مقدس نام پر مسلمانوں کی تاریخ میں شاید کسی جماعت اور گروہ نے کیا ہو۔ جتنا اس جماعت کے امیر امام مودودی صاحب اور ان کے صالحین کرام کر رہے ہیں۔ یہ لوگ رنگین ریشمی لبادہ اوڑھے ترکس طرح بھیس بدل بدل کر عامۃ المسلمین کو دھوکہ فریب دیتے ہیں

کبھی یہ مختلف انداز اور نئے نئے ڈھنگ اختیار کرتے ہیں چنانچہ رقمطراز ہیں:۔

"اس جماعت اسلامی کا دین ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیاست ہے، اور کہیں بھی سیاست سے الگ نہیں۔"
(ترجمان القرآن صفر [illegible] اپریل [illegible])

اب یہ سادہ لوحوں کو اپنے دام تزویر و دجل میں پھانسنے کے لیے جو جماعتی پروپیگنڈہ کی مہم شروع کیے ہوئے ہیں، مفکر پاکستان کے [illegible] حکیم الامت علامہ اقبال کے شعر کا ایک مصرع بھی لکھ رہے ہیں:۔

"جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی"

یہ اس مرد حکیم و خبیر کا فرمان ہے۔ جس کے عطا کردہ نظریہ پاکستان کی مخالفت ان نقاب پوش مصلحین نے اسلام کے نام پر کی اور یہ ایک تاریخی المناک حقیقت ہے کہ جب مسلمانان ہند حضرت قائد اعظمؒ کی قیادت میں جنگ پاکستان لڑ رہے تھے تو ان مصلحین و مقدسین و مودودیین کا دین تو سیاست سے کنارہ کش، تحریک حصول پاکستان سے بالکل جدا اور الگ۔ جماعت تحریک کا مخالف و دشمن رہا۔ جب اقبالؒ و جناحؒ کے فرمودات کی روشنی میں عامۃ المسلمین نے پاکستان حاصل کر لیا تو اپریل ۱۹۴۸ء میں فریب کا [illegible] کا روں کا یہ گروہ اور حقیقت [illegible] ہوس و تعویر مقتل سے بیدار ہو کر قائد اعظمؒ کا نافرمان و سرکش رہا۔ پاکستان کی سیادت و قیادت پر قبضہ جمانے کے لیے یوں نعرہ زن ہوتا ہے کہ "اس جماعت کا دین ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیاست ہے، اور کہیں بھی سیاست سے الگ نہیں۔"

کیا یہ حضرات جو اسلامی حربوں سے لیس ہو کر قائد اعظمؒ کی مخالفت و دشمنی سے کبھی نہیں چوکے یہ بتا سکتے ہیں کہ اس کشمکش حیات میں جبکہ مسلمان زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے تھے۔ تمہارا دین مسلمانوں کی سیاست سے الگ کیوں رہا؟ نہ صرف الگ رہا۔ بلکہ مسلم لیگی قیادت پر جتنے بھرپور وار کر سکتا تھا۔ مخالفانہ انداز میں کرتا رہا اور کیا اب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا مسلم دشمن دین۔ تحریک پاکستان کا مخالف دین سنہ ۱۹۴۷ء میں اس کے بعد فرزندان ملت اسلامیہ قبول کر لیں گے۔ جس کے قیام کی مخالفت اس مودودی دین نے قدم قدم پر کی ہو۔ فریب دینے بھی نکلے ہیں تو آج کس مرد خدا کے فرمان کا سہارا ہے کہ جس کے عطا کردہ نظریہ پاکستان کی مخالفت میں خصوصاً مسلمانوں سے بھی کم رہ اور مجبوراً نمائشی اختیار کر چکے ہو۔ یہ اللہ کا شکر ہے۔ کہ ایک حقیقت خود انہی کے ذریعے عام ہو رہی ہے کہ ان کا دین مسلمانوں کی سیاست سے جدا اور الگ رہا اور اب یہ خود ہمیں احساس دلا رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں جیسی سچائی تو ہمارا دین تمہاری سیاست سے جدا رہا تھا۔ رہا یہ سوال کہ ان کی اس نام نہاد ملت کش حرکت کو مودودیت کہا جائے۔ یہ فیصلہ ہم قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔

منشی عبدالرحمٰن خان صاحب لکھتے ہیں:-

## مخالفین کی کوششیں

کانگریس ہائی کمانڈ نے مسلم لیگ کی مخالفت کا شعبہ مولانا ابوالکلام آزاد کے سپرد کر رکھا تھا جنہوں نے مجلس احرار جمعیۃ العلماء ہند، جماعت اسلامی، نیشنلسٹ کانفرنس اور

خدائی خدمت گار، وہ خوش نصیب ہر اس جماعت سے جو مسلم لیگ
کی مخالفت میں جتنی پیش پیش تھی، اتحاد کی کوشش کرتے ...

"منظم ہو کر ایک متحدہ محاذ بنا کر مسلم لیگ کا مقابلہ کریں"

۱۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے شاگرد رشید اور دیرینہ رفیق کا
تحریر کردہ ماہنامہ "صدق" کلکتہ کا اور دسمبر ۱۹۴۲ء کا مقالہ
الہلال اور تحریک خلافت کی صورت میں شائع کیا گیا جس
میں قائداعظم کو یزید سے تشبیہ دی گئی اور مولانا شبیر احمد
عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی
و دیگر اکابر جمعیت علماء اسلام سے سوال کیا گیا کہ۔

"لیگ والے علمائے اسلام ارشاد فرمائیں کہ حضرت
حسینؓ، حضرت عبداللہؓ اور کوئی مسلمان جو یزید کے مخالف
اور مسلمانوں کی اس جماعت سے الگ تھے جسے مسلمان
سمجھا، اسلام سے باہر ہو چکے تھے، جن پر جہنم یا معاذ اللہ
جہنم کی سزا مرتب ہو چکی تھی ... یہ یزید کے ساتھ
مسلمانوں کی جو جماعت تھی اور جس میں تقریباً سبھی مسلمان
شریک تھے، حضرت حسینؓ کے علاوہ باقی سب صحابہ کی شرکت
کی وجہ سے مسلم لیگ کی جماعت سے کہیں زیادہ مسلمانوں
کی جماعت تھی اور یزید کی جماعت مسلم لیگ کی جماعت
سے کہیں اعلیٰ و افضل تھی۔"

ب۔ جماعت احرار نے قائداعظم کو کافر اعظم ثابت کرنے کے
لیے اس مضمون کے اشتہار دیواروں پر چسپاں کیے کہ
"لیگ کے قائد نے ۱۹۳۹ء میں سول میرج ایکٹ کے
مطابق جو شادی کی ایک کافرہ سے کی تھی ...

کا اعلان کر رہا تھا اور اب تک انھوں نے اپنا مسلمان ہونا ثابت نہیں کیا ہے۔

۳۔ امارت شرعیہ بہار کے متعلقین نے کانگریس کی حمایت میں کانوں کو گرا کر کرنے کا ایک پروگرام بنایا جس کا عکس روزنامہ "تیج" کلکتہ نے اپنی ۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء کی اشاعت میں شائع کیا اس میں درج تھا کہ:-

"مخالفت روکنے کو توڑنے کے لیے اگر قوم پرست مسلم [illegible] قوم پرستی اور نسلی بنیاد والی اصلاحی تحریکوں کی بھی تبلیغ کی جائے جیسے جمعیت المومنین، جمعیت الراعین، جمعیت المنصور وغیرہ - پروپیگنڈے کی ضرورت بہت زیادہ ضروری ہے۔ ان کو چند ایسی موٹی موٹی باتیں سمجھا دی جائیں۔ جس کو دیہات کے لوگ آسانی سے سمجھ سکیں اور اس کے ذریعہ مسلم لیگ سے متنفر ہو جائیں۔ مثلاً یہ کہ لیگ آزادی کی راہ میں روڑا ہے۔

---

یہ بہتان سراسر غلط تھا، قائداعظم نے مس رتن بائی پیٹٹ سے سول میرج ایکٹ کے تحت شادی نہیں کی تھی۔ بلکہ شادی کرنے سے پہلے۔۔

"انھوں نے اپنی ہونے والی رفیقہ حیات کے سامنے اسلام پیش کیا اور وضاحت صرف یہ کہ شادی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہم دونوں کا جہاں اور ایک ہی مذہب بھی ایک ہو۔ اللہ کی اس نیک بندی نے بلا تامل اسلام قبول کر لیا۔ وہ حضرت [illegible] خصوصی دوستوں کی موجودگی میں تقریب نکاح، انتظام [illegible] مسٹر [illegible] بی بی و جی نے اپنا مشترکہ تائید کا اعلان کیا ۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس شادی کی خبر سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۸ء نمبر [illegible] صفحہ کالم ۳ میں معہ تبدیلی مذہب شائع ہوئی۔"

(حیات محمد علی جناح صفحہ ۸۰، ۸۱)

سمجھا ہو ہے کہ ۱۹۳۸ء سے جب یہ گورنمنٹ نے لیگ کو اپنا دشمن نہیں سمجھا لیگ کو مسلمانوں کی واحد جماعت قرار دے دیا۔

۵۔ جماعت اسلامی کی طرف سے مسلمان اور موجودہ سیاسی کش مکش حصہ سوئم کا تیسرا باب اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے۔ مگر پمفلٹ کی صورت میں شائع کر کے عوام میں تقسیم کیا گیا۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ پاکستان کی جو تحریک چلائی جا رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک قومی حکومت بھی میسر آسکتی ہے۔ اور بہر صورت اصل ملی حکومت میں ایسا تھا حصہ بھی مل سکتا ہے۔ مگر یہ اسلامی انقلاب یا اسلامی حکومت کے مقصد تک پہنچنے کے لیے یہ ایک قدم بھی نہیں بلکہ الٹا نقصان دہ ہے

(صفحہ ۱۹)

**طوفانی دورے** ۔ یہ وہ حالات تھے جن میں [illegible] مسلم لیگ کو مرکزی انتخابات لڑنے پڑے۔ اگرچہ اس وقت ان کی پشت پر جید علماء کرام، مشائخ عظام اور جواں طلبا اور عوام تھے۔ مگر کانگریسی علماء کے مقابلہ میں علماء اسلام کی تعداد انتہائی قلیل تھی۔ کیونکہ اکثریت کانگریس کی ہمنوا تھی۔ جن میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا احمد سعید اور مولانا حفظ الرحمٰن وغیرہ کا توڑ صرف علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی وغیرہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اس سے حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے یہ گوشہ نشین مجاہد دینی اور تعلیمی محاذوں سے باہر نکل آئے۔ اور جس طرح تاریخی منظم و منفس تفصیل سے [illegible] صوبہ سرحد کا دورہ کیا تھے۔ اسی طرح انھوں نے بھی ملک کے طول و عرض میں طوفانی

دوسرے خروج کر دے اور اپنے ہم مشرب علماء اور مشائخ کی معیت میں اسلامی ہند کے تن مردہ میں اپنی مجاہدانہ تقریروں سے قوت حیات پیدا کرنے لگے۔
(تعمیر پاکستان اور علماء ربانی صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰)

## مجددی تلوار

اسی جدوجہد کے زمانہ میں علامہ شبیر احمد عثمانی کے ایک صالح دوست نے انہیں خط لکھا جس میں درج تھا کہ۔
"میں نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو دیکھا
دیکھا ایک چمکدار تلوار عطا کرتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ
تو جاؤ تم دیوبند جاؤ میں تمہیں یہ تلوار دیتا ہوں وہاں
پہنچ کر میرا یہ تحفہ مجاہد اسلام و مسلمین شبیر احمد عثمانی کو دے دینا"
اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ علامہ نے خط پڑھ کر تبسم فرمایا اور مسکرا کر
فرمایا کہ بھائی مسلم لیگ کی فتح یقینی ہے۔ یہی وہ مجددی تلوار ہے
جس سے اکبر کی قومیت متحدہ (دین الٰہی) کو فنا کے گھاٹ اتارا
گیا تھا۔ اب ان شاء اللہ العزیز ہم اسی مجددی حربہ سے کانگریس
کی قومیت متحدہ اور گاندھی ازم کو ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا
دیں گے۔ (حیات شیخ الاسلام، صفحہ ۲۴۳)

خدمات محترم علی جناح میں جناب مرتضیٰ، محمد جعفری تحریر فرماتے ہیں۔
کانگریس نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مجلس احرار کے شعلہ نوا آتش بیانی مقرر، علمائے مشہور، بیانات دے دے کر گلا
کھولے ہوتے۔ دیوبند کے طلباء اور علماء جو مولانا حسین احمد
صاحب سے متأثر تھے۔ تبلیغ و تلقین کے لیے شہر شہر قریہ قریہ کا

نشست گاہ بنے تھے جہاں والی تھی دو جلی وہاں مولانا آزاد نے
جو بہ وزانہ بیٹھے تھے اور طیارے میں بیٹھ کر تقریر بین المسلمین
اور تحسین شوکت مرحوم کا غیر فانی اور مولانا آزاد کا رہنمائے عالم
دینے کے لیے آکر کرتے تھے۔ لیکن تقدیر کیا نکلا؟ وقت اسلامیہ نے
سے جواب کیا دیا؟ قوم کا فیصلہ کیا رہا؟ واقعات کا جائزہ
یہ ہے کہ تنہا مسلم لیگ کامیاب ہوئی اور متحدہ سرکش مسلم جماعتیں
ناکام و نامراد رہیں۔"

حیات قائد اعظم کے مصنف چودھری سردار محمد خان صاحب رقمطراز ہیں:-

"کانگریس کی اپنے اثر یا فرمانروائی سے سب سے
بڑی حکمت عملی ہو سکتی ہے وہ تھی بھورت "الوالعزم" حکومت کرنے
کا شوق ہے اب کے گاندھی جی سے ہمارے بڑے بڑے کرم فرما
علمائے کرام جمع تھے جو وقتاً فوقتاً محض چند روپوں کی خوشنودی
مزاج کے لیے کوئی نہ کوئی شغل فرماتے رہتے تھے۔ ایک ذیرک
اور ہوشیار شکاری جال بچھا کر خود دور بیٹھ جاتا ہے اور
کبھی شکار کے نزدیک نہیں جاتا بلکہ دور سے شکار کو پھانسنے
کے لیے وہ ایک حرفہ استعمال کرتا ہے۔ کام اپنا جس
جال کے تنے ایک ساحر سامنے کے ہمراہ سے چھوڑتا ہے یہی
کام گاندھی جی نے کیا۔ خود ان ہی کا اشارہ رہا تھے ہی مشکلات
مسئلہ ایک ہو کر رہے کہ ہمارا لیڈر آپ کیوں تکلیف کرو ہے
اور ہمارا تو کام یا سب کچھ ہے۔ آپ کا کام کرنے بیٹھ آپ
کی رسوائی سے بچو جیسے جاتا ہے۔ تو ہم بس مرضی کے والی ہیں
کوئی سے افراط ہے۔ اگر حکم ہو تو کچھ کریں ورنہ ہیں۔ قرآن کریم

تو ہم بدل نہیں سکتے یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہاں البتہ
اتنا ضرور کر سکتے ہیں کہ ایک تفسیر لکھ سکتے ہیں جس میں
آپ کی ساری مشکلوں کو حل کر دیں گے۔ چنانچہ ہمارے روشن
خیال علما نے مذہب کے قیام و بقا کے لیے جماعت جی نے جو ارشاد
فرمایا تھا۔ وہ فوراً پیدا ہو گیا۔ اس پر قسمی حربہ کی بھی کڑی لگا دیا
و قرآن کی مشکل ہیں منت شہود پر آ گئی۔ انگریز کے دین الٰہی کی
تہذیب کے امکانات آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگے۔ اسلام
کے باقی مذاہب پر فوقیت کے دعوے کی تنسیخ ہو گئی۔ اسلام
کے تفوق کو تنگ نظری سے تعبیر کر دیا۔ قرآن کا مکمل دستور
العمل اور ضابطۂ حیات ایک مذہبی تعصب نظر آنے لگا۔ انگریز
بھی خوش ہو گئے۔

بدلے تاجر اہل شاں در جیرت اسلامیت
قضا و تجسد کمیل و مصطفےٰ ما

مسلمانوں کی بدقسمتی ملاحظہ فرمائیے۔ کہ اس غیر فطری
اور غیر اسلامی متحدہ قومیت کا قیام ایک ایسی جورنگ
ہستی کے ہاتھ سے تیار کروایا جس نے کبھی قرآن کی روشنی
سے مسلمانوں کے سینوں کو منور کرنے کی کوشش کی تھی جس نے
کبھی خلافت اور انگریز کے خلاف جہاد کرنا سکھایا تھا۔ مگر
جب انسان اپنی ذاتی نظریے کو کھو کر غیروں کی
خوشنودی مزاج کو نصب العین مقصود بنا لیتا ہے۔ تو اسی طرح اپنی
خودی کی موت کا اعلان کرتا ہے (صفحہ ۲۲۶ و ۲۲۷ کی
مجموعہ عمر کی سرور محمد خان عزیز صفحہ ۲۵۳ و ۲۵۴ پر ملاحظہ فرمائیں)
مگر اس زمانے کے مسلمان رہنماؤں نے کچھ ہندو بھی کی

سرزمین میں ایک نیا مذہب تیار کیا۔ چند دوسرے وزراء
کا مشترکہ سرمایہ ایک غیر فطری اور غیر اسلامی نظریہ کی
چیں اور کا سامان کم و بیش باشد

مگر یہ نشہ دور بھی سر چڑھ کر بولا۔ مسلمانوں کے ذہنی اخلاقی
اور قلب و فکر کی محرومی کا وہ تماشا جس کا تسلسل آج سے پہلے
شاید کسی ملک نے کبھی نہ دیکھا ہو گا۔ یہی سے زیادہ گمراہ مصیبت
نظر آ رہے تھے۔ یہ سوداگی اسلامیوں کا گروہ تھا جو کام برہمن
ہی کے ساتھ کشتیاں ہی بیٹھ کر غیر کا کلمہ مسلمانوں پر علمی تہذیبی
کی پوجا لگی ہوا تھا کبھی وہ تعلیم و صحبت پسند کرتے تھے کبھی
انگریزی کے بھگو بناتے تھے۔ کبھی ترکی اور ترکی کے نامور
سے کرتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو قوموں کی خوشنودی کی خاطر
لکھتے اور جن میں منافقت پیدا کر رہے تھے۔ ان لوگوں کے
اندر ان میں سے مغرور قسم کا طبیعت درج کر یا لیا تھا کہ وہ ایک
مستقل اہمیت رکھتے ہیں کہ اب ان جوں سے تحریک لی
سے رشتہ جوڑ لیں جو نہیں چھوڑ کر دیا تھا۔ یہ لوگ تو وہ تھے
گھر بیٹھے تھے۔ اور ان کی طرح ایسی یہ کوئی بھی نہیں تھے کہ اصل
حقیقت ان کو آنکھوں سے اوجھل ہو چکی تھی جو حقیقت دین کو کمل
طور پر کچل رہا تھا۔ کیا یہ حقیقت تربیت کی بھینٹ کو پیام
گرفتار ہو گئے تھے۔ وہ اپنی اپنی توقعات سے بھی بڑھ کر
خوفزدہ ہو گئے تھے اور غیر مسلموں کے درمیان تربیت کا
بوجھ تھا کہ اسلام کے صدیوں سے کھیلا تھا اور کھیتا ناکارہ
تھا کسی قوم میں عجیب شکست اور افتراق کا عمل دور جاری
ہے۔ تو یہ بڑی ہی بڑی سے بڑی وقت میں مسئلہ کرنے

کوئی وقت محسوس نہیں ہوتی۔ ایسی قوم تنظیم کے بعد استہزا کی نذر ہو جاتی ہے۔ یہی حال مسلمانوں کا تھا۔ ان کی قومیت کو مٹایا جا رہا تھا۔ ان کی تہذیب اور ثقافت کا مذاق اڑایا جا رہا تھا۔ ان کے تمدن اور معاشرت کا استہزا ہو رہا تھا مگر مسلمان اسی ہندو کے نشہ میں کعبہ سے منہ موڑ کر دوسری کی طرف قدم اٹھا رہا تھا۔ جناح نے جب دیکھا کہ مسلمان متحدہ قومیت کے برگ حشیش کو آب حیات سمجھ کر نوش پی رہا ہے۔ تو اس نے ایک دن بلا تکلف یہ اعلان کر دیا۔ کہ مسلم قوم کا وجود ہی نہیں اسے پہلے بھی ہو گی۔ دو قوم کا جھگڑا ختم تو اب یہ محض ایک ڈھکوسلا ہے جو چند خود غرض لوگوں نے پیدا کیا ہے۔ یہ خیالات جناح کے اس محترم لیڈر کے ہیں جن کو پنڈت جواہر لال نہرو کہتے ہیں۔

## مولانا کی صدارت

اب آپ مولانا آزاد کی صدارت کے متعلق ایک ہندو اخبار ایم ... کی رائے کیا فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:-

"مولانا صاحب کی عہدہ صدارت کے لیے امیدواری کی اس بنا پر حمایت کی جا رہی ہے۔ کہ اس سے ہندو مسلم اتحاد میں آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔ لیکن یہ خیال فرقہ وارانہ مسئلہ کے متعلق ضرورت سے زیادہ قطعیت کی غمازی کرتا ہے۔ اب یہ ممکن نہیں کہ آپ کسی ایک فرد کی عزت بڑھانے سے تمام اسلامیہ کو راضی کر لیں گے۔ بلکہ یہ خیال کہ مسلمان اس بات سے راضی ہو جائیں گے کہ کانگریس نے ایک مسلمان کو صدر منتخب کیا ہے۔ اور اس بنا پر

ہندو کانگریس سے مصالحت پر آمادہ ہوجائیں گے مسلمانوں کی قسمت
کی زمین ہے۔ یہ مسلمان خود کی قوت، فراق سے حاصل نہیں ہوسکتا؟
دیکھا ہندو اس حربہ کو کس نگاہ سے دیکھتا ہے۔

## بوس کی درگت

"مسٹر سوبھاش چندر بوس پہلی مرتبہ، اس لیے ۱۹۳۸ء میں
کانگریس کے صدر بن گئے، کہ گاندھی جی کی مرضی یہی تھی۔ ۱۹۳۹ء میں
کانگریس کے عام ممبروں کی متفقہ رائے کے بعد صدر منتخب ہوئے
کہ وہ عہدہ انہیں مستحق ہو جاتا تھا، اس لیے کہ گاندھی جی ان کے
تعاون اور مشورہ کے حل کے لیے تیار نہیں تھے۔ حالانکہ مسٹر بوس
کانگریس کے صدر تھے، اور گاندھی جی کانگریس کے چار آنے
کے ممبر بھی نہ تھے۔"

آزاد ہند

احسن عباسی کی تحریر
رئیس احمد جعفری صفحہ ۲۹

جسے خلعت ہیروار دھا گاندھی جی سے نہ ملے وہ کیونکر صدر
رہ سکے۔ اصل بات یہ ہے کہ بوس تو ہندو کی بہتری کے لیے کسی
مقام پر گاندھی سے پالیسی میں اختلاف کرسکتے تھے۔ بدقسمت مسلمانوں
کے پیر، امام، اور امام الہند تو گاندھی جی کی رضا و خوشنودی کے لیے
قرآن عزیز کی تفسیر و تاویل بھی اپنے دو ہزار سالہ نظریات و
عقائد کے برعکس کر گئے۔ اس مقام پر گاندھی جی نے یہ سوچا کہ صدر
نام نہاد مسلمانوں کو بنا کر تو انہیں دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک
ہندو بھی گاندھی جی کی اس سیاسی چال کو گوارا نہیں وہ سے
دوڑ دوڑ ادھر ہوتا ہے کہ ہر رنگ کے رضی برضا ہیں۔

"اقبال کے آخری دو سال" کے مصنف ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی تحریر فرماتے ہیں:

"مجھے یاد ہے ۱۹۳۷ء میں جب کانگریس نے چھ صوبوں میں وزارتیں بنانے کا فیصلہ کیا تو یہ سوال بھی سامنے آیا تھا کہ ان وزارتوں میں مسلمانوں کو بھی شامل کیا جائے گا۔ ۱۹۳۵ء کے ایکٹ میں صوبائی گورنروں کے نام جو ہدایات موجود تھیں ان میں صاف لکھا تھا کہ ہر صوبے کے گورنر کا فرض ہے کہ وہ صوبے کی کابینہ میں اقلیت کے نمائندوں کو بھی شریک کرے۔ دوسری طرف خود کانگریس ... مسلمانوں کو ... کابینہ میں شامل کیا جائے۔ بمبئی اور یوپی میں مسلمانوں کی تعداد ... جو کانگریس کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر آئے تھے۔ تمام غیر کانگریسی مسلمان ممبر مسلم لیگ کے ساتھ ... متحد ہو کر مسلم لیگ ... ہو چکے تھے اور ... جو ... تھے۔"

گزشتہ دو سال کے واقعات کے پیش نظر ہر شخص کی یہ توقع تھی کہ ... کانگریس ... قبول کر ... مسلمانوں کو ... ابوالکلام آزاد ... کانگریس ... مسلم لیگ ...

جگہ دے سکتے ہیں۔
وہ شرطیں کیا تھیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اوّل: اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کو توڑ کر بالکل ختم کر دیا جائے۔

دوم: مسلم لیگ پارٹی کے تمام ممبر کانگریس کے حلف نامے پر دستخط کر کے کانگریسی بن جائیں۔ اس طرح یہ لوگ کلیۃً پارٹی کے نظم و ضبط اور قواعد و ضوابط کے تحت آ جائیں گے اور آئندہ اپنے تمام اعمال و افعال کے لیے کانگریس کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ کانگریس پارٹی کے جلسوں میں ان لوگوں کو شریک ہونا ہوگا۔ جہاں دیگر کانگریسی ممبروں کی طرح یہ لوگ بھی ہر معاملہ میں رائے دیں گے۔

سوم: کانگریس کی مجلس عاملہ نے مختلف اسمبلیوں کے کانگریسی ممبروں کے لیے جو ضابطۂ عمل تیار کیا ہے، مسلم لیگ کے ان ممبروں کو جو آئندہ کانگریس کے ممبر سمجھے جائیں گے، اس ضابطے پر باقاعدہ عمل کرنا ہوگا۔

چہارم: مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کو توڑ دیا جائے گا۔ آئندہ کسی انتخاب میں مسلم لیگ کو اپنے طور سے کوئی امیدوار کھڑا کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ یہ کانگریس کا ذمہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے حلقہ ہائے انتخاب میں اپنے ٹکٹ پر امیدوار کھڑے کرے۔

پنجم: تمام ممبروں کو کانگریس کے احکام کی پابندی کرنی ہوگی اور کانگریس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں پوری کوشش کرنا ہوگی۔

ششم: اگر کانگریس نے کبھی وزارت یا اسمبلی سے مستعفی ہو جانے کا فیصلہ کیا۔ تو ان ممبروں کو بھی اس فیصلے کی پابندی کرنا پڑے گی۔

غور فرمائیے کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے کانگریس کا قیمتی ہی کی جو شرائط پیش کی تجویز کیا وہ مسلم لیگ کو اشتراک و تعاون کی دعوت تھی یا اس بات کی کہ وہ حتی۔ کہ جتنا شامل کر کے ایک دوسرا دستہ کانگریس کی غلامی کا پٹہ گردن میں ڈال کر جائے اور گانا میں سرسبز ہو جائیں؟ کیا کوئی خود دار سیاسی جماعت اس وقت ذلت آمیز شرائط کو ایک لمحہ کے لیے بھی قبول کرنے پر تیار ہو سکتی تھی؟ چنانچہ جب مسٹر جناح کو ان شرائط کی اطلاع ملی تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم ایک مساوی فریق کی حیثیت سے تعاون کرنے کو ہر وقت تیار ہیں لیکن اپنی جداگانہ قومی ہستی کو ختم کر کے اپنے آپ کو مٹا دینے پر کبھی آمادہ نہیں ہو سکتے۔

کاش مولانا ابوالکلام آزاد اس موقع پر کانگریس کو حریت و دوستی، غیرت و حمیت کا ثبوت دیتے۔ مگر کسی زمانے میں ان کو مصالحت کا شیوہ تو اس قدر مشکل تھا جب کانگریس نے مولانا فیصلے کی مخالفت کرنے پر آمادگی ہوئی تھی تو وہ الگ انتخاب سے دیا تھا۔ کہ بعد میں بھی کرنا مہ دیا تھا کہ فرقہ وارانہ فیصلے کا بدل صرف ایک متفقہ فیصلہ ہی ہو سکتا ہے جب تک ایک متفقہ فیصلہ ہندوؤں اور مسلم فرقوں میں نہ ہو جائے۔ کمیونل ایوارڈ کو برقرار رکھا جائے گا۔ یہ اٹھ کر کانگریس نے اس کے متوازن آزاد بلند کی تو وہ کانگریس سے مستعفی ہو جانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

(ملخصاً ص ۲۲۹–۲۳۲)

ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں :-

"جب مسلم لیگ نے اپنی جداگانہ قومی ہستی کو ختم کر دینے سے انکار کیا۔ تو یو پی میں کانگریس نے رفیع احمد قدوائی کو وزارت کا منصب سونپ دیا اور ساتھ ہی حافظ محمد ابراہیم کو، جو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے تھے، یہ دعوت دی کہ اگر وہ لیگ سے مستعفی ہو کر کانگریس کے منشور نامے پر دستخط کر دیں تو انہیں وزارت عطا کر دی جائے گی۔ چنانچہ حافظ صاحب اس لالچ کا شکار ہو گئے۔ یہی حربہ کانگریس نے مدراس، بمبئی، صوبجات متوسط اور بہار میں استعمال کیا۔ مدراس میں شیخ یعقوب حسن اور بہار میں ڈاکٹر سید محمود کو وزیر بنا دیا گیا۔ بمبئی اور صوبجات متوسط میں کوئی مسلمان کانگریس ٹکٹ پر کامیاب نہیں ہوا تھا۔ یہاں بھی وہی حافظ ابراہیم والا کھیل کھیلا گیا اور یسین نوری اور محمد یوسف شریف کو لیگ سے توڑ کر کانگریس میں شامل کیا اور انہیں علی الترتیب بمبئی اور صوبجات متوسط کا وزیر بنا دیا گیا۔ یہ سب کچھ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ کانگریس کے علاوہ ہندوستان میں کسی اور جماعت کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہوگا اور اگر مسلمان اس ملک میں زندگی کا سانس لینا چاہتے ہیں تو انہیں اپنی جداگانہ قومی تنظیم کو ختم کر کے کانگریس میں جذب ہو جانا پڑے گا۔" (صفحہ ۲۸)

جناب ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی رقمطراز ہیں :-

"یوپی میں حافظ محمد ابراہیم اور رفیع احمد قدوائی ۔ بمبئی میں یسین نوری ۔ مدراس میں سیٹھ یعقوب حسن ۔ بہار میں سید محمود اور سی پی میں یوسف شریف کو محض اس لیے وزارت میں جگہ

دی گئی تھی کہ وہ مسلمان تھے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمان
ہونے کی حیثیت سے منتخب ہوئے۔ جیسے کہ [illegible] میں کس کی نمائندگی
کرتے تھے؟ یقیناً یہ تمام مسلمان قوم کی نہیں تھیں۔ یہ سوال کہ
مجلس قانون ساز کے مسلمان ممبروں کی تعداد ۱۹۰ تھی جن میں سے
۳۳ فیصد ایک سیلیم [illegible] کو اپنا نمائندہ تسلیم کرنے سے
انکار کرتے تھے۔ بنگال اسمبلی میں مسلمان کل ۱۱۹ تھے۔ جن میں سے
۴۴ کو فضل الحق پر [illegible] کرنے کی [illegible] نہیں تھا۔ صرف سرحد میں مسلم
ممبر مسلمانوں کی تعداد ۳۸ تھی۔ جن میں سے ۲۲ کو سرحد کے
[illegible] کی حمایت حاصل تھی۔ اسی طرح پنجاب اور بہار کے متوسط
طبقات کے فیصد سادہ میں حلقے قریب مسلمان ۲۴۰ سے ۳۰۰ تھے۔
لیکن بہار کے ۱۲ اور صوبجات متوسطہ کے تقریباً سبھی
ارکان نے شریف کو اپنا نمائندہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا
تھے۔ پھر کانگرس نے ان تمام مسلمانوں کو جو یہ کہتی ہیں کہ کسی قوم
کا نمائندہ کہلانے کا حق نہیں دیتے گئے۔ کیا تھا؟ (صفحہ ۲۰۲)
آگے چل کر صفحہ ۲۰۶ پر تحریر فرماتے ہیں:۔
"بعض لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ کانگرس تو یہ چاہتی
ہے مسلم لیگ کو وزارت میں شامل کرنے جائے اور حقیقی نمائندگی
لیگ کو صرف ایک وزارت دینے پر تیار تھی۔ یہ بات تعداد
کے لحاظ سے بے بنیاد ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد وضاحت سے اس امر پر
کانگرس کی طرف سے جو اعلان کیا تھا وہ بھی مسلمانوں کو
پیش کی تھی۔ وہ الہ آباد کے انگریزی روزنامہ امرت بازار میں ۱۳۰
جولائی ۱۹۳۷ء میں چھپ گئی تھی۔ وہ مولانا کے [illegible]
سے نقل کیے گئے ہیں صفحہ ۶ کیا ہے؟"

مسٹر جناح نے اکتوبر ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ کے موقع پر اپنے خطبہ صدارت میں وزیر ہند لارڈ زیٹلینڈ، وائسرائے اور گورنروں پر کھلے الفاظ میں یہی الزام عائد کیا تھا کہ

"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان لوگوں نے کانگریس کے ساتھ مل کر ان مسلمانوں کو وزارت کے منصب پر بٹھا دیا ہے جن کے متعلق ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ان افراد کو مسلمان قوم کا اعتماد حاصل نہیں ہے۔ جب اس کام میں گورنروں نے اپنی بے بسی کا اظہار کر کے ثابت کر دیا کہ وہ اقلیت کے ان حقوق کی حفاظت کرنے سے قاصر و معذور ہیں جس کا ذمہ برطانوی حکومت نے اٹھایا تھا تو آئندہ ان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ آگے چل کر ہمیں بیسیوں ایسے مسائل پیش آئیں گے جب اقلیتوں کو اپنے حقوق کی پامالی کے بچاؤ کی امداد و اعانت درکار ہوگی اس وقت بھی یہ لوگ اسی طرز عمل کا ثبوت دیں گے۔" (صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱)

ڈاکٹر صاحب ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"یہ سب کچھ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی آنکھوں ہی کے سامنے نہیں بلکہ ان کی منشا، مرضی و کوشش اور محنت سے ہو رہا تھا یوں کہنا چاہیے۔ کہ اب سوال صرف یہ رہ گیا تھا کہ جہاں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں ان کی جداگانہ ہستی کو ختم کر کے انہیں ہندو اکثریت میں مدغم کر دیا جائے اور جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں سازشوں، ریشہ دوانیوں اور انتشار پیدا کرنے کے ذریعے ان کی قومی جمعیت کو پارہ پارہ کیا جائے تاکہ انجام کار کانگریس کے ساتھ مدغم ہو جائیں یا ناکارہ ہو کر رہ جائیں

جب الہدیٰ طیب جی سے لے کر تصدق احمد خاں شروانی
تک ہندوستان کے بہتیں مسلمان وسعت نظر کا ثبوت دے کر
یں تحریک [illegible] چکے ہیں، جن میں محمد علی جیسے "آتش نفس"،
انصاری جیسے ایثار پیشہ، اجمل خاں جیسے "آتم [illegible]" حسن
امام جیسے [illegible] اور حسرت موہانی جیسے [illegible]
ہمیں قسم کے لوگ موجود تھے لیکن مسلمانوں کے قومی مفاد کیلئے
بے حسی [illegible] دل سے قربان کرنے کا شرف حضرت
"امام الہند" کے حصے میں آیا وہ کسی اور کو نصیب نہ ہو سکا:

(صفحہ ۴۶۶، ۴۷۶)

---

[illegible] ابو الکلام آزاد کا نام [illegible] کا نام [illegible]
[illegible] تھا لیکن [illegible] الدین احمد [illegible]
[illegible] کی شرح میں [illegible] صرف [illegible] ہے
"[illegible]"
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

# پردہ اٹھنے کے بعد

کے عنوان سے مولانا ماہر القادری صاحب کا ماہنامہ فاران کراچی بابت مارچ ۱۹۷۲ء زیر نظر ہے ۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کی ذہانت اور عبقریت اپنی جگہ مسلّم [illegible] حقیقت پیدا ہو گئے ہیں ؟

مولانا کے والد [illegible] (جو بعد میں [illegible] کے لقب سے مشہور ہوئے) [illegible] سال کی عمر میں [illegible] کر کے [illegible] مولانا کے حقیقی [illegible] بھائی [illegible] سال کی عمر [illegible] لاہور میں انتقال [illegible] امام [illegible] کے بیٹے یعنی مولانا کے [illegible] سال [illegible] لاہور [illegible] ۷۰ [illegible] تھے ۔

[illegible] کے لکھا ہوا [illegible] ہیں ۔

"[illegible] مرحوم کے نانا [illegible] مولانا [illegible] اپنے عہد کے مشاہیر اساتذہ علم [illegible] طریقت و سلوک میں سے تھے [illegible] کمال [illegible] (ص ۲۶۹) [illegible] حاشیہ صفحہ [illegible] فرماتے [illegible] حضرت شاہ [illegible] تھے ۔"

تقسیم ہند کے بعد [illegible] کرنا [illegible] رہ گیا ہے [illegible] [illegible] کے باشندوں کی [illegible] پنجاب کی حکومت نے [illegible] کرنے کے [illegible] مولانا [illegible] دیا ہے ۔ [illegible] ۱۷۲ [illegible] آثار قدیمہ کے [illegible] کر لیا گیا ہے ؟

ہے۔ کوئی شک نہیں وہ غیر معمولی ذہین آدمی تھے۔ اور وہ جو مشہور کہاوت ہے کہ ایک سو علم [illegible] حاصل ہو یا نہ کر یہ عربی الاصل ہونے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ مولانا آزاد تحریر و تقریر میں اپنا آپ جواب تھے۔ وہ اپنے انداز تحریر کے موجد بھی۔ وہ تمام بھی ہندوستان کی عجیب آثار میں سے ہیں۔ ان کے آخری میں ختم ہو رہے تھے۔ انگریزی عہد حکومت میں بار بار جیل گئے اور قید و بند کے شدائد کی حریت پسندانہ انداز نہ ہو سکے۔

مولانا آزاد کی ان تمام خوبیوں کا بھی اعتراف ہے مگر آپ کی زندگی کے ہر کردار پر غور کی جماعت سامنے ہیں کہ [illegible] تعلیم و تربیت وغیرہ [illegible] خاندان کے حالات جب بیان کرتے ہیں تو ان میں دو صورت ہو گئی ہے جا ساقط کلام کیے ہیں جگہ اس میں بار بار [illegible] لکھ دیتے ہیں اپنی اور اپنے خاندان کی تذکرہ نگاری لکھتی ہیں [illegible] وقت کے تو ہندی ہیں۔ کاش مولانا آزاد احساس کمتری کے اس رجحان سے بچتے ہوئے۔ مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم کی اس کمزوری کی جانب غالباً سب سے پہلے [illegible] مرحوم نے سرسری اشارہ فرمایا تھا۔ ان کے بعد [illegible] میں مولانا آزاد کے حالات و سوانح کے مفروضات کے [illegible] متعلقات پر [illegible] بحث کی گئی۔ [illegible] کے بعد جب آزاد کی کتاب شائع ہوئی تو ماہنامہ الفرقان لکھنؤ کے [illegible] کے شمارے میں مولوی نسیم احمد فریدی کا ایک مبسوط اور مدلل مضمون چھپا جس میں مولانا آزاد کی معنوی [illegible]

بیانیوں کی تکمیل کر کے تمہید کی گئی ۔ جس کی وضاحت کی وجہ سے کسی
عقیدت مند کو جرأت نہیں ہوئی !!
ذرا آگے چل کر :۔

"مودودی مرحوم کے بارے میں جو بات سب سے زیادہ
کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی زندگی کا آغاز کسی دینی جوش
و ولولہ کے ساتھ ہوا تھا ۔ ابوالاعلیٰ کے دینی جذبات کا شعور
بھی کم ہو گیا تھا ، مگر ان کی آخری زندگی ایک مرقع عبرت بن
کر رہ گئی وہ ایک لادینی حکومت کے لئے ضرورتاً جو مواد اور تھا
وہ یہ تھے جن کے تحت ایسی کتابیں نصاب میں شامل کی گئی
جس سے بت پرستی کا پرچار اور اسلامی توحید کی نفی ہوتی تھی ۔
جماعت میں گانے کے ذریعہ کی ممانعت سے لے کر توہین رسول
تک کے ایسے خطرناک واقعات رونما ہوئے مگر حزب اللہ کے
محسن "امام الاحرار مولانا قاضی الدین المکی " اور الکلام اہم تھے
دم سادھے بیٹھے رہے ۔ انگریز کے دور میں وہ فرد اُٹھ
چندا کی بھی بے حسی !!

"لقریٰ اسلامی سے نزاع"

مبالغہ سے بچئے :۔ ہر شخص کو اس کا حق حاصل ہے جسے
وہ پسند کرتا ہے اس کو سراہے اور اس کے مناقب بیان
کرے لیکن اہل علم کو اس معاملہ میں بہت زیادہ محتاط رہنے
کی ضرورت ہے : عقیدت کے جوش میں کسی کو احمد بن حنبل اور
ابن تیمیہ کا ہمسایہ اور مثل ٹھہرایا جا سکتا ہے ، مگر اس صدی
کے یہاں اگر بعض انتہائی غلط اور گمراہ کن نظریات ملتے ہوں
تو یہ مبالغہ آرائیاں اور قصیدہ خوانیاں آئندہ نسلوں کو بری بھی

میں مبتلا کر دیں گی کہ وہ کیا کریں، اور کدھر جائیں؟ شخصیتوں
کے بارے میں غلو سے بڑا نقصان پہنچا ہے۔ ———

پھر ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم نے اپنے والد مولوی خیر الدین
کا اس طرح ذکر کیا ہے یا خود مولانا نے ان کی باتوں
سے شبہ کر کے لکھا ہے کہ وہ بہت بڑی شخصیت کے مالک تھے۔
دلی میں مفتی صدر الدین آزردہ جیسی نابغہ شخصیتیں ان کے
ہم نشین تھے۔ نواب صدیق حسن خان ان کے حلقہ
کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ اور انھوں نے عزیز جیسے
کی مرمت و درستی کے لیے ہزاروں روپے ... میں چندہ سے
کے لیے اپیل کی تھی۔ ـ ـ ـ ـ مولانا نامدار شہر بمبئی نے
اپنے مقالہ میں "الحسنات فی رد الوہابیات" نام کے ایک دور
رسالے کے اقتباسات پیش کیے ہیں جو ۱۳۰۳ھ میں مولانا عبد اللہ
مراد آبادی کے اہتمام سے مطبع مظہر کلکتہ میں چھپا تھا۔ اس کے
مصنف مولوی حبیب اللہ کو پورخیابادی ہیں جو تا عمر و شیخ ... آ کر
کر رہتے تھے اور کلکتہ میں ... اختیار کر لی تھی۔
یہ رسالہ خدا ... کے قول کے مطابق بمبئی کی ... لائبریری
میں موجود ہے۔ اس اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ مولوی
خیر الدین اہل حدیث کا مسلک رکھتے تھے اور ایسے ... 
گئے تھے کہ ——— غرض مولوی خیر الدین کی بدولت ... 
کلکتہ و ... کلکتہ میں شرک و بدعت کا بازار گرم ہے،
اور اہل سنت سرد۔ ـ ـ ؛

"مولوی خیر الدین صاحب کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ

بمبئی میں جب وہ مقیم تھے اور ملیس شریف اتقریریں کرتے تھے۔ تو پرسوں سے ان کی تقریر وہاں بہ پابندی ہوتی تھی وہ اپنی تقریروں میں شاہ ولی اللہ، قاضی ثناء اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ سے اسلام پر توہابیت کی پھبتی چست کیا کرتے تھے۔"

"اس رسالہ میں مولوی خیرالدین منصوری نے جو قائم رضا ناشد بمبئی) میں لال باڑی کے آگے ایک مسجد بنائی تھی اس مسجد کو محمد بیزار مسجد میں ایک مقالے کے بعد اس میں رکھ دیا۔ اگر مولوی صاحب کے محسن معدین اور گوپس کے والے چندہ کر کے اس مسجد کو نہ چھڑاتے تو یہ مسجد نسبلا ہو کر رہ جاتی۔" (ماہنامہ ناوارس مارچ ۱۹۳۳ء صفحہ ۲۰ تا ۲۵)

## ہفت روزہ فاران جولائی ۱۹۶۲ء

جناب ماہرالقادری ایڈیٹر ہفت روزہ فاران کراچی نے ایک مضمون "پردہ اٹھ جانے کے بعد" اسی سال مارچ کے فاران میں شائع کیا تھا جس میں مولانا مودودی پر تنقید کی تھی۔ ماہرالقادری صاحب نے اس سے ایک سال قبل ایک مضمون جائزہ کے عنوان سے مولانا امین احسن اصلاحی کے بارے میں رقم کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ مولانا اصلاحی جس شخصیت کی بے حد مدح و ستائش کرتے ہیں جب اس سے بگڑ جاتے ہیں تو اس کے محاسن ان کی نگاہ میں معائب سے بدل جاتے ہیں۔" ہمارے خیال میں ماہرالقادری صاحب نے یہ مضمون مولانا اصلاحی صاحب کی جماعت اسلامی سے علیحدگی کے اختتام اور مودودی صاحب پر جو جرح و تنقید اور اختلافات کے تھے۔ وہ نشتر جو بعد میں

اصلاحی صاحب نے چاہا کہ مودودی کی شخصیت کی عظمت
کو مجروح و زخمی کیا، مستشرق ہو کر "جائزہ" لکھا۔
ماہر القادری صاحب "تجزیہ" میں لکھ رہے ہیں کہ اصلاحی صاحب
نے دراصل مجھ سے میرے مضمون "جائزہ" کا انتقام لینے کے لیے
"مودودی کے مر جانے کے بعد گنہ دیدہ بنایا ہے" اور دوسری جنبہ ہے۔ جو
"تذکرہ و تبصرہ" میں چھاپ رہا ہے۔ یہ مولانا اصلاحی کے ذاتی رسالہ
"میثاق" کا مستقل عنوان ہے۔ اصلاحی صاحب نے ماہ اپریل
۱۹۷۱ء کے "میثاق" میں "قادیان" کے ایک مضمون پر تنقید و احتساب
کے عنوان سے پردہ اٹھ جانے کے بعد کی آڑ لے کر بقول ماہر القادری
صاحب ان سے "جائزہ" کا انتقام لیا ہے۔ یہ تو بہرحال ان دونوں
بزرگوں کے خیالات ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے بارے
میں ہیں۔ اس سے کوئی سروکار نہیں۔ "تجزیہ" کافی طویل مضمون
ہے۔ ہم اس سے مفید مطلب اقتباسات پیش کر رہے ہیں جن
سے جناب ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی صاحب کی اس تحریر کی
تائید و حمایت کا پہلو نکلتا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب "اقبال کے
آخری دو سال" میں پیش کی ہے۔ ان اقتباسات سے ہمارے
ناظرین یہ نتیجہ بھی اخذ کر سکیں گے کہ ایک برہنہ حقیقت جو ڈاکٹر
صاحب نے پیش کی ہے وہ دوسروں کی زبان و قلم پر بھی ہے
اور اس میدان میں وہ اکیلے نہیں ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے۔

ماہر القادری رقمطراز ہیں:۔

"اس کے جواب میں عرض ہے کہ مولانا امین احسن اصلاحی
صاحب نے مولانا آزاد کی ذات سے محبت و عقیدت اور

عداوت کا تذکرہ کیا ہے مولانا اور حبیب الرحمٰن قریب قریب ظاہر فرمایا ہے کہ مولانا مرحوم پر جو بعض اعتراضات وارد کیے جاتے ہیں یا تاثرات ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کو رفع کرنے کے بجائے ان کی تصویب کی ہے۔ بلکہ ایک جگہ مولانا آزاد کی پیدائش کو بحث کا موضوع بنا دیا ہے۔ منزل تقی جن (یعنی اصلاحی صاحب)

"مولانا آزاد مکہ میں نہیں تسلیم کرتے ہیں پیدا ہوئے، ان کے باپ کوئی بڑے عالم نہیں تھے۔ بلکہ مسجد کے رہنے والے اور بدعتی آدمی تھے سوال یہ ہے کہ ان تحقیقات سے اقامت دین کے اس نصب العین کو کیا تقویت پہنچ رہی ہے۔۔۔"

"مولانا آزاد مرحوم کی یہ روایت اور بیان ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے تھے ان کے اس بیان پر تا حال کوئی تنقید نہیں کی گئی البتہ وہی عشق کے تاریخی بیان پر لکھا گیا تھا۔"

"مولانا آزاد اپنے کو الہلال میں دہلوی لکھا کرتے تھے۔ مگر دہلی نہ ان کا مولد ہے اور نہ ان کا منشا ہے۔ مسٹر ہمایوں کبیر صاحب نے لکھا ہے اور جو کچھ لکھا ہے اس کا ماخذ مولانا آزاد کا تذکرہ (مولانا کا زبانی بیان) ہے کہ مولانا ۱۸۸۸ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور دس سال تک وہیں رہے۔ ۱۸۹۸ء میں ان کے والد مولانا خیرالدین کلکتہ میں آکر مقیم ہو گئے اور مولانا آزاد بھی ان کے ساتھ چلے آئے اور کلکتہ ہی میں درس نظامی کی تکمیل کی۔ وہاں سے مولانا آزاد کی دہلی نسبت البتہ یہ ہو سکتی ہے کہ غدر سے قبل ان کے والد دہلی میں رہتے تھے ۱۸۵۷ء کے آشوب غدر میں انہیں ہجرت

بچوں اور اپنے مریدوں نواب یوسف علی خاں والئ رامپور کے
پاس چلے گئے، وہ نواب صاحب مولانا نصیر الدین کے بھیجے
جانے کا انتظام کر دیا، بیعت ہو، حکم چلے گئے۔

عرض کرنا یہ ہے کہ مولانا نے اپنے خاندانی حالات کے
سلسلے میں بہت کچھ لکھا ہے مگر افسوس ہے تعلیم کا نام نہیں
لیا، اس مضمون کے لکھنے والے تحقیر ہوں گے کہ یہ تعلیم کرنا گیا
چاہیے و منطق و فلسفہ و معقول پڑھنا ہے، امر مرتب کرنا ہے
جانتے ہوئے ایک تعجب تعلیم کرنا پڑتا ہے۔ مولانا آزاد کے نانا
جن کا نام عمر بیگ اور محرف سیکھا ہی تھا۔ تعلیم کرتے ہی تھیں اور دو
دین سیکھتے تھے۔ مولانا خیر الدین کے بڑے بھائی یعنی مولانا آزاد
کے بابا کا نام [illegible] تھا۔ جنہوں نے تعلیم کرنے کی سکونت ترک
کر دی تھی۔ مگر اس کا پتہ نہ چل سکا کہ وہاں کے لکھے پڑھے لوگ
آپس میں کہا کرتے تھے کہ ہماری بستی کے محروم ہیں کہ پڑھے تھے اتنا
نام پیدا کیا ہے وہ کوئی چاہے تو تعلیم کرنا چاکر اس واقعہ کی آج
بھی تحقیق کر سکتا ہے۔

ہم نے کہیں نہیں کہا کہ مولانا آزاد کو تعلیم نہیں
تعلیم کرنے میں پیدا ہوئے تھے افسوس ہے کہ مولانا اصلاحی نے
جو بات وہ خط منسوب کر دی جو کہنے نہیں کہی وہ بات
اوشاد فرمائیں مولانا موصوف کیا ہے بارے میں لوگوں کو بتا کر
دینا چاہتے ہیں۔ مولانا آزاد کی کہی ہوئی ہر بات کو ہم جھٹلانے
میں جان بوجھ کر ان کی پیدائش کی روایت بھی یا وجہ نزدیک
جعلی اور گھڑی ہوئی ہے۔ مولانا اصلاحی کے قرار دینے سے۔
مولانا آزاد کی تعلیم ہونا تعلیم کرنا پیدا ہوئے ہیں

خود مولانا آزاد کی اپنی پیدائش کے بارے میں اس کی
بیان کی ہوئی روایت کیں غلط اور مجروح و مشتبہ ٹھہرتی ہے۔
جس کو ہمارے علم و اطلاع کی حد تک کسی نے مشتبہ نہیں سمجھا
اور مولانا آزاد کی اس روایت کو سب سے پہلے مولانا ملیح آبادی
نے مجروح کیا ہے اور یہ اشتباہ پیدا فرمایا ہے؟
(ہفت روزہ نئی دنیا جولائی ۱۹۶۰ء صفحہ ۱ کالم ۲)

صفحہ ۲۴ پر یہ سطور درج ہیں:۔

**حدیث کا غلط انطباق:**۔ اب ہمارے سامنے کرہا اپنا
مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کے بقول یہ رہ جاتا ہے۔
وفات پا جانے والوں کے متعلق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہدایت ہے کہ اگر ان کی کچھ بھلائیاں ہمارے علم میں ہوں تو ان کا
ذکر کریں ورنہ ان کی لغزشوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں
کون مسلمان ہے جو حضور کے فرمان سے سرتابی کی جرات
جرات کر سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اپنی جگہ
واجب الاطاعت ہے اور اس میں دین و دنیا کی بڑی بھلائیاں
اور حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ اسی لیے ہم نے اپنے کسی مضمون اور تحریر
میں مولانا آزاد کے ذاتی اعمال اور شخصی احوال کا جس کی پردہ پوشی
کی ارشاد نبوی میں ہدایت کی گئی ہے، ذکر کیا اشارہ تک نہیں
کیا مگر اس حدیث شریف کو مولانا نے محترم نے جو تذکرہ مسائل
اور نتائج و روایت کی غلط بیانیوں کے ذکر و بیان تک پر منطبق
اور چسپاں کر دیا ہے، یہ درست نہیں ہے کتاب و سنت کے
منشا و مصداق اور اس کے انطباق کو مولانا ہم سے ... بہتر
بہتر سمجھتے ہیں، مگر انہوں نے اس حدیث کے منشا و مصداق پر

فرمانے کی زحمت نہیں فرمائی اور وہ اس سے کہ حدیث کی آڑ لے ۹
کر کہیں اہل بیت کو ملامت بنانا مقصود تھا۔

۵- مذکورہ اموات کے سلسلہ میں عرض ہے کہ حیرت و موعظت اور عصری حکمت اور محض تاریخ و سیرت کی ضرورتوں کے لیے ان بڑی بڑی شخصیتوں کے بعض ذاتی احوال و کوائف کا ذکر کرنا بھی اس حدیث کے تحت نہیں ہے اگر ہے تو حضرت ابو طالب، بی بی خدیجہ اور حضرت امیر حمزہ (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظین کی زندگیوں کے مخصوص شدید صدمات ان کی وفات کے بعد ہرگز بیان نہ کیے جاتے اور ان مصیبتوں کا بیان کرنا بند کر دیا جاتا۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے۔ بلکہ مرثیے کی باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ [illegible] وہ اسی طرح یہ بات تو ہیں آپ سمجھتی، اور واضح ہوتی چلی جائے گی۔

مرثیوں کی سیاسی یا سماجی [illegible] حسین اور ان کا کے مقابلہ وہ [illegible] جہانگیر کی شراب نوشی، علاؤالدین خلجی کا اپنے [illegible] محمد شاہ رنگیلے کی عیش پرستانہ زندگی اس قسم کے بے شمار واقعات تاریخ میں ملتے ہیں اور وہ تحریر و بیان اور بحث و گفتگو میں آتے اور دہرائے جاتے رہتے ہیں، تو کیا یہ تذکرہ ممنوع ہیں؟ اور جو علامہ اقبال نے کہا تھا۔

جعفر از بنگال، صادق از دکن
ننگ ملت، ننگ دیں، ننگ وطن

تو کیا اس شعر سے تذکرہ موت والی حدیث کی خلاف ورزی ہوتی ہے!

اسلامی لٹریچر میں اس کی کتنی مثالیں ملتی ہیں کہ فلاں فلاں محدث اور راوی کا مذہب تھا، وضاع اور مدلس تھا علمائے اسلام میں کسی کو حاطب اللیل کہا گیا ہے اور کسی کے کمزور ہونے کا تکرار بتایا گیا ہے۔ واقعات کے بیان کرتے اور کتابوں کے حوالے دیتے ہیں جن اہل علم نے غلطیاں کی ہیں ان کی بھی یہاں پکڑی گئی ہیں۔ کسی مفتی اور فقیہ نے کسی امیر اور بادشاہ کی خاطر دین و شریعت میں رخصتیں اور استثنائیں پیدا کی ہیں تو اس پر گرفت کی گئی ہے، تاریخ اور تذکروں میں افسانوں اور قصوں کے ناموں، تاریخی سنین اور واقعات کے اختلافات اور راوی کی غلطیوں سے بحث کی گئی ہے، علماء تاریخ و سیر کی لغزشوں کو بے نقاب کیا گیا ہے، معتبر ناموں کے واقعات کو روایت و درایت کی کسوٹی پر جانچا اور پرکھا گیا ہے کہ ان میں یہ یہ باتیں غلط مشتبہ اور مبالغہ آمیز ہیں۔ اس پر بحثیں چھڑی ہیں کہ فلاں صاحب کی فلاں بزرگ سے ملاقات ہوئی تھی یا نہیں؟

امر آخر

کسی نے بھی اس تحقیق اور تنقید کی کوششوں کو "ذکر اولیاء والی حدیث" کا مخالف نہیں بتایا، اور نہ مولانا اصلاحی صاحب کی طرح نقد و احتساب کے اس سلسلہ پر یہ طنز کی "کہ ان تحقیقات سے ائمہ حدیث کے منصب امامت کو کیا تقویت پہنچ رہی ہے۔۔۔!"

جب تمہید بگاڑے

تذکرہ اور وفات پائی ہوئی اہم سے اہم شخصیتوں اور عظیم سے عظیم ہستیوں پر تنقید و احتساب کا یہ سلسلہ جاری رہا ہے اور اسلامی تاریخ کے کسی دور میں یہ کام بند نہیں ہوا تو پھر کیا

مولانا آزاد ہی کی بزرگی آشنا میں ایسی غزالی، منفرد اور متجسس شخصیت گزری ہے جن کی تحریروں کا تجزیہ کرکے حالات اور روایات بیان پر نقد و احتساب کرنا گناہ ہے۔ وہ اپنے سفر تعلیم اور اسلاف کے حالات کے بیان میں جو کچھ آگے بیان کر دیں، اس پر لب کشائی کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مولانا ابوالکلام آزاد جو کچھ اپنے قلم سے خود لکھ دیں یا ان کی زبانی روایت کر کے دوسرے لوگ اپنی کتابوں اور تذکروں میں نقل کر دیں اس کو آنکھیں بند کرکے درست ہی ماننا چاہیے۔ اور اگر کہیں کوئی کھٹک پیدا ہو یا کوئی غلطی دکھائی دے تو اس کھٹک کا زبان و قلم سے اظہار نہ کیا جائے۔ سمعنا و صدقنا یا پھر سکوت ۔۔۔ یہ رویہ ہونا چاہیے مولانا آزاد کی نگارش و ملفوظات کے ساتھ!!

ع    زباں سے کچھ نہ کہو دیکھتے چلے جاؤ ۔۔۔ خوب!!

خود مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے اسلاف کا تذکرہ کس طرح کیا ہے، اس کا ایک نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

"۔۔۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]"

کتوں کا کام دیتے تھے ریشِ درویش جتلاتی تھی، اور قصائی نے ٹوپی پہن کر چھپکا اور
ابھرا ہے کہ جیسے تیز اور دانت نمودار ہو گئے، یہی حال ان مجلسی علماء
کا ہے" (تذکرہ۔ از مولانا ابوالکلام آزاد، مطبوعہ مکتبہ جمال لاہور)
مولانا آزاد نے وفات پائی جسے علماء کرام ایسی زبان سے
تشبیہ دی ہے وہ نہیں ساتھ بچھوؤں سے بڑھ کر خراب ہے تاہم
اور یہ کوئی بے نام کی مرحوم تعلیم نہیں ہے۔ آج ہر سے مخدوم
الملک اور قاضی عبدالنبی کی سیرت و کردار کا ذکر ہو رہا ہے بخارا
ذکر کیا گیا۔ اس تشبیہ میں وہ دونوں علماء بھی لازماً شامل ہیں، جو سب
سے اول شامل ہیں۔ کہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کو اس کا حق
پہنچتا ہے کہ وفات پا گئے ہوئے علماء حق کی سیرت کو وہ داغ دار
اور قابل نقد و احتساب سمجھیں۔ ان کی چشم پوشی کرنے کے
بجائے ان کو شدید سب و شتم کے ساتھ منظر عام پر لائیں اور
کو شکار ہونا لکھ دیں۔ لیکن خود مولانا آزاد کی تحریک خلافت
کی رفاقت کرنے والوں پر اگر قلم سے نرم اور شائستہ
الفاظ میں بھی نقد و احتساب کیا جائے۔ تو ماہنامہ میثاق سے
لے کر ہفت روزہ المیثاق تک میں ایک شور مچ جائے کہ یہ ظلم ہو رہا
ہے۔ محنت و وفاداری اور غرابت و سوالوں کی خلاف ورزی کی جا رہی
ہے۔ اور لکھنے والے کا سینہ خوفِ خدا سے بالکل خالی ہو گیا ہے۔
(ماہنامہ تاریخ ... صفحہ ۲۴ تا ۲۶)

صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں :-

ہم عرض کرتے ہیں کہ مولانا ابوالکلام آزاد کی سیرت نگار
کو ان کے تمام فضائل و مناقب کے ساتھ یہ بھی لکھنا چاہیے کہ
خلافت اور ترک موالات کی تحریکیں جب ہندوستان میں شباب

پر تھیں، تو مولانا آزاد نے اس کی کوشش کی تھی کہ ہندوستان کے مسلمان انھیں اپنا امام اور امیر تسلیم کرلیں، مولانا مرحوم کو بعض لیڈروں اور علماء کی تائید بھی حاصل ہوگئی تھی لیکن ان کی یہ کوشش بارآور نہ ہو سکی کہ خود دیوبند کے علماء مولانا آزاد کی دینی امامت و امارت کے مؤید نہ تھے، اور وہ اس لیے کہ خطابت و انشاء، وسعتِ مطالعہ اور ذہانت و فطانت کے ساتھ دینی و شریعت کے اس منصبِ جلیل کے لیے شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہ کی کچھ اور بھی خوبیاں بھی درکار تھیں ——— یہ بھی لکھنا چاہیے کہ انگریزی دور میں مولانا آزاد نے آزادی کے لیے بے شک بے حد قربانی اور عزیمت کا ثبوت دیا اور انھوں نے قید و بند کے مصائب بھی برداشت کیے مگر ہندوستان میں، ان کی زندگی میں عزیمت کا باب بند نظر آتا ہے لادینی حکومت، اور کافرانہ نظام میں تو زندگی بسر کرنا ایک اضطرار ہے، مگر اپنی خوشی سے لادینی حکومت کی مشین کا ایک پرزہ بن کر تعاون کرنا اضطرار نہیں اختیار ہے، مولانا آزاد کی سیاسی اور دینی زندگی کا آغاز جس زوردار، ملک گیر تحریک، طوفانی جوش اور مجاہدانہ اسپرٹ سے ہوا تھا، وہ اپنی خطابت و نگارش میں امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ کی عزیمت و استقامت، جذبۂ سرفروشی اور دلاوری کے ہم صفیر نظر آتے تھے، مگر ان کا انجام بڑا عبرت انگیز ہے، سکوت، مگن اور سپردگی کی زندگی، جیسے اپنے ماحول میں گھر کی گھٹن اور اضطراب کو محسوس نہیں کرتے، کوئی صدائے احتجاج اور نالہ و فریاد نہیں، حالات سے مصالحت و تعاون اور سازگاری ——— افسوس! وہ بلند پائی جس کی آخری منزل پتھروں کی سیج ہوا کرتی ہے اور دار و رسن و مقتل جس کا زینہ ہیں، تعمیرِ ایوان ہو کر رہ جائے ———

مولانا آزاد کی زندگی کے اس آخری دور میں بھی مسلمانوں کے
بعض نمائندوں نے اقتدار قبول کیا اور وہ اس عہد تک پہنچ گئے کہ مسلم
تحریک آزادی کا سپہ سالار ضلع بجنور کا مستقل بنیاد رکھتے ہوئے،
حافظ محمد ابراہیم صاحب مرکزی وزیر ہو گئے۔ آپ یا شی تھا ارشاد فرمایا
"۔۔۔ ہم سب ایک قوم ہیں، ہم میں مذہبی بنیاد پر کوئی تفریق
نہ ہونا چاہیے ورنہ ہم ملک کی مجموعی کامیابی و ترقی حاصل نہ کر سکیں گے۔
ہمیں ایک ایسے ہندوستان کی تعمیر کرنی ہے، جہاں نہ ہندو ہندو
ہوں نہ مسلمان مسلمان، بلکہ خود کو نہ ہندو سمجھے، نہ مسلمان اپنے
کو مسلمان۔۔۔"

صفحہ ۳۰ پر مولانا ماہر القادری رقمطراز ہیں:۔

"ورثائے آزاد کے جس مضمون دیکھ دو لکھنے کے بعد ہم پر محض
"میثاق" میں تنقید کی گئی ہے اس کی شاید اشاعت ہے کہ مولانا
حامد اللہ ندوی نے بمبئی سے ایک مضمون ہمارے پاس "فاران"
میں چھپنے کے لیے بھیجا تھا۔ یہ مضمون مجھے کا پتہ "فاران" میں نہیں
چھاپا گیا کہ اس کی بعض باتوں کی اشاعت کو مناسب نہیں سمجھا
گیا۔ اس مضمون کی تلخیص چھاپ دی گئی۔

اس مضمون میں مولانا آزاد کی کتاب "انڈیا ونس فریڈم" صفحہ ۲۲۷
کی یہ سطور پیش کی گئیں۔ (کتاب کی انگریزی عبارت صفحہ ۲۲۷ سے بھی دی
گئی ہے جسے ہم کسی دوسرے مقام پر پیش کر چکے ہیں اس لیے یہاں صرف اردو ترجمہ
جو صفحہ ۳۰ پر "فاران" میں دیا گیا ہے۔ لکھا جائے گا۔

"تاریخ نے یہ حال یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر ہندوستان ایسی پچیس برس
یا اس سے زیادہ پہلے آزاد ہو گئے ہوتے ۔۔۔ اسلام اس خیال پر تھا کہ وہ
تمام مسلمان ملکوں کو صرف اسلام کی بنیاد پر ایک حکومت میں متحد کر سکتا۔"

"مولانا آزاد کی کتاب کے اس انگریزی اقتباس کے بعض الفاظ پر ان الفاظ میں تنقید کی گئی ہے:"

"یہ بات ایک غیر مسلم مستشرق کے قلم سے تو البتہ نکل سکتی تھی، مگر مولانا آزاد کے قلم سے اس جسارت کی تراوش دیکھ کر بڑا افسوس ہوا۔ تصور تھا سلطان فرماں روائی کا، مگر وہ اپنے تخیل کے سبب ایک جھنڈے کے نیچے اور ایک مرکز پر متحد نہ ہو سکے لیکن مولانا آزاد نے اس تصور کو بے جا دے اسلام کے سر تھوپ دیا ہے کہ (معاذ اللہ) اسلام میں تمام قوموں کو صرف اسلام کی بنیاد پر ایک رشتہ میں منسلک کرنے کی صلاحیت ہی نہ تھی۔"

"مولانا اصلاحی صاحب اور بعض دوسرے اہل قلم نے مولانا آزاد کی عقیدت، محبت اور مدافعت میں جس جوش و خروش کا اظہار فرمایا ہے، حیرت ہوتی ہے کہ تاریخ کے اسی مضمون میں مولانا آزاد کی یہ عبارت پڑھ کر ان کے اندر دینی غیرت پیدا نہیں ہوئی، اسلام کی مرکزیت و وحدت پر مولانا آزاد کی کھلی ہوئی چوٹ کو جاننے کے باوجود ان کی عقیدت منداستیلی جا جیں، اور گوارا کر لی گئی ——————

صفحہ ۳۳۳ و ۳۳۴ پر لکھتے ہیں:-

"مولانا آزاد کے بارے میں یہ فیصلہ دیا جاسکتا ہے کہ:-

وہ نئی اور اپنے خاندان کی تذکرہ نگاری کے فن میں واقعی وقت کے امام تھے۔"

تو خلفاء کے بارے وہ ان خامہ سے جواگ نکلی ہیں کیا اب اللہ تعالیٰ کا دین اس قدر مظلوم و غریب ہو گیا ہے کہ اس پر طنز کرنے والوں کی تو حمایت کی جائے اور ان کی مدافعت میں زبان و قلم حرکت میں آجائیں مگر خود اسلام پر جو طنز کی گئی ہے اس کا صرف

سے نوٹس ہی نہ لیا جائے ——— !

ماہنامہ "الفرقان" (لکھنؤ) کے دسمبر ۱۹۸۸ء کے شمارے میں مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "آزاد کی کہانی ——— نقد و نظر کی کسوٹی پر" اس مقالہ میں فاضل مقالہ نگار نے "مولانا آزاد کی کہانی بہ روایت مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی" پر بڑی تحقیق اور گہرے غور و فکر کے ساتھ تنقید کی ہے، بلکہ یوں کہیے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ مولانا آزاد کی ان روایتوں کی تاریخی اور واقعاتی غلطیوں تک جہاں ہمارا تو خیال بھی نہ پہنچ سکا وہاں مولانا فریدی کی نگاہ پہنچی ہے۔ ہماری نظر سے اس مضمون کی کوئی تردید نہیں گذری۔ اس سے یہ بڑی مدلل اور معتبر و مستند تنقید ہے۔ اس میں انھوں نے مولانا آزاد کے ۱۹۰۸ء میں سفر حجاز کے بارے میں لکھا ہے کہ :-

"اسی طرح ۱۹۰۸ء میں سفر حجاز کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ بھی صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ دسمبر ۱۹۰۷ء کی روایت سے پہلی ۱۹۰۸ء تک مولانا کا قیام مسلسل بمبئی اور کلکتہ میں رہا۔"

انھوں نے لکھا ہے کہ ۱۸۹۹ء سے لے کر ۱۹۱۲ء تک مولانا آزاد ہندوستان سے کہیں باہر نہیں گئے۔ اس طرح نسیم احمد صاحب فریدی نے مولانا آزاد کے سفر مصر کو بھی غلط ثابت کر دیا۔

مولانا آزاد فرماتے ہیں کہ نہر زبیدہ کی مرمت ان کے والد کے اہتمام سے ہوئی تھی۔ مولانا نسیم احمد فریدی کی تحقیق یہ ہے :-

"حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں نہر زبیدہ کی مرمت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکہ صاحب اظہار الحق و بانی مدرسہ صولتیہ کا کارنامہ ہے۔"

اس کتاب "مولانا آزاد کی کہانی" کے بارے میں فاضل تنقید

نگار لکھتے ہیں :-

"۔۔۔ میں نے جتنا جتنا اس کتاب کے قابل مضمون مقالات پر غور کیا، میرے دل نے بے ساختہ یہ کہا۔ کاش! یہ کتاب صرف کہانی کی صورت مولانا آزاد کی شان کے مطابق ان کی زندگی کی آئینہ دار ہوتی۔ اس میں حقائق ہوتے، تجزیے اور تاثرات ہوتے۔ مجھے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے بھی یہ کہنا ہی پڑ رہا ہے کہ ایک طرف مولانا آزاد کی کہانی اور نقل ملیح آبادی صاحب کی زبانی میرے سامنے ہے اور دوسری طرف تاریخی حقائق کی روشنی میں اس کی کچھ حیثیت نہیں۔"

———— ۱۷۰ا ————

"مولانا ملیح آبادی پر (جن کی حیثیت محض ناقل و کاتب کی ہے) خیانت و عدم دیانت کا الزام بلا دلیل لگایا نہیں جا سکتا۔ وہ خود لکھتے ہیں کہ میں نے اس میں کسی قسم کا تصرف یا تغیر و تبدل کرنا خلاف دیانت سمجھا ہے۔ بلکہ ایسا گمان کرنا بھی مشکل ہے، اس لئے کہ ملیح آبادی کا مولانا مرحوم سے جیسا تعلق معلوم ہے۔ وہ اس طرح کی کسی بات کے بالکل منافی ہے۔ ۔ ۔"

"مولانا منور الدین، مولانا آزاد کے والد کے نانا تھے۔ ان کے بارے میں مولانا آزاد کی روایت سے لکھا گیا ہے کہ ——
"مولانا سدید الدین، مولوی محبوب علی، مولوی فضل امام جو مولانا فضل حق خیرآبادی کے والد تھے، مولوی فضل رسول بدایونی اور صاحب کشافات و مصطلحات الفنون مولانا منور الدین کے شاگرد تھے"

فاضل ناقد نے مولانا منور الدین کے ان شاگردوں کے بارے میں تاریخی تحقیق و جرح کے ساتھ بتایا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص بھی مولانا منور الدین کا شاگرد نہ تھا ۔ ۔ ۔ بلکہ وہ قریبًا

حکیم لکھتے ہیں:۔

"سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ مولانا منتخب الدین نام کی دہلی میں کوئی مستند شخصیت بھی ہوئی ہے جس کی بنا پر یہ امتیازی خصوصیت ہوں! مجھ کو باوجود کاوش بسیار کے اس نام کا کوئی ایسا شخص نہ ملا جو شاہ صاحب کے شاگرد کی طرف بھی ملتا جیسا اطراف ہند سے طلبہ جوق در جوق کے حلقہ درس میں آتے ہوں تو حیات عزیزی، حالات عزیزی وغیرہ کے ملفوظات چند نیز اس زمانہ کے تذکرے اور ان کی صحبت کو دیکھا کہیں بھی عظیم الشان شخصیت (مولانا آزاد کے والد کے نانا) کا نام و نشان نہیں ملا"

مولانا نسیم فریدی نے ان دونوں کو جو ان باتوں پر جو کہا ہے بالکل ٹھیک کہا ہے۔

ماہر القادری لکھتے ہیں:۔

ہم اوپر تنقید کر چکے ہیں کہ کوئی السیر میں عہد مغلیہ میں کوئی عہدہ ہی نہیں تھا جیسے مولانا آزاد ایک طرح کی وزارت تعلیم بتاتے ہیں۔ اور اس پر بقول ان کے مولانا منتخب الدین فائز تھے۔ اس عہدہ کا وجود ثابت کرنے کے لیے وہ تین دوسرے عہدوں ملک العلماء، نقیب الاولیاء اور ملک الاطباء کے نام تراشتے ہیں! ان عہدوں کے بارے میں مولانا نسیم فریدی کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے۔

"کم از کم میری نظر سے تو عہد مغلیہ کے آئینہ دستور میں ان دو کی (الصدر میں) نام کا یا ملک العلماء، نقیب الاولیاء یا ملک الاطباء، کا کوئی عہدہ نہیں گزرا اور نہ وہ فرائض و خصائص جو اس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں [illegible] اکبری میں [illegible] ان عہدوں میں سے کسی کا بھی [illegible] نہیں، اور اگر اس کے بعد یہ عہدے قائم ہوتے تھے تو [illegible]

ثانی کی سلطنت کی تاریخوں میں اس کا تذکرہ ہوتا تا آنکہ مولانا ... عالمگیری میں
جس میں چھوٹے چھوٹے واقعات درج ہوا ہے۔ ... ذکر ہے مگر ان کا مطلب ایک خاص
میں سے کسی ایک نقطے کے ساتھ بھی کسی حمد یا رکا ذکر نہیں ہے
نا فضل ناقد نے مجھے ہتے کی بات کہی ہے:-

" ... المصنفین ... کہ دیکھئے، حلقی حمد الدین صاحب کا حصہ
بالعلانہ ذکر ہے وہ تو نہیں ہی ان حضرات کا تذکرہ بھی شامل ہے جن کو مولانا
حمید الدین کا شاگرد بتایا گیا ہے مگر نہیں، کیا تو مولانا منتخب الدین کا تذکرہ
نا خواں تذکرہ نگار ... کو مولانا مرحوم ہی سے وابستہ کیا گیا ہے بھی تھی۔"

" ... کی کہانی، خود ان کی زبانی مولانا منتخب الدین کے
بھوپال جانے کا واقعہ درج ہے۔ کہ نواب سکندر بیگم نے
ان کے اتحصیل کی ... اپنے بیٹے کی کو سمجھا دیا۔ اور جہانگیر
محمد خان نے مولانا منتخب الدین کو حسد و رقابت کی بنا پر تاب
میں زہر دے دیا ۔ ۔ ۔ مولانا نسیم احمد فریدی نے اس روایت
پر بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور اس کے ایک ایک
جزو کو غلط اور موضوع ثابت کیا ہے۔

لکھتے ہیں:-

حقیقت یہ ہے کہ بھوپال میں کوئی ایسا واقعہ ہو ہی نہیں ہوا
اور ہوتا کیسے جب مولانا فرکر ... آئے تاکہ بھوپال آئے
کے وقت نواب جہانگیر محمد خان کو دنیا سے گئے ہوئے ہی زمانہ ہوا تھا۔

آگے چل کے مولانا آزاد روایت کرتے ہیں:-

" میرے خاندانی سلسلہ میں سب سے پہلے شیخ جمال الدین معروف
بہ بہلول دہلوی کا نام بہت ممتاز نظر آتا ہے۔ ان کا علمی و دینی مرحوم تھا اس
عہد اکبری کے مشاہیر علماء و اصحاب سلوک و طریقت میں تھے ۔ ۔ ۔"

فاضل ناقد نے اس کی تحقیق کی تو پتہ چلا کہ مولانا آزاد نے جسے جدّامجد شیخ جمال الدین کا جن کتابوں میں تذکرہ بتایا ہے ان میں سے اخبار الاخیار (مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی) میں جو روایت درج ہے اور جسے "آزاد کی کہانی" میں کہیں کہیں ایک دو لفظوں کا فرق کرکے بعینہٖ شیخ جمال الدین پر منطبق کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق شیخ عبدالرزاق المشہور بہ شیخ بہلول سے ہے!

آگے یہ ذکر آچکا ہے کہ مولانا آزاد یہ تو بتاتے ہیں کہ جد امجد کے نقیب اور مرشد تھے جن کے واسطے سے طریقہ نقشبندیہ میں بیعت لی، مگر اس کی تصریح نہیں فرماتے کہ خود ان کے والد کس سے بیعت تھے، اس طرح وہ اپنے والد کی عربی تصانیف کا جو کسی جلد میں تھی نام ادب سے نہیں لکھتے۔ اسی طرح مولانا نسیم احمد فریدی کو یہ بات کھٹکی۔

"یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا کہ شیخ جمال الدین دہلوی کا خاندانی کس تعلق میں ہو کر دانش پہنچا تھا۔ حتیٰ کہ خود مولانا کے ماہ ماہ اور والد کے متعلق اس کتاب سے یہ معلوم ہو سکا کہ وہ دہلی کے کس محلہ میں رہتے تھے" صفحہ ۴۴ سے ۴۵ پر مولانا ماہر القادری تحریر فرماتے ہیں:۔

" مولانا ابوالکلام آزاد کی تعلیم، سفر اور خانگی حالات کے بارے میں اب سے چند سال پہلے ہمارے کانوں میں بھنک پڑی کہ ان میں مبالغہ اور افسانہ رنگ پایا جاتا ہے، اس اطلاع نے ہمیں چونکا دیا، سب سے پہلے ماہنامہ "برہان" (دہلی) میں مولوی عبدالحمید خان شہاب مالیرکوٹلوی کا مضمون ہماری نظر سے گزرا، تو خیال آیا کہ یہ باتیں محض وہمی نہیں ہیں، بات صاف ہونے کی حد تک آ پہنچی۔ اس کے بعد مشہور انشاء پرداز جناب رئیس احمد جعفری کا مضمون ہوتا

آزاد کے سفر ایران و عراق کے بارے میں چھپنے کے لیے ہمارے یہاں
آیا جس میں لکھا تھا کہ مولانا کا یہ سفر ایک افسانہ سے زیادہ حیثیت
نہیں رکھتا۔ اس مضمون کو ہم نے تاویل میں نہیں چھاپا، بلکہ تحقیق حال
کے لیے مولانا ابوالکلام آزاد کی خدمت میں ایک عریضہ ۲۰ اگست
۱۹۵۷ء کو بھیجا۔ اصل خط کی عبارت یہ تھی:-

صاحب المجد والکرم دامت معالیکم

السلام علیکم۔ علی سن لا کیم و جناب والا سے چند ضروری
باتیں دریافت طلب ہیں:-

۱۔ مکہ مکرمہ آپ کا مولد بتایا جاتا ہے، مگر آپ کا منشا کونسا مقام
ہے؟

۲۔ "الہلال" کے سرورق پر انگریزی میں ابوالکلام الدہلوی چھپتا رہا ہے
"دہلی" کی سرزمین سے آپ کو کیا نسبت اور تعلق ہے؟

۳۔ کیا قصور (پنجاب) سے آپ کا کوئی خاندانی تعلق ہے؟

۴۔ "غبار خاطر" میں آپ نے مصر، ایران، شام اور عراق کے سفر
کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ سفر آپ نے کس سنہ اور کن اوائل مہینوں
میں فرمایا تھا؟

۵۔ مولانا، مسٹر مہادیو ڈیسائی (آنجہانی) نے آپ کے حالات زندگی
لکھے ہیں جن کا اردو ترجمہ مسٹر آصف علی نے کیا ہے، اس میں
لکھا ہے کہ آپ نے جامعہ ازہر میں تعلیم پائی تھی۔ براہ کرم مطلع
فرمایا جائے کہ آپ کس سنہ میں جامعہ ازہر کے طالب علم
رہے ہیں؟

(۶) آپ کے نزدیک حوالہ کی بنیاد پر یہ بھی لکھا گیا ہے کہ آپ

---

۱۔ مضمون ہم نے لکھا ہے تو واقعات پوری طرح سے تحقیق شدہ ہوتے تھے۔

کی تشریح جامعہ ازہر سے علمی مجلہ میں ہو چکی ہیں۔ اس سلسلہ میں
بھی سند کی ضرورت ہے۔ جناب والا کی گرانقدر مصروفیات
دیکھتے ہوئے مختصر سے مختصر عریضہ لکھا گیا ہے۔ تاکہ جناب
کم سے کم وقت میں جواب عنایت فرما سکیں۔ ان پانچ سوالوں
کے لیے زیادہ سے زیادہ پانچ سطروں کے لیے (لکھنا) بھی سے
بھی کم، جناب کو زحمت کرنا ہوگی۔ یقین ہے جناب سے مزید
مختصر فرمایا جائے گا۔

(ضیاء الحسن فاروقی)

اس خط کا مولانا آزاد مرحوم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔
ان کے انتقال کے بعد مستر شائع کردہ سہ ماہی میں بھی دوبارہ
کو دیا گیا۔ اس خط کے بعد سے بیس برس کے بعد یاد دہانی کی گئی مگر مولانا
نے جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ مولانا آزاد مرحوم کے
جواب نہ دینے سے اس کے سوا اور کوئی نتیجہ اخذ بھی نہیں کیا جا
سکتا کہ انھوں نے دانستہ پہلوتہی کی، اور واقعات کی سطح پر کہیں
کوئی ایسا نشیب موجود تھا۔ جہاں پانی مرتا تھا۔ مولانا کو تردید چاہیے
تھا، ان غلط فہمیوں کے رفع کرنے کے لیے مفصل مضمون لکھتے تاکہ بات
صاف ہو جاتی؟

صفحہ ۳۰۴ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

مولانا آزاد کے حالات و سوانح اور داستانوں میں جو تضاد
پایا جاتا ہے اس کے چند نمونے یہاں درج کیے جاتے ہیں:۔

مسٹر مہادیو ڈیسائی جو گاندھی جی کے نہایت معتمد علیہ رفیق
اور پرائیویٹ سیکرٹری تھے، انھوں نے مولانا ابوالکلام آزاد کی
"سوانح" انگریزی میں لکھی تھی جس میں چھ سطروں کا مختصر سوانحی
خاکہ خود مولانا نے تحریر فرمایا تھا۔ اس کتاب میں مولانا آزاد کے سوانح

حیات درج ہیں ان کا ماخذ مولانا کی خود نوشت سوانح عمری "تذکرہ" ہے یا خود ان کی زبان سے سنے ہوئے حالات ہیں۔ مسٹر ملیح آبادی مولانا آزاد کی زبانی روایت کر کے ان کو درج کرتے ہیں۔

ترجمہ:- "مولانا آزاد کے والد مولانا خیرالدین ایسا چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا کسی نہ کسی طرح افضل ترین علماء کی جماعت میں اپنا نام پیدا کرے لہٰذا انہوں نے مجھے سنہ ۱۹۰۵ء میں ... مصر بھیجا تاکہ قاہرہ کی مشہور دینی درسگاہ الازہر میں عربی کی تعلیم حاصل کر سکوں۔ میں وہاں دو سال تک مقیم رہا اور سنہ ۱۹۰۷ء میں ہندوستان واپس آیا۔"

مگر ہماری تحقیق یہ ہے کہ سنہ ۱۹۰۵ء اور سنہ ۱۹۰۶ء میں مولانا آزاد "الندوہ" کے ایڈیٹر رہے اور سنہ ۱۹۰۶ء کے بعد سنہ ۱۹۰۸ء تک اخبار "وکیل" امرتسر کی ادارت سے متعلق رہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ دو سال تک الازہر میں بھی تعلیم پاتے رہے ہوں اور ہندوستان میں "الوکیل" کی ادارت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے ہوں۔

"خود مولانا ابوالکلام آزاد نے اس قسم کی غلط فہمیوں کے دفع کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ "تذکرہ" میں لکھتے ہیں:-

"وکھلتا ہے کہ ہندوستان میں ابتداء سے علماء عصر کا میلان بہت محدود رہا ہے۔ اس لئے عجیب و غریب مغالطیں ہوتی رہی ہیں ... احمد داعی، حسن کی یلوح الاہام کو شاہ ولی اللہ کی تصنیف بتلاتے ہیں۔ ایک رسالہ ما تنج الفسادات کو ... حیرت سے لکھا ہے۔ صاحب ... عبدالحق حقی کی ... الیاس ... المعانی آلوسی زادہ کی طرف نسبت دیتے ہیں ... شادہ کی عیسیٰ خود آلوسی کی ہے ... اس سے بڑھ کر صاحب

صیانت الایمان، خیرات الحسان کو حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف سمجھ کر
بے جا اس پر تنقید کر دیتے ہیں، حالانکہ وہ ابن حجر مکی کی تصنیف ہے۔"

(صفحہ ۱۰۰۲، ۱۰۰۳)

" وہ کتابیں ہوں، مقالات ہوں، مضمون ہوں، خاندانی شجرے
ہوں، سیر و سیاحت کے حالات اور سوانح حیات ہوں۔ ان
میں جو غلط نسبتیں ہیں ان کی تحقیق ہر دور میں کی گئی۔ مجھے اس کا
کھٹکا لگا ہے، بطور مولانا ابوالکلام آزاد ہی کے سوانح و حالات
ہی کی تحقیق کو کیسے ناجائز قرار دیا جاسکتا ہے اور لوگ اس پر اس
طرح جز بز ہوتے ہیں جس طرح اولت پھیرا بدلتا ہے۔ جیسے بڑے
ثقہ راوی اور مرتاض محدثین کی بیان کی ہوئی روایتوں کی جب
تحقیق کی جاتی ہے۔ تو مولانا آزاد کی لکھی ہوئی یا لکھوائی ہوئی
باتوں سے متعلق روایات و واقعات کی تحقیق پر ہنگامہ کیوں
ہے؟ تحقیق کا جواب تحقیق سے اور دلیلوں کا جواب دلیلوں سے
ہی دینا چاہیے۔ یہ غصہ، غیظ و غضب، طنز و ملامت تو خود اپنے
موقف کی کمزوری کی دلیل ہے۔"

مولانا تذکرہ میں لکھتے ہیں:۔

"میرے والد حضرت شیخ محمد ظاہر وتری متقی مدینہ منورہ کی جانب تھی؛
مگر انڈیا ونس فریڈم میں یہ روایت ملتی ہے:۔

شروع میں ۔۔۔ میرے والد صاحب نے مکہ کی طرف رحلت کی جب تک
لکھنؤ ۔۔۔ برس کی تھی، وہیں اقامت اختیار کرلی، اپنے لیے مکان
تعمیر کیا، مدینۂ منورہ کے ۔۔۔ کی لڑکی سے شادی کرلی؛

مولانا آزاد کے والد مولوی خیرالدین کے سفر عراق کا تذکرہ آزاد
کی کہانی میں اس طرح کیا گیا ہے۔

تو کشمیر سے عراق کا سفر کیا، اور پھر سات ماہ کشمیر سے ... اس زمانہ میں شیخ عبدالرحمن نقیب الاشراف تھے۔ ان کے یہاں مہمان رہے۔ ان سے طریقہ قادریہ کی اجازت لی۔ اور کشمیر میں ان سے طریقہ نقشبندیہ کی۔

مگر نواب صدیار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی مرحوم کے نام جو مولانا آزاد کا مکتوب ... نوادر نہال کے صفحہ ... پر درج ہے اس میں لکھا ہے:

"والد مرحوم جب سنہ ۱۲۹۱ھ میں عراق گئے تھے تو شیخ عبدالرحمن نقیب مرحوم کے والد سید علی سجادہ نشین تھے۔ انہیں کے ہاں ٹھہرے تھے"

ان دونوں باتوں میں آخر کس بات کو درست مانا جائے کہ مولانا آزاد مرحوم کے والد جب عراق گئے تھے تو اس وقت نقیب الاشراف شیخ عبدالرحمن تھے یا ان کے والد سید علی تھے؟

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے اپنے اسلاف کے بارے میں جو روایتیں بیان کی ہیں وہ ان کو جس قدر عظیم و تحیر بنا کر پیش فرمایا ہے ان روایتوں کی روایت در روایت کے اعتبار سے جتنی بھی تنقید و تحقیق کیجئے حیرت میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ یعنی جتنا چھانیے گا کرکرا ہو ضرب المثل مولانا آزاد کی روایات پر بھی پوری اترتی ہے۔

"تجلیاہ کس فریم میں مولانا آزاد اپنے والد مولانا خیرالدین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں (دیکھئے کیسے لکھواتے ہیں)

"میرے والد نے عربی زبان میں دس جلدوں میں ایک کتاب لکھی تھی جو مصر میں چھپی تھی۔ اس وجہ سے وہ تمام عالم اسلام میں خوب متعارف ہو گئے تھے"

عربی میں کتاب اور دس جلدوں میں! وہ مولانا آزاد کے والد کو تمام عالم اسلام میں مشہور کر رہی ہے۔ مگر وہ کون سی کتاب تھی اس کا نام بتایا جا

ہے۔ اور یہ موضوع ! اس قسم کے مناظر طویل کو آخر کیا کہا جاتے اور
کیا سمجھا جائے ؟ اپنے خاندان اور سلاسل کے حالات میں ؟؟
آزاد و ایران و توران کا ذکر کرتے ہیں گر کہیں کہاں جہاں وہ کہے تھا
ہمارا رہتے تھے اس بیچارے گمنام قصبہ کا ذکر نہیں فرماتے ۔
" مولانا آزاد کے والد مولانا خیرالدین کے یہ حالات پڑھ کر
عقل کشمکش و پیچ میں مبتلا ہو جاتی ہے ۔ ایک طرف ادعا کی نظر اخلاق
دوسری طرف ان واقعات کی ارزانی و ابولہبی ۔۔۔۔۔۔ گر جمل و گر ذکر
مشکل ! اس خود گرتا گوں فضائل و کمالات کی حامل شخصیت کو جلال الدین
افغانی کے برابر نہیں تو کم سے کم مفتی محمد عبدہ کے برابر تو مشہور ہونا تھا
حالانکہ ان کی شخصیت تو ایک طرف ، ان کا خود ان کے وطن ہندوستان
میں مولانا معنت اللہ مولانا محمد حسن اور مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری
جیسے نامور شخصی اور شیوخ سلسلہ کے برابر نہیں ان کی شہرت نہیں ہے ۔
اگر مولانا آزاد ان کا تعارف نہ کراتے تو لوگ ان کا نام بھی نہ جانتے
غدر کے بعد کے ممتاز علماء اور مشائخ کی فہرست میں مولانا خیرالدین کا
نام نظر نہیں آتا ۔

بلکہ اس کے برخلاف

مولانا حامد اللہ مدنی کے جنرل الحسنات فی ودا السیات نام
کے ایک [illegible] رسالہ میں ، جو موصوف کے کہنے کے مطابق اب بھی بمبئی
کی کریم لائبریری میں موجود ہے ، لکھا ہوا ملتا ہے کہ مولوی خیرالدین
[illegible] ہمراہ علم (مضافات بمبئی) میں للی بازار کے قاضی کے ایک مسجد
بنائی تھی ، پھر اسی مسجد کو چھ ہزار میں ایک بنگال کے ہاں رہن رکھ دیا
تھا ، دوسری طرف انہی مولانا خیرالدین صاحب کی ناہی ساکھ اور دینی
اصلاحی سرگرمی کا ذکر کا یہ عالم ہے کہ اب سے تقریباً نوے سال قبل

ہیں اور کھو دو جیسی ہی کی ایک آدھ نہر جیسے ہو جاتے ہیں جو اس بہانے
نیا نہ کے دستی کروڑ کے برابر ہیں اور اس رقم سے ضرور بیسیوں کی بہت
ہوگی ہے۔ دیسی بلندی ہی، ایسی ہوسکتی ہے

ہم بات ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتے ہیں کہ ودیجوں
اگر پر جیسا ہی اور بہیگوریوں، انشورنس کمیٹی مولانا کو آزاد رکھ دیا تا
تا تحریریں تحریک کے حدود میں نہیں بٹھا سکتے اور وہ ان کی قابل قبول توجیہیں
نہیں کر سکتے . . . . ؟

یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان تحریروں کا تحریک پاکستان سے گہرا تعلق تو
نہیں ہے۔ جو آپ نے ماہنامہ نار دن سے، اقتباسات کی صورت میں پیش
کی ہیں۔ اس مقام پر ہم ایک جملے میں یہی عرض کریں گے کہ پیش کردہ تحریریں
مولانا کے کیریکٹر کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان سے یہ اندازہ کرلینا کچھ مشکل نہیں
ہے کہ انھوں نے حیات کا مادی کے مقصد و مقصد کو پورا کرنے کے لیے
قرآن عزیز کی مادی تفسیر کیوں کی۔ ابوالکلام آزاد پاکستان کے متعلق
کیا کیا فرماتے ہیں۔ پڑھتے جائیے اور اندازہ فرمائیے۔

اب آپ ایک ہندو۔ لالہ ہردیال کا بیان ملاحظہ فرمائیں اس کے
بعد مولانا ابوالکلام آزاد پاکستان کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں ہم
خود تقابل نہیں کریں گے۔

## بیان لالہ ہردیال

"میں اگر ہندوستان کو یعنی آزادی بھی تو یہاں ہندو طرح قائم
رکھنا ہے ہندو ملک قائم ہوگا، بلکہ مسلمانوں کی شدھی، افغانستان
کو فتح وغیرہ یہ آزادی میں بھی شامل ہو جائیں گے۔"

(روزنامہ [illegible] ۱۴ [illegible])

# لفظ پاکستان سے اختلاف

"میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ پاکستان کا لفظ میری طبیعت قبول نہیں کرتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ایک حصہ تو پاک ہے اور باقی ناپاک۔ پاک اور ناپاک کی بنیاد پر یہ علاقائی تقسیم غیر اسلامی ہے، اسلام کے بالکل منافی ہے۔ اسلام اس طرح کی تقسیم قبول نہیں کرتا۔ آنحضرتؐ کا قول ہے کہ خدا نے ساری دنیا کو میرے لیے مسجد بنایا ہے۔ علاوہ ازیں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی اسکیم شکست خوردگی کی ایک واضح علامت ہے۔ اس کی تعمیر بھی اسی بنیاد پر رکھی گئی ہے جو یہودیوں کے قومی وطن کی سی تھی۔

یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ ہندوستانی مسلمان ہندوستان کو بحیثیت مجموعی اپنا وطن نہیں بنا سکتے، وہ صرف اس کے ایک گوشہ پر قناعت کریں گے جو ان کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہو۔"

کانگریسی امام الہند اس اعتراض سے اور صاحب مولوی مودودی کو "مجھے ایک مربع زمین بھی مل جائے تو میں اسے پاکستان پر ترجیح دوں گا۔ یہ جینٹلمین اور صاحب اسلام بہرحال دونوں ہی راستے تو دشمن جان و ایمان ہی ہیں۔ باقی آزاد کے اس اعتراض کا جواب کہیں نہ کہیں مل جائے گا جہاں یہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ حضورؐ نے مکہ سے بھی ابتدا میں اسلام کو بطور نظام حیات برپا کرنے کے لیے اپنے وطن سے ہجرت کی تھی۔

قارئین کرام جیسا کہ ابتدا عرض کیا جا چکا ہے، یہ باب منتشر مسلمانوں کے بارے میں ہے۔ لہٰذا ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپنے قارئین کو حتی الامکان زیادہ سے زیادہ معلومات ان لوگوں کے متعلق بہم پہنچا

سکیں اتنی ہنگامہ خیزی یہی وجہ ہے کہ یہ باب طویل سا ہوتا جا رہا ہے۔ ایک
زمانہ میں مولوی مظہر علی اظہر احراری نے شعر کہا تھا۔

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافر اعظم

کافرہ سے احراری مولوی صاحب کی مراد حضرت قائد اعظم کی مرحوم بیوی تھی جو گو ایک پارسی کروڑ پتی کی لڑکی تھی لیکن شیعہ مجتہد کے ہاتھ پر باقاعدہ مشرف بہ اسلام ہو چکی تھی اور بمبئی کے قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی تھی اور ان کے قبول اسلام کی خبر کئی روزنامہ تھی اس وقت بمبئی کے اخبارات کے علاوہ لاہور کے سول اینڈ ملٹری گزٹ تک میں شائع ہو چکی تھی لیکن اظہر صاحب اور مولانا حسین احمد صاحب کو اصرار تھا کہ رتن کافرہ تھی اور خود کانگریس کے اندر جن زعما نے سول میرج کر کے غیر مسلم بیبیاں کو زینت پہلو بنا رکھا تھا مثلاً ڈاکٹر خاں صاحب، مسٹر آصف علی اور مسٹر ہمایوں کبیر وغیرہ ان کے خلاف یہ زعمائے کرام اور علمائے دین بالکل خاموش تھے، بلکہ الیکشن میں انہیں کامیاب بنانے کے لیے دوڑ دھوپ کر رہے تھے۔

ان جیسے مولویوں کو اگر کد تھی تو مسلمانوں کی ہندوستان میں ملی حیثیت اور علیحدہ وجود رکھنے والوں سے تھی اس لیے ہندو مہا
کانگریسیوں کے خلاف کیوں لب کشائی کرتے!

## اکھنڈ ہندوستان کانفرنس

لدھیانہ (۔۔۔) میں اکھنڈ ہندوستان کانفرنس میں مشہور
منشی نے اپنے خطبہ صدارت میں نہایت واضح الفاظ میں بتایا کہ
ہندوؤں کو پاکستان کی مخالفت کیوں کرنی چاہئے۔

۱۔ "تمام ہندوستان کے مسلمان ایک آئینی وحدت اور ہندوؤں سے الگ قوم ہیں۔

۲۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو حق حاصل ہے کہ وہ ملک کے ایک یا ایک سے زیادہ گوشوں میں اپنے لیے ایسے اماکن و مساکن (HOME LANDS) بنائیں جہاں زندگی اور طرز حکومت قرآنی تصورات کے سانچے میں ڈھل سکے اور جہاں آزادانہ ان کی تہذیب فروغ پا سکے۔

مختصر الفاظ میں یوں سمجھیے کہ پاکستان مسلمانوں کا ایسا خطہ ارض ہوگا جس میں اسلامی حکومت قائم ہوگی۔ چنانچہ ابھی پچھلے دنوں مسٹر مسعودی نے کہا ہے کہ "ہم قرآنی اصولوں کے مطابق ہندوستان میں ایسے خطے چاہتے ہیں جہاں ہم دنیا کو مختلف مذہب کے مطابق زندگی بسر کر سکیں"۔ اس کے بعد مسٹر شیخی جی نے اس "قرآنی حکومت" میں غیر مسلموں کا کیا حشر ہوگا اس کا صحیح اندازہ ایک نقشہ کھینچ کے بیان سے ناظرین سے کہا گیا۔

"ایک ترمیم و بعض ہندوؤں سے جو مختص ہیں تو ہماری وہ غیر منظم گیس ... بھی یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کے افراد اکثریت ہندوستان کو اپنا بنائے جائیں یہ ہوگی حکومتوں کی حکمت عملی کی بنا پر ان کے مقدس مقامات کی بے حرمتی ہو۔"

یہ تو تھا پاکستان کے متعلق۔ اس کے بعد فرمایا گیا:

"تم جانتے ہو کہ انگلشیہ ہندوستان کے سامنے کیا مقصد ہے! اس کا مقصد وہ عظیم مشن ہے جسے ہندو بھگوا کہا جاتا ہے ... خاندانی ... جو ہزار برس کی مدت میں ... پھر نیا ... آگے بڑھتا گیا جس ...

مار پلتا عذاب کے وقت آ رہتی چلی جا رہی ہے۔ ان امن کا مقصد
نوع انسانی کی حیات کا پیغام دینا ہے کیسا پیغام امیت کے تعاید میں
زندگی کا پیغام سفلی خواہشات پر تقسیم اصیں کے غلبہ کا پیغام ہے
جنگل کے قانون پر جس کی دنیا پرستش کرتی ہے) اخلاقی نظام
کی فتح کا پیغام ہے۔ انسانیکو منظم قومیت جا نے کا پیغام۔ میں جانتا ہوں
کہ یہ پیغام کتنا قابل قبول ہے۔ دوسری جو جا تا ہوں کہ جو کہ قدر میں دستی ہے
ہو امن کا پیغام کا ایک زندہ وجیکر ہے۔ ہو نتا ہو سکتا ہے ہو نتا ہو گا ہے
(الجمعیۃ ۲ ... )

ان کے تصریحات کے بعد
میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ قومیت پرست مسلمانوں نے عوام کے
سامنے اس نظریہ انفراق (پاکستان) کے خطرات سے آگاہ کیوں نہیں
کیا۔ ایضاً
... کو معلوم ہے کہ ہی کچھ عرصہ کیا ہوا قومیت پرست مسلمانوں
کے ایک نمائندہ رسالے (بقول مشرقی) جمعیت العلماء کے
رکن حضرت مفتی محمد نعیم صاحب میرٹھ میں تشریف فرما تھے ہم نے دعوت
حق شریک لیے تو فرمایا کہ مجھے ایسا نظر نہیں آتا بلکہ بالکل ٹھیک
طرح سے نہیں۔ پاکستان کی ہم مخالفت کریں گے۔ یہ نظریہ اسلام کے
خلاف ہے۔
(ہندوستان ... )
آپ نے خود فرمایا کہ جناب مفتی صاحب اور دیگر قومیت
پرست مسلمان اور جمعیۃ العلماء کس چیز کی مخالفت پر سرگرم
میدان جہاد ہیں۔ قوم ہے ہی۔ ہندوستان میں مسلم اکثریت
کے علاقوں میں قرآنی حکومت کے قیام کے خلاف

اے محمد اگر قیامت ... ... مرزا ... ... ... ... ...

یہ تو خیر سے طلق صاحب جمعیت العلماء ہند کے رکن تھے با ہمارے ملک کے تو جدید تعلیم یافتہ اور ان کے علم و فضل اور دوسری طرف سید ھا سادھا مسلمان جب اس کے کانوں میں یہ طوفان نہ الفاظ پڑیں کہ جذبہ حمیت اسلام سے تعلق تھا اور عالم دین سے ملک کا اسلام کو بربریت و سبعیت کا الزام لگانے والے شن رکھے۔

"پاکستان کا نظریہ اس اصول پر مبنی ہے جو ہمیں اسلام نے دیا ہے۔ یہ وہ اسلام ہے جو نہ صرف حقوقِ انسانی بلکہ غیر مسلموں سے کشادہ دلی کی تعلیم دیتا ہے اس لیے کہ وہ تمام انسانی برادری کو محبت سے بھائی بھائی کی مانند سمجھتا ہے۔" (روزنامہ ہندوستان ۲ اکتوبر ۴۹ء)

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم
ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است

## ایک دلچسپ دلیل

سندھ کے وزیر پیر الٰہی بخش صاحب نے پاکستان پر اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے کہا:

"میرے خیال میں پاکستان ناقابلِ عمل ہے اور ہندوستان کے لیے تقسیم ہونا اور خانہ کو تو ڑ دینا خودکشی کے مترادف ہوگا۔ ہم تو اس شعر کا معتقد ہوں جس میں اقبال نے کہا ہے کہ

ہندی ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

اور

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

جب ہم مسلمان ساری دنیا کو اپنا وطن قرار دیتے ہیں تو ہم تقسیم

کے ایک حصہ کو یہ کہہ کر کیوں علیحدہ کر دیں کہ یہ ہمارا وطن نہیں ہے۔
(مسلم و ہندو کراچی ۱۹ اپریل ۴۷ء)

پاکستان کی مخالفت میں علامہ کے ان اشعار کو بطور دلیل پیش کرنا کس قدر دلچسپ ہے جبکہ پیر صاحب ۱۹۳۸ء تک کے اشعار کو تو سند مانتے ہیں لیکن اسی اقبال نے ۱۹۳۰ء میں جو کچھ کہا اور جس کی آخری وقت تک تلقین کرتے رہے اسے سند نہیں مانتے۔

## مسٹر جناح کا تدبر، خلوص اور کیریکٹر

(۱)

مولانا آزاد کلکتہ کے میدان میں تمام حمیدہ نہیں پڑھا سکتے

> مسٹر جناح کا تدبر، خلوص، اور کیریکٹر کی بلندی تو ایسے مسلمات ہیں جن کا دشمن بھی کو اعتراف ہے ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ یہ اعتراف ہم اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ کانگریسی لیڈروں کی زبان سے سن چکے ہیں۔ حال میں مسٹر [illegible] سردار اسٹیٹسمین نے اپنے مشہور مقالہ ہماری جنگ کے سلسلہ میں مسٹر جناح کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ پیر صاحب بصیرت کے لیے حقیقت آشنا ہونا رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آخر اس کا راز کیا ہے کہ کل تک مسٹر جناح محض مسٹر جناح تھے لیکن آج وہ مسلمانوں کی آنکھوں کا تارا ہیں؟ اس سوال کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ :-

> اس کا جواب ہم سب کے لیے اور کانگریس کے لیے بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے بشرطیکہ ہم اس کا صحیح جواب معلوم کر سکیں (اسٹیٹسمین ۹ جون ۴۳ء)

اس جواب کی جستجو میں وہ مختلف چیزوں کو سامنے لاتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ جہاں تک میری بصیرت میری راہنمائی کرتی ہے میں

سمجھتا ہوں کہ مسٹر جناح کی عظمت کا سب سے پہلا سبب اُن کی وہ خداداد بصیرت ہے جو قیادت کے لیے ضروری ہے۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں انھوں نے لکھا ہے کہ جب کانگریسیوں نے وزارتوں سے استعفیٰ دیا ہے۔ مسٹر جناح کا یہ برق آسا فیصلہ کہ اس پر مسلمان یومِ نجات منائیں اُن کی خداداد بصیرت اور شخصی تدبر کا زندہ ثبوت ہے۔ ایسا ثبوت جس کے متعلق وہ لکھتے ہیں:۔

" ایسے نازک وقت میں ایسا حکم اور اتنا جلد فیصلہ مسٹر جناح کی جوہرِ قیادت کی ایسی دلیل ہے کہ جس کا مقابلہ اگر کہیں کیا جا سکتا ہے تو مسٹر چرچل کی اس تقریر سے جو انھوں نے ۲۲ جون کو جرمنی کے روس پر حملہ کرنے کے وقت کی تھی۔"

خود غور فرمائیے، آج ایک انگریز کے نزدیک تمام دنیا میں سب سے بڑا سیاست دان چرچل ہے مگر یہی انگریز مسٹر جناح کے جوہرِ قیادت کا مقابلہ کرتا ہے تو اس کی مثال میں چرچل کا وہ معرکۃ الآرا فیصلہ پیش کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ ساری دنیا کے مدبرین کے نزدیک وہ خوبی تحسین کا مستحق قرار دیئے گئے تھے۔ یومِ نجات کا فیصلہ ہم نے جس سے سب نے دیکھا لیکن اس کی اصلی اہمیت و اندازہ کے لیے ایک تجربہ کار سیاست دان کی نگاہ کی ضرورت تھی۔ یہ تو مسٹر جناح کے ایک فیصلے کا تعلق ہے کیا معلوم ان کی ایسی جو ہماری نگاہوں میں تو محض عام حیثیت سے آگے نہیں بڑھتیں۔ ایسے ہی حضرات کے نزدیک کتنی بڑی اہمیت کی آئینہ دار ہوں گی۔ یہ تو ہوا تدبر کے متعلق اب کیرکٹر کے متعلق دیکھیے۔

مسٹر مودر رقمطراز ہیں:۔

" مسلمانوں میں مسٹر جناح کی ترقی جو کہ رفعت صرف قوم کی سیاست ...

اور انشاء اللہ دو اہل عرب کی وجہ سے نہیں مسلمانوں سے فاروق مجھ سے کہا تھا کہ
اس کا اصل باعث یہ ہے کہ مسٹر جناح نے اپنی تمام سیاسی زندگی میں ثابت
کر دیا ہے کہ وہ جاہ طلب نہیں ہیں اگر مسٹر گاندھی اس لیے بیانات دار
ہیں کہ انھیں مال و متاع سے کچھ دلچسپی نہیں رہی تو مسٹر جناح اس سے
زیادہ ۔۔۔ ہی کر دیں کہ یہ پاس روپیہ تھا اور بہت کچھ ہے
۔۔۔ اپنے قانونی پیشے سے معاشی حیثیت سے ایک نوابی کا مرتبہ
اقبال حاصل کر چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ بہت بڑی بات ہوتی
یہ ہے مسٹر جناح کی قیادت اور عظمت کا حقیقی راز ان کا کیرکٹر
اتنا بلند ہے کہ وہ کسی قیمت پر بھی خریدے نہیں جا سکتے اور دنیا کی بڑی
سے بڑی جاذبیت بھی انھیں حصول پرستی سے ڈگا نہیں سکی انھیں
اُن کے اس مقام بلند سے حسد ہو رہا ہے اور اپنے امداد سے لیے
کرو ہیں پیدا کر رکھا ہے اس مقام کو چھین لینے کی کوشش کی صورت
بنا دی ہے اور یہی مسلمانوں نے آج جناح کو یہ منصب دے رکھا ہے
جب کوئی اور مسلمان اس سے بڑھ کر تدبر، اخلاص اور قربانی کا ثبوت
دے گا یہی مقام اس کے سپرد کر دیا جائے گا اس میں کسی تردید کی گنجائش
کی کوئی بات ہے۔ حضرات بھی دیکھیے کہ مسٹر جناح نے اپنے مواقع اور
اسباب و ذرائع کے فقدان کے باوجود قوم کو آزاد کر کس حد تک فرقہ
بنا دیا ہے۔ ذرا سنہ ۱۹۳۶ء کی حالت پر غور کر کے نظر ڈالیے اور دیکھئے
کہ ہماری کیفیت کیا تھی بحیثیت القوم ہمیں کوئی پوچھتا نہ تھا پوچھا
تو یک طرف بیان سے انگریز قومی تشخص کو کوئی تسلیم کرنے پر آمادہ
تھا۔ کانگریس اور گورنمنٹ ایک دوسرے کی جماعتیں تسلیم کی جاتی تھیں
اور اکثریت کی حکومت ایک مسئلہ کی حیثیت اختیار کر چکی تھی جس میں
مسلمانوں کی اقلیت کو کر کے تحفظات دے جانے کے سوال پر خود غرض گروہ

رہی تھا لیکن اب جب بھی قسمت و افتخار کے ان ایوانوں کی حالت میں جو اللہ کا بندہ آتا تھا اور اس نے اپنی ان تھک کوششوں سے انصاف کی طرف سے ہر وقت کھٹک کے باوجود بفضل ایزدی آج حالت یہاں تک پہنچا دی کہ اکثریت کی حکومت کا تصور کل تک مخالفین کے نزدیک محض ایک ناقابل عمل حقیقت بن کر رہ گیا ہے جیسا کہ مسٹر نارمن تحریر کرتے ہیں۔

"ہندوستان کو بھی چاہیئے کہ جس طرح یورپ نے کیا ہے اکثریت کی حکومت کے فرسودہ خیال کو نہایت سادگی اور سکون سے خیرباد کہہ دے۔"

(اسٹیٹسمین ۱۱/۳ ۴۰)

اور دیکھئے کہ مسٹر ... حضر ... اگر یہ پاکستان کی اسکیم کے پورے طور پر حامی نہیں ہیں تو وہ صوبوں کی تقسیم جدید اور ... آزادی تک کے حامی ہیں؟ الگ مرکز کے حامی نہیں لیکن ... ہمیں انہیں اعتراف ہے کہ ...

تحریک پاکستان ہماری آنکھوں کے سامنے ابھار و ترقی پر جا رہی ہے وہ اس سرعت میں کم ہوگی جب اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ اقلیتوں کو انتقائی و اقتدار ... تحفظ کا حق حاصل ہے۔ اتنا ہی کافی نہیں کہ مسٹر جناح سے یہ کہہ دیا جائے کہ کانگریس ایک تری جماعت ہے نہ کہ ... نہیں اس سے اس پر اعتماد کر لینا چاہیئے۔ (اسٹیٹسمین ۲/۴ ۴۰)

اس مقالہ میں مسٹر ... کے جناب ... کے متعلق ایک دلچسپ بات کہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آج بھی جناب قائد اعظم کا بہت سے مسلمانوں پر رعب طاری ہے۔

"الغرض، ضرور افسوس ہے کہ سیاسی وجوہات کی بنا پر انھیں اب اجازت نہیں دی جاتی کہ وہ ملکت کے میدان میں ... تنہا ... آئی ..."

(اسٹیٹسمین ...)

معلوم نہیں اسے جناب آزاد کی تعریف سمجھا جائے یا مذمت
مسلمانوں کی امامت کا مسئلہ مسلمانوں کی اکثریت حل کرتی ہے
اور جب حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت جناب آزاد کا
کہا نہ مانا اور تسلیم نہیں کرتی تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت پر
ان کا کوئی اثر نہیں۔

## جامعہ ملیہ دہلی کے پرنسپل

### ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب

یہ کراچی تشریف لے گئے تھے تو ان سے کچھ سوالات کیے
گئے جن میں سے ایک سوال اور اس کا جواب درج ذیل ہے۔

سوال: پاکستان کے متعلق ایک قوم پرست کی حیثیت
سے آپ کے نظریات کیا ہیں؟

جواب: اس سوال کا جواب میں ایک قوم پرست کی حیثیت
سے نہیں دینا چاہتا۔ میں ایک مسلمان ہوں اور اسلام میرے لیے مشعل
ہدایت ہے۔ اس وقت ایسے شمار میں موجود ہیں جہاں مسلمانوں کو ۹۰
فیصدی ہے اور جن میں ہم پاتے ہیں وہ مکمل سیاسی اقتدار حاصل ہے
لیکن وہاں بھی وہ کیفیت نہیں پائی جاتی جو ایک مکمل مسلم اسٹیٹ میں
ہونی چاہیے۔ اگر مسلم پاکستان کو مسلم وطن بنا بھی لیا جائے تب
بھی اس سے کیا فرق پڑ سکتا ہے جبکہ وہاں مسلم آبادی ۴۰ فیصدی
ہی رہے گی۔ وہ اسلام ایک عالمگیر مشن ہے اور اسے پاکستان جیسے
تنگ دائرے میں محدود کر دینا مناسب نہیں ہے۔ صوبائی ایک

مطلب ہے جس کے تمام افراد کو ایک سے بڑا ...

(انصاری ۱/۲۴ ۱۲)

خط کشیدہ سطور میں ڈاکٹر صاحب نے مرکزی دلیل ہے جو اپنی جگہ غلط مسلمان دیتے ہیں اس کا جواب کتاب میں کسی مقام پر آپ کو مل جائے گا۔

# لیگ کونسل کا اجلاس

اب واردھا کی تعلیمی اسکیم جو مسلمانوں کے لیے نہایت مہلک اور نقصان دہ تھی اور جسے نیشنلسٹ مسلمان گاندھی جی کی خوشنودی و رضا جوئی کے لیے مسلمانوں میں پھیلا رہے تھے اس کے متعلق لیگ کونسل کا ایک ریزولیشن ملاحظہ فرمائیں۔

لیگ کونسل کے اجلاس منعقدہ ۲۲ فروری میں ایک ریزولیشن پیش ہوا جس کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ نیشنلسٹ مسلمانوں کی طرف سے ملت اسلامیہ کو جس قدر نقصان پہنچا ہے اس کا کچھ حصہ تو ہنگامی تھا۔ وقتی طور پر کچھ نقصان ہوا جس کا بعد میں ازالہ ہو گیا۔ لیکن ایک نقصان ایسا بھی ہے جس کا اثر نسلوں تک مسلسل پہنچتا جائے گا اور وہ ہے واردھا کی تعلیمی اسکیم۔ قارئین طلوع اسلام اس اسکیم سے ناواقف نہیں۔ یہ چند اسی جدوجہد کی وجہ سے جس کی تحریک (برہمن) طلوع اسلام کی طرف سے ہوئی تھی اس مذموم اسکیم کا سیلاب بڑی حد تک رک گیا لیکن پھر بھی ان صوبوں میں جہاں ہندوؤں کا زور ہے یہ اسکیم مسلسل تحت اختیار کر لی گئی۔ اس اسکیم کا بنیادی اصول یہ ہے کہ مسلمان بچوں کے لیے ایسا نصاب متعین کیا جائے جس سے وہ ذہنیت بتدریج غیر محسوس طور پر اسلام کی امتیازی خصوصیات کو بھلا کر سب کچھ اسی قسم کو مذہب سمجھنے لگیں۔ جیسا کہ واردھا والے سمجھتے ہیں اور جسے نیشنلسٹ مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے۔

جناب ابوالحسن صاحب تارعلی بدایونی نے اپنا ریزولیشن پیش کرتے وقت بنیادی تعلیم کی ایک آمدہ و پرانر ہے مجوزہ پلان میں بچوں کا نصاب مقرر ہے، ایسے اقتباسات پڑھ کر سنائے جنہیں سن کر حیرت ہو جاتی ہے کہ اسلام کے خلاف کتنی خطرناک سازش ہے جو اس طرح سے پھیلائی جا رہی ہے۔ بدایونی صاحب کا ریزولیشن قریب قریب اتنا ہی تھا کہ اگر کی وہ سبھی کتابیں جن میں اکرم اور ان کا ہم اسلام کا ذکر اس طرح کیا جاتا تھا لیکن مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر اسے زیادہ سخت وکا گئی اور قرارداد یا گیا ہے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں پیش کیا جائے۔ اس دوران میں مختلف صوبوں کے نمائندہ حضرات اپنے اپنے ہاں کے کتب نصاب کی دیکھ بھال کریں اور اس کے بعد ایک جامع ریزولیشن مرتب کیا جائے جس سے اس قسم کی سازشوں کا ستوباب ہو سکے۔

ہم ارباب لیگ کی خدمت میں گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ یہ سازش ایسی ہے جس کا ازالہ ایک جامع ریزولیشن سے ہو سکے گا۔ تعلیم کا مسئلہ قوم کا بنیادی مسئلہ ہے افسوس ہے کہ ہم نے اس وقت تک اس کی اہمیت کا احساس نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا ہمیں معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ بچوں کے قلب و دماغ کانگرس سانچے میں ڈھالا جا رہا ہے اور کل کی آنے والی قوم اسلام سے کیا ہو کر رہ جائے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ لیگ کے اندر ایک مستقل شعبۂ تعلیم قائم کیا جائے جس کی شاخیں تمام پراونشل لیگوں میں موجود رہیں، اور یہ تحریک اور خیر کانگریسی تمام صوبوں میں اس امر کا فیصلہ کر دیا جائے کہ کوئی ایسی کتاب مسلمان بچوں کے نصاب میں نہیں رکھی جائے گی جسے لیگ کی تعلیمی کمیٹی نے منظور نہ کر دیا ہو۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے

اور اس کا نتیجہ تمام ہنگاموں سے کہیں زیادہ مکمل و موثر دور رس ہو جن میں ہم اپنا جوش و خروش فضا میں منتشر کر دینے کے عادی ہو چکے ہیں۔ قوم زندہ باد کے نعروں سے زندہ نہیں رہے گی بلکہ قوم کے بچوں کو زندہ رکھنے سے زندہ رہے گی۔

(وطن۔ ۱۰ مارچ ۱۹۴۶ء صفحہ ۵ و ۶)

## ڈاکٹر ذاکر حسین جامعی

### ایک ماہر تعلیمات کو سیاسی دلدل میں پھنسانے کی کوشش

(از جناب احمد سعید ملی)

"ایک پرانی مثل ہے۔ کہ کتے کی دم کو بارہ برس نلکی میں رکھا جب نکالا تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی نکلی۔ یہ مثل بعینہٖ کانگریسی سیاست پر صادق آتی ہے مسلمان ان چند برسوں سے چلا رہے ہیں کہ کانگریس خالص ہندو جماعت ہے۔ انتخابات میں انھوں نے اپنی اس بات کو جا بجا عمل بھی ثابت کر دکھایا لیکن مرغے کی وہی ایک ٹانگ، ایک کانگریسی پتا ہلا ہلا کر یہ رٹ لگائے جاتے ہیں کہ مسلمان بھی کانگریس میں شامل ہیں۔ اور ان کی تعداد اب کافی ہے۔ سیاسیات عالم میں شاید ہی اس سے بڑھ کر ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کسی قوم نے کیا ہو کہ ایک طرف تو ہندوستانی مسلمانوں کا اتنا خیال دوسری طرف گرفتار مسلمانوں کی دل شکنی اور مخالفت۔ بہرکیف کانگریس نے وائسرائے سے یہ مطالبہ کر کے اپنے سیاہ اعمالنامے میں ایک اور سیاہ ترین داغ کا اضافہ کیا ہے۔ کہ ہندوستانی میں سے ڈاکٹر ذاکر حسین کو بطور نمائندہ ایک سیٹ دی جائے۔ اس نامعقول مطالبے نے یقیناً اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ کانگریس

صورت میں بھی اپنی حیثیت نرمی کی عادت ترک نہیں کر سکتی۔ ڈاکٹر
صاحب جیسے ایک غیر سیاسی سکول ماسٹر پر کانگریس کی نگاہیں
کیوں اٹھیں؟ یہ معلوم ہو جانے کے بعد قارئینِ کرام کو بھی اس
بات سے اتفاق کرنا پڑے گا۔ ابوالکلام آزاد، حسین احمد،
عبدالغفار، آصف علی وغیرہ کی فرسٹ کلاس ٹیم نے مسلم قوم
کو تباہ کرنے میں کانگریس کی کیا مدد کی؟ ابوالکلام نے ہندو
کو خوش کرنے کے لیے قرآن مجید کے پیش کردہ دین کی شکل کو بدلا۔
اقرارِ رسالت محمدی کے بغیر [illegible] جیسے بت پرستی پر فخر کرنے
والے ہندو اور منکرِ خدا کے لیے نجات کا دروازہ کھول کر ترجمان
القرآن کو کانگریسی مقاصد کا بہترین ذریعہ بنا دیا۔ گویا [illegible]
لے اس تفسیر کا ہندی میں ترجمہ کروا کر [illegible] کیا۔ حسین احمد
صاحب نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے جال میں پھنسانے کے
لیے خطبۂ صدارت کو کتابی شکل میں قرآن مجید کی آیات کی تاویل
ڈالی ہے۔ [illegible] علمائے ہند کے متفقہ [illegible]
[illegible] کی امامت کا اقرار کیا اور دارالعلوم دیوبند
میں [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی تھی [illegible]
کے معرکے [illegible] حضرت قاسم نانوتوی اور حضرت شیخ الہند
علیہ الرحمۃ کی ارواح کو تڑپا دیا۔ [illegible] شیخ کو جب [illegible]
اترے۔ [illegible] کا نعرہ [illegible] کرنا [illegible] ہو گئے تھے۔

عبدالغفار نے سرحد [illegible] کو کانگریس کے حوالے کر کے اسلامی
[illegible] کیا۔ [illegible]
[illegible] آصف علی [illegible] جناب مشرف [illegible] اسلام
نہیں [illegible] کے بعد [illegible] تھا۔

کہ کانگریس دین کا نام پیش کرتی!

## رسوائے ہند واردھا سکیم

۲۰ مارچ کے زمیندار میں قارئین کرام نے یہ خبر ملاحظہ کی ہو گی۔ مسلمان جیلوں کو بھر دیں گے۔ لیکن واردھا سکیم نافذ نہیں ہونے دیں گے۔

کانگریس نے اپنی سکھا شاہی حکومت کے دوران میں مسلمانوں کو ہندو بنانے یا ایک بدتر گروہ یا غلام اور اچھوت بنانے کے لیے جو حربے استعمال کیے ان میں ایک واردھا سکیم بھی تھی جسے گاندھی جی نے اپنی لائبریری اور بیت الخلاء میں بیٹھ کر سوچا تھا اسکیم ہندوستان میں ابتدائی تعلیم کا ایک حل تھی جس کے نتیجے کا کچھ اندازہ مولوی عبدالحق صاحب کے اس بیان سے ہو سکتا ہے۔

"میری وجہ تھی کہ ناسک کا قصبہ پتھمبرنار (سی پی) کے ایک سکول میں پہنچا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے یہ دیکھا کہ سکول کے شروع ہونے سے پیشتر ہندو اور مسلمان لڑکے سرسوتی دیوی کی مورت کے سامنے ہاتھ جوڑ کر پوجا کر رہے ہیں۔ مسلمان لڑکے اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اب وہ سلام کی بجائے "رام رام" بولنے لگے ہیں۔" اس سکیم میں سکول کا نام ودیا مندر۔ تعلیم مخلوط۔ [illegible] قصے ہیں اور بت بنانا داخل نصاب ہے سب سے بڑھ کر ستم یہ کہ مذہب اسلام اور تاریخ اسلام کی تعلیم اس وجہ سے [illegible] کہ مسلمان بچے جب فارغ ہوں تو رام رام اور بندے ماترم کے نعرے لگاتے نکلیں۔

# گاندھی کی چالاکی

گاندھی جی نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کی غرض سے اس اسکیم کی ترتیب و تدوین کے لیے مسلمانوں ہی کو منتخب کیا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے پرنسپل ڈاکٹر ذاکر حسین کے سپرد یہ کام کیا گیا۔ ایک خواجہ غلام السیدین تھے جنہوں نے کشمیر میں ہندوؤں کے رواج کے مطابق تلک اپنے ماتھے پر بھی لگایا۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۷ء کو ڈاکٹر صاحب نے وردھا میں گاندھی جی کے سامنے اس اسکیم کو پیش کر دیا اور گاندھی جی نے اس کے متعلق یہ ارشاد فرمایا۔

"ہم نے وردھا اسکیم سے مذہبی تعلیم کو خارج کر دیا ہے کیونکہ ہمیں خطرہ ہے کہ مذہب اختلافات پیدا کرتے ہیں"

مذہب کو خارج کر دینے والی اسکیم کے بنانے والے اشخاص۔

شیخ الجامعہ ملیہ اسلامیہ!

اس اسکیم پر عمل درآمد ہوتے ہی انگریزی کانگریس وزارتوں کے علاوہ خان بہادر مولوی بشیر الدین، سرکاری تعلیم الدین تعلیمی معاملہ محمد ابراہیم وزیر اور سید محمود وغیرہ نے بھی اس کی تائید مسلم لیگ کے رہنماؤں نے اس کے خلاف کافی پروٹسٹ کیا اور شور مچایا لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس پر کوئی دھیان نہیں دیا۔ جامعہ ملیہ کی طرف سے ابتدائی درجات کی کتابیں کے نام سے مدرسوں میں داخل نصاب کرنے کے لیے شائع کی گئیں۔ ان میں بھی وردھا اسکیم ودیا مندر اسکیم کا ایک حصہ تھا۔ ان کتابوں میں یہ مرتب ہے کہ طالب علم کو ابتدائی تعلیم داخل کیے گئے اور مضامین میں اس بات کا خیال رکھا گیا کہ بچوں کے دل میں اسلام اور اسلامی معاشرت کی جگہ ہندو تہذیب، ہندو تمدن، ہندو

تاریخ و روایات کی عظمت اور خوبی نقش ہو جائے۔ سیاست میں متحدہ قومیت اور وطن پرستی پر زور دیا گیا۔ جہاں مذہبی پیشواؤں کا ذکر کیا وہاں مہاتما گوتم بدھ کا حال نہایت تفصیل سے دیا گیا زرتشت کی تعلیم میں آگ اور سورج کی پرستش کا ذکر کیا البتہ مسیح کی تعلیم سے فلسفہ عدم تشدد ذہن نشین کرایا گیا۔ راجندر جی کے رام راجیہ کی خوبیاں بیان کیں اور کرشن مہاراج کے فلسفے کو دل کھول کر بیان کیا جس سے یہ معلوم ہو کہ مظلوموں کی حمایت کرنے والا ان سے بڑھ کر کوئی تھا ہی نہیں لیکن حضرت محمد صلعم کے تمام ذکر میں لفظ نبی۔ رسول اور اسلام سے پوری طرح پرہیز برتا گیا۔ حضورؐ کی تعلیمات اور آپ کے نبی عالم اور ہادی کل ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اسلام کے پھیلنے کا واقعہ اس طرح مسخ کرکے بیان کیا گیا۔

مجھے والدین پر اس مہربانی کا بہت اثر تھا۔ امتحان نے بچیاں کمزوریوں سے ترمیم کرا سب ٹھیک ہو گئے۔ اور پڑھتے ہوئے جب سب شہریوں میں نیکی پھیلی تھی۔ آپ کے کارنامے نمایاں کرکے تفصیلاً بیان لکھا گیا۔

آپ نے چالیس برس کی عمر میں اپنا کام شروع کیا اور ۶۳ برس کی عمر میں اس دنیا سے سدھار گئے۔

کیا کام کیا اور کس کام کے لیے اٹھے تھے، اس کا کوئی ذکر نہیں۔

ہمیشہ کی کانگرسی حکومت نے ان کتابوں کو نصاب میں داخل کرکے جامعہ ملیہ کی اردو اشاعت شروع کر دی۔ یو۔ پی کی کانگرسی حکومت نے بیسک ریڈروں کی کتابیں خرچ کیں اور ان کتابوں کو یو۔ پی کے

دہلی کی کانگریس میں بچوں کو بطور تحفہ جیبات و انعامات تقسیم کیا گیا
آج کل دہلی میں جا کر جامعہ قریب کے طلباء کو دیکھئے اور محمد علی کو کہ
صاحب کے مسودہ ہی کی بدولت آپ کو نظر آئیں گی یہ ہیں
ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب جنھیں کانگریس کے حامی اور ان کے
اشتراکی واشتراکیت کی مجلس عاملہ میں لیے جانے کے بعد نگار ہے
کانشی کی پرشد سی کانگریس اب بھی منفق ہے کہ ہے۔ مسلمان
مسلمان تعداد میں بڑا تا لیکن انکم مدلل کی شدہ ہو نو خواستہ سے
جوش میں پیدا ہے وہ دیوبند کے مولانا حسین احمد مدنی کے ذریعہ
سے قریب واقف ہے۔ (روزنامہ مدینہ بجنور ۲ جولائی)

نوٹ: جناب مفتی صاحب کی مسلم لیگ اور جمعیۃ کے سیکرٹری سے
جمعیۃ کا مرکزی دفتر سے ہیں جو نقل کئے گئے ہیں۔ (مرتب)

## واردھا تعلیمی اسکیم

واردھا تعلیمی اسکیم کیا تھی ہمارے ناظرین کرام اس سطور
سے اس کی اہمیت کو بخوبی سمجھ سکیں گے۔

صدر کمیٹی ــــ ڈاکٹر ذاکر حسین پرنسپل جامعہ (حال نائب
صدر جمہوریہ ہندوستان)

اس تعلیمی اسکیم کی جو رپورٹ ڈاکٹر ذاکر حسین نے تیار کی تھی
حکومت ہند کی اس میں لکھا گیا۔

ہم یہ رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے یقین دلاتے ہیں
امید کرتے ہیں کہ آپ کی رہنمائی میں یہ اسکیم جو ہمارے ملک میں تعلیم
کے ایک اچھے نظام کی بنیاد ہوگی۔ (صفحہ ۱۰۸)

مذہب کے متعلق رائے ہے۔

دُنیا کے مذہبوں کے اصول تا اگر یہ ثابت کیا جائے کہ خاص خاص باتوں میں سب مذہب ایک ہیں۔ (صفحہ ۱۱۹)

اس سکیم کے بارے میں گاندھی جی کا اعتراف ان کے بیان [illegible] کال ہے [illegible] (صفحہ ۱۴۳)

"ہم نے واردھا سکیم میں سے مذہبی تعلیم کو خارج کر دیا ہے، کیوں کہ ہمیں خطرہ ہے کہ مذہب کی تعلیم جس طرح آج کل دی جاتی ہے اور اس پر عمل کیا جاتا ہے وہ بجائے اتحاد کے اختلافات پیدا کرتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس میرا خیال ہے کہ سچائیاں جو ہر ایک مذہب میں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں بچوں کو سکھائی جا سکتی ہیں اور ضرور سکھائی جانی چاہئیں۔"

(ہریجن صفحہ ۱۰۰)

ہم لڑکوں کو ہندو قوموں کی کتابوں [illegible] کرایا جائے اور اس کے [illegible] کی ہے ان کی کہانیاں اس طرح خاص طور پر پڑھائی جائیں، وہ انسانوں کی زندگی کے ایسے سبق سکھاتی ہیں جن سے وہ اچھا اور اس کے ساتھ خدا ہی کا بھلا ہو اور وہ تقاضے اچھا ہونا بہت ہیں۔

اس کے جواب میں مسلمانوں کا مقام بڑا پاس علامہ اقبال رحمہ کا یہ شعر

| | |
|---|---|
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |

باب چہارم (حاصل بحث)

۷- اس سے مقصد یہ ہے کہ بچوں کو اچھے گیت یاد کرائے جائیں اور انہیں اچھے گانے کی مشق کرائی جائے۔ بچوں میں تال کا جو قدرتی احساس ہوتا ہے اسے ترقی دینے کے لیے وزن اور ہاتھوں سے تالی بجانا سکھایا جائے۔

(صفحہ ۱۲۳)

# گاندھی جی کا بیان

۱۹۳۷ء

اسٹیٹسمین ۷ اپریل ۱۹۳۷ء بحوالہ ہندوستان ٹائمز بیان

"مختلف مذاہب کے پیروؤں میں رواداری اور دوستی کی پیدا ہو سکتی ہے اس کے متعلق میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا ہوں کہ یہ سکھایا جائے کہ دوسرا مذہب دیگر مذاہب پر برتری رکھتا ہے یا یہ کہ وہ قائل ہیں ان کے نزدیک ہر ایک مذہب سچا مذہب ہے۔"

## واردھا تعلیمی اسکیم کے نتائج

گاندھی جی کے نام ایک مسلمان کا خط

"انڈین نیشنل کانگریس کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اقلیتوں کی زبان اور تہذیب کی محافظ ہے۔ آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ میرے ایک عزیز کا نامہ نصیب ضلع کے مدرسے میں ہیں اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے یہ دیکھا کہ اسکولوں کے شروع ہونے سے پہلے ہندو اور مسلمان لڑکے سرسوتی کی مورت کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوتا ہے۔ یہ ہیں مسلمان لڑکے ان مدرسوں میں پڑھ کر سلام تک بھول گئے ہیں۔ وہ سلام کی جگہ نمستے اور رام رام جی کی جے کہتے ہیں۔ کیا زبان اور تہذیب کی حفاظت کے یہی معنی ہیں۔

مہاتما جی! ہم نے ہر طرح کوشش کر کے دیکھ لیا۔ آپ وہ قوم کتنا دشمن ہے۔ اب امید ہے کہ آپ اگر کوئی شافی جواب نہ ملا تو ہمیں آپ کو بصد عاجزی متنبہ کرنا پڑے گا کہ ہم مسلمانوں کے لیے کوئی چارہ کار نہ رہے گا کہ وہ آپ کی اسکیم کے مقابلہ میں اپنا انتظام کریں۔"

(حوالہ ماہنامہ ہدایت اکتوبر ۱۹۳۸ء)

ذرا آگے چل کر رقمطراز ہیں:

"ہمارا یہاں مقصد نہیں کہ جدید ڈیسینٹ کی کیا خوبی
کی وضاحت مقالہ افتتاحیہ سامنے آیا۔ ان ابتدائی صفحات میں اس
تحریک کا ذکر کیا جا چکا ہے جو نان پارٹی (یعنی سپریم) کونسل کی
کی طرف سے معرض وجود میں آ رہی تھی اور جس میں ایک نئے جیسی
صورت پیدا کیا جا رہا ہے۔ جو کانگریس اور مہاسبھا کے متشدد ہندو لیڈر
جانتے ہیں یعنی ہندوستان میں اکثریت کی حکومت۔ اس کا فلسفہ
کی اس روش کے خلاف مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے اپنے مورخہ
کے اجلاس میں ایک نہایت معقول اور مکمل قرارداد پاس کی
ہے جو اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اس قرارداد کے خلاف ڈیسینٹ
اسٹیٹسمین نے ایک مقالہ افتتاحیہ سپرد قلم فرمایا ہے۔ اگرچہ
اس مقالہ میں صاف صاف الفاظ میں یہ نہیں کہا گیا لیکن قرائن سے
صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ہندوستان میں عنقریب آئینی تغیرات ہونے
ہونے والے ہیں اور ان تغیرات کی اساس غالباً سپریم کونسل کی
تجاویز ہیں۔ وقت نہیں کہ ہم اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کریں
لیکن اس مجلس میں جدید اسٹیٹسمین پر اتنا واضح کر دینا ضروری سمجھتے
ہیں کہ مسلم لیگ نے اپنے ریزولیشن میں جو کچھ فیصلہ کیا ہے وہ ہندوستان
کے دس کروڑ مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی ہے۔ آپ کو معلوم ہونا
چاہیے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے نمائندے وہ چند خود غرض
افراد نہیں جنہیں سامنے رکھ کر یہ کہا جا رہا ہے کہ ملت اسلامیہ
ایک منتشر قوم ہے جس کے نمائندے کوئی اور ہیں۔ آج بھی نہیں خود غرض
افراد کس قوم میں نہیں پائے جاتے۔ یاد رکھیے کہ ہندوستان کے
دس کروڑ مسلمانوں کا حل ایک ہی ہے اور ہم کو آج بھی جناب جناح کے

ساتھ ہی ان دوں کے ایک ادنیٰ سے اشارے پر بڑی سے بڑی قربانی کرنے پر آمادہ ہیں۔ جریدہ اسٹیٹسمین نے طعن دیا ہے کہ لوگوں کو جلوسوں، جھنڈوں کے نعروں اور تقریروں سے فریب نہیں کھانا چاہیے۔ ہم اس فریب خوردہ معاصر کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس مغالطے میں نہ رہے کہ یہ جلوس، جھنڈوں کے نعرے اور تقریریں محض رسمی ہیں۔ مسٹر جناح کی عظمت اور توقیر مسلمانوں کے دل کے عمیق ترین گوشوں میں گھر کر چکی ہے اور یہ مظاہرے اس گہری عقیدت کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ اگر ہمعصر ہم کو ریا کار کے ہم خیال حضرات امتحان لینا چاہتے ہیں۔ مسٹر جناح کے مقابلہ میں کسی اور کو کھڑا کر کے دیکھ لیں۔ نتیجہ ظاہر ہو جائے گا کہ ہم کیسے نکتے ہیں۔ ہم اس حقیقت کو پھر دہرا دینا چاہتے ہیں کہ مسلم لیگ کے مطالبات مسلم انڈیا کے مطالبات ہیں اور ان کو ٹھکرا دینا دس کروڑ مسلمانوں کے جذبات کو ٹھکرانا ہے۔ مسلمان کسی ایسے سیاسی آئین کو قبول نہیں کر سکتے جس میں ان کی حیثیت ایک قوم کی بجائے ایک فرقہ کی ہے۔ یہاں دو جداگانہ قومیں بستی ہیں۔ اقلیت اور اکثریت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ جب تک اس حقیقت کو تسلیم نہیں کیا جاتا ہندوستان کی آئینی گتھی کے سلجھاؤ کی کوئی صورت نہیں پیدا ہو سکتی۔

ہم اس موقع پر مسلمانوں کے ان تمام کیسوں کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جن کی آواز اپنی حکومت میں مسلمانوں کی آواز سمجھی جاتی ہے کہ وہ اس نازک وقت میں اپنی ذمہ داری کے احساس کو فراموش نہ فرمائیں اور وہ جب حکومت کو قوم کے صحیح جذبات و احساسات سے آگاہ فرمائیں۔ یہ قوم کی

تنا مہر بھی ہو گئی ؟ مسلمانوں کی ذمہ داری کی صحیح سمجھ باقی رہی تھی ؟
(ط ۱۰ مارچ ۱۹۴۲ء صفحہ ۵)

## روزنامہ انقلاب ۵ فروری

"جب مسلمان اور ہندو ایک قوم نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو پھر انہیں مسلمانوں کی حفاظت کا مستقل بندوبست کر لیا جائے گا۔ اس حفاظت کا صحیح ترین ذریعہ لیگ کی قرارداد لاہور ہے۔ جس کا منشا یہ ہے کہ ہندوستان کی اکثریت کے صوبوں میں اپنا جائز حق حاصل کریں۔ اقلیتوں کی حفاظت کے لیے دونوں قومیں ایک مجموعہ کو اس پر عمل پیرا ہوں۔ مرکز کو یا معطل آزاد دیا جائے اس لیے کہ کر کر لکھو ہندوؤں کے اقتدار خاصہ کی ایک دستاویز ہے۔ جسے مسلمان کسی حالت میں بھی قبول نہیں کر سکتے۔"

## قائد اعظم

### اگرچہ سر نہ تراشد قلندری داند

"ایسی آنکھ کہاں مل سکے گی جو تاریکی کے جانے اور روشنی کے آنے کے درمیانی لمحہ کو بھانپ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ہر دو مراحل کے درمیان حد فاصل ہوتی ہی نہیں۔ ایک ہی لمحہ ہے جو نہی روشنی پیدا ہوئی اندھیرا غائب ہو گیا۔ خواہ وہ اندھیرا سالہا سال کا بھی ہو۔ انہیں ذہن تقلب وہ ارشاد تو نیا ہیں اس کا نام انشراح صدر ہے اس میں شک نہیں کہ علم وہ نور ہے جس کے آنے سے جہالت کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے۔ لیکن علم کے لیے ضروری نہیں کہ وہ نصاب کے تعین کردہ نصاب کے مکتبوں سے گذر کر ہی حاصل ہو۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی کو قلب سلیم اور ذہن رسا عطا فرمائے تو یہ سکتا
ہے کہ قرآن کریم کی عادتاً تلاوت سے ایک ایسا نور دل سے ہی اس کی
نگاہوں میں وہ بصیرت پیدا ہو جائے جو حقیقت اشیاء کو بے نقاب
اور مستور چیزوں کو اس طرح بے پردہ دیکھ لے جو دوسرے کو عمر بھر
کی ورق گردانی کے بعد میسر نہ آسکے۔ اس قسم کے انشراح صدر
اور کشف غطاء کی بہت سی مثالیں سامنے آسکتی ہیں لیکن اس سے
نزدیک ترین مثال وہ ہے جو ناخدائے کشتی ملت جناب محمد علی
جناح کی نگہ حقیقت بین میں بصیرت قرآنی پیدا کر چکی ہے۔ جناب
جناح کے خلاف کتاب خواں طبقہ کی طرف سے بڑا حربہ آپ کو خالی
دین کا دامن چھوڑا جا رہا ہے اور سمجھا ہے وہ ہمیشہ یہ اعتراض عائد کیا جاتا ہے
کہ مسٹر جناح کیا جانیں دین کسے کہتے ہیں؟ اس کا مفہوم یہ ہی کہ اگر وہ
جانتے ہیں مفہوم یہ ہے کہ وہ کافیہ قطبی پڑھا ہوا مجھے پتا نہیں تو
بے شک مسٹر جناح دینی علوم سے ناواقف ہیں لیکن اگر سوال یہ ہے
کہ وہ دین کی حقیقت سے واقف ہیں یا نہیں تو بلا تامل کہا جا
سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں انہیں وہ علم بخشا ہے
کہ وہ بصیرت عطا فرمائی ہے جس کے لیے ہمارے بڑے بڑے دعویدار
علم شریعت کو رشک آنا چاہیے۔ ذرا غور فرمائیے کہ آج بڑے
علمائے کرام کا طبقہ یہ نہیں سمجھ سکتا جو انہیں یہ سکھا
رہا ہے کہ ہندوستان میں مغربی اصول جمہوریت کی بنا پر ہندو
اور مسلمانوں کی ایک مشترک حکومت قائم کی جائے جس میں اکثریت
کے فیصلے قانون کی حیثیت اختیار کریں۔ باقی رہا اسلام سو اگر
مسلمانوں کو نماز روزہ کی اجازت حاصل ہو جائے تو بس مقصد
حاصل ہو گیا! اس کے برعکس دیکھئے کہ مذہب اور اس کے لوازم

کے متعلق یہ مشتہر کیا گیا ہے اور اس کے بعد فیصلہ کیجیے کہ وہ مختلف ہیں
سے طبقہ علماء کرامؒ، اتفق ہے یا مسٹر محمد علی جناح۔

۱۱ اگست ۱۹۴۲ء کو جناب جناح حیدرآباد تشریف لے گئے۔ وہاں بعض نوجوان طلبا نے ان سے کچھ سوالات کیے۔ اس مکالمہ کو مسٹر محمود علی صاحب بی۔ اے (عثمانیہ) نے مختصر طور پر قلمبند کیا ہے اور دہلی کے پریس کی وساطت سے شائع ہوا ہے یہ مکالمہ انگریزی زبان میں ہوا۔ لیکن اخبارات میں اس کا اردو ترجمہ شائع ہوا ہے۔ ہمارے سامنے انقلاب مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۴۲ء کا پرچہ ہے۔ ترجمہ کی زبان میں کہیں کہیں ناہمواری نظر آتی ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ان مقامات میں سلاست پیدا ہو۔ پوری بات ملاحظہ فرما لیجیے کہ دین کے متعلق مسٹر جناح کے کیا خیالات ہیں۔

سوال:- مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازم کیا ہیں؟

جواب:- جب میں انگریزی زبان میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں، تو اس زبان اور قوم کے محاورے کے مطابق لامحالہ میرا ذہن خدا اور بندہ کی باہمی نسبت اور رابطہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن میں بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود اور مقید مفہوم یا تصور نہیں ہے۔ میں نہ کوئی مولوی ہوں نہ ملا۔ نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے۔ البتہ میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی، سیاسی ہو یا معاشی غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ

اور یہ قرآن کریم کی اصولی ہدایات اور سیرت کس طرح کا رویہ صرف مسلمانوں
کے لیے بہترین ہیں بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے لیے حسن سلوک
اور آئینی حقوق کا وعدہ ہے۔ اس سے بہتر معاہدہ ممکن ہے۔

سوال:۔ اس سلسلہ میں اشتراکی حکومت کے بارے میں آپ
کی کیا رائے ہے؟

جواب:۔ اشتراکیت، اشتمالیت یا دیگر اس قسم کے سیاسی
اور معاشی مسالک، دراصل اسلام اور اس کے نظامِ سیاست کی
غیر معتدل اور بے بنیاد نقلیں ہیں ان میں اسلامی نظام کے اجزا کا سا
ربط اور تناسب و توازن نہیں پایا جاتا۔

سوال:۔ ترکی حکومت تو ایک مادی حیثیت ہے۔ کیا
اس سے اسلامی حکومت مختلف ہے؟ آپ کا اس باب میں کیا
خیال ہے؟

جواب:۔ ترکی حکومت پر میرے خیال میں مادی حکومت
کی سیاسی اصطلاح اپنے پورے مفہوم میں منطبق نہیں ہوتی۔ اب رہا
اسلامی حکومت کے تصور کا امتیاز سو یہ بالکل واضح ہے۔ اسلامی
حکومت کے تصور کا یہ تمام تر اپنی نظریہ ہونا چاہیے کہ اس میں اطاعت
اور تابعداری کا مرجع خدا کی ذات ہے۔ جس کے لیے تفصیل کا مرکز قرآن
مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت
ہے نہ کسی پارلیمان کی۔ نہ کسی اور شخص یا جماعت کی۔ قرآن کریم کے احکام
ہی سیاست و معاشرت میں بجا طور پر آزادی اور پابندی کے حدود
متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول
اور احکام کی حکمرانی ہے۔ وہ حکمرانی کے لیے مرا آپ جس نوعیت کی بھی
چاہتے ہوں بہرحال آپ کو ملائیت اور سلطنت کی ضرورت ہے۔

سوال :- وہ سلطنت جیسے چند میں کس طرح نصیب ہو سکتی ہے؟

جواب :- مسلم لیگ - اس کی تنظیم - اس کی جدوجہد - اس کا نتیجہ اس کی طاقت سب اس سوال کے جواب ہیں۔

سوال :- جب آپ اسلامی اصول کے نصب العین اور طریق کار دونوں میں بہتری اور برتری کا یقین رکھتے ہیں اور اپنا یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے قوم کا [illegible] رہے تھے اس وجہ مطلوب ہی کہ ان [illegible] مذہبی مسائل [illegible] اور مقصد [illegible] زندگی کو [illegible] کر [illegible] اور [illegible] ترقی [illegible] اس میں کوئی امر مانع ہے کہ مسلم لیگ زیادہ تفصیل اور تشریح کے ساتھ اپنی جدوجہد کی مذہبی تعبیر و تشریح کرے۔

جواب :- اس وقت یہ بحث کا سبب اس [illegible] وجہ کر [illegible] مذہب سے تعبیر [illegible] علماء کی ایک جماعت [illegible] کے سمجھنے کے کام [illegible] تقسیم عمل [illegible] اس کے [illegible] منعقد کیا [illegible] احمد کو [illegible] خیال [illegible] اپنے حلقہ [illegible] مستقل [illegible] آپ [illegible] اس خدمت کے سر انجام دینے کی کوئی ضرورت نہیں دیکھتے، حالانکہ [illegible] منصب [illegible] صلاحیتوں کی ضرورت ہے [illegible] ان کی صلاحیتوں سے کام لینے کا سلیقہ ہی نہیں رکھتے ہیں۔

"ان تصریحات پر غور فرمائیے اور پھر سوچئے کہ کیا یہ وہی ہے جسے مسٹر جناح [illegible] پیش کر رہے ہیں یا وہ جو [illegible] علمائے کرام کی جمعیت کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے [illegible] جس میں [illegible]

سے ایک ایسی متحدہ قومیت کی تشکیل کی جا رہی ہے جس کی آزاد ملکی طاقت اکثریت کا نظام حکومت کار فرما ہوگا۔ اس کے برعکس مسلم لیگ کا دین یہ ہے کہ اطاعت و وفا کیشی کا مرجع صرف خدا کی ذات ہے اور اس کی تعمیل کا مرکز قرآن کریم کے احکام ہیں۔ مسلمان کسی بادشاہ کا محکوم ہو ہی نہیں سکتا نہ کسی شخص کا نہ اداروں کا بلکہ وہ صرف اپنے خدا کا محکوم ہو سکتا ہے۔ اس لیے اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی احکام و اصول کی حکومت ہے۔ اور یہی وہ حکومت ہے جس کے لیے مسلم لیگ برسر پیکار ہے۔ تو دینی علماء کرام یہ ہے مسلم جماعت۔ اگر یہ خدا کی مدد نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ سب نے کر

اسو ستانت جنتے مروز کا شیرا تسال
زاید ہست حسین امگرانی ہم پرابچیم است

ان تصریحات کے بعد غور فرمایئے کہ مسلم لیگ کی مخالفت میں علماء حق کے تفکر و تدبر کی ناقصت ہے یا کوئی نیک کام ہو رہا تھا کہ ایک ایسی جماعت کی موجودگی میں جس کا نصب العین یہ ہے کسی اور جماعت کی تشکیل قوت میں تشتت و افتراق ہے یا اصلاح وغیرہ
(طلوع اسلام صفحہ ۲۸ ۱۹۴۲ء)

## جمعیت العلماء

"انسان کی نفسیاتی کیفیت بھی عجیب ہے۔ صورتاً کسی سے چوک ہو جانا کچھ کم سے کم ہر شخص سے غلطی کا امکان ہے لیکن بہت کم ایسے ملیں گے جو اپنی غلطی کا اعتراف کھلی پیشانی سے کریں۔ اصول ہوتا یہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی غلطیاں کسی وقت کسی بنا پر یا خیال کے ماتحت ہو گئی ہیں تو اس کے بعد وہ مدد کی کوشش کرتے ہیں

گر کسی نہ کسی طرح اسے صحیح تسلیم کرا دے۔ اس سعی کا حاصل بجز اس فریب خوردگی اور فریب دہی کے ایسے ایسے مظاہرے پر کے ہیں کہ جس پر سارا ہنگامہ ختم ہو جاتا ہے لیکن اس سے اور پر عصبیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ساری دنیا کے خلاف اس کے دل میں انتقام کی آگ مشتعل ہو جاتی ہے۔ کچھ وقت کے بعد ایسا ہوتا ہے کہ یا تو تعصب میں سکون پیدا ہو جانے کی وجہ سے یا خارجی احوال و ظروف کی بنا پر اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے۔ جب انسان زندگی کی آزمائش کی یہ گھڑی بڑی نازک اور کٹھن ہوتی ہے غلطی کے اعتراف میں اپنی خودی کے (غلط تصور) کو ٹھیس لگتی ہے جس شدت سے اپنے غلط خیال کو صحیح ثابت کرنے میں جد و جہد کی تھی وہ تمام مراحل ایک ایک کر کے سامنے آ جاتے ہیں۔ پھر قوم کی شہرت، معتقدین کا خیال، گرد و پیش کی نگاہوں کا تماشا ہے۔ یہ تمام تصورات بیچ ہو کر اعتراف حقیقت میں گلوگیر ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں اگر خدا کی توفیق شامل حال ہو جائے تو انسان ان تمام موانعات کو جھٹک کر الگ کر دیتا ہے اور نہایت کشادہ دلی اور وسیع الظرفی سے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتا ہے اور اس کے بعد وہ دیکھتا ہے کہ جھوٹی عزت کا زعم باطل جو اعتراف حقیقت میں سد راہ بن کر کھڑا ہو رہا تھا اس کی اصل اس کے دماغ کے تہ خانے سے باہر کچھ بھی نہ تھی لیکن اگر اس کشمکش کے عالم میں یہی باطل تصورات انسان کے قلب و دماغ پر چھا جائیں تو وہ کبھی اعتراف حقیقت نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی غلط روش پر پہلے سے بھی زیادہ شدت سے کاربند رہتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ چیز اسے ہلاکت و بربادی کے عمیق غاروں میں دھکیل دیتی ہے۔

اب آپ غور فرمایئے کہ ہمارے علمائے کرام کی جماعت

آجکل ایسی ہی نفسیاتی کشمکش میں گرفتار ہے ہمارا ملک۔ اس کی کھلی ہوئی دلیل جناب حسین احمد صاحب مدنی کا وہ خطبہ صدارت ہے جو انھوں نے جمعیت کے گذشتہ اجلاس (لاہور) میں ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ میں علاوہ اس پرجوش تحریر کے جو صاحب تحریر کی قلبی کیفیت کا غماز ہے۔ خیالات کا تضاد اس درجہ ہے کہ اس طرف صاف صاف اشارہ کر رہا ہے، جہاں پہنچ کر انسان کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ

ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

ہندوستان کا وہ کونسا مسلمان ہے جسے ۱۹۳۷ء کا وہ حسرت انگیز واقعہ نہ یاد ہوگا، جب مدنی نے یہ ارشاد فرمایا کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ اسلام کے متبع تو خود جاہلیت کے بوسیدہ نظام کو اس کی پھر سے یاد تازہ کر رہی تھی اور یہ نہیں سمجھ نہ پایا ہوگا کہ حکیم امت حضرت علامہ اقبالؒ نے انہیں کس طرح اپنے مخصوص انداز میں اس پر متنبہ فرمایا تھا کہ قوم کی بنیاد کیا ہے؟ اس کے جناب مدنی اس تنبیہ سے اپنی غلطی کا اعتراف فرما لیتے۔ انھوں نے شدید اصرار کی راہ اختیار فرمائی اور اس تین چار سال کے عرصہ میں مسلمانوں کی بہت سی کوششیں جو اپنی تعمیر پر صرف ہونی تھیں، ان کی اس غلط روش سے پھیلنے والے زہر کے ازالہ میں ضائع ہو گئیں۔ لیکن جیسی خوشی ہوئی کو واقعات نے جناب مدنی کو ان کی غلطی کے احساس پر مجبور کر دیا اور انھوں نے بالآخر محسوس کر لیا کہ فی الواقعہ قومیں اوطان سے نہیں بنتیں بلکہ ہندوستان میں بسنے والے مسلمان اپنے جداگانہ تصور حیات کی وجہ سے (اساس) کی بنا پر ایک الگ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں ارشاد فرمایا ہے۔

"ہندوستان کے داخلی مسائل میں مسلمانوں کا مسئلہ خاص اہمیت
رکھتا ہے۔ گذشتہ ایک صدی سے ہندوستان میں برطانیہ کی حکومت
عملی نے مسلمانوں کو بھی ہندوستان کی اقلیتوں میں داخل کر کے ان کے
متعلقہ مسائل سے وابستہ کر دیا۔ برطانوی سیاسیین درحقیقت ہمیشہ
مسلمانوں کو ایک سیاسی اقلیت کی صف میں شمار کرتے رہے اور ان کے
معاملے کو اقلیتوں کے معاملات میں شامل کرنے کے عادی ہو گئے ہیں
۔ اسی کا یہ اثر ہے کہ ہندوستان کی غیر مسلم قومیں بھی ہندوستان کے سیاسی
مستقبل میں مسلمانوں کے ایک طبقے کے دلوں میں بھی یہ احساس پیدا ہو
گیا کہ وہ ہندوستان میں ایک سیاسی اقلیت ہیں اور اسی وجہ سے
وہ تمام [illegible] خطرات کے دعوے [illegible] پیدا
اقلیت کے [illegible] اور تحفظات کے متعلق اکثریت کی طرف سے پیش
کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان کی مجموعی مردم شماری میں تعداد
کے لحاظ سے مسلمان بھی ضرورتاً اقلیت میں ہیں لیکن یہ بھی یقینی ہے کہ حالت
موجودہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد یورپ کے کسی بڑے سے بڑے
ملک کی آبادی سے کہیں زیادہ ہے۔ نیز ہندوستان کی تعمیر میں ان کا
حصہ سب سے زیادہ رہا ہے۔ ہندوستان میں ان کی تعداد نو کروڑ سے
کہیں بڑھ کر ہے وہ دنیا میں تہذیب اور ثقافت کے لحاظ سے [illegible]
کے مالک ہیں، جغرافیائی حیثیت سے انہیں مرکزی اہمیت حاصل ہے
ہندوستان کے گیارہ صوبوں میں سے چار میں وہ اکثریت رکھتے ہیں
اور اگر سرحدوں کی [illegible] توضیع کی جائے تو وہ تیرہ [illegible]
صوبوں میں سے پانچ صوبوں میں اکثریت حاصل کر لیں گے۔ ان تمام
حالات کے باوجود مسلمانوں کو ایک سیاسی اقلیت قرار دے کر دیگر
اقلیتوں میں انہیں شامل کر دیا جائے تو اس سے زیادہ سیاسی غلطی

اور کیا ہو سکتی ہے اور اس سے بڑا اور کیا فریب تو دنیا کو دیا جا سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۳۸ء میں یعنی جناب مدنی کے نشتر سے ایک بات نکل گئی جس کی زد میں وہ خود آ گئے ورنہ وہ تو اس سے پہلے ۱۹۲۷ء میں بھی اس حقیقت کے قائل تھے کہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر متحدہ قومیت نہیں بنائی جا سکتی۔ چنانچہ جناب مدنی نے ۱۹۲۷ء میں جناب شوکت علی صاحب مرحوم کے نام اپنی ایک چٹھی میں تحریر فرمایا تھا۔

"چونکہ مسلمان ہندوستان میں بہ اقلیت ہیں اور ہندو اکثریت میں اور ان کی اکثریت بھی غیر معمولی ہے اور تین اور ایک کی نسبت ہے اور ساتھ ہی یہ حالت ہے کہ آج تک ڈاکٹر مونجے صاحب بھی فرما رہے ہیں کہ سوراج کسی مسلمان یا کسی فرقہ کی زد میں نہیں ہے یہاں جو راج قائم ہوگا وہ ہندو راج ہوگا مجھے کہ شدھی سنگٹھن ہندو مہاسبھا کی ضرورت ہے جو مظالم آگے وہ دفتروں میں شہروں میں اور دیہات میں کیے جا رہے ہیں اور جس تعصب اور عدم رواداری کا ثبوت حسب تحریر جناب ہندو رہنما ظاہر ہو رہا ہے اور مہاتما صاحب دے رہا ہے ان کی بنا پر ہم کسی طرح بھی اپنے اپنانے وطن کے ساتھ متحدہ قومیت کی توقع نہیں کر سکتے۔"

عجب بات ہے کہ جناب مدنی ہندوؤں کی تنگ نظری اور تعصبات وغیرہ کی بنا پر اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ ان سے متحدہ قومیت کی توقع نہیں رکھی جا سکتی اور حضرت علامہ اقبال نے اپنی بصیرت قرآنی سے اس حقیقت کو بے نقاب دیکھ لیا تھا کہ کفر اور اسلام یعنی مسلم اور غیر مسلم ایک متحدہ ہے کبھی ایک قوم بن ہی نہیں سکتی۔ ایسا نصب العین غیر مسلم کا رہتی ہے بہر حال ہمیں خوشی ہوئی کہ جناب مدنی نے اب

حقیقت کا احساس فرمایا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حیثیت ایک قوم کی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ اب ذرا اس مسئلہ پر بھی ۱۹۴۲ء میں جناب مدنی نے ارشاد فرمایا تھا۔

"ایسی جمہوری حکومت جس میں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی سب شامل ہوں حاصل کرنے کے لیے سب کو متفقہ کوشش کرنی چاہیے ایسی مشترکہ آزادی اسلام کے اصول کے عین مطابق ہے اور اسلام ایسی آزادی کی اجازت دیتا ہے"

(زمزم ۵ جولائی ۱۹۴۲ء)

یعنی پہلے جناب مدنی صاحب کے نزدیک ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی، مسلم، غیر مسلم کی مشترکہ حکومت کسی صورت سے بھی اسلام میں جائز قرار نہیں دی جا سکتی۔ یا آج دنیا کی مغربی جمہوریت سے وہی انسانیت کے لیے لعنت اور درحقیقت لعاب بدبودار ہے۔ جناب مدنی نے اس کی بھی بڑی شدت سے مخالفت کی اور اب جناب مدنی سے پوشیدہ نہیں کہ اس کا مخالف میں انھوں نے کیا کیا۔ کیونکہ ۵ اپریل ۱۹۴۲ء تھا۔ اب دیکھیے ۱۹۴۲ء میں آپ کا کیا خیال ہے جمہوریت کے متعلق ارشاد ہے۔

"شخصی حکومتوں اور ملوکانہ جبر و استبداد اور مظالم تو خود ... اور جمہوریت پر مبنی وغیرہ کی وجہ سے عام انسانی جاری رہیں اور ہلاکت کے پہاڑ توڑا کرتے تھے اس سے تنگ آکر انسانی دنیا نے انقلابات کے دروازے کھولے اور جگہ جگہ جمہوری نظام جاری کیا گیا اگرچہ بعض ممالک میں شاہی نام باقی رکھا گیا مگر ان کو اس ضابطہ دستور کا پابند کر دیا گیا تھا کہ نظم و نسق اور عام رعایا کے متعلق کسی قسم کے تصرف کا اختیار باقی نہیں رکھا گیا تھا۔ یہ جمہوری

نظام اگرچہ ظاہری نظر میں عام انسانوں کے لیے خوش کن تھا اور محکوم
ممالک ابتدائی مراحل میں اس میں یہ کہ طرح بہرحال عام و خاص غریب و
امیر کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے مگر آہستہ آہستہ اس کے تانے بانے بکھرنے لگے اور
سرمایہ پرستی کا غلبہ ہو گیا۔ غرباء در حقیقت سرمایہ داروں کے غلام جیسے سے
ہو کر کھیل جانے لگے۔ نظام میں اس کو سرمایہ پرستی۔ خود غرضی اور
بے چینی قومیت کی لعنت گھس گئی کہ عام انسانی تو سب ناقص محکوموں
سے اس قدر ہلاکت اور بربادی کا شکار رہیں جو کہ جنگ کی صورت میں
جمہوریت اور تمام لوازمات خدمت خلق سے ہونے لگی۔ الغرض عالم انسانی
میں دوبارہ انقلاب کا نقشہ تیار ہوا اس غلط اور بربادی کن جمہوریت
کے نظام کو توڑنے اور اس کو مٹا دینے کے واسطے ظہور پذیر ہو رہا ہے؟
یعنی یہی جو ۱۹۴۵ء میں حضرت مدنی نے ارشاد فرمایا تھا لیکن
جناب مدنی کا صحیح احساس غلط روی اور اعتراف حقیقت کی
جس کوشش کی آج اجاگر ہو رہا ہے اس کا مظاہرہ اس تضاد سے
ہو رہا ہے جو چند ہی صفحات کے بعد ہماری آنکھوں کے سامنے آ
جاتا ہے۔ اپنے خطبہ کے صفحہ ۷ پر ۱۹۴۵ء کے قومی احساس کا ذکر فرماتے
ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

"جب مسٹر چرچل نے اعلان کیا تھا کہ جنگ کے بعد کمزور قوموں
کو آزادی دی جائے گی۔ تو ہندوستان کو ترس و امید بھی بہت ہو گی
کی ایک لہر پیدا ہوئی اور یہ خیال کیا گیا کہ جنگ کے بعد دنیا میں زندگی
آزادی اور جمہوریت کا جو نیا نظام قائم کیا جائے گا۔ ہندوستان بھی
اس نظام میں اپنا باعزت مقام حاصل کر سکے گا"

یعنی ابھی ابھی مغربی جمہوریت کو انسانیت کی لعنت بتایا جا
رہا تھا اور ایک ہی سانس کے بعد ارشاد ہے کہ۔ مرا احساس ہے کہ

ہوگی جس کے بعد ہندوستان جمہوریت کے نئے نظام میں باعزت مقام حاصل کرے گا۔ ہندوستان کی تمام اقوام میں زندگی کی ایک لہر پیدا ہو گئی؟

اب دوسری شق لیجئے یعنی کیا مسلم و غیر مسلم کی مشترکہ حکومت کا تصور اسلامی ہو سکتا ہے۔ جناب مدنی کا "مشترکہ" اعمال ملاحظہ فرمائیے، ارشاد ہے۔

"اس لیے آپ خالق و کل رب العالمین کا بنایا ہوا انسانی نظام ہر خاص و عام اور ہر فرد کی فلاحت کے لیے مفید اور کارآمد ہونا چاہئے کا تکفل یہ ہے کہ انسانوں کا خود ساختہ نظام؟"

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

"اور اسلام نے صاف طور پر یہ روشن کر دیا کہ کسی ایک کو مطلق العنانی ہے اور بادشاہت یا شخصی یا جمہوری کا نام ہے اور شخصی استبدادی آمریت کا مالک ہے بلکہ وہ خدا وند کریم کا نائب اور خدائی قانون کو نافذ کرنے والا حاکم ہے اور اسی قانون کے ماتحت ہے اور مسئول ہے؟"

پھر ارشاد ہے۔

"بہرحال اسلام تمام نوع انسانی کو دعوت دیتا ہے کہ اگر وہ عام احکامات پر عمل اور حقوق کا تحفظ چاہتے ہیں اور جو تحفظ چاہتے ہیں تو صرف اسلامی نظام میں ہی پا سکتے ہیں۔ اشتراکیت یا ڈکٹیٹرشپ یا نیشنلزم یا ڈیموکریسی یا اور کوئی نظام ہو کہ انسانی عقل اور دماغ کا اختراع کیا ہوا ہے۔ ہرگز اس کی کفالت نہیں کر سکتا۔ اس لیے وہ نظام ہیں کہ حقوق کی کفالت ہے، تمام اقوام اور مسائل کے حقوق"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اسلامی نظام حکومت تو

ہے جس کی تصریح ارشادات بالا میں کی گئی ہے۔ تو پھر حضرات علمائے کرام نے اپنا موجودہ مسلک جس میں ہم کو روا سلام کے اشتراک سے خالص انسانی حکومت وغیرہ کو بھی معقول و مجاز بیضوریت کی تائم کرنا مطمح نظر ہے کیوں اختیار فرمایا؟ اس کے متعلق ارشاد ہے:۔

"آپ کو تاریخ کے صفحات دیکھنے بالخصوص علمائے ہند کو شاہ ولی اللہ کے ماضی کے دیکھنے سے پتہ چل جائے گا کہ علماء ہند نے ہمیشہ سے اس مقصد کی تکمیل کے لیے کوششیں کی ہیں۔ اسلام کو شاداب [illegible] انہوں نے اس کی جدوجہد کے سلسلہ میں چند قطرے ہی دکھائے گئے ہیں [illegible] کے بدقسمتی کہ باوجود انتہائی جدوجہد [illegible] نہیں کے اصل مقصد حاصل نہ ہو سکا۔ تب موجودہ احوال اور [illegible] کی انتہائی کوشش [illegible] داخلی اور خارجی کے بعد [illegible] معلوم ہوا کہ آزادی اسلامیین کو اختیار کیا جائے اور ہندوستان کی آزادی کے لیے مشترکہ جدوجہد میں حصہ لیا جائے اور ان اسلامیین کو اختیار کرنا شرعی اصول ہے اور چیز ہے اور [illegible] معمول ہے اور اگرچہ مشترکہ جدوجہد سے حاصل ہونے والی آزادی نظام اسلامی نہ کہلا سکے گی مگر اس سے مشکلات اور حقوق سوانح کے رفع کر جانے سے حقیقی نصب العین کے لیے راستہ کھل جائے گا۔"

یعنی علمائے کرام کو ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں حصہ لینا۔ ان میں سے کمتر درجہ کی مصیبت اختیار کر لینے کے شرعی اصول کے مطابق ہے۔ بہت اچھا لیکن ذرا یہ بھی بتانے کہ [illegible] دینی درس قسم کی آزادی کے متعلق کیا خیال تھا۔ آپ نے جناب شوکت علی صاحب (مرحوم) کے خطوط بالا سلسلے کے دوران تحریر فرمایا کہ "میں آج تک اس کی تردید ایک خاص طریقہ پر اور یہ حقیقت نفس الامر کی جانب منتقل کرانا چاہتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ آزادی کامل کا اعلان"

سیاسی آزادی وطنی نصب العین ہے۔ اور یہ جمعیت ہے جو کہ اس کی کوشش کرتی رہی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہم اپنے مذہب اور قوم کو محفوظ رکھنے بلکہ آزادی کو بھی مذہب اور قوم کی وجہ سے ضروری سمجھتے ہیں۔ الغرض کوئی راستہ مذہب سے الگ ہو جائے اور مسلمان فنا ہو جائیں تو ایسی آزادی سے کیا فائدہ ہے۔

یعنی خود جناب مدنی صاحب کے نزدیک وہ آزادی جس میں مسلمانوں کا مذہب اور قوم باقی نہ رہے مسلمانوں کے نزدیک قطعاً قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ ان کے لیے ایسی تحریک میں شمولیت اور تعاون یکسر غیر اسلامی ہوگا۔

یہ چیز کہ ہندوستان کی آزادی کے بعد ملک کی متوقع ترقی یافتہ کے جمہوری نظام حکومت میں مسلمانوں کے مذہب اور قوم کی حالت کیا ہوگی؟ اب کسی تشریح کی محتاج نہیں رہی۔ اس آنے والی آزاد حکومت کے ارباب اہل و عقد کھلے کھلے الفاظ میں بتا چکے ہیں کہ۔
"اب یہ ناممکن ہو گیا کہ کوئی ایسا نظام حکومت قائم کیا جائے جس کی بنیاد مذہب پر ہو۔ یہ وقت آ چکا ہے کہ ہم اس امر کا اعتراف کریں اور اسے اچھی طرح تو ہم تسلیم کریں کہ ضمیر مذہب اور خدا کو ان کے مناسب مقام یعنی انسان کی انفرادی زندگی پر رکھا جائے اور انہیں قوم و گروہ (یعنی) کے معاملات میں گھسیٹنے نہ دیا جائے۔ یہی بات واضح ہوئی ناممکن ہے کہ جب مذہب کو سیاست سے الگ نہ کیا جائے تو کوئی نظام حکومت قائم ہو سکتا ہے۔ . . . ."

عہد حاضر کا بہترین نظام حکومت کی بنا اس نظریہ پر قائم ہو سکتی ہے کہ جغرافیائی وحدت، ایک ملک ہوا اور اس ملک کے اندر رہنے والے تمام افراد معاشی و سیاسی مفاد کے رشتہ میں

منسلک ہو کر ایک متحدہ قومیت بن جائیں گے۔[1] (ہندوستان کا نظریۂ قومیت ص ۹)
مسلم قومیت کے متعلق بھی سن لیجئے:-

"ہندوستان میں مسلم قومیت پر جو زور دیا جاتا ہے اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ بس یہی کہ ایک قوم کے اندر ایک دوسری قوم موجود ہے جو یکجا نہیں منتشر ہے، مبہم ہے اور غیر منظم ہے۔ اب سیاسی نقطۂ نظر سے اگر دیکھا جائے تو یہ تخیل بالکل لغو معلوم ہوتا ہے اور معاشی نقطۂ نظر سے یہ بہت دور از کار ہے - - -

مسلم قومیت کا ذکر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں کوئی قوم ہو نہیں، بس مذہبی اخوت کا رشتہ ہی ایک چیز ہے؟"
(میری کہانی جلد دوم صفحہ ۲۰۳، از پنڈت نہرو)

پھر فرماتے ہیں:-
"مسلم قوم کا تخیل تو صرف چند لوگوں کی من گھڑت اور محض پرواز خیال ہے۔ اگر اخبارات اس کی اس قدر اشاعت نہ کرتے تو بہت تھوڑے لوگ اس سے واقف ہوتے اور اگر زیادہ لوگوں کو اس پر اعتقاد ہوتا بھی تو حقیقت سے دوچار ہونے کے بعد اس کا خاتمہ ہو جاتا۔"
کس قدر تاسف سے لکھتے ہیں:-
"ایسے لوگ ابھی زندہ ہیں جو متحدہ مسلمانوں کا ذکر اس طور پر کرتے ہیں گویا وہ ملتوں اور قوموں کے بارے میں سوچتے ہیں۔ جدید دنیا میں یہ دقیانوسی خیال کی گنجائش نہیں۔"
اب اس کے بعد کی ابتدا ہو گئی کہ یہ دلیل کہ علماء کرام نے متحدہ قومیت اور مشترکہ حکومت کا مسلک، جس سے ملت کے شرعی اصول کے مطابق اختیار کرنا تھا، کس قدر کمزور و بے بنیاد ہے۔

---
[1] پنڈت جواہر لال نہرو کانگریس پارٹی کے لیڈر اور ہندوستان کے سابق وزیر اعظم ہیں۔

اب اس مقام پر پہنچے جہاں اس دور کی کشمکش اور بھی
کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ ہندوستان کی موجودہ جدوجہد کے مطالع
نگاہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

"آنحضرت آغا: ہندوستان میں برطانیہ نے اپنے مفادات کو مستحکم کرنے کی غرض سے مسلمانوں کے لیے کوئی سیاسی مقام تجویز کیا ہے؟ میں اس وقت اس بحث کو چھیڑ کر لوگوں میں اضطراب پیدا کرنا نہیں چاہتا بلکہ خود ہندوستان کے سیاسی مفکرین کے سیاسی تصورات کا جہاں تک تعلق ہے، انہیں تین گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جو ہندوستان کے لیے وحدانی طرز حکومت کی تشکیل اس طرح ہوتا دیکھنا چاہتا ہے کہ فرقہ وارانہ اکثریت کی ایسی مستحکم مرکزی حکومت قائم ہو کہ مسلمانوں کو تمام ہندوستان میں ایک اقلیت کی جگہ لے اور اس گروہ کی قیادت تمام تر ایک طاقتور اور ناقابل تغیر اکثریت کی مرضی سے وابستہ ہو لیکن یہ تصور محض ایک دیوانے کا خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔ یہ تصور نہ صرف سیاست ہونے کے علاوہ صاحب الرائے مفکرین کے نزدیک ناقابل عمل بھی ہے۔ اس تصور کو بھی تو دو باتوں سے ترک کر دیا جائے، یہی تصور ہندوستان کے مجموعی مفاد کے لیے بہتر اور ہندوستانیوں کے لیے مفید ہوگا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو پہلے گروہ کے نقطۂ نظر کے واقف ہے تاکہ اس سے مسلمانوں کی نجات اور قوتیں ہی کے لیے مرتب وہ نہ صرف ترجیح کرتا ہے کہ ہندوستان کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے اپنا سیاسی منطقہ بنا کر برطانیہ کے ساتھ اپنی قسمت کو وابستہ کر دے۔ اس گروہ نے اپنے نقطۂ نظر کے مطالبہ کو قوم پرست جماعت اور حکومت کے ساتھ منظر عام پر لانا شروع کر دیا ہے لیکن اس کے کسی پہلو پر ابھی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے کہ ہندوستان

کے برابر ہے مسلمانوں کی آبادی ان کے لیے بیش قیمت شعائر مساجد مزارات علمی ادارے مدرسے اوقاف وغیرہ اس قدر کثیر تعداد میں موجود ہیں کہ سب ایک سے حالات میں ان کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ تقسیم ہند کی صورت میں ان کا حشر کیا ہوگا۔ اس بحرانی تقسیم کا اصل تماشہ میں اس لیے جب تک یہ نظریہ پوری تفصیل کے ساتھ پیش نہ کیا جائے اس وقت تک اس پر کوئی بحث بے سود و بے نتیجہ ہے۔

لیکن بہر حال یہ تو ثابت ہے کہ مجوزہ تقسیم کی غرض یہ ہے کہ جن اسلامی منطقوں میں قائم ہونے والی حکومت کا دستور اساسی اسلامی [illegible] حکومت کا دستور ہوگا۔ اس کی بنیاد ہی یہ ہوگی کہ طرز حکومت جمہوری ہوگی اور اس کے مقتضی کے مطابق ہر جماعت پر اسے قبول کرنا ہی ہوگا۔ [illegible] اختیار کرنے کا اصول برتنا ہوگا۔ نیز اس نظریہ کے ماتحت مجوزہ منطقے قائم ہو جائیں گے کی صورت میں ہندو منطقوں میں مسلمان [illegible] زیادہ سے زیادہ [illegible] فیصدی اور اکثری طور سات یا پانچ فیصدی ہوں گی اصل [illegible] ہو جائیں گے اور مسلم منطقوں میں غیر مسلم جن کی تعداد [illegible] فی صد کی جگہ ہوگی مستقل حکومت کے لیے وہاں [illegible] ہوں گے۔

جن مسلم منطقے ہندو منطقوں کے تقریباً ساڑھے تین کروڑ مسلمانوں کی تمامی [illegible] کی دستاویز پر خود دستخط کرے اور اپنی جگہ ایسی حکومت جس میں غیر مسلم متعصب خونریز [illegible] حاصل کر کے کون سی نتائج [illegible] حاصل کر سکیں گے۔

کیا یہ تعجب کی بات ہے کہ مسلم اقلیتوں کے مسلمانوں کی حفاظت کے لیے جو کام کرنا ہو وہ اس طرح ہی کیا جائے کہ انھیں غریب [illegible] مسلمانوں کی ساڑھے تین کروڑ کی تعداد ہلاک و برباد کر دی جائے اور [illegible] اکثریت بھی شدید خطرات میں مبتلا ہو جائے۔ تیسرا یہ کہ [illegible] آپس کی نفاق اور مرکزی [illegible] مرتب کرنا ہندوستان کے لیے [illegible] کے تمام صوبوں اور قوموں کے لیے مفید [illegible] سمجھتا ہے۔ [illegible] شامل ہو کر [illegible] حکومتیں اپنی اپنی جگہ [illegible]

اور خود مختار ہوں گی۔ مرکزی حکومت ان کی آزادی میں کوئی مداخلت نہیں کر سکے گی۔ مرکز کو صرف وہ اختیارات ملیں گے جو رفاق کے اجزاء اس کو متفق رائے سے سپرد کریں گے اور غیر مصرحہ اختیارات صوبائی حکومتوں کو حاصل رہیں گے۔ ہر حکومت میں اقلیتوں کے تمدنی، سیاسی، مذہبی حقوق کی حفاظت کی جائے گی اور ان کی تعداد سے زیادہ موافق تحفظات دئے جائیں گے۔ اکثریت اپنے حقوق اکثریت سے مستفید ہوگی اور اقلیتیں امن و اطمینان کی زندگی بسر کریں گی۔ غیر مسلم اکثریت کے صوبوں میں مسلمان اقلیت کو کسی تکلیف اور بے انصافی کا خوف نہ ہوگا۔ ان کے تمام سیاسی اور مذہبی حقوق اور مقدس شعائر بھی محفوظ ہو جائیں گے اور مسلم اکثریت کے صوبوں میں غیر مسلم اقلیتیں امن و اطمینان کی زندگی بسر کریں گی۔ اور ان کے ساتھ کوئی بے انصافی نہ کی جائے گی اور ان کے تمام سیاسی اور مذہبی حقوق اور شعائر محفوظ ہو جائیں گے۔ ہندوستان کے ذی بصیرت اصحاب رائے اس تجویز کو موجودہ احوال میں قابل عمل اور ہندوستان کے پیچیدہ مسائل کے حل کرنے کا واحد راستہ سمجھتے ہیں۔"

آپ نے غور فرمایا کہ جناب مدنی کس طرح دو راہے کے بیچ کھڑے ہیں۔ ایک طرف ہندوؤں کا مطالبہ کہ تمام ہندوستان کا مرکز ایک ہو اور مستحکم ہو۔ دوسری طرف مسلمانوں کا مطالبہ کہ وحدت مرکز مسلمانوں کی غلامی کا استقرار ہی ہے۔ اس لیے مرکز کو اول آٹا دیا جائے اور ان دونوں کے درمیان ہمارے علمائے کرام کا یہ مطالبہ کہ مرکز رہے لیکن کمزور سا رہے۔

وزیارۃ اس کا ساقوسے یاد ہے تمام
منہ موڑ کر اُدھر کو ادھر کو بڑھا کے ہاتھ

بہرحال ہمیں خوشی ہوئی کہ یہ حضرات کچھ تو رو بہ کعبہ ہوگئے
اور تحصیل جامی کے دو چار ملاقاتوں میں

آپ جلد تر تحسرو ہوں گے۔ کہ یہ حضرات مسلمانوں کے سلاالبہی کا حال جنوائی کیوں نہیں کرتے جو کیسر مسلمانوں کی آزادی کے مرادف ہے لیکن ہم خوش ہیں کہ یہ حضرات غلطیوں سے کم سے کم ایک قدم تو چنوں کی طرف تو بڑھے۔ بھلا ایک ہی جست میں کس طرح کاشی سے کم جا پہنچیں۔ ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے کہ غلطی کے کیلئے گئے اعترافات کے لیے کس قدر ہمت اور حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جلدی تو کیجے کس کو مطعون کرنے سے پہلے تو اس کی مجبوری پہ ضرور رحم کھائیے۔۔

| | |
|---|---|
| اک عمر کا رشتہ ٹوٹا ہے | تہمت کا سہارا چھوٹا ہے |
| دل سنبھلتے سنبھلتے سنبھلے گا | صبر آتے آتے آئے گا |

گھبرائیے نہیں ان حضرات کو اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے
اب انشاء اللہ آہستہ آہستہ

آملیں گے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک

ہم اس لیے پُرامید ہیں کہ ان حضرات نے ۔ چند وسوسے کے ثبوت میں جو دلیل پیش کی ہے وہ اس قدر بودی ہے کہ اسے محض تمنّا رکھنے کی خاطر دلیل کہا جا سکتا ہے۔ جب یہ حضرات تنہا اور ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں گے۔ تو ان پر اس کی کمزوری خود بخود واضح ہو جائے گی۔ ہمیں تو سارا مرکز کا ہے۔ اب دیکھیے کہ مرکز کے مقیم اور مفسر ہونے کے متعلق ان حضرات نے کیا فرمایا

ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

۱۔ ایک مستحکم مرکز کے ماتحت نظامِ حکومت مسلمانوں کی غلامی کے مرادف ہوگا۔

۲۔ اس مرکز کو کمزور کر دیا جائے (جیسا کہ جمعیت العلماء کا خیال ہے) تو مسلمانوں کے مذہبی حقوق مقدس شعائر اور تہذیب کے شعبوں میں ہوں یا اکثریت کے سبب محفوظ ہو جائیں گے۔

۳۔ اور اگر اس مرکز کو بالکل اڑا دیا جائے (جیسا کہ مسلمانوں کا مطالبہ ہے) تو اس سے جمعیت العلماء کے خیال میں، مسلمان تباہ ہو جائیں گے۔ ان کے مذہبی حقوق پامال ہو جائیں گے۔ ان کے مقدس شعائر منہدم ہو جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

آپ نے منطق پر غور فرمایا کہ:۔

۱۔ مرکز کو مستحکم رکھنے میں مسلمانوں کی غلامی اور بربادی۔

۲۔ اسے کمزور کرنے میں آزادی اور

۳۔ اسے بالکل فنا کر دینے میں غلامی اور بربادی یعنی

۱۔ سانپ کو کھلا چھوڑنے میں ہلاکت

۲۔ اسے زخمی کر کے چھوڑ دینے میں عافیت۔

۳۔ اسے مار ڈالنے میں بھی ہلاکت۔

ہمارا خیال ہے کہ جناب مدنی صاحب نے جان بوجھ کر ایسا کمزور مسلک پیش کیا ہے تا کہ اس کا انہدام کرنے میں آسانی رہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ورنہ ان بزرگوں کا خیال غلط ثابت ہو جاتا ہے [illegible] اللہ علیہ وسلم کی شفقت کے بھرے ہیں۔

اب ذرا پاکستانی اسکیم کے خلاف اعتراض ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد ہے:۔

"یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ گو نزدیک تقسیم ہند کے نزدیک بھی اس علاقہ کی منطقہ میں قائم ہونے والی حکومت کا دستور اساسی بھی اسلامی اور دینی حکومت کا دستور نہ ہوگا اس کی بنیاد بھی لادینی طرز پر ہوگی۔"

ہم اس اعتراض کی تردید میں زیادہ کچھ عرض کرنا نہیں چاہتے اس نظریہ کو حضرت علامہ اقبال نے خطبۂ الٰہ آباد میں وضاحت کے ساتھ پیش فرمایا تھا۔

"ہندوستان کو نیا بہر حیثیت سے ایک اسلامی ملک ہے اس ملک میں اسلام بحیثیت ایک تمدنی قوت اسی صورت میں زندہ رہ سکتا ہے کہ اسے ایک مخصوص علاقہ میں مرکوز کر دیا جائے۔"

اداریہ: اس سکیم کے علمبردار رہنما کا اسلامی حکومت کے متعلق کیا خیال ہے اس کے لیے طلوع اسلام کے اسی اشاعت کے اداریہ[1] بعنوان قائداعظم کا ملاحظہ فرمائیے۔ بات خود بخود واضح ہو جائے گی۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ پاکستان سے کیا مفہوم ہے ایک سچے مسلمان کو کیا محسوس ہونی چاہیے۔ یہ ہم سے نہیں خود مدنی صاحب سے سنیے ارشاد فرماتے ہیں۔

"اگر کسی جدوجہد کے نتیجہ میں مسلمانوں کو ایک زمانہ یا وقت کو دنیا کے کسی حصہ میں قرآنی احکام کے مطابق یا اس سے قریب تر کوئی اجتماعی نظام قائم کرنے کے مواقع حاصل ہوتے ہوں تو اس کو اسلام کی تائید حاصل ہو سکتی ہے اور صرف اسی جدوجہد کو اسلام نے جہاد فی سبیل اللہ اور قتال فی سبیل اللہ قرار دیا ہے۔"

ہم اسی جدوجہد کی طرف آپ کو دعوت دیتے ہیں مسلم لیگ اسی جدوجہد کی حامل ہے۔

---

[1] ہم کتاب ہذا میں یہ اداریہ درج کر چکے ہیں۔ (مؤلف)

اس کے بعد جناب مدنی فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلافات محض انگریز کے پیدا کردہ ہیں (جن کی کوئی دلیل ہو سامنے نہ لا رہے صاحب نازل بھی کرتی ہے) اس سے پہلے کہیں اختلاف دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اس کے بعد کئی صفحات میں رد بیچ تاریخی شواہد پیش کیے ہیں جن سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ انگریزوں سے پیشتر مسلمانوں اور ہندوؤں کے دور میں مسلمانوں اور ہندو سب شیر و شکر ہو کر رہتے تھے کہیں اختلافات و تنازعات نہ تھے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے عہد حکومت میں اگر باہمی تنازعات نہ تھے، تو اس کی وجہ یہ تھی کہ جہاں مسلمان حاکم تھے ہندو محکوم کی حیثیت رکھتے تھے اس لیے حاکم سے جھگڑا کیسا۔ اسی طرح جہاں ہندو حاکم تھے مسلمان ان کی رعایا تھے وہاں اور پھر یہ لڑائی کیسی! جھگڑے اور تنازعے تو اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب قوت کی تقسیم کا سوال پیدا ہو۔ آپ تو ہندوؤں اور مسلمانوں کو یاد دلا رہے ہیں۔ ذرا پاس پڑوس ادھر خود انگریز کے عہد حکومت میں دیکھئے کہیں ہندو مسلم سوال نظر آئے گا۔ اس لیے جھگڑا اس وقت شروع ہوا جب قوت انگریز کے ہاتھ سے نکل کر ہندوستانیوں کے ہاتھ میں آنے لگی۔ اس وقت ہندو نے تہیہ کیا کہ مسلمان سے اس کی آٹھ سو سالہ حکومت کا انتقام لے گا۔ جب تک مسلمان سویا رہا اور قومیت پرست علماء نے اسے تھپکیاں دے دے کر اور بھی گہری نیند میں سلائے رکھا ہندو اپنی من مانی کرتا رہا کہیں لڑائی جھگڑا نہ تھا لیکن جونہی مسلمان بیدار ہوا اور اس نے ہندو جیسا ہمسایہ کے ہاتھوں لٹنا چھوڑا اور خدا کی زمین پر دوسروں کی طرح زندہ رہنے کا حق مانگا تو وہیں جھگڑا شروع ہو گیا۔ یہ ہے ہندو مسلم تنازعات

کا پس منظر جو کچھ ہندوؤں نے ایک مدت سے شور بپا رکھا ہے کہ سب جھگڑے انگریز کے پیدا کردہ ہیں اسے یہاں سے نکال دو سب جھگڑے مٹ جائیں گے۔ اس میں آپ حضرات بھی ان کے دام فریب میں آ گئے اور یہ نہ سوچا کہ ہندو ایسا کیوں کہہ رہا ہے! اختلافات و تنازعات کی داستان پر نظر ڈالنے کے بعد جناب مدنی جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ وہی سازش ہے کہ جداگانہ انتخاب بھی انگریز ہی کا کرشمہ ہے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں کے ایک بڑے نے بصیرت اور ماہر سیاست طبقہ کی جانب سے جداگانہ انتخاب مسلمانوں کے لیے زیادہ مفید ہے اور قرین قیاس ہے جس کی موجودگی میں مختلف فرقوں کے درمیان آشتی اور مصالحت اور مشترکہ حکومت اور اتفاق پیدا ہونا ناممکن ہے جو ہندوستان جیسے ملک کے لیے لازمی ہے۔ جمعیۃ علماء ہند نے اس پر متعدد مجالس میں غور و بحث کرکے یہ کہا ہے کہ جمہوری اور دنیاوی طرز حکومت کی صورت میں مخلوط انتخاب ہی پبلک کے درمیان رابطہ محبت اور اتحاد قائم کر سکتا ہے اور جداگانہ انتخاب ہمیشہ ہمیشہ باہمی اختلافات و کشمکش بلکہ نفرت و فساد پیدا کرنے کے سوا کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ جمعیۃ العلماء کے نزدیک ہندوستان جیسے ملک میں مسلم حقوق کی حفاظت کے تمام ذرائع اور شرائط محفوظ کرتے ہوئے مخلوط انتخاب قبول کرنے کی تحریک کسی شکل کے ماتحت بھی مفید ہے"

ذرا اس ٹکڑے سے پردہ ہٹا کر غور فرمائیے!۔

"جمعیۃ العلماء ہند نے اس پر متعدد مجالس میں غور و بحث کرکے یہ کہا ہے کہ جمہوری اور دنیاوی طرز حکومت کی صورت میں مخلوط انتخاب ہی پبلک کے درمیان رابطہ محبت، اتحاد قائم کر سکتا ہے"

یعنی:-

۱- دینی جمہوری حکومت جسے ابتدائی صفحات میں لعنت قرار دیا گیا ہے۔ اس کے استحکام کے لیے مخلوط انتخاب ضروری قرار دیا جا رہا ہے۔

۲- مخلوط انتخاب کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں مودت کا رشتہ محکم ہوگا! کیا ہم جناب مدنی سے دریافت کر سکتے ہیں کہ کافر و مومن میں سلسلۂ مودت و مواخات قرآن کریم کی کونسی آیت اور اسوۂ نبی اکرمؐ کی کونسی شق کے مطابق جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد مقتضی مضمون پر آتے ہیں یعنی مخلوط انتخاب میں مسلمانوں کے لیے کیا کیا خطرات ہیں۔ سو اس کی تفصیل ہم سے نہیں جناب مدنی سے سنئے! آپ نے ۱۹۳۲ء میں جناب شوکت علی مرحوم کے خط میں لکھا تھا

"خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے مخلوط انتخاب قبول کرنے سے مانع کیا؟ مشروط تھا کیں؟ اٹھایا گیا اور قبل از تحقیق اعلان کر دیا گیا کہ مسلمانوں نے مخلوط انتخاب قبول کر لیا ہے۔ اب نشستوں کے تعین کو بھی اٹھا رکھا اور اس حیلہ سے اٹھا رکھا کہ اکثریت کے لیے کسی جگہ نشستیں متعین نہ ہوں۔ مسلمانوں کے لیے اپنی گروہ بندیوں کی وجہ سے مخلوط انتخابات میں خطرہ [illegible] کی بنا پڑا ہے جیسے ہمارے مسلمان منتخب ہو رہے ہیں وہ بیان ترک کی اور جمہور پرست ہوں۔ صورت ظاہر میں مسلمان ہوں اور باطن میں ہندو ہوں۔۔۔ ہمیں کی تنظیم؟ اقلیتوں میں کثرت ہے کسی مسلمان کی امید کی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب جگہ نشستیں بھی اٹھ گئیں۔ تب تو مسلمان کا کسی بھی صوبہ میں اپنی تعداد کے مطابق ان نشستوں کا حاصل کرنا مستحیل ہوگا۔"

یہ دلیل کسی فلسفے کی محتاج نہیں، یہ حقیقت اور واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ جمہوریت کو اختیار کر کے اس مسلک پر چلنا ہے جو شیطانی ایمان فروشی اور خدا دشمنی سے بھرا ہوا اور ہمیشہ بہیمیت سے بھر کر اور ایجنٹ کی حیثیت سے امت مسلمہ سے غداری کرتا رہے!

ہم یہ سطور لکھ رہے ہیں اور ہمارا دل اور آنکھیں دونوں آنسو بہا رہے ہیں اس لیے کہ ایک مسلم عالم کی حقیقی تصویر ہمارے سامنے ہے۔ شاید ہی کسی اور قلب میں ہو گی۔ ہم جیسے عالم کی ذوق رکھنے والوں کو اپنی چشم بصیرت کا شرمسار کرتے ہیں لیکن ہمیں دل خون ہو کر رہ جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان حضرات نے اپنی غلط روی اور سیاسی عاقبت نا اندیشی سے ملت کے ہیجان کو خاک میں ملا دیا۔ اور ان کی سواری کا انتقال منتہا کو جا اور ان کی نظری کا تصور قرار دیا گیا۔

قسمت مسلمہ کی اس سے بڑی بد بختی اور کیا ہو سکتی ہے:
اسی وقت تھا کہ یہی وہ علماء کرام ہندوستان کی تحریک آزادی تھی اسلام میں سب سے پیش پیش ہوتا۔ وہی بہر حال اور پھر مقابل میں ہمیشہ اور ہندوستان سے یہ ہوا کہ حق پانا چاہتی کہ ہمارا انسانوں کی حکومتوں کا خاتمہ کر کے ہندوستان کے ایک خطہ میں خالص خدائی حکومت کو قائم کریں گے اور جہاں اپنی قوتوں کو مستحکم کر کے پھر سارے ہندوستان اور ساری دنیا میں اسے محمد رسول اللہ کے سرفراز کریں گے تو مسلمانوں کو عزت و سرفرازی اور جاں سپاری کی دیتے پھر دیکھتے دین کی عزت اور قوم کی قسمت کا کیا ہی کچھ ہوتا۔
لیکن اللہ کو شاید یہ منظور نہ تھا یہ سعادت اسے نصیب ہے جس مرد مجاہد کی کسی لقب کی شکل میں دیکھی۔ اس کا اعلان کر رہا ہے کہ اسلامی حکومت کی اختیاری نصرت میں ہے کہ وہ اس میں اطاعت کا مرتکب

تعلق کی ذات اور اس کی مسلّمہ شکل قرآنی احکام کا عملی نفاذ ہے اس کی طرف سے جو آواز بلند ہو رہی ہے اور علماء کرام سے اس کی مخالفت ہو رہی ہے توجہ تو ہے۔

چنیں روزے مسلماں کم دیدہ باشد

ہم ان حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کریں گے کہ خدا را حسد کو چھوڑ کر اب حقیقت ثابتہ کا کھلے کھلے الفاظ میں اقرار کرلیں۔ اس میں کسی قسم کی تحقیر نہیں۔ فضل کسی سے نہیں ہو جاتا ہے۔ اور نہایت خندہ پیشانی سے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت میں بصدق دل شامل ہو جائیں جس کا نصب العین ہندوستان میں اسلامی حکومت کا قیام دلانا ہے۔ اس میں شامل ہوں اور پھر اسلامی حکومت کے قیام کے لیے مسلمانوں کی قیادت کریں۔ دنیا میں بھی سرفراز ہوں اور عاقبت میں بھی سرخروئی ہو۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ حضرات جب مسلمانوں کے مطالبے کے اس قدر قریب ہو چکے ہیں تو اس سے ہم آہنگ ہو کر مجتمع ہو کر بھائیوں سے گلے مل جانے میں کچھ حجاب ہوگا؟ خدا آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جمعیۃ العلماء نے اپنے اجلاس لاہور میں چند تجاویز ایسی بھی پاس کی ہیں جنہیں دیکھ کر ہمیں خوشی ہوگی کہ اب ان حضرات کا قدم صحیح راستے کی طرف آہستہ آہستہ اٹھ رہا ہے۔

تجویز نمبر ۱ — جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہے کہ نظام اسلامی اقتصادیات و معاملات، تمدن و معاشرت، سیاست اور اقتصادیات کے تمام اصول پر حاوی ہے، دیکھ رہا ہے کہ موجودہ اجارات اور غیر اسلامی اصول اقتصادیات کے رواج سے ایسی خرابیاں پیش آرہی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے معدوم ہو جائیں گے اور ... ہیں ... مختلف الرائے

ہو جاتے ہیں اور ان کا باہمی اختلاف مسلمانوں کے لیے موجب تشتّت و پریشانی ہوتا ہے۔ اس لیے یہ اجلاس طے کرتا ہے کہ جمعیۃ العلماء ایسے جدید پیش آنے والے مسائل میں علماء متبحرین کی متعدد جماعت سے تبادلۂ خیالات اور بحث و مباحثہ و غور و فکر کے بعد ایسے فیصلے مرتب کرائے جن پر علماء متبحرین کی زیادہ سے زیادہ جماعت متفق ہو اور ان فیصلوں پر عمل کرنے کے لیے مسلمانوں میں شائع کر دیا جائے۔"

یہ وہ مسلک ہے جس کی طرف ہم چار برس سے مسلسل دعوت دے رہے ہیں اور جس کی بنا پر ہمیں باعث طعن و ملامت بنایا جاتا ہے۔ الحمد للہ کہ ان حضرات کو اس ضرورت کا احساس ہو گیا لیکن ہم ان کی خدمت میں ایک اہم گزارش ضروری سمجھتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ اگر جدید مسائل ہی کے متعلق یہ مسلک اختیار نہ کر سکیں گے تا وقتیکہ آپ اپنے اختلافی معاملات کا حل قرآن کریم سے طلب نہیں فرمائیں گے۔ اختلافات صرف قرآن کریم سے مٹ سکیں گے کہ قرآن کریم کا مقصد ہی اختلافات کا مٹانا ہے۔ ایک قدم مزید آگے بڑھ کر کہا گیا۔

۲۔ جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ وقت کی نزاکت اور باہمی افتراق و انشقاق کی ہلاکت خیزی اور اس کے عواقب و نتائج مشؤمہ کا پورا پورا احساس کریں اور ان مختلف فیہ مسائل میں جو دور اوّل یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین و ائمہ مجتہدین کے زمانہ سے مختلف فیہ چلے آتے ہیں باہم رسّہ کشی کا باعث نہ بنیں اور اپنی اپنی جگہ اپنے عقیدہ کے موافق مذہب پر عمل کرتے ہوئے دوسرے خیال کے مسلمانوں پر زبان طعن دراز نہ کریں اور سب تشتّت سے محترز رہیں۔ وقت کا تقاضا اخوت کے ماتحت بھائی بھائی کی طرح زندگی بسر کریں اور باہمی تعاون و تناصر

گرنے کے لیے منیا بن بیٹھی جمعیت بن گیا ایک مستحکم اور مضبوط پلیٹ فارم بن جائے
جس کو کسی مخالفت کی دشمنی کسی قسم کا گزند نہ پہنچا سکے۔

اسی طرح یہ جلسہ صوبہ سرحد کی کشمکش کے اس دور میں تمام مسلم جماعتوں سے درد مندانہ اپیل کرتا ہے کہ اسلام اور قوم کی فلاح و نجات کی خاطر اس کے اختلافات کو دلائل و براہین کی روشنی میں تحقیق حق کے اصول پر وضع کرنے کی سعی کریں اور اختلاف رائے کے باوجود باہمی مناظرت اور تحزیب و تذلیل کا مذموم طریقہ اختیار نہ کریں کہ یہ اسلامی دنیا اور قومی زندگی کے لیے تباہ کن اور اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔"

یہ تجویز بھی موجب اطمینان ہے اور مقام مسرت ہے کہ وہ حضرات جو ابھی حال تک ملت کا راز فرقوں کے قیام میں دیکھتے تھے آج زمانے کے انقلاب سے اتنے مجبور ہو چکے ہیں کہ فرقہ بندی کی لعنت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کی ضرورت محسوس فرما رہے ہیں۔ خدا کا احسان ہے کہ اس نے ان حضرات کے دل میں یہ نیک خیال پیدا کر دیا۔ اسی تجویز کے بارے میں ہم اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ بحالات موجودہ اس مسلک پر کاربند رہیے کہ اصول دین میں اتفاق کر کے فروعات کے اختلافات کو برداشت کر لیا جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دین کے حقیقی نظام کی فکر کیجیے۔ اور وہ نظام اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی دینی حکومت ہو جس میں قرآن کریم کا قانون ملت نافذ ہو اور اختلافات کی صورت میں مرکز ملت کی طرف رجوع کیا جائے۔ جب تک یہ نظام قائم نہ ہوگا۔ دین اپنے صحیح اور حقیقی خطوط پر متشکل نہ ہوگا۔ حضور نبی اکرمؐ کے اسوۂ مقدسہ نے دین کے تشکل کی یہی شکل بتائی ہے۔

## تجویز بابت مدارس عربیہ کا نصاب

جمعیۃ العلماء ہند کا اجلاس
مدارس عربیہ و نصاب کی ترمیم

نصاب میں اب بہ حاضرہ کی ضروریات کے مطابق تبدیلی کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے اس لئے مدارس عربیہ کے ذمہ دار حضرات اور تعلیمی حلقوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ماہرین تعلیم کی ایک کمیٹی اس پر غور کرنے کے لئے باہمی مشورے اور تعاون سے مقرر کر کے ایک ایسا نصاب مرتب کرائیں جو دینی علوم کی تکمیل کے ساتھ ضروریات عصریہ میں بھی مہارت پیدا کرنے کا کفیل ہو۔

اللہ کا شکر ہے کہ ان حضرات نے اس ضرورت کو بھی محسوس کر لیا ورنہ ہم نے جب کبھی ان کے نصاب پر تنقید کی جبیں پیشانی کے تیوروں سے اس کا جواب ملا۔

جمعیۃ العلماء ہند کا یہ جلسہ مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ ایک شہر میں بلا ضرورت دس دس بیس بیس مساجد میں نماز جمعہ قائم کرنے سے احتراز کریں کیونکہ اس تعداد و تفاوت سے نماز جمعہ قائم کرنے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور شوکت اسلام کے اظہار میں خلل پڑتا ہے۔ حتی الامکان ایک مسجد میں تمام مسلمان نماز جمعہ پڑھا کریں تو بہتر ہے۔ جو لوگ خیر خواہ نفع کر جس نے جمعہ کی نماز کو بھی چند خاص نمازوں کی حیثیت دے دی ہے جہاں تک جلد ممکن ہو موقوف کر دیا جائے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جمعہ کا خطبہ ایسی زبان میں دیا جائے جسے سامعین سمجھتے ہوں ورنہ ظاہر ہے کہ بغیر خطبہ دلوں میں طرح جمعہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے مساجد میں تشریف لانے کی زیادہ ہوں کہ ان میں صحیح دینی کشش پیدا کی جائے۔ اور مسلمانوں میں وحدت اس شکل میں پیدا ہوگی کہ اختلافی مسائل کو چھوڑ کر جمعہ میں دین کے اصول سے متعلق خطبات دئے جائیں۔

ہم ان تجاویز کو دیکھ رہے ہیں جو دوبارہ کی صحت نیا دس دیکھو

صمدیت کے قبۂ عالیہ پر بجز خشوع و خضوع کے کچھ رہنے کی ... کامی
لے اس ناتواں و ضعیف جماعت کی آواز میں اثر پیدا کر دیا کہ چار
سال کے قلیل ترین عرصہ میں مولوی صاحبان کے گروہ میں یہ انقلاب
نظر آ رہا ہے حالانکہ ان حضرات کے سب پر کشتۂ ستم سے بنا جو ہر نظر آ
تھا کہ یہ کبھی اس راہ کی طرف نہیں آئیں گے لیکن صداقت کی آواز خود
اثر رکھتی ہے یہ اللہ کا احسان ہے جس کے لیے ہم اس کے حضور
شکر گزار ہیں۔

ایک تجویز میں کہا گیا:-

"جمعیۃ العلمائے ہند کا یہ اجلاس اسلامی ممالک خصوصاً عراق، ایران،
شام، فلسطین وغیرہ کے موجودہ نازک ترین حالات کو نہایت خطرہ کی نظر
سے دیکھتا ہے کہ ان اسلامی ممالک کو استعمار پسند طاقتیں کس طرح اپنے نوآبادی
مقاصد میں استعمال کرنے کے لیے منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔ ان کی تسلیم شدہ
آزادی کو پامال کیا جا رہا ہے یا ان کے فطری حق آزادی سے انہیں محروم
کرنے کی کوشش کے لیے کیسے کیسے حیلے تراشے جا رہے ہیں۔ جمعیۃ العلماء بار
بار اس کا اعلان کر چکی ہے اور آج بھی اس اعلان کا اعادہ کرتی ہے کہ
اسلامی ممالک پر کسی اجنبی طاقت کا تسلط ہندوستان کے مسلمان یا عالم اسلام
برداشت نہیں کریں گے اور جب تک اسلامی ممالک پر سے استعمار
پسند طاقتیں اپنا تسلط مکمل طور پر نہ اٹھا لیں گی، ایمان کو آزادی کا ... کی
تقاضا ہی ... کا مرتبہ ... رہیں گے۔ اس وقت تک مسلمان چین سے
نہیں بیٹھیں گے اور مطمئن نہیں ہوں گے۔ اس تجویز کی تائید میں جناب ابو سعید
صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سے اگر کہا جائے کہ تمہیں دوسرا
سلطنتیں دی جائیں یا جانے کا کیا نام ... دیا تم ... تو ہم کہیں گے کہ تمام دنیا
کے مسلمان اسلامی اخوت کے رشتہ میں منسلک ہیں وہ غیر نہیں ہیں ...

اس طرح اگر کسی غریب آدمی کا کوئی رشتہ دار امیر ہو تو وہ اس کی دولت میں حصہ دار نہیں ہوتا لیکن پھر بھی اسے ہمیشہ یہ خوشی اور حوصلہ ہوتا ہے۔ کہ میرا ایک رشتہ دار امیر ہے اور یہی اس کی عزت کا باعث ہوتا ہے اور وقت پڑے اس کی کچھ نہ کچھ نقصان ہونے سے روک سکتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ امیر رشتہ دار اس کی مدد کو آ جائے۔ اسی طرح غلام مسلمان میں ہمیشہ اس احساس سے سرشار رہتا ہے کہ میرے ہم مذہب بھائی بر سر حکومت ہیں اور مجھے کسی غیر کے ظلم سہنے کا احتمال نہیں۔ اگر کوئی اس قسم کا ارادہ بھی کرے گا تو میرا آزاد مسلم بھائی میری مدد کو آئے گا۔

اس تقریر کو سامنے رکھیے اور اس کے بعد جناب حسین احمد صاحب مدنی کے خطبہ صدارت کے اس حصہ پر غور کیجئے جو پچھلے صفحات میں نقل کیا جا چکا ہے اور جس میں آپ نے پاکستان کی سکیم کے خلاف یہ اعتراض عائد فرمایا کہ اس سے ہندو اکثریت والے صوبوں میں مسلمان [illegible] [illegible] ہو جائیں گے۔

ہم جناب مدنی سے دریافت کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ جب حضرت سید صاحب کے خیال کے مطابق پنجاب کے غلام مسلمانوں کے لیے یہ باعث ہزار اطمینان ہے کہ افغانستان میں اس کا [illegible] کی حکومت اور [illegible] ہے اور اس کی وجہ سے یہاں کا کوئی دشمن اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ تو کیا پنجاب کے آزاد [illegible] ہونے کی صورت میں یو۔پی کے مسلمان کو یہی اطمینان نصیب نہ ہو جائے گا۔ کہ اس کا بھائی پنجاب میں طاقت اور حکومت کا مالک ہے اس لیے اس کی طرف کوئی دشمن آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ مسلم اکثریت کے صوبوں کے [illegible] آزاد [illegible] حکومت میں

دفاع، امورِ خارجہ، مالیات وغیرہ کا نظم و نسق سب اپنے ہاتھ میں رہے گا۔ اقلیت کے صوبوں کے مسلمانوں کے لیے ہزار تقویت کا باعث ہوگا۔ اگر یہاں کے مسلمانوں کے پاؤں میں کانٹا چبھے گا تو جواب کے مسلمانوں کی آنکھ میں نیند حرام ہو جائے گی اور جب کسی وقت ذرا ذرا سا یہ معلوم ہو کہ مظلوم بے کس و بے یار نہیں بلکہ اس کی تکلیف اس کے کروڑوں طاقتور بھائی دور کریں گے تو یہ وجہ اطمینان ہو گی تو وہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے سے پیشتر سو مرتبہ سوچے گا۔

بہرحال جیسا کہ ہم نے شروع میں لکھا ہے، یہ امر موجبِ اطمینان ہے کہ ہمارے متعلق موجودہ جماعتوں کا قدم اب صحیح سمت کی طرف اٹھ رہا ہے۔ قدرت کرے کہ اب ان میں یہ توفیق پیدا ہو جائے کہ کشادہ ظرفی سے اپنی غلطی کا کھلے بندوں اعتراف کر کے بکھری ہوئی قوت سے پھر آ ملیں۔ ہم میں یقیناً قوت و سیاست کی یہ بیشتر نے لیگی قوت سے زیادہ خود ان حضرات کے وقار کا راز بھی اس میں مضمر ہے۔ ... مگر یہ سمجھ کر غیروں کو ان حضرات کی فروخت تھی اب ہمارے معاصر اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ ملت کا سہارا چھوڑ دینے والوں کی مسلمانوں کی نگاہ میں کیا وقعت ہوتی ہے۔ اسی لیے ذرا اس اعتبار سے بھی انہیں اس کی ضرورت ہے اور یہ کہ ان کی سیاسی بصیرت کی بنا پر جیسا کہ اس کی مثال مسٹر جناح بدل کا نقشہ ہے۔ خدا کرے کہ ان حضرات کی سمجھ میں یہ بات آ جائے۔ ورنہ ملت اسلامیہ کا کارواں، بفضلہ تعالیٰ خراماں خراماں جانب منزل جا رہا ہے۔ اللہ کی رحمتیں اس کارواں کے ساتھ ہوں!

(طلوعِ اسلام، بابت ... صفحہ ...)

# جداگانہ انتخاب

توحیت پرست مسلمان مخلوط انتخاب کے ذریعہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی متحدہ قومیت بنانا چاہتے تھے لیکن ایک حقیقت پسند غیر مسلم اس بارے میں اپنی رائے کا یوں اظہار کرتا ہے یہ صاحب آنند [illegible] یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر [illegible] اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں:-

"۔ ۔ ۔ جداگانہ انتخاب کا جواز اس سبب سے ہے کہ مسلمانوں کو ہندو اکثریت کی حکومت پر اعتماد نہیں۔ یاد رکھئے کہ محض جداگانہ انتخاب مسلمانوں کے جملہ خدشات کو رفع کرنے کے لیے کافی نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ صرف ان مسلمانوں کو وزارت میں شامل کیا جائے جو جداگانہ انتخاب کے تحت اپنی قوم کا اعتماد حاصل کر کے اسمبلی میں آئے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ ایوان کی سب سے بڑی پارٹی کے رکن ہیں یا نہیں۔ ۔ ۔ ۔ فرض کیجئے کہ مسلمانوں کے لیے بیس نشستیں محفوظ ہیں۔ انتخاب کے وقت کانگریس ان بیس نشستوں سے دس پر امیدوار کھڑے کرتی ہے لیکن صرف پانچ نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ اگر کانگریس ان پانچ میں سے ایک کو وزارت کا منصب عطا کرتی ہے تو [illegible] مسلمان وزیر مسلمانوں کے حقوق کا محافظ تصور کیا جانا چاہیئے تو یہ طریق عمل جمہوری اصولوں کے قطعاً منافی ہے۔"

"ایک صوبے میں جہاں کانگریس کسی مسلمان کو کامیاب نہیں کرا سکی [illegible] مسلمان کو [illegible] وزارت کی کرسی پر [illegible] [illegible]

کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

"اب یہ امر بالکل واضح ہو چکا ہے کہ [illegible] کے تحفظات [illegible] انتخاب کو کانگریس نے اس طرز عمل سے تہس نہس کر کے رکھ دیا ہے مسلمانوں کے لئے [illegible] اور دستوری [illegible] جو مقام حاصل کیا تھا [illegible] دیا گیا ہے [illegible] مساوات کیا اب یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ مسلمان [illegible] کی اس کارگزاری سے مطمئن ہوں گے (یہی وجہ ہے کہ ان کے جذبات میں اضطراب اور ہیجان پیدا ہو رہا ہے اور وہ متحدہ [illegible] خود مختار [illegible] کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔"

"میں خود ایک زمانے میں اس بات کا حامی تھا کہ نشستوں کے تحفظ کے ساتھ [illegible] میں مخلوط انتخاب رائج ہونا چاہیے لیکن کانگریس کا موجودہ [illegible] کا [illegible] دیکھنے کے بعد مجھے یہ عرض کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ ہندوستان میں مخلوط انتخاب جاری ہونے [illegible] کوئی امکان [illegible] رہا۔"

([illegible] صفحہ [illegible])

## سر پرسیول گرفتھس

"سر پرسیول گرفتھس، جو ایک زمانے میں ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں یورپین گروپ کے لیڈر تھے۔ اسی موضوع پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

... [illegible] کانگریس [illegible] جنہوں [illegible] اکثریت کے صوبوں میں کانگریس اور لیگ کی مشترکہ [illegible] بنانے سے انکار کر دیا [illegible]

[illegible] CONGRESS IN OFFICE ([illegible]) BY C. R. REDDY, PAGE 21

کو صرف کانگریس پارٹی کے ممبروں تک محدود رکھا۔ مثلاً یو۔ پی میں وزارت سازی کا وقت آیا تو مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ مسلم لیگ کو توڑ کر انفرادی اور مجموعی طور پر کانگریس میں جب جذب ہو جائیں تو انھیں وزارت میں جگہ دی جا سکتی ہے۔ باقی صوبوں میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا تھا۔[1]

• یہ مشہور ہے کانگریس کی یہ بہت بڑی غلطی تھی۔ ورنہ لیگ اور کانگریس کے معاشرتی اور سیاسی پروگرام میں کوئی فرق نہیں تھا۔ اس لیے اگر کانگریس لیگ سے مل کر مشترکہ وزارتیں بنا لیتی تو ایسی وزارتیں نہایت آسانی سے کام کر سکتی تھیں۔ بہرحال سیاسی ... بے چارے مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ انھیں اقتدار سے صرف اس لیے محروم رکھا گیا ہے کہ کانگریس صرف ہندو اکثریت کی جماعت ہے۔

## سید طفیل احمد منگلوری مرحوم

جو مسلم لیگ کے سخت مخالف اور کانگریس کے بہت بڑے معاون تھے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔۔

"۔۔۔ مسلم لیگ کے منشور میں مسلمانوں کی مخصوص خود غرضی کے ساتھ صرف مذہب، زبان اور تمدن کی حفاظت درج تھی۔ اس کے بعد ملی ترقی کے کاموں اور عوام، انتخابات کے تعاون کے بارے میں مسلم لیگ نے کانگریس کا پروگرام اختیار کر لیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم لیگ کے امیدوار کامیاب ہو کر جب کانگریس نے وزارتیں اسمبلی میں ... اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سال بعد تک ... ہو گا اور مسلم لیگ اور کانگریس ایک جان دو قالب ہو کر ملک کا کام کریں گی۔ مگر کانگریس کی رفتار

---

[1] The British Impact on India by Sir Percival Griffiths, Page 340

اگرچہ گوارا تھا کہ یہ دونوں جماعتیں بہ کشمکش باشرکت کام کریں۔ چنانچہ انتخابات میں کانگریس کی غیر معمولی کامیابی کے ساتھ ہی مسلم لیگ سے اس کی دوستی ختم ہو گئی۔ غیر معمولی کامیابی کی وجہ سے جب کانگریس نے اپنی اکثریت دیکھ کر اپنے اقتدار میں مسلم لیگ کے وزراء کو شامل کرنے سے انکار کر دیا۔[1]

## ایڈورڈ ٹامسن

جو گاندھی جی، جواہر لال، ڈاکٹر محمد اقبال، مسٹر جناح اور دیگر چند نامور لیڈروں کے ذاتی دوست تھے۔ اور انگلستان میں سالہا سال تک کانگریس کا پرچار کرتے رہے تھے، اسی مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اگر آپ مجلس قانون ساز میں کسی جماعت کے لیے عہدوں کی نشستیں محفوظ کرتے ہیں تو آپ انتہا یہ کرتے ہیں کہ قدرتی طور پر اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جماعت کابینہ میں بھی اسی نسبت سے اپنے لیے عہدوں کی نمائندگی کا مطالبہ کرے گی۔ اگر آپ یہ مطالبہ پورا کرنے سے انکار کریں گے تو وہ جماعت یہ سمجھنے پر مجبور ہوگی کہ اس قسم کی نمائندگی کا نتیجہ ہمیشہ اس کو اقتدار سے محروم رکھنا ہے۔ یعنی ایک فریب ہے۔"

"کانگریس نے اپنے مقررہ کام میں جو صرف ہندو ممبروں پر مشتمل تھا، کسی مسلم لیگی کو شامل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس طرح مسلم لیگ میں غم و غصہ کی ایک شدید لہر دوڑ گئی۔ موجودہ ہندو مسلم کشیدگی کی سب سے بڑی وجہ یہی ایک واقعہ ہے۔ مسلم لیگ نے جب دیکھا کہ اسے سیاسی طاقت سے محروم کر دیا گیا ہے تو وہ صرف تاسف ہی نہیں بلکہ سخت تاسف پر اتر آئی۔"

[1] مسلمانوں کا روشن مستقبل: از سید طفیل احمد منگلوری، صفحہ ۴۰۹

"بہرحال یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ کانگریس کی غلطی تھی جب تک جداگانہ انتخاب کا طریقہ قائم ہے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وزارتیں مخلوط پارٹیاں بنائی جائیں۔ بلکہ میں تو یوں کہوں گا کہ جب تک جداگانہ انتخاب ختم نہیں ہو جاتا ہندوستان میں مشترکہ ذمہ دار گورنمنٹ نہیں قائم ہو تی چاہیئیں۔ کانگریسی لیڈر صاحبان اپنی غلطی محسوس کر رہے ہیں۔"[1]

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مسلم لیگ نے صرف چھ وزارتوں کے لیے ہندوستان بھر میں طوفان کھڑا کر دیا۔ یہ اندازِ فکر غلط، گمراہ کن اور سیاسی حقائق سے بے خبری کا ثبوت ہے۔ سوال چھ وزارتوں کا نہیں تھا بلکہ سوال یہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمان ایک جداگانہ قومی ہستی کے مالک ہیں یا نہیں؟ انگریز نے ۱۹۰۹ء میں جداگانہ انتخاب کا اصول منظور کر کے مسلمانوں کی جداگانہ قومی ہستی کو تسلیم کر لیا تھا اور کانگریس نے ۱۹۱۶ء میں میثاق لکھنؤ پر دستخط کر کے اس جداگانہ قومی ہستی کی توثیق کر دی تھی۔ میثاق لکھنؤ پر دستخط کرنے والوں میں سے بہت سے لیگ اور کانگریس کے کندھے جھکے ہوئے تھے۔ پھر کانگریس کس منہ سے مسلمانوں کی جداگانہ قومی ہستی سے انکار کر سکتی تھی؟

کانگریس نے جب کھلے میدان میں شکست کھائی تو چور دروازہ سے داخل ہو کر مسلمانوں کے قومی شیرازہ کو منتشر کرنا شروع کیا۔ کانگریس جو ہمیشہ صداقت، اخلاق اور اصول کا پرچار کرتے تھے لیکن آپ کے حواریوں نے آپ کی آنکھوں کے سامنے مسلمانوں کو وزارت کی رشوت دے دے کر اپنی قوم سے غداری کرنے کا سبق سکھانا شروع کیا۔ کسی مسلمان کو پارلیمنٹری سیکرٹری بنانے کا چکمہ دیا گیا

---

[1] ENLIST INDIA FOR FREEDOM (1940) BY EDWARD THOMPSON, PAGE 56

کسی سے وزیری کا وعدہ کیا گیا اور کسی کو سیکریٹری کا لالچ دیا گیا لیکن ہر جگہ شرط یہ رکھی گئی کہ پہلے مسلم لیگ کو چھوڑ کر کانگرس کے حلف نامے پر دستخط کرو۔ پھر سب کچھ مل جائے گا۔ یہ ہتھکنڈے اپنے مشتبہ تھے جو انگریز [illegible] تھا اور اب چونکہ انگریز کے اسیر ہندوازم کی جگہ کانگرس کا آسیب ہندوازم قائم ہو گیا تھا اس لیے پرانی شراب نئے گلاس میں تقسیم ہونے لگی تھی۔" (اقبال کے آخری دو سال صفحہ ۴۶۰ تا ۴۶۴)

## پروفیسر کوپ لینڈ

رقمطراز ہیں:-

"مسلمانوں کی اکثریت کے صوبوں میں کانگرس کا طریق کار یہ تھا کہ وہاں غیر کانگرسی وزارتوں کے مخالفوں کی ہر ممکن طریقہ سے حوصلہ افزائی کی جائے اور جہاں پر وزارتوں میں پھوٹ ڈال جائے۔ مسلم لیگ کا زیادہ زور اقلیت کے صوبوں میں تھا۔ کانگرس محسوس کرتی تھی کہ اگر اقلیت کے صوبوں میں مسلم لیگ کو کچل دیا گیا تو اکثریت کے صوبوں میں اس کا وجود خود بخود ختم ہو جائے گا۔ پھر مسلم لیگ کے علاوہ اور کوئی جماعت ایسی نہیں تھی جو ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک حیثیت قوم پر جمع کر سکے۔ اس لیے لیگ کے ختم ہوتے ہی مسلمانوں کا بچا وحدت ہو جانا یقینی تھا۔ صوبہ سرحد میں کانگرسی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ پنجاب اور بنگال میں اگرچہ کانگرس کا برسر اقتدار ہونا بظاہر ممکن نظر نہیں آتا تھا لیکن اگر ان صوبوں کے مسلمانوں کو جمع کرنے والی کوئی طاقت باقی نہ رہتی تو پھر کانگرس ان میں برسر [illegible] نسبتہ وہ [illegible] الگ [illegible] ہمت کر گئے اور انہیں جو مفادات حاصل کرے [illegible] قائم کر سکتی ہے۔"

1 INDIAN POLITICS (1936 TO 1942) PAGE 111

کانگرس بھی انگریز کے امپیریلزم کو راستے سے ہٹا کر مکمل قرار دے کر اسی راستے پر گامزن ہو چکی تھی۔ چنانچہ اب اس کی انتہائی کوشش تھی کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانانِ ہند کے مرکزی نظام کو جس کا نام آل انڈیا مسلم لیگ تھا پاش پاش کیا جائے۔ ڈاکٹر آر۔ ریلیمی وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی اس پر یوں روشنی ڈالتے ہیں:۔

"کانگرس نے مسلم لیگ کا زور توڑنے کے لیے ہر طریقہ اور حربہ اختیار کیے تھے ان میں سب سے پہلا حربہ یہ تھا کہ تمام فرقہ وارانہ جماعتوں کو ختم کر دیا جائے تاکہ کانگرس کا یہ دعویٰ صحیح ثابت ہو سکے کہ وہ ہی ہندوستان کی واحد سیاسی جماعت ہے جو برطانوی امپیریلزم کے سامنے گفت و شنید کا استحقاق رکھتی ہے۔"

"جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے کانگرس نے اپنی مذکورہ بالا پالیسی کو پیش نظر رکھ کر ذیل طریق کار اختیار کیا۔

۱۔ مسلم رابطہ عوام کی تحریک جاری کی گئی مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ مسٹر جناح اور مسلم لیگ کے لیڈروں کو اپنا رہنما تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔

۲۔ الیکشن میں مسلم لیگ کے مقابلے میں کانگرس امیدوار کھڑے کیے گئے۔

۳۔ کانگرسی وزارتوں میں ان مسلمانوں کو شامل کرنے سے انکار کیا گیا جنہیں جداگانہ انتخاب کی رو سے اپنی قوم کا اعتماد حاصل تھا اور جو اپنی قوم کے حقوق کی حفاظت کرنے کے سب سے زیادہ اہل تھے۔

۴۔ اسمبلی کے ان ممبروں کو جو مسلم لیگ کے ٹکٹ یا آزاد منتخب ہو کر آئے تھے وزارتوں اور عہدوں کا لالچ دے کر

کانگریس کے حلف نامے پر دستخط کرنے کے لیے مجبور کیا گیا اور جب تک انہیں اس قسم کے چمتکار دل سے خرید لیا گیا تو شرافت کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر انہیں دوبارہ الیکشن لڑنے کے لیے مجبور نہیں کیا گیا۔

۵۔ جب جناح کو کانگریس کا یہ دعوے تھا کہ وہ کسی غیر کانگریسی فریق کے ساتھ مل کر مخلوط وزارت نہیں بنائے گی۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت کے صوبوں میں کانگریس نے اس اصول کو آسانی سے ترک کر دیا۔ اس سے پہلے تو مسلمانوں کے اتحاد میں پھوٹ ڈالی اور پھر آپس کے باہمی اختلافات سے فائدہ اٹھا کر ان کی متحدہ قوت کو توڑا اور اپنی مخلوط وزارتیں قائم کیں۔

۶۔ کانگریس نے اقلیتوں کے آئینی تحفظات کا قلع قمع کر دیا اور صوبوں میں وحدانی وزارتیں قائم کر کے نیز دوسرے قابل اعتراض ذرائع اختیار کر کے ایسی جمہوری حکومتوں کے تمام تحفظات کو ختم کر دیا جن میں باہمی مشاورت اور تعاون سے نظام سلطنت چلایا جاتا ہے۔ بقول مسٹر جناح کے کانگریس نے اس طرح اپنی فسطائیت کا ثبوت دیا۔[1]

(اقبال کے آخری دو سال صفحہ ۴۹۹ تا ۵۰۲)

## سردار سردول سنگھ کویشر

انہی دنوں سردار سردول سنگھ کویشر نے علامہ اقبال کو خط لکھ کر فرقہ وارانہ مسئلہ سے التجا کی تھی کہ خدا کے لیے مسٹر جناح کو آمادہ کریں جس میں مسلم لیگ کو شامل کر کے متحدہ محاذ قائم کیجئے۔ سردار سردول سنگھ

1. CONGRESS IN OFFICE PAGE 125

کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کے جلسے پر آتے رہتے تھے لیکن چونکہ وہ اس
قبول کرنے کے حامی نہیں تھے اس لیے جب اس مسئلہ پر ان کا کانگرس
سے اختلافات ہوئے تو انہوں نے ورکنگ کمیٹی سے استعفیٰ دے دیا تھا
تاہم کانگرس کے باقی حلقوں میں ان کا وقار بدستور قائم تھا۔
مسٹر راجگوپال آچاریہ نے گاندھی جی کو لکھا تھا کہ۔۔

۱۔ جب کانگرس مسلمانوں کے حلقوں کے انتخاب میں قطعاً کوئی
کامیابی حاصل نہیں کر سکی تو کہاں کا اخلاق اور انصاف ہے
کہ آپ ایسے مسلمان کو جو وزارت کا بھوکا ہے کانگرس
میں شامل کر لیتے ہیں اور پھر اس کو مسلمان قوم کا نمائندہ قرار
دے کر بڑے فخر سے اس کی نمائش کرتے پھرتے ہیں۔

۲۔ جب کانگرس نے جداگانہ انتخاب کے اصولوں کو منظور کر لیا
ہے تو پھر یہ الیکشن لڑنے سے جداگانہ انتخاب کا تقاضا ہے۔
کہ اسی مسلمان کو وزارت میں جگہ دی جائے جس پر اس کی
قوم کو اعتماد رہے۔

۳۔ جہاں تک تعمیری اور سیاسی پروگرام کا تعلق ہے مسلم لیگ
اور کانگرس کے بیچ اصولی طور پر کوئی فرق نہیں اس لیے مسلم لیگ
کے ممبروں کو لیگ سے منحرف کر کے کانگرس میں شامل کرنے
کی جدوجہد بیکار ہی نہیں بلکہ شر انگیز ہے۔ اس طرح مسلمان
ہمارے دشمن ہو جائیں گے۔

۴۔ جب مسلم لیگی ممبر کانگرس کے پروگرام پر عمل کرنے کو بخوشی
تیار ہیں تو انھیں لیگ چھوڑ کر کانگرس کے حلف
نامے پر دستخط کرنے کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔
گاندھی جی نے اس خط کا جواب دیا تھا کہ۔۔

"آپ کا مقصد آپ کی طرف دعوت اور دوسروں کو قائل کر دینے والا
ہے۔ میں یہی سمجھتا ہوں۔ میں نے آپ کا مقصد اعلیٰ حلقوں میں دیکھ لیا
ہے۔" (انجام کے نگہ فری، دو سال مصطفیٰ ۴۰۶ تا ۴۰۶)

قومیں تفکر سے محروم ہو کر کس طرح تباہ ہو جاتی ہیں اور جیسے افراد بھی فہم و فراست اور عقل و بصیرت گم ہو جاتی ہے وہ کس طرح آنکھ کی اس گی لالی بیس اس ملاتے ہیں جس کے لیے وہ اپنی صلاحیتیں نذر کر دیتے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ بعض غیر مسلم کس طرح ایک حقیقت کو علم کر کے دلیل گرامی کا مدعی الشرافت وہ قرار نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی حقیقت پسندی کی تلقین اور درخواست کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارے نیشنلسٹ علماء ہیں جن کی نمازیں ہی ہندو میں ہو گئی تھیں کس طرح دو دو صے کے حامی ہیں کے مسلم کا شکار ہو کر مسلمانوں کی ملی تحریک کے خلاف سینہ سپر اور مخالفت و دشمنی کے تمسک میں غرق ہیں۔ محولہ بالا سطور میں قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہوں گے کہ وہ ہندو کانگریس کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ تمام ہندوستانیوں کی واحد جماعت ہے۔ کس طرح ٹی تنقس کے عالم مسلمان کو عداوت میں جینے سے گریز بار بار کر رہی ہے۔ اور بالآخر اب کو تسلیم کر بیٹھنے کے بعد ایسے گروہ کا مسئلہ ہو اور واضح ثابت کرتا ہے کہ کانگریس کے نیتاؤں کے دعوے اداس کیا تھے۔

## نوائے وقت بحوالہ سول ملٹری گزٹ

۲۶ اپریل ۱۹۴۵ء

"مولانا حسین احمد مدنی نے تمام کرنے کی:
مسلم لیگ کو شکست دینے کے لیے قوم پرست مسلمانوں کی منصوبہ"

جیسا وہ جو ایک پہلی سرحد پر شملہ کانفرنس تین ماہ کی نشست کے بعد ختم ہو گئی۔ کانفرنس کے متعلق جیسا کہ اکثر مقرر رہتے تھی کہا یہ کہنا غلط ہو گا۔ کہ یہ صرف سر خیر شخصوں کی ہنگامہ آرائی کا نتیجہ تھی اس کے برعکس یہ کانفرنس تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے کے جذبات کا آئینہ دار تھی اور اس کی کارروائی پورے طور پر غور کا نتیجہ تھی۔

اس کانفرنس کے دو مقاصد تھے، اول یہ کہ کانگریس کے نقطہ نظر کا سرکاری طور پر اعلان کیا جائے اور دوسرے یہ کہ مسلمانوں میں صاحب جناح کا ذکر تقویت دی جائے۔ خلاف جناح محاذ کی تجویز شیخ محمد عبداللہ جو کشمیری نے پیش کی۔ تقریر نے ایک تقریر میں واضح طور پر کہا کہ کیا وقت نہیں آ گیا کہ مسلمانوں کو مسٹر جناح سے برگشتہ کیا جائے تا کہ وہ راہ راست کی طرف اس کی طرف دیکھیں۔ شیخ عبداللہ نے کہا کہ مسٹر جناح کی شخصیت صدر کانگریس مولانا ابوالکلام آزاد کے مقابلے میں کمتر ہے لیکن مسلم لیگ کا صدر ہمیشہ عوام کی تائید حاصل کرتے ہیں کامیاب ہو جاتا ہے۔ شیخ عبداللہ نے نرم پرست مسلمانوں سے اپیل کی کہ حقیقت دل کا مقابلہ کریں اور مسٹر جناح کی قیادت کو ختم کر کے رکھ دیں۔

کانفرنس کے صدر سید محمود نے اگرچہ مخالف جناح محاذ کے قیام کی تفصیلات بتانے سے انکار کیا لیکن انہوں نے اتنا ضرور کہا کہ لیگ کے صدر کو منانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ۔۔۔ اب ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ہے۔ اور وہ یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ مسٹر جناح کی قیادت میں مسلمان کچھ ہندو ناقدار کا خوف رو کر ہندوستان کی آزادی کا

مخالفت بتایا جاتا رہے۔

## نیشنلسٹ مسلمانوں کی تصویر دیکھیے

### پنڈت جواہر لال نہرو کے موقلم سے

کانگریس میں بہت سے مسلمان شریک تھے۔ ان کی تعداد کافی تھی۔ ان مسلمانوں میں بہت سے قابل آدمی بھی تھے۔ بلکہ یوں کہیے کہ ہندوستان کے سب سے زیادہ مشہور سیاسی رہنما، عزیز لیڈر کانگریس کے ساتھ تھے۔ ان کانگریسی مسلمانوں نے اپنی ایک جماعت قوم پرست مسلم پارٹی کے نام سے ترتیب دی۔ اور فرقہ پرست مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ شروع شروع میں تو انہیں کچھ کامیابی ہوئی۔ اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کا بہت بڑا حصہ ان کے ساتھ ہو گیا۔ لیکن وہ سب اونچے اوسط طبقے کے لوگ تھے اور ان میں کوئی قوتِ حرکت نہ تھی۔ وہ اپنے پیشے اور کاروبار میں لگ گئے اور انھیں عوام لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ بلکہ یوں کہیے کہ ان کا کبھی تعلق پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر مشورہ اور معاہدے کرتے تھے۔ مگر اس کام میں ان کے حریف یعنی فرقہ پرست لیڈر زیادہ ماہر تھے۔ چنانچہ ان حریفوں نے قوم پرست مسلمانوں کی ہمت پیچھے ہٹانا شروع کیا اور انہیں ایک ایک کر کے اپنے سارے اصول ترک کرنے پڑے۔ ہمارے قوم پرست مسلمان غریب پسپائی سے بچنے کے لیے یہ کوشش کی کہ اپنے مطالبات کو کم کر کے اس پر اڑ جائیں لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھیں پیچھے ہٹنا پڑا اور اپنے مطالبات کو کم کرنا پڑا یہاں تک کہ ان کے پاس کوئی چیز باقی نہ رہ گئی جسے وہ اپنی کہہ سکتے۔ کوئی بنیادی اصول نہ رہا۔ جس پر وہ قدم جما کر کھڑے ہو سکتے

> سوائے ایک اصول کے جماعت کی کشتی کا لنگر تھا یعنی مخلوط انتخاب مگر اس کے بعد ایک دور آیا کہ موقعہ بے موقعہ انھیں اپنے مطالبات کم کرنے پڑے اور ان کا یہ لنگر بھی ٹوٹ گیا۔ چنانچہ آج وہ مرا اصول مخلوط کو جس پر انھوں نے اپنی جماعت کی بنیاد رکھی تھی جسے وہ بڑے زور و شور سے بے کر اٹھے تھے کھو چکے ہیں، اور ان کے پاس نام کے سوا کچھ بھی باقی نہیں۔
>
> انفرادی حیثیت سے قوم پرست مسلمان اب بھی کانگریس میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں لیکن جماعت کی حیثیت سے ان کی تباہی کی داستان بڑی حد تک دردناک ہے۔ یہ تباہی برسوں میں تکمیل کو پہنچی تھی اس پر آخری مہر اس سال ۱۹۳۷ء میں ثبت ہوئی ۱۹۲۷ء میں اور اس کے بعد کئی برس تک ان کی جماعت بہت طاقتور رہی اور انھوں نے مسلم فرقہ پرستوں کے خلاف جارحانہ رویہ اختیار کیا جاتا ایسا ہوا کہ کانگریس ان فرقہ پرستوں کے مطالبات اپنی مرضی کے خلاف منظور کرنے کو تیار ہو گئی لیکن ان کے رفقائے کار یعنی قوم پرست مسلم مدبروں نے خود انھیں روکا اور بڑی سختی سے مخالفت کی۔
>
> (میری کہانی صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۷)

## پھر وہی مسلم ماس کانٹیکٹ

نیشنلسٹ مسلمانوں کی جو قدر و منزلت اور عزت و قیمت مہاتما سبھائیوں کے دلوں میں تھی۔ پنڈت نہرو خود بالا سطور میں اپنی خود نوشت "میری کہانی" میں تحریر کر چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ ہندو لیڈر مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے مسلمانوں کو مسلم لیگی قیادت سے متنفر و بدظن کرنے کے لیے مہرے بدل بدل کر نیشنلسٹ مسلمانوں کو سامنے لا رہے تھے مسلمانوں کو

جناح سے بدگمان کرنے کے لئے مسلمانوں میں بھیجے تھے۔ اگر کہیں سجاد و دو حماسہ [illegible] ایمان و دین تھا تو کہیں جنرل شاہنواز صاحب مسلم لیگ کے خلاف پروپیگنڈے کے لیے نکلتے ہیں۔

یکم فروری ۱۹۴۶ء کو "نوائے وقت" لکھتا ہے:۔

"آج کل کسی دوسری جگہ یہ خبر درج ہے کہ ہندو کانگرس پنجاب میں مسلم رابطہ عوام کی تحریک شروع کرنے والی ہے اس مہم کا آغاز راولپنڈی ڈویژن سے ہوگا۔ دورا میں کے انچارج مسٹر شاہنواز ہوں گے۔ مسٹر شاہنواز مشہور ضلع راولپنڈی کے ہی نوجوان ہیں جو انگریزی فوج میں کپتان تھے۔ آزاد ہند کی فوج میں میجر جنرل بنے اور شاید اگلے سال تک پورے جرنیل بن جائیں گے۔ یہ میجر صاحب جب سے رہا ہوئے ہیں۔ ہندو کانگرس کا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ گزشتہ جنرل انتخابات میں انھوں نے سارے ہندوستان کی خاک چھانی اور مسلم حلقوں میں مسلم لیگ کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اس کے باوجود انہیں یہ جرأت ہوئی کہ آپ نے قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے یہ شکایت کی کہ پنجاب کے مسلمان اخبار مجھے ہندو کانگرس کا [illegible] سمجھتے ہیں۔

ہمیں حیرت ہے کہ ایک مسلمان کو ہندو کانگرس کا [illegible] بنتے ہوئے شرم نہیں آئی مگر جب اسے یہ کہا جاتا ہے کہ تم کانگرس کے ایجنٹ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ مجھے گالی دی گئی ہے۔ شاہنواز صاحب نے اپنے جیسی کم [illegible] جو پہلے ان کے آقا [illegible] ضرور [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] ہم ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جنرل [illegible]

سے ایک الگ ادارہ کا ہے اور مسلمانوں کو پنجاب کانگریس کے جھنڈے تلے منظم کرنا اور کام۔ اگر مقصد بعض مسلمانوں کو سنت جمعیتؒ اور خلیق جیسی کی طرح کانگریسی لیڈروں کے بلیک اور کیمپ سے کھانے ہوئے و دیلے سے مجبور ہے آ کرنا اور مشق کرنا ہی ہے تو میجر جنرل شاہنواز شوق سے یہ قسم چلائیں لیکن اگر وہ واقعی کوئی کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو جو کام نہرو اور آزاد سے نہیں ہو سکا آپ سے وہ دینداری کے ایک کھیل کو نہ کہ یہ فرمان جو سرچشمہ بہت کم اور دوران بہت زیادہ ہے کیونکر سرانجام دے سکیں گے۔ بہرحال ماہ رمضان کے مسلمان خبردار رہیں۔"

## ترنتاران میں احرار کی فتنہ انگیزی

"ترنتاران کے مسلمان ایک پسماندہ اقلیت ہیں اس لیے مقامی مسلم لیگ کی ایک مسیب کمیٹی نے یہ طے پایا کہ مقامی ہندو مہاسبھا اور کانگریس کی ریشہ دوانیوں کے مقابلہ میں اصلاح پسندان ترنتاران کی تبلیغی اور اتحاد کو برقرار رکھتے ہوئے۔ مقامی مجلس احرار سے یہ سمجھوتہ کر لیا جائے کہ آئندہ پبلک جلسوں میں ہر دو جماعتوں کے رہنما ایک دوسرے پر ذاتی اور شخصی حملوں سے پرہیز کریں گے صرف اپنی جماعتی پالیسی جیسی خدمات اور پروگرام کو پیش کیا جائے۔ چنانچہ مسٹر حمید اللہ صدر مسلم لیگ اور مسٹر عبدالغنی صدر مجلس احرار کے ذریعہ یہ ہر دو جماعتوں کی طرف سے اس اصول پر سمجھوتہ طے پا گیا مگر رمضان ۲۰ ستمبر کی شب کو ایک احراری پبلک جلسہ میں احمدیوں اور دوستوں نے اس سمجھوتہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قائداعظم کی ذات گرامی پر نہایت رکیک حملے کیے جس سے جلسہ میں بدامنی پھیل گئی اور پولیس کو اس

بحال کرنے میں مشکلات پیش آئیں۔ ایک احراری عوامی نے چیلنج دیا کہ ان کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ اس پر مسٹر حمید [illegible] نے اعلان کیا کہ وہ اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں۔ مگر احراری رضاکاروں نے وقت دینے سے انکار کر دیا جس پر جلسہ میں [illegible] بد امنی پھیل گئی جو پولیس کی کوششوں کے باوجود [illegible] ہوگی اور جلسہ [illegible] انجام کے ختم ہو گیا۔ اختتام پر [illegible] صدر مجلس احرار نے اعلان کیا کہ ان کی جماعت کی طرف سے [illegible] کی جو غلط [illegible] کی گئی ہے اسی سے انھیں سخت صدمہ ہوا ہے [illegible] مجلس احرار کی صدارت سے بطور احتجاج مستعفی ہوتے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جہاں کے [illegible] میں سکھ اور ہندوؤں کی طرف سے بھی مجلس احرار کی تائید و پشت پناہی میں نعرہ تکبیر بلند کیا جاتا ہے جس سے مقامی مسلمانوں کو سخت حیرت اور اچنبھا ہوا۔ غرضیکہ مسلمان اس واقعہ کی ہر جگہ مذمت کر رہے ہیں۔ (نوائے وقت یکم جنوری ۱۹۴۶ء)

## مسلم طلبا احرار کے گڑھ میں

"[illegible] (ضلع اٹک) سے [illegible] آج اسلامیہ کالج لاہور کا وفد مشتمل محمد شمیم [illegible] الدین، محمود حسین، خلیق الحسن، سراج الدین اور [illegible] ممبران وفد [illegible] [1] اور وہاں کے اردگرد کے علاقہ میں جو کہ احرار کا مرکز ہے، کا دورہ کیا اور تبلیغ کرنے کے بعد کئی احراریوں کو مسلم لیگی بنایا۔

[1] قصبہ [illegible] عبدالرحمٰن [illegible] مرحوم ایک [illegible] احرار کی حمایت و تائید کرکے [illegible] الیکشن لڑتے [illegible] کامیاب [illegible] ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں مسلم لیگی امیدوار [illegible] شکست دی۔ (مرتب)

پندرہ میل پیدل سفر کیا اور قریباً دس دیہات کا دورہ کیا
اب تک یہ وفد لوجزاری مکانوں کر تبلیغ کا پیغام پہنچا چکا ہے۔ وہاں
میں محمود نسیم نے تقریر کی دو ہیوں کا جلسہ کامیاب تھا۔
فقط والسلام
وزارت دعوت و تبلیغ ۱۳۳۱ء

## ایک ورق گم گشتہ

جناب خلیق قریشی پاکستان کے نامور صحافی اور نظریہ پاکستان پر اعتقاد و
ایمان رکھنے والے مخلص و مدبر اور اسلام کے بے باک ترجمان ہیں۔
آپ نے میری درخواست پر یہ واقعہ "ایک ورق گم گشتہ" تحریر فرمایا
ہے جس کی میں نے اپنی کتاب کے لیے فرمائش کی تھی۔
ملاحظہ فرمائیے :-
"قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی بے مثال فراست، بے نظیر
ذہانت اور بے مثال قوت فیصلہ کے باعث بڑوں کے لیے نمونہ اور
نوجوانوں کے لیے محبت کا مرکز بن چکے تھے۔"
ذرا آگے چل کر رقم طراز ہیں :-
"قائد اعظم نے بالکل صحیح طور پر نوجوانوں کو اپنا مخاطب قرار دیا
تھا، وہ افسردہ اور پژمردہ رگوں میں بجائے خون شعلہ ریزی کو دیکھنا چاہتے
تھے جن میں شعلہ بنا بن کر بجلی دوڑ سکتا تھا وہ برق رفتاری سے کام
لینا جانتے تھے اور کام لینا چاہتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ مختلف جماعتوں
میں بکھری ہوئی اور منتشر تحریکوں سے قوم کو وہ حاصل نہیں ہو سکا
جس کی یہ تحریکیں اور قوم مستحق تھی۔
پھر فرماتے ہیں :-

چنانچہ فرزندانِ لیبیا تذکرۂ قائداعظم کے گیت گا رہے دلدار
جگہ جگہ رہے تھے۔ برصغیر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک
فرزندانِ پاکستان زندہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند کر رہے تھے
انہیں حالات میں قائداعظم جب تشریف لائے اسلامیہ کالج
مدرسہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہو رہی تھی۔ یہ کانفرنس
فی الحقیقت پاکستان کے لیے خشتِ بنیاد اور اس کی منزل کے پہلے قدم
اوّل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کانفرنس نے طلبا کی راہوں کو معین
اعمال ارادوں کو مضبوط کیا تھا۔ اس کانفرنس نے ۱۹۴۳ء میں مسلم لیگ
کی بے مثال فتح کی بشارت دی تھی۔ اس کانفرنس کے متعلق بے شمار
مضامین اخباروں میں چھپ چکے ہیں۔ اس لیے ان تفصیلات میں جانے
کی ضرورت نہیں۔
لکھتے ہیں:۔

"مجھے اپنے بے شمار ہم عصروں کی طرح اس کانفرنس میں شرکت
کا یہ بطور خاص گیا ہوا تھا۔ اس جشن میں کام کرنے کا شرف بھی مجھے
حاصل تھا اس کانفرنس میں جس کی صدارت قائدِ ملت سید حسن امام
کر رہے تھے جہاں نشستیں کا بڑا ترنم ہو رہے تھے۔ یہ اعزاز بھی مجھے حاصل ہوا
کہ مرتبہ پروگرام میں نظم کا وقت مقرر جانے کے بعد قائداعظم کے خاص
ارشاد کے تحت میں نے وہ نظم پڑھی ۔

پھر ہم [illegible] ستم [illegible] ہوتے حضور
تو [illegible] کا تقاضا [illegible] ہوتے حضور

بلکہ مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ قائداعظم
نے اس کانفرنس کے موقع پر میری چند ارشادات صمیمی توجہ کے ساتھ
سنے جو میں نے سابق پنجاب کے بدنصیب انسانوں کے متعلق

کمیا جنہیں دیہات میں کمین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میں نے حضرت قائداعظمؒ سے عرض کیا کہ دیہات میں مسلمانوں طبقوں میں نہایت ہی بُری غیر اسلامی تقسیم ہے۔ انگریز نے اپنے مخصوص مقاصد کے تحت یہ تقسیم پیدا کی ہے۔ مگر اس سے مسلمانوں کو من حیث القوم بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔ خصوصیت سے اس لیے کہ ہندوؤں کے تینوں طبقوں یعنی شہری، ہندو دیہات، جندو اور اچھوت ہندو کو مراعات مل رہی ہیں۔ شہری سکھ، جاٹ سکھ اور مذہبی سکھ بھی تمام مفادات حاصل کر رہے ہیں۔ مگر مسلمان انگریز کی پیدا کردہ تقسیم سے محض گروہی مفادات میں اُلجھ چکے ہیں اور برادریوں کے تعصب کا بہت بُری طرح شکار ہو گئے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ قائداعظمؒ نے میری ان گذارشات کو بے حد توجہ کے ساتھ سُنا اور اکثر نکات میں حیرت کے ساتھ فرمایا: "واقعی دیہات میں ایسی صورت ہے۔ یہ تو بُری بات ہے۔"

قائداعظمؒ نے پاکستان کی جنگ فتح و کامرانی کے ساتھ جیتی انھوں نے پاکستان کو پاکستان کے عوام کا سرمایہ قرار دیا۔ آج قائداعظمؒ ہم میں نہیں مگر یہ موضوع آج بھی موجود ہے کیا صدر ایوب اس نہایت ہی اہم اسلامی اور انسانی موضوع کی طرف توجہ کریں گے؟

(سہ روزہ عوام ۲ فروری ۱۹۶۲ء)

## ترانۂ پاکستان

ذیل میں ترانۂ پاکستان جو جناب انور گمانی صاحب لدھیانوی نے ۹ فروری ۱۹۴۸ء کو ترانے کے وقت میں شائع کرایا تھا وطن کی یاد اور جوش و ایمان تازہ کرنے کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔ ہمارے نوجوانوں کی نسبت

اس ترانہ سے بخوبی اندازہ فرما سکیں گے کہ اقبال کے دیوانوں اور قائد اعظم کے فرزندوں نے کس جوش و خروش سے جنگ پاکستان لڑی تھی۔ توجہ فرمائیے۔

اکثریت کے بل پر ایک قوم ہے جو — بڑھتے ہی آئیں گاتے جائیں
جادۂ پاکستان کے راہی — قسمت کے بے باک سپاہی
ہم کو راستے کا کیا ہے ڈر
لے کے رہیں گے پاکستان

مسلم لیگ کا پرچم لے کر — ہر بستی ہر شہر میں جا کر
پاکستان کا نعرہ لگا کر — غفلت کے ماتوں کو جگا کر
ملت کا پیغام سنانا ہے
لے کے رہیں گے پاکستان

طاغوتی طاقتوں سے لڑنا — دشمن کے حملوں سے لڑنا
قسمت کے غداروں سے لڑنا — بدخواہی اور مکاری سے لڑنا
کوئی غرض ہے کیا ہم کو
لے کے رہیں گے پاکستان

کوہ و صحرا اب جاگے ٹکرا کر — بجھتے چراغ کے طوفان گزرے
شمع حرم کے پروانوں کو — قوم و وطن کے نام پہ مرے
خیبر قلعے فتح ہوا ہے
لے کے رہیں گے پاکستان

ہندو کے مسلم جانی دشمن ہیں — حق اپنا سب مانگ رہے ہیں
قسمت کا فرمان یہی ہے — مسلم کا ایمان یہی ہے
جنگ پاکستان یہی ہے
لے کے رہیں گے پاکستان

# مذہب کے نام پر منافقت

"پچھلے دنوں دہلی میں مسٹر گاندھی کی پرارتھنا کے دوران گڑبڑی ہوئی۔ کئی سال سے مسٹر گاندھی نے معمول بنا رکھا ہے کہ جہاں آپ کی پرارتھنا میں ہندو دیوی دیوتاؤں کی حمد و ثنا میں گیت و بھجن گائے جاتے ہیں وہاں کوئی مولوی صاحب قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں بعض ہندو نوجوانوں نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ ہم مسٹر گاندھی کو ایک مندر میں قرآن نہیں پڑھنے دیں گے اس پر گاندھی جی رضا کارانہ طور سے ان نوجوانوں کو باہر نکال دیا۔ دوسرے دن پھر یہی گڑبڑ ہوئی اور پولیس کو مداخلت کرنی پڑی چنانچہ تین ہندو نوجوانوں پر اس سلسلہ میں مقدمہ چل رہا ہے۔

"کل مسٹر گاندھی نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ میں ایک سناتنی ہندو ہوں۔ اس کے ساتھ ہی عیسائی، پارسی اور مسلمان ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہوں۔ کچھ مسلمان دوست بھی کہتے ہیں کہ میں ہندو رہتا ہوا قرآن کی آیات کیوں پڑھتا ہوں لیکن وہ نہیں جانتے کہ عملی مذہب زبان اور کتاب کی حد بندیوں سے آزاد ہے مجھے کوئی وجہ نہیں دکھائی دیتی کہ میں کلمہ کیوں نہ پڑھوں۔ اللہ کی حمد ثنا کیوں نہ کروں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر کیوں نہ کہوں۔"

ہم یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ مسٹر گاندھی اسلام کی مبادیات اور کلمہ کی اساس تک سے ناواقف ہیں اس لیے ہمیں بڑے افسوس اور دلی رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ریاکاری اور منافقت سے کام لیتے ہوئے عوام کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ سناتنی ہندو بھی محمدی کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ بدعت

کی تحریک سناتن دھرم کے خلاف بغاوت کی تحریک تھی۔ کسی شخص کا یہ کہنا کہ وہ بیک وقت ہندو بھی ہے اور بدھ مت بھی بالکل اسی طرح سے ہے جس طرح کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ وہ ہندو بھی ہے اور کمیونسٹ بھی۔ اسلام اور ہندو دھرم کا فرق اس سے بھی زیادہ ہے۔ سناتن دھرم دیوی دیوتاؤں اور بتوں کی پوجا پر زور دیتا ہے مگر اسلام کی اساس ہی توحید پر ہے اور مسٹر گاندھی کو معلوم ہونا چاہئے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد ایک سے زیادہ خداؤں کو کیوں کر مان سکتے ہیں؟ اگر وہ کلمہ پڑھنا چاہتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر سمجھتے ہیں تو انھیں ہندو دھرم چھوڑ کر اسلام قبول کرنا ہوگا۔ اسلام دین کامل ہے اور وہ کسی حالت میں بھی دوسرے مذہب سے سمجھوتہ کا روادار نہیں کوئی شخص کلمہ پڑھنے کے بعد ہندو دھرم یا عیسائیت کا معتقد رہ ہی نہیں سکتا۔

بات دراصل یہ ہے کہ مسٹر گاندھی نے یہ ڈھونگ بھی ایک مذہبی فرض کے ماتحت رچایا ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اور اسلام باقی سب دینوں سے مکمل اور افضل ہی نہیں بلکہ اب ہدایت و نجات کا ذریعہ صرف دین اسلام ہی ہے۔ مسٹر گاندھی مسلمانوں کو اس عقیدہ سے منحرف کرنا چاہتے ہیں اگر وہ مسلمانوں کے اس عقیدہ پر کھلم کھلا حملہ کریں تو شاید اس میں کامیابی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس سے مسلمان مشتعل ہوں گے لہذا انھوں نے ایک اور طریقہ ڈھونڈ نکالا ہے اور وہ خود گڑھا ہوا طریقہ یہ ہے کہ یہ پرچار کیا جائے کہ سب مذہب سچے ہیں اور سب آدمی برابر ہیں سب مذہبوں ہی بنیا؟

سچائی ایک ہی ہے اس لیے اسلام ہندو دھرم اور بدھ مت
میں کوئی فرق نہیں۔ مسٹر گاندھی ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کا یہ
بھولا بھالا فریب جس قدر دل فریب ہے اور اسلام اور ہندو دھرم میں
فرق کے قائل نہ ہوتے تو آپ سب سے بڑے بیٹے ہیرالال کے
قبول اسلام پر جامے سے باہر نہ ہو گئے اور نہ یہ اعلان کرتے کہ
میرے احباب کو میرے اس مسلم بیٹے سے کوئی تعلق نہیں رکھنا
چاہیے میں نے اسے عاق کر دیا ہے۔

قرآن کریم کی جو درخشاں تلاوت کی تحریک بھی یہی مذموم
مقصد لئے ہوئے ہے مسٹر گاندھی قرآن حکیم کو بھی رامائن اور گیتا
کی سطح پر لے آنا چاہتے ہیں۔ بھجن پرستانہ بھجنوں کے گائے
جانے سے پہلے یا بعد قرآن کی تلاوت کر کے مسٹر گاندھی مسلمانوں
کی کوئی خدمت نہیں کر رہے۔ بلکہ وہ مسلمانوں کی دل آزاری کر رہے
ہیں اگر وہ اپنی مشرکانہ پرارتھنا میں قرآن کریم کی تلاوت بند کر
دیں تو مسلمان ان کے شکر گزار رہیں گے۔

(زمزم وقت ۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء)

مولانا ابوالکلام مرحوم نے قرآن عزیز کی جو تفسیر اپنے دور متحدہ
قومیت میں لکھی ہے۔ وہ جہاں تک گاندھی کے اسی نظریے کو پیش نظر رکھ کر
ہے کہ تمام مذاہب یکساں ہیں اور مذاہب کی سچائیاں تمام مذاہب میں
یکساں ہیں۔ قرآن عزیز کی اسی گاندھوی تفسیر و تشریح اور تاویل نے
گاندھی میں یہ حوصلہ پیدا کیا کہ وہ مسلمانوں کو ورغلانے اور دھوکہ
دینے کے لیے ایسے فریب آمیز ہتھکنڈے استعمال کرے جب کسی
شخص کی دل و نگاہ و خیالات جو تراش سے ایسی حرکات کا صدور ہو جاتا
تعجب انگیز نہیں ہوتا۔ ابوالکلام مرحوم کی کافرانہ تفسیر ہی نے

گاندھی میں یہ جرأت پیدا کی کہ وہ اسلام کو تجدد پسندی اور ہندوازم کے ساتھ ملا کر مخلوط کر سکے۔ چونکہ اس موضوع پر اس کتاب میں جگہ جگہ مواد دیا گیا ہے اس لیے اس مقام پر ہم چنداں ضروری نہیں سمجھتے کہ مزید کچھ لکھا جائے صرف اتنا عرض کریں گے کہ نیشنلسٹ علماء کے سرخیل اور ابوالکلام مرحوم نے گاندھی اور کانگریس کے لیے جتنا فکری و عملی کام کیا ہے اور اسلام کے بنیادی اصولوں کی حقیقت و روح کو مسخ کرنے کے لیے جو ناقابل فراموش کردار ادا کیا ہے جسے مورخ نہ صرف تاریخ اپنے دامن میں محفوظ رکھے گی، اور آئندہ آنے والی نسلوں کو عبرت و موعظت کے ہزاروں سبق ملیں گے اور ان تاریخی حقائق کو دیکھ کر نوجوانان ملت مضطرب [illegible] ذہنیت و جماعت میں ہے تاہم [illegible] تعجب ہے کہ

ہماری منزل کا تھا وہ شخص ہماری راہ میں [illegible] تھا۔

جب راشٹر پتی ابوالکلام مرحوم واردھا کے سابرمتی کے بحر کے زیر اثر قرآن عزیز کی اس قسم کی تفسیر کر رہے تھے تو فطرت ان کی اس حرکت پر مسکرا رہی تھی اور نوجوانان ملت کو یہ مژدہ جانفزا سنا رہی تھی۔ کہ [illegible] کچھ تعداد ہی [illegible] تھے جب اپنے کانٹے بو چکے گا۔

قدرت نے دیکھا کہ اقبالؒ کے مدرسے میں جو اس وقت زیر تربیت تھے انھوں نے کس طرح اس دجل و فریب کا مداوا و بجبیر کرکے رکھ دیا اور مسلمانان ہندوستان کو اس مکر و دجل سے آگاہ و خبردار کر دیا جو گاندھی کی آرزوؤں اور مطلب برآری کی شکل میں اس تفسیر میں جھلک رہا تھا۔ اس مرد مجاہد و بصیر کے شاگردوں نے حقائق و بات توجہ ان سے جو مرد مومن شاعر [illegible] کے طور طریقے اور [illegible] اسلوب حکیم وقت کے زیر تربیت رہ کر سیکھ چکے تھے جس طرح وہ واردھا کے اس گیدڑ کی [illegible] کر دی۔

# راجہ مہندر پرتاپ

"کانگریس کو مسلمانوں کا اعتماد حاصل نہیں، اس پر ہندو ذہنیت غالب ہے"

مشہور انقلاب پسند راجہ مہندر پرتاپ کا اعلان حق

ٹونک، ۲۰ جنوری۔ ہندوستان کے مشہور انقلاب پسند لیڈر راجہ مہندر پرتاپ نے جو ۳۲ سال کی جلاوطنی کے بعد ہندوستان واپس آئے ہیں، اپنے اخبار میں کانگریس کی ہندو ذہنیت کی شدید مذمت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ کانگریس کو مسلمانوں کا اعتماد حاصل نہیں۔ راجہ صاحب نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسلمانان ہند کی نوے فیصد آبادی مسلم لیگ کے رہنماؤں کو دل و جان سے معتقد نہیں سمجھتی؟ ایک ایسی سیاسی جماعت کو "واحد نمائندگی" کا دعویٰ زیب نہیں دیتا جس پر ملک کی ایک کثیر تعداد عدم اعتماد ظاہر کرتی ہو۔ مجھے کانگریس کی تحقیر و تذلیل مقصود نہیں صرف اپنی جماعت کی خامیوں کے دور کرنے کے لیے حقیقت حال بیان کر رہا ہوں۔ میں بار بار یہ اپیل کرتا رہوں گا کہ اگر کانگریس کو اس نیم براعظم ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت بنانا مقصود ہے تو ان تمام تحریکات کو خیرباد کہہ دینا چاہیے جو ملک میں اختلاف کا باعث بنیں۔

مجھے اعلان کرنے میں ذرا تامل نہیں کہ کانگریس میں ہندو ذہنیت کام کر رہی ہے۔ جیسا کہ حکومت کے مشترکہ نظام حکومت میں کانگریسی وزراء کی ذہنیت، اور متعصب نظری کرتی واضح نقصان

جیسے ہی آل لیگ آزاد ہندوستان میں ایسے جذبات کی پرورش تباہی و بربادی پر منتج ہوگی۔ کہا جاتا ہے ہندو مہاسبھائی نہیں جانتے کہ افغانستان سے مراکو تک جزائر ملایا اور مشرقی ممالک کے وسیع عریض رقبہ میں چپہ چپہ اہل اسلام آباد ہیں۔ روس میں ۔۔۔ ایشیا میں نئے آزاد اسلامی ریاستیں قائم ہیں۔ چین میں تین کروڑ بلکہ اس سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ جاوا، سماٹرا سب خاص مسلمانوں کی آبادیاں ہیں۔ (روزنامہ وحدت دہلی ۔۔ جنوری ۱۹۲۶ء)

## غازی جمال الحسینی

اب آپ بیرون ہندوستان کے مسلم زعماء و قائدین کے مسلم لیگ، قائد اعظم اور پاکستان کے متعلق خیالات و احساسات دیکھئے۔ ہم نے حقیقت پسند غیر مسلموں کی حق بیانیاں بھی اپنے ناظرین کی نذر کی ہیں اور امیر دروحا ابوالکلام و مسلم (مرحومین) کی اسلام دوستی اور مسلمانوں سے ہمدردی کے بارے میں کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اور آپ دیکھ چکے ہیں کہ خلفشٹ علماء اسلام کے مقدس نام پر کس طرح مہاتما گاندھی کے ہندو سمراج اور ناپاک گروہ کی تائید و حمایت کرتے چلے آ رہے ہیں اور مسلمانان ہند کے مفادات کو کس طرح زک پہنچانے کی تراکیب و تجاویز سامنے لا رہے ہیں۔ اب آپ غازی جمال الحسینی صاحب کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

"متحدہ فلسطین کانفرنس میں فلسطینی عربوں کے قائد غازی جمال الحسینی نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس کے اختتام پر ہندی مسلم لیگ کی طرف سے عرب ڈیلیگیشن کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا گیا۔ اس تقریب میں عرب رہنماؤں کے علاوہ ۔۔۔

کے ارکان اور برطانی ریذیڈنٹ کے اکثر وزیروں نے شرکت کی اس موقع پر مسٹر عبدالرحمان صدیقی رکن اول انڈیا مسلم لیگ، ورکنگ کمیٹی نے جو فلسطین کانفرنس میں ہندوستان کی طرف سے غیر سرکاری شاہد تھے عرب راہنماؤں کا خیر مقدم کرتے ہوئے ایک پرجوش تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔

"دنیائے اسلام نے یہودیوں کے جارحانہ اقدامات کے مقابلہ میں جو متحدہ محاذ قائم کیا ہے، مسلمانان ہندوستان جدوجہد میں ساتھ ہیں۔ اسلامی دنیا کے ساتھ مل کر ہر طرح کی قربانی کے لیے تیار ہیں۔ میں ہندوستان کے دس کروڑ فرزندان اسلام کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ارض مقدس کو یہودی دست برد سے محفوظ رکھنے کی جنگ میں مسلم لیگ تن من دھن سے عربوں کی مدد کرنے کے لیے تیار ہے اور اگر ارض مقدس کی حفاظت کے لیے عرب ممالک نے برطانی ملوکیت اور یہودی سرمایہ داری کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تو مسلم لیگ ہزاروں کی تعداد میں رضاکار کے دستے اس مقدس جنگ میں حصہ لینے کے لیے بھیجے گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دس کروڑ فرزندان توحید فلسطینی عربوں کے مطالبات کی پشت پر ہیں۔"

آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"مسلم لیگ کی مخالف جماعت کی طرف سے اسلامی دنیا یورپ اور امریکہ میں نہایت شدومد سے یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ مسلمان ہندوستان میں برطانوی ملوکیت کو قائم رکھنے کے حامی ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ ہندوستان بھی آزاد ممالک کی صف

ہیں کھڑا ہو۔

ہمارے مخالفین کا یہ اتنا بڑا مغالطہ ہے جس پر خود آپ کے سر جماعت سے ٹھوک جانتے چاہئیں!

ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"آج پاکستان محض ایک نظریہ اور تخیل ہی نہیں رہ گیا بلکہ دس کروڑ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہو چکا ہے اور ایک قومی نصب العین کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ مسلمانوں کا بچہ بچہ یہ عزم کر چکا ہے کہ وہ ہندوستان میں ایک خود مختار آزاد اور زندہ قوم کی حیثیت سے رہے گا۔ خواہ اس کے لیے اُسے ہندوؤں اور انگریزی کی اجتماعی قوتوں کے خلاف ہی کیوں نہ لڑنا پڑے۔"

## ولی عہد شہزادہ امیر سیف الاسلام

مسٹر عبدالرحمن صدیقی کی تقریر کے بعد یمن کے ولی عہد شہزادہ امیر سیف الاسلام نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"فلسطین کے معاملہ میں ہندوستانی مسلمان جس ہمدردی اور سرگرمی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ عرب دنیا اس کے لیے اسلامی ہند کی مشکور ہو رہی ہے۔ عرب دنیا کی یہ بھی تمنا ہے کہ ہندوستان جلد سے جلد حریت و آزادی سے ہمکنار ہو۔ ہم عرب مسلمانوں اور آپ کے قائد محمد علی جناح کے بے حد شکر گزار ہیں۔ جنہوں نے فلسطین کی تحریک آزادی سے ہمدردی کا اظہار کر کے ہمیں دینی اور روحانی تعلقات کے مستحکم ہونے کی بنیاد رکھ دی ہے۔"

آگے چل کر آپ نے فرمایا:۔

"میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہندی مسلمان اپنے مطالبہ پر ہمیشہ محکم کے ساتھ ڈٹے رہے تو وہ یقیناً اس کو منوا لیں گے۔"

فلسطین کی مجلس کبیر کے صدر جمال الحسینی نے جنھوں نے ۱۹۳۶ء میں جہاد حریت فلسطین کی قیادت کی تھی ایک مختصر تقریر میں فرمایا۔

"میں نے مسلمانان ہندوستان کے مطالبہ آزادی کا عمیق نظروں سے مطالعہ کیا ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں ان بیانات و اعلانات کو جو مختلف مواقع اور مراحل پر برطانوی حکومت اور کانگریس کی طرف سے شائع کیے گئے ہیں پڑھا ہے۔ ایک غیر جانبدار مبصر کی حیثیت سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں کے مطالبہ میں معقولیت اور وزن ہے اور خود اس مطالبہ کے مخالف بھی اسے تسلیم کرتے ہیں لیکن جاہلی رقابت، سیاسی ہٹ دھرمی اور ضد نے ان مخالفین کو اس حد تک اندھا کر دیا ہے کہ وہ مطالبہ کی معقولیت کو تسلیم کرنے کے باوجود نہیں چاہتے کہ ایشیا میں ایک نئی مستحکم اور مضبوط جمہوریت قائم ہو جائے جو اپنے وسیع فوجی، زرعی اور معدنی وسائل کی بدولت مستقبل میں اسلامی دنیا کی قیادت سنبھالنے کے قابل ہو سکے۔"

(عرب اور تحریک پاکستان صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)

## ڈاکٹر حسین البنا پاشا

جمعیت اخوۃ اسلامیہ مصر کے نامور ڈاکٹر حسین البنا پاشا نے الاہرام میں پاکستان کے متعلق ذیل کے تاثرات کا اظہار کیا۔

"جن دنوں ہندوستانی مسلمانوں کے لیڈر مصر آئے ہوئے تھے مجھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ عام طور پر مسلمانوں کے لیڈر مسٹر محمد علی جناح کے متعلق مشہور تھا کہ وہ متکبر اور خود پرست لیڈر ہیں

اس کے ساتھ ہی ان کے مخالفین یہ بھی تسلیم کرتے تھے وہ گہری سیاست
دانی اور اعلیٰ درجہ کے خطیب ہیں۔

میں نے پہلی نظر میں جناح کے متعلق اندازہ لگا لیا کہ وہ عظیم عزم کا انسان ہے اور سیاست کے میدان میں ایک قابل کھلاڑی ہے۔ گو مجھے اس ملاقات میں اُن سے زیادہ بات چیت کا موقع نہ مل سکا لیکن جب میں آگے سے دوبارہ ملا تو وہ مسکراتے چہرے اور چمکتی آنکھوں سے پیش آئے۔ بڑھاپے نے چہرے پر جھریاں ڈال دی تھیں بال برف کی مانند سفید ہو گئے ہیں لیکن عزم کی یہ حالت ہے کہ اس بڑھاپے میں بھی محسوس کرو کہ ہندوستان ہند کا یہ باوقار لیڈر کمال تمکنت سے مجھے یہ کہتا تھا۔

"برطانوی استعمار کو سیاسی اسلامی زندگی کو اپنی مضبوط گرفت میں لے رکھا ہے۔ اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں لیکن میری نظر میں اس غلامی کے ڈھیلے ہیں آزادی کی شعاعوں کو تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھ رہی ہیں۔ دنیائے اسلام کا بیداری اور آزادی کا احساس روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے۔ اور دوری منزل کم ہوتی جا رہی ہے۔ میں مسلمانوں سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔ اور میرا ایمان ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ناممکن نہیں۔ اگر ناممکن ہو بھی تو انسانی عزم اور یقین محکم ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔"

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں کو ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی کے بعد سید احمد خاں کے سوا تمام عرصہ تک کوئی قابل سیاسی لیڈر نہ مل سکا لیکن [illegible] شدہ محمد علی جیسا سیاست داں پیدا ہوئے تھے۔ جنہوں نے قوم کی گرتی ہوئی حالت کو سہارا دینے کی کوشش کی [illegible] پنجاب کوشش

کا جو تحریک خلافت اور تحریک ہجرت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ مسلمانوں نے
ان تحریکات کے بعد متواتر آگے بڑھنا شروع کیا لیکن برطانیہ اور
ہندو دونوں نے مسلمانوں کو تنظیم سے غافل رکھنے کے لیے ایڑی
چوٹی کا زور صرف کر دیا۔ چنانچہ دونوں کی یہ کوشش ۱۹۳۶ء تک
جاری رہی لیکن ۱۹۳۷ء میں جب پنڈت جواہر لال نہرو نے یہ
اعلان بلند کیا کہ اس ملک میں صرف دو جماعتیں موجود ہیں ایک
کانگرس اور دوسری برسراقتدار حکمران جماعت۔ اگر کوئی کسر
ہے تو دونوں جماعتوں میں جوڑ ہوگا اور ہونا چاہیے۔

تو ہم نے چیلنج کیا۔ محسوس کیا کہ کانگرس مسلمانوں کو غلام بنانے
کا عزم کیے ہوئے ہے۔ اس کے سامنے ہندوستان کی آزادی نہیں
بلکہ ہندو حکومت کا قیام ہے۔ چنانچہ ہم نے اپنی قوم کے منتشر شیرازہ
کو ایک مرکز پر لانے کا عزم کر لیا۔ ہم نے عہد کیا کہ قوم کو آنے والے
خطرات سے آگاہ کریں۔ چنانچہ لکھنؤ میں مسلم لیگ کا اجلاس منعقد
ہوا جس میں ہم نے اپنی آزادی اور تنظیم کا سنگ بنیاد رکھا۔
خدا کا شکر ہے جس تنظیم کا بیج ہم نے بویا تھا اپنے خون
کو دے کر سینچا اب وہ شاخوں پر اٹھ آیا تھا۔ دس سال کے عرصہ میں وہ بڑھ
رہا ہوں کہ مسلمان ایک منظم قوم ہے۔ ان کی تنظیم ہے ان کا ایک
نصب العین ہے اور انہوں نے اپنے لیے ایک منزل تجویز کر لی ہے۔
وہ منزل پاکستان ہے۔" (تقریر اور بیانات پاکستان صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۴)

## الاہرام

ایک مصری اخبار رقمطراز ہے:-

"اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کے قیام سے ہندوستانی

کی متحدہ قومیت پر زد پڑے گی بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ اگر پاکستان قائم نہ ہو تو اس صورت میں ہندوستان واقعی امن سے دوچار ہو سکے گا! ہندوستان میں حال ہی میں جو فسادات ہوئے ہیں ان کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندو اور مسلمان لیڈر ابھی اسی قوم کو اب اس مرحلہ پر لے آئے ہیں کہ ان کے رگ و ریشہ میں دشمنی کا زہر سرایت کر گیا ہے! دونوں قومیں ایک دوسرے کو اپنا دشمن سمجھنے لگی ہیں۔ ہم اس سلسلہ میں دونوں قوموں کے لیڈروں کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ اکثریت کی زیادتیوں سے اقلیت کے احساسات بغاوت کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ کانگرسی حکومتوں کے لیے یہ نادر موقع تھا کہ وہ مسلمانوں کے قلوب مسخر کرنے کے لیے فراخ دلی اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیتی لیکن ہمیں یہ معلوم کر کے دکھ ہوتا ہے کہ کانگرسی صوبوں میں اکثریت نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم توڑے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ بہار، یو۔پی اور بمبئی میں مسلم اقلیت پر ہندوؤں نے کانگرسی جھنڈے کے تحت منظم حملے کیے اور مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا ان بیانات کو ہم بھی درست تسلیم نہ کرتے بشرطیکہ مسئلہ ہند پر برطانوی پارلیمان کی حالیہ بحث اس کی تصدیق نہ کر دیتی۔ ان فسادات کو ہر جگہ پر ایک دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے اور یہ وہ دلیل ہے جسے ہندوستان کی قوم پرست جماعت کانگرس بھی کسی صورت میں جھٹلا نہیں سکتی۔ (ادارتی ملاقات پاکستان [illegible])

## المعصری

"المعری" نے ایک طویل مقالہ میں "پاکستان اور کانگرس" کے عنوان سے

قسمت بحث کی اور لکھا۔

"مسلمان اور ہندو دونوں تسلیم کرتے ہیں کہ برطانیہ جا رہا ہے حقیقت میں ہے اور ایشیا بیدار ہو گیا ہے۔ برطانیہ یا امریکہ امریکہ اعلان کر چکا ہے کہ وہ ہندوستان کو چھوڑنے کے لیے تیار ہے بشرطیکہ ہندوستان کی دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان آپس میں مل جائیں اور متحد ہو جائیں۔ ان واضح اعلانات کے بعد بھی اگر ہندوستان پر برطانوی تسلط قائم رہتا ہے اور ہندو اور مسلمان دونوں کسی ایک خیال یا مدعا پر متفق نہیں ہوتے تو ایشیائی اقوام یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گی کہ مشرق میں طاقت گورنمنٹ کو مضبوط کرنے میں ہندوستانی لیڈروں اور سیاسی جماعتوں کا [illegible] حصہ ہے۔ [illegible] ثابت کر چکا ہوں [illegible] سے نشر کیے گئے ہیں [illegible] مسلمانوں کے لیے۔ رشید علی محمد علی جناح نے عام جلسوں میں [illegible] سے بڑھ کر [illegible] سے الگ ہو کر ایک چیز تسلیم کر لی ہے کہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ [illegible] حصہ میں انہیں اور [illegible] حصہ میں ہندوؤں کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق حکومت قائم کرنے کا حق ہونا چاہیے۔"

(صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴)

## قاہرہ ریڈیو

قاہرہ ریڈیو نے عربی کے بعد [illegible] قائد اعظم محمد علی جناح سے [illegible] خاص [illegible] ایک تقریر نشر کیا۔ قاہرہ ریڈیو نے [illegible] قائد اعظم محمد علی جناح [illegible] ملاقات کر کے ہندوستانی مسئلہ پر

سوالات پر ایک انٹرویو حاصل کریں۔ چنانچہ قاہرہ ریڈیو کے خاص نمائندہ نے قائد اعظم جناح سے ملاقات کی اور ملاقات کے بعد ریڈیو کے ذیل کے تاثرات بیان کیے۔ جو قاہرہ ریڈیو سے عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں نشر کیے گئے۔

"ہندوستانی مسلمانوں کا قائد اعظم علی ... کا تنہا شخص اور دور رس تفکر رکھتا ہے وہ اپنے خیالات اور نظریات کو پیش کرنے کے لیے بہترین الفاظ کے انتخاب پر پوری طرح قادر ہے۔ میرے ساتھ ان کی گفت و شنید نہایت متاثر کرنے والی اور اثر انگیز تھی وہ نہایت متانت اور صبر و تحمل سے بات چیت کر رہے تھے جیسے ہی انہوں نے گفتگو شروع کی میں نے محسوس کیا کہ ایک اعلیٰ درجہ کا سیاست دان اور مدبر بول رہا ہے۔ ایک صحیح سیاسی خیالات کی حامل منظم شخصیت متکلم ہے۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ وہ اپنے مشن کی وضاحت کرنے پر قادر ہے۔ مجھے آسانی یہ سمجھ میں آ گیا کہ وہ ہندوستان میں، پانچ کروڑ مسلمانوں کے حقوق کے لیے ناقابل تسخیر عزم کے ساتھ لڑنے کی قوت رکھتا ہے۔

میں نے ان سے ان کے مشن کے متعلق سوال کیا وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے اپنی پیشانی کو چھوا اور پھر اپنے برف سے سفید بالوں میں انگلیوں سے شانہ کرنے لگے۔ پھر سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے ٹھہرے ٹھہرے انداز میں سلسلہ کلام شروع کیا آپ نے فرمایا۔

"ہندوستان ایک برصغیر ہے اس کی تاریخ ماضی پر نظر ڈالنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ماضی میں ہندوستان کبھی بھی ایک مرکزی حکومت کے زیر اقتدار نہیں رہا [illegible] ہندوستان پر حکومت کرتے [illegible]
[illegible]

مشورہ دے رہا ہے کہ انہیں مرکزی حکومت قائم کر لینی چاہیے جس کا صدر مقام دہلی میں ہو لیکن مسلمانان ہندوستان اس مرکزی حکومت کے قیام کے خلاف ہیں۔ اگر متحدہ ہندوستان کی حکومت عملی طور پر تسلیم کر لیا جائے یا یہ کا مسئلہ حل ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان ختم ہو گئے۔" (صفحہ ۲۲۰-۱)

## وزیراعظم مصر

وزیراعظم مصر محمود فہمی النقراشی پاشا نے قائداعظم محمد علی جناح کے اعزاز میں ایک عصرانہ دیا۔ اس تقریب میں مصر کی تمام پارٹیوں کے لیڈروں اسمٰعیل صدقی پاشا۔ عبد کریم پاشا۔ نحاس پاشا، حسین ہیکل پاشا، عبدالرحمٰن عزام پاشا عمر پاشا۔ عبدالفتاح پاشا، حضرت مفتی اعظم فلسطین الحاج سید امین الحسینی اور دوسرے عرب لیڈروں نے شرکت کی۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے قائداعظم جناح نے نظریہ پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مصر کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلم انڈیا کس بات کے لیے جدوجہد کر رہا ہے اور ہم کیوں مصر کے لیے پاکستان کا حصول ضروری سمجھتے ہیں۔ صرف پاکستان کے حصول کے بعد ہی ہندوستان، مصر کی سمت میں آزاد اور خود مختار ہو سکے گا ورنہ طول و عرض مشرق وسطیٰ میں ہندو سامراج قائم ہو جائے گا۔"

آپ نے ارشاد فرمایا:۔

"کانگریس کی طرف سے یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ مسلمان آزادیٔ ہندوستان کے مخالف ہیں۔ یہ ایسا جھوٹ ہے جس کی تردید

کرنا بھی مسلمان اپنے لیے توہین خیال کرتا ہے۔ مسلمان نے ہندوستان کی آزادی کے لیے ہندوؤں سے بہت زیادہ قربانی کی ہے۔ مسلمان آج بھی ہندوستان کی آزادی کے لیے انگریز سے نبرد آزما ہے۔ مسلمان ہندوستان میں ہر فرقہ اور قوم کی آزادی کے لیے کوشاں ہے۔ مسلمان ہندوستانی سرمایہ دار یہودی اور بنیا کے خلاف رو رہا ہے وہ اس طاقت کے خلاف لڑ رہا ہے جو اپنی ذات کے ہندو سرمایہ داروں کو تمام ہندوستان کی قوموں پر مسلط کر دینا چاہتی ہے۔

مسلمان یہ چیز ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ انگریز کی غلامی کی زنجیریں توڑنے کے بعد ہندو سرمایہ دار کی غلامی میں چلا جائے۔ ہندوستان کا مسلمان برطانیہ اور ہندو سرمایہ دار دونوں سے اس وقت تک لڑتا رہے گا۔ جب تک کہ وہ اپنے لیے آزاد ہندوستان میں آزاد پاکستان قائم نہیں کر لے گا۔

حضرات! آپ اس وقت پاکستان کی اہمیت کو نہیں سمجھ سکتے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا کہ جب مشرق وسطیٰ کے مسلمان پاکستان کی اہمیت کو سمجھیں گے۔ پاکستان دس کروڑ مسلمانان ہندوستان کا محبوب نصب العین ہی نہیں بلکہ اس کے قیام سے مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک ہندوؤں سے بھی زیادہ خطرناک اور سازشی قوم سے محفوظ ہو جائیں گے جس کے پیش نظر یہ چیز ہے کہ ہندو ہندوستان کی اجتماعی ترقی طاقت کے بل بوتے پر مشرق وسطیٰ کے ممالک کو تجارتی منڈیاں بنا لیا جائے۔ جس کے پیش نظر یہ ہے کہ وہ ان پر قبضہ کر کے اس کو ہندوستان کے تاج کی جھلی جو کی بنا دیا جائے۔

وہ آگے چل کر فرماتے ہیں۔۔

"ہم اپنے عرب بھائیوں سے اپنی ہمدردی کا اظہار کرنے کے طالب ہیں
ہم چاہتے ہیں کہ ان کی نمائندے ہمارے شامل حال رہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ
وہ مسلمانان ہندوستان کی مشکلات سے قریب سے واقف ہو کر اپنے ضمیر میں [illegible]
کی آواز بلند کریں [illegible] کے ساتھ مل کر آگے بڑھیں۔ اس کے ذریعہ سے دنیا
کو معلوم ہو جائے کہ ہندوستان کے مسلمان تنہا نہیں بلکہ اسلامی دنیا کی
حمایت اس کے ساتھ ہے۔"

## مصطفیٰ نحاس پاشا

قائد اعظم کی تقریر کے بعد وفد پارٹی کے لیڈر نحاس پاشا
نے ایک مختصر سی تقریر میں فرمایا:

دیکھیے یہ معلوم کر کے دکھ ہوتا ہے کہ کانگریس ایسی قوم پرست جماعت
کے جھنڈے تلے [illegible] ہندو انگریز کے [illegible]
[illegible] مسلمانوں [illegible] انسانیت [illegible] ہیں
اگر ہندوستان کا [illegible] یہ سمجھتا ہے کہ وہ اس قوم کو جو بہت بڑا [illegible]
ہندوستان پر حکومت کرتی رہی ہو ختم کر دے گا تو [illegible]
دے گا کہ وہ ہندوستان کو چھوڑ دے تو یہ ایک [illegible] ۱۰ کروڑ [illegible]
کو ساتھ لیں [illegible] ایسا [illegible] بھی [illegible]
۲۲ [illegible] ایک ایسی قوم [illegible] ہو گی [illegible] عالم [illegible] رحمت بھی
[illegible] مسلمانوں کے حق [illegible] سے اتفاق ہے۔"

مصطفیٰ نحاس پاشا مصر کی وفد پارٹی کے لیڈر رہے اور
[illegible] معرکے گزرے [illegible] میں سے ایک اہم
کی تقریر اس لیے اس کتاب میں درج کر دی گئی ہے تاکہ [illegible] قوم
پرست طبقہ کے متعلق ہندو [illegible] جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ [illegible]

کے خلاف ہیں اور جب قوم پرست پاکستان کے تحفظ اور نظریہ کے مخالف ہیں یہ واضح ہو جائے کہ ہندو کانگریس کا یہ کتنا غلط اور گمراہ کن پراپیگنڈہ ہے۔" (حرب اور بنائے پاکستان صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۲)

## حضرت مفتی اعظم الحاج سید امین الحسینی

حضرت مفتی اعظم الحاج سید امین الحسینی نے جو آج کل قاہرہ میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے محمد علی جناح سے کئی دفعہ تین گھنٹے تک بات چیت کی۔ مجھ سے زیادہ برطانوی ملوکیت اور شہنشاہیت کا دشمن شاید ہی اس کرۂ ارض پر کوئی ہو۔ اس لیے محمد علی جناح کے خیالات و افکار کو اس زاویہ نگاہ سے جانچا کہ آیا وہ حقیقتاً آزادی چاہتے ہیں اور اس آزادی کے لیے وہ انگریز کا مقابلہ کرنے کا عزم رکھتے ہیں ان سے گفت و شنید کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ محمد علی جناح بہترین مدبر اور زیرک شخصیت کے ہی حامل نہیں بلکہ وہ انتہائی انقلاب پسندانہ خیالات اپنے دل و دماغ میں رکھتے ہیں مجھے اس امر کا یقین ہو گیا کہ ہندی مسلمان بھی آزادی کے بعد برطانوی شہنشاہیت اور چاہے دوسرے سامراجی ہوں، کے خلاف لڑنے کا عزم کیے ہوئے ہیں؟

میرا یہ یقین ہے۔ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ جب کوئی قوم اس بات کا عزم کر لیتی ہے کہ وہ اپنی آزادی کے لیے ہر بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت سے ٹکرا جائے گی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس قوم کی آزادی کو روک نہیں سکتی۔

ہندوستان کا مسلمان اگر آزادی کا نعرہ لگاتا ہے تو پھر ہندو باسی اور فرنگی یا فرنگی اور ہندو دونوں میں ہونا چاہیے۔ ہر قوم کا

پیدائشی حق ہے کہ وہ آزادی حاصل کرے۔ جس طرح کہ یہ مقتدر اکثریت کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دس کروڑ مسلمانوں کو مجبور کرے کہ وہ اکثریت کے سامنے سرنگوں ہو جائیں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"ہندوستانی مسلمانوں نے اسلامی ممالک کے اتحاد میں ہمیشہ مسلمانوں کا ساتھ دیا ہے۔ اگر آج ہندوستان کا مسلمان اپنے ابتلاء و مصائب میں ہم سے مدد کا مستحق ہے تو عرب ممالک کے مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ اسی سرعت سے ہندوستانی مسلمانوں کی اس جدوجہد میں مدد کریں۔ ہندوستانی مسلمانوں کو میرا پیغام یہ ہے کہ:۔

"آزادی مانگنے سے نہیں ملا کرتی۔ بلکہ آزادی قربانیوں سے چھینی جاتی ہے۔ اور یہ قوت نظم و ضبط، تنظیم اور جذبۂ اتحاد و قربانی سے قوموں میں پیدا ہوتی ہے۔"

(حرب اور مقدمۂ پاکستان صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴)

## حسن ہنگل پاشا لیڈر لبرل پارٹی

حسن ہنگل پاشا لیڈر لبرل پارٹی نے تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"عرب ہندوستان کی تحریک آزادی اور مسلمانوں کی جدوجہد سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان اسلامی اخوت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اسلامی عقیدہ کے مطابق اگر کسی ہندی مسلمان کو تکلیف پہنچے تو اس تکلیف کا احساس دنیا بھر کے مسلمانوں کے قلوب میں ہونا چاہئے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام اسلامی ممالک کی ایک مؤتمر بلائی جائے جس میں دنیا کے ہر علاقہ اور ملک کے مسلمانوں کے نمائندے شامل ہوں تاکہ وہ ایک

مدرسہ کے مطالبات و ضروریات سے واقف ہو سکیں۔
(صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۵)

## ڈاکٹر عبدالوہاب عزام پاشا

اس موقع پر مصری [illegible] ڈاکٹر عبدالوہاب عزام پاشا نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"میرے خیال میں دنیا میں اسلامی مدارس کی موجودگی [illegible] حقیقت [illegible] دنیا کے مسلمان خواہ وہ کہیں بھی ہوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے [illegible] کے طلبا سے [illegible] ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا [illegible]" (صفحہ ۱۰۵)

## حاجی رشیدی لیڈر انڈونیشین وفد

"حاجی رشیدی نے کہا [illegible] فراموش نہیں [illegible] انڈونیشیا کے مسلمانوں کے [illegible] انڈونیشیا سے [illegible] طلبا [illegible]

## پروفیسر دانا مرحوم

"[illegible] علم کا ایک [illegible]
[illegible]

ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے ملک کے مسلمان آزاد ممالک سے خصوصاً اور اسلامی ہند سے خصوصاً دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے بے حد خواہاں ہیں۔"

آپ نے پُرزور لہجہ میں کہا۔

"قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح صرف ہندوستان ہی کے قائد نہیں بلکہ وہ ہمارے بھی قائد ہیں۔"

جامعہ علی گڑھ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی یہ واحد یونیورسٹی ہے اس سے بڑی یونیورسٹی اور کہیں نہیں ہے۔ اس لیے علی گڑھ صرف ہندوستان کا نہیں بلکہ عالم اسلام کا اسلامی مرکز ہونا چاہئے۔ آخر میں مسلم یونیورسٹی کے سیکرٹری نے فلپائن سیلون اور کے وفد کے مسٹر آصف علی حکمت کے بیانات پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد قرارداد پاکستان پڑھ کر سنائی گئی۔"

(مرتب ادارہ ثقافت پاکستان صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۹)

## برنارڈ شا

"یہ عجیب بات ہے کہ بڑے بڑے فلسفی اور مفکر جن میں برنارڈ شا جیسے دانشور بھی شامل ہیں مطالبہ پاکستان کے حامی ہیں۔" (صفحہ ۱۲۰)

## ڈاکٹر حسین خالدی

"کچھ عرصہ ہوا کہ فلسطین کی عرب کمیٹی کے سیکرٹری ڈاکٹر حسین خالدی کا ایک پیغام لاہور کے ایک اخبار کے نام آیا تھا جس میں انہوں نے ہندوستانی مسلمانوں کو اس متفقہ مطالبے پر ڈٹے رہنے کی پُرزور ہدایت کی تھی۔ اس سے پہلے مشہور اسلامی مفکر اور مجاہد

اعظم امیر شکیب ارسلان نے اپنے مقالات میں پاکستان کی حمایت کی تھی۔ عرب (عراق) بھی اس معاملے میں پیچھے نہیں ہے۔ عراق کی پارلیمان کے نائب صدر کا تار اعظم کے پاس فلسطین کے معاملے میں بھیجا۔ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اب ہر اسلامی ملک میں مسلم لیگ اور پاکستان کی اہمیت کو محسوس کیا جا رہا ہے۔ شبان المسلمین کے صدر علامہ ابو صالح عربی پاشا نے اپنی انجمن کے ترجمان "الفجر الصادق" میں ایک مضمون "عالم اسلام کا نیا دور" شائع کیا جس میں ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے یہ تحریر کیا گیا تھا۔

"مفتی حسینی ریح الباکستان کی شاعت اس الفتح اصل تسمیہ علیہ نامی مسلمی الہند۔ یعنی ہم وہ دیکھ رہے ہیں کہ تحریک پاکستان ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی امیدوں کو بارآور کرنے والی ہے۔ اس کے بعد اسی مذکورہ بالا رسالہ کے اسی پرچے میں تحریک پاکستان پر ایک مستقل مضمون بھی شائع ہوا تھا۔ جس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اس مضمون کے تحریر کرنے والے الفتح محفوظ ہیں اور یہ "الفجر الصادق" مصر کے ۲ جون ۱۹۴۶ء کے پرچے میں شائع ہوا تھا۔"

(عرب اور خلافت پاکستان صفحہ ۲۰ و ۱۲۳)

## انور نشاشیبی

عرب فلسطین کے ایک رکن انور نشاشیبی نے قدس سے ۱۹ اگست ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر مسٹر محمد علی جناح کو مکتوب لکھا۔

• اگر پاکستان قائم ہو جائے تو فلسطین کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔ دس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کی ایک عظیم الشان حکومت کا قیام ایشیا کی تاریخ کو بدل دے گا اور عرب حکومتوں کے مسلمانوں کے لیے سب سے بڑی رحمت ثابت ہوگا۔

## فارس الخوری

شام کے سابق وزیر اعظم، اور موجودہ وزیر خارجہ فارس الخوری نے ۲۴ جنوری ۱۹۴۶ء کو قاہرہ میں ... کے نام نگار کو ایک بیان دیتے ہوئے کہا:-

"میں ہندوستان میں مسلمانوں کی آزاد حکومت کے قیام کو بے حد پسند کرتا ہوں۔ آپ نے مجھے پرجوش لہجہ میں فرمایا ہندوستانی مسلمانوں کی یہ آزاد ریاست اسلامی ممالک کے لیے بے حد مفید اور ضروری ہوگی۔"

ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"میں یہ بھی کہوں گا کہ دس کروڑ مسلمانوں کو جو صرف ہندو سے مذہبی تفاوت رکھتے ہیں بلکہ دونوں کے طرز بود و باش اور لباس میں بھی نمایاں ہے۔"

"میں خوش ہوں گا اگر سب لیڈروں سے اپیل کروں گا کہ وہ اس قیام کی حکمت کو سمجھیں اور مسلمانوں کی ہستی کی اہمیت کا احساس کریں کیونکہ یہ چیز ان کے لیے مفید ثابت ہوگی۔" (۲۴ جنوری ۱۹۴۶ء روزنامہ)

(عرب اور پاکستان صفحہ ۲۴-۲۵)

## سیدی ظلم

عرب لیگ کی ... کمیٹی کے جنرل سیکرٹری سیدی ظلم

سنے اپنے ایک طویل بیان میں جس کے اقتباسات درج ذیل ہیں،
پاکستان پر بحث کی ہے آپ فرماتے ہیں۔

"مسئلہ پاکستان کا سوال تو بذات خود بہت واضح ہے کہ
ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان مجموعی حیثیت سے ایک بڑی
قوم ہے تعداد میں زیادہ ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ انہیں خود مختاری
بھی ملنا چاہئے تاکہ وہ ان علاقوں میں جسے وہ
پاکستان کا نام دیتے ہیں اپنی خواہشات اور مذہبی تعلیمات
کی روشنی میں حکومت قائم کر سکیں۔" (صفحہ ۲۴)

## شیخ نشا شیبی

مشرق وسطیٰ کا دورہ کرنے کے بعد جب ملتان پہنچے۔ تو
آپ نے سیاسیات ہند پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"پاکستان میرے نزدیک ایک قومی نصب العین ہے۔ تمام
ممالک عربیہ محمد علی جناح کی سکیم پاکستان کو دل سے پسند کرتے
ہیں کیونکہ اس سکیم میں مسلم حکومت کا جو تصور قائم کیا گیا ہے وہ
مستقبل میں عربوں کے لیے بے حد مفید اور محمد و معاون ثابت ہوگا۔"

(۳۰ جون ۱۹۴۶ء)

(عرب اور خلافت پاکستان صفحہ ۲۲۰)

## گاندھی جی کے اعتراضات

یہ تو اسلام سے عشق و محبت اور مسلمان کو سربلند و سرفراز
صاحب شوکت و جلال دور قوی و توانا دیکھنے کی آرزو رکھنے والے
مقتدر حضرات تھے جن کے خیالات و احساسات اور جذبات آپ سطور

پڑھ چکے ہیں۔ اب آپ مسلمانوں کے مونس، غمخوار اور ہمدرد مہاتما گاندھی جی کو دیکھئے کہ وہ کس انداز میں قائد اعظم کی مخالفت اور مسلمانوں سے ہمدردی و مہربانی کا اظہار فرماتے ہیں۔

اب ہم مسلم لیگ کے معترضین کے آستانہ عالی جناب گاندھی جی کے اعتراضات کا تجزیہ کرکے دیکھتے ہیں کہ وہ کس درجہ صحیح ہیں۔ وہ حسب معمول اس میدان میں بھی اپنی شانِ مہاتمائیت کے ساتھ وارد ہوتے ہیں چہرہ زرد، لب بستہ، جسم سے نحیف، دونوں ہاتھ سے لکڑی تھامے، افتاں و خیزاں تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔۔

میں یہ کہنے کی جرأت رکھتا ہوں جیسا کہ صاف طور سے اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ مسٹر جناح اور ان کے ہم خیال حضرات اپنی اس روش سے اسلام کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دے رہے۔ بلکہ وہ اس پیغام کی غلط ترجمانی کر رہے ہیں جو لفظ اسلام کے اندر پوشیدہ ہے مجھے یہ کہنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے جو کچھ ہو رہا ہے اس سے میرے دل پر سخت ضرب لگ رہی ہے میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کروں گا۔ اگر میں ہندوستان کے مسلمانوں کو اس درد ناک جانی سے متنبہ نہ کروں جس کا اس نازک وقت میں ان میں پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ (ہندوستان ٹائمز [illegible])

اللہ اکبر! مسلمانوں کا درد مہاتما جی کے قلب حزیں کو کس درجہ ستا رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس غم میں گھلے جا رہے ہیں کہ اسلام کے اس تقدس پر کوئی دھبہ نہ آ جائے۔ مسلمانوں کا گلا ہندو دوستی سے نہ کٹ جائے۔ اللہ رے غمخواریاں!

ہوئے تم دوست جس کے اس کا دشمن آسماں کیوں ہو

اس مختصر سی تمہید کے بعد اعتراضات ملاحظہ فرمائیے۔

گاندھی جی مسلم لیگ کی اسکیم کے خلاف براہ راست اعتراض نہیں کرتے بلکہ وہ اس اصول کے خلاف اعتراض کرتے ہیں، جس پر لیگ کی اسکیم مبنی ہے۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ یہ نظریہ سراسر غیر اسلامی اور حقائق کے خلاف ہے کہ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں اور چونکہ لیگ کی اسکیم کی بنیاد اسی مفروضہ پر ہے کہ مسلمان ایک جداگانہ قوم ہیں۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ یہ جداگانہ قوم ہی نہیں تو پھر جداگانہ حکومت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فرماتے ہیں:۔

"دو قوموں کا نظریہ باطل ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت یا خود مذہب تبدیل کرنے والوں پر مشتمل ہے یا وہ جن کے آباؤ اجداد مسلمان ہوئے تھے۔ اس لیے محض مسلمان ہو جانے سے وہ ایک جداگانہ قوم نہیں بن سکتے۔ بنگال کا مسلمان وہی زبان بولتا ہے جو وہاں کا ہندو بولتا ہے۔ وہی کچھ کھاتا ہے اور اسی طرح کی تفریحات سے دل بہلاتا ہے جن سے اس کا ہندو ہمسایہ دل بستگی کا سامان پیدا کرتا ہے ان کا لباس ایک جیسا ہوتا ہے۔ میں نے اکثر بیرونی علامات کی بنا پر ایک مسلمان بنگالی اور ہندو بنگالی میں تمیز کرنا مشکل پایا ہے۔ مرحوم امام ابوالکلام وغیرہ کو دیکھا ہے قطعاً محسوس نہ کر سکا کہ وہ ہندو نہیں ہیں۔ ان کی گفتگو، لباس، آداب و اطوار غرض کہ سب کچھ ویسے ہی ہندوؤں کے سے تھے جن میں وہ رہتے تھے۔ ۔ ۔ جب میں پہلی مرتبہ قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح سے ملا جب تو یہ نہ جان سکا کہ وہ مسلمان ہیں۔ ان کی قومیت تو ان کے چہرے، لباس اور اطوار سے ظاہر ہوتی تھی۔ تا وقتیکہ میں نے ان کو جیران ہوں کے کوئی کبھی دو قومیں بن سکتی ہیں

مہینوں تک مسٹر پٹیل (دی جانی) کو مسلمان ہی سمجھتا رہا کیونکہ وہ داڑھی رکھتے تھے، اور ترکی ٹوپی پہنتے تھے . . . ہم ہندو اور مسلمان دو قومیں نہیں ہیں۔ جنہیں خدا نے ایک بنا دیا ہو انسان انہیں کبھی دو نہیں بنا سکتا . . . میری زندگی، عمر بھر کے نقوش سے بغاوت کرتی ہے کہ اسلام اور ہندو دھرم دو مختلف اور متضاد نظریۂ حیات کے مذاہب ہیں۔ ایسے نظریہ کا تسلیم کرنا میرے نزدیک خدا کے انکار کے مترادف ہے۔ کیونکہ میرا یہ قلبی عقیدہ ہے کہ قرآن کا خدا بھی وہی ہے جو گیتا کا خدا ہے اور ہم تمام ایک ہی خدا کے عیال ہیں۔ خواہ ہم کسی نام سے کیوں نہ پکارے جائیں۔ میں اس نظریہ کے خلاف یقیناً بغاوت کروں گا کہ وہ لاکھوں مسلمان جو ابھی کل تک ہندو تھے۔ اسلام قبول کر کے اپنی قومیت بھی بدل بیٹھے۔

(ہندوستان ٹائمز ۱۳، ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۴۰ء)

ملاحظہ فرمائیے آپ نے کن دلائل کی بنا پر گاندھی جی کے نزدیک مسلمان ایک الگ قوم نہیں ہو سکتے؟

۱۔ یعنی ہندوستان کے مسلمان چونکہ نو مسلم ہیں یا نو مسلموں کی اولاد ہیں اس لیے تبدیلِ مذہب سے قومیت کی تبدیلی بھی نہیں ہو سکتی۔

۲۔ ہندو اور مسلمان چونکہ ایک زبان بولتے ہیں، ایک جیسا لباس پہنتے ہیں۔ ایک جیسا کھاتے پیتے ہیں۔ جیتا ہوا بھی ایک دوسرے سے پہچانے نہیں جاتے، اس لیے قوم کے افراد ہیں۔

۳۔ زبان، لباس، خوراک، آداب و اطوار کی یکسانیت کی بنا پر خدا نے انہیں ایک قوم بنا دیا ہے۔ اس لیے کوئی انسان

اور کوئی ایک دوسرے کی قوم میں قرار نہیں پا سکتا۔

۳۔ قرآن اور گیتا کا خدا ایک ہے۔

۵۔ ہم سب ایک ہی خدا کے عیال ہیں۔

۶۔ ہندو مت اور اسلام ایک ہی کلچر اور ایک ہی نظریۂ زندگی پیش کرتے ہیں۔

اگر آپ گاندھی جی کے ان دلائل پر غور فرمائیں جو ان کی طرف سے دیے گئے ہیں تو آپ ان کے غلط ہونے پر اپنی ہنسی نہ تھام سکیں لیکن چونکہ یہ دلائل اس کی طرف سے ہیں جسے ایک قوم دنیا کا سب سے بڑا انسان مانتی تھی اس لیے مجبوراً انھیں درخورِ اعتنا سمجھنا پڑا ہے۔ گاندھی جی نے اکثر اس دعوے کا اعادہ کیا ہے کہ انھوں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے۔ قرآن بھی پڑھا ہے اور سیرتِ مقدسہ پر بھی عبور ہے۔ مگر ان کا دعویٰ یہ ہے تو حیرت ہے کہ وہ کونسا قرآن اور کونسی سیرت کی کتاب تھی جس کے مطالعہ نے انھیں اس نتیجہ پر پہنچا دیا جس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد یہ دلائل انھوں نے اس شرح و بسط سے پیش فرمائے ہیں۔ ہم گاندھی جی کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ سب باتوں سے قطع نظر صرف اسلام کے اولین دور کی تاریخ کو سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ وہ انھیں کس نتیجہ پر پہنچاتی ہے۔ اس حقیقت سے تو کسی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا کہ نبی اکرم صلعم نے اسلام کے ذریعہ ایک جدید قوم تیار فرمائی جسے امتِ اسلامیہ کہا جاتا تھا۔ وہ قوم جسے قرآن کریم نے کہیں خیرِ امت کہا۔ کہیں اسے امتِ وسطیٰ قرار دیا۔ کہیں انھیں حزب اللہ کے گروہ کے لقب سے سرفراز فرمایا اور ہر مقام پر یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (جماعت مومنین) سے خطاب کیا۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ

اسلام نے اگر ایک نئی قوم کی تخلیق کی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نئی قوم بن کیسے گئی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام مسلمان یکسر نو مسلم (CONVERT) تھے۔ کفر کو چھوڑ کر ایمان لائے تھے۔ ایران کے بعد کے مسلمان اصلی نو مسلموں کی اولاد تھے سو اب غور فرمائیے کہ اس کے بعد گاندھی جی کی دلیل میں کیا وزن رہ گیا۔ کہ ہندوستان کے مسلمان چونکہ نو مسلم ہیں یا نو مسلموں کی اولاد ہیں اس لیے وہ تبدیلی مذہب سے قومیت تبدیل نہیں کر سکتے۔ اگر حضرت عمرؓ بن خطاب اسلام لانے کے ساتھ ایک جدید قوم کے فرد بن گئے تھے۔ اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک نو مسلم (CONVERT) کی اولاد ہونے کے باوجود امت مسلمہ کے فرد تھے اور اپنے سابقہ جاہلی قومیت سے انھیں کوئی علاقہ نہیں رہا تھا۔ تو کچھ بھی نہیں آتا کہ ہندوستان کا نو مسلم یا اس نو مسلم کی اولاد تبدیلی مذہب کے بعد بھی قومیت کے لحاظ سے ہندو کیسے رہ گئی! آپ نے خود فرمایا کہ یہ خیال کہ یہاں کے مسلمان بھی ہندو ہوتے تھے کس طرح گاندھی جی کے سینہ پر سانپ بن کر لوٹ رہا ہے اور وہ کس طرح تلملا رہے ہیں۔ کہ یہ نو مسلم اگر مذہب کو سر دست نہیں چھوڑ سکتے تو کم از کم اپنے دامن قومیت کو آبا و اجداد سے وابستہ رکھیں۔ اس کے بعد انہیں پھر سے ہندو دھرم کے آغوش میں لے لینا مشکل نہ ہوگا۔

اب اس کے بعد زبان۔ لباس۔ رنگ و شباہت کی یکسانیت کو لیجئے۔ جس کی بنا پر گاندھی جی ہندو مسلمانوں کو ایک قوم قرار دیتے رہتے ہیں۔ اس کے لیے بھی آپ کو اسلام کے دور اول کی تاریخ پر نگاہ ڈالنی ہوگی۔ کفار عرب میں سے جو لوگ مسلمان

ہوتے تھے آپ کی زبان عربی تھی۔ لباس عربی تھا۔ کھانے پینے کے انداز عربی تھے۔ وہ بھی قریشی اور وہ بھی قریشی۔ دونوں کا شکل و صورت اور شباہت ایک جیسی تھی۔ میدان بدر میں ابوجہل اور ابوبکر صدیقؓ ایک جیسا لباس پہنے ایک جیسے ہتھیار لگائے ایک ہی زبان بولتے ایک جیسی شکل و شباہت لیے ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے حتیٰ کہ حضرت علیؓ کے بھائی کی طرح ابوجہل، ابولہب کی بھی داڑھیاں موجود تھیں لیکن ان تمام ظاہری یکسانیت کے باوجود ان دونوں یعنی حضرت ابوبکرؓ اور ابوجہل کے درمیان ایک اختلاف عظیم تھا۔ ایک افتراق وسیع تھا اور وہ تھا اختلاف کفر و ایمان کا اختلاف تھا جو ان دونوں کو دو الگ الگ قوموں میں تقسیم کر کے نسل، رنگ، نسب، وطن کے اشتراک کے باوجود شمشیر بکف ایک دوسرے کے مقابل لے آیا تھا۔ اور اس اختلاف سے کہ باپ ایک طرف تھا اور بیٹا دوسری طرف۔ چچا ایک طرف اور بھتیجا دوسری طرف۔ ماما ایک طرف تھا اور بھانجا دوسری طرف۔ یہ تھا اسلامی نقطہ نظر قوموں کی تقسیم کے متعلق۔ اس میں کوئی ذاتی مخاصمت نہ تھی۔ تقسیم جائیداد کے جھگڑے نہ تھے۔ خاندانی رقابتوں کی داستان نہ تھی۔ اختلاف تھا تو صرف ایک اور وہ تھا نقطہ کفر و ایمان کا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ ایک قوم بننے کے جس قدر معیار گاندھی جی نے قائم کیے ان میں سے کون سا معیار تھا جو ابوجہل اور حضرت ابوبکر صدیقؓ میں مشترک نہ تھا لیکن اس اشتراک کے باوجود کیا آج کوئی شخص ایسا ہے جو یہ کہہ سکے کہ (نعوذ باللہ) ابوجہل اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک قوم کے فرد تھے! یہ جس قدر معیار گاندھی جی نے قائم کیے ہیں۔ سب انسانوں کے وضع کردہ ہیں لیکن جس معیار

کے مطابق ابوجہل اور ابوبکر صدیقؓ مختلف قوموں میں تقسیم ہو گئے تھے وہ معیار خدا کا قائم کردہ تھا۔ لہٰذا جنھیں خدا نے دو قوموں میں تقسیم کر دیا کوئی انسان ہے جو انھیں ایک قوم بنا سکتا ہے؟ یہ خدا کی تقسیم کا ہی نتیجہ تھا کہ ایک ہی ملک، ایک ہی شہر کے باشندے، ایک نسل، ایک پیشے والے ایک جیسی ظاہری شکل و شباہت رکھنے کے باوجود ابوجہل کی لڑکی کی شادی ابوبکرؓ کے لڑکے کے ساتھ نہیں ہو سکتی تھی۔ ناجائز تھی۔ حرام تھی۔ اس وقت بھی حرام تھی اور آج بھی ایک مسلم اور مشرک کی شادی حرام ہے۔ لیکن اس کے برعکس اختلاف نسل، اختلاف رنگ، اختلاف زبان، اختلاف لباس کے باوجود بلال حبشیؓ کے نکاح کے لیے بڑے بڑے سرداران قریش اپنے ہاں کے رشتے پیش کرتے تھے۔ یہ کیا تھا؟ یہی خدا کی تقسیم کہ جو بھی ایک شخص نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، وہ اپنے سابقہ تمام تعلقات کو منقطع کر کے، ایک جدید قوم کا فرد ہو گیا اور جس طرح دنیا کی کوئی طاقت، ایک قطرے کو سمندر سے الگ نہیں کر سکتی اسے کوئی اس نئی قوم سے الگ نہیں کر سکتا!

یہ سب کچھ تھا صاحب! اسلام کا معیار قومیت۔ یہ زمانہ علم و بصیرت کا عہد ہے۔ اس میں نری جذباتیت سے جتنے دن جیسی بھیڑ بکریوں جیسے والی قوم ہیں تو کام چل سکتا ہے۔ فہم و دانش رکھنے والے ان باتوں سے نہیں بہلائے جا سکتے۔

اگر یہ بات ہے تو کوئی ایسی دلیل پیش کیجیے جو علم و دانش کے معیار پر بھی پوری اترے اور ظاہری یکسانیت ہی معیار قومیت ہے تو ذرا اتنا بتا دیجیے کہ جرمنی کے یہودی اور وہاں کے ایک عیسائی میں شکل و صورت، لباس، وضع قطع، زبان وغیرہ میں

کیا فرق ہے؟ اس لیے با وجود ایک قوم کے افراد رہ سکتے۔

مذہر کیوں چاہیئے ایک انگریز اور ایک جرمن کو پیچھے۔ کوئی شخص ان کی ظاہری ہیئت سے ان میں تمیز بھی نہیں کر سکتا۔ جیسی فرمائیے کہ کیا یہ دونوں ایک ہی قوم کے افراد ہیں؟ اور اگر یہ بھی وہ نہ سمجھے تو اس نسبت سے نرا سمجھے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ہندوؤں، مسلمانوں کے ایک قوم ہونے کی یہ بھی دلیل ہے کہ قرآن کا خدا وہی ہے جو گیتا کا خدا ہے۔ جناب اللہ کیا لاجواب دلیل لاتے ہیں۔

جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں

ذرا ان سے پوچھئے کہ کیا گیتا اور انجیل کا خدا ایک نہیں؟ اگر ایک ہی ہے تو پھر انگریز اور ہندو مختلف قوموں کے افراد ہیں یا ایک ہی قوم ہیں۔

انگریزوں اور ہندوؤں کو کیوں الگ الگ قومیں قرار دیا جا رہا ہے اور اشتراک مذہبیت کے لیے صرف قرآن اور گیتا ہی کو کیوں مخصوص کیا گیا ہے؟ خدا جانے یہ حضرات کس کس آسمان سے اترتے ہیں۔

## کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اس بیان کی آخری دلیل تو واقعی اس قدر ہے کہ نہیں کسی آسمان سے آخری چھوٹی ہے۔ یعنی یہ کہ ہندو اور مسلمان ایک ہی خدا کے خیال (... [illegible] ...) ہیں اس لیے ایک ہی قوم کے فرد ہیں۔ یعنی ہندو اور مسلمان ایک خدا کی ذات پر ہیں اور انگریز، جرمنی، فرانسیسی، اطالوی، حبشی، روسی یہ سب بالکل الگ الگ خداؤں کی مخلوق ہیں اس لیے الگ الگ قومیت رکھتے ہیں۔

اگر یہ سبھی باسی ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں تو ساری دنیا کے انسان ایک ہی قوم ہیں، ہندو اور مسلمان کی اس ہی تخصیص کیا ہے کہ ذرا یہ بھی مسند نشین نے کر

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

اور پھر یہ بھی سُنا آپ نے کہ مہاتما جی فرماتے ہیں کہ یہ تصور کہ اسلام اور ہندو مت دو الگ الگ کلچر اور نظریات حیات کے مذاہب ہیں میری رُوح میں بغاوت پیدا کرتا ہے۔ یہ تصور خدا کی ہستی سے انکار کے مرادف ہے؟

خود جمعیت العلماء کرام کا ارشاد: وہ فرماتے تھے کہ آزاد ہندوستان میں ایک ایسا شعبہ قائم ہوگا جو مسلمانوں کے مخصوص کلچر اور نظریاتِ حیات کا نگہبان ہوگا، ورنہ ان سے متعلق احکام شرعی ذہنی شعبہ جاری کر سکے گا:۔

اِن کے رہبر کا تو یہ فیصلہ ہے کہ یہ خیال کہ اسلام کسی الگ کلچر کا حامل ہے خدا سے انکار کے مرادف ہے۔

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

مثل مشہور ہے کہ یہ نقد بزنا نے کو بھیجے وہ ناک کاٹنے کو بھیجے" یہ حضرات، اسلامی کلچر کے تحفظ کے خواب دیکھ رہے ہیں اور مہاتما جی اس تصور ہی کو الحاد و دہریت قرار دے رہے ہیں اس کے باوجود ان حضرات کا دعویٰ ہے کہ مہاتما گاندھی کی رہنمائی ہمیں منزلِ مقصود تک پہنچا سکتی ہے! (ماخوذ از ...)

گاندھی جی اپنے ایک دوسرے مضمون میں لکھتے ہیں۔
"میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ اسلام کا تصور نہیں کر سکتا۔

ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے۔ اور ایک بڑی قوم ہے جو مختلف تصورات پر مشتمل ہے اور یہ تہذیبیں اب ایک دوسرے میں مدغم ہونی شروع ہو گئی ہیں۔۔ جیسے مسلم لیگ نے مسلمانوں کو یہ سبق پڑھانا شروع کر دیا ہے کہ یہ تہذیبیں ایک دوسرے میں مدغم نہیں ہو سکتیں۔

(ہندوستان ٹائمز۔ مورخہ [illegible])

ہمارا خیال ہے کہ اس مضمون میں گاندھی جی نے ہندوستان کی موجودہ کشمکش کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ کو واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ مسلمان ایک جداگانہ تشخص رکھتا ہے۔ اپنا الگ ثقافتی نشان رکھتا ہے اور یہی جداگانہ تشخص اور الگ ثقافتی نشان ہے جسے اسلامی تہذیب کہتے ہیں اور یہی تہذیب ہے جو ہر ہندو کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے اس لیے وہ چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کا یہ ثقافتی نشان مٹا دیا جائے۔

مسلمانوں سے پیشتر جتنے رنگ ہندوستان میں آئے۔ ہندوؤں نے ان کے ساتھ یہی کیا۔ ان کی تہذیب کو اپنے اندر مدغم کرنا شروع کیا اور جب وہ اپنا جداگانہ تشخص کھو بیٹھے تو خود بخود ہندو قوم کا جزو بن گئے۔ یونانی، پارتھین، ستھین کتنی مختلف قومیں یہاں آئیں۔ لیکن آج ان کا کہیں بھی نشان نہیں ملتا۔ اب سب کچھ یہ اکال اور ادغام کا عمل مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی سمجھ کر کیا جا رہا ہے۔ لیکن یہ قوم ذرا سخت جان تھی آسانی سے مغلوب نہ ہوئی۔ ہاں ہندو نے یہ کوشش نہیں چھوڑی۔ ویدک، اشنی، سماج، کبیر پنتھ، ست سنگ وغیرہ تحریکیں اسی کوشش کا تمام کی مختلف شاخیں تھیں اور یہی کوشش آج ایک قوم اور ایک ملک

کے نئے لباس میں جلوہ پیرا ہو رہی ہے - واردھا کی تعلیمی اسکیم بھی
اسی شاخ کا شگوفہ اور مولانا ابوالکلام کی برہمو سماجی تفسیر بھی
اسی زنجیر کی ایک کڑی تھی -

یہ تو ہے ہندوؤں کا نقطۂ نگاہ - اس کے برعکس مسلم لیگ
کا نظریہ - خود گاندھی جی کے الفاظ میں یہ ہے کہ مسلمان ایک الگ
تہذیب رکھتے ہیں اور یہ تہذیب کسی دوسری تہذیب میں مدغم نہیں
ہو سکتی اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان کسی دوسری قوم کا جزو نہیں ہو سکتے
چونکہ لیگ کی یہ روش ہندوؤں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا
رہی ہے اس لیے یہ اس کا اتنا بڑا جرم ہے - جو کبھی معاف نہیں کیا
جا سکتا - مسلم لیگ کا نصب العین کیا ہے ؟ ہندو اس کی مخالفت
کیوں کرتا ہے ؟ یہ سب کچھ گاندھی جی نے اپنے ان چند الفاظ میں
بیان کر دیا ہے - اب ہم اپنے نیشنلسٹ دوست حضرات سے بالعموم
اور ان میں سے حضرات علماء کرام سے بالخصوص دریافت کرتے ہیں
کہ اس کے بعد ان کے پاس اپنے مسلک کے جواز کی کوئی دلیل
رہ جاتی ہے ؟ یہ حضرات ہمیشہ اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم اسلامی
تہذیب کے محافظ ہیں - ہم ہندوستان کے مستقبل کے نظام حکومت
میں اسلامی تمدن و تہذیب کے تحفظ کا پورا پورا انتظام کریں گے لیکن
غور فرمائیے کہ جو کچھ گاندھی جی فرما رہے ہیں اس کے بعد اسلام کی
جداگانہ تہذیب اور اس تہذیب کے تحفظ کا کوئی سوال باقی رہ جاتا
ہے ؟ گویا یہی وہ چیز ہے جس کی بنا پر مسلم لیگ قائم ہوئی تھی اور گاندھی جی
قرار دے رہے ہیں - ہم حیران ہیں کہ یا تو یہ حضرات اس قدر سادہ لوح
ہیں کہ اتنی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آ سکتی اور یا یہ اتنے گہرے
سازشی ہیں جس کے یہ حضرات دیدہ دانستہ کل تک بنے ہوئے

یہی ہاں یہ کے سوا کوئی تیسری چیز تو ہماری سمجھ میں آتی نہیں۔

اس کے بعد گاندھی جی اپنے مخصوص حلقوں میں فرماتے ہیں کہ

"مذہب کا کام یہ ہے کہ وہ خدا اور بندے اور انسان اور انسان میں دوستی پیدا کرے۔ کیا اسلام صرف ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے ملاتا ہے اور ہندو کی مخالفت سکھاتا ہے؟ کیا رسول اکرم کا پیغام مسلمانوں کو اپنے اندر ہی امن و سلامتی کی تلقین کرتا ہے اور ہندوؤں اور غیر مسلموں کے ساتھ جنگ کرنا سکھاتا تھا؟ کیا ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کے قلوب کی یہ دہشت میں ڈالا جا سکتا ہے جیسے کہ زہر کا ... کے سوا اور کچھ قرار نہیں دے سکتا۔ دو قومی نظریہ زہر کی مسلم لیگ کے دماغ میں پیدا ہوا ہے، وہ اسلام کے ساتھ سخت ناانصافی کر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اسلام کیسا ہے۔ میں مسلمانوں میں ایک عرصے سے نہیں مسلسل بیس برس سے رہتا چلا آیا ہوں۔ مجھے تو کسی ایک مسلمان نے بھی ایسا نہیں بتایا کہ اسلام ہندو دشمنی کی تلقین کرتا ہے؟" (الایضاً)

ہم گاندھی جی سے پوچھتے ہیں کہ ان کے اصول کے مطابق تمام انسان ایک جیسے ہیں۔ ان کا دھرم انہیں تمام انسانوں سے محبت امن اور سلامتی کی تلقین کرتا ہے۔ جب ان کا دھرم انہیں سکھاتا ہے تو ہندوستان کے رہنے والوں کی ایک ہی قوم قسمت سے کر انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی کیوں لڑ رہے ہیں؟ کیا انگریز انسان نہیں ہیں اور کیا ان کی حکومت انسانوں کی حکومت نہیں؟ پھر اس حکومت کو لعنت کیوں قرار دیا جاتا ہے۔ کیا یہ ہندوستانی اور انگریز کی تفریق انگریزوں کے خلاف جذبہ منافرت پیدا نہیں کرتی؟ کیا گاندھی جی ہندوستانیت کی تعمیر ہندوستان کے والوں میں نہیں بھر رہے!

کیا یہ ایک انسان کو دوسرے سے متمیز کرنا نہیں؟ کیا اسکا مفہوم صرف ایک ہندوستانی کو دوسرے ہندوستانی کے مقابل لا کھڑا کرنا ہے جو یہ سبق دیتا ہے کہ تمام جن لوگوں نے کہا کہ ہندوستانی ایک جداگانہ قوم ہیں اور انگریز ایک جداگانہ قوم اور ان کی تمام جد و جہد انگریز کے خلاف نہیں بلکہ ہندوستانیوں کی تائید میں ہے۔ وہ ہندوستانیوں کو ان کا حق دلانے کی خاطر جنگ آزادی لڑ رہے ہیں۔ اس میں کوئی جرم نہیں بجز اس وقت صاحب انگریز کے ساتھ ظلم کیا جاتا جب یہ ہندو مسلمانوں کی پوزیشن کو سمجھتے۔ گاندھی جی کا نوٹ ایک انسان کو دوسرے انسان سے متمیز کرنے کا معیار وطن ہے۔ اس میں تو کے نظریہ کی رو سے ہندوستان کے رہنے والے ایک الگ قوم اور انگریز ایک دوسری قوم ہیں اور ایک قوم کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ دوسری قوم پر غلبہ و تسلط حاصل کرے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کے خلاف جد و جہد کرنا کوئی جرم نہیں۔ اسی طرح اسلام نے بھی ایک انسان کو دوسرے انسان سے متمیز کرنے کا اصول قائم کیا ہے۔ وہ اصول وطنی عقیدہ نہیں، بلکہ مذہب ہے جو شخص اسلام قبول کرتا ہے، وہ ایک الگ قوم کا فرد اور جو نہیں کرتا وہ دوسری قوم سے متعلق ہو جاتا ہے۔ بس اتنا فرق سمجھ لینے کے بعد باقی مسئلے باتیں خود بخود حل ہو جاتی ہیں۔

مسلمانوں کے متعلق گاندھی جی کو یہ بتائیں کہ وہ ایک الگ قوم ہیں اسی لیے وہ ہندوؤں کے غلبہ و تسلط کو کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کر سکتے جس طرح تم نے بھی انگریز کے غلبہ و تسلط کو جرم قرار دے رکھا ہے۔ اسی طرح مسلمان بھی غیر مسلموں کے غلبہ و تسلط کو جرم قرار دیتے ہیں۔ انگریز کا ہو یا ہندو کا، یہ حکم اسلامی غیر اسلامی سمجھتے ہیں اور اس غلبہ و تسلط کے خلاف لڑیں گے

جد و جہد کرنا ان کے نزدیک جہاد ہے۔ حقوق کسی زیادتی [illegible] ملتا ہے
جس طرح کہ ہندو [illegible] ہے تو وہ ایک [illegible] جہاں ایک قومی اور مذہبی
فریضہ ہے۔ مسلمانوں کا یہ جہاد و جد و جہد کسی کی مخالفت نہیں تھا اس روحانی
کے مسائل۔ اس میں کوئی جبر و ظلم نہیں۔ مگر اس وقت جو تاریخ جیسے
دوسروں کے حقوق غصب کرتے۔ ان پر ظلم کرتے۔ ہندو بھی
[illegible] اپنا حق چھیننے کے لیے یہ جہاد و جد و جہد کریں تو ہمیں [illegible]
وضاحت اور مسلمان [illegible] سے اپنا حق واپس لینے کے لیے جد و جہد
کریں تو یہ انتہائی وحشت و بربریت۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

واقعی ہندو اسلام کا [illegible] ہونا سا گر
[illegible] کے معنی ایسی مخالفت ہے جس میں تنفر [illegible] پایا
جائے تو اسلام دنیا میں قطعاً [illegible] ہی نہیں۔ کسی
مذہب کا بھی ایسا مخالف نہیں۔ کسی انسان کا بھی۔ بساط فطری نہیں
اس لحاظ سے [illegible] سراپا امن و سلامتی کا پیغام ہے۔ کرو ہ کسی کو
اس کے حق سے محروم نہیں کرتا لیکن اگر [illegible] سے مراد یہ ہے
کہ وہ اپنے آپ کو تنہا سچا مذہب سمجھتا ہے اور کسی کو حق پر
نہیں مانتا تو ہمیں اس امر کے اعلان کرنے میں قطعاً تامل نہیں۔ کہ
اسلام دنیا کے ہر مذہب [illegible] انسانوں کے وضع کردہ ہر نظریہ اور
اپنے حقیقی [illegible] نظام کے سوا دنیا کے ہر نظام کو باطل سمجھتا ہے اس
کا اعلان ہے کہ

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

[illegible] اگر کوئی ہندو [illegible] اسلام [illegible]
[illegible] سمجھتا ہے تو باطل پر سمجھتا ہے اس کا [illegible] کوئی [illegible] نہیں۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه

"جو اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اختیار کرے گا تو اس کا وہ دین کبھی قبول نہیں کیا جائے گا۔" اس نے اپنی بعثت کا مقصد یہ بتایا ہے کہ وہ تمام ادیان عالم پر غالب آجائے۔ "هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔"

"اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت یعنی دین حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ دین تمام ادیان پر غالب آجائے خواہ یہ بات مشرکین کو کتنی ہی گراں گزرے۔" قرآن مجید اس نے ۲۱ تے یہ اعلان کر دیا کہ "جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا"۔ "حق آگیا اور باطل تو دور ہو گیا کہ باطل کی فطرت ہی یہ ہے کہ حق آنے پر کافور ہو جائے۔"

گاندھی جی کو یہ معلوم ہونا چاہئیے کہ اگر دس بیس برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے قرآن کریم کی یہ صریح آیات پڑھ کر ستا کیں تو وہ نے اسلام کے ساتھ غداری کی ہے اور ہندو مذہب کے ساتھ فریب کاری۔ یہ یاد رہے کہ اسلام کا یہ دعویٰ کسی تنگ نظری یا تعصب پر مبنی نہیں بلکہ جیسا کہ ہم شروع میں لکھ چکے ہیں اسلام دین فطرت ہے اور فطرت کا قانون ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے۔ دو متضاد قوانین ایک ہی فطرت کے ترجمان نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اگر مسلمان کے متعلق یہ کہتا کہ وہ دیانت کا موجب ہے کوئی تعصب یا تنگ نظری نہیں تو کسی غیر مسلم (یعنی غیر فطری) نظریہ زندگی کے متعلق یہ کہنا کہ وہ درست بھی نہیں وہ تو باطل ہے اس کو کچھ بُرائی نہیں۔ مذہبی جنون نہیں حق کو حق کہنا عین انصاف ہے۔ خواہ اس سے ساری دنیا ناراض کیوں نہ ہو جائے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے
(مولانا محمد علی جوہر)

پھر گاندھی جی کا نظریہ [illegible] مسلمانوں کو [illegible] ان کے نزدیک
ہندو حکومت کے ماتحت [illegible] ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ
حکومت میں ان کے نزدیک [illegible] قابل تصور ہے۔
(ایضاً)

لیکن [illegible] پاکستان میں مسلمانوں
کی حکومت کا تصور [illegible]
کی مخالفت میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

پھر گاندھی جی فرماتے ہیں:-

"اگر پاکستان محض ایک مجلسی منگ ہے تا ہیں قبول [illegible] بحث ہی [illegible]
جو زہر جس کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے بلکہ یہ ناقابل قبول [illegible]
اس کا مقصد محض یہ ہے کہ مسلمان اپنی قوم میں زیادہ [illegible] حاصل کریں تو ہم [illegible]
جو [illegible] [illegible]"

"یہ زیادہ حاصل کرنے کا حق نہیں [illegible] ہے [illegible]
[illegible] اگر آپ [illegible] کریں تو [illegible]
کے مطابق [illegible] کے نزدیک [illegible] مسلمان چاہتے
کیا ہی تھا کہ جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہاں ہندوؤں کی
حکومت ہو اور جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں مسلمانوں کی حکومت
ہو۔ [illegible] گاندھی جی کے نزدیک مسلمان [illegible] زیادہ کچھ حاصل کرنا
چاہتے ہیں۔ گاندھی جی کے نزدیک پورا [illegible] وقت ہوگا۔
جب مسلمان خاموشی سے اکثریت کی حکومت قبول کر لیں اور اسی کو
[illegible] قرار دے [illegible] گاندھی جی [illegible] کہ وہ مسودہ [illegible]
جس قسم کے مسودے کیا کرتے تھے۔

اس مقصد میں [illegible] اور [illegible]
ساتھ دینے بنا [illegible] [illegible] (اقبال:

اس اسکیم کی مخالفت میں جو سب سے بڑا حربہ
غیر مسلم اقلیتیں [illegible] استعمال کیا جا رہا ہے۔ وہ غیر مسلم اقلیتوں کو
[illegible] کہ اسلامی حکومت میں ان کے حقوق پامال
ہو جائیں گے۔ [illegible] کے ساتھ ان
کی مخالفت کرنی چاہیے [illegible] سکھوں کو بہت
زیادہ مضبوط کیا جا رہا ہے۔

قرآنی حکومت میں غیر مسلموں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا جائے گا؟

یہ اس کا جواب ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں دینا چاہتے۔ یہ حکومت ضابطۂ قرآن کے ماتحت ہوگی اس لیے اس کے جواب کے لیے قرآن کریم کا مطالعہ کرلینا کافی ہے۔ قرآن کوئی چیستان یا معمہ نہیں ہے۔ دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں اس کے تراجم موجود ہیں جس کا جی چاہے اُٹھا کر دیکھ لے کہ اس کی رو سے غیر مسلموں کو کس درجہ آزادی حاصل ہوگی۔ اسلام پر ... ایک بڑا الزام ہے اس کے متعلق ادارہ طلوع اسلام کی طرف سے ایک مستقل پمفلٹ شائع ہوچکا ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپ پر یہ حقیقت بے نقاب ہوجائے گی کہ قرآنی حکومت میں غیر مسلموں کے ساتھ کس قدر عدل و انصاف کا سلوک کیا جائے گا۔ ایسا سلوک کہ جب بعض عیسائی رعایا کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمان اس شہر کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جا رہے ہیں تو وہ رو رہے تھے اور منتیں کر رہے تھے کہ خدا کے لیے تم جا رہے ہو تو ہمیں بھی ساتھ لے جاؤ کہیں ہم دوبارہ رومیوں کے ماتحت نہ جا پڑیں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ رومی کون تھے؟ عیسائی تھے عیسائی رعایا کی۔ یہ کہتی ہے کہ ہم مسلمانوں کی حکومت میں رہنا چاہتے ہیں۔ عیسائیوں کی حکومت میں نہیں رہنا چاہتے۔ حسن سلوک کا تقاضا حقیقت کی رو سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے:

قرآن کریم تو یہاں تک حکم دیتا ہے۔

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا۔

کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اس سے عدل نہ کرو۔ ہمیشہ عدل کرو۔

یعنی اسلام تو دشمن سے بھی عدل کرنے کا حکم دیتا ہے چہ جائیکہ

وہ لوگ جن کی حفاظت کی ذمہ داری اس نے خود لے لی۔ اس باب میں قرآن کریم، احادیث، اور خلفائے راشدین کی کثرت سے موجود ہیں کہ ان کی موجودگی میں کسی شخص کو مجال انکار نہیں ہو سکتی کہ اسلام اپنی غیر مسلم رعایا سے کس حسن سلوک کا برتاؤ کرتا ہے۔

اب ذرا ہندو مذہب کا ایک منظر بھی ملاحظہ فرمائیے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر تمام ہندوستان میں جمہوری نظام حکومت قائم کیا جائے تو ہندو اکثریت اقلیتوں کے تحفظ حقوق کی ذمہ دار ہو گی۔ بعض ہندو ہیں کہ خوب یقین کر لیجیے ہندو انسان بھی نہیں کہلا سکتا ہے ٹیکنیکلی کہا جاتا ہے۔ تو غیر ہندوؤں کے حقوق کی نگہداشت کریں گے وہ ہندو جن کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے ہزاروں سال سے کروڑ اچھوتوں کو انسانیت کے حقوق سے محروم کر رکھا ہے اور ان کا یہ سلوک ان کے ذاتی رجحانات کا نتیجہ نہیں بلکہ ان کا مذہب انہیں مجبور کرتا ہے۔ کچھ ایسا ہی کریں، ان ہندوؤں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان پر بھروسہ کیجیے، وہ اقلیتوں کے ساتھ مساوات کا سلوک کریں گے۔ ان سے پوچھیے کہ آپ نے آج تک خود اچھوتوں کے ساتھ کیا کیا ہے جو دوسرے آپ پر بھروسہ کریں!

تو بہ خویشتن کردی کہ با ما کنی نظیری
بخواہ کہ لازم آید تو تو اعتبار کردم

ان ہندوؤں پر بھروسہ کرو لیکن مسلمانوں پر بھروسہ نہ کرو جن کا مذہب انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ کبھی کسی حال میں بھی عدل و انصاف سے ادھر ادھر ہونے نہ پائیں۔ وہ مسلمان جن کی تاریخ کے اوراق نے بارہا دنیا کو بتا دیا ہے کہ انہوں نے اپنی حکومت میں ذمیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا! وہ مسلمان جن کی حفاظت کی ذمہ داری

ڈی کی چند سالوں کے سینکڑوں مندروں کی کفالت کا موجب بن رہی
مسلمان جن کا قرآن انھیں حکم دیتا ہے کہ غیر مذاہب کی عبادت
گاہوں کی حفاظت بھی اسی طرح کرو جس طرح تم اپنی مساجد کی حفاظت
کرتے ہو (القرآن) وہ جن کا مذہب انھیں تلقین کرتا ہے کہ غیر مذاہب
کے معبودوں (بتوں وغیرہ) کو بھی برا نہ کہو ... وہ جو سب سے زیادہ انسانیت
کا اس درجہ احترام سکھاتا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ کسی ایک انسان کا
ناحق ضائع کرنا گویا تمام نوع انسانی کو ہلاک کر دینا اور کسی ایک
نفس کا بچا لینا تمام انسانیت کو زندگی عطا کر دینا ہے (القرآن)
کہا جا سکتا ہے کہ جب مسلمان یہ کہتے ہیں کہ غیر مسلم
اکثریت کی حکومت میں مذہب کی آزادی نہیں مل سکتی تو غیر مسلم
اقلیتیں یہ کیسے باور کر لیں کہ انھیں مسلم اکثریت کی حکومت میں
مذہب کی آزادی مل جائے گی۔ یہ اعتراض بظاہر معقول نظر آتا ہے
لیکن اس کے جواب کے لیے ذرا باب اول پر ایک نگاہ پھر ڈالیے
اور دیکھئے کہ ایک مسلمان کے نزدیک مذہب کی آزادی کا مفہوم کیا
ہے۔ اور غیر مسلم کے نزدیک مذہبی آزادی کسے کہتے ہیں۔ مسلمان
کا مذہب اس کی حکومت ہے۔ اور مذہبی آزادی سے مفہوم ایک
آزاد حکومت کا قیام ہے۔ برعکس اس کے دیگر اہل مذاہب کے نزدیک مذہب
سے مفہوم چند عبادات و رسومات کی ادائیگی ہے۔ اس سے آگے جو
دنیاوی امور ہیں وہ شروع ہو جاتے ہیں۔ آپ نے آج تک کسی ہندو،
سکھ، پارسی وغیرہ کو یہ کہتے نہیں سنا ہوگا کہ انگریز کی حکومت
میں انھیں مذہبی آزادی حاصل نہیں ہے۔ بلکہ وکٹوریہ کے منشور
MAGNA CARTA میں جس قسم کی مذہبی آزادی کا اعلان کیا
گیا ہے، وہ آزادی تمام غیر مسلم اہل مذاہب کے معیار پر پوری اترتی

ہے۔ اس قسم کی مذہبی آزادی اسلام بھی دیتا ہے اور بھرپور آزادی ہی نہیں دیتا بلکہ اس کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لیتا ہے۔

برعکس اس کے مسلمان کو دنیا میں کوئی حکومت مذہبی آزادی نہیں دے سکتی کیونکہ اس کا مذہب آزاد نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ حکومت بھی اس کے اپنے ہاتھ میں نہ ہو۔

یہ ہے بنیادی فرق اسلام کی آزادی اور دیگر مذاہب کی آزادی میں۔ اس لیے تمام غیر مسلم حکومتوں کو اعلیٰ سطح پر بتا دینا چاہیے کہ مسلمان ان کے مذہب سے مجبور ہے کہ وہ انھیں مذہبی آزادی اور ان کی آزادی کی ضمانت کے لیے وہ جس قسم کی شرائط چاہیں، ان سے لکھوا لیں انھیں کسی قسم کا اعتراض ہی نہ ہوگا بلکہ ان شرائط کی پابندی قرآن مجید کی رو سے فریضۂ مذہبی لازم ہوگی۔ مسلمان حاکم نہیں ہوتا بلکہ حقوق انسانیت کے لیے چوکیدار ہوتا ہے اور خود حکومت پر تاسف کرتا ہے جو کہ امانت نہیں۔"

(خطبہ اسلام اور جمہوریت صفحہ ۳۲، ۳۳)

## جمعیۃ العلماء اور اسلامی ہند

### ہندوؤں کے جاہل آلۂ کار

"مسٹر جناح نے ! مسلم لیگ کہا ہے کہ چند لوگ جو جمعیۃ العلماء کا نام استعمال کر رہے ہیں۔ خفت و ملک و وطن کے سبب رہے کہ تفرقہ پیدا ہو رہا ہے ہندوؤں اور مسلمانوں میں۔ جو کچھ دو کشیدگی پائی جاتی ہے اس کا ایک سبب یہ لوگ بھی ہیں اور دونوں قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مفاہمت کے راستے میں جو مشکلات حائل ہیں ان کے بانی بھی یہ حضرات

ہیں۔ یہ بالکل درست ہے یہی لوگ ہیں جنہیں کانگریس مسلم لیگ کے خلاف انتخابات میں استعمال کرتی رہی۔ یہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمانوں کے مطالبات کو ٹھکرایا گیا ہے۔

## مولانا حسین احمد

"ہماری معلومات کے مطابق ان لوگوں میں کبھی علما ہیں اس سبب کے چیف نوجوان مولانا حسین احمد مدنی ہیں جن سے بڑھ کر مسلمانوں کے مقاصد و مفاد کے ساتھ دشمنی اور عداوت کا اظہار شاید کسی نے نہیں کیا۔ ان کی حالت بڑی ہی عجیب ہے۔ انہیں جدید سیاسیات کے مبادیات سے بھی آشنائی حاصل نہیں اور نہ وہ اتنی صلاحیت رکھتے ہیں کہ وہ دستوری مسائل کی پیچیدگیوں یا ان کے حل میں کسی تجویز کے نتائج و عواقب کا صحیح اندازہ کر سکیں۔ اس لیے کہ وہ اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔"

(ڈان ۲۲ جولائی)

## ہندوؤں کے آلۂ کار

"مسٹر جناح نے جمعیت کی حقیقی پوزیشن واضح کرنے کے علاوہ بنگال میں جمعیت سے اپیل کی تھی کہ اب بھی لیگ کے جھنڈے کے نیچے آنا چاہیے۔ اس لیے کہ لیگ ہی واحد نمائندہ اور اسلامی جماعت ہے۔ علماء کی موجودہ روش سے اس کے سوا کیا نتیجہ نکلا ہے کہ وہ کانگریس کے ذریعہ سے اپنی ترقی چاہتا [illegible] ہیں جب کبھی ہندوؤں یا کانگریس کو محسوس ہوا کہ لیگ کے مطالبات کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تو انہوں نے جمعیت [illegible] کا کام لیا اور وہ کام کیا گیا۔

ذرا لیگ کے ساتھ نسبی یا رشتہ! یہ کس قدر بے جا بات نہیں ہے؟
روزنامہ "انقلاب" مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۹ء کا اداریہ ہے جس میں سے
مندرجہ بالا اقتباسات پیش کیے گئے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے:-

"کانگریسی جمعیۃ العلماء کے اجلاس یو۔ پی میں مولوی حبیب الرحمن
اور مولوی عطاء اللہ بخاری نے مسلم لیگ کو جو گالیاں سنائیں ان
کا کچھ خلاصہ درج ہو چکا ہے۔ ان لوگوں نے مسٹر محمد علی جناح کو
یزید اور مسلم لیگ کے کارکنوں کو یزیدیوں سے تشبیہ دی غلط
کا لشکر ہے۔ کانگریس کو امام حسین سے مشابہ قرار دیتے
رہے۔" (انقلاب ۸ مارچ ۱۹۳۹ء۔ صفحہ ۳)

جمعیت علماء ہند کے جتھہ پاکستان اور مسلم لیگی قائدین کے
خلاف کس طرح زہر اگلتے اور کیا کیا فرماتے رہے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے:-

مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی صاحب صدر احرار لکھتے ہیں:-

"دس جناح، جیسا اور شوکت اور ظفر جواہر لعل نہرو کی جوتی کی
نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں۔"

(چمنستان، از مولانا ظفر علی خان۔ صفحہ ۱۶۵)

عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نے [illegible] کانفرنس ۱۹۴۶ء میں کہا:-

"پاکستان کا بننا تو پیدائشی ہی ختم ہے۔ کسی ماں نے ایسا بچہ
نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔"

(روزنامہ جدید نظام، استقلال نمبر ۱۹۷۸ء)

"ان لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ اب بھی پاکستان کا نام
لیتے ہیں ۔۔۔ کہ یہ پاکستان ایک خود رو کانٹا ہے ۔ جو

خطرناک حد تک مسلمانوں کا خون چوس رہا ہے اور مسلم لیگ انگریز کا ایک حربہ ہے۔" (آزاد ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء)

چودھری افضل حق رئیس الاحرار لکھتے ہیں:-

"کتنوں کو یہ کھٹکا ہے کہ ہر دو ہر کارواں احرار کو اپنی منزل کی طرف چلتے دیکھ [illegible] احرار کا رخ [illegible] پاکستان نہیں ہے اور اس کو ہندوستان سمجھتے ہیں۔" (خطبات احرار صفحہ ۹۹)

"مسٹر جناح [illegible] جگہ کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان نہیں ہوا لیکن پھر بھی مسلمانوں کا قائد اعظم ہے۔"

(آنا مشل پیچ مسٹر جناح کا اسلام)

"جو لوگ مسلم لیگ کو دعوت دیں گے، وہ [illegible] ہیں اور دھوکہ کھانے والے ہیں۔" (گلفشاں صفحہ ۱۹۵-۱۰۱ از مولانا ظفر علی خاں)

"ہمارے اسلام! آنے والا الیکشن ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی آزادی کا بنیادی تجربہ ہے اس تجربہ کو سیدھا اور صحیح رکھنے کی کوشش کیجئے۔ خوشنما نعروں، بلند وعدوں، جھوٹی خبروں اور دولت مندوں کے بچھائے ہوئے [illegible] خطرناک جالوں میں گرفتار ہونے سے اپنے آپ کو بچائیے۔ اور نوابوں، راجاؤں اور خان بہادروں کو جو انگریزی حکومت کے بلاشبہ ایجنٹ ہیں قطعاً [illegible] کو دیکھئے۔ کرنل [illegible] نے ملک صوبہ کو تقسیم کراکر عرب قوم کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کا غلام بنا کر خوفناک مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ مسلم لیگ پاکستان کے نام سے ہندوستان کو تقسیم کرا کر اس کے مختلف حصوں کو ہمیشہ کے لیے انگریز کے پنجۂ آہنی میں پھنسا دینا چاہتی ہے اس کے نعرہ اسلام اور مسلم لیگ کے فریب سے بچو۔ ہمارا نعرہ پاکستان انگریزی ایجنٹوں کا فریب"

آزاد ہندوستان میں آزاد اسلام ہو سکتا ہے کی مدد کرے
سچائی کر کے نصیب ہے جو … آپ کے کلمۂ خادم
ابوالکلیم مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ

## آزاد ہندوستان میں آزاد اسلام

## پاکستان انگریزی ایجنٹوں کا فریب ہے

نامی پریس ہمیں انصار شریعت [illegible]

"مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے کہا: لیگ آزادی کے بجائے مسٹر جناح اور لیگ کے جنگی لیڈروں پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ انھوں نے ہندو کے مفاد کو اس قدر نقصان پہنچایا ہے کبھی بھی یہ پاکستان کے متعلق نہیں۔" [illegible]

"دشمن کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ طاقت سے پاکستان کو کامیاب نہیں ہو سکتا اس لیے پاکستان کے ذریعہ وہ قومی انتشار سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور یہ اتحاد کو توڑنا چاہتا ہے اس کام میں احرار ہی کے ہاتھ بٹا رہے ہیں۔" (روزنامہ [illegible] ۸)

"یہ بھی مسلمانوں کے تازہ منظر ہیں ایک پارٹی حکومت سے کورٹ شپ کر کے اپنے کو آزادی سے اور اسلام سے خارج ہونے کا حق اعلان کر چکے ہیں۔ دوسرا مسٹر جناح کا اسلام"

[illegible]

## مسٹر جناح کی براڈکاسٹ کی تقریر

"مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ۱۰ نومبر کو بمبئی ریڈیو اسٹیشن سے ایک طویل تقریر براڈکاسٹ کی جس میں

کہا کہ مسلمانوں کو ضبط و تنظیم، رواداری، اخوت اور آزادی کی بنیاد
پر ہندوستان میں ایک ایسی عظیم الشان عمارت تعمیر کرنی چاہیے
جس میں اس ملک میں بسنے والی تمام اقوام صلح و امن اور باہمی
محبت کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ رمضان المبارک مسلمانوں
کو یہی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنے کا سبق دیتا ہے۔ ہم متحدہ
ہندوستان کے شاندار مستقبل کو روشن تر کرنے کے لیے ہر قسم
رواداری کا ثبوت دیں گے۔ اور اپنے حقوق کو تسلیم کرانے کے
لیے کوئی ضد نہیں کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
اسلام کی یہی تعلیم ہے، کہ ہم انسانیت کے معیار کو بلند کرنے
کے لیے کام کریں۔ اور اسلام تمام ہی عمل و حرکت، رواداری،
اخوت، نظم و ضبط اور وفاداری کا ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم نے ہم کو بتایا ہے، انسانیت کے معیار کو معراج کمال تک پہنچایا ہے
ہمیں اسلامی تعلیم کا مطالعہ غور و فکر سے کرنا چاہیے۔ آپ نے
فلسفہ نماز بیان کرتے ہوئے کہا: اس میں ہمیں اتحاد کا درس دیا
گیا ہے اور جمعہ و عیدین وغیرہ کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ
ہم اسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سوا کسی کی رہنمائی منظور نہ کریں تو ہر قسم کے دنیاوی
مصائب کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ مسلمان طبعاً روادار ہے اور
اپنے مطالبات اور حقوق منوانے کے لیے ضد کرنا نہیں جانتا
اور نہ ہی کسی اور کے حقوق پر ناجائز قبضہ کرنا چاہتا ہے۔
وہ اپنے وطن کا مستقبل شاندار دیکھنے کا صمیم قلب سے متمنی
ہے اور اس کے لیے ہر ممکن قربانی کے واسطے آمادہ و مستعد
رہتا ہے۔

(انقلاب ۱۹ دسمبر ۱۹۴۱ء)

قارئین کرام! یہ تھا خلاصہ قائد اعظم جنہیں مسٹر جناح کا اسلام جس احراری حضرات نے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ یہ وہ محروم تمنا لوگ ہیں جن کے ذہنوں میں ویرانیاں اور ماضی کے خواب جس بچھے تھے اور یہ ہندوؤں کے دام فریب میں پھنس کر مسلمانوں کی تحریک کی مخالفت اور مسلم لیگ کو بدنام کر کے سودا کرتے رہے جماعت تحریک اب بھی ان کے تخیل اور احساس نہیں بدلے۔ ان کے احساسات اور تعصب اب بھی نہیں بدلے۔ ان کے ذہن اور دماغ میں اب بھی نیشنلزم کے آہنی شکنجوں کا تسلط ہے۔ جو ابلیسیت اور عیاری ہندوؤں اور مسلمانوں کے جاہلانہ و مخالفت اور جاہلی روگ نکالنے والے علماء نے ان کے منتشر کردہ قلب و نظر میں بسا دیئے تھے۔ اسی کیفیت سے مضطرب و پریشان ہو کر مولانا ظفر علی خانؒ نے فرمایا تھا

رسول اللہؐ کے گھر میں یہ کیسا انقلاب آیا
کہ گاندھی جی کی گیتا حامل دین کا ٹھیکہ ہے
خدا ہی جانتا ہے حشر اس تحریک کا کیا ہو گا
حرم ہے جس کی بدبختی نے سر تاج ملت کا بیچا ہے
یہ کعبہ و صنم پرستوں سے کہ بستر تہ کریں اپنا
پیشی ہے تو مجھ احمق کو کوئی دم میں سوجھا ہے

## گاندھی جی کی فتویٰ بازی

جس نام نہاد تعلیم و تمدن علماء و احباب و مشیر خاص ابو الکلام صاحب آزاد و جمعیت علماء گستاخی نہیں کرتے اور ان کی "علمائے کرام"۔

گاندھی جی کا ارشاد:-

آخر میں جب کوئی صاحب بصیرت دیا جاتا ہے میں ایک ہی کا معاملہ
اور محمد اور مسند سے کے درمیان ایک ذاتی تعلق تو پھر جب دو دن
دو مسلمانوں میں کوئی ایک اہم مشترک عناصر نظر آتے ہیں کے مرکز
کرنے کے لیے دونوں ایک مشترکہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ان کو اپنا اول
بھی مشترکہ ہے لہذا سب انسانوں کی ایک ہی روح سے بنا کہتے گئے
ملیں تو تمھیں ہر ایک انھیں ایک رشتہ کے پابند کر دیتے ہیں ۔
(روح وحدت ملی)

یہ سب سے بڑا فریب ہے کہ سیاسی لوگوں کا بنا ہوا منصوبہ قومیت کا جال
جس کے ذریعہ مسلمانوں کی تنظیم و شیرازہ بندی کو یہ ختم کر کے رہنما کی
شکار کی شکل کرنا چاہتا تھا اور اس کی غرض یہ ہے کہ اپنے مقصد کے
ہوتے ہوئے ہندوؤں کو ملک بھر میں پھیلا دیا گیا تھا کہ ہمارے مسلمان
ہم جنسی کے خیال میں ہر سامری کے جادو کا شکار ہو کر ملت سے کٹ
جائے۔ یہ سمجھے ہوا ایسا ہی تھا اور تھوڑے سے حالات میں ہی حکیم الامت
کے انتخاب کرو صاحب کا مرد ایسا تھا جس نے خود فراموشی و غفلت
سے نجات دلا کر ہندو کانگریس کے قریب آنے سے روکا اور تجویز سے
آگاہ کیا اور کرکے مسلمانان ہند کو پہلے ایک مرکز پھر ایک مقصد سے
روشناس کرایا۔ پھر حضرت پاکستان کا جلد یہ تصور پیدا کر کے ان
میں ایک تڑپ اور ولولہ پیدا کیا۔ آپ ہی کی کوشش ہے کہ آخر کار منزل
کے اعلیٰ مرد مومن و صلاحیت پیدا کر دی کہ پاکستان ایک حقیقت بن کر
دنیا کے نقشے پر ابھر کر رہا۔ جماعت اسلامی قیامت تک کا ہمیشہ سے
خیال رکھا کہ ناکامی وہ حمایت کرنے والا اعلیٰ کرام کا قبضہ پیش بینی
تھا ہیں وہ طبقہ صاحبیں کے متعلق ہمیشہ قبائلی کراچی میں زندگی کے آخری
لمحات میں بڑی مسرت رہا ہی لکھنا پڑتا ہے کہ

چو بے خبر ز مقام محمد عربی است

# اسلامی کلچر کے محافظ

## جونپور کا اجلاس ۲۳ جون ۱۹۴۶ء

جلسہ کا اشتہار حسب ذیل ہے

"آپ کو جان کر بڑی خوشی ہوگی کہ ہمارے شہر میں جمعیۃ العلماء کا پانچواں سالانہ جلسہ آپ کی [illegible] تاریخوں میں مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کی صدارت میں ہوگا۔ جس میں وطن کے سب ہی بڑے بڑے مسلم نیتا آ رہے ہیں۔ جو آپ کو کافی معلومات دیں گے۔ کہ جمعیۃ العلماء کتنی ایک ایسی مستقل جماعت ہے جس نے ہمیشہ کانگریس کی آزادی کی لڑائی میں ساتھ دیا ہے اور اب بھی دیش کی آزادی کے لیے مسلم حامی کو میسر کر رہی ہے۔ اس لئے آپ سے عرض ہے کہ اس سیشن کو سپھل کیجئے۔

پروگرام حسب ذیل ہے۔

۲۲ جون کو دو بجے جونپور اسٹیشن سے سبھاپتی کا جلوس نکلے گا۔

۲۲ جون سوا آٹھ بجے اٹالہ مسجد میں کھلا اجلاس ہوگا۔

۲۳ جون صبح آٹھ بجے [illegible] سبجکٹ کمیٹی ہوگی۔

۲۳ جون چار بجے کھلا اجلاس ہوگا۔

۲۳ جون رات آٹھ بجے جمعیۃ العلماء کا کھلا اجلاس ہوگا۔

۲۴ جون ۷ بجے کھلا اجلاس ہوگا۔

۲۴ جون رات آٹھ بجے جمعیۃ العلماء کا کھلا اجلاس ہوگا"

غور فرمایا آپ نے؟ یہ ہیں اسلامی کلچر کے تحفظ کے ذمہ دار

ہمارے تبلیغی اداروں سے مقابلہ ؟

یہ حقیقت : ہاں تو آپ نے پڑھ لیا آپ حیران ہوں گے کہ احرار اور جمعیت العلماء کے اخبارات میں ایسی زبان کیوں استعمال کی گئی سطور ذیل سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ جو ہندو اردو کو پسند نہیں کرتا تو آخر یہ علماء کیوں متعین ہوں گے اور لا پاؤں سے کام لیں گے ایسا یا شاید مجھ قرآن کی عربی کی تفسیر کی ہو اس کے علاوہ ہندوؤں کی خوشنودی اور گاندھی جی کی آشیرباد حاصل کرنے کے لیے ایسا کیوں نہ کریں۔

## ہندوؤں کے خیالات

"اردو زبان ترکیب ہندوستان کی قومی زبان نہیں ہو سکتی اس لیے ہندوؤں کے شاستر میں اس کو مسلمانوں کی زبان پڑھنے سے روکا گیا ہے۔"

(ہماری زبان یکم جولائی ۱۹۳۸ء)

## عصمت بی بی از بیچارگی

### ایک خط

گاندھی جی نے ہریجن میں کسی صاحب کا ایک خط نقل کیا ہے جس میں چند فقرے ذیل ہیں۔

"کانگریس وزارتوں نے عدم تشدد کا جو وعدہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے قانون کے خلاف تشدد ہوتا دیکھا تو وہ مشتعل ہو کر ایسی سختی کرے گا جسے یہ برداشت نہ کر سکیں گے کانگریس والوں کے مسلک عدم تشدد کا محرک جذبہ نظر آتا ہے یہ یقیناً بزدلی

اور وہاں بھی کا آئینہ دار ہے، نہ کہ محبت کا کیونکہ ہندو ہو کر یہ سب کہ کس طرح اپنی جان بچانے کی فکر ہو جاتے نہ کہ اعلیٰ مقاصد کی خاطر جان دے دی جاتے ہیں۔"

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں :-

" اس خط میں عام مسلمانوں کی ذہنیت کا صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے۔"
(... ص ۱۲۴)

یہ نتیجہ وہ عدم تشدد جسے برسوں سے ہمارے مسلمان وطن پرست اور علما و حضرات اپنا عقیدہ (CREED) بناتے رہے تھے۔

## بنگال کے سید حبیب الرحمٰن

" ہندوستان میں کبھی اکثریت یا اقلیت کی حکومت نہیں ہوگی بلکہ اس کی نظام حکومت ایسے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہوگی جو صرف مسلمانوں کا ہی اعتماد رکھتے ہوں گے۔ بلکہ نہیں ہندوؤں اور دوسری جماعتوں کا بھی اعتماد حاصل ہوگا۔ الغرض یہ جمہور کی حکومت ہوگی، جو جمہور کے ہاتھوں سے وجود میں آئے گی۔ مسٹر جناح سخت مغالطہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر وہ یہ سمجھیں کہ کانگریس، مجلس احرار، بنگال کی کرشک پرجا پارٹی، جمعیت العلماء، جمعیت المومنین وغیرہ کے قومیت پرست ان سے (مسٹر جناح سے) کسی طرح بھی مسلمانوں کے کم خیر خواہ یا کم محب وطن ہیں۔

موجودہ وقت کا تقاضا ہے کہ تمام قومیت پرست مسلم لیڈر جنہیں ہندوستانی مسلمانوں کی رہنمائی کا فطری حق حاصل ہے آگے بڑھیں اور ہندوؤں کے ساتھ ایک ایسا معاہدہ کریں جس سے مسٹر جناح اور ان کے جیسے مسلمانوں کی یا تو اصلاح ہو

جائے یا ان کا خاتمہ ہو جائے۔ ہندوستان کا تجزیہ ہی
بنیں آج کل مسلمانوں سے نسلاً بعد نسلی مردانہ اقوال سے ستیزہ
کا مرحلہ آ رہا ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ ہندوستانیوں کی آنکھوں نے
دنیا کی تاریخ میں ایسا تماشا شاید ہی کہیں دیکھا ہو کہ مسلمان عوام
کا گروہ اپنے جتھوں اور فرقوں، عہدوں اور رہنماؤں، تنظیموں اور
مسلکوں سے آراستہ ہو کر غیر مسلموں سے عہد و پیمان قائم
کر کے ایک حقیقہ کا ذاتی طرح سے قائم کر رہا ہو کہ ملک کے کسی
گوشہ میں کہیں ایسی حکومت دیکھتا کم ہو جائے جس میں شریعت الٰہی کا
کا نفاذ ہو۔ یا ملتِ حق ذرا تو ہی تیرا جگہ دے۔

اے محشر قیامت رہا کاروانِ حسرت خاک
سر برآر اے قیامت درمیان خلق ببیں

## مسٹر تیج بہادر سپرو کا بیان بسلسلہ مفاہمت

۱۴ جنوری ۱۹۴۵ء

### گاندھی جی کی وکالت

مسلمان اس جماعت کی حقیقت کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ گو
ہندوستان ان کا وطن ہے اور صدیوں سے ان کا وطن رہا ہے
تو اس سے آپ کو علیحدہ قوم تسلیم کریں یا نہ کریں؟ اگر نہیں کرتے
تو اسی ملک میں ہے۔ کیا خوش قسمتی کی انصاف اور ہمدردی کا تقاضا
نہیں کہ اگر بعض طبقے، اپنے مذہبی، ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی
تحفظات کی ضرورت محسوس کریں تو انہیں اس قسم کے تحفظات
دیے جائیں۔

* — میری تائید میں کہے اور بات اس پاکستان کا دیا ہے

کرنا کہ آیا ہندو اور مسلمان ایک قوم ہیں یا الگ الگ دو اقوام محض تعجب انگیز بات ہے۔ آج سے پچاس سال قبل لڑکپن کے زمانے میں جب اسکول یا اسکول سے باہر میں اپنے اقران و امثال سے ملتا تھا تو میں نے اور انھوں نے کبھی یہ خیال تک بھی کیا کہ ہندو اور مسلمان دو علیحدہ قومیں ہیں۔۔۔ ہندوؤں کے لیے اس سے زیادہ کیا حماقت ہوگی کہ وہ گزشتہ سات سو سال کی تاریخ کو مٹا ڈالیں، اور خیال کریں کہ ہندوستان صرف انھی کا وطن ہے اور اسی طرح سے مسلمانوں کا یہ خیال بھی فضول ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو ہندوؤں سے علیحدہ کرنے کے بعد ہی اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اس ملک میں کچھ چاہتے ہیں اور نہایت ہی ہموار طریقہ سے ملکی ترقی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں جان لینا چاہیے کہ اکثریت اور اقلیت کے تمام فرقے ملک کے استحکام کے لیے اجزاء ترکیبی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان تمام کا مشترکہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف آزادی حاصل کریں بلکہ اس کے برقرار رکھنے کی بھی کوشش کریں۔"

وہی ڈھاک کے تین پات۔ وہی الاپا جا رہا ہے جو سامراجی آشرم کے سامریؔ کی دیرینہ منطق کا آئینہ دار رہا ہے۔

## مسلم اسٹوڈینٹس فیڈریشن

کے پاکستان سیشن منعقدہ یکم مارچ ۱۹۴۱ء لاہور کے خطبۂ صدارت میں قائداعظم نے کیا فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

"ہمارے سامنے کوئی معمولی کام نہیں۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد ہم نے سب سے بڑا عزم کیا ہے۔ اور ایک بہت بڑے کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں سب کچھ

قربان کرنا پڑے گا۔" (انقلاب ۱۹ مارچ ۱۹۴۶ء)

"لاہور کے پلیٹ فارم سے ہی مسلم لیگ نے پاکستان کا اعلان کیا تھا اور آج اسی پلیٹ فارم سے یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان ایک ایسی منزل ہے۔ جہاں تک پہنچنے سے مسلمانوں کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ پاکستان کا تخیل آج ہندوستان کے ایک ایک مسلمان کے دماغ پر چھا چکا ہے۔ بلکہ میں یہاں تک کہوں گا کہ پاکستان ہندوستان کی اسلامی سیاست کا جزو بن چکا ہے اور لیگ کے ہر حلقے کے مسلمانوں میں اس کے متعلق جوش و خروش پایا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان بن کر رہے گا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو اس نصب العین کے لیے ہندوستان ہی نہیں بلکہ اسلامی دنیا کے مسلمانوں کی حمایت حاصل ہے ۔۔۔ ہندوستان کے مسئلہ کا پاکستان کے سوا اور کوئی دستور کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

(انقلاب ۱۹ مارچ ۱۹۴۶ء)

"مخالفت کے جرم کا ذکر کر دیا گیا تو اس کی کچھ اجمالی تفصیل بھی ضروری نظر آتی ہے۔ پاکستان ایک ایسا الزام ہے جس کی ہر طرح سے مخالفت ہر دل ضروری تھی۔ باطل کی کون سی قوت ہے جسے حق کی سربلندی کی کوشش کھٹکتی ہے۔ وہ کون سا شرارِ بولہبی ہے جو چراغِ مصطفوی سے ستیزہ کار نہیں رہتا۔ وہ کون سا فرعون ہے جو موسیٰ کی جرأتِ حق گوئی سے متوحش نہیں ہوا۔ وہ کون سی سیاست ہے جو خلوص آشنا سے کمزور نہیں ہو سکتی۔ وہ کون سا جھوٹ ہے جو باطل کی بنیادوں پر منحصر نہیں ہو سکتا۔"

لہٰذا اس تحریک کی مخالفت غیر متوقع نہ تھی۔ مجرم وہ سب ہی ہیں کشمکش میں ہندوؤں نے مسلمانوں کی مخالفت اور مسلمانوں کے ہاتھوں

سے بھی گرانی ہے اور یہ حقیقت خواہ کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو اور اس کا تذکرہ کیسا ہی ناگوار کیوں نہ ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کی پوری داستان کے بکھرے ہوئے ورق جہاں کہیں بھی ملیں گے ان سطروں میں کسی نہ کسی جعفر بنگال، اور کسی نہ کسی صادق دکن کا نام داغ رسوائی کی طرح نمایاں نظر آئے گا۔ یہ حقیقت کی روشنی کے سامنے آتے ہی ابھر کر سطح پر آجائے گا۔ ہندوستان میں اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کی مخالفت اور کن کی طرف سے جمعیت العلماء مجلس احرار۔ آزاد کانفرنس۔

ننگ آدم ۔ ننگ دین ۔ ننگ وطن

مخالفت کا سیلاب انتہائی زور و شور سے تھا لیکن ہندو کی بنیا دھرمی نے جلد ہی بھانپ لیا کہ سودا خسارے کا ہے۔ ہندو تو پختہ کار بنیا ہے وہ ایک روپیہ ضائع نہیں کرتا اسے جس وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ تجارت نفع کی نہیں بیٹھ جاتا ہے۔ آزاد کانفرنس دہلی کا اجتماع تحریک پاکستان کے اعتبار سے بڑا بھاری تھا لیکن اس کے بعد کانوں کان خبر نہ ہوئی کہ اس حسین آغاز کا انجام کیا ہوا۔

خوش ہو درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود

مجلس احرار کا یہ عالم ہے۔

کہ ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی

اور جمعیت العلماء

بجا دی گئی روز سے دم توڑ رہی ہے

ڈر ہے کہ خبر بد میرے منہ سے نکل جائے (اقبال)

حالیہ دنوں میں یہ کیفیت ہو گئی کہ ان کے تمام تنگ و ہتوں سے آ رہے

سوچئے، کانگریس کی مخالفت، اسلامی حکومت کے قیام کی مخالفت، قانونِ شریعت کے نفاذ کی مخالفت، مسلمانوں کی سرفرازی و سربلندی کی مخالفت! بھلا یہ لوگ جنت میں کیسے جا سکتے تھے! [illegible]

چراغ [illegible] مجھے کو [illegible] بہشت [illegible]

آہ! کیا عبرت خیز انجام ہے! [illegible] منظر

دیکھو! انہیں [illegible] عبرت نگاہ ہو [illegible] ان کی [illegible] نصیحت [illegible]

اب آپ جنابِ جلالتہ مآب سر سکندر حیات خان صاحب مرحوم اور تحریکِ پاکستان کے بارے میں دیکھئے جناب کہ وہ کیا کہا کرتے تھے۔

## سر چھوٹو رام

سر چھوٹو رام نے [illegible] کی جاٹ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ سکندر، تحریکِ پاکستان کے مخالف ہیں اور

"وہ کسی خالص اسلامی حکومت میں وزیر اعظم بننا گوارا نہ کریں گے [illegible]"

## ۱۱ مارچ ۱۹۴۱ء

پنجاب اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے سر سکندر حیات خان نے ارشاد فرمایا:

"اگر پاکستان سے مقصود یہ ہے کہ پنجاب میں خالص مسلمانوں کا راج ہوگا۔ تو مجھے اس سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔" (چند روزہ [illegible])

## ستمبر ۱۹۴۰ء

سر سکندر حیات خان صاحب پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے

اجلاس میں تشریف لے گئے۔ وہاں پاکستان اسکیم کی تائید میں ریزولیوشن پاس ہوا۔ واپسی پر ٹربیون کے نامہ نگار کو بیان دیتے ہوئے فرمایا:۔

"میں آج بھی ہندوستان کی تقسیم کا مخالف ہوں اور میرا ابھی تک عقیدہ ہے کہ پنجاب میں نہ کسی ایک پارٹی کی حکومت ہو سکتی ہے۔ نہ ہونی چاہئے۔ یہاں مخلوط جماعتوں کی حکومت ہونی چاہئے۔"

ہندوستان ٹائمز ۴ فروری ۴۲ء

## میلہ بسنت کی تقریب

"پاکستان، خالصتان اور ملک کی تقسیم کی دوسری تحریکات ناقابل عمل ہیں اور پنجاب میں مخلوط جماعتوں کی حکومت ہو سکتی ہے"

(مرزا محمد ادیب۔ تقریر سر سکندر حیات خاں)

## انقلاب مورخہ ۵ ۳/۴۲

"مسٹر جناح نے ان مسلمانوں کو جو ابھی تک پاکستان کے متعلق مذبذب ہیں زبردست تنبیہ کی، اور کہا کہ وہ مسلمان جو ابھی تک مذبذب ہیں۔ اور جن کی روش مشتبہ رہی ہے۔ انہیں فوراً فیصلہ کرنا چاہئے کہ انہیں کیا طریق عمل اختیار کرنا ہے۔ انہیں کسی نہ کسی طرف ہو جانا چاہئے۔"

## مجلس عاملہ کا اجلاس

جس میں مسٹر جناح نے فرمایا:۔

"پاکستان کا مطالبہ جو حقیقی مسلم مطالبہ ہے کوئی مشترکہ سلطنت

یا فسادات کا سلسلہ بند کر سکے تو اسے شکر ادا ہی سمجھنا۔ میرے بس کا روگ نہیں لیکن جب ہم پاکستان کہتے ہیں، تو ہماری مراد قرارداد لاہور ہوتی ہے۔ (انقلاب ۳ ؍ ۲)

نوٹ:۔ سر سکندر حیات مرحوم "پاکستان" کی آڑ میں سکھ راج کی مدافعت کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

# اینٹی پاکستان کانفرنس

"پاکستان کانفرنس کے اجلاس جو ہو رہے تھے ان کے مقابلہ میں ہندوؤں نے "اینٹی پاکستان کانفرنس" بھی منعقد کی اس کے صدر ڈاکٹر [illegible] نے اپنی تقریر میں کہا۔

مسلمانوں کے ایک حلقہ کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ ہندوستان کی تقسیم کی تدبیر نہیں ہو سکتی جب تک کہ پاکستان کی اسکیم کو تسلیم نہ کر لیا جائے مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ پنجاب کے وزیر اعظم ان مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔"

(ہندوستان ٹائمز ۲)

# ۷ مارچ پنجاب اسمبلی

۷ مارچ پنجاب اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے سر سکندر حیات خان نے ارشاد فرمایا۔

"میں پنجابیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ پاکستان، ہندو راج یا خالصتان کی باتیں نہ کریں۔ بلکہ اپنے تمام اختلافات مٹا کر صاف طور پر اعلان کر دیں کہ پنجاب نہ صرف پنجاب کا ہی نجات دہندہ ہے بلکہ تمام ہندوستان کا بھی۔"

(ہندوستان ٹائمز ۹)

## پاکستان سے مفہوم

"اگر پاکستان سے یہ مفہوم ہے۔ کہ پنجاب میں خالص اسلامی حکومت قائم ہو جائے، تو میرا ایسی حکومت سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے۔ میں باہر والوں کے مشورہ کو سننے کے لیے تیار ہوں، لیکن اس مشورہ کو ماننا یا مسترد کر دینا پنجاب کی مرضی پر موقوف ہے جس طرح مہاتما گاندھی چاہتے ہیں، کہ وہ خود مختار ہوں اور مسلم لیگ چاہتی ہے کہ وہ بھی خود مختار ہوں۔ اسی طرح ہم بھی چاہتے ہیں۔ ہمیں اس سے کیوں محروم رکھا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ ہر شخص کو آزادی کا حق حاصل ہے۔ لیکن دوسروں کو مغلوب کر لینے کی آزادی نہیں۔ میں ہر شخص کو متنبہ کر دینا چاہتا ہوں۔ مجھے بانٹ کے پنجاب سے ہاتھ دھو رکھو۔" (ہندوستان ٹائمز [illegible])

## بھائی پرمانند

"پاکستان کسی کو بھی اپیل نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ خود لیگ کے اندر اس مسئلہ پر پہلے ہی سے، اختلافات پیدا ہو چکا ہے۔ یہ ایک نئی علامت تھی۔ کہ وزیر اعظم پنجاب نے نہایت واضح الفاظ میں بتا دیا تھا کہ پنجاب میں کوئی فرقہ وارانہ حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔"
(اسٹیٹسمین [illegible])

## بروقت و پُر لطف

وادی کی خشکیوں اور وہاں کے سطوات سے محفوظ و مصئون منزل مقصود کی طرف لے جانے والا کس قدر زیرک و ہشیار اور

معجز حیات سے موافقت تھا جس کی قیادت و رہنمائی سے منتشر و پراگندہ ۔ حال مسلمان قوم کے نوجوانوں کی نگاہ ہوں ہیں جو کہ اور آسیا ہوں میں یا وہ بیداری پیدا ہونا شروع ہو گئی تھی جس نے غیر دل کے ہمیشہ اگرچہ انتشار وہا اختلال اور متفقہ و فساد کو اپنے جس حد تک ختم کر کے حصول پاکستان ہندی مسلمان کا مقصود حیات بنا دیا تھا۔ اس جناح کی ساحرانہ ضرب المثل ہو اعلیٰ کیسی وہ ؟ وہ جنگ کو ہونا ہی ایسا ہی جا بیٹھے دونوں بیٹے کو بعد از جنگ یاد آیا برعکس خود یہ زندہ قسم کے لوگ تیار ہے دست بھرتے ہیں۔

## مسٹر اینے

مسٹر اینے نے اسمبلی میں کہا :-

"مجھے امید ہے کہ اگر مسٹر جناح اور کانگریس اور دوسرے حضرات کہیں ساتھ مل کر بیٹھ جائیں اور موجودہ صورت حالات کے لیے کوئی مشترکہ حل سوچیں تو ہو سکتا ہے کہ پاکستان کی ضرورت ہی نہ پیش آئے۔"

ہنوز مسٹر اینے کی زبان سے آخری الفاظ ادا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ مقابل سے مسٹر جناح نے ان کے فقرہ کو یوں پورا کر دیا۔ "اور یہ بھی ممکن ہے کہ مطالبہ پاکستان کو تسلیم ہی کر لیا جائے۔"

مسلم دانش ۔ مارچ ۱۹

## متحدہ قومیت

اور مسٹر ایم ۔ این رائے

"اگرچہ سیاسی مصالح کی خاطر ہم ہندو مسلمانوں کی تحریک کو ایک

قومی تحریک" اور ہندوستان کو ایک قوم کہہ دیتے ہیں لیکن ایک سائنٹفک
واقعہ یا ایک مورخ کی حیثیت سے ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے
کہ جو اس کے جغرافیائی یا سیاسی اعتبار سے ہندوستان کی ایک
وحدت کہا جا سکتا ہے، اور وہ بھی اس لیے نہیں کہ اہل ہند میں یہ وحدت
کا رشتہ کسی قدرتی یکجہتی کی بنا پر قائم ہے، بلکہ اس لیے کہ ایک
خارجی قوت نے (خواہ مخواہ) اس رشتہ کو ہم پر مسلط کر رکھا ہے، لہذا اس
شوریت کے علاوہ) ہندوستان کو کبھی ایک قوم قرار نہیں دیا جا سکتا
. . . تاریخ کو کسی مصالح کی خاطر توڑا مروڑا جاتا ہے۔ انہی مصالح
میں سے ایک متحدہ قومیت بھی ہے . . . . ہندوستان میں کبھی
بڑی کوئی ایک سلطنتیں دیکھی ہیں۔ لیکن اس کا ثابت کرنا بہت مشکل ہوگا
کہ تمام یا تمام ہندوستان یا اس کا بیشتر حصہ کبھی بھی ایک قومیت
کا گہوارہ ہے۔ جہاں کبھی قدیم ہندوستان کی سلطنتیں تو اس کی
دوبارہ اعتقاد رستے کبھی یا جو تک بھی جو کی قسمیں سے وہ ان کے برعکس
خود ہندوستان کے بعض حصے ان سلطنتوں کی حدود سے باہر ہوا کرتے
تھے۔ جب حقیقت یہ ہے تو پھر "قومیت پرستی" کا تقاضا یہ کہ سارے ہندوستان
کی یکجہتی وحدت تسلیم کر لیا جائے صرف سیاسی حیثیت سے نہیں بلکہ
اعتبار سے بھی۔ یہ کوشش کہ ہندوستان کی مختلف قوموں کو قومی کی
نسلی، ثقافتی اور مذہبی لحاظ تاکہ کو ملا جو ایک قوم بنا دیا جائے
بجز اس کے ہمارے پاس کیا ہے یہ وہ مسائل ہیں جنہیں محض فرقہ پرستی
کا طفیل کہہ کر طعنہ زنی اور شعلہ طرازی سے حل کر لیا جائے!!

## اعتراف

ڈاکٹر ڈی بندر ناتھ ٹیگور نے قوم کی پرستی کے لیے کہ گیتی

ایڈریس کے دوران میں کہا۔

میں بہ حیثیت قوم اپنے آپ سے اچھی طرح واقف ہونا چاہیئے یہ بالکل درست ہوگا اگر کہا جائے کہ کسی قوم کی عظمت کے صحیح یقینی کہ وہ قوم اپنے کل اعمال کے تمام اجزا سے اچھی طرح واقف ہو لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری اکثریت کو ہندوستان کے متعلق کچھ علم نہیں اور نہ اس علم کے اکتساب کی تمنا ہی ہے ہم اپنے سیاسی پراپیگنڈہ کے لیے حقیقت تاریخ کا زور زور سے ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور اس سے یقین کر لیتے ہیں کہ ماضی تہذیب پیدا ہو گئی اسے ہی اپنے آپ کو سیاست کی اور افسانوں کو رنگ سمجھ بیٹھتے ہیں جو خود ہمارے ذہن کی پیداوار ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں خود اپنے ملک میں بھی تمام لسانی و ثقافتی کے ساتھ بہت کم دلچسپی ہے۔ سیاسیات اور معاشیات کے متعلق (تمیز کرنے) ہمارا انحصار ہو گیا ہے۔ ہم نقریروں کی فضا میں اڑاتے رہتے ہیں اور تعصبات کی ہوائیں ہیں حالانکہ ہم جانتے ہوتے ہیں لیکن یہ کبھی نہیں کرتے کہ اپنی معاشرتی حدود سے نکل کر اپنے ہمسایہ کو ہندو مسلمانوں کے قریب جائیں اور خود معلوم کریں کہ ان کے خیالات و احساسات کیا ہیں۔ اور ان کا اسلوب زندگی کیسا ہے۔

(ہندوستان ٹائمز ۲۰ اپریل [illegible])

## اہل کانگریس کے نزدیک کانگریس

مدراس میں جو کانگریس پارٹی کے ایک بہت بڑے لیڈر کی گمنام چٹھی شائع ہوئی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ کانگریس ہندو اور مسلمانوں کے متعصبین کی راجنیت کی جگہ ہے

بڑی طرح سے پھنس چکی ہے اور اب اس کا اس سے نکلنا مشکل ہو گیا ہے۔ مگر یہ الجھاؤ محض سیاسی ہوتا تو اس کی اصلاح ہو سکتی تھی لیکن مشکل تو یہ ہے کہ اس نے مذہب کا چولا بھی پہن لیا ہے۔ اس جماعت کی موجودہ نازک حالت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کانگریس کے لیڈر ... کی وجہ سے ... اور ضبط ہوتے جا رہے ہیں یا ہو رہا ہے۔ کانگریس در اصل ایک جماعت کا مترادف بن چکی ہے۔ جس میں اس کے دائرہ کار کا تعین ہی کا بند رکھ دیا گیا ہے۔ یہی ہندو پرستی ہے جس سے کمزور اقلیت ہندو مہاسبھا اور غیر جماعت سے الگ ہو چکے ہیں؟

(انڈین ہیرالڈ ... اپریل ...)

## ہندو ریفارمز کمیٹی

مسٹر ... جی نے ایک بیان دیتے ہوئے کہا:-

"ہر نظام معاشرت اور معاشرت کا ایک فلسفہ ہوتا ہے جس کا ... ہے ۔ ۔ ۔ ہندوؤں کے قانون کو جیسا ہے ویسا ہی رہنے دینا چاہیے۔ اس میں جس قدر تغیرات آج تک ہو چکے ہیں۔ میں انہیں بھی پسند نہیں کرتا اور میں جس قدر تبدیلیوں کی اب تجویز ہو رہی ہے انہیں بھی نامناسب اور غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

(ہندوستان ٹائمز ... اپریل ...)

تغیرات و تبدیلات کے متعلق مذہبی تعلق کا واسطہ ... ہے لیکن زمانہ کی ضروریات ہندوؤں کو مجبور کر رہی ہیں کہ وہ اپنے مذہبی قانونوں میں تبدیلیاں پیدا کریں۔ لیکن جو قانون زمانے کا ساتھ نہ دے سکے وہ کسی خدائی قانون کیسے ہو سکتا ہے

خدائی قانون اور انسانی کی اصلاحات کا محتاج
نہ ... جیسا ہے کہ اسے کیا ہے

# ایک مشورہ

سر سی پی راما سوامی آئر جو ہندوؤں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں:

"ہندو مذہب، یوگا، موسیقی کی طرح ایک انفرادی مذہب تھا اور یہ اس کا نقص تھا۔ موجودہ زمانے میں جبکہ دیگر مذاہب آگے بڑھ رہے ہیں انہیں چاہیے کہ ہندو سوسائٹی کی ہیئت [illegible] سے اصلاح و تجدید کریں اور اپنے مذہب اور موسیقی کو [illegible] وہ [illegible] ایک فرد کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک جماعت [illegible] کے دستے کی حیثیت سے آگے بڑھیں۔"

(ایسٹرن ٹائمز، [illegible])

[illegible] مذہب کے جس اہم اصول کو بھی جاننے کی تحریک ہو [illegible] تجدید کیا۔ ہندوؤں نے اپنے انفرادی مذہب کو [illegible] سے [illegible] کی جگہ دیکھ، حقائق اسلام سے [illegible] کیا ہے۔ [illegible] کے باوجود [illegible] اور [illegible] ادا [illegible] ہے

آنکھ نرگس کی، دہن غنچہ کا، حیرت میری
اس کی تصویر میں ہے جو بھی کرو ڈالا گیا ہے

## مہاتمائیت

جب ملک میں ہندو مسلم فساد ہوتے ہیں تو [illegible] مسائل کی [illegible] تحقیق [illegible] اس نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں کہ سارا [illegible] مسلمانوں [illegible] بجائے [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] ہیں۔ بنا بریں [illegible]

اور احمد آباد میں جو افسوسناک فسادات ہوئے اُن کے متعلق بمبئی کے سینہ بہا تہامیت میں ایک قیامت خیز دورہ اُٹھا اور انہوں نے اخبارات میں ایک بیان شائع کرایا جس کے دوران میں وہ تحریر فرماتے ہیں:-

"جو تفصیلات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ گودھرا، احمد آباد میں مسلمان مذہبی دیوانوں نے ہندوؤں کی جائیداد کو تباہ کیا جلانے۔ توڑنے اور آگ لگانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور یہ سب کچھ اس انداز سے ہوا جس سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ حملے سے طے شدہ تھا۔"

(اسٹیٹسمین مورخہ ۱۹۴۱ء)

## مسٹر منشی سابق منسٹر کانگرس گورنمنٹ بمبئی

"میرا واحد مقصد یہ ہے کہ تمام ہندوستان کے باشندوں کی تمام توجہات کو اس نقطہ پر مرکوز کر دوں کہ وہ تقسیم ہند کی اسکیم کی مخالفت کریں اس لئے کہ میرے نزدیک یہ اسکیم ایسی ہی بری ہے جیسی یہ تحریک کہ ہندوستان میں ہندو اکثریت کو اقلیت میں بدل دیا جائے۔"

(ہندوستان ۱۲ اگست ۴۲ء)

**چہ خوش** | متحدہ قومیت، متحدہ ملک، متحدہ کلچر کے متعلق ایک عجیب ثبوت ملاحظہ فرمائیے:-

"گذشتہ انڈین سول سروس کے امتحان میں ایک صاحب ڈاکٹر سید انس مجی (شریری بورڈ ودانی مجلس) کے ممبر تھے انہوں نے امیدواروں (طلباء) کی ملاقات کے تاثرات کو ایک مضمون کی صورت میں طبع کر کے شائع فرمایا ہے جس کے دوران میں آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"سوائے ایک پنجابی طالب علم کے امیدواروں کے حسن کا خیال تھا کہ

یہ دیکھ کر یہ اندازہ آپ کو بھی ہو گیا ہوگا کہ کیوں علامہ اقبال نے ان کے متعلق کہا تھا کہ

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

اور حضرت حکیم الامت کے شیخ ہی جناب اسعد ملتانی نے مولانا حسین احمد کو ان کے وقت میں یوں لکھا:

مولوی مدنی

ہوا ہے مولویوں کو یہ کیا میرے مولا
لگا رہے ہیں جو وہ مادری کو سینے سے
یہ مولوی مدنی سے کوئی فدا پوچھے
مکان سے آپ کو نسبت ہے یا مدینے سے؟

# نیشنلسٹ علماء

قومیں تکبیت سے محروم ہو کر تباہ ہو جاتی ہیں اور جب کسی قوم کے طبقہ علماء میں سے ایک موثر تعداد غیروں کا آلۂ کار بن کر اپنوں کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائے۔

مرا درد سیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
اگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

[illegible] مسلمان نے لکھا

اس کی اہمیت، مناظریت اور تبلیغی حیثیت کے پیشِ نظر اس موضوع کو ابتدا ہی میں حضور ملت پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ جوانانِ ملت خصوصی طور پر اندازہ کر سکیں کہ کیسے پُرخطر حالات اور کس آزمائشی دور میں حضرت قائدِ اعظم نے ملت کی قیادت سنبھالی اور کشتیِ ملت کو ساحلِ مراد تک لے گئے۔

ملاحظہ فرمائیے:-

"ہندوستانی مسلمان جس نازک دور سے گزر رہا ہے گزشتہ اڑھائی سو سال کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ایک طرف برطانوی امپیریلزم کی حکمرانی ہے جو ہندو قوم پرستوں کی سیاسی روایات کو [illegible] دوسری طرف بلاد اسلامیہ کا وہ جذبۂ وطنیت ہے جس کی لہر دور دور تک پھیل رہی ہے [illegible] اقتدار بھی چاہتا ہے [illegible] ہیں۔ مگر یہ ان تاریخی تجربات کی بنا پر ہے کہ [illegible] کی اگر خواہش ہے تو محض اقبال کی [illegible] ہے۔ اگر ہندو غلاموں میں کوئی قوم اس کی شوکت و عظمت کی حریف ہو سکتی ہے کہ وہ جس کی سلطنت کے گل شدہ چراغ سے ہنوز دھواں اٹھ رہا ہے دوسری طرف [illegible] سمجھا ہے کہ جب تک مسلمان [illegible] حیثیت سے [illegible] اپنی دیرینہ روایات کے ساتھ [illegible] نہیں کی جا سکتی جب تک [illegible] موجودہ مشکلات [illegible] حل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ [illegible] اپنے مقاصد کے پیشِ نظر اپنی پوری توجہ صرف کر رہے ہیں کہ ان کو متزلزل کر دیا جائے [illegible] ایک طرف [illegible] جائے۔ یہ دور ہندوستان سب کے لیے بہت نازک [illegible] گزر رہا ہے [illegible] مسلمانوں پر ایسے [illegible] منسوب آئے ہیں"

پاکستان اسکیم شاید فرقہ وارانہ مسئلہ کو حل نہیں کر سکے۔ باقی ماندہ ہندو اقلیت کے جن کی تعداد ... تھی۔ بڑی شدت سے اس خیال کا اظہار کیا کہ جمہوری اسکیم کو جارحانہ جمہوری فرقہ وارانہ تنظیم قرار دے دینا چاہئے اس لئے کہ ان کے نزدیک یہ اسکیم معاشی اور عسکری وجوہات کی بناء پر ناقابل عمل تھی۔ انہوں نے یہ بھی کہا، کہ یہ اسکیم فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل ہونے کے بجائے اس مسئلہ کو اور پیچیدہ بنا دے گی۔

## ڈاکٹر سنہا صاحب

ڈاکٹر سنہا صاحب اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"کیا ان تجویزوں نے جو بعض ملک کے انتظام میں اعلیٰ مناصب پر فائز ہوں گے مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ نہیں ظاہر کی جس کا واحد سبب حب مسلمین کی قربانی ہے! کیا ان کا یہ طرز عمل تاریخ ہند کی طرف سے ایک ترانہ شائع کرنے کا مستوجب نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں کے حق نمائندے نہیں ہیں؟"

بالکل یہ مسلمانوں کے صحیح نمائندے تو صرف وہ لوگ ہیں جو پاکستان کی اسکیم کے خلاف ہیں۔

آپ ذرا آگے بڑھئے۔

کلچر کے متعلق بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:-

"ہندوستان کے مسلمانوں کے جن کا امتیازی نشان ان کی داڑھی اور ترکی ٹوپی تھے، باقی تمام ہندوستانیوں سے لباس اور وضع قطع سے کوئی تمیز نہیں کر سکتا تھا کہ کون ہندو ہے اور کون مسلمان! ... ایک مسلمان ... باقی سب مسلمان وضع کے لباس میں ملبوس تھے ان کے علاوہ سب کی یہی شکل ہے۔"

اس پر ڈاکٹر صاحب کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیے:-

"یہ حقیقت کہ ان تمام آئیڈیلز کے ذہنی تصورات خالص
معاشرتی و سیاسی مطالعات سے قریب ترہیں، ایک ایسے قصے اس دعوے
کی مستحکم دلیل ہے کہ ہندوستان میں دو الگ الگ قومیں آباد تھیں
ہندوستان ٹائمز ۱۴
بلیٹن"

معلوم نہیں ان ڈاکٹر صاحب کی یہ تحقیق ابھی تک بھی شائع ہوئی
مغرب کے سامنے بھی آئی ہے یا نہیں ورنہ انھیں نوبل پرائز مل
جانا چاہئے تھا۔ یہاں کتنے بڑے بڑے محقق موجود ہیں لیکن انھیں
کوئی قدر دان نہیں۔ گوشت اور سبزیوں کی یکسانیت سے ذہنی، اخلاقی
سیاسی تصورات اور معتقدات کی یکسانیت کا پتہ چلا لینا کسی محقق
ذہانت ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ مسلمانوں آئیڈیلز
نے اپنے اندر دو ہی پاکستان اسکیم کی مخالفت کرنے کا لکھا ہے مگر
جب انھیں اپنے سامنے ڈاکٹر سنہا جیسے محقق نظر آتے ہوں گے
تو انھوں نے عافیت اسی میں سمجھی ہوگی کہ

نا منزلے رہا بجز ہستی اختیار
ملا تماں تسلیم کرد اختیار

ہم نہیں سمجھ سکے کہ ڈاکٹر سنہا جیسے بزرگوں کو حلقہ منتخبین میں
شامل کرنا اس سوال سے مطلوب ہے اس قسم کے اختلافی مسائل پر گفتگو
کرنا کہاں تک بے مطلب قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان شعبوں کو اس
قسم کی چیزوں سے بلند رکھا جائے تو بہتر ہے۔ ہم اتنا لکھ چکے تھے
کہ ۲۳ اگست کو ایسٹرن ٹائمز میں ایک آمیدوار کی چٹھی نظر سے گزری
جس میں اس نے کھلے ہی لکھا ہے کہ سنہا صاحب کی ذہنیت کا مطالعہ
کرتے ہوئے مسلم امیدواروں سے معلومات کا یہی تقاضا تھا۔

# جیتی رہو؟

آجکل اخبارات میں شادی بیاہ کے معاملات کے متعلق اشتہار بازی ایک عام روش ہوگئی ہے۔ ۱۰ اگست کے ہندوستان ٹائمز میں وسیع القلب، مہذب، اعلیٰ درجہ، بے نکاح دوشیزگان کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا۔ ان میں ایک ہندو لڑکی ہے، دوسری مسلمان۔

ہندو لڑکی نے لکھا تھا کہ وہ کسی مسلمان سے شادی کرنا چاہتی ہیں۔ اور مسلمان لڑکی نے لکھا تھا کہ وہ کسی ہندو نوجوان سے وابستگی خاص ہونے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ اشتہار نکالنے کے بعد کوئی جواب نہیں آیا۔ نیم گروہ (ٹی-پی) کے ایک مسلمان نے محسوس کیا کہ دنیا اتنی ترقی کر چکی ہے کہ کسی نے ان دونوں کے اس عزم و ہمت اور متحدہ قومیت کے لیے اس جان فروشانہ اقدام کی داد ہی نہیں دی۔ چنانچہ انھوں نے اپنے جوش کے تقاضے سے ہندوستان ٹائمز مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۵۵ء میں ایک طویل خط شائع کر دیا جس میں ان محترمات قوم کی اس ہمت کی جی بھر کر داد دی ہے جس کے دوران میں وہ فرماتے ہیں۔

"یہ دونوں دوشیزگان اپنی نہیں بلکہ مسلم ہندو ہم آہنگی کا ذریعہ بن رہا ہے۔ میں انہیں خوش قسمتی کی مبارکباد دیتا ہوں۔ خدا کی برکات ان کے ساتھ ہوں۔ میرا سر نیاز ان کے حضور جھک رہا ہے۔ میں انہیں ہندوستان کی نشاۃ ثانیہ کے مقدس ایجنٹ سمجھ کر ان کی بارگاہ میں سلام پیش کرتا ہوں۔ خدا ان کے ہم جلیسوں کو بھی اس قسم کی بصیرت عطا فرمائے کہ وہ بھی ان کے نقش قدم پر چلیں۔ ... مجھے یقین ہے کہ

یا بہتان پر مشتمل تحریر نہیں کرے گی، وہ اس شخص نے
اپنے عقیدہ و عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس کی مستحق
ہیں۔

اب ایک بار پھر دیکھئے۔ مسلمانوں سے یہ بھی کہیے کہ
ان کے نزدیک ان توہین کرنے والی اقوام کو سزا دینے کی کیا صورت
کیا ہے، فرماتے ہیں۔

"اس کے لیے ہمارے پاس سوائے اس کے کہ سب سے بڑی سند
یہ ہے کہ حضور سے ۱۲ اپریل ۱۹۳۲ء کے موقع پر یہ فتویٰ لیا تھا کہ
اس خیال کے خلاف عظیم بغاوت بلند کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ
ہندوستانی ہیں۔ جب وہ حضور کی خدمت میں پیش ہوئے تھے تو
ان کی تبدیلی کے ساتھ ہی ان کی قومیت بھی بدل گئی!"

یہ دلیل ہے قومیت کے نقطۂ خیال سے۔ اب وہ مسائل کی
ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں:۔

"یہ کونسی بات ہے۔ جو اس قسم کی تکرار بار بار کی جائے اور
ہو سکتی ہے!

اس قسم کی شادیاں ہو گئیں! یہ شادیاں جائز ہی جانی چاہیئں
کہ ان کے نکاح ادا ہوں اور ان کی اولاد کو صحیح النسب مانا جاتا ہے۔
اس لیے کہ نہ صرف یہ حقیقت تسلیم کر لی گئی بلکہ جس جگہ
اس کا اعلان کیا گیا ہے۔ وہ اس طرح طلاق کا اعلان ہے اور
کوئی ان کے تابع نہیں رہا۔ بلکہ اب حضرت مرزا کی شادی
ہوگی تو ہم ہندوستانی علماء ان کا حکم کرتا ہے۔ جنہیں کوئی کچھ وادی
برداشت نہیں کر سکتا؟"

یہ آخری الفاظ مضمون سے مشترک ہیں۔ البتہ یہ کہ حالی کی تحریر

سے آشنا سمجھتے ہیں۔

یہ عہد قدیم کے فرسودہ معتقدات ہیں جو ملک کی ترقی اور آزادی کی راہ میں حائل ہیں۔

ہمیں نہ تو ان بلند حوصلہ، وسیع القلب، روشن خیال، جماعت دوستی کی سپرٹ رکھنے والے لیڈروں سے کوئی مقدرہ ہے۔ قرآن کے ان ماورد بیٹھنے والے ترقی پسند مسلمان صاحب سے کچھ بھی، دلچسپی صرف اتنی ہے کہ انھوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ مذہبی اختلافات کی بنا خدا کے قوانین کی بجائے انسانوں کے مذہبی معتقدات کو قرار دے رکھا ہے یعنی اگر خدا کے قوانین کے مطابق اختلافات کی بنا دیں قائم کر دی جائیں تو یہ روش ان کے نزدیک بالکل درست اور عقل و بصیرت کے مطابق ہے۔ اب دیکھئے کہ مسئلہ زیر نظر کے متعلق خدا کا قانون کیا کہتا ہے۔ ان صاحب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ مسلمان ہیں، اور ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کو خدا کا قانون سمجھے۔ اسی خدا کے قانون میں مشرکین کے ساتھ شادی کے متعلق ارشاد ہے کہ

ولا تنکحوا المشرکت ... $\frac{2}{221}$

"اور مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو۔ جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مشرک عورت تمہیں کتنی ہی پسند کیوں نہ ہو، لیکن مومن عورت اس سے کہیں بہتر ہے۔ اسی طرح مشرک مرد جب تک ایمان نہ لے آئیں، مومن عورتیں ان کے نکاح میں نہیں دی جائیں یقیناً ایک مومن بندہ، ایک مشرک مرد سے بہتر ہے۔ اگر چہ (تمہارا) مشرک مرد تمہیں کتنا ہی پسند کیوں نہ ہو۔ یہ (مشرکین) تمہیں آگ کی طرف لاتے ہیں۔ اور اللہ تمہیں جنت و مغفرت کی طرف

بلا رہا ہے۔ اشتہاروں کی ہدایت کے مطابق پتلون آستین واضح کر دیا ہے۔ تاکہ منتشر جوان اور نصیحت پکڑیں۔

ذرا غور کیجئے! اگر کوئی نوجوان مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جائے تو یہ بچے بھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ کہ شانے ننگے جھکے ہوئے ہیں۔ آستینیں کھلی ہیں۔ داڑھی منڈی ہوئی ہے۔ سر کے بال انگریزی طرز کی صفائی چھوڑی ہے۔ لیکن ایسے ماحول اٹھنے والی قومیت پرست نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی طرف سے اس قسم کی چیزیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ جو ملت کے مذہب کے خلاف بغاوت لیے ہوتی ہیں۔ لیکن یہ حضرات ٹس سے مس نہیں ہوتے اس لیے کہ یہ علماء حضرات خود قومیت پرست واقع ہوئے ہیں۔" (ماخوذ از اسلام دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۳ تا ۵)

## دریدہ دہن اخبار

"اور یہ کہ دریدہ دہن اخبار نے حضور محسن مرتبت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کی ذات اقدس و اعظم کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کیے جس کے خلاف سر عبدالحلیم صاحب غزنوی نے اسمبلی میں التوا کی تحریک پیش کی۔ ہم جناب غزنوی کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے صدائے احتجاج سے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کی لیکن افسوس ہے۔ کہ حکومت نے مسئلے کی اہمیت کا کما حقہ احساس نہیں کیا گویا گورنمنٹ کو معلوم نہیں کہ ایک مسلمان کے نزدیک جس کے دل میں ایمان کی کوئی کرن بھی موجود ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقدس منزلت کیا ہے، وہ ذات گرامی و فداہ ابی و امی جن کو دنیا

جماعت ہے باعث نجات وسعادت دارین کی محبت سرمایۂ زندگی و
خلاصۂ حیات ہے۔ جماعت نزدیک سرمایۂ انسانیت کا مظہر اتم اور دنیا
و آخرت کی بلند ترین سرفرازیوں کا پیکر مقدس ہے۔ اس ذات
فخر موجودات کی شان میں نازیبا الفاظ تو کجا ہم تو ان کی جوتوں اور
کھڑاؤں کی توہین بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ جس کے نقش قدم کو اس پیکر
رحمت و عظمت کی کفش برداری کی سعادت نصیب ہو گئی۔ تو انسانیت
ماہ شاہیا جس میں وہ فخر فرزندان ضیاو بار جلوہ ریز ہوتی اور ذرہ ہے
نصیب خاک کے ان ذروں کے جہاں وہ درخشندہ رہتا تھا کی تو لفرش
قدم کے چوٹ میں سے آسمان کی بلندیوں پر پہنچ گئے۔ تو دنیا کیا جانے
جو اس پیکر محبت کے ساتھ ہمارے قلوب کا کیا رشتہ ہے!
ایک زندگی کیا، ہزار بار زندگی نصیب ہو، اور ہزار بار اس محافظ
کرامی کی ناموس پر نچھاور ہو جائے۔ تو بھی دل کی تشنگی پوری نہ ہو۔
جس سینہ میں عشق رسول کا سوز نہیں وہ سینہ نہیں، بلکہ تاریکیوں کا
قبرستان ہے۔ جس دل میں ناموس محمدی پر مٹنے کی
تمنا نہیں وہ دل نہیں بلکہ مرکز شر اور حسرت انگیز کاشانہ ہے۔ اعلام
۲ عشق کیا اور محکوم کی تمنا کیسی؟

تحفظ ناموس رسول کی حدودی کے احتیاطات سے نہیں ہو
سکتا۔ جماعت کی قوت سے ہو سکتا ہے۔ قوت جس کے صنعت کا
باعث خود جناب عبدالعلیم صاحب عزنوی تھے۔ ہم اپنے بھائی
سے ناموس رسالت کے نام پر اپیل کریں گے۔ کہ وہ اپنی تفرقہ کی
روش کو چھوڑ کر پھر سے جماعت میں شامل ہوں اور اپنی روایت کے بکھرے
ہوئے ذروں کو ایک ایسی محکم چٹان بنا دیں کہ مخالفت و مداہنت
کی ہر موج اس سے ٹکرا کے پاش پاش ہو جائے۔ اسی وقت ہم

بچیں گے، مگر کس میں یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ شاہنشاہ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کجا اُن کے کسی ادنیٰ غلام کی طرف بھی آنکھ اُٹھا کر دیکھ جائے۔

افرنگ ز خود بے خبرت کرد وگرنہ
اے بندۂ مومن تو بشیری تو نذیری

(طلوع اسلام نومبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۵ و ۶)

اس تحریر سے آپ بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ طلوع اسلام میں کتنی تڑپ و آرزو ہے، کہ مسلمان ملتِ واحدہ کی حیثیت میں دنیا میں زندہ و سرفراز رہے اور کس ولولہ و جوش سے نظریۂ پاکستان کی ترجمانی کر رہا ہے۔ جہاں تک حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و عقیدت کا تعلق ہے، وہ بھی اس تحریر کے ایک ایک لفظ سے جھلک رہی ہے۔ ہمارے نزدیک نیشنلسٹ علماء اور ان کے معتقدین کیش حضرات کی تحریکِ پاکستان کے ساتھ مخالفت و دشمنی و غداریاں بے نقاب کرنے اور ان کے بے سروپا و باطل کا مسکت جواب دینے کے علاوہ اقبال و جناح کے فرمودات کو فروغ دینا اور امت کے حضور پیش کرنے میں جس جرأت و ہمت سے اس نے کام کیا ہے۔ طلوع اسلام کا یہ کارنامہ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کانگریسی ملاؤں کی معنوی اولاد اس کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کر کے اپنی روح کو تسکین اور اپنے اجداد سے عقیدت و محبت کا اظہار کر رہی ہے۔ ان کے نزدیک یہ پرویز کا بہت بڑا جرم ہے جسے وہ کسی حالت میں معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جہاں کانگریسی علماء اور ان کے حواریوں کا مقصدِ حیات حضرت قائد اعظم اور حکیم الامت علامہ اقبالؒ کی مخالفت تھا وہاں چوہدری غلام احمد صاحب پرویز کی زندگی کا مقصد عظیم حکیم الامتؒ کے افکار و خیالات

کی تائید و حمایت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے ضابطہ حیات کو دُنیائے انسانیت کے سامنے ہر دور کے تقاضوں کا مکمل حل سمجھا کر پیش کرتا ہے۔

## مولانا محمد شعیب صاحب

اب آپ مولانا محمد شعیب صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت العلماء صوبہ سرحد کا بیان دیکھئے جس سے اُن کی حقیقت پسندی جھلکتی ہے۔

"کانگرس سے جمعیت العلماء ہند کی وابستگی مسلمانوں کے لیے سُود مند ثابت نہیں ہو سکی۔

جمعیت کے زعما مسلم مفاد کی خاطر کانگرس سے علیحدہ ہو جائیں۔ سرحدی جمعیت مولانا محمد شعیب کا مشورہ۔

مردان ۷ جون (نمائندہ کی خصوصی تار) مولانا محمد شعیب صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت العلماء صوبہ سرحد نے مردان سے مندرجہ ذیل بیان برائے اشاعت بھیجا ہے۔

جمعیت العلماء ہند کے سیکرٹری مولانا حفظ الرحمن صاحب نے فرمایا تھا کہ مسلم لیگ اور جمعیت العلماء کو آپس میں کوئی سمجھوتہ کر لینا چاہیئے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر جمعیت کو یہ سمجھایا جائے کہ کانگرس کے ساتھ اس کی وابستگی مسلمانوں کے لیے مفید نہیں ہے تو جمعیت کانگرس سے علیحدہ ہو جائے گی۔

مولانا صاحب کے ان ارشادات کے متعلق ہم جمعیت العلماء ہند کے ارباب حل و عقد کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ مسلم لیگ مسلمانانِ ہند کی صحیح طور پر نمائندگی کرتی ہے اور ان کے لیے آزادی اور حکمرانی کا حق حاصل کرنا

چاہتی ہے۔ اس کے لیے انگریز اور ہندو دونوں سے نپٹ سکتا ہے۔ ان حالات میں کیا یہ مناسب ہے کہ جمعیت العلماء مجبور ہو کر آزاد مسلم لیگ کی معاونت سے احتراز کرے اور کانگریس جیسی غیر مسلم جماعت کے ساتھ بغیر کسی سمجھوتہ اور شرائط کے طے کرنے کے اشتراک و تعاون کرے۔ جمعیت العلماء کا تو ہر وقت یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ ہر حالت میں غیر مسلموں کے مقابلہ میں اپنے مسلم بھائیوں کے قومی محاذ میں رہے۔ اس امر کے متعلق کہ کانگریس کے ساتھ جمعیت العلماء کی وابستگی مسلمانوں کے لیے مفید ہے کہ نہیں ہم مولانا صاحب سے گزارش کریں گے کہ وہ بتائیں کہ کانگریس کے ساتھ جمعیت العلماء کی وابستگی سے اسلامیان ہند کو اب تک کیا فائدہ پہنچا ہے اور کیا فائدہ پہنچ رہا ہے اور کیا فائدہ پہنچنے والا ہے۔ یقیناً ان تینوں سوالات کا جواب نفی میں ہے۔ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ کانگریس سے جمعیت کی وابستگی مسلمانان ہند کے لیے نقصان کی حامل ہے اس لیے ضروری ہے کہ جمعیت بغیر کسی تاخیر کے کانگریس سے علیحدہ ہو کر مسلم لیگ سے تعاون کرے۔ (نوائے وقت ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء)

## خان محمد علی خان کا بیان

اب آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ اس وقت خان عبد الغفار خان کی کیا پوزیشن تھی اور سرحد میں کس طرح ہندو کانگریس کا آلہ کار بنے ہوئے تھے۔

• مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے سرحد میں کانگریس کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔

خان عبد الغفار خان، ہندو آقاؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں

پشاور۔ خان محمد علی خان سیکرٹری نشر و اشاعت مسلم لیگ

نے ایک بیان میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ متحدہ پٹھانستان ریاست بنانے کا خیال ایک چال ہے۔ جو خان عبدالغفار خان نے اپنے ہندو آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے چلی۔ کانگرس نے اس بات کو تسلیم کر کے کہ ہندو اور مسلمان دو علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں تقسیم ہند کی تجویز کو قبول کر لیا۔ لیکن کانگرس اس بات کے سراسر خلاف تھی کہ ہندوستان کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بلقان کی طرح تقسیم کر دیا جائے۔ میں حیران ہوں کہ مسٹر گاندھی نے کس طرح پٹھانستان بنانے کے حق میں اپنی رائے دی اور اس تجویز کی حمایت کا اعلان کیا حالانکہ اس قسم کا تصور بھی ان کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔ یہ چال تو کانگریسی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے چلی گئی اور اس کا انکشاف مسٹر گاندھی نے ایک پرارتھنا میں تقریر کرتے وقت کر دیا۔ آپ نے پٹھانوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب پٹھانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں سے رشتہ مودت ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ہندو اب بھی یہی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں تفریق پیدا ہو انہوں نے مختلف علاقوں میں اپنے ایجنٹ چھوڑ رکھے ہیں جو ان کے مقصد کے لیے ان کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ پنجاب میں انہوں نے سکھوں کو اپنا آلہ کار بنا لیا ہے۔ مغربی بنگال میں ہندوؤں سے اپنا کام نکالا اور اب وہ صوبہ سرحد میں سرخ پوشوں سے یہ کام لینا چاہتے ہیں۔

خان عبدالغفار خان نے ریفرنڈم کے بائیکاٹ کا جو اعلان کیا ہے وہ دراصل یہ مسلم لیگ کی مہم کو بے اثر بنانے اور جوش و خروش کو کم کرنے کے لیے ایک چال ہے۔ صوبہ سرحد کے پٹھان اب بیدار ہو چکے ہیں۔ وہ خان عبدالغفار خان یا کسی اور کے کہنے پر غلط راستہ

پر نہیں چل سکتا۔ (نوائے وقت، ۲۹ جون ۱۹۴۷ء)

## خان برادران

• خان برادران کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔
انہیں سر چھپانے کو جگہ تک نہیں ملے گی۔

پشاور، اسمٰعیل خان، ۵ جولائی۔ پیر صاحب مانکی شریف
قبل ازیں ڈیرہ اسمٰعیل خان کے اضلاع کا دورہ کر رہے ہیں انہوں
نے ایک بیان میں فرمایا کہ خان برادران کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا
ہے۔ اور عنقریب ہی صوبہ میں انہیں سر چھپانے کے لیے جگہ نہ
ملے گی۔ بنوں میں ۲۱ جون کو خان برادران کے ساتھ جو کچھ برتاؤ ہوا
ان کے لیے سرزنش باعث ہوگا۔ انہیں جلسہ تک منعقد کرنے
نہ دیا گیا۔ (نوائے وقت، ۷ جولائی ۱۹۴۷ء)

## نیو سٹیٹس مین

خان عبدالغفار خان نے پختونستان کے نام پر جو تحریک
آزادی شروع کر رکھی ہے۔ کانگریس کو اس کی مذمت کرنی چاہیے۔
مشہور سوشلسٹ اخبار نیو سٹیٹس مین کا تبصرہ
پختونستان کی تحریک رجعت پسندانہ رجحانات کی مظہر ہے۔
مسٹر گاندھی کو اس کی حمایت سے سبکدوش ہو جانا چاہیے۔

لندن۔ ۵ جولائی۔ برطانیہ کے آزاد سوشلسٹ اخبار
نیو سٹیٹس مین نے ایک مقالہ افتتاحیہ قلم کیا ہے۔ جس میں عبدالغفار خان
کے پختونستان قائم کرنے کی کوششوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا
ہے کہ خان عبدالغفار خان نے پختونستان کے قیام کے لیے جو
کوششیں شروع کر رکھی تھیں وہ بالکل ناکام ہو گئیں اور اب

برطانوی اسکیم کے مطابق ہو رہا ہے۔ خان عبدالغفار خان نے
ایک طرف تو کانگریس کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی ہے جو
اس نے جمہوری والی اسکیم کو قبول کرنے کے سلسلہ میں کیا تھا مگر
طرف وہ مرتبہ کچھ عرصہ دو سال پہلے پٹھانوں نے افغانستان
کے الحاق کے حق میں اظہار خیال کیا تھا لیکن کانگریس نے انہیں
ایسا کرنے سے روکے رکھا۔ اس وقت سے مسلم لیگ کے اندر
اقتدار کا دعویٰ ہو رہا ہے۔ اور اس کے برعکس سرحدی پٹھان
ابتدا سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ سرحدی کانگریسیوں نے آخری ساعت
پاکستان تقسیم کا مطالبہ کرکے اپنی شکست کا اعتراف کرلیا ہے
کوششیں کر رہے ہیں کہ پختونستان قائم رکھنے
کے لئے ایک پارٹی ہے جس کی حمایت بدقسمتی سے مسٹر گاندھی کر
رہے ہیں۔ ساتھ ہی اگر قائد اعظم مسٹر جناح یہ کہیں کہ اس
قسم کی مساعی سرحد کو ... تو غلط نہ ہوگا۔ اس
وقت ... کانگریس ... عبدالغفار خان
کی اس تحریک کی ... اور ... احتراز کرنے
کے مترادف ہے۔

پنجاب اور بنگال کے علاوہ باقی تمام علاقوں میں تقسیم کا کام
بڑی اس طرح پوری تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ پنجاب میں سب سے نمایاں
اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ مسلم لیگ نے صوبے کے تمام مسلمانوں
کی حمایت حاصل کرلی۔ یہاں تک کہ ... اور ...
... مسلمانوں ... پاکستان ... شہروں کے حق
میں ووٹ دیئے۔

(نوائے وقت، ...)

## وزیر اعظم سرحد

"اگر مسلم لیگ ۳۰ فیصدی سے زائد ووٹ لے گئی تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔

میں پاکستان سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتا۔"

(ڈاکٹر خان)

پشاور ۹ جولائی۔ وزیر اعظم سرحد ڈاکٹر خان صاحب نے ایک پریس کانفرنس میں کل کہا کہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر مسلم لیگ اس ریفرنڈم میں ۳۰ فیصدی سے زائد ووٹ حاصل کر گئی تو میرا اخلاقی فرض ہوگا کہ میں سرحد کی وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہو جاؤں۔"

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر خان صاحب نے کہا کہ پچھلے انتخابات میں کل ووٹروں میں سے صرف ۳۸ فی صدی ووٹ ڈالے گئے یعنی کل چھ لاکھ میں سے ۲،۲۱،۰۰۰۔ اس لیے اگر مسلم لیگ اسی حساب کے مطابق پچاس فیصدی سے زائد ووٹ حاصل کرے، تو میرا استعفیٰ دینا اخلاقاً واجب ہو جاتا ہے لیکن یہ میری ذاتی رائے ہے اصل فیصلہ میری کانگریس جماعت کے ہاتھ میں ہے؟

ڈاکٹر خان صاحب نے مزید فرمایا کہ ہماری وزارت سے مستعفی ہونے کا قدرتی نتیجہ انتخابات ہوگا۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا استصواب رائے کے بعد سے ۱۵ اگست تک آپ ایک مشترکہ نگران حکومت بنانے پر رضامند ہوں گے تو ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ ہماری ذاتی رائے ایسی نہیں۔ لیکن ذاتی طور پر

پاکستان سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتا ہوں۔
(نوائے وقت ۶۔ جولائی ۱۹۴۷ء ص ۱۔ ب)

## خان عبدالقیوم خان

"ملت اسلامیہ کے غداروں پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔

خان عبدالغفار خان سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (عبدالقیوم)

پشاور، ۱۹ جولائی سے آج شام پشاور شہر مسلم لیگ کے زیر اہتمام چوک یادگار میں ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سرحد مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر خان عبدالقیوم نے کہا کہ ملت اسلامیہ کے بعض غداروں کی مسلم کش سرگرمیوں کے باوجود صوبہ سرحد قدرتی طور پر پاکستان کا ایک اہم حصہ ہے اور رہے گا۔ خان عبدالقیوم خان نے کہا صوبہ سرحد کی کانگرس نے موجودہ استصواب رائے کا جو بائیکاٹ کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنی متوقع شکست پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ خان عبدالغفار نے پختونستان کا جو ہنگامہ برپا کیا ہے وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ لیکن جس مطلب پر استصواب رائے ہو رہا ہے اسے خان عبدالغفار خان اور ان کے سیاسی رہنما مسٹر گاندھی پنڈت جواہر لعل نہرو، آل انڈیا کانگرس کی مجلس عاملہ اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی منظور کر چکی ہے۔ خان عبدالقیوم خان نے کہا کہ خان عبدالغفار خان کی سرگرمیوں کا اس کے سوا کوئی مقصد نہیں کہ وہ بے بنیاد ڈھکوسلوں اور صاف صاف جھوٹ سے عوام کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔

ہیں۔ مثال کے طور پر خان عبدالغفار خان مسلم لیگ سے یقین حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی کے قیام کے بعد پاکستانی علاقوں میں برطانوی نوع کا نظام نہ رہے گی۔ حالانکہ اس سلسلہ میں مسلم لیگ نے بارہا اپنے واضح ارادے کا اعلان کیا ہے۔ خان عبدالقیوم خان نے مزید کہا کہ خان عبدالغفار خان و دیگر لیڈروں کے حوالے سے متعلق تقریر ضروری طور پر شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر وہ ہندو راشٹریا اور ہندو لیڈروں کے رویہ کے متعلق کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ حالانکہ ہندو لیڈروں نے آزاد جمہوری حکومت کے قیام کے متعلق موجودہ دستور ساز اسمبلی میں ایک واضح قرارداد پاس کرنے کے باوجود برطانیہ کا اعلانات منظور کر لیا ہے۔ خان عبدالقیوم خان نے کہا کہ صوبہ سرحد کے عوام میں اب خاطر خواہ سیاسی بیداری پیدا ہو گئی ہے اب کوئی انہیں گمراہ نہیں کر سکتا۔ موجودہ انتخابات ثابت کر دیں گے کہ عوام نے پاکستان کے حق میں قطعی رائے دے دی تو غداروں کو کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔"

(ملت، وقت ۹ جولائی ۱۹۴۷ء)

## سردار عبدالرب نشتر

"خان عبدالغفار خان کے بیانات گمراہ کن ہیں۔"

(عبدالرب نشتر کا بیان)

یہ غلط ہے کہ عبدالغفار خان رفیع قوم کے خلاف تھے۔

انہوں نے کانگرس کی مجلس عاملہ میں ہرگز کا لفت کی۔

کراچی، ۱ جولائی سردار عبدالرب نشتر وزیر مواصلات

نے ایک بیان میں فرمایا۔
(نوائے وقت ۱۲ جولائی [illegible])

## نوائے وقت

"اگر ہمیں کچھ کہنا ہوا تو ہم مسٹر جناح سے کہیں گے"

محسود ملکوں کا خط پنڈت نہرو کے نام

یہ وہ خط ہے جو بنوں میں محسود جرگہ کی طرف سے پنڈت جواہر لعل نہرو کی خدمت میں پیش کیا گیا اور جس کے متعلق خان عبدالغفار کا ارشاد یہ تھا۔ کہ مجھے اس میں کسی کا ہاتھ نظر آتا ہے:

محسب رزمک مورخہ ۲۵ / ۱۰ / ۴۶

از طرف تمام قوم محسود وزیرستان کے
بنام جناب صاحب پنڈت جواہر لعل

۱۔ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ جناب صاحب کس مطلب کے لیے آئے ہیں۔

۲۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ کسی بار شاہ علم اعلٰی افغانستان سے لے کر ہندوستان تک میں گذر رہے ہیں۔

۳۔ ہم نے کسی کا حکومت نہیں مانا۔ اور ہم آزاد قوم ہیں آخر تک۔

۴۔ ہمارا پیارا وہ مہربان نیم و مرد خیر خواہ جناب صاحب مسٹر محمد علی جناح کو سرحد کی دورے پر آنا چاہئے تھے ہم قدم بوسی کے لیے۔

۵۔ اگر ہم کو کچھ عرض کرنا ہو تو ہم اپنا خیر خواہ جناب صاحب

مسٹر جناح کو گریں گے۔

(نوائے وقت ۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

مسلمانانِ سرحد کو ملّتِ اسلامیہ سے علیحدہ کرنے کے لیے
کانگریس کی ناپاک سازش۔

خان عبدالغفار خان قسمت میں ایک نیا فتنہ اٹھائیں گے۔

نئی دہلی۔ خان عبدالغفار ایک نئی سیاسی چال چلنے والے ہیں۔ خان صاحب، سرحد کے پنڈت کانگریسی آقاؤں کو اس کا یقین ہو گیا ہے کہ صوبہ سرحد میں ان کا طلسم ٹوٹ چکا ہے اور اب ان کے لیے کانگریس کے نام پر پٹھانوں کو دھوکہ دینا بہت مشکل ہے۔ خان عبدالغفار خان کو ایسا محسوس ہو رہا ہے اس لیے بتایا گیا ہے کہ کانگریسی آقاؤں کو اس کا یقین ہو گیا ہے۔ کہ کسی صورت میں صوبہ سرحد میں استصوابِ رائے کا یقینی ہے۔ اور اس میں کانگریس کی ناکامی لازمی ہے۔

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پنڈت نہرو، مسٹر ولبھ بھائی پٹیل اور خان عبدالغفار خان میں اب پہلے پایا ہے کہ خان صاحب سرحد واپس جا کر ڈاکٹر خان صاحب اور عبدالرحیم سے مشورہ کریں اور حالات کے مطابق خود آہستہ آہستہ خدائی خدمتگار تحریک کا رخ بدل دیا جائے۔ خان عبدالغفار خان کانگریس اور اکھنڈ ہندوستان سے وابستگی کی بجائے پٹھانستان پر زور دیں۔ پٹھانوں، وہ یقین کا سوال پیدا کیا جائے اور پٹھانوں میں یہ پراپیگنڈا کیا جائے کہ صوبہ سرحد الگ تھلگ رہے یا افغانستان سے مل جائے مگر پاکستان سے ملحق نہ ہو۔ خان عبدالغفار نے پنڈت نہرو اور مسٹر پٹیل کو یہ یقین دلایا ہے کہ صرف اسی طرح صوبہ سرحد کے

مسلمانوں کو مسلم لیگ سے برگشتہ کیا جا سکتا ہے۔ کانگریس نے یہ سکیم منظور کر لی ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس مہم پر ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ (نامہ نگار سیاسی کا تار۔ نوائے وقت ۵ مئی ۱۹۴۶ء)

"سرحدی مسلمانوں کا مستقبل نہایت درخشاں ہے"

(پیر مانکی شریف)

"سرحد کے لیگی زعما دہلی سے واپس پشاور پہنچ گئے"

"لاہور۔ ۵ جولائی صوبہ سرحد کے مسلم لیگی زعما جو قائد اعظم سے تبادلہ خیالات کرنے کے لیے دہلی گئے ہوئے تھے آج دہلی سے بذریعہ ہوائی جہاز پشاور جاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لیے لاہور کے ہوائی اڈہ پر ٹھہرے۔ لاہور کے بے شمار مسلمانوں نے سرحدی زعما کا استقبال کیا۔ استقبال کرنے والوں میں مولانا ابراہیم علی چشتی اور مولانا عبدالستار خان نیازی ایم ایل اے پنجاب بھی شامل تھے۔

نمائندہ پریس سے انٹرویو کے دوران میں پیر مانکی شریف نے کہا کہ صوبہ سرحد کے مسلمانوں کا مستقبل نہایت درخشاں ہے۔ وہ پاکستان کی تعمیر میں اہم پارٹ ادا کریں گے۔ پیر صاحب نے مولانا ابراہیم علی کو بتایا کہ وہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی تحریک کے خاتمے کے بعد مسلم قوم کی اخلاقی بلندی کے لیے جدوجہد کریں گے۔"

(نوائے وقت ۷ جولائی ۱۹۴۶ء)

آپ سرحدی زعما مسلم لیگ کے بیانات پڑھ چکے ہیں۔ ادھر ڈاکٹر صاحب خان عبدالغفار خان کی حرکات مذمومہ بھی آپ کے سامنے آ چکی ہیں جو ہندو کانگریس کی خوشنودی کے لیے انجام دے گئی۔ اب آپ جناب مودودی صاحب کی ایک تقریر ملاحظہ فرمائیں۔

"کانگریس مسلمانوں کو دنیا کی نظر میں ذلیل کرنے کی کوشش"

کر رہے ہیں۔" (سہروردی)

"پاکستان اپنی ضروریات سے زیادہ اناج پیدا کرے گا۔"

• سلہٹ ۳۰ جون (اے پی آئی) ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایک عظیم الشان اجلاس میں پرسوں رات تقریر کرتے ہوئے بنگال کے وزیر اعظم حسین شہید سہروردی نے سلہٹ کے عوام اور خاص طور پر اقلیتوں کو یقین دلایا کہ پاکستانی حکومت میں ان کے حقوق اور مفاد کا پورا تحفظ کیا جائے گا۔

برطانوی حکومت کے تازہ ترین اعلان کا پس منظر پیش کرتے ہوئے مسٹر سہروردی نے فرمایا کہ آسام کی کانگرسی حکومت نے کانگرس پارٹی کی ہدایت کے باوجود وزارتی مشن کی تجاویز کو ٹھکرا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج بنگال اور پنجاب کو بانٹ دیا گیا ہے۔

سلہٹ میں جمعیت العلماء کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر سہروردی نے فرمایا کہ یہ لوگ کانگرس کے ایجنٹ ہیں جو مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنے کے لیے گمراہ اور مجبور کر رہے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جب پاکستان قائم ہو چکا ہے اور مسلمان قوم کا مستقبل ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا گیا ہے تو یہ مسلمانوں کو دنیا کی نظروں میں ذلیل کرنے کی کوششیں کیوں کر رہے ہیں۔

یہ علماء کہتے ہیں کہ اگر سلہٹ پاکستان میں شامل ہو گیا تو وہاں غلہ کی کمی واقع ہو جائے گی اور غذائی اناج کی قیمتیں بڑھ جائیں گی اس سے زیادہ غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ مشرقی بنگال میں اناج کی کمی کی وجہ یہ ہے کہ اناج کی تقسیم مرکزی حکومت کے اختیار میں ہے اور ہم پاکستان کی پیداوار تمام ملک میں تقسیم ہو کر اس کا صرف ایک حصہ بنگال میں پہنچتا ہے جو یہاں کی ضروریات کے لیے کافی نہیں ہو سکتا لیکن جب ہم آزاد اور خود مختار ہو جائیں گے تو پاکستان میں اس قدر وافر اناج پیدا ہوگا جو ہماری ضروریات پوری کر کے بچ رہے گا اور دنیا کے ان حصوں میں جہاں ضروریات کے لیے اناج کی احتیاج ہوگی۔

(۱ جولائی ۱۹۴۷ء، نوائے وقت)

## وطن پُجتا ہے

بھارت میں بُت گنگ و جمن پُوجتا ہے
پُوجتی ہے زمین چرخ گگن پُوجتا ہے
اللہ کی پُوجا ہے یہاں جُرمِ عظیم
اس اندھوں کی نگری میں وطن پُجتا ہے

(ظفر قریشی)

## انجام کے ہندو

مسلمان نام کے تو ہیں مگر ہیں کام کے ہندو
انھیں ہم سے کہیں پیارے ہیں سندر نام کے ہندو
وہ ہیں آغاز کے مسلم، مگر انجام کے ہندو
غرض ایسے ہیں وہ جیسے کہ ہوں اسلام کے ہندو

(اے۔ ڈی۔ اظہر سیالکوٹی)

# مسلم نیشنل گارڈز

"جالندھر میں دفتر مسلم نیشنل گارڈز کا افتتاح
زور و شور سے پرچم کشائی کی رسم"

"جالندھر شہر ۲۸ جولائی (بذریعہ ڈاک) ایک اطلاع مظہر ہے کہ پرسوں جامع مسجد کے بالمقابل دفتر مسلم نیشنل گارڈز کا افتتاح ہوا۔ اس موقعہ پر کم و بیش ایک ہزار آدمی و دیگر مسلم نیشنل کے رضاکار موجود تھے۔ پرچم کشائی کی رسم خورشید احمد صاحب سالار مسلم لیگ نیشنل گارڈز نے ادا کی۔ سب سے آخر میں نیشنل گارڈز کے بازو کی رضاکاروں نے بینڈ کے ساتھ پریڈ کی۔"

مرزا گل محمد آفس سیکرٹری
سٹی مسلم لیگ جالندھر شہر
(زمیندار ۱۲ جولائی ۱۹۴۳ء)

# سرکردہ لیگی ورکر

"ایک سرکردہ لیگی ورکر کا جالندھر اور نکودر کی تحصیلوں میں داخلہ بند"

"جالندھر ۲۰ جولائی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جالندھر نے ایک سرکردہ مسلم لیگی ورکر میاں شمس الحق کا جالندھر اور نکودر کی تحصیلوں میں داخلہ ۲ ماہ کے لئے بند کر دیا ہے۔ میاں شمس الحق آج کل ضمانت پر رہا ہیں۔ آپ کو ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت ہڑتال کرانے کے سلسلہ میں چار ماہ قید کی سزا دی گئی تھی۔"

(زمیندار ۲۹ جولائی ۱۹۴۳ء)

## "قائد اعظم کی کوٹھی میں سکھ نوجوان کا داخلہ"
## پولیس نے اُسے موقع پر گرفتار کر لیا

دہلی ۲۰ جون۔ دہلی کے اخبار "ہندوستان ٹائمز" کی ... اشاعت میں ایک فوٹو شائع ہوا جس میں پولیس ایک سکھ نوجوان سے بازپرس کر رہی ہے۔ جس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ ہفتے قائد اعظم کی کوٹھی کے عقب سے کوٹھی کی دیوار پھاند کر کوٹھی میں داخل ہو گیا تھا۔ ۲۹ جون ۱۹۴۷ء۔ (نئے وقت)

## حضرت تاج جالندھری

"حضرت تاج جالندھری کے وارنٹ گرفتاری اور رہائی بر ضمانت"

"جالندھر مسلم لیگ کے رکن مولانا عبدالمجید صاحب تاج جالندھری مورخہ ۲۸/۶ کو ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔ پولیس نے آپ کے وارنٹ گرفتاری مورخہ ۲۷/۶ کو جاری کیے تھے۔ واقعات یوں بیان کیے جاتے ہیں۔ کہ مسلم لیگ کی سابقہ تحریک سول نافرمانی کے سلسلہ میں تاج صاحب کو زیر دفعہ ۱۱۷ سیفٹی آرڈیننس بتاریخ ۱/۴ کو گرفتار کیا گیا۔ مورخہ ۱/۴ کو عدالت ماتحت نے انہیں ایک سال سزائے قید با مشقت سنائی۔ ۳/۴ کو حسب کی مصالحت کے تحت رہا ہو گئے۔ انہیں بھی رہا کر دیا گیا۔ رہائی سے قبل تاج صاحب کی طرف سے عدالت ماتحت کے فیصلہ کے خلاف سیشن کورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی تھی۔ اس اپیل کا فیصلہ مورخہ ۳/۴ کو یعنی رہائی کے ... بعد سنا دیا گیا۔ فاضل جج نے پنجاب سیفٹی آرڈیننس کو سرے سے خلاف قانون قرار دیتے ہوئے تاج صاحب کو باعزت

طور پر بری کر دیا۔ پولیس سیشن کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف ہائیکورٹ
میں چیلنج کر چکی ہے۔ جج صاحب ۱۲ ستمبر کو ہائی کورٹ میں پیش ہو
رہے ہیں۔ (نوائے وقت، [illegible])

## "ملایا کے تمام مسلمان مطالبہ پاکستان کے حامی ہیں"

قائد اعظم سے ملاقات کے بعد ملایا مسلم لیگ کے صدر کا اعلان

نئی دہلی ۸ ستمبر۔ (ہ پ) ملایا مسلم لیگ کے صدر مسٹر ابراہیم نے قائد اعظم جناح سے ملاقات کے بعد اخباری نمائندوں کو بتایا کہ وہ مسلمانان ملایا کی طرف سے قائد اعظم جناح کو دعوت دینے آئے تھے کہ وہ ملایا میں ہونے والی مسلم کانفرنس کی صدارت قبول فرمائیں لیکن قائد اعظم نے ہندوستانی مسائل کے سلسلہ میں اپنی شدید مصروفیتوں کے پیش نظر یہ دعوت منظور کرنے سے اظہار معذوری کیا ہے۔

مسٹر ابراہیم نے کہا کہ ملایا کے تمام مسلمان ہندوستان میں اپنے بھائیوں کے مطالبہ پاکستان کے حامی ہیں اور وہ اس سلسلہ میں مسلمانان ہند کو ہر ممکن امداد دینے کو تیار ہیں۔ مسٹر ابراہیم عارضی حکومت کے فنانس ممبر مسٹر لیاقت علی خان اور دوسرے ممتاز مسلم لیڈروں سے بھی ملاقات کر چکے ہیں۔ (۱۰ ستمبر ۱۹۴۶ء نوائے وقت)

## "پاکستان کی حمایت میں لندن کے ایک ہزار سے زائد مسلمانوں کا مظاہرہ"

وزیر اعظم برطانیہ کی خدمت میں ایک میمورنڈم پیش کر دیا گیا

تقسیم پنجاب بنگال کی مخالفت!

"لندن ۲۶ مئی۔ سر برطانیہ کی مسلم لیگ نے کل وزیر اعظم اٹیلی کی خدمت میں ایک میمورنڈم پیش کیا جس میں مکمل پنجاب اور مکمل بنگال سمیت پاکستان کا مطالبہ کیا۔ مسٹر علی محمد زاہی صدر برطانیہ مسلم لیگ نے چار دیگر سرگرم لیگی اراکین کے ساتھ میمورنڈم پیش کیا اور وزیر اعظم اٹیلی کی خدمت میں واضح کیا کہ کانگریس کی بنگال اور پنجاب کی تحریک خرافات پر مبنی ہے۔ اور محض پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے کی گئی ہے۔ اس سے قبل ایک ہزار سے زائد مسلمانوں نے سڑکوں پر جلوس نکالا اور نعرہ بازی قائد اعظم ہم پاکستان کے لیے مر مٹیں گے۔ ہم بنگال اور پنجاب کی تقسیم منظور نہیں کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ پرجوش نعرے لگائے۔"

(۲۸ مئی ۱۹۴۷ء نوائے وقت)

## مسلم طلباء دوسوبہ کا انتخابی دورہ

"دوسوبہ (ڈاک سے) سٹوڈنٹس فیڈریشن تقریباً تین ہفتے سے اردگرد کے گاؤں میں دورہ کر رہی ہے۔ تمام لوگوں نے وعدہ کیا ہم مسلم لیگ کے امیدوار چوہدری علی اکبر خان کو ووٹ دیں گے۔ اور یہ بھی وعدہ کیا کہ ہم پیدل چل کر جلوس کی شکل میں ووٹ دینے جائیں گے۔" (یکم فروری ۱۹۴۶ء۔ نوائے وقت)

## داؤد خیل لیگ کی سرگرمیاں

داؤد خیل (ڈاک سے): ملک امیر محمد خان صاحب نے موجودہ الیکشن کی اہمیت واضح فرما کر تمام حاضرین کو کہا کہ آپ اپنا ووٹ

مسلم لیگ کے امیدوار مولانا محمد عبدالستار خان صاحب نیازی کو
ووٹ دیں اس کے بعد مولانا محمد اقبال شاہ صاحب نے مسلمانوں
کو شرعی پہلو سے آگاہ فرماتے ہوئے کہا کہ عبدالستار صاحب
نیازی ہر پہلو سے خانصاحب صاحب سے اول ترین ہیں
تمام مسلمانوں نے وعدہ کیا کہ ہم اپنا ووٹ عبدالستار
خان نیازی کو دیں گے۔" (روزنامہ احسان ۱۸ نومبر ۱۹۴۵ء)

## مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں بنگال کے ہر حلقہ میں مخالفین لیگ کی ضمانت ضبط ہوگئی!

## نیشنلسٹ مسلمانوں کو پانچ فیصدی ووٹ ملے

کلکتہ ۱۰ دسمبر مرکزی اسمبلی کی بابت دو مسلم نشستوں کا نتیجہ
بھی آج شائع ہوگیا۔ دونوں حلقوں میں نیشنلسٹ امیدواروں کی
ضمانتیں ضبط ہوگئی ہیں۔

مولوی نظیر الدین (لیگ) نے ۴۴۰۲۰ ووٹ حاصل کیے
ان کے مخالف سر عبدالحلیم غزنوی کو صرف ۵۰۰ ووٹ ملے۔ واضح
رہے کہ کانگرس اور ہندو مہاسبھا دونوں نے مل کر سر عبدالحلیم
کی کامیابی کے لیے بڑا زور لگایا تھا اور ہندو رضاکاروں نے
اپنے مسلمان کارکنوں پر یہ واضح کر دیا تھا کہ ووٹ سر عبدالحلیم کو دیں۔
دوسرے حلقہ سے چوہدری محمد اسماعیل (لیگ) کو ۱۹۴…
اور خان بہادر اکرم علی (نیشنلسٹ) کو صرف ۱۲۰۰ ووٹ ملے۔
بنگالی مسلم لیگ کو کل ووٹ ترانوے ہزار گیارہ اور نیشنلسٹ مسلمانوں
کو صرف ۴۵۰۰ ووٹ ملے یعنی کل ووٹوں کے ۵ فیصدی سے بھی کم۔

اس مرتبہ مرکزی اسمبلی کی کل مسلم نشستوں کی تعداد ۳۰ تھی وہ سب نشستیں مسلم لیگ نے جیت لی ہیں۔ ان میں سے ۹ نشستیں بلامقابلہ مسلم لیگ نے حاصل کر لیں، اور تیرہ حلقوں میں مخالفین لیگ کی ضمانت ضبط ہو گئی۔ اب مرکزی اسمبلی کے مسلمان ممبروں میں سے صرف دو مسلم لیگ سے باہر ہیں، یعنی مسٹر آصف علی اور خان عبدالغنی اور یہ دونوں مخلوط حلقوں سے غیر مسلم ووٹوں کی مدد سے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ مسلم لیگ نے ان حلقوں میں اپنے امیدوار کھڑے نہیں کیے تھے۔

(تار مکانی)

(نوائے وقت یکم جنوری ۱۹۴۶ء)

انتخابی جنگ کے پہلے مرحلے میں بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اب دوسرے مرحلے کی تیاریاں شروع کر دو۔

۱۱ جنوری کو ہندوستان بھر کے مسلمان جشن فتح منائیں۔

مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں بے مثل کامیابی پر قائداعظم کا بیان

"بمبئی ۳۰ دسمبر۔ قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ ایک بیان میں فرماتے ہیں۔ کہ مرکزی انتخابات کے پیش نظر ہمارے مخالفوں کو یہ بات معلوم ہو جانی چاہیئے کہ اب پاکستان اور مسلم لیگ کی مخالفت فضول ہے۔ ان انتخابات کے نتائج نے پاکستان کے حق میں غیر مبہم فیصلہ دے دیا ہے اور مسلمانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ مسلم لیگ ہی ان کی نمائندہ سیاسی جماعت ہے۔ قائداعظم نے ہدایات جاری کی ہیں کہ اس غیر معمولی فتح کی خوشی میں ۱۱ جنوری کو جشن فتح منایا جائے۔ آپ

جبکہ بنگال کی دو ذیلی بابعد نشستوں کے نتائج کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے۔ میں ہندوستان کے مسلمانوں کو ان کی غیر معمولی اور شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ہندوستان بھر میں سو فیصدی نشستوں پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کامیابی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ لیگ کے حریف تمام امیدواروں کی ضمانتیں ضبط ہو گئی ہیں۔ بنگال میں تو مخالف لیگ کی طرح تو کانگرس تھا یا نام نہاد قوم پرست مسلمان ضمانت ضبط ہو گئی ہے۔ اس فخر مندانہ اور عدیم المثال شکست کے معنی لفظ مخالفین لیگ کو محسوس کر لینے چاہئیں کہ اب کانگرس کی بندہ ہے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی تمام کوششیں لاحاصل ہیں۔ اب ہندوؤں کے اخبار کا اور ہال تک کہ بھی اس معاملہ میں بیکار ہو چکے ہیں۔ مطالبہ پاکستان کے حق میں مسلمانوں کا یہ واضح فیصلہ ہے اور اس نے ثابت کر دیا ہے کہ صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اور کانگرس کو مسلمانوں کی نمائندگی بالکل حاصل نہیں۔

کانگرس کو صرف اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی نمائندگی حاصل ہے۔ ہندو مہاسبھا جو ہندو کانگرس کی صرف ایک امدادی جماعت تھی ختم ہو چکی ہے۔ یہ چیز اب نمایاں طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ کانگرس اور ہندو مہاسبھا ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔

مسلم لیگ کی درخشاں اور غیر معمولی فتح کے پیش نظر میں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری کے نام ہدایات جاری کر دی ہیں کہ تمام صوبائی اور مرکزی لیگیوں کو اس مطلب کی

جاپانیات مسے ہیں۔ مگر ۱۱ جنوری سے روز جمعہ جشن فتح منایا جائے اس روز جلسے منعقد کر کے عوام کو جنگ کے پہلے مرحلے میں کامیابی سے روشناس کرایا جائے تاکہ ہم ایک منظم قوم کی طرح جنگ کے دوسرے مرحلہ میں قدم رکھ سکیں۔ جو صوبائی انتخابات میں فتح حاصل کرنا ہے۔ مکمل کامیابی کے لیے ہمیں مسلم لیگ کے سرکاری اُمیدواروں کی امداد کرنی اور ووٹ دے کر ہر شعبے میں نمایاں اکثریت حاصل کرنی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم کانگریس اور نام نہاد قوم پرست مسلمانوں کی سازشوں کے باوجود انتخابات میں کامل فتح حاصل کریں اور اس معاملے میں چندہ اور کانگریس کے اخباری اور مالی ذرائع ہمارا راستہ نہ روک سکیں گے۔ میں ہر مسلمان مرد اور عورت سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ ہر شعبے میں مسلم لیگ کے سرکاری اُمیدوار کی پوری پوری امداد و اعانت کی جائے۔ (۱۰۔ب) (نوائے وقت یکم جنوری ۱۹۴۶ء)

**مسٹر جناح نے ثابت کر دیا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی نمائندہ ہے**

**مرکزی اسمبلی کے انتخابات پر حکومت برطانیہ کے ایک ترجمان کے تاثرات**

**مسلم لیگ نے کانگریس اور کانگریسی مسلمانوں کے دعوے باطل کر دیئے**

لندن ۱۰ دسمبر۔ پارلیمنٹ کی تعطیلات کے دوران میں وار جنگ و ونس اور مسٹر ... کو حقیقت میں کہ ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کے انتخابات کی تفصیلات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ حکومت برطانیہ کے ایک ترجمان نے نمایندہ مخصوص کو مرکزی اسمبلی کے انتخابات کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے بتایا۔ کہ مسلم لیگ کی فتح اہم حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ مسلم لیگ کو کانگریس

اور مسلم نیشنلسٹ دونوں پارٹیوں کا مقابلہ درپیش تھا۔ مسٹر جناح نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے اور اس طرح کانگریس اور کانگریسی مسلمانوں کے دعوے باطل کر دیئے ہیں اب پاکستان کا دار و مدار صوبائی انتخابات پر ہے۔ مرکزی اسمبلی کے انتخابات سے پتہ چلتا ہے کہ صوبائی انتخابات میں بھی مسلم لیگ کامیاب ہوگی اور اب حکومت برطانیہ کی توجہ مسئلہ پاکستان کے بہ وقعت ہو جائے گی۔" (مکتوب از "نوائے وقت" یکم جنوری ۱۹۴۶ء)

"اسلامی ہندوستان نے واضح فیصلہ دے دیا ہے کہ مسلم لیگ مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت اور پاکستان ان کا محبوب نصب العین ہے۔ دنیا کے کسی ملک میں کسی جماعت کو کسی انتخاب میں آج تک ایسی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔"

## مدراس

| مسلم لیگی امیدوار | حاصل کردہ ووٹ | مخالف امیدوار | حاصل کردہ ووٹ |
|---|---|---|---|
| حاجی اسحاق سیٹھ | ۶۲۰۰ | مسٹر کریم شیخ | ضمانت ضبط |
| محمد ابراہیم رحمت اللہ | ۲۲۶۲ | مسٹر عبدالقدوس | ضمانت ضبط |
| مسٹر جمال محی الدین | بلا مقابلہ | × | |

## پنجاب

| مسلم لیگی امیدوار | حاصل کردہ ووٹ | مخالف امیدوار | حاصل کردہ ووٹ |
|---|---|---|---|
| مولانا ظفر علی خان | ۳۰۹۶ | مسٹر کلا ... خاکسار | ۹۲۳ |
| حافظ محمد عبداللہ | ۸۱۳۹ | چوہدری محمد قاسم (نیشنلسٹ) | ۲۱۲۱ |
| مخدوم حاجی شیر شاہ | بلا مقابلہ | × | |
| سید عابد حسین | ۲۲۱۵ | سلطان شاہ | ضمانت ضبط |
| سر محمد شاہ | بلا مقابلہ | × | |

## بہار و اڑیسہ

| مسلم لیگ کے امیدوار | حاصل کردہ ووٹ | مخالف امیدوار | حاصل کردہ ووٹ |
| --- | --- | --- | --- |
| خان بہادر حبیب الرحمن خان | ۲۲۳۵ | مسٹر [illegible] | ۲۲۶ |
| مسٹر محمد نعمان | بلا مقابلہ | × | × |
| چوہدری [illegible] | بلا مقابلہ | × | × |
| نواب [illegible] | بلا مقابلہ | × | × |

## آسام

| | | | |
| --- | --- | --- | --- |
| [illegible] | ۲۲۹۹ | مسٹر [illegible] | ضمانت ضبط |

## سی پی

| | | | |
| --- | --- | --- | --- |
| خواجہ صدیق علی خان | بلا مقابلہ | × | × |

## بمبئی

| | | | |
| --- | --- | --- | --- |
| قائد اعظم جناح | [illegible] | مسٹر حسین بھائی لالجی | ضمانت ضبط |
| مسٹر احمد ... جعفر | ۱۹۰۰ | مسٹر حسین بھائی [illegible] | ضمانت ضبط |
| [illegible] | بلا مقابلہ | | |

## صوبہ جات متحدہ

| | | | |
| --- | --- | --- | --- |
| نواب محمد اسمٰعیل خان | ۵۳۰۰ | ڈاکٹر محمد [illegible] | ضمانت ضبط |
| راجہ صاحب محمود آباد | ۳۰۵۴ | مسٹر [illegible] | ضمانت ضبط |
| سر محمد یامین خان | ۱۵۹۶ | مسٹر [illegible] | ۳۰۰ |
| نوابزادہ لیاقت علی خان | ۲۵۳۰ | [illegible] | ۲۵۲۲ |
| [illegible] | ۲۲۲۸ | مسٹر [illegible] | ۵۹۷ |
| حاجی [illegible] | ۳۲۱۰ | [illegible] | ۱۹۵۲ |

## بنگال

| | | | |
| --- | --- | --- | --- |
| عبدالرحمن [illegible] | ۲۵۸۰ | مسٹر [illegible] | ضمانت ضبط |

| مسلم لیگ کے امیدوار | حاصل کردہ ووٹ | مخالف امیدوار | حاصل کردہ ووٹ |
|---|---|---|---|
| سر حسن سہروردی | ۲۰۳۵۹ | مسٹر ولی الرحمٰن کانگریس | ۱۳۲۰ ضمانت ضبط |
| سر حسن سہروردی | - | مسٹر ذکریا آزاد | ۱۷۴ ضمانت ضبط |
| عبدالحمید شاہ | ۲۳۰۹۳ | معین الدین کانگریس | ۱۰۱۰ ضمانت ضبط |
| حاجی چوہدری محمد اسمٰعیل خاں | ۹۱۹۵ | مولوی ابوالقاسم کانگریس | ۱۰۱۹ ضمانت ضبط |
| مولوی تمیز الدین خاں | ۱۲۰۲۴ | سر عبدالحلیم غزنوی | [illegible] ضمانت ضبط |
| ایس رفیع الدین احمد صدیقی | ۱۹۰۲۸ | اکرام الحق آزاد | ضمانت ضبط |

سندھ

| | | | |
|---|---|---|---|
| یوسف ہارون | بلا مقابلہ | - | × |
| مسٹر راشدی | بلا مقابلہ | - | × |

(نوائے وقت یکم جنوری ۱۹۴۶ء)

## مرکزی انتخابات میں لیگ کی تاریخی فتح

از جناب مسٹر حسین خاں نظیر احمد نیازی

"شرم سے کرنے میں جا دیکھ ہے جمہور اور جیل
یہ پہلی فتح مسلم لیگ کی کیسا شان دار
گر پڑے ہیں تخت کے بل وہ آج سب میدان میں
بار کے گھوڑے پہ جو نادان تھے کل بھی سوار
بخشش مسلم کی ہستی پر جیسی سچے کا مصدوم
حق نے غارت کر دیا دم بھر میں باطل کا وقار
لیگ کی قوت کا قائل ہو گیا برطانیہ
کہہ رہے ہیں سارے انگلستان کے نامہ نگار
اب تو پاکستان کی تشکیل کچھ مشکل نہیں
پرچم ہے منزل مقصود سے اب ہم کنار

کہ مسلمانوں کو تنہا کر کے سر کر لو تو باقی ہم
نمٹ لیں گے۔ اسی نقطے پر سب ہار و جار
ایک ہو رہے ہیں جیسے یہ قرآن محمدؐ کے نام پر
حرف آ جائے نہ دیکھو عزت اسلام پر

## علامہ علاؤالدین صدیقی کا دورہ ہوشیارپور

ہوشیارپور ۴ جنوری (ڈاک سے) علامہ صدیقی خلیفہ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ ہوشیارپور کے زیر اہتمام ضلع ہوشیارپور کے مختلف شہری اور دیہاتی انتخابی حلقوں کا دورہ فرمایا۔ نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا کی جس کے بعد مسلمانان ہوشیارپور کے ایک عظیم الشان مجمع میں مسلم لیگ اور پاکستان کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بعد نماز عشاء نو بجے کی تقریب بھی جو مسلم لیگ کے زیر اہتمام منائی گئی شرکت فرمائی اور ہزاروں مسلمانوں کے مجمع کو تقریباً دو گھنٹے اپنی بصیرت افروز تقریر سے مسحور کیے رکھا۔ آپ نے مسلمانوں کو مرکزی اسمبلی کی شاندار فتح پر مبارکباد دی اور فرمایا کہ یہ نتیجہ اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کی رضا ہمارے ساتھ ہے نیز آپ نے صوبائی اسمبلی کی درازی عمر اور مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی۔ اگلے روز علامہ صدیقی دسوہہ تحصیل میں تشریف لے گئے۔

(نوائے وقت ۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء)

## لیگ کے ساتھ تعاون کرنے ہی میں ہندوستان کی آزادی کا راز مضمر ہے

(لکھنؤ میں چوہدری خلیق الزماں کی تقریر)

"لکھنؤ ۹ (ڈاک سے) مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا ایک وفد زیر

سرگودھا جناب خلیق الزماں صاحب ۲۹ دسمبر ۱۹۴۵ء کو دو بجے بذریعہ موٹر
پہنچے اور ضلع کے ذمہ دار لیگیوں نے تپاک سے استقبال کیا بعد نماز عشا
ایک بارونق جلسہ امتیاز علی ہال میں زیر صدارت صدر مسلم لیگ
منعقد ہوا جس میں کلکتہ کے دین صاحب، نائب صدر سٹوڈنٹس فیڈریشن
اور نسیم قریشی صاحب لکھنوی نے اپنے پُراثر خطاب میں پاکستان
اس کی ضرورت اور فوائد کو حاضرین جلسہ کے ذہن نشین کیا۔ آخر
میں چودھری خلیق الزماں صاحب نے اپنے پُراثر پیرایۂ بیان میں
مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت کرنے اور ووٹ دینے کی اپیل کی۔
انھوں نے بتایا کہ مسلم لیگ کی جدوجہد اور اس کے ساتھ تعاون
کرنے میں مسلمانوں کی بقا کے لئے ترقی کا راز مضمر ہے۔ حاضرین جلسہ میں
کانگریس کے بہت سے ہمنوا بھی تھے بہت اثر لیا۔ ضلع مسلم لیگ
کی طرف سے پانچ ہزار روپیہ کی تھیلی قائد اعظم کی خدمت میں الیکشن
فنڈ کے لیے پیش کی گئی۔ (روزنامہ انقلاب لاہور ۳ جنوری ۱۹۴۶ء)

## پاکستان نہ دیا گیا تو اسلامی ہند بغاوت کر دے گا

### قائد اعظم محمد علی جناح کا انتباہ

"نیو یارک ۲ جنوری۔ مسٹر جناح نے خانہ جنگی کی دھمکی دی ہے
موصوف نے نیو یارک ٹائمز کے، جسے نامہ نگار خصوصی دہلی کو
ایک انٹرویو دیا ہے۔ اس نامہ نگار کی اطلاع کے مطابق مسٹر
جناح نے اسے بتایا کہ اگر برطانیہ ہندوستان کے شمالی صوبوں
میں پاکستان قائم نہ کر سکا تو مسلمان جنگ پر آمادہ ہو جائیں گے
اگر برطانیہ نے صرف ایک مجلس دستور ساز بنانے کا ارادہ کیا
گیا تو اس کا نتیجہ ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمانوں کی

بغاوت کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ اب یہ برطانیہ کا فرض ہے کہ وہ صحیح اقدام اٹھائے۔ مسٹر جناح نے مرکز میں عارضی حکومت کے قیام کے لیے وائسرائے کی تجویز کی شدید مذمت کی۔ مسٹر جناح نے کہا کہ برطانیہ کو پاکستان کے حق میں غیر مبہم اعلان کر دینا ہو گا اس کے بعد ہم ہندوستان اور پاکستان کی سرحدوں کا مسئلہ خود حل کر لیں گے۔ جنگ فلسطین کے متعلق آپ نے فرمایا عرب فلسطین کی امداد کے لیے ہر ممکن قدم اٹھایا جائے گا۔ کیونکہ ہم کسی صورت میں یہ گوارا نہیں کریں گے کہ فلسطین مسلمانوں کے تسلط میں نہ رہے۔

(۱۵ فروری ۱۹۴۶ء - نوائے وقت)

## قائد اعظم لاہور پہنچ گئے۔ زندہ باد پنجاب قائد اعظم کا پرجوش خیر مقدم!

## ہم آپ کی فوج اور اسلحہ ہیں۔ فضائی اڈے پر مسلمان فوجیوں کے عقیدت بھرے تاثرات۔

لاہور۔ ۲۰ مارچ آج صبح قائد اعظم اپنی ہمشیرہ مس فاطمہ جناح کی معیت میں ہوائی جہاز میں لاہور پہنچ گئے۔ آپ نے خلاف امید بجائے ہمیشہ صحت کے بشاش نظر آتے تھے۔ ہوائی اڈے پر آپ کے استقبال کے لیے نواب ممدوٹ لیڈر مسلم لیگ اسمبلی پارٹی۔ میاں ممتاز دولتانہ جنرل سیکرٹری پنجاب مسلم لیگ۔ سردار شوکت حیات۔ صدر پنجاب مسلم لیگ گاندھی۔ میاں افتخار الدین۔ دولتانہ بیگم شاہنواز اور سردار عبدالرب نشتر خان رکن اسمبلی موجود تھے۔ جونہی قائد اعظم جہاز سے باہر تشریف لائے ڈاکٹر بشیر قریشی کے

مقامی یونٹ کے کئی ارکان نے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور ایک تھیلی پیش کرتے وقت ایڈ فورسس پارٹی کے لیڈر نے کہا: "ہم آپ کی فوج ہیں اور آپ کا اسلحہ ہیں۔"

قائداعظم نے ان کا شکریہ ادا کرنے اور تھیلی قبول کرنے کے بعد انہیں خدا سے مسلم لیگ کی کامیابی کی دعا کے لیے کہا اس کے بعد پنجاب کے مسلم لیگی لیڈروں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ "زندہ باد پنجاب! آپ نے صرف پنجاب کی خدمت نہیں کی۔ بلکہ وطن کر کے مسلمانان ہند کے وقار کو قائم کر دیا ہے۔ آپ نے وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے جو تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔"

(نوائے وقت، ۱۰ مارچ ۱۹۴۶ء)

**"قائداعظم کے ایک لفظ پر ہندوستان بھر کے مسلمان بغاوت کر سکتے ہیں۔"**

**"کانگریس مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتی ہے اور حکومت اس کی پشت پر ہے۔"**

**"اب انقلابی پروگرام کا وقت آگیا۔"**

"بمبئی ۱۰ جولائی: مسلم لیگ کونسل کے چوتھے اجلاس میں سرفیروز خان نون کی ایک پرجوش تقریر" (روزنامہ الوحید ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء نوائے وقت)

"اب مسلمان اس دن کے منتظر ہیں جب قائداعظم [illegible] کا بگل بجا دیں گے۔"

"ڈائرکٹ ایکشن کے فیصلہ پر مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی"

لاہور کے متعدد ہندو وکلاء نے خطابات ترک کر دیئے :
(نوائے وقت ۔ ۳ جولائی ۱۹۴۲ء)

## جواہر لال نہرو

۹ ستمبر ۱۹۴۵ء کو جواہر لال نہرو نے لکھنؤ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:
"اگر ہم نے انتخابات لڑنے کا فیصلہ کیا تو ہم اس لئے کریں گے کہ ثابت کر سکیں
جو لوگ ہماری مخالفت کریں گے ، ہم ان کو کچل دیں گے ۔ ہم لڑنا جانتے ہیں
ہم نے حکومت برطانیہ سے بھی لڑائی لڑی ہے !"

## قائد اعظم

۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں قائد اعظم نے کوئٹہ میں فرمایا :
"ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے ، انشاء اللہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے"

## جناح نے مسلمانوں کو بیدار کر دیا ہے ۔"

۱۹۴۶ء کے ایک اجتماع میں ہندوؤں کے ڈاکٹر مکرجی کا اقتباس
"نعرۂ پاکستان ہر مسلمان کا جزو ایمان بن چکا ہے اور یہ تمام پاکستان کے لئے کریسنٹ ہو چکا تھا لیکن ان حالات میں بھی جناب کمیونسٹ پارٹی اور ہندوستانی بیوروکریسی کانگریس کے ساتھ ساتھ احرار ، نیشنلسٹ مسلمان اور جمعیت العلمائے ہند مسلم لیگ کے خلاف تھے ۔ ان سب کے علاوہ ہندو مہا سبھا بھی اکھنڈ بھارت کے نام پر مسلم لیگ کے خلاف صف آرا تھی ۔ ہندو مہا سبھا اور کانگریس دونوں خالص ہندو جماعتیں تھیں ، صرف اتنا فرق تھا کہ ہندو مہا سبھا واضح طور پر اپنے آپ کو ہندو جماعت کہتی تھی اور کانگریس مسلمانوں اور سکھوں کی

کی دعویدار تھی سکھوں کی بھی ایک جماعت تھی جو اکالی پارٹی کے نام سے مشہور تھی اور جس کی قیادت ماسٹر تارا سنگھ کے ہاتھ میں تھی اپنی انتہائی تنگ نظری کی بنا پر یہ جماعت بھی مسلم لیگ اور پاکستان کے خلاف تھی۔

"اسی سلسلے میں ایک مرتبہ ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی جو اُس زمانے میں ہندو مہاسبھا کے صدر تھے، لاہور میں ہندوؤں کے مختلف اجتماعات کو خطاب کیا ان میں سے اہم ترین اجتماع وہ تھا جو گورنمنٹ بمقام [illegible] (؟ صاحب) میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں صرف منتخب لوگوں کو شمولیت کی اجازت دی گئی۔ ادھر مسلم لیگی حلقے بھی یہ جاننے کے خواہش مند تھے کہ اس اجتماع میں مسلمانوں کے خلاف کیا منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسے آدمی کی تلاش ہوئی جو کسی بھیس صورت میں اجتماع کے متعلق خبر لا سکے۔ راقم الحروف کو مسلم لیگ کے دفتر میں طلب کیا گیا۔ اور میرے ذمہ یہ کام سپرد کیا گیا کہ ہر صورت بھیس بدل کے جلسہ میں شرکت کر کے مکمل رپورٹ مہیا کروں۔ میاں افتخار الدین مرحوم کی تجویز پر میں کھدر کی قمیض، پاجامہ اور گاندھی کیپ پہن کر ظاہری طور پر ہندو بن گیا۔ یہ لباس راتوں رات سلوایا گیا اور [illegible] سکھایا گیا۔ میں اس ہیئت کذائی کے ساتھ بے دھڑک اور پورے اعتماد کے ساتھ ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال کھچا کھچ بھرا تھا۔ حاضرین میں مرد و عورتیں سب شامل تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی سفید دھوتی اور کرتے میں ملبوس ہال میں داخل ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب بہت لمبے تڑنگے اور گورے چٹے تھے۔ ان کی آمد کے چند منٹ بعد ماسٹر تارا سنگھ بھی سکھوں کے مخصوص لباس میں پہنچ گئے اور جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

تھی ایک گوشے میں چھپا بیٹھا رہا اور تمام کاروائی دیکھتا رہا۔
ٹی کرشنیا یا ہیرشاد کرجی نے اپنی تقریر میں کہا کہ مسلمان ایک مستحکم
قوم ہے جن کے پاس ایک ایسا نظام حیات ہے جو انسانی زندگی کے
ہر پہلو کو متاثر کرتا ہے۔ جن کے پاس تعلیمات کا ایک ایسا خزانہ
موجود ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے اور جس کی
بدولت وہ ایک زندہ و پائندہ قوم کی حیثیت سے تاریخ عالم کے
صفحات پر چمکے اور چشم زدن میں وہ دنیا کے ہر گوشے کو زیر نگیں کر لیا۔
اسلامی نظریہ حیات سے مسلمانوں کی والہانہ وابستگی نے ان میں
ایک ایسا اجتماعی شعور پیدا کر دیا جس نے فکری اور عملی اعتبار سے
انھیں ایک متحد قوم بنا دیا اور آگے ہی آگے بڑھتے گئے تا آنکہ بھارت
بھی ان کے قدموں سے آ لگا۔ وہ یہاں عرصہ دراز تک حکومت کرتے
رہے لیکن رفتہ رفتہ ان کے قوائے عملیہ میں اضمحلال پیدا ہوتا چلا گیا۔
تن آسانی اور عافیت کوشی نے ان کے تمام کارہائے جلائل کو ختم
کر دیا۔ میں اس موقع پر انگریز بھارت میں داخل ہوئے اور مسلمانوں
کے ہاتھ سے اقتدار کی باگ ڈور چھین لی۔ انھیں معلوم تھا کہ اصل
خطرہ مسلمان ہی ہیں ہندو نہیں۔ چنانچہ انھوں نے طرح طرح کے حربوں
سے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا شروع کر دیا۔ ان کا اجتماعی شعور
اور جذبہ ملی منتشر ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ مسلمانوں کے مقابلہ میں انگریز
نے ہندوؤں کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے سلسلہ
کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"انگریز نے بالواسطہ اور بلاواسطہ ہندوؤں کو [illegible]
کرنا شروع کر دیا اور انھیں ایک قوم کی حیثیت سے آگے بڑھنے کے لیے
ابھارا۔ چنانچہ ہندو مذہبی وثقافتی اور معاشرتی لحاظ سے ایک قوم

بننا شروع ہو گیے ۔ اس طرح ہندوؤں کی قوم پرستی نے جنم لیا اور انگریز بھارت میں ایک ایسا عنصر پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیے جنہیں وہ مسلمانوں کے خلاف استعمال کر سکتے تھے ۔ انگریز ویسے بھی مسلمانوں سے انتقام لینا چاہتا تھا ۔ اسلام اور عیسائیت کی جنگ میں انھوں نے شکست کی کھائی تھی ۔ وہ مسلمانوں کو نیچا دکھانے پر تلے ہوئے تھے اور اس طرح کی دوسری وجوہ نے انگریز کو ہندو کا ہمدرد بنا دیا ۔ اس اشتراک نے ہندوؤں کو بھارت میں بہت مضبوط کر دیا ۔ اور خود مسلمان بھی ذہنی طور پر ان سے مرعوب ہو گیے ۔

مسلم لیگ کی مقبولیت سے پیشتر تو مسلمانوں کے سامنے کوئی راہ تھی ، اور نہ منزل لیکن اب محمد علی جناح (قائد اعظم) نے انھیں خواب گراں سے بیدار کر دیا ہے ۔ مسلمانوں میں پھر سے جذبہ پیدا ہو گیا ہے ۔ اس میں خود اعتمادی بھی عود کر آئی ہے ۔ اب وہ اپنی منزل کی تلاش میں ہے ۔ جس پر پہنچ کر وہ جلد از جلد پاکستان کی منزل تک پہنچ سکے اور حق آئے یہ منزل مل گئی تو یا درکھیے انہیں ایک مرکز میسر آ جائے گا ۔ اور مسلمان کو جب مرکز میسر ہو جاتا ہے تو وہ طوفان بن کر اٹھتا ہے اور تمام چھوٹی چھوٹی رکاوٹوں کو راستے سے ہٹا کر بہے جاتا ہے ۔ پہلے تو وہ عربستان سے آیا تھا لیکن اب تو وہ یہیں موجود ہے ۔ وہ ایک ایسی ریاست قائم کریں گے جس میں انھیں اشاعت اسلام کے مواقع میسر ہوں گے ۔ ڈاکٹر صاحب نے کانگرس اور ہندو مہا سبھا میں فرق بیان کرتے ہوئے کہا " کانگرس اور ہندو مہا سبھا میں مقصد کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ۔ دونوں کا مقصد بھارت میں ہندو راج قائم کرنا ہے ۔ ہم یہ بات کھل کر کہتے ہیں کہ

مسلمانوں اور انگریزوں نے بھارت ہم سے چھینا ہے اور یہ ہمیں واپس ملنا چاہیئے لیکن کانگرس اس بارے میں منافقت سے کام لیتی ہے۔ اور صرف یہ کہتی ہے کہ ہندوستان ہندوستانیوں کا ہے اور مسلمانوں سے یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ حصول آزادی میں اس کا ہاتھ بٹائیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے مسلمانوں کے موجودہ سیاسی شعور کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس فریب میں کبھی بھی پھنسا نہیں ہوں گے۔

خاص طور پر مسٹر جناح نے تو کانگرس کو بالکل ننگا کر دیا ہے اور اب تو کوئی ایسا نابالغ نظر اور دیانت دار مسلمان ایسا نہیں جو مسٹر جناح کی بات پر یقین نہ رکھتا ہو۔ اب تو کسی قسم کی ہیرا پھیری کام نہیں دے سکتی۔ لہٰذا میں آپ لوگوں سے اپیل کروں گا۔ کہ پوری طرح منظم و مستعد ہو جائیں۔ ہندو مت کے فروغ کے لیے آنے والے خطرات کا احساس کریں اور ہندو قوت سے پاکستان کی مخالفت کریں یہ ہمارا سیاسی فریضہ ہی نہیں۔ مذہبی تقاضا بھی ہے۔" اس کے بعد ماسٹر تارا سنگھ نے بھی تقریر کی۔ ان کی تقریر میں کوئی بات قابل ذکر نہیں تھی۔ وہ کہتے تھے اگر جناح کی سیاست کامیاب ہو گئی اور پاکستان بن گیا۔ تو پھر ہم سب تباہ ہو جائیں گے اور مسلمانوں کی غلامی میں چلے جائیں گے۔ ہم پر مسلمانوں نے پہلے ہی بہت ظلم کیے ہیں۔ اب تو ہمیں ہندوؤں کی پناہ ہی ڈھونڈنی چاہیئے۔ ہمیں پاکستان کی مخالفت کرنی چاہیئے بھارت ماتا کو تقسیم نہیں ہونے دینا چاہیئے اور اگر ہم متحد رہے تو مسلمانوں کو تباہ کر دیں گے۔"

مندرجہ بالا تحریر جناب مولانا ثروت صولت صاحب مفتی صاحب ایڈوکیٹ کے ایک مضمون سے لی گئی ہے جو ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کو نوائے وقت لاہور میں شائع ہوا۔ مفتی صاحب تحریک پاکستان کے ان مخلصین میں سے ہیں جن کے دل میں یہ تمنا و آرزو رہی کہ سب کچھ یہ جارہ فراموش قافلہ اس جادۂ حق کو اختیار کرے جس پر حکیم الامت اور سالار کارواں ملت قائد اعظم چلانا چاہتے تھے کے متمنی و آرزومند تھے۔ تحریک پاکستان کے اس جانباز مجاہد اور راہبر نازک وقت کی اس جرأت مندانہ اقدام اور فرض شناسی پر جس قدر بھی ناز کیا جائے کم ہے۔ مفتی صاحب لائق صد احترام و افتخار ہیں کہ ان کی جسارت و ہمت۔ معاملہ فہمی اور بروقت کلمۂ حق کہنے کے طفیل ہندو مہاسبھا کے لیڈر کا اعتراف حق جو انھوں نے اپنے مخصوص لوگوں کے سامنے کیا من و عن تاریخ تحریک پاکستان کے لیے ریکارڈ ہوگیا۔

اس مرقومہ واقعہ سے اس حقیقت کا واقعہ پر مہر تصدیق ثبت ہوگئی جسے مسلم لیگی قیادت اپنے راہ گم کردہ بھائیوں نیشنلسٹ علماء کے سامنے پیش کرکے انھیں دارودھا کے سامری کے سحر سے آزاد اور مسلمانان ہند کی ملی تحریک کی ہمنوا و ہمقدم دیکھنا چاہتی تھی لیکن وہ مسرتا ایسا نہ ہوا۔

ہمارا سر عجز و نیاز و عبودیت آس خدائے لم یزل کی بارگاہ صمدیت میں جھک جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس قادر مطلق تعالیٰ نے ایک تاریخی اٹل حقیقت ایک ہندو لیڈر کی زبان سے کہلوا دی جس کے تسلیم و اقرار سے ہمارے متحدہ قومیت کے علمبردار رہنماؤں، قبائلوں اور جبہ و دستار کے حاملین نیشنلسٹ علماء ہمیشہ انکار کرتے

رہے اور اُن کے مریدین و معتقدین آج تک اسی ضد پر قائم ہیں۔ جہاں تک
ہماری تاریخ تحریک پاکستان مفتی صاحب کے اس تاریخی کارنامہ پر
نازاں و فرحاں ہیں وہاں ہم ڈاکٹر صاحب کی حق گوئی اور صاف
بیانی کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک حقیقت کو برملا
کہا اور دل و زبان سے اس کا اقرار کیا لیکن ہمارے نیشنلسٹ
مسلمانوں کی فریب خوردگی و خود غرضی کا یہ عالم رہا کہ انہوں نے
بیر اور بتوں سے پیار مقصدِ حیات قرار دے لیا اور یہ حضرات
پاکستانی قیادت و سیادت کی مخالفت و دشمنی میں اس قدر بڑھے
کہ قیام پاکستان تک انھیں توفیق نہ ہوئی کہ مسلمانوں کی تحریک
کا ساتھ دے سکیں۔ انھیں اگر فرنگی تو نظر آتے تھے تو مسلم لیگی
قائدین ان کے نزدیک اگر اسلام ناشناس تھے۔ تو کل قائدین مسلم
معاشرے کچھ کر گئے ہیں۔ آج یہ حرف زنی اور حرف گیری ان علماء کے
نزدیک گناہِ کبیرہ تھی اور اعترافِ حقیقت ان کے لیے جرم
مولانا ظفر علی خاں کی زبان میں ؎

سنتے تھے گاندھی جی سے آں کا جتنا اور یہ وحشت سنے زرتریں
کر ان قرآن کا زرافشاں ہے تو جیب ان کی بھی زرکش تھے

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ؎

بتوں سے جا کے کٹ کر ہمارے مولوی ہم سے
نہ دیکھی شرم نصروں نے اپنی پیشانی کے گھٹنے کی

ہندو مہاسبھا کے صدر کے یہ بیانات اس حقیقت کے غماز
تھے کہ یہ حضرات دل کی گہرائیوں میں ملتِ اسلامیہ کے دعاوی و مطالبات
کو حق بجانب محسوس کرتے لیکن ہماری شوریدہ بختی کہ اس کے
باوجود بھی انھیں یہ جرأت نصیب نہ ہوئی کہ کھلے بندوں یہ اعتراف

ر لیجئے کہ اب تک ہم نے قوم کی تعمیر ساز کی جو مخالفت کی ہے وہ ہم غلطی پر تھے اب تعمیری مقصد کے لیے اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں لیکن ایسا نہ ہوا اور یہ بزعم خویش اسلام کے علمبردار ہمارے ملی نصب العین کے قبول کرنے اور تائید و حمایت کے لیے آمادہ و تیار نہ ہوئے۔ حالانکہ واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ فکر سے عاری تدبر و فراست سے تہی دامنی کس طرح بڑے بڑوں کو ذلت و گمراہی سے ہمکنار کر دیتی ہے۔ زمانہ نے دیکھا کہ اسلام کے علمبرداروں نے کس طرح مطالبہ مسلم کی مخالفت میں ہندوؤں کا ساتھ دیا۔

آپ ایک ہندو لیڈر کے خیالات دیکھ چکے ہیں، جو اپنی قوم کو حالات حاضرہ سے باخبر کر رہا ہے۔ اجلاس عام ہی نہیں مخصوص ہندوؤں کی محدود حاضری میں بھی برملا اور واشگاف طور پر کہہ رہا ہے۔ کہ مسٹر جناح نے مسلمانوں کو بیدار و ہوشیار کر دیا ہے۔ قیام پاکستان کی مخالفت میں اپنا سارا زور صرف کر دو۔ اگر مسٹر جناح کی سیاست کامیاب ہو گئی تو انگریز نے ہمیں برسوں مراعات دے دے کر جو زندگی میں ابھارا اور مسلمانوں کو اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ انگریز اور ہمارے دونوں کے زیر اثر ہے۔ مسلمان دوبارہ حیات نو حاصل کریں گے اور اس کی سب سے بڑی وجہ پاکستان کا قیام ہوگا۔ اب آپ دوسرا رخ دیکھئے کہ امیر احرار مولانا شریعتی ابوالکلام انڈیا ونس فریڈم میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

"مسلم لیگ نے پاکستان کی جو سکیم پیش کی ہے اس پر میں نے ہر پہلو سے غور کیا ہے۔ ایک ہندوستانی کی حیثیت سے میں نے سوچا ہے۔ کہ پورے ہندوستان کے مستقبل پر اس کا کیا اثر ہوگا، ایک مسلمان کی حیثیت سے میں نے دیکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کے مستقبل پر کیا اثر پڑ سکتا ہے"

اسکیم کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد کمیٹی اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ یہ نہ صرف مجموعی حیثیت سے پورے ہندوستان کے لیے بلکہ خاص طور پر مسلمانوں کے لیے نقصان دہ ہوگی اور در اصل جتنے مسئلے اس کے ذریعے حل ہوں گے اس سے زیادہ نئے مسائل پیدا کرے گی۔

مجلس کو اعتراض ہے کہ پاکستان کا نام جیسا کہ اس سے ظاہر ہے فرقہ وارانہ ہے اس سے یہ خیال پیدا کیا جاتا ہے کہ دنیا کے بعض حصے پاک اور بعض ناپاک ہیں۔ پاک اور ناپاک علاقوں کی یہ تقسیم غیر اسلامی ہے بلکہ اسلام سے انحراف ہے۔ اسلام ایسی کسی تقسیم کو تسلیم نہیں کرتا۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں: خدا نے پوری دنیا کو میرے لیے مسجد بنا دیا ہے۔"

"اس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کی اسکیم شکست کی علامت ہے۔ اور اس کا خیال اسی طرح پیدا ہوا جیسے یہودیوں میں قومی وطن کا خیال۔ یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ ہندوستانی مسلمان ہندوستان میں اپنی حیثیت قائم نہیں رکھ سکتے اور اس بات پر راضی ہیں کہ ایک گوشے میں جو ان کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہو سمٹ کر بیٹھ جائیں۔"

ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"ان حالات میں پاکستان کے مطالبہ میں کوئی جان نہیں ہے کم از کم ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنے لیے بھی اپنے اس حق کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوں کہ پورے ہندوستان کو میدان عمل سمجھوں اور اس کی سیاسی اور معاشی زندگی کی تشکیل میں شرکت کروں۔ میرے نزدیک یہ بزدلی کی بات ہے کہ میں اپنی آبائی جائداد سے دست بردار ہو جاؤں اور اس کے ایک ٹکڑے پر قناعت کروں۔"

اسب اکوں کو یاد ہوتے ہیں :-

"میں اس بات کے لیے تیار ہوں کہ اس مسئلے کے باقی تمام پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جائے اور اس پر صرف مسلمانوں کے مفاد کے نقطۂ نظر سے غور کیا جائے۔ میں اس سے بھی آگے جانے اور یہ کہنے کے لیے تیار ہوں کہ اگر یہ ثابت کر دیا جائے کہ پاکستان کی اسکیم سے مسلمانوں کو کسی طرح سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو میں خود اس کو منظور کر لوں گا اور دوسروں کو اسے منظور کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے کوشش کروں گا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر میں اس اسکیم کا خود مسلمانوں کے جماعتی مفاد کے نقطۂ نظر سے جائزہ لوں تو مجبوراً اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ اس سے ان کو ذرا بھی فائدہ نہیں ہو سکتا اور ان کے جائز اندیشے دور نہیں ہو سکتے۔"

(صفحہ ۳۰۰ تا ۲۹۰، انڈیا ونس فریڈم مترجمہ محمد مجیب)

اگر ہم یہ عرض کریں گے کہ یا تو مولانا آزاد مرحوم تاریخ اسلام سے قطعاً نابلد اور کورے تھے تو آپ کے معتقدین ہمیں گھورنا شروع کر دیں گے اور اگر یہ کہیں گے کہ مولانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قول پیش کر کے مسلمانوں کو فریب دینا چاہتے ہیں تو بھی ہمیں معاف نہیں کیا جائے گا لیکن ان دونوں باتوں میں سے بہر حال ایک کو ٹھیک اور درست ماننا ہی پڑے گا۔

تاریخ اسلام کا ہر واقف جانتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نامساعد حالات اور ناسازگار رفقا اور مخالف و دشمن لوگوں سے مجبور ہو کر حکم خداوندی کے تحت ہجرت فرمائی اور اپنے آبائی وطن کو خیرباد کہہ کر تاریخ انسانیت پر ہمیشہ کے لیے یہ مہر ثبت فرما دی۔

کہ اسلام نسل۔ وطن۔ رنگ کی چار دیواری میں محدود نہیں ہو سکتا۔ غور فرمائیے کہ حضور اقدس سالار انسانیت کا یہ اقدام جو دلالت کرتا تھا کہ آنحضورؐ نے اپنے اعزہ و اقربا اور یک جدّی رشتہ داروں اور وطن کو چھوڑ کر اللہ کا نام بلند و بالا کرنے کے لیے ابتدائی طور پر ایک طاقت اپنے لیے مخصوص کر لی تاکہ پھر ساری دنیا کو رحمۃ للعالمین کے دامن میں لے سکیں۔ تحریک قیام پاکستان اور نظریہ پاکستان میں بھی یہی ذہن جاری و ساری ہے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ مولانا کو متحدہ قومیت کی محبت نے سبق از لیں بھلا دیا ہے۔ حضورؐ نے جو فرمایا تھا کہ ساری دنیا میرے لیے مسجد ہے اس میں روح یہ کار فرما ہے کہ مومن خاک کے ذرّات کے ساتھ نہیں بندھ کر رہ جاتا اگر جماعت مسلمین یہ سمجھے کہ کسی خاص جگہ پر وہ اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی بسر نہیں کر سکتی تو وہ سنت نبویؐ کی تقلید و اتباع میں اپنے لیے جہانِ نو پیدا کرے۔ ہم اس موضوع پر اسی کتاب میں اس نقطۂ فراق کا مدلل جواب لکھ آئے ہیں اس مقام پر تفصیل میں جانا ضروری نہیں۔ مولانا ابوالکلام مرحوم کی اس تحریر سے یہ واضح کرنا تھا کہ ہم سب کیوں اپنے لیے قیام پاکستان کو خطرہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ وہ ضمیر جس نے محمودؒ سے نکل کر ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اب قریب سے آٹھ کر پھر ہم بے تاتانہ یلغار دکھ رہے اور مقام تاسف و افسوس ہے کہ دور الہلال کا جلتا ہوا آزاد بھی پاکستان کو مسلمانوں کے لیے نقصان دہ کہہ رہا ہے۔

تاکہ اعظم کس فکر و احتیاط سے کاروانِ حیات کو سوئے منزل لیے جا رہے ہیں اور ان کے باقی مخالفین و مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم ہمہ کس طرح ان کی فہم و دانش اور سیاسی تدبر اور موشگافہ

فراست کا اعتراف کر رہے ہیں۔ اور جب حضورؐ ساری زمین کو اپنے لیے مسجد فرما رہے ہیں، تو مولانا آزاد اپنے لیے صرف ہندوستان کو کیوں مختص کرتے ہیں۔

## تاج محل ہوٹل بمبئی میں عصرانہ

"یہ میرا چشم دید واقعہ ہے تاج محل ہوٹل بمبئی میں ایک عصرانہ تھا۔ اس زمانہ میں مسز نائیڈو اکثر بمبئی ہی میں رہتی تھیں۔ اور ہوٹل کا ایک کمرہ ان کے لیے مخصوص تھا۔ عصرانہ میں زیادہ تر کانگریس کے سربرآوردہ مقامی اور غیر مقامی، جو اس وقت بمبئی میں موجود تھے، لیڈر شریک تھے۔ مسز نائیڈو ایک ممتاز بلند آہنگ خطیب ایک شاعر شیریں نوا اور کانگریس کی ایک مقتدر رہنما کی حیثیت سے مشہور تھیں۔ سب ان کا بڑا ادب لحاظ کرتے تھے لیکن وہ جب کسی محفل میں پہنچ جاتیں تو جانِ محفل بن جاتی تھیں۔ سب کا مذاق اڑاتی تھیں، حاضر و غائب شناساؤں کا ایسا خاکہ کہ محفلوں میں کھینچتی تھیں کہ بس۔ وہ نہیں دیر تک خاموش رہ سکتی تھیں۔ حد یہ ہے کہ گاندھی جی تک ان کے طنز و ظرافت کے تیروں سے نہیں بچتے تھے۔ باتوں باتوں میں مسٹر جناح کا ذکر چل نکلا۔ مخالفت اور موافقت دونوں رنگ میں، چونکہ حاضرین میں ان کا حمایتی شاید ایک ہی آدمی تھا، مخالف سب تھے، دفعتاً مسز نائیڈو چپ ہو گئیں، ان پر سنجیدگی طاری ہو گئی، آہستہ سے کہا۔۔

"جناح کے بارے میں جو چاہو کہو لیکن یاد رکھو وہ ہی ایسا شخص ہے، جو خریدا نہیں جا سکتا!"

اصل میں امام الہند مولانا ابوالکلام کو غیر بار بار کہہ کر معتقد و تربیت کی

[illegible] وجود ہو سکنے کے بعد ایسے نظر آتے ہیں جیسے تمیز
سے انہی کے متعلق کہا ہو گا

تمیز کے دین و دلِ عندلیب کو کیا ہو جو اب اس نے تو
قفس کھینچا ہے میں بیٹھا لب سے ترک اسلام کیا

سچی بات ہے مولانا آزاد مرحوم کی تبدیلی کیفیت سے ہمیں اب اس دعا کی اہمیت کا پتہ چلا کہ جیسے بزرگ انجام بخیر، خاتمہ بالایمان کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔

اب ہم آپ کی خدمت میں ایک واقعہ پیش کر رہے ہیں۔ جس سے حضرت قائد اعظم کی شخصیت و بزرگی اور دور رسی کا اندازہ ہو سکے گا۔

جنوری ۱۹۳۸ء میں پنڈت جواہر لعل نہرو لاہور تشریف لائے اور جاوید منزل میں علامہ اقبال سے بھی ملے۔ پنڈت نہرو کی تشریف آوری کی وجہ بڑی دلچسپ تھی۔ مارچ ۱۹۳۸ء کو مولوی [illegible] گزٹ میں میاں احمد یار خاں دولتانہ کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ کانگریس پارٹی کی [illegible] نے پنجاب کے مسلمانوں میں کانگریس کا پیغام پہنچانے کے لئے [illegible] لاکھ روپیہ خرچ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور عنقریب [illegible] لاہور تشریف لائیں گے۔ چنانچہ مرزا عبدالقادر قصوری اور ڈاکٹر محمد عالم بیرسٹر ایٹ لاء کے مشورے سے اس [illegible] کا خاکہ تیار کیا جائے۔ [illegible] ڈاکٹر محمد عالم کی تحریک [illegible] اور [illegible] ہی کریں گے [illegible]

ڈاکٹر عالم اپنی شہرت [illegible] کے [illegible] ذکی الحس واقع ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ مضمون پڑھنے کے بعد

سول ملٹری گزٹ کے انگریز ایڈیٹر اور میاں احمد یار خاں دولتانہ کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا استغاثہ دائر کر دیا اور پنڈت جواہر لعل نہرو کو بطور گواہ طلب کیا۔ چنانچہ پنڈت نہرو اس مقدمہ میں شہادت دینے کے لیے لاہور تشریف لائے اور میاں افتخار الدین کے دولت کدے پر فروکش ہوئے۔

علامہ اقبال نے انھیں پیغام بھیجا کہ مجھ سے ملتے جایئے گا چنانچہ پنڈت نہرو اس پیغام کی تعمیل میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پنڈت نہرو نے اس واقعہ کا ذکر اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ:۔

"۔ ۔ ۔ ۔ اپنے انتقال کے چند مہینے قبل جبکہ وہ بستر علالت پر دراز تھے انھوں نے مجھے یاد فرمایا اور میں نہایت خوشی سے اس ارشاد کی تعمیل میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے محسوس کیا کہ اختلافات کے باوجود ہمارے درمیان کس قدر باہمی اشتراک موجود تھا اور مجھے یہ بھی محسوس ہوا کہ اس شخص کے ساتھ کام کرنا کتنا آسان اور سہل ہے۔ وہ اس وقت پرانی یادیں تازہ کر رہے تھے اور گفتگو مختلف موضوعات پر ہو رہی تھی جس میں میں نے بہت کم حصہ لیا بلکہ زیادہ تر انھی کی باتیں سنتا رہا۔ میں ان کی شاعری کا مداح تھا اور مجھے یہ معلوم کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ وہ بھی مجھے پسند فرماتے اور میرے متعلق اچھی رائے رکھتے ہیں۔"[1]

---

[1] THE DISCOVERY OF INDIA BY JAWAHAR LAL NEHRU (PAGE 298)

پنڈت نہرو کے ساتھ میاں افتخار الدین بھی تھے اور باتیں
باتیں مختلف موضوعات پھر چھڑتی رہیں۔ پنڈت نہرو اُس زمانے میں
زور و شور سے سوشلزم کا پراپیگنڈا کرنے میں مصروف تھے۔ انڈین
نیشنل کانگریس کے دو اجلاسوں کے وہ صدر رہ چکے تھے۔ اور دونوں
مرتبہ اپنے خطبات صدارت میں انھوں نے کہا تھا کہ ہندوستان
کے تمام مصائب کا علاج سوشلزم ہے لیکن کانگریس کے بڑے بڑے
لیڈروں میں کوئی شخص بھی اس بارے میں پنڈت نہرو کا معاون
یا ہم خیال نہیں تھا۔ بلکہ سردار پٹیل، راج گوپال آچاریہ اور
ستیہ مورتی نے تو علی الاعلان پنڈت نہرو کے اس عقیدے سے
اختلاف کا اظہار کیا تھا۔

دورانِ ملاقات میں ڈاکٹر صاحب نے پنڈت نہرو سے
پوچھا کہ سوشلزم کے بارے میں کانگریس کے کتنے آدمی آپ کے
ہم خیال ہیں؟

پنڈت جی نے جواب دیا "اکثر نصف درجن کے قریب"!
ڈاکٹر صاحب نے فرمایا: "تعجب ہے۔ خود آپ کی جماعت
میں آپ کے ہم خیالوں کی تعداد صرف نصف درجن ہے اور آپ
مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ میں مسلمانوں کو کانگریس میں شامل ہو جانے کا
مشورہ دوں۔ تو کیا میں دس کروڑ مسلمانوں کو چھ آدمیوں کی خاطر
آگ میں جھونک دوں؟"

"اس پر پنڈت جی خاموش ہو گئے۔
پھر جب ہندو مسلم تصفیہ کا ذکر چھڑا تو ڈاکٹر صاحب
نے فرمایا کہ مغربی ایشیا دراصل اسلامی ایشیا ہے اور آئندہ
سیاسیات عالم میں مغربی ایشیا کی اہمیت بڑھ جائے گی اگر ہندوستان

یہی ہندو جس نے مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا اور انہیں ناراض کر دیا تو خود مغربی ایشیا کے ساتھ ان کے تعلقات خراب ہو جائیں گے۔ اس لیے ہندوستان کا فائدہ اسی میں ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ تعلقات خوشگوار رکھیں تاکہ مغربی ایشیا کے ساتھ بھی ان کے تعلقات اچھے رہیں۔

ابھی ان دو عظیم المرتبت انسانوں کے ساتھ گفتگو جاری تھی کہ ایک میاں افتخار الدین بیچ میں بول اٹھے کہ ڈاکٹر صاحب! آپ مسلمانوں کے لیڈر کیوں نہیں بن جاتے، مسلمان مسٹر جناح سے زیادہ آپ کی عزت کرتے ہیں۔ اگر آپ مسلمانوں کی طرف سے کانگریس کے ساتھ بات چیت کریں تو نتیجہ بہتر نکلے گا۔

ڈاکٹر صاحب لیٹے ہوئے تھے یہ سنتے ہی غصے میں آ گئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے اور انگریزی میں کہنے لگے: [illegible] چال یہ ہے کہ آپ مجھے بہلا پھسلا کر مسٹر جناح کے مقابلے پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسٹر جناح ہی مسلمانوں کے اصل لیڈر ہیں اور میں تو ان کا ایک معمولی سپاہی ہوں۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب بالکل خاموش ہو گئے۔ اور کمرے میں تکلیف آمیز سکوت طاری ہو گیا۔ پنڈت نہرو نے فوراً محسوس کر لیا کہ میاں افتخار الدین کے دخل در معقولات نے ڈاکٹر صاحب کو ناراض کر دیا ہے مزید گفتگو جاری رکھنا بے سود ہے چنانچہ وہ اجازت لے کر رخصت ہو گئے۔

(اقبال کے آخری دو سال صفحہ [illegible])

---

اس ملاقات کے وقت میرے دو دوست بھی وہاں موجود تھے۔ ایک میاں [illegible] اور [illegible] احمد حسین اختر [illegible] ملاقات کی [illegible]۔
تاہم میں نے [illegible] ڈاکٹر صاحب نے [illegible] کی تصدیق کی۔ [illegible] فرمائی۔ [illegible]

ناظرین کرام! اس آشناسے روزگار مرد خبیر و بصیر کے فرمان سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کے دل میں حضرت قائد اعظم کی کتنی عزت اور احترام تھا اور وہ ان کی قابلیت و صلاحیت کے کس قدر معترف اور ان کی قیادت میں اپنے آپ کو ایک سپاہی کی حیثیت دینے پر کتنا فخر و ناز تھا۔ عزیزان ملت! یہ وہی وہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ ہیں جنہیں بعض علماء اور صالحین کرام جنہیں اسلام ناشناس کہتے ہیں۔ مسلمانوں کی قیادت کے لیے جن کو حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے قبول و پسند کیا لیکن آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں ہی میں سے حریف بدزبان ان کی شان میں گستاخیاں کرتے رہے اور انہیں طرح طرح کے الزامات و اتہامات سے نوازتے رہے اور یہ ایسے لوگ تھے جو علمائے اسلام تھے۔ سچ کہا تھا اس مرد قلندر نے کہ دیدہ خفاش حقیقت نور کی جھلک دیکھنے سے قاصر ہوا کرتی ہے۔ یہ لوگ نمازیں بھی پڑھتے تھے اور وضع قطع اور تراش خراش کے لحاظ سے بھی مقدس و بزرگ بھی معلوم ہوتے تھے لیکن ان کی قلبی کیفیت وہ نہ تھی جو ایک مرد مومن کی ہونی چاہیے تھی۔ تو درست فرمایا تھا دانائے راز نے ۔

سطوت توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذر برہمن ہو گئیں

ان کے دل کانگریسی لیڈروں کی چوکھٹ پر جھکے ہوتے تھے اور یہ لوگ مسلمانوں کی نسل در نسل میں متحدہ قومیت کی دیوی کی پرستش کرتے تھے اور اقبالؒ و جناحؒ سے کد اور پاکستان کے نام سے چڑتے تھے اور یہ ہزار حیلہ و فریب اس نیک کوشش میں کہ اس تحریک کو جو اقبالؒ کی اپنی اعلیٰ ذہانت اور قائدانہ صلاحیتوں سے اکتاب

عالم میں پھیلایا ہے اسے باطل کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ یہ بیچارے نہیں سمجھتے کہ اقبال کے نفس سے یہ دہکنے والی آگ تیز اور یہ تیز تر ہی ہوتی جائے گی۔ ایک وقت آئے گا کہ سارے زمانے کو اقبال کا پیام بیشرطی پا جائے گا اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی۔ حکیم الامت علامہ اقبال کی روشن کی ہوئی قرآنی قندیل دنیائے انسانیت کو منور کر دے گی اور خدا کے آئین و قانون سے جاہل انسان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے ضابطۂ حیات ہی کو انسانیت کے لیے آئین حیات تسلیم کرنے پر آمادہ و تیار ہوگا۔

نظریۂ پاکستان میں یہی راز مضمر و پنہاں ہے اور یہی ہے وہ روح حیات جو اقبال نے ہندی بے پر و بال مسلمانوں کو دے کر انہیں ایک زندہ و باوقار قوم بننے کا راستہ دکھایا اور ساتھ ہی یہ اعتماد و یقین پیدا کر دیا کہ اسلام کا دیا ہوا ضابطۂ حیات۔ اور یہی حق کا علمبردار و نظام حیات ہی تمام نظام ہائے حیات پر غالب آ کر رہے گا اور بس

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

اہل بصیرت دیکھ رہے ہیں۔ گو ہنوز خدا کفر کی اس حرکت پہ خندہ زن ہے جو وہ اسے ساحری سے متاثر کفر زادوں نے دائم کرنے کی سعی لاحاصل کی اور یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ باطل کی پھونکوں سے قرآن کا یہ چراغ بجھایا نہیں جا سکے گا۔ خواہ منکرین حق سر پیٹ لیں۔

ترجمان حقیقت اور حکیم الامت علامہ اقبال نے اپنے کو تاہنظم کا ایک ادنیٰ سپاہی کہہ کر جا بجا اپنی تبرہ باطن پر ظاہر کر دیا کہ جناح کی

عزت و توقیر علامہ کے دل میں کس قدر تھی اور حکیم الامت اس مقام و منصب کے حقدار و اہل تھے مسلمانوں کا صحیح ترجمان کہا جا سکتا ہے۔ صرف جناح کو سمجھتے تھے۔ یہ امر بے حد المناک اور جگر سوز ہے کہ مسلمان قوم کا ایک طبقہ اقبال و جناح کی خداداد صلاحیتوں سے بہرہ ور اور فیض یاب ہونے کے بجائے ان کی مخالفت و دشمنی میں مصروف رہا اور جنگ پاکستان میں آخر دم تک نصب العین قیام پاکستان کے خلاف ہندو کانگرس کا ہمقدم و ہمنوا رہا۔ وہ مسلمانوں کی وحدت کی کو تقویت پہنچانے کے بجائے مسلمانان ہند کے ضعف و انتشار کا باعث بنا۔ ان لوگوں نے اسلام شناس اقبال کے تصور پاکستان کے خلاف جنگ و پیکار کو مقصد حیات بنا لیا اور اپنی تمام توانائیاں مسلم لیگ کے متعلق مسلمانان ہند کے دلوں میں شکوک شبہات پیدا کرنے کے لیے صرف کیں۔ ان مفکر اقبال کو فرسودہ و پامال ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ اور یہ ہندو کانگرس کی خفیہ سازشوں میں شریک ہو کر ذہن و فکر کی اس جہالت کو جو نوجوان نسل میں گیا اقبال سے پیدا ہو گئی تھی۔ اسے کند کرنے کے لیے طرح طرح کے حربے آزماتے رہے اور نہ سمجھے کہ اقبال مسلمانوں کو خوشگوار ماحول اور کن ذوق پرور فضاؤں میں دیکھنے کا متمنی ہے یہ حضرات اقبال کے حیات آموز اور زندگی بخش پیغام کو خود تو سمجھے نہیں۔ ستم یہ ہے کہ دوسروں کو بھی اس کی تحریک میں شرکت و ہمنوائی سے روکتے رہے

آہ! اقبال تجھ کو بے خبر سمجھے نہیں۔
جو سمجھنا چاہیے تھا اس قدر سمجھے نہیں
ہائے کیا بدبخت تھے جو لے بصر سمجھے نہیں
ذوق باطل تھا کہ سمجھے ہی مگر سمجھے نہیں

تو زمانے سے نرالا تھا، نور کے جلووں سے
تیرے آئینے میں وہ رمز نہاں پھوٹ رہے تھے
سوز و ساز زندگی کا رازدار ایسا بھی ہے
بول اُٹھے گی دنیا کہ فخر وجود کا راز ایسا بھی ہے

جب اقبال کی دردمندانہ نوائیں اور ترجمانوں سے ناآشنا سی فضا میں منتشر ہونے لگی، اور مسلمان فرد شناس ہوتا چلا گیا، پھر اس قوم نے اقبال کے عطا کردہ نظریے کو قبول کر کے اس مرد درویش کے فرمودات پر عمل پیرا ہو کر قائد اعظم کی قیادت میں اسلام کا علم بلند کر کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ فکر و عمل کی آمیزش سے کس طرح مسلمانان ہند نے حالات و واقعات کی رفتار و رخ بدل کر دکھا دیا، اور زمانے نے دیکھا کہ فرزندان ملت کے فہم و حواس میں کس تیزی سے بالیدگی اور جلا پیدا ہوتی چلی گئی اور اس وحدت نے دنیا میں اس مسلمان کی قیمت کتنی بڑھا دی جسے اس تعلیم اور نصب العین کے اعلان سے پہلے جنس ناکارہ و کاسد قرار دیا جاتا تھا۔

## محمد علی جناح

اب آپ میاں بشیر احمد صاحب کی وہ نظم جو انھوں نے سنہ ۱۹۴۳ء میں لکھی تھی اور شہرت دوام حاصل کر گئی۔ ملاحظہ فرمائیں۔ یوں تو یہ میاں صاحب کے جذبات و احساسات ہیں۔ لیکن یہ تمام فرزندان ملت کی ترجمان ہے، اور ملت کا ہر فرد یہی جذبہ و عقیدت اور یہی امید و خیال اپنے قائد کے متعلق رکھتا تھا۔ یہ تاریخی نظم بھی تاریخ تحریک پاکستان کا ایک زریں ورق ہے ؎

(نظم اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح
ملت ہے جسم، جاں ہے محمد علی جناح
صد شکر پھر ہے گرم سفر اپنا کارواں
اور میر کارواں ہے محمد علی جناح
بیدار مغز، ناظم اسلامیان ہند
ہے کون؟ بے گماں ہے محمد علی جناح
تصویر عزم، جان وفا، روح حریت
ہے کون؟ بے گماں ہے محمد علی جناح
رکھتا ہے دل میں تاب و تواں نو کروڑ کی
کہنے کو ناتواں ہے محمد علی جناح
رگ رگ میں اس کی ولولہ ہے حب قوم کا
پیری میں بھی جواں ہے محمد علی جناح
لگتا ہے ٹھیک جا کے نشانے پہ جس کا تیر
ایسی کڑی کماں ہے محمد علی جناح
ملت ہوئی ہے زندہ پھر اس کی پکار سے
تقدیر کی اذاں ہے محمد علی جناح
غیروں کے دل بھی سینے کے اندر دہل گئے
مظلوم کی فغاں ہے محمد علی جناح
اے قوم! اپنے قائد اعظم کی قدر کر
اسلام کا نشاں ہے محمد علی جناح
عمر دراز پائے، مسلماں کی ہے دعا
ملت کا ترجماں ہے محمد علی جناح

یہ حقیقت ہے کہ اگر قف۔ بہت ان حالات میں اسی

سامراج کا دور اپنی قسمت کو رہنمائی اور رہبری کے لیے میدان میں منزلاً لگی اور دانائے رازِ حیات اقبالؒ کی نظر دور رس اس کا انتخاب نہ کرتی تو ہندی مسلمان نا امیدیوں کے بگولوں میں الجھ کر رہ جاتا۔ اور منتشر مسلمان جن مہاتمائی جذبات رذیلہ کا بلا فریب نظروں میں پیش کر ساوہ لوح مسلمانوں کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ مسلمان واردھا کے سامری کے سحر و طلسم کا شکار ہو کر اپنا تشخص ہمیشہ کے لیے ختم کر بیٹھتا اور روز افزوں حسرت زدہ نگاہوں سے اس خزاں دیدہ چمنستان کو دیکھتا جس میں فرزندانِ توحید کو ہزاروں سال کی بہاروں سے عزت و رفعت کے جھولے جھولا رہے تھے۔

## قائدِ اعظمؒ

### غیروں کی نظر میں

### مہاتما گاندھی

میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے مسٹر جناح کے خلوص پر پورا اعتماد ہے۔ جناح صاحب کے اعلان کردہ یومِ نجات پر مجھے گلبرگہ کے مسلمانوں کی طرف سے مندرجہ ذیل تار موصول ہوا:
"یومِ نجات مبارک۔ قائدِ اعظم زندہ باد"
جب مجھے یہ تار ملا تو میرے دل ہی دل میں ان کا جھنڈا ہوگیا
قائدِ اعظم زندہ باد۔ قائدِ اعظم میرے پرانے رفیق ہیں اگر وہ اور ہم ہندوستانی معاملات میں ایک دوسرے سے آنکھیں چار نہیں کر سکتے تو اس سے ہمارے خلوص میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ جناح

صاحب ایک زمانے میں بڑے سرگرم کانگریسی تھے۔ وانڈرنگاڈ سے ان کی وفاداریاں فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ بمبئے کانگریس کا جناح ہال کانگریس کی جانب سے ان کی مخلصانہ خدمات کی زندہ یادگار ہے۔"

## مسز سروجنی نائیڈو

"کون ہے جو اس دماغ کے اسرار کو منکشف کر سکے؟ کون ہے جو ان خفیہ قوتوں کو حیطۂ نگاہ میں لا سکے۔ جو سرگرم عمل ہو کر بعض اوقات خواب و خیال کو حقیقت میں تبدیل کر سکتی ہیں۔ پھر بھی مجھے یقین ہے کہ کتاب مستقبل میں یہ تحریر ہوگا کہ جناح اپنی اولوالعزمی سے مسلمانوں کا اکیلا بننا چاہتا ہے۔ ہماری قومی جدوجہد رنگا رنگ حالات میں جناح ہندوستان کا میزینی (اتحاد کا رہنما) بن کر غیر فانی شہرت حاصل کرے گا۔"

## ڈاکٹر امبیدکار

"یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ جناح کسی قیمت پر بھی برطانیہ کے آلۂ کار نہیں بن سکتے۔ ان کے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ کسی قیمت پر بھی خریدے نہیں جا سکتے۔ یہ اور بات ہے کہ مسٹر جناح اپنے ارادوں اور اپنی رائے میں سخت ہیں لیکن ان کے رویہ میں کبھی بھی لوچ نہیں پایا جاتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب جناح عوام کے قائد ہیں اور عوام جناح کے سرفروش پیرو۔"

# مسٹر بیوری نکلسن

. . . . میں نے مسٹر جناح کو ایشیا کی اہم ترین شخصیت قرار دیا ہے تاکہ آپ کی نگاہ و نصب میں اس کی ایک واضح اور روشن تصویر آجائے۔ ایک محمد علی مختصر عرصہ میں ہندوستان کی دنیا کا نازک ترین مسئلہ بن گیا ہے اور مسٹر جناح اس انقلاب آفرین دور کے ہیرو بن گئے۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق جس طرف چاہیں جنگ کا رخ موڑ سکتے ہیں۔ دس کروڑ مسلمان ان کے ایک اشارہ ابرو پر سب کچھ کر گزرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ منزلت برصغیر میں اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔

(مسٹر بیوری ایک انگریز صحافی کے تاثرات)

## مسٹر مانٹیگو سابق وزیر ہند

"جناح داخل ہوا، نوجوان، شائستہ، باوقار، دلائل کے ہتھیاروں سے مسلح، اپنی اسکیم کی جزئیات پر مصر اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ حکومت خود اختیاری کی اسکیم اس سے کم پر راضی نہیں ہو سکتا۔ میں پہلے ہی تھک چکا تھا اس نوجوان نے تو مجھے بالکل تنگ کر کے رکھ دیا۔ چیمسفورڈ اس وقت کے (گورنر جنرل و وائسرائے ہند) نے اس بحث میں الجھنے کی کوشش کی تو اس نوجوان سیاست دان نے غریب چیمسفورڈ کو اس طرح جکڑ دیا جیسے کوئی اپنے جال میں مکھی کو جکڑ لیتا ہے۔ ذہانت و فراست جناح کی حصہ میں آئی ہے۔ یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ ایسا قابل و جوہر اپنے ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔"

(مسٹر مانٹیگو کی ڈائری سے)

## وُہ جو موت سے بھی مر نہ سکے

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

علامہ اقبال نے ۱۹۳۷ء میں قائد اعظم کو لکھا۔

"اسلامی قانون کے طویل اور گہرے مطالعے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر اسلام کے قانون کو اچھی طرح سمجھ کر عمل جامہ پہنایا جائے تو کم سے کم ہر فرد کے معاشی حقوق کا تحفظ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس ملک میں شریعت کا نفاذ ایک آزاد مسلم مملکت یا چند مملکتوں کے بغیر ناممکن ہے ——— کئی سال سے میرا یہ یقین ہو گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کے معاشی مسئلہ کا صرف یہی حل ہے ———"

قائد اعظم جنہیں کانگرس اور خلافت کی تیز مزاج قیادت کے اعمال، اُن کے نتائج، اپنی قوم کی جذباتیت اور تیز رو دل کا تجربہ تھا اب تیز چلنے کے حق میں نہ تھے، انہوں نے علامہ کو لکھا۔

"میں اس راستہ میں کوئی نامحرم نہیں کہ لیڈر خود تیز چلتے چلتے قوم کے کارواں سے علیحدہ ہو جائے ——— ہمیں ماضی کے واقعات سے سبق لینا چاہئے ———"

قائد اعظمؒ کی عظمت یہ ہے۔ کہ وُہ اپنی قوم کے نبض شناس تھے۔

ایک سو سال میں قوم کی قوم میں جذبہ سے بلند شخصیت میں اپنی

بے شمار صلاحیتوں کے باوجود اس قدر وسیع قیادت کے معیار پر پوری نہ اتریں کہ نا سمجھ قوم کا مزاج شناس ہوتا ہے اور وہ اُسے منزل کی طرف نہیں دوڑاتا ـــــ بلکہ بگڑی ہوئی قوم کو منزل تک لے جاتا ہے۔

قائداعظمؒ نے ایسے نازک وقت میں قوم کا ہاتھ پکڑا جبکہ سب نے اسے مُردہ سمجھ کر گدھوں کے نوچنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

شیخ السندھ اور امام الہند جیسے دینی رہنما بھی اس کی شرط بدل نہ سکے کہ وہ انگریز اور ہندو کی نفرت کو سمجھ کر مسلمان کے مزاج کے مطابق اُس کی علیحدہ مستقل قومیت یعنی "اسلامیت" کو قائم رکھ سکیں۔

مسلمان بحیثیت قوم ایک ایسا کارواں تھا جسے اپنی منزل کا کچھ پتہ نہ تھا اور لوگ اپنے جملے اور لاتعداد رہزن لوٹ چکے تھے۔ قائداعظمؒ نے آپ کی دستگیری کی، ان کو گمنامی اور ذلت سے نکال کر منزل کا پتہ دیا ـــــ چراغِ راہ سے نوازا ـــــ یہی نہیں اپنے عزم و استقلال اور جہاد سے اس منتشر ہجوم اور راہ گم کردہ قوم کو نہ صرف ایک قوم بنا دیا۔ بلکہ اس قابل بنایا کہ وہ منظم ہو کر ایک کامیاب سیاسی جدوجہد کر سکے۔ اور اپنی منزل مقصود کو پالے۔

یہ ہے وہ عظمت جو قائداعظمؒ کو رہتی دنیا تک ایک عظیم لیڈر کی حیثیت سے تاریخ میں زندہ رکھے گی۔

یہ آپ کی عظمت کا ایسا نقش ہے جسے زندہ مجلس بنا دیں گے ہم اور مجلس پاکستان ترقی کرے گا۔ اور وقت پاکستانیت خود بخود کی

منزلیں طے کرتی ہوئی آگے بڑھے گی ـــــ ہندوستان کے مسلمانوں کے نجات دہندہ محمد علی جناح کی عظمت کا کبھی نہ غروب ہونے والا آفتاب دیار دو تابندگی سے چمکے گا ـــــ بیشک قائد اعظم انتقال فرما گئے لیکن ان کا کارنامہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جب تک پاکستان زندہ ہے۔ قائد اعظم کا نام اور ان کا کام زندہ ہے۔ اب اگر ہمیں قائد اعظم سے واقعی محبت ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم انھیں مرنے نہ دیں اور ان کو ہمیشہ زندہ و پائندہ رکھیں۔ اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ کہ ہم خود زندہ رہیں۔ پاکستان کو مضبوط کریں۔ پاکستان کے رہنے والوں کی ترقی اور خوشحالی میں کوشاں رہیں۔

قوم کے رہنما موت کے ہاتھوں کبھی نہیں مرا کرتے ان کو مارنے اور زندہ رکھنے والی دراصل ان کی قومیں ہوا کرتی ہیں اگر قوم زندہ ہو تو اس کے رہنما زندہ ہوتے ہیں۔

اگر قوم اپنے لیے موت کو پسند کرے تو بڑی سے بڑی عظمتیں بھی کسی رہنما کو زندہ نہیں رکھ سکتیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ملت پاکستانیہ قائد اعظم کی عالی مرتبت شخصیت کے لیے یا دوسرے لفظوں میں خود اپنے لیے کیا پسند کرتی ہے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ یہ ملت اپنے اتنے بڑے محسن کو کبھی مرنے نہیں دے گی۔ اور خود بھی مرنا گوارا نہ کرے گی اس کی آندھیاں اور بنگالی طوفان اس کی جڑوں کو پہلے سے زیادہ مضبوط کریں گے۔ اس کا ہر فرد ہر خطرے کے وقت سے بے فکر ہو کر غیر اللہ کے ہر خوف سے نا آشنا رہے گا وہ موت کو زندگی سمجھتے ہوئے اعلائے کلمۃ الحق کا فرض ادا کرے گا ـــــ

جس دل میں خدا کا خوف رہے باطل سے ہراساں کیسا ہوگا
جو موت کو خود تبلیک کہے وہ حق سے گریزاں کیسا ہوگا

مندرجہ بالا مضمون ہم نے ہفت روزہ "حمایت اسلام" ۱۴ ستمبر ۱۹۸۵ء سے نقل کیا ہے۔ جو جناب پروفیسر شہدا محمد مرزا ایم۔ اے کے قلم سے ہے۔ آپ اس وقت مری پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر تھے جس کے زیر اہتمام ۱۹۴۲ء میں پاکستان کانفرنس اسلامیہ کالج لاہور کے وسیع میدان میں منعقد ہوئی اور حضرت قائد اعظم نے اپنے حیات بخش اور حرکت انگیز خطاب سے نوجوانان ملت کو نوازا۔

## قائد اعظم کا لقب

"۱۹۳۸ء میں مولانا کی انقلابی تحریریں جب کتابی شکل میں شائع ہوئی تفہیم القرآن کے ناشرین کتاب نے بہت سا میں ان کو قائد اعظم کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ مثلاً ان کے ایک بیان سورۃ۔ ارجنوری ۱۹۴۸ء کے دیباچہ میں جو ۱۹۴۸ء میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔ مشتاق احمد صاحب کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں:-

"مولانا کی چشم حقیقت بین آج ہر وقت وہ سب کچھ دیکھ رہی تھی، جو آج پیش آیا۔ ایک حقیقی مصلح، ریفارمر یا قائد اعظم ہی یہ بصیرت لازمی ہے کہ آئندہ کے متعلق صحیح نتائج پر پہنچ جائے"

لیکن زمانے کا مزاج بڑا ستم ظریف ہے یہ لفظ مولانا کے نام کے ساتھ اس وقت استعمال نہ ہو سکا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نام کے ساتھ امام لفظ چسپاں ہو چکا تھا۔ دوسرا یہ

دور میں ایسا حکام مسلمانوں کے ساتھوں پر حکمران تھے اور اس وقت انھیں اس قسم کے القاب اور خطابات کی پروا ابھی کیا تھی؟ مگر پچیس برس بعد جب ایک ایسا شخص اس لقب سے نوازا گیا جو مذہبی قیادت میں مولانا کا ہمسر تھا نہ آزادی ہند کے لیے مولانا کی طرح جیل کے مصائب میں گرفتار ہوا تھا، تو ظاہر ہے مولانا کی انانیت کو صدمہ ہوا اور اس صدمہ کا اظہار یوں تو کتاب کے بہت سے مقامات میں ہے لیکن ایک جگہ تو انھوں نے صرف اس جرم میں مہاتما گاندھی کی خبر لی ہے کہ انھوں نے اپنے خطوں میں جناح کے ساتھ "قائد اعظم" کا لقب وابستہ کر دیا۔ مولانا سے زیادہ اہم شخصیت ہندوؤں کو ضرور دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ابوالکلام جیسا بلند کردار انسان تاریخ کے کٹہرے میں ایک ہیرو کی طرح نہیں بلکہ ایک ملزم کی طرح کھڑا کیا جائے۔ جو شخص امام احمد بن حنبل اور مجدد الف ثانی کے راستے کو اپنا نصب العین بنا کر نکلا تھا اس کی امیدوں کا آخری سہارا مہاتما گاندھی ہو!

عمرے کہ بآیات و احادیث گذشت
رفتی و نثار بت پرستی کردی

تقسیم ہند از خان عبدالوحید خان صاحب
مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات

## خدا کی دین ہے جسے دے

ایک ایسا انسان جسے عربی زبان پر عبور کامل حاصل ہو لیکن اس کی زندگی کے دھارے قرآن کے متعین کردہ نقوش و خطوط کے ساحلوں میں نہ بہیں۔ ہمارے نزدیک اسلام فہم نہیں کر سکتا

اور نہ ہی ایسے وہ درجہ دیا جا سکتا ہے جو اسلامی اصولوں کو دل و جان سے تسلیم کرنے والے انسان کو دیا جا سکتا ہے۔ اور خصوصی طور پر ایسے انسان سے تقابل بھی نہیں کیا جا سکتا، جو اسلام کے نام لیواؤں کی سربلندی و سرفرازی کے لیے جذبۂ خلوص و ایثار دین کر سامنے آیا ہو۔ ہم یہاں محمد علی جناح جن کو قدرت کی عالی ظرفی نے قائد اعظم کے لقب کا تاج پہنایا، اس مردِ مومن روشن ضمیر اور دانا کے حقیقت تا قیامت مسلمانان ہند کو دو دھاگے ساری کی ساعد اور شعبد بازوں سے اخسب کیا اُن کا حیدر آباد دکن کے اجتماع سے خطاب کا ایک اقتباس پیش کر چکے ہیں۔ جس سے بخوبی پتہ چل سکتا ہے۔ کہ یہ مغربی طرز لباس کا دلدادہ کتنا قدر شناس تھا۔

مولانا ابو الکلام آزاد فرماتے ہیں:۔

"یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ گاندھی جی بڑے شخص تھے۔ جنہوں نے مسٹر جناح کے لقب "قائد اعظم" کو رواج دیا۔ گاندھی جی کے آشرم میں ایک سادہ لوح مگر نیک خاتون تھیں جن کا نام امتۃ السلام تھا۔ انہوں نے کچھ اردو اخبارات میں مسٹر جناح کے نام کے ساتھ قائد اعظم لکھا دیکھا تھا جب گاندھی جی مسٹر جناح کو ملاقات کے لیے خط لکھ رہے تھے تو انہوں نے گاندھی جی سے کہا کہ اردو اخبارات مسٹر جناح کو قائد اعظم کہتے ہیں۔ اس لیے آپ بھی اسی نام سے خطاب کیجئے۔ ایک لمحہ سوچے بغیر کہ اس کے اثرات کیا ہوں گے۔ گاندھی جی نے مسٹر جناح کو قائد اعظم کہہ کر خطاب کیا، یہ خط جلد ہی اخبارات میں

شائع ہو گیا جب ہندوستانی مسلمانوں نے دیکھا کہ قائد جی جیسے مشر جناح کو قائد اعظم کہتے ہیں تو انھوں نے سوچا کہ وہ حقیقت میں یہی مرتبہ رکھتے ہوں گے۔

ہملریا دنس فریڈم صفحہ ۱۹۲

مترجمہ محمد یحییٰ

یہ آپس مفاہمت نا آشنا۔ زبرک پارٹیشن کے بارے میں فرمایا رہا ہے جن کی عظمت کی مولانا مرحوم کی سابقی مسز نائیڈو دل و جان سے معترف تھیں جیس کا ہم کسی اور جگہ حوالہ دے چکے ہیں۔

"جولائی ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کونسل نے اجلاس بمبئی میں وائسرائے کی ۱۶ جون ۱۹۴۶ء کی تجاویز کو مسترد کر دیا اور اعلان کیا کہ اب دستوریت کا دور ختم کر کے آزاد و خود مختار پاکستان کے لیے براہ راست اقدام (DIRECT ACTION) کیا جائے گا۔ مسلم لیگ کے مطالبہ پر کہ برطانوی حکومت کی بے وفائی کے خلاف احتجاج کے طور پر اس کے عطا کردہ خطابات ترک کر دیئے جائیں، اور بڑے بڑے نوابوں اور سرکار پرستوں نے تمغہ غلامی کے یہ تمغے انگریزی حکومت کے منہ پر دے مارے اور ایک ہی جھٹکے میں لیگ ایک بڑی لعنت سے پاک ہو گئی۔ ایک حضرات نے سرکاری جاگیریں تک واپس کر دیں اور اس طرح مسلم عوام کے سامنے قربانی و ایثار کی ایک عمدہ مثال پیش کی۔

قوم نے براہ راست اقدام کے فیصلے کا احترام انتہائی گرم جوشی سے کیا۔ قوم پاکستان کے لیے اس آخری حد تک میں سب کچھ نثار کرنے کو تیار تھی وہ صرف اپنے محبوب قائد اعظم کے حکم کی منتظر تھی۔ قوم کی یکجہتی اور تیاری کا اندازہ کرنے کے

لیے تاہڈا منظم کئے ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء کو ڈائرکٹ ایکشن ڈے
(یوم عمل) منانے کا ارشاد کیا تا کہ مسلمان اس روز ہڑتالی جلسوں
اور جلوسوں اور پرامن مظاہروں سے اپنی وحدت عمل کا ثبوت
دیں۔ اس روز مسلمانان ہند نے اپنے جوش و خروش اور
اس کے ساتھ ضبط و نظم کا بے مثال مظاہرہ کیا۔

سوئے ہوئے شیروں کی یہ انگڑائی دشمنان ملت کو کیسے
بھا سکتی تھی۔ ہندوستان بھر میں ہر چھوٹے بڑے قصبے میں
یوم عمل خصوصاً دعا سے اور پرامن طریق پر منایا گیا لیکن کلکتہ
میں جب مسلمان جلوس میں جا رہے تھے اور سب کو میدان میں
جمع ہونا تھا۔ ہر جگہ نہتے مسلمانوں پر پہلے سے سوچی ہوئی سکیم کے
مطابق غنڈوں نے حملہ کیا قتل شروع کر دیئے۔ جب خطبہ پر کھڑا
تھا کہ جمال الدین کی مسجد کے سامنے ایک مسلمان کی لاش گر پڑی
میں نے اب جلوس کی کمان خود سنبھال لی اور گرد و نواح سے میدان
تک مسلمانوں کی کئی لاشیں راستے میں نظر آئیں۔ میری رہائش ان
دنوں ہندو مسلم آبادی کے سنگم پر تھی۔ شاید یہیں دشمنی کی گرمی
زکریا اسٹریٹ اور دھرم تلہ روڈ تھی طرف ہندو تھے اور
دوسری طرف پارک سرکس تک مسلمان آباد تھے۔ میں نے ایک دن
میں ہی اپنے محلہ کی ایک لڑائی میں دیکھا لیکن جو کچھ آنکھوں نے
دیکھا وہ جان کو دہلا دینے والا تھا ایسے ایسے درد ناک جگر خراش اور ہولناک
مناظر تھے جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نے
جوان عورتیں دیکھیں جن کی چھاتیاں کاٹ لی گئیں۔ میں نے معصوم
بچے دیکھے جو خون میں لت پت موت کی آغوش میں ہمیشہ کی نیند
سو رہے تھے۔ فساد کے دوران میں گشت کرتے ہوئے میں نے خود

شوہروں، ماؤں کو دیکھا جنھوں نے مسلمان ہمسایوں کو پٹرول چھڑک
کر جلا دیا تھا بعض مسلمانوں کو بھی بے گناہ ہندو راہگیروں کی
گردن تیز چھری سے کاٹتے دیکھا۔ میں بے خطر فسادات میں کود
پڑا۔ چند ہی علاقوں میں جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا فرض ادا
کیا۔ ریڈکراس کے سی ایریا کا سیکرٹری بن کر بے یار و مددگار
انسانوں کی مدد کے لیے میدان میں نکلا۔ میرے اسسٹنٹ اور ٹیکی
ریشنل دوسرکاری نوکری ساتھی روپوش ہو گئے صرف چند
مخلصین تھے جو اس جنون کے رفیق تھے۔ کوز لوگوں میں سے شیخ محمد امین
اور ایک سرکس میں سے خلیل خان۔ فاروق اور احمد"

ہم زندگی از ڈاکٹر ایم الحق
صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴

"بزم وقت کی آخری شمع جس کی ضیا پاشیوں سے لاکھوں آنکھیں
محو رہ چکی تھیں، اواخر اپریل ۱۹۴۷ء کی صبح کو بجھ چکی تھی۔ اس بے کسی، بے بسی
اور بے حسی کے عالم میں اشد تعالیٰ نے ان منتشر ناظر کی شیرازہ بندی
کے لیے جو تاریخ کو تازہ منظم بنا کر بیٹھا سامنے رونما ہونے والی تھی
نے ابھی تاملے کو بتایا کہ اس کے بعد وہ کس قسم کی خطرناکیاں
موجود ہیں، وہ تمام تیاریاں کر چکے ہیں جو کبھی تھیں۔ اگر قیمت کے دام ہر ایک
ذہن کو زمرم کو بچا لینے کی تحریریں جو مٹ نہیں۔ کبھی کسی سیر سے
پیدا ہوا تو تاریخی کہانی کی کرنیں لب سے جنہیں اوطان سے بچتی ہیں۔
اور یوں اس ظاہرا ہوتی کے بال ... کرنا اور اردو ادب و علم بنا
کر اسست ... کو ختم کر کے ... محمد ضیا کی ... آپ کو گلی ہی گلیوں
کہا جاتا تھا۔ ہم شعر و ادب کے حامل قوم کی تنہا ہوں
کی تکلوہ ... کو آپ عیوں بنا کر رکھا جا رہا تھا گئیں

اس اوپی الامر منگمہ کی نامور جماعت کے لیے غیر مسلموں کی امامت
قیادت کو عین دین قرار دیا جا رہا تھا، کہیں انگریز کے خلاف متحدہ
محاذ کے طور پر کتاب و سنت کہیں سے تو لی کے جواز کے فتاویٰ شائع
ہو رہے تھے۔ ایک طرف ایک منفی وحدت نقش سرحد گاندھی وار دھا
کی مستعار تھی جس پر خواب آور گیت گا رہا تھا کہ تمام مذہب گیاں
تمام مذاہب میں یکساں طور پر موجود ہیں۔ اس لیے مسلم کو
کسی دوسرے مذہب پر کوئی فوقیت نہیں۔ دوسری طرف مکمہ
خاندانی کتب تمام بچوں کے لیے، ہندوستانی باگزر قومی تعلیم کی
اسکیمیں تیار کر رہے تھے۔ ہندوستان کے ذہن میں وہ مادی کے تمام
کے منصوبے بامقصد تھا اور اس کے لیے انگریز سے شریفانہ
معاہدے (GENTLEMEN'S AGREEMENT) استوار
کر لیا تھا۔ ہندوؤں کے شور و غوغا سے متاثر ہو کر انگریز بھی مسلمانوں
کو بلا تامل ہندو کے ہاتھ میں دے دینے پر آمادہ تھا کہ وہ ان کی
ایک ہزار سالہ غلامی کا جزیہ انتقام اس کے خون سے ٹھنڈا کر سکیں
ورگ، فساد کی صفوں میں کوئی ملت ہو کر قیمت اسلامیہ کی مانند کی
کا مقدر رہے تھے اس میں اتنا سمجھنے کی بھی استطاعت نہ تھی کہ
ہمارا سیاست ہر ہر صورت کس طرح چلائے جا رہے ہیں، ہندو
خوش تھا کہ اس نے گویا قرق کر لیا جو تہذیب کو ہمارے قومی کی صفت
میں دیا، انگریز راضی تھا کہ وہ خنجر بلا جس کے لیے تمام ہونے
کے خلاف سے ٹکڑے صلیب میں ہمیشہ دھڑکن رہتی تھی، اسے گلا
کی امروں میں بجا دیا گیا کہ اس کسی مجبوری کے عالم، اور خلفشار و
تشتت کے وقت ان کا قائد اعظم آگے بڑھے، اور ہندوؤں اور انگریزوں
کے ہر خفیہ منصوبے اور ہر پوشیدہ سازش کو ایک ایک کر کے

سے نقاب کر دیا اور نیز ان کے تصورات کی حسین دنیا کو یکسر اب پریشان میں تبدیل کر کے رکھ دیا اور ساری دنیا پر اس حقیقت منطقی کو واضح کر دیا کہ

آسماں نہیں مٹاتا نام و نشاں ہمارا

(جہادِ زندگی از [illegible] صفحہ [illegible])

# شورش کا ابوالکلام
## نوائے وقت کی نظر میں

"روزنامہ نوائے وقت" ابوالکلام آزاد کے متعلق ہوا جی ۱۹۶۵ء کی اشاعت جبکہ وہ جہاد کے نام سے نکلتا تھا، رقمطراز ہے کہ:-

"حیرت اور سخت حیرت ہے کہ جس حکومت کا ایک وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد جیسا مفسر قرآن اور فاضل اجل ہو وہاں ہندوستان کے چار پانچ کروڑ مسلمانوں ہی کے نہیں، بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے احساسات کو اس طرح مجروح کیا جائے اور اس سے بڑھ کر یہ حیرت ہے کہ مولانا آزاد ٹس سے مس نہ ہوں ؎

مطلوبِ ترمیم تا کہ جن خاندوں سے ہو گی
وہ مسلمانانِ ہند میں تدبیر بے جان ہو گئے"

اسی نوائے وقت میں ابوالکلام آزاد کی وفات کے موقع پر ۱۲ مارچ ۱۹۵۸ء میں مذکور ہے کہ:-

"اس میں شک نہیں کہ ابوالکلام نے اپنی قومی زندگی کے پہلے دس بارہ سال میں قابل قدر ملی و قومی خدمات انجام دیں، اور تحریک خلافت و ترک موالات کے زمانہ میں ان کا نام ابھرتا تو ان کی صحت کا بھی احترام کیا جاتا کم ہے لیکن اس مختصر دور کے بعد ان کا وہ دور

میں جو انقلاب ہوا اور تیس سال تک وہ جس راستہ پر گامزن رہے وہ خود ہندوستان کے گرد، جو جاننے کی ایک انتہائی مثال ہے۔ ابوالکلام کے اس طرزِ عمل کو محض سیاسی اختلاف قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ کوئی نصب العین کے حصول کی خاطر موت و حیات کی جنگ میں اپنی ملت کا ساتھ چھوڑ کر دشمن کا آلۂ کار بنتا اگر محض سیاسی اختلاف ہے، تو یہ غداری کی کیا تعریف ہوگی؟ اور اگر سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان کی طرح تاتاریوں کا ہلاکو بھی اپنی جدوجہد میں ناکام ہو جاتے تو کیا اس کے نتائج پلاسی اور سرنگا پٹم میں شکست کے نتائج سے زیادہ تباہ کن نہ ہوتے؟ ہندوؤں نے انگریزوں سے جو سلوک کیا، ہندوستان میں جمہوریت کا جو حشر ہوا اور نہرو کے جمہوری اور سیکولر بھارت میں مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں کیا سب اس حقیقت کا ثبوت نہیں کہ ہندو سامراج، برطانوی سامراج سے بھی زیادہ تباہ کن ہے اب اگر ہندو سامراج کے آلۂ کار ابوالکلام قابلِ تعریف ہو سکتے ہیں، تو پھر میر جعفر اور میر صادق کو کیوں ملعون قرار دیا جاتا ہے۔ ان دونوں کے طرزِ عمل کو بھی سیاسی اختلاف کیوں نہیں کہا جاتا؟

ابوالکلام اور ان کے ہم فکر پیش رو ہندوؤں میں جو ترقی ہے وہ صرف یاد کا ثبت۔ وہ سو سال کے زمانے تک نے بنگال اور دوسرے کے تقاضوں کو ترا اس طرح بے نقاب کر دیا کہ وہ ننگے آدم و ننگے مرتے۔ ننگے وطن نظر آنے لگے۔

لیکن زمانی قرب، ذاتی تعلقات اور پاس و لحاظ کی
بدولت مسلمانوں کی جانب آزادی کے غدار طرح طرح کے
رنگین نقابوں میں چھپے ہوئے ہیں، مگر وہ دن دور نہیں
جب حقیقت شناس مورخ ان نقابوں کو پارہ پارہ کر
دیں گے، اور جعفرانِ آل زمان کے ساتھ جعفرانِ ایمان
کی صف میں بھی تلازم خوشگن ہیں جنا کے مذاہب نظر سے
گئیں گی۔ ستار انصاری نے جس ابوالکلام کی تعریف کی ہے
وہ قرآنی حروف و سیف والے مولانا ابوالکلام تھے، دکرامی
سے منحرف ہو جانے والے شری ابوالکلام۔ اس کے علاوہ
یہ تعریف جس کو محض لفاظی کہنا چاہیے اس قدر مبالغہ آمیز
ہے کہ ابوالکلام اپنی زندگی کے روشن ترین دور میں بھی
اس کے مستحق نہ تھے۔ اگر ابوالکلام کو پرکھنے کا یہی معیار
ہے، تو پھر انہی ستار انصاری کا یہ قول کیوں نہ غلط سمجھا
جائے کہ فرشتہ اور عالم معلوں گمراہ ہو کر شیطان بن
جاتے ہیں۔ اس طرح حضرت معلم الملکوت اور حضرت
امام الہند کی زندگی کی حیرت انگیز مماثلت سے یہ حقیقت
بھی واضح ہو جائے گی کہ ہر عالم کی موت عالم کی موت نہیں
ہوتی، اور ایک مخصوص نوعیت کی نیکیاں بقیہ تمام زندگی کے
گناہوں کا جواز نہیں بن سکتیں۔ موت ہر شخص کی افسوسناک
ہوتی ہے، اور غم کا اظہار سنت بھی کیا جاتا ہے، لیکن
ملت کے مجرموں کے سوگ میں اتنا غلو ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ
پاکستان کے بدنام ترین دشمن اس چین اور اطمینان
کے ساتھ مریں کہ ان کے غم میں پاکستانی صحافت سیاہ۔

بوش ہو جائے گی۔" نوائے وقت ۱۲ مارچ ۱۹۷۸ء
(ہفت روزہ سواد اعظم لاہور صفحہ ۷)

شورش کاشمیری کے ممدوح حمید نظامی جو نظریۂ پاکستان کے بارے میں مفاہمت نا آشنا اور تحریک پاکستان کے سچے، بے باک اور مخلص سپاہی تھے۔ یہ تحریر جہاں ہم خاص مقصد کے لیے نظر قارئین کی ہے کہ وہ اندازہ فرما سکیں کہ ایڈیٹر نوائے وقت حمید نظامی کے تحریک پاکستان کے مخالفین کے متعلق کیا جذبات و خیالات تھے وہاں غرض یہ بھی ہے کہ ابوالکلام مرحوم کے مداحین و معتقدین کو اگر کہیں ہماری تحریر میں تیزی نظر آئے تو وہ تحریک پاکستان کے نوجوان کارکنوں کے اس صاف اور پاکستان کے پُرخلوص صحافی کے ان رشحات قلم کو پیش نظر رکھیں اور یہ سمجھ سکیں کہ اس درویش ضمیر نظامی مرحوم کے یہ فرمودات دراصل کارکنان تحریک پاکستان کے احساسات و نظریات کے صحیح ترجمان ہیں۔ کیونکہ ؎

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق (اقبالؒ)

# شیخ حسام الدین کی گاندھی ٹوپی

(۱۳)

## چوہدری افضل حق کی پگڑی

(ڈاکٹر جمیل اکرم ثمر)

مطبوعہ روزنامہ [illegible]

* چوہدری افضل حق مرحوم کی وفات کے دس [illegible] لکھے گئے

پانچ برس ہو جائیں گے۔ جنوری کی آمد کے ساتھ اس
کا نام ذہن پر ابھر رہا تھا اور میں یہ سوچنے لگا کہ مرحوم کے
رفقا میں سے اب کہاں تک رواداری کا شرف دیا جائے
دل نے گواہی دی کہ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو مجلس احرار
کانگریس کا ضمیمہ ہو کر نہ رہ جاتی اور اس کی سیاسیات کا
رنگ بھی دوسرا ہوتا۔

اس شک کی بھی خاص وجہ تھی کہ آج سے دو تین سال
پہلے کی ایک خبر دماغ میں چکر کاٹ رہی تھی۔ ہندو اخبار نے
بلدیہ امرتسر کے انتخابی اجلاس کی کارروائی بڑے
طمطراق سے شائع کی تھی اور مجھے فخر سے یہ دکھایا تھا کہ
میونسپل کانگریس پارٹی کے لیڈر شیخ حسام الدین کھدر کی
ٹوپی پہن کر آئے تھے۔ یہ پڑھ کر زبان سے بے ساختہ انا
للہ وانا الیہ راجعون نکل گیا۔

یہ امر کہ شیخ حسام الدین ہی کئی برس مجلس احرار
ہند کے صدر تھے اور اب اس کی مجلس عاملہ کے رکن بھی ہیں
وہی مجلس احرار ہے جس کا دماغ پاکستان اور حکومت کے
معتمد چوہدری افضل حق مرحوم تھے اور جسے چوہدری
افضل حق ہیں۔ جس کی تعریف کرتے آج بھی احرار کی
زبانیں نہیں تھکتیں۔ اس سے پہلے اپنے ایک مضمون میں کہہ
چکا ہوں مسلمان سر میں تھے میں یہ بتا چکا ہوں کہ چوہدری
صاحب مرحوم کانگریس سے کس درجہ بیزار تھے۔ اس لیے
احرار کے ایک مقتدر لیڈر کے سر پر کھادی ٹوپی کی خبر
پڑھ کر از حد صدمہ ہوا۔

دَور کی کوڑی لانے والے یہ سمجھتے ہیں کہ شیخ صاحب
موصوف موقع پا کر شدھی تحریک کے یہ ستووں میں ہندو بنا چاہتے ہیں
اور اس ادارے میں غالب اکثریت غیر مسلموں کی ہے اس
کے علاوہ آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ غیر مسلموں کے ساتھ
امرت سر میونسپلٹی کے صدر بن جائیں۔ پہلے پہل تو اس خبر
پر یقین کرنے کو جی آمادہ نہیں ہوتا تھا کہ چودھری
افضل حق مرحوم کے رفیق اس درجہ گر سکتے ہیں کہ معمولی
مفاد کی خاطر اپنے اُصول بیچ کھائیں۔ لیکن شیخ صاحب
کی خاموشی تو اب اسی جانب اشارہ کر رہی ہے کہ ہم الو
یا دیا لو۔ ۔ ۔ اس ارتقا اور خود غرضی انسان سے جیسے
جیسے اُصول ترک کرا دیتی ہے اور ذلیل سے ذلیل کام کروا
دیتی ہے۔

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ شیخ صاحب
نے اس قرار داد کے سلسلے میں ہوتے ہوئے کہ مجلس احرار
کا رکن کسی دوسری سیاسی جماعت کا رکن نہیں ہو سکتا کانگریس
پارٹی کی رکنیت کیوں منظور کی؟ اور احرار کی کانگریس
میں خصوصیت جائز ہے۔ تو پھر اسے تمیز مصطفیٰ کا ایک سکالر
جس کے خلاف مسلم لیگ کا محض ساتھ دینا کیوں ناقابل معافی
جرم ہے؟ شیخ صاحب تو کانگریس کے رکن بھی بن سکتے ہیں اور
تمیز مصطفیٰ مسلم لیگ میں شامل ہو جاتا تو ایک طرف اس کا ساتھ
بھی نہیں سکتے۔ ؟

یہ ہیں عبارت یا دا دیکھا ست ما بکھا
جو محمد شیخ حسام الدین امداد کے رفقاء کا کچھ جدید کی

صاحب مرحوم کا نام لے کر اپنی لیڈری کی دوکان چمکاتے رہے
ہیں اس لیے ضروری ہے کہ اس قول کی تنقید [illegible] شیخ
صاحب مرحوم کی زندگی سے مقابلہ و موازنہ کر کے یہ بتایا جائے

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذرؓ و دلق اویسؓ و چادر زہراؓ

گذشتہ پنجاب اسمبلی کے امرتسر کے ضمنی انتخابات
کی داستان اتنی دہرائی جا چکی ہے کہ دہرانے کا مزید عادہ
مناسب معلوم نہیں ہوتا لیکن یہاں شیخ صاحب سے بنایت
ادب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کو میونسپل کا تگریس
پارٹی کا حلف نامہ بھر کر کانگریسی ٹکٹ پر جیتی تھی تو کانگریسی
امیدوار کے مقابلے میں چوہدری افضل حق مرحوم کو کیوں کھڑا
کیا تھا؟ کیا محض اس لیے کہ ایک ایثار پیشہ انسان کو شکست
دے کر اس کی توہین کرائی جائے؟ چوہدری صاحب مرحوم اگر
زندہ ہوتے تو ایسی وزارت پر یقیناً لعنت بھیج کر الگ ہو جاتے
ذرا آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔

آغا کرام شورش نے اپنے اس مضمون میں جن واقعات کا ذکر
کیا تھا احراریوں سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔ البتہ جگہ
جگہ مجلہ کے جیسا کہ نام سے یہ مضمون مجلس احرار کے
سابق جنرل سیکریٹری مولوی مظہر علی اظہر نے لکھا ہے دیکھو
اس مضمون میں جب مقابلہ پڑا تو از راہ جوراس مضمون سے
ترشخ آگیا تھا اور اس اخبار کے ایڈیٹر آغا شورش کاشمیری
کے ایک نوٹ کے ساتھ آزاد کے شمارہ خاص کا ایک قطعہ
ہندوستان کو چھپا کے عنوان سے آزاد کے ۱۱ جنوری ۱۹۴۸ء

کے شمارے میں شائع ہوا جو قارئین کرام کے تفنّنِ طبع کے لیے آغا شورش کاشمیری کے کوڑیالا لوٹ سمیت یہاں درج کیا جا رہا ہے جس سے بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر اقبال کے اس مضمون سے احراریوں کی ذہنی کیفیت کیا ہو گئی تھی۔

## زمیندار کا کوڈبیا

روزنامہ زمیندار میں کوڈبیا نے شیخ مسکین لگا کے خلاف خامہ فرسائی کی ہے اور علامہ اقبال کا مندرجہ ذیل شعر مستعار لے کر ان پر چسپاں کیا ہے۔

میں شیخ حرم سے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر و دلقِ اویس و چادرِ زہرا

یہ تو خود کوڈبیا بتا سکتا ہے کہ علامہ شورش کے دل میں چادرِ زہرا کو ان بیچا ہے! اور چوہدری افضل حق کی شدید ہے کس لیے قوالی کی ہے؟ آغا صاحب کے شاعر خاص نے ذیل کے قطعہ میں کوڈبیا کے چہرے سے نقاب اٹھائی ہے۔ (شورش کاشمیری)

جو صام الدین پہ رہ رسیدہ نسبت دشنام کیوں
یہ تقیہ اور یہ جان تبرا گو کون ہے؟
کوئی شاید خضر کا ہے وہ سابق ہم
پوچھتا جس میں ہے آخر کوڈبیا کون ہے!

روزنامہ آزاد لاہور [illegible] جنوری [illegible]

آغا شورش کاشمیری روزنامہ آزاد کے شاعرِ خاص ہیں

بات کو بھول گئے کہ چوہدری افضل حق مرحوم کی زندگی کے
آخری دنوں میں ایک اور شخص بھی مرحوم کے قریب رہا تھا۔
وہ شخص تھا اسلامیہ کالج لاہور کا ایک طالب علم اکرام قمر
جس نے مرحوم کی انگریزی تصنیف "پاکستان اور بھوت"
کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ وہی اکرام قمر آج کل کوہ پیما کے قلمی
نام سے سیاسی مضامین لکھ رہا تھا؟

جس روز ہمارے قصبہ بجواڑہ شریف تحصیل و ضلع ہوشیار پور کا
جلوس نکلا۔ اور جب ہم گرفتاری کے لیے پیش ہوئے ہم لوگ ان
پر جھنڈا پڑھ رہے تھے۔ یہی جھنڈا ہے جو قبلہ حکیم سید عبدالحق
صاحب قادری ادیبی (آف بہادر پور ضلع ہوشیار پور) جو
ان دنوں لائل پور میں قیام پذیر ہیں۔ مسلم لیگ کے جلسوں میں
کیف آور ترنم اور ایمان پرور لہجے میں پڑھا کرتے تھے۔ اسے
ہم اپنے عہد ماضی کی ایک خوشگوار داستان حیات، فردوس یاد گم
کی نذر کر رہے ہیں۔ اس سے ہماری ابھرنے والی نسلوں
اور موجودہ نوجوانوں کو بھی یہ احساس و اندازہ ہو سکے گا کہ
کس جوش و ولولہ اور جنون و عشق کے ساتھ جنگ پاکستان
لڑی گئی تھی اور یہ ملک، اسلام کو بطور قانون حیات نافذ
کرنے کے لیے حاصل کیا گیا تھا۔ اب آئیے، اسلام کے پرچم کو بلند
رکھیے اور دلوں کو ایمان و عشق سے لبریز اور سینوں کو
جوش و ولولہ سے معمور کیجیے

(نظم اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجیے)

# آ‌ے اسلام کے پرچم لہرا

(۱)

زن زن لہرا جھم جھم لہرا — بل بل لہرا دم دم لہرا
جھم جھم لہرا جم جم لہرا — لہرا بڑھ کر سے عرش لہرا

(۲)

جھک جا جھک جا باطل جھک جا — جھک جا شرک کے پیکر جھک جا
جھک جا جھک جا شرک کے جھک جا — جھک جا کفر کے جھنڈے جھک جا

(۳)

چہرہ کیوں ہے فق باطل کا — سینہ کیوں ہے شق باطل کا
میل ہوا کیا ہے حق باطل کا — خوف ہے دل کو مطلق باطل کا

(۴)

تجھ کو نکلا ہے روشن والا — ظلمت بھر تو نے تھما لا
تیرا باغ ہرا بھرا ہے — تیرا بول ہمیشہ بالا

اے اسلام کے پرچم لہرا

یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا — قرآن و احکام کا جھنڈا
مال سے پیارا جان سے پیارا — دل کا فرحت آنکھوں کا تارا
دو جگ میں عزت کا سہارا
یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا
دین کا اور دنیا کا آجالا — عزت و اقبال دینے والا
سب سے اونچا سب سے بالا
یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا
خادم کا دل بیٹھ جاتا ہے — ظلم کا بادل چھٹ جاتا ہے

جب میدان میں ڈٹ جاتا ہے — یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا
لہرانے کا اوج کے اوپر — دریا کی ہر موج کے اوپر
میدان کی ہر فوج کے اوپر — یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا
تابِ تعصب سرد کرے گا — کرو ستم کو گرد کرے گا
رنگِ حسد کو زرد کرے گا — یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا
او ظالم مغرور ستمگر — دیکھ مسلمانوں کا لشکر
لہراتا ہے جس کے سر پر — یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا
یہ جھنڈا ہر قوم کا حامی — مظلوم و مجبور کا حامی
نادار و مسکین گر کا حامی — یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا

## تحریک پاکستان اور طلبہ

• مجھے یاد ہے کہ میں تحریک پاکستان کے سلسلے میں پہلی مرتبہ لائل پور آیا تھا۔ میرا پہلا دورہ ۱۹۴۲ء سر چھوٹو رام کی ایک انتخابی مہم کو ناکام بنانے کے سلسلے میں تھا اس وقت متحدہ پنجاب میں یونینسٹ راج تھا اور بڑا بھائی سر چھوٹو رام زمیندارہ لیگ جسے جاٹ لیگ بھی کہا جاتا تھا۔ کی تنظیم کے سلسلے میں یہاں اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنے والے تھے۔ میں طلبہ کا ایک وفد لے کر جب یہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس وقت کے ڈپٹی کمشنر نے زمیندارہ لیگ کے جلسہ کو ... کے لیے تمام حدود میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے لیکن ہم نے ان ... لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا اور اسے جلسہ گاہ کی اس حد پر نصب کر دیا جہاں دفعہ نافذ نہیں تھی۔ مجھے اب تک یاد ہے کہ میں کسی وقفہ کے بغیر مسلسل مائیکروفون کے ذریعے مسلمانوں کو زمیندارہ لیگ کے جلسے میں

خصوصیت سے پیش کرتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمیندارہ لیگ کا پنڈال دا خریدے سے بالکل خالی رہا اور سر چھوٹو رام آنجہانی سخت مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ چنانچہ صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں سر چھوٹو رام نے اعتراف کیا کہ مسلم طلبہ نے ہماری سیاسی زندگی ختم کر دی ہے۔ عجیب بات ہے کہ اس کے بعد جلد ہی سر چھوٹو رام سورگ باش ہو گئے

یہ تھا لائلپور میں میرا پہلا دورہ!

دوسری مرتبہ حاجی حبیب اللہ شاہ مرحوم کے الیکشن کے سلسلے میں ادھر آنے کا اتفاق ہوا۔ حاجی صاحب مرحوم کا مقابلہ زمیندار محمد قاسم سے تھا۔ میں طالب علموں کی ایک جماعت کے ساتھ گوجرہ کے علاقہ میں گیا۔ وہ دو ٹکہ بس پر سفر کرتا رہا ہوں۔ لاؤڈ سپیکر بھی اس بس میں نصب کیا ہوا تھا۔ ہم اس بس میں ہیر گلو سنتے پھر گئے اور پھر اسی میں رات کو قیام ہوتا گیا۔ وہ رونق کی اس مہم میں جیسی کہ اگرچہ جیتی ہو جاتا مقابلہ کرنا پڑی۔ اس مہم میں میرے ہمراہ بعض دوسرے طلبہ کے علاوہ اکبر شیدائی اور مسٹر علی بخش بھی تھے۔ ان میں اول الذکر آج کل فوج میں میجر ہیں۔ اور مؤخر الذکر پہلے فنانس ڈیپارٹمنٹ میں تھے اور اب جنرل مرکزی حکومت کے ہاں ملازم ہیں۔ بہرحال یہ دورہ اس لحاظ سے بہت ہی کامیاب تھا کہ عام مسلمان جماعتی تبلیغ سے بے حد متاثر ہوئے۔ ہم اس وقت محسوس کر رہے تھے کہ عام لوگ تعصب سے بہت بلند ہیں اور اصول پرستی کا بہترین نمونہ۔ کرنا رہی مقبولی ان کو جتیں سے جھگڑ لیتی تھی اور اپنا ذاتی نقصان کر کے بھی اصول پرستی

کو ترجیح دیتے تھے افسوس کہ یہ کیفیت پھر کبھی دیکھنے میں نہ آئی
تیسری مرتبہ گوجرانوالہ آنے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت مجھے بحیثیت پبلک ریلیشن
کی تنظیم کے سلسلے میں مختلف سکولوں کا دورہ کر رہے تھے اس
موقع پر میں شاہ جیونہ ضلع جھنگ کے ایک جلسہ عام میں شریک ہوا
جس میں میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے پہلی مرتبہ پنجابی زبان
میں تقریر کی یہ تقریر بے حد اثر انگیز تھی جلسے کا اہتمام سید
عابد حسین اور محمد مبارک علی شاہ کی طرف سے کیا گیا تھا اسی پر
میاں دولتانہ نے لائل پور میں بھی تقریر کی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن
کے دورے میں میرے ہمراہ محمد ارشد مرحوم بھی تھے ہم یہاں تمام سکولوں
میں گئے اور فیڈریشن کی شاخیں قائم کرنے میں ہمیں خوب کامیابی
ہوئی :

ڈی پی ریکروٹمنٹ مہم کے سلسلے میں یہ امر قابل
ذکر ہے کہ یہاں سر چھوٹو رام کے جتھے کو کامیاب بنانے کے لیے
جلسہ گاہ سے باہر جب دفعہ ۱۴۴ نافذ کی گئی تھی تو میں ایک دوست
کے ساتھ اس وقت کے ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا تھا مگر وہ ہماری کوئی
بات سننے کے لیے تیار نہ تھے اور اپنے موقف کی حمایت میں بھی
انھوں نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ میں ان کی کوٹھی پر بھی گیا مگر
وہاں بھی یہ صورت پیش آئی کہ انھوں نے کوئی بات سنے بغیر
ہمیں اپنی کوٹھی سے باہر نکال دیا۔ میں نے جب یہاں پچھلے دنوں
ڈپٹی کمشنر کے عہدے کا چارج لیا تو میں نے ڈسٹرکٹ کونسل ہال اور
ڈپٹی کمشنر کی قیام گاہ کا جائزہ لیا۔ پرانی یادوں کو ذہن میں تازہ
کرتے ہوئے مجھے اندازہ ہوا کہ یہاں کا ماحول پہلے سے کہیں مختلف
ہے۔

میں ڈپٹی کمشنر کی قیام گاہ کے اس گوشے میں کھڑا ہو کر یہی سوچتا رہا کہ کیا کروں کہ کوئی ایسا موقع نہ آنے کہ کوئی شخص کوئی جارحانہ اور بیجا مطالبہ کر گزرے اور ہم بھی اس کے ساتھ وہ سلوک کریں جو اس وقت کے ڈپٹی کمشنر نے میرے ساتھ بیہودہ روا رکھا تھا۔

اس وقت یہاں کے مقامی مسلم لیگی ماسٹر تاج بھی بڑے محتاط تھے اور ہمارے طلبہ کے توجہ دلانے کے باوجود انھوں نے ہماری مہم میں ہمارا کوئی ہاتھ نہ بٹایا۔ بلکہ وہ کسی حد تک ہماری ان سرگرمیوں کے خلاف بھی تھے۔ جیتے لوگوں کی لاشوں میں مجھے شہید عبدالمالک بھی یاد آ رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس وقت لاہور میں نہیں تھا جب اس جاں باز طالب علم نے جام شہادت نوش کیا۔ ہم نوجوان طالب علم علیق الزماں کے الیکشن کے سلسلے میں مصروف ہو گئے تھے۔ اس مہم میں ہم نے ایک پائی تک بھی مسلم لیگ کے فنڈ سے خرچ نہیں کی بلکہ تمام خرچ اپنی جیب سے کیا۔

لاہور کا ایک اور جلسہ بھی یادگار ہے۔ یہ جلسہ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا اور اس میں مولانا حسین احمد مدنی مرحوم کو خطاب کرنا تھا۔ ہم مجلس طالب علموں نے جن میں اے ڈی ٹیوٹر کے بجائے حافظ محمد خان مرحوم اور ایک دوسرے سرگرم رکن مسٹر محمد صادق بھی شامل تھے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر علامہ اقبال کی مشہور رباعی

سرود بر سر منبر . . . . . . لکھی ہوئی تھی۔

(ہفت روزہ "رفاقت" استقلال نمبر ۱۹۸۴ء)

یہ اقتباسات ہم نے ہفت روزہ وفاقی "استقلال نمبر" سے جناب سید قاسم رضوی جو اُس وقت لائل پور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ آن گئے، ایڈیٹر وفاق کے ساتھ ایک انٹرویو سے لیے ہیں۔ بلاشبہ رضوی صاحب اسلامیہ کالج لاہور کے صفِ اول کے ان طلبا میں سے تھے جنھیں محترم حمید احمد مرزا ایم۔اے (جو ان دنوں چنیوٹ کی کالج کے پرنسپل ہیں) اور اُن دنوں اسلامیہ کالج میں اسلامیات کے پروفیسر اور پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر تھے تحریک پاکستان کے لیے کام کرنے کے لیے تیار کیا۔ یہ فخر و امتیاز اس کتاب کے مرتب کو بھی حاصل ہے، کہ وہ بھی ساٹھ کارکنوں کی ہدایت و تربیت کرتے ہوئے شریکِ سفر تھا۔ جہاں آفتاب قرشی۔ احمد سعید کرمانی۔ حافظ نذر احمد صاحب کے علاوہ بہت سے رفقائے کار مجھے اسی زمانہ سے آج تک جانتے ہیں۔ وہاں سید صاحب کا ملازمت اختیار کر لینے کی وجہ سے مجھے لائل پور میں ڈپٹی کمشنری کے زمانہ میں نہ پہچان سکے۔ انھوں نے اس انٹرویو میں قیام پاکستان کے قبل کے ڈپٹی کمشنر کے متعلق فرمایا ہے کہ انھوں نے ہمارے ایک جائز مطالبہ کو ٹھکرا دیا اور بد سلوکی کی۔ میں اس مقام پر صرف اتنا عرض کرتا چلا جاؤں گا۔ کہ شاید یہ آئی سی ایس گروہ ہی کی خصوصیت ہو۔

## دو سوداگر

تحریک پاکستان کے زمانہ میں "دو سوداگر" نامی کلام آنا ورت راشٹر پتی ابو عبدالغفار خان عرف سرحدی گاندھی کے جلی عنوان سے احمد سعید یوسفی صاحب حشن روڈ لدھیانہ کا لکھا ہوا پوسٹر ادارہ اسکندرہ لطیف نے سیالکوٹ شہر ستار پریس سیالکوٹ سے شائع کیا۔

ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے:۔

"سابق صدر کانگرس مولانا آزاد کی وفات پر میں نے لکھا تھا کہ ابوالکلام آزاد کی تمنا تھی کہ رام راجیہ کی تکمیل کا باعث ہو سکتا ہے پالیسی پر چلنا شروع کیا گیا۔ آغاز میں وہ دور میں مسلمان انہیں ایک مفسر قرآن کی حیثیت سے جانتے تھے۔ آزاد نے اپنی اسی شہرت کی بنا پر متحدہ قومیت کے لیے اکبر کے دین الٰہی کی طرح ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی۔ ترجمان القرآن عالم وجود میں آیا کہ اصل دین خدا پرستی اور نیکوکاری ہے۔ انسان جس مذہب میں چاہے رہے وہ نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اس نظریے نے کفر و شرک، اسلام و ایمان کے امتیازات کو ختم کر دیا۔ گاندھی جی نے اسے بہت پسند کیا۔ ترجمان القرآن کی کئی ہزار جلدیں ہندی میں تیار کرائی گئیں۔ آزاد گاندھی کے منظور نظر بن گئے۔ آپ کے شہید ہندو مسلمانوں میں ہندو مظالم کی تردید کا کام شروع کیا گیا اور پھر آزاد کانگرس کے صدر بنا کر راشٹرپتی بنا دیے گئے۔ انتخاب صدارت کے بعد میں راشٹرپتی نے جو بیان دیا اس میں کہا۔ مسٹر جناح کا یہ نظریہ کہ ہندو مسلمان دو جداگانہ قومیں ہیں، غلط فہمی پر مبنی ہے [illegible] کر لیا اعلان کیا کہ مجھے راشٹرپتی بنا دیا گیا ہے تو اس کے یہ کیا ہوں گے ہیں [illegible] ہوتا رہے گا۔ محض فخر سے کہا جاتا ہے [illegible] میں سیاسی مسٹر گاندھی کی لیڈری یا [illegible] کے مطابق [illegible] کی منظوری کی علامت ہے۔ وہ [illegible] محروم کیا ہے۔ راشٹرپتی کی کے نام [illegible] گاندھی جی کی زبان سے سنئے۔ مسلمانوں کو ہندو بنا یا جائے یا ہندوستان سے باہر نکال دیا

جائے یا ہندوستان میں غلام بنا کر رکھا جائے شیو بڑے گا یا
دوسرے پوسٹر کا ایک اقتباس :-

"کانگریس کی تاریخ میں تلک کے متعلق حسب ذیل تعریفی الفاظ موجود ہیں: "تلک مہاراشٹر کا بے تاج بادشاہ، جیسا کہ کانگریس صدارت کے خطبہ استقبالیہ میں کہا گیا!" تو کیا یہ تلک نے شیواجی کی سالگرہ کو ایک قانونی تہوار قرار دیا تھا۔ گویا شیواجی مسلمانوں کا بدترین سیاسی حریف۔ گاندھی جی کہتے ہیں: "تلک ہمالیہ کی طرح نڈر اور عظیم اور بلند۔۔۔"

جب تلک مرا تو گاندھی جی اور نہرو نے اس کی ارتھی کو سہارا دیا۔ تمام ملک میں سوگ منایا گیا۔ سنہ ۱۹۱۹ء میں کانگریس نے اپنا نمائندہ بنا کر تلک کو انگلستان روانہ کیا۔ یہ شخص وہ تلک ہے جو سیواجی کو معصوم اور قومی ہیرو، مسلمانوں کو جبر، زندہ جلا دینے کے قابل اور غیر ملکی قرار دیتا ہے۔ اسی تلک نے مرنے سے قبل گاندھی جی کو ایک وصیت کی: "میری طرح ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ جس طرح بھی ہو سکے ہندوستان کی جائیدادیں ہندوؤں کے قبضہ میں آ جائیں۔ پھر صرف حکومت کا مسئلہ باقی رہ جائے گا۔ جس کا حل بالکل آسان ہوگا۔ مقدم بات یہ ہے کہ ملکیت ہندو قوم کی ہو جائے۔"

اب آپ کی خدمت میں علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی کے لاہور
کلکتہ کے وہ خطبات پیش کیے جا رہے ہیں جو آپ نے جمعیۃ علماء
اسلام کی کانفرنسوں میں دیے۔ ان حیات انگیز اور ایمان افروز
فرمودات سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ عالم حق پرست کس جوش و
تڑپ اور جرأت و ہمت سے تحریک پاکستان کی حمایت کر رہا ہے
یہ خطبات ہم نے جناب پروفیسر محمد انوار الحسن صاحب شیرکوٹی اسلامیہ
کالج لائل پور کی کتاب تجلیات عثمانی سے لیے ہیں۔

# ہمارا پاکستان

## خطبۂ صدارت

### خطبہ صوبہ پنجاب جمعیۃ علمائے اسلام کانفرنس لاہور

منعقدہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ جنوری ۱۹۴۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ
للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء
والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

"اما بعد آپ نے اپنے حسن ظن کی بنا پر جمعیۃ علمائے اسلام کی
اس پہلی صوبائی کانفرنس کا صدر تجویز فرما کر مجھے جو عزت بخشی اللہ
تعالیٰ اس کی اچھی جزا دے۔ آپ کے نیک گمان کو میرے حق میں اپنی
رحمت کا راستہ ختم کر دکھائے اور ایک [illegible] کی "متحول
کا مسئلہ دینی وقت کی کسی تنظیم کا ح و مزاج کی صورت میں سب کر
رحمت فرمائے۔ بس یہی میری متصرفات زندگی اور یہی میری طرف سے
آپ کا شکریہ ہے۔ کیا میرے معانی [illegible] قناعت کریں گے؟

"میں جلسوں کے آداب و شوق اور منصب صدارت کے تمام رسوم و فرائض سے پوری طرح واقف ہوں نہ اپنی افتادِ طبیعت سے ان کے انجام دینے کی صلاحیت و قدرت رکھتا ہوں۔ اس لیے اگر میں آپ کے تخیلات یا عصری معیار کے مطابق کوئی خطبہ پیش نہ کر سکوں تو مجھے معذور سمجھیے۔"

"میرا مشورہ تو دوسروں کے لیے بھی یہی ہے کہ اب ہم مسلمانوں کے پاس، اپنے قومی جمود کو شدید ترین خطرناک گرداب بلا سے نکالنے ہو گئے اتنا فضول وقت نہیں بچنا چاہیے۔ جس میں اہم اور ضروری مقاصد کو چھوڑ کر ہم محض اپنی علمی قابلیت کا اظہار اور بھی زبانی شکریوں کی نمائش کیا کریں۔"

ذرا آگے چل کر۔

"میں آج تمہارے والد صاحب کے ماحول میں اپنے اندر بھی ایک قسم کی زندہ روح محسوس کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ پاکستان کے قطب و محور سے جو صدائے حق بلند ہوگی۔ اس کی گونج اخوتِ اسلامی کی عروق و شرائین کے ذریعہ بہت تیزی کے ساتھ تمام جسدِ پاکستان بلکہ ملت مبارکہ کے تمام اعضا میں پھیل جائے گی۔ اس وقت پورا حوالہ مجھے یاد نہیں رہا۔ لیکن پورے جزم و وثوق کے ساتھ عرض کر سکتا ہوں کہ اب سے تقریباً ساڑھے تین سو سال پہلے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ نے اپنی کسی تحریر میں اور اپنا کشف ارشاد فرمایا تھا کہ پنجاب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہ یا انوار و تجلیات کا مرکز ہے۔

## رسول اکرم محمد صلعم کی نظر کرم

[illegible] نظر کیسا [illegible] جا سکتی ہے [illegible]
[illegible] ایک [illegible] ہزار رسالت [illegible]
[illegible]
[illegible] اوصاف [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انقلاب [illegible]
[illegible]
[illegible] کی شان [illegible]

[illegible]

[illegible]

## حضرت شیخ مجدد کا نعرہ حق

[illegible] مجدد الف ثانی [illegible]

[illegible]
[illegible] اکبر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ گرامی اور اقتدار خصوصی کی بدولت یہ چھوٹی سی مستحکم ہوگا جہاں سے ان شاء اللہ بتوں کے توڑنے کی بیل کا راستہ بلند ہوگی، پھیلے گی، پھلے گی اور پھولے گی۔"

## حضرت شیخ الہند کا آخری پیغام

برصغیر میں آزاد اسلامی مملکت کا ابتدائی منظر نامہ

سامنے ہے۔ "جداگانہ قومیت" کا عقیدہ تو ہمیشہ سے مسلمانوں کے چند قلوب میں بالطبع ایک مفروضہ مسلمہ کے طور پر چلتا ہے اور کانگریس کے چند سالہ شور و غل سے پہلے کوئی اس پر نظر ثانی کی ضرورت بھی نہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے آخری پیغام صدارت میں جو جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس دہلی کے موقع پر حضرت کی وفات سے دو دن پہلے پڑھا گیا۔ ہندو مسلمان کے دو قوم ہونے کی تصریح موجود ہے۔ کسی شخص نے آج تک اس پر حرف گیری نہیں کی۔"

"ہاں ہندوستان کے مسئلہ کا پاکستانی حل ابتداءً [illegible] میں صوبے والے ڈاکٹر اقبال مرحوم کے قلم سے ۱۹۳۰ء میں سامنے آیا لیکن یہ نام "پاکستان" علامہ اقبال کا کوئی گھڑا ہوا نہیں بلکہ پیام اقبال کے ایک پرجوش علمبردار چوہدری رحمت علی صاحب نے ۱۹۳۳ء میں اس تجویز کو یہ نام دیا ہے۔ جو آگے چل کر اختصار کی وجہ سے لوگوں میں مقبول ہوگیا۔ تقسیم ہند کی اس تجویز پر جس کا اصطلاحی نام پاکستان ہے اور جس کا اصل داعی علامہ اقبال مرحوم ہے۔ آخر کار ریزولیوشن تمام تفصیل کے ساتھ آپ کے اس تاریخی شہر لاہور میں آ ہی گیا

مسلم لیگ نے جو قرارداد منظور کردی ہے اس کا پاکستانی جمہور
مسلمانان ہند کے لیے محض ایک گرم اور پرجوش بیان کرنے
والا نعرہ نہیں بلکہ ایک مستقل اور اٹل سیاسی عقیدہ کی
حیثیت رکھتا ہے۔ اب پاکستان کا نام ان کے لیے ایک محور
بن چکا ہے جس کے گرد ان کی تمام امیدیں اور آرزوئیں
گردش کرنے لگتی ہیں کہ ہمارا درخشاں مستقبل کیا ہے۔ ہماری
طرف کو تیزی سے بڑھا چلا آ رہا ہے۔ مسلمان جو اپنے نصب
العین کے متعلق یقین حاصل کر چکے ہیں اور مطمئن ہو چکے کہ
اسلامی نقطۂ نظر سے وہ صاف، واضح اور غیر مبہم اور بے غبار
ہے تو اس کے حصول کے لیے کوئی قربانی بھاری نہیں
معلوم ہوتی۔ وہ آگ کے شعلوں سے کھیلنے اور قربان کے لیے
تیار ہو گئے ہیں جیسے تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ کسی دھمکی کو خاطر
میں نہیں لاتا اور وہ ان جیسی ناعاقبت اندیش دھمکیوں کے
چیلنج کو بہت خوشی اور اطمینان کے ساتھ منظور کرتے ہیں۔

اقوال و قطعات ذیل ہیں:-

"کیا کوئی سمجھتا ہے کہ مسلمان اپنی خوشی سے یہ منظور کر سکتا
ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو اسلام اور ہندوستان کی تقدیر کا مالک
تسلیم کر دیں یا انگریز ہندوستان کی بالادستی کو حقیقت کے لیے
تسلیم کر لیں؟"

**مسلم لیگ کا تاریخی فیصلہ** مسلمانوں کی سب سے بڑی
سیاسی جماعت آل انڈیا
مسلم لیگ نے ان تمام خطرات کے پیش نظر ۲۳ مارچ کو قرارداد
پاس کی جس سے ان کی سیاست میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا تھا۔

کہ اسی تاریخی شہر میں رہ کر یہ فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہندو مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں، ان کی سیاست اور مرکز حکومت بھی اب الگ الگ رہنا چاہئے، مسلمانوں نے اپنے سب سے بڑے ہادی اور دنیا کے سب سے بڑے مصلح اور خدا کے مقدس کے سب سے بڑے پیغمبر کی سیرت طیبہ پر ایک نظر ڈالی جو ہم نفر اس خطبہ کے ناظرین آپ کو سنا چکے ہیں۔ اس کی صاف روشنی میں وہ سمجھ گئے کہ ہندوستان کے اس برِ کوچک میں سے ہم کو ایک ایسا خطہ حاصل کر لینا چاہئے جو نسبتاً چھوٹا اور محدود ہی کیوں نہ ہو مگر وہاں ہم پوری آزادی کے ساتھ اپنے اسلامی قانون کے مطابق اپنے مذہب، اپنے علم و معارف، اپنی تاریخی روایات، قومی خصائص اور تہذیب و معاشرت کی حفاظت کر سکیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کی توفیق و مشیت سے اس بے مثال قانون عدل و حکمت کا کوئی چھوٹا سا نمونہ قائم کر کے دنیا کو دکھلا دیں کہ قرآن کی حکومت جبر و استبداد، ظلم و ستم کی حکومت نہیں۔ بلکہ وہ تمام اقوام اور بندگان خدا کے لیے انصاف، رواداری، رحمت و رأفت اور امن و سلام کا پیغام ہے۔“

**پھر فرماتے ہیں:۔**

”غیر پاکستانی بے شک ترکِ وطن کر کے نہیں آئے اور وہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے قیام سے ہم کو براہ راست تو نفع نہیں پہنچے گا جو پاکستانی مسلمانوں کو پہنچ سکتا ہے۔ پھر بھی وہ اپنی قوم کے دو تہائی سے زیادہ افراد کی آزادی اور خوشحالی میں حائل ہونا نہیں چاہتے بلکہ پورے خلوص و خوشی سے آپ کی آزادی کی

میں مسائل ہیں۔ اور اس کے لیے ہر بیرونی ذریعے مانگیں کرتے ہیں
کہ یہ زبان حال ہے کہ سب ہیں کہ جس طرح ٹکڑے جا رہے ہیں کہ ہم
خود تحریک کے مستقبلین کو بھی چھوڑ کر دو ملک کے سپرد کر کے بیٹھ
تنگ تھے اور اب مساجد وغیرہ کو بھی ساتھ نہ لے جا سکتے تھے۔"

آگے چل کر اپنے ایک مخلص دوست کی تحریر کا جو انہوں نے
بعض خدشات کے پیش نظر لکھی تھی جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں،
اقتباس ملاحظہ ہوں:-

"ہر حال میں یہ سب اس معاملات میں یہ سوچ کی نسبت اندازا
کہ جب اگر تمام غیر مسلم قوموں کا اکٹھا مقابلہ واحد و کیے مطابق
ایک ہی بلاک فرض کیے جاتا ہوں۔ تب بھی ستر مسلم اور تیس غیر مسلم
فیصدی کا تناسب رہے گا وہاں جا لیکن آپ کے بیان کردہ
جمعیت کا دعوہ کے مطابق سارے ہندوستان کی مرکزی حکومت
میں ۲۵ مسلم اور ۷۵ غیر مسلم رہتے ہیں۔ یہ عجیب جانب وہ بڑی ہے
ہے کہ ہم ستر فی صدی رہتے ہوئے تو خسارہ میں رہتے ہیں اور
جب ۷۵ فیصدی ہو جائیں تو فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑ دیا
سب کنجیاں تمہارے ہاتھ میں آ جاتی ہیں۔ نیز جماعت کی صوبائی تقسیم
اکثریت جو آپ کے تو دیکھے غیر مشروط ناقابل اعتماد ہے متحدہ
حکومت کی صورت میں کس طرح متوحش جائے گی۔ جبکہ آخر
مرکز میں بھی ہم اقلیت میں ہوں گے؟

یوں گویا ہوتے ہیں:-

"ابھی چند روز ہوئے ایک مضمون پاکستان کی اقتصادی
وسیاسی پوزیشن کے عنوان سے جناب ابراہیم خمرا نے شائع
کیا ہے۔ جو مطبوعات سے لیے گئے ہیں کا اقتباس بھی ذیل

میں درج کیا جاتا ہے۔

**ہمارے صوبوں کی معدنیات** کسی ملک کی اقتصادی حالت کا جائزہ لینے کے لئے بنیادی طور سے تین چیزیں سامنے ہوتی ہیں۔ اول اس ملک کی آبادی، دوسرے معدنیات، تیسرے ذرائع پیداوار۔

آبادی کے لحاظ سے شمال مغربی پاکستان کی آبادی تقریباً ۳½ کروڑ اور شمال مشرقی پاکستان کی آبادی ۴½ کروڑ ہے گویا کہ جرمنی جو یورپ کے سب سے بڑے ملک روس کو چھوڑ کر یورپ کے تمام ممالک سے زیادہ ہے یعنی ساتھ لاکھ کی آبادی یورپ کے کسی ملک کی بھی نہیں ہے اور فرانس جرمنی روس (RUSSIA) کی بھی اتنی نہیں ہے۔ اس لیے آبادی کے لحاظ سے پاکستان ایک بہت بڑا طاقتور ملک ہے۔ اور اس کے باشندے نہایت خوب صورت، اونچے، مضبوط اور سڈول جسم کے ہوتے ہیں۔ ہندوستان کی موجودہ فوج میں ساٹھ فیصدی بھرتی اسی خطہ پاکستان سے لی جاتی ہے۔ اس کی آبادی قدرتی طور پر سپاہی ہے اور اس صوبہ کی آبادی میں سے تقریباً دو کروڑ فوج تیار ہو سکتی ہے۔ معدنیات کے لحاظ سے ہمالیہ پہاڑ کا بیشتر حصہ پاکستان میں ہے جو کہ سب سے بڑا ذخیرہ [illegible] ہے۔ [illegible] (گیس) اور مٹی کا تیل (پٹرول) پنجاب میں کافی مقدار میں موجود ہے اور سیمنٹ کے لیے بھی یہاں بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ کوئلہ کی مشرقی بنگال سے [illegible] جا سکتی ہے جہاں ہائیڈرو الیکٹرک پاور دنیا کی بہت بڑی الیکٹرک پاور [illegible]

ملک ایک ہے جس سے پیشتر وقت پر بہت بڑا کام لیا جا سکتا ہے جو پاکستانی باشندوں کے لیے بہت بڑی خوشحالی کا باعث بن سکتی ہے۔ ہماری لکڑی پنجاب میں ضرورت سے بہت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے معدنیات کے اعتبار سے پاکستان کا علاقہ کچھ کم زرخیز نہیں ہے۔ زرعی اعتبار سے پاکستان دنیا کا بہترین علاقہ ہے۔ پاکستان تو گویا دنیا کا بہت بڑا گندم پیدا کرنے والا ملک ہے [illegible] سائنٹیفک طریقہ پر گندم کی کاشت کا کوئی انتظام نہیں۔ اگر سائنٹیفک طریق پر گندم کی کاشت کا انتظام کیا جائے تو [illegible] پاکستان تمام دنیا میں سب سے زیادہ گندم پیدا کرنے والا ملک ہو سکتا ہے۔

آگے چل کر کہتے ہیں:۔

"میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ پاکستانی حکومت ایسے اتحاد میں جانتے ہیں کیسے رہ سکتے ہیں۔ یہ تصور تو آپ کا ہے۔ لیکن اگر تمام علماء [illegible] صحیح الخیال دیگر العقیدہ مسلمانوں کو اس کا ممبر بنائیں۔ پھر اکثریت آپ کی ہوگی۔ آپ ہر طرح کی اصلاح صحیح کی طاقت کو ساتھ لے کر کر سکیں گے ورنہ ناقابل اصلاح ہونے کی تقدیر پر تمام عنصر کو نکال باہر کیا جو جائے، ان مشکلات کا واحد حل یہی ہے۔ ورنہ کیا ہندو اکثریت کی حکومت سے آپ یہ امید کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارے دین و مذہب کے تحفظ کی ضامن یا کفیل ہوگی۔ اگر [illegible] لوگ آپ اپنی مذہبی ذات نہیں مٹا سکتے تو کیا ہونے کا فیصلہ سے کس طرح تسلیم کر لیں گے!

کانگریسی [illegible] کے [illegible] میں [illegible] مظالم ہوئے

(پاکستان) کے مسلمانوں اور ہندوستان کے ہندوؤں کے ...
... ہوگی کا تحفظ کرے گا ... کو برطانوی شہنشاہیت
... سے بچائے گا ... ہم مسلمانوں ...
اکثریت ... مظلوم ہوگا ... !

**ملی خودکشی کے معنی!** ... ایک بھی مثال نہیں ... جب کہ ایک قوم نے ہمسایہ قوم کے ...
کے ... ملی خودکشی ... ایک ... ہے۔ لیکن ...
مقابلہ کے ... ہے۔ ہم جانتے ہیں ...
... مخصوص ... ہم سے
... ہندوستان کے ... خودکشی کی ترغیب ... ہے۔
... ہے۔ ہندوستان کو متحد ...
... پاکستان کو ... ہم ...
نہیں کرسکتے ... ہم ... کہ ہم ... خودکشی ...

... مصائب میں ... ہیں۔
... حقیقت ... ہم ...
نہیں کرسکتے ... ہمارے ... ملے
اس سرزمین میں ان سے کہیں زیادہ عظیم الشان
مصائب و مصیبت ... کامیابی
سے ... تھا۔ ہمارا مستقبل پاکستان
سے وابستہ ہے۔ اور ہم اسے زندگی اور
موت کا سوال سمجھتے ہیں۔ ... پاکستان
... ہوگا ...
... کی ... لیکن ...

پاکستان کے مسلمان اور ہندوستان کے ہندو یا کے بیچے بچے [illegible] مذہبی آزادی کا تحفظ کرے گا اور دونوں کو برابر قومی شہریت [illegible] [illegible] رہتے سے بچائے گا - - - - ہم مسلمانوں کا ہند اکثریت میں مدغم ہونا "سیاسی موت کے مترادف ہو گا"

**ملی خودکشی کے معنی** | کیا یہ ملی عام ہے؟ ایک بھی مثال ملتی ہے کہ ایک قوم نے حساب قوم کے خلاف کے لیے ملی خودکشی کی ہو۔ شکست ایک بڑی چیز ہے، لیکن دشمن کے مقابلہ کے ہتھیار ڈال دینا گناہ عظیم ہے۔ ہم جانتے ہیں [illegible] باہر اور ہندو دشمن پرستی اور خصوصی سماجی زندگی ہم سے متحدہ ہندوستان کے نام پر قومی خودکشی کی توقع رکھتی ہے لیکن ایسا ہونا ناممکن بات ہے۔ ہندوستان کو متحدہ کہنا [illegible] بات ہے لیکن پاکستان کو تقسیم کرنا اور بات - یہ ہم کبھی گوارا نہیں کر سکتے - - - - ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں [illegible]

یہ ہندو ہندو صاحب کے جھگڑے [illegible] لیکن یہ درخشاں حقیقت ہم فراموش نہیں کر سکتے کہ ہمارے آباؤ اجداد نے اس سرزمین پر ان سے کہیں زیادہ عظیم الشان مصائب کا نہایت جواں مردی اور کامیابی سے مقابلہ کیا تھا۔ ہمارا مستقبل پاکستان سے وابستہ ہے۔ اور ہم اسے زندگی اور موت کا سوال سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ تقسیم ہند [illegible] کے تحفظ کے لیے انتخاب کیا ہے اور جو ہر آنے والی نسلوں کو بھی ملے گی۔ اور مسلمانوں کا [illegible] [illegible] کے لیکن ہم ان [illegible]

نصب العین ممکن ہے چند دنوں کا حاصل ہونا ہم جو درحقیقت جو
دشوار ہو جائے گا۔ انشاء اللہ پہلے قدم سے زیادہ مسلم قوم کو اس
مقصد نصب العین کے قریب تر کر دے گا۔ اور اس موقع پر
میں یہ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ پاکستان بنانے والوں کے
سامنے بہت ضروری ہے کہ وہ پہلے عہد پاک نہیں۔"

## مسلم لیگ کی درخشاں کامیابی

(الحمد للہ والمنۃ کہ مسلم لیگ کو فتح)

میں افسوس ہے بہت ہی صاف طور پر اس کو فرقت پیش کر دیا اب
یہ سوال حل طلب ہے اور محض تاکید کامل سے آ جانا چاہیے جیسا کہ
کہ اس مرحلہ پر بھی ہمارا دعویٰ صد فیصد ثابت ہو گا۔ حضرت
ہے کہ اس ایک وہ عظیم مسلمان جیسے ہے نہ بیٹھیں اور مرکز
مسلم لیگ اپنی جگہ مطالبہ پاکستان کو حق ہو تب ظاہر کرنے کے
لیے ہوا کہ کوشش عمل میں آئے۔ دوستو مسلمانوں پر ظلم
سے مجبور ہیں وہ بھی اس وقت متفق ہوتے ہیں اگر کم سے کم جلد
دو ہو سکے تو بصورت دیگر اور مقابلے کے بارے قوم کا نصب العین
انگریزی اور ہندو دونوں سے تسلیم کروا لیا سکتا خصوصیت کے ساتھ
ہمارے علاوہ صاف پہلے مسلم لیگ کے ساتھ ہو کر ہندوستان
میں کوئی منتخب ہو کر دم ہی حاصل کر سکتے پھر اس حکومت الہیہ کی
مضبوط عمارت ہونے کی ضرورت پوری قوت کے ساتھ تمام
دنیا پر محسوس کرا دینا تھا۔"

اس موقع پر ہمارا قومی نعرہ یہی ہو گا۔ جو

ہمارا قومی نعرہ "پاکستان" کے آخری جز ولا حافظ رحمت خان
نے یہ کہا ہی اعلیٰ تھا بہ اللہ۔ کو کچھ شائع کے۔

نصب العین ممکن ہے۔ منزل ابھی حاصل ہونا ہے ہم بہت مختصر قدم ہی
اٹھا پائے گا۔ انشاء اللہ پہلے قدم سے زیادہ مسلم قوم کو اس
نصب العین کے قریب تر کر دے گا۔ [illegible] اس موقع پر
میں یہ کہنے کی جرأت ضرور کروں گا کہ پاکستان بنانے والوں کے
لیے بہت ضروری ہے کہ وہ پہلے خود پاک بنیں۔

## مسلم لیگ کی درخشاں کامیابی

[illegible] دستور ساز اسمبلی [illegible]

میں اعتراف [illegible] بہت ہی صاف [illegible] اس کو [illegible]
یہ مسلم [illegible] ہے [illegible] آتا یا ہے [illegible]
کہ اس مرحلہ پر [illegible] ثابت نہ ہوگا۔ [illegible]
ہے کہ اس [illegible] میں مسلمان [illegible] اور [illegible]
مسلم اپنی اپنی جگہ مطالبہ پاکستان کو [illegible] ظاہر کرنے کے
لیے ہر ممکن کوشش عمل میں لائیں گے۔ [illegible] مسلمان [illegible]
سے [illegible] اس وقت متفق ہو کے [illegible]
[illegible] اور [illegible] مقابلہ کیا جاتا ہے قومی [illegible]
انگریز اور ہندو دونوں سے تسلیم کیا جا سکتا [illegible] کے ساتھ
ہمارے [illegible] بھائی پہلے مسلم لیگ کے ساتھ ہو کر [illegible]
میں [illegible] حاصل کر لینے [illegible] حکومت [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible]
دیتے [illegible]

[illegible] ہمارا قومی نعرہ [illegible]
ہمارا قومی نعرہ [illegible]
نے [illegible]

قسم کا معلوم نہیں ہوتا۔ مگر اس سے [illegible] ایک بہت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اسلام کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
کی جا سکتی ہے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

قسم کا معلوم نہیں ہوتا۔ مگر اس نے عملاً ایک حد تک ذہنیت تشکیل
کر لی ہے۔ کیا پنجاب میں کوئی مجموعہ رسائل باقی ایسا نہیں۔ جو
اختلافات کی اس گتھی کو سلجھا سکے۔ وہ اس نوعیت کی ایک سوچیں
سادہ ہوگی کہ ذرات کی اسلام کی رکاوٹ کا تجربہ ایک ان
میں ختم کر دیا گیا تھا۔ کا ہمارا مشترک عقیدہ اسلامیت اور ملی
قومی مفاد کا تصور اسے حقیر ذرات کرا دیتا ہے تا ذکیہ موقع پر
ختم نہیں کر سکتا۔ ضرور کر سکتا ہے۔ مگر وہ ختم کن ذہنی خواہ مخواہ
نفسانیت کے نام پر ممکن ہوگا۔ جس کو یا سطر دیتا الیکشن کے
زمانہ میں جبہ سرم قرار دے دیا گیا۔ اکبر مرحوم نے شاید اسی
دن کے لیے کہا تھا۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانہ میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

اب فرمائیے کہ اگر لیگی بیمار انتشار بن جائے۔ تو ہر
خطیا وہی راستہ اختیار کرے گا۔ تو پھر دینا [illegible] کی ترتیج کس طرح
کی جا سکتی ہے۔

الحمد للہ۔ خدا کا شکر کہ مسلمانوں نے یہ سیاسی حکم صبر
کرنے کے لیے اپنا راستہ قبول کر لیا ہے جس نے عظیم ترین قومی تنظیم کو ہر
قیمت پر محفوظ رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو صراط
مستقیم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ انشاء اللہ نہیں بیٹھیں گے اور ہمیشہ
مومنین [illegible] کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے اور اپنی نعمتوں سے
مالا مال فرمائے۔ آمین۔
(شکریہ [illegible])

مجلس استقبالیہ جمعیۃ علمائے اسلام کانفرنس پنجاب [illegible]
شائع کردہ [illegible]

اور امت محمدی اپنی اس ہی کی تعلیم نبوی کا ۔ اور یہی مقصود ہے
قرآن پاک کی آیت وکذالک جعلناکم امۃ وسطا
لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول
علیکم شہیدا وما جعلنا القبلۃ التی [illegible]
نص قطعی کا موجود ہونا امت محمدی کو امۃ وسطا اور ساری انسانیت
کے لیے نمونہ اور گواہ قرار دیتی ہے ، اور رسول کی امت کے
لیے نمونہ اور گواہ قرار دیتی ہے اور جس کا مرکز قومیت وقت
کے لیے ایک ہی مرکز قبلہ کعبہ کو قرار دیتا ہے ۔

• و آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام نے اعلان کیا کہ

کہ دو قوموں کا نظریہ اور نسل انسانی کا اعلان ہے ۔ جو
کسی انسان کی ایجاد نہیں ہے ۔ دنیا بھر میں اسلامی [illegible]
گروہ مسلمانان ہند کو دوسری غیر مسلم قوم سے الگ
میں ایک مستقل قومیت یقین کرتا ہے ۔ لیکن ایسی قومیت
جس کی بنیاد اسلامی وحدت اور اسلامی شریعت حقہ کے
اصول پر قائم ہے نہ کہ رنگ ، نسل ، وطن ، [illegible] یا کسی
مادی اساس پر ۔

## ۲ . عالمگیر خلافت اسلامی علی منہاج نبوت محمدی کا نصب العین

آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام [illegible] جمعیۃ

علماء اسلام کا مرکزی [illegible] کا [illegible] اعلان کرتا ہے کہ
[illegible] سیاسی [illegible] نصب العین ، عالمگیر خلافت
اسلامی علی منہاج نبوت محمدی کی تاسیس اور [illegible]
کے نظام کا قیام ہے ، اور [illegible] مسلمان [illegible]

اور آخرہ لانبی بعدی کی تعلیم نبوی کا۔ ورنہ مقصود ہے
قرآن پاک کی آیت مبارکہ وکذالک جعلناکم امۃ وسطا
لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول
علیکم شہیدا، وما جعلنا القبلۃ التی کنت
علیہا کا جو امت محمدیہ کو امۃ وسطا اور انسانیت
کے لیے نمونہ اور گواہ قرار دیتی ہے، اور رسولؐ کو امت کے
لیے نمونہ اور گواہ قرار دیتی ہے اور جس کا مرکز قومیت وملت
کے لیے ایک عالمگیر قبلہ، کعبہ کو مرکز قرار دیتی ہے۔

موتمر کل ہند جمعیۃ علماء اسلام یہ اعلان کرتی ہے
کہ دو قوموں کا نظریہ دراصل اسلام کا اعلان ہے۔ اور
کسی انسان کی ایجاد نہیں ہے۔ بنا بریں یہ اجلاس دس
کروڑ مسلمانان ہند کو دوسری غیر مسلم اقوام ہند کے مقابلہ
میں ایک مستقل قومیت یقین کرتا ہے۔ لیکن ایسی قومیت
جس کی بنیاد اسلامی ملت اور اسلامی شریعت حقہ کے
اصول پر قائم ہے۔ نہ رنگ، نسل، وطن، مرز بوم یا کسی
مادی اساس پر۔

۲۔ عالمگیر خلافت اسلامی علی منہاج نبوت محمدی کا نصب العین

موتمر کل ہند جمعیۃ علماء اسلام (آل انڈیا جمعیۃ

علماء اسلام کانفرنس) کا یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ
ملت اسلامیہ کا سیاسی و دینی نصب العین عالمگیر خلافت
اسلامی علی منہاج نبوت محمدی کی تاسیس اور شریعت مطہرہ
کے نظام کا قیام ہے۔ اور یہ تمام دنیا پر ہے کہ مسلمان اتفاق

یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کی خدمات جلیلہ کا پُر زور اعتراف کرتا ہے جو گذشتہ سالوں میں آل انڈیا مسلم لیگ نے ملت اسلامیہ ہند کے لئے خود مختار مستقل حکومت قائم کرنے اور مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان ایک مستقل قوم کی حیثیت سے تسلیم کرانے اور مستقبل اسلام کو اعلان کرنے کے لیے ساری قوم کو متحد کر کے اسے منظم کرنے اور مخالف طاقتوں کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار کرنے کے لیے نہایت درجہ حوصلہ شکن حالات میں انجام دی ہیں ملت اسلامیہ کی تنظیم اور عظمت اور اس کے مستقبل کے لیے مسلم لیگ اور اس کے صدر محترم محب ملت جناب محمد علی جناح کی یہ خدمات تاریخی حیثیت حاصل کر چکی ہیں اور یہ اجلاس ملت اسلامیہ اور اس کے علماء و مشائخ کی طرف سے ان کی خدمت میں مخلصانہ شکریہ پیش کرتا ہے۔ ان کو ہدیہ تبریک و مبارکباد اور دلی تائید کا یقین دلاتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر، ہمت، ایمان اور عزم میں برکت دے اور ان کو زیادہ سے زیادہ ملت کی خدمت کی توفیق دے۔

(آل انڈیا سنی کانفرنس)

**۲۔ مسلم لیگ مسلم ہند کی نمائندہ ہے** علماء اسلام کا

یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کو ملت اسلامیہ ہند کی واحد نمائندہ سیاسی، قومی مجلس اور سیاسی ترجمان تسلیم کرتا ہے اور تمام علماء اسلام سے عموماً اور علماء و مشائخ سے خصوصاً درخواست کرتا ہے کہ وہ مسلم لیگ اور اس کے مقصود حصول پاکستان کی تائید فرمائیں اور مسلمانوں کی اجتماعی ترقی اور اس کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں۔

یہ اجلاس ان خدمات جلیلہ کا تجزیہ و اعتراف کرتا ہے جو گذشتہ سالوں میں آل انڈیا مسلم لیگ نے ملت اسلامیہ ہند کے تنظیم و استقلال کو قائم کرنے اور مسلمانوں کو جو حیثیت مسلمانان ہند کے مستقل قوم کی حیثیت سے منوا کرنے اور استقلال اسلام کا اعلان کرنے کے لیے ساری قوم کو محسوس کی اساس پر منظم کرنے اور مخالف طاقتوں کے مقابلہ میں جد وجہد جاری کرنے کے لیے نہایت درجہ حوصلہ شکن حالات میں انجام دی ہیں ملت اسلامیہ کی تنظیم اور اتحاد اور اس کے مستقبل کے لیے مسلم لیگ اور اس کے صدر محترم محسن ملت جناب محمد علی جناح کی یہ خدمات تاریخی حیثیت حاصل کر چکی ہیں اور یہ اجلاس ملت اسلامیہ اور اس کے علماء و مشائخ کی طرف سے ان کی خدمت میں مخلصانہ شکریہ پیش کرتا ہے۔ ان کو یقین ملت و ہمدردی اور عملی تائید کا یقین دلاتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ ان کی عمر و صحت، ایمان اور عزم میں برکت دے اور ان کو زیادہ سے زیادہ ملت کی خدمت کی توفیق دے۔

۲- مسلم لیگ مسلم ہند کی نمائندہ ہے | آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام کا

یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کو ملت اسلامیہ ہند کی واحد نمائندہ سیاسی، قومی مجلس اور سیاسی ترجمان تسلیم کرتا ہے اور تمام برادران اسلام سے عموماً اور علماء و مشائخ سے خصوصاً درخواست کرتا ہے کہ وہ مسلم لیگ اور اس کے اصول و مقاصد کی ہر طرح تائید فرمائیں اور مسلمانوں کی اجتماعی وحدت و قوت کو زیادہ سے مضبوط تر بنائیں۔

[illegible] حسین احمد صاحب کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"مسلم لیگ کی شرکت کو علماء شریعت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]"

## مسلم قوم کی مستقل ہستی لیگ نے منوائی

[illegible] مسلم لیگ کے وجود سے اتنا تو ہوگیا کہ مسلم قوم کی مستقل ہستی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۹۴۳ء

مولانا حسین احمد صاحب کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"مسلم لیگ کی شرکت کو وہ احکام شریعت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے اس کے کیا دلائل پیش کیے ہیں؟ محض کسی عالم کے اتنا لکھ دینے سے کہ فلاں چیز ناجائز ہے، دوسرے علماء کے لیے کیسے ساکت ہو سکتے ہیں؟ دلائل سامنے ہوں تو ان پر غور کیا جائے۔ مجھے تو عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ غلطیاں اور کوتاہیاں کس جماعت اور کس شخص سے نہیں ہوتیں۔ ہمارے بڑے سے بڑے مقدس ادارے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں لیکن یہ چیز اس کا سبب نہیں بن سکتی کہ ادارے کی شرکت کو حرام ٹھہرا دیا جائے۔ ... کے مفاد اور نقصانات سے قائل ہوں۔"

## مسلم قوم کی مستقل ہستی لیگ نے منوالی

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمام امور سے قطع نظر کہ مسلم لیگ کے وجود سے اتنا کام ہو گیا کہ مسلم قوم کی مستقل ہستی اور اس کی غیر مخلوط مسلم امتیاز ... ابھر کر ... ہندو ... دوسروں سے لازوال تسلیم ہو گئی اور تھوڑی سی مدت میں ... بہت ... انگریز نے ہندوستان کے ... تیسری طاقت کے وجود کا اعتراف کر لیا بلکہ لیگ، ... کانگریس ... جنگ کے ... ایک ہی صف میں ... کھڑا کیا جائے ... یہ ایک شرعی اور سیاسی نقطہ نظر سے مجموعہ ہے۔"

وحید الدین ...

مورخہ ... ۱۳۶۴ھ

میں نے ترتیب وار دیکھنے شروع کیے۔ ان میں کا پہلا
صاحبزادہ محسن ہزاروی کی ایک قسط اور مولانا محسن ہزاروی کی
دوسری قسط اور دیگر سلسلے یاد تھی ——— ان میں نعتیہ ابھی
دیکھا تھا کہ مولانا غلام غوث تھے ایک ایک شخص ...
مجھے دیر تک سستا رہا سمجھا... مسکوت [illegible] تسلیم
کیا کہ دیر لیا گیا ہے لیکن اس وقت آن کے ذہن میں بھی
یہ نہیں کہ یہ ... وقت ... ہو گئی۔ مجھے
صاحبزادہ فیض الحسن ... مولانا ... مکا
... اس ... کو ... خیال کرتے تھے
اور مضطرب بھی تھے۔ لیکن ... انتقال کے حق میں تھے۔ ...
کیا جب ... آپ سے ... مجھے ... معتبر
...
...
...
جب پہنچا تو مجھے حیرت ہوئی ... [illegible]
نے تسلیم کیا کر دیر لیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ... تھا ...
... محسن ہزاروی ... ہوا
... وقت موجود تھے۔
دوسری قسط میں ... حاصل کی گئی ...
... مولانا ... کو ...
... کی ... ہیں ...
کے ... مولانا ... تھے ... مولانا
... گئے ...

میں نے ترتیب وار رسالے نکالنے شروع کیے۔ کانگریس کا ہدیہ ساٹھ ہزار روپے بیس ہزار کی ایک قسط اور چالیس ہزار کی دوسری قسط۔ اور یہ فیصلہ پا گیا — ابھی تقرر ہونے بھی نہ ہوا تھا کہ مولانا غلام غوث نے ایک ایک شق پر دوبارہ کچھ دیر تک سنانا چاہا۔ پھر سکرٹری نے مولانا نے تسلیم کیا کہ روپیہ لیا گیا ہے۔ لیکن اس وقت ان کے ذہن میں یہ یاد نہیں کہ یہ رقم کتنی ہے۔ وہ بات ختم پر ملتوی ہو گئی۔ مجھے صاحبزادہ فیض الحسن شاہ، مولانا مظہر علی اظہر کے مکان پر لے گئے۔ رات وہیں گزاری۔ مولانا اس انکشاف کو بہت خیال کرتے تھے اور مضطرب بھی تھے۔ لیکن وہ اخفا کے حق میں تھے۔ میں نے عرض کیا جب تمام رقم آپ سے دو ہزار بچے ہیں تو پھر وہ [illegible] میں انتخابات چلے ہیں؟ بات جو گذری سو گذری۔ تم جھوٹ جب بک گئے، صاحبزادہ صاحب نے ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں یہ کہہ دیا کہ خود [illegible] واپس لیتا ہے۔ میں نے مجبوراً کہا — جب ہو گیا تو مجھے حیرت ہوئی۔ انہیں دوبارہ مجھ پر غصہ پھر گیا۔ مولانا مظہر علی نے تسلیم کیا کہ روپیہ لیا گیا ہے۔ لیکن اس کے [illegible] وہ تنہا نہیں بلکہ [illegible] کے مشورے سے رقم قبول کی گئی ہے۔ پہلا دس ہزار [illegible] اور دوسری [illegible] تھا۔ شیخ حسام الدین اس وقت موجود تھے۔ دوسری قسط بھی انہی حضرات کے مشورے سے حاصل کی گئی تھی۔ یعنی شیخ حسام الدین نے مولانا حبیب الرحمن کو لدھیانہ خط لکھا کہ کمیٹی میں کانگریس نے [illegible] بھیجی ہے۔ یہ خط لے کر خان [illegible] مولانا مظہر علی کے صاحبزادے لدھیانہ پہنچے۔ مولانا حبیب الرحمن حلف لکھ کر مولانا ابوالکلام کے گھر [illegible] رقم [illegible] مجبوراً [illegible]

# مراسلاتِ سیاسیہ

(یعنی)

## جانشین شیخ الہند حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی مدظلہ العالی

کے نام

سیاسیات حاضرہ کے متعلق چند استفساری خطوط اور حضرت ممدوح
کے مدلل جوابات

شائع کردہ مجلس نشر و اشاعت آل انڈیا مسلم لیگ (دہلی)
قیمت ۲ آنے

مسلم لیگ پرنٹنگ پریس دہلی

مقدمہ از [illegible] پروفیسر مولانا ابو الحسن صاحب [illegible]
[illegible] جس وقت ہمیں [illegible] کتاب پریس میں جا چکی تھی [illegible]
[illegible] اس ذخیرہ کی اہمیت نے مجبور کیا کہ اسے بھی اسی کتاب [illegible]
کیا جائے [illegible] صاحب ان خطوط کو بہ کمال و تمام شائع کرنے کا ارادہ
رکھتے ہیں ہم اس مقام پر اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ ناظرین کرام
علامہ عثمانی کی حسن وضاحت کی داد دیے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ انہوں نے
کس فہم و فراست اور علم و تدبر سے [illegible]
مسلمانوں کو ان کے [illegible]

### سوالات از حکیم سعید الدین صاحب بہاری

مخدوم و محترم حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible] جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس کے [illegible] کلکتہ

# مراسلاتِ سیاسیہ

یعنی

## جانشین شیخ الہند حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی مدظلہ العالی

کے نام

سیاسیاتِ حاضرہ کے متعلق بعض استفسارات اور حضرت ممدوح

کے مدلل جوابات

شائع کردہ شعبہ نشر و اشاعت آل انڈیا مسلم لیگ (دہلی)
قیمت ۲ آنے

مسلم لیگ پرنٹنگ پریس دہلی

مقدمہ از پمفلٹ ... پروفیسر مولانا اظہار الحسن صاحب اسلامیہ کالج

قول ... اسی وقت جبکہ ... پریس میں جا چکی تھی اور ... بھی دیکھا جا چکا تھا ... کی اہمیت نے مجبور کیا کہ ... کتاب کیا جائے ... پروفیسر صاحب ان خطوط کو ... تمام ... کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم اس مقام پر صرف اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ ... علامہ عثمانی کی حسن و فصاحت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ انہوں نے کس خوبی و فراست اور علم و تدبر سے ... کو راہ راست پر لانے ... مسلمانوں کو ان کے ... نظریات ... سے ... کی قربانی ...

### سوالات از حکیم سعید الدین صاحب بہاری

محترم المقام حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ کل جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس کے اجلاس ...

" سیٹھی کے بعد وہ مرحوم جو کہ کبھی کی وجہ سے ان کی گئی تھی جس کی شکایت
جبکہ اب تک بھی اس کو بھی ناپسند نہیں کرتا "

نیز مولانا نے فرمایا :-

" میرے نزدیک تقسیم اس سے زیادہ صاف اور واضح کسی دوسری شکل
میں کہاں مل سکتی ہے کہ ہندو ایک قوم ہیں ، دوسری قوم کا اگر ساتھ رہے
تو وہ خود مسلمان اور مسلمان ہندو۔ . . . . اسے نہیں سمجھتے
اور لطف یہ ہے کہ مسٹر گاندھی نے کہ حکومت مسلمانوں کی تیار
ہو کر کشش کے اوجود مسلمانوں کے ساتھ مراعات جماعت کہتے
کرنے کا کیا ہی اشارہ بھی اپنی قوم کو نہیں کیا " ( صفحہ ۳۰ )

## سوالات از مولوی بہاء الحق صاحب قاسمی امرتسری

### حضرت مخدومنا مولانا ... الکریم مدظلہم العالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مولانا گرامی

آج روزنامہ شہباز کے وقت اخبار میں آپ کا ایک اعلان نظر سے گذرا
جس میں آپ نے مسلم لیگ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کی ہے
وہیں اس اعلان میں یہ بھی لکھا ہے کہ :

" مسلم لیگ مسلمانوں کے لئے سفینۂ نجات ہے "

یقین نہیں تھا کہ یہ اعلان آپ ہی کی طرف سے ہو گا لیکن واقعی یہ
آپ ہی کا اعلان ہے تو جی اس کے متعلق چند گزارشات پیش کر کے
کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں امید ہے جواب باصواب سے مطمئن فرما کر
ممنون فرمائیں گے۔

" آپ کو معلوم ہے کہ مسلم لیگ کے سرگروہ نشست میں جس قدر حکم
کی نسبت بیرونی مرجعیت اور مطعوعیت مذہب ہے کہ مرزائی بھی لیگ

"مہینہ کے بعد اور مرتب جو کہ کتب کی دعوت دی گئی تھی جس نے لکھا تھا ہے کہ اب نہیں اس کو کوئی جتنا پسند نہیں کرتا۔"

نیز مولانا نے فرمایا۔

"نیز قوموں کی تقسیم جس سے زیادہ صاف اور واضح کسی اور صورت میں ہیں کہاں مل سکتی ہے کہ ایک قوم ہندو دوسری قوم مسلمان اگر صاف پڑھ جائے آپ کو شودروں اور کتوں سے زیادہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسے نجس سمجھتی ہے اور لطف یہ ہے کہ مسٹر گاندھی نے اچھوت سدھار کی اتنی جان توڑ کوشش کیا ہے مسلمانوں کے ساتھ اس اچھوت بچارت کو ختم کرنے کا کبھی چھوٹا سا اشارہ بھی اپنی قوم کو نہیں کیا۔" (صفحہ ۲۰)

## سوالات از مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی امرتسری

حضرت مخدومنا مولانا المکرم دام مجدکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مزاج گرامی

آج روزنامہ [illegible] کے وقت [illegible] موجود ہیں آپ کا ایک اعلان نظر سے گزرا جس میں آپ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کو ووٹ دیں ۔ اسی اعلان میں یہ بھی لکھا ہے کہ ۔

"مسلم لیگ مسلمانوں کے لئے سفینۂ نجات ہے"

یقین نہیں آتا کہ یہ اعلان آپ ہی کی طرف سے ہو اگر حقیقتاً ایسا ہی ہے آپ ہی کا اعلان ہے تو مجھے اس کے متعلق چند گزارشات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں امید ہے جواب باصواب سے مجھے سرفراز فرما کر ممنون فرمائیں گے ۔

"آپ کو معلوم ہے کہ مسلم لیگ کے ممبر کیبنٹ میں [illegible] کی بنیاد [illegible] اور [illegible] ہوتا ہے ۔ مرزائی [illegible] لیگ

تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ جمعیت اپنے منشور کے لحاظ سے ایک اسلام کے لیے ہو گی اور اس میں اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کا مقصد ہے۔ دیکھو تقریر السید شبیر احمد عثمانی صفحہ ۳۲۱ ۔

"ایک بڑا اور بہت خوشنما طریقہ ہے مگر یہ مرتد ہیں وطنیت اختیار کر کے نہیں۔ لیکن حکومت اسلام میں جو اعلانیہ بڑا ہے وہی برخلاف مشرکین سے اسی تمام پر لوٹ آتے ہیں۔ کرمشرکین کے ختم و تسلط سے مسلم قوم کو بچایا جا سکتا اور کلمۃ اسلام کو ان کے مقابلہ میں پست ہو جانے اور مسلمانوں کے تمدنی و ملی مستقبل کی حفاظت ہو۔"

"بڑا فخر یہی ہے ہر قسم کے لوگ بے تامل جمعیت میں عیسائی ہو سکتا، ترکی، دہریہ اور اگر چاہیں تو ہندو یا پارسی بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ دینی کسی کے مخالفت نہیں، کیا محض سیاست کے حیلے سے جماعت کی شرکت جناب کے خیال میں درست ہے؟ کیا جناب مجھ کو آگاہ فرمائیں گے۔ (مسلم لیگ نمبر ۲، ص ۱۱)"

(تقریر مولانا ابوالکلام آزاد... جمعیت علماء ہند ۔ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۴۵ء)

مکتوب (۴۳)

## مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کا خط

۶۸۹

حبیب منزل لدھیانہ

۱۴ نومبر ۱۹۴۵ء

حضرت محترم المکرم مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جو خط آپ نے مجھے ارسال کیا ہے کلکتہ میں ملا، کیا ہے اس میں آپ کے دستخط ہیں۔ کوئی صورت نہیں ہو گی سامنے آنا

تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ جنگ ۔ دفع فتنۂ کفر اور اعلائے اسلام کے لیے ہوگی اور اس میں اعلائے کلمۃ اللہ اور اثبات اصل طریق ہے ۔ دیکھو شروح السیر الکبیر للسرخسی صفحہ ۲۳۱ ج ۴

* ایک جزا اور بھی قابل ملاحظہ ہے ، کیونکہ یہ جزئیہ بہت سے حضرات [illegible] مگر نہیں ہر نفس کلمۂ اسلام میں ہے اعلا تو یہ جزئیہ اس پر ہے وہ بھی [illegible] مشرکین ہے اسی کا نام ہو لڑتے ہیں کو مشرکین کے غلبہ و تسلط سے مسلم قوم کو بچایا جائے اور کلمۂ اسلام کو ان کے مقابلہ میں پست نہ ہونے دیا جائے ، ہم مسلمانوں کے قومی و ملی حقوق کی حفاظت پر

* نیز کانگریس میں ہر قسم کے لوگ بے شمار ہندو ، عیسائی ، سکھ ، مرہٹہ ، دہریئے اور اگر چاہیں تو [illegible] بھی شریک ہو سکتے ہیں ، (یعنی کسی کے لیے ممانعت نہیں) کیا بعض سیاست کے حیلے ایسی جماعت کی شرکت جناب کے خیال میں درست ہے ، کیا جناب بھی ترجمہ فرمائیں گے ؟ (صفحہ نمبر ۲۱۲ / ۱۹)

([illegible])

مکتوب (۲۴)

## مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کا خط

۷۸۶

حبیب منزل [illegible]
۱۸ نومبر ۱۹۴۵ء

حضرت استاذنا المکرم مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ ، جو فتوے آنجناب کے نام سے کلکتہ میں شائع کیا گیا ہے میں آپ کے خط پڑھ کر کوئی حیرت نہیں ہوئی ، اس فتنہ

دل میں بجے ساحس کا اندازہ آپ نہیں فرما سکتے۔ آپ نے لکھا
ملک کو نہیں بلکہ اپنے جیسکوں اور [illegible] غرض [illegible] محبت کرنے والوں
کو بے گناہ قتل کر دیا ہے۔ جناح کی قیادت کا اعلان اور پاکستان
کی حمایت کو سوائے قتل کے [illegible] اور کس الفاظ سے تعبیر کیا جائے
[illegible] آپ کے بزرگی اور [illegible] کا [illegible] تھا کہ سر سید احمد
کے ساتھ [illegible] [illegible] سے [illegible]
کام [illegible] کوئی حرج نہیں۔ [illegible]
لے [illegible] نصرت الاسلام [illegible] کر دیا تھا [illegible]
تو گوں کے سرسید [illegible] [illegible]
اظہار فرمایا [illegible] کا گلشن [illegible] مسلمانوں [illegible]
گرامی [illegible] رسالہ نصرت [illegible]
حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے [illegible] مولانا اشرف علی تھانوی
سر سید احمد کو [illegible] ان کی [illegible] سر سید احمد
کی [illegible] ساتھ [illegible] اسلام
ادر مسلمانوں کا [illegible]
صاحب [illegible] آپ [illegible] ذکر کر رہے تھے کہ
مولانا [illegible] کیا [illegible] گئے
حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے [illegible] اور مسلم
[illegible] ہم کو [illegible] کرتے تھے۔ اب آپ نے [illegible]
مولانا حبیب الرحمٰن فرماتے ہیں:
"میں نے اعلان کیا تھا کہ اگر مسلم لیگ میں صداقت ہے
تو [illegible] علماء کے لیے مخصوص کر دے۔ ہم بجائے
[illegible] کو [illegible] علماء کو [illegible]

دل میں بجھے۔ اس کا اندازہ آپ نہیں فرما سکتے۔ آپ نے مجھ ہی کو نہیں بلکہ بیچارے سیکڑوں بے غرض، مخلص محبت کرنے والوں کو بے گناہ قتل کر دیا ہے۔ جناح کی قیادت کا اعلان اور پاکستان کی حمایت کو سوائے قتل کے فتویٰ سے اور کن الفاظ سے تعبیر کروں؟

آپ کے بزرگوں کا فتویٰ تقریباً یہ تھا کہ سرسید احمد خان کے ساتھ تو نماز پڑھنا بھی جائز نہیں اور چند مہینوں سے علی گڑھ کو نیچری کالج کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ تقریباً تیس برس کا عرصہ ہوا کہ آپ علی گڑھ میں جب سے حضرت الاستاذ کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ تمہارے بزرگوں نے سرسید احمد مرحوم کے بارے میں جس رائے کا اظہار کیا... وہ ان کا گمان صحیح تھا، انھوں نے مسلمانوں کو گمراہی سے نکالا۔ رسالہ حضرت الاستاذ ہمارے پاس محفوظ ہے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی محفوظ ہیں۔ المفتی مثالی۔ سرسید احمد کو کافر کہنے والوں کی روحانی اولاد کی سرپرستی احمد کی روحانی اولاد کے ساتھ اتحاد پیدا کر رہی ہے اور اسی کو اسلام اور مسلمانوں کی نجات و بہتری سمجھتی ہے۔ میں اور مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سہارنپور میں آپ کے اس بیان کا ذکر کر رہے تھے، مگر مولانا حفظ الرحمٰن کے آنسو نکل گئے۔ انھوں نے کہا کہ آگے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے جماعت اور اسلام کے دشمن ہم کو ذبح کرتے تھے، اب آپ نے ان کی جگہ لے لی۔"

مولانا حبیب الرحمٰن فرماتے ہیں:۔

"میں نے اعلان کیا تھا کہ اگر مسلم لیگ میں صداقت ہے تو آج ہی سے صدی مستثنیٰ علماء کے لیے مخصوص کر دے۔ جو جواب سے احرار اور کانگریس کے مشترک پر چند مستقل علما کو کھڑا کر دیتے ہیں

آپ [illegible] مولانا ابوالکلام آزاد [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] ہندوستان کا سیاسی [illegible]
[illegible] ہندوستان کے [illegible]
[illegible] سیاست [illegible]
[illegible] سیاست [illegible]
[illegible]
[illegible] پاکستان [illegible]
[illegible] مسلم لیگ [illegible] کانگریس کے ساتھ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کانگریس [illegible]
[illegible]
[illegible]

## جواب از حضرت العلامہ مولانا عثمانی دامت برکاتہم

[illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ [illegible]
"[illegible]
[illegible]

آپ کا یہ جواب جمعیۃ العلماء کے مولانا ابوالکلام آزاد کی تائید کے ساتھ شائع ہوا تھا کہ
ہندوستان کا نقشہ کون جانتے والے مسلمان ہندوستان کی آزادی کو ...
گھٹتے ہیں۔
مجھ کو آپ کے اس نکتہ سے کہ جیسا کہ ہندوستان کا سیاسی لیڈر
تسلیم کیا جاتا ہے بڑا دکھ ہوا۔ اگر پاکستان ہندوستان کے قرآن کے مفسر نے
انگریزی دان طبقے کے سامنے اقرار کر لیا کہ مولوی سیاست نہیں جانتا
اور یہی اقرار کر لیا کہ حکومت کی سیاست کو قرآن کا سب سے بڑا مفسر
دیکھ سکتا ہے اور دیکھ سکتا ہے یہ ملت کے مسئلہ کا قانونی حق قرار دیتے ہیں۔
میرے محترم و مکرم پاکستان مسئلہ کے لیے ایک نعرہ ہے۔ انگلش
ختم ہو جائے تو مسلم لیگ کانگریس کے ساتھ مل کر دوبارہ حکومت بنانے کی
کوشش کرے گی۔ واحد نمائندگی کا مقصد یہ ہے کہ تمام نمائندے
طبقے کے ہاتھ میں رہے اور سیاسی اقتدار کسی ایسی جماعت کے ہاتھ
میں دے دیا جائے جو سب کی سرپرستی کا اور ہندوستان کی آزادی کی
خواہش مند ہو۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے خیال شریف میں یہ بات
جانی چاہئے کہ اگر انگریزی طرز کا کانگریس سے صلح کے بعد علماء کو کہنے کے
بے علماء ہی کے فتوے پیش کرتا ہوں ان علماء نے جنہیں کانگریس نے پال
بوسنا دیا اور وطن کی آزادی سے روکا تھا کیونکہ اس طبقے کے سامنے
مذہب نہیں ہے چند گروہ اور نشستیں بھی اور بس۔"

## جواب از حضرت العلامہ مولانا عثمانی دامت برکاتہم

مکرم محترم دامت برکاتہم۔ بعد سلام مسنون
... خوشی ہوئی۔ جواب حسب ذیل ہے۔ ...
ان کے احکام سے قائل نہیں لیکن اگر ... تو ...

[illegible]

[illegible]

مولانا ابوالکلام کے بارے میں:۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے علم اور ذاتی [illegible]

[illegible]

ذخیرہ ہے یا تھا؟

آخر میں فرماتے ہیں:۔

[illegible]

چکی ہے اور اب بھی ظاہر ہو رہی ہے۔ بہر حال دونوں بڑے بھائی ابھی جگہ
ایک ہی پیری، آج کل اسی پر مشتمل ہے جس کے پیچھے اقتدار رکھتا ہے اور
قادیانی، شیعہ، مشرقی، مغربی، جس کے لئے اس کا ورد اتنا بند نہیں
ہے کیونکہ نسل جن کا ذکر مسلم لیگ کے ساتھ ہوا کیا جاتا ہے کل
یک ہی سبب شریک ہے۔ مسٹر جناح کی قیادت کا مسئلہ تو اب
کو معلوم ہے۔ کہ ہم نے ان کو ابتدا تا کہ نہیں بنایا تو وہ اپنی دانائی کا ثبوت
پاؤ دوست کی روحانی اسباب کی بنا پر مسلم اکثریت کے تاکہ ہیں گے اب
ان کا ساتھ کر کے حالت مسلمین ہی تفرقہ تو انشاء ورثہ ان جائیگے،
اس وقت ایک سیکولر اصول اور صحیح نظریے کے حامل ہیں ان
کی صورت پر سکتا ہے۔ جبکہ اس قیادت کو خدا کا یہ جمعیت العلماء
ہند قلاو میں مستقل اور کئی انتخابات مشہور کرکے خوب مستحکم اور مضبوط
کر چکی ہے۔ در مجموعہ مطبوعہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب
مدنی، جنت ہیگلی ۔۔۔

مولانا ابوالکلام کے بارے میں ہیں:-

"مولانا ابوالکلام آزاد کے علم اور ذاتی قابلیت کا ہر فرد ہی ناقدری میں
کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا، نہ ہی ان کو خود غرض کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ
بی عملی ہیں لوگ کہہ رہے ہیں۔ میرے نزدیک وہ اس مستقل
مقصود پر پہنچنے والے نہیں ہیں کا نقصان انھوں نے اسلام کو
وغیرہ میں دیا تھا؟

آخر میں فرماتے ہیں:-

"میرے بھائی اپنے گھر سے یہ یاد دہانی و تعلیم اور دعوت کی
اصل آخر سمجھیے۔ یہی چیز کہ آپ حاضرت بہتر سمجھ لیتا ہے
اور جس چیز کو اپنے اور دنیا کے لئے بہتر سمجھتا ہو شریعت کی روشنی میں

## مکتوب ۷

## نقل خط مولوی عبدالاحد صاحب قاسمی عفہ
## پورب لین چوک بازار ڈھاکہ

حضرت اعلیٰ! [illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] بنا لیا!

## جواب از حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد صاحب دامت برکاتہم

[illegible]
[illegible]
[illegible] کوئی معنی نہیں۔

شبیر احمد عثمانی [illegible]

## مکتوب ۸

## نقل خط جناب بشیر الدین احمد صاحب میر شہر

[illegible] صاحب دام فیضکم
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مسلم لیگ [illegible] اسلام
[illegible]

مکتوب ۷

## نقل خط مولوی عبدالاحد صاحب قاسمی ع ۔ پورب لین چوک بازار ڈھاکہ

حضرت ذوالمطالع، زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ کیا مولانا حسین احمد صاحب نے لادینی کی پالیسی کو جمعیۃ العلماء کا نصب العین بنا لیا!

## جواب از حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم

نصب العین تو نہیں لیکن عملاً اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ جمعیۃ العلماء کانگریس کے تابع ہے اور کانگریس کا لادینی کی پالیسی پر چلنا کسی عاقل سے مخفی نہیں ؟

شبیر احمد عثمانی از دیوبند ۲۹ ۔

مکتوب ۸

## نقل خط جناب بشیر الدین احمد صاحب ٹھیکیدار شہر

مکرمی و معظمی جناب حضرت مولانا صاحب دام فیوضکم
میں خود ... سے مسلم لیگ میں کام کرتا رہا ہوں اور مجھ کو ان مسلمانوں ... اور صوبہ وار مسلمانوں کی حالت کا بہت اچھی طرح پتہ ہے اور ان کا مقصد سب خوب جانتا ہوں ۔ میں اکثر جمعیۃ العلماء اور حالات دیکھتا ہوں ۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں کانگریسی نہیں ہوں ، نہ مسلم لیگ کے بعد سے مجلس احرار اسلام کا ایک ادنیٰ خادم ہوں جو کسی بھی غیر مسلم کی پناہ میں ملانا ناجائز ...

بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ پاکستان میں حکومت قرآنی اصول کے مطابق
شریعت مطہرہ کی قائم ہوگی۔ ابھی حال میں بمقام پشاور مسٹر
جناح کے مطالبہ کا اعادہ کیا ہے۔

شبیر احمد عثمانی از دیوبند یوم شنبہ ۲۳ صفر ۶۵ھ

انتہاء مراسلات سیاسیہ

## مکتوب ۹

## نقل خط مولانا عبدالحنان صاحب مظاہری محلہ قاضی پورہ شہر گورکھپور

محترم المقام جناب مولانا صاحب زاد مجدہٗ

السلام علیکم۔ اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب
والا مسلم لیگ کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور مسلم لیگ میں مسلمانوں کی کثیر
تعداد کو ... پاکستان کو اقرب الی الشریعہ منصوص فرماتے
ہیں۔ مجھے کسی طرح یقین نہیں آتا کہ جناب والا جیسا متبحر عالم
ایسا بیان شائع کرے گا۔ میرا خیال ہے کہ لیگ والے اپنے
پروپیگنڈے کے لئے غلط بیانات جناب کی طرف منسوب کر کے
اخبارات میں شائع کرتے رہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ جناب کو معلوم
ہوگا کہ مسلم لیگ وہی ہے جس کے صدر مسٹر محمد علی جناح
نے کلکتہ کے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ
میں نے اس پاکستان کی حکومت کے دستور کے متعلق ... آپ
کو علم بھی ہے

عبدالحنان مظاہری
محلہ قاضی پورہ شہر گورکھپور

بار اعلان کر رہے ہیں کہ پاکستان میں حکومت قرآنی اصول کے مطابق شریعت مطہرہ کی قائم ہوگی۔ ابھی حال میں بمقام پشاور مسٹر جناح کے اعلان کا اعادہ کیا گیا ہے؟

شبیر احمد عثمانی از دیوبند ۱۰ ذوالحجہ ۶۴ھ صفحہ ۳ تا ۵

از مراسلات سیاسیہ

## مکتوب ۹

## نقل خط مولانا عبد الحنان صاحب مظاہری محلہ قاضی پور شہر گورکھپور

محترم المقام جناب مولانا صاحب قبلہ دام مجدہ

السلام علیکم۔ اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مسلم لیگ کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو مفید نجات اور پاکستان کو اقرب الی الشریعہ تصور فرماتے ہیں۔ مجھے کسی طرح یقین نہیں آتا کہ جناب والا جیسا متبحر عالم ایسا بیان شائع کرے گا۔ میرا خیال ہے کہ لیگ والے اپنے پروپیگنڈے کے لیے فرضی بیانات جناب کی طرف منسوب کر کے اخبارات میں شائع کرتے رہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جناب کو معلوم ہوگا کہ یہ مسلم لیگ وہی ہے جس کے صدر مسٹر محمد علی جناح نے کلکتہ کے ایک عظیم الشان جلسہ میں بالجبر طور پر فرمایا تھا کہ میں نے اس ناپاک جماعت کے رہنماؤں کو ختم کر دیا جو اپنے آپ کو علما کہتی ہے۔

عبد الحنان مظاہری
محلہ قاضی پور شہر گورکھپور

طالب ہوں۔ آمین ثم آمین۔

* عرض نیاز یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ جو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اس میں سے ایک مسلم لیگ جو مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے قائم ہے۔ دیگر جمعیۃ علماء ہند بھی جس کی صدر مولانا مدنی صاحب ہیں۔ لیکن آپ جو ہمارے رہنما ہیں آپ کو کلکتہ کے علماء نے جمعیۃ علماء اسلام کی صدارت کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ اس وقت تمام مسلمانوں کی نگاہیں آپ پر ہیں۔ نہایت ہمہ وقت قوم میں ہیجان ہے۔ عرض یہ ہے کہ بعض علمائے کرام جو حضرت والا سے تعلق رکھتے ہیں۔ حیران ہیں۔

## جواب از حضرت العلامہ مولانا عثمانی دامت برکاتہم

بسمہٖ

مولوی ... سلمہ اللہ تعالیٰ

* یہ خبر سن کر کہ جمعیۃ علماء اسلام نے مجھے مستقل صدر منتخب کیا تھا تعجب ہوا کیونکہ آپ کیوں ہم سے خصوصیت سے پوچھتے ہیں۔ اور معلوم ہے کہ کیسے یہاں آئے ہیں۔ ان کے مقاصد کیا ہیں اور ان کا موقف واضح ہے۔ مسلم لیگ کا مقصد حصول پاکستان ہے۔ اصل مقابلہ مسلمانان ہند کا ہندو اکثریت سے ہے۔ مسلم لیگ کا کانگریس سے ہے۔ کانگریس یہ چاہتی ہے کہ ہندوستان پر ہندو کی حکومت ہو۔ مگر انگریز حکومت کی غلامی کا طوق جس طرح مسلمانوں کے گلے سے نکلے ان کے لیے مسلم لیگ کوشش کرتی ہے۔ جہاں تک تعلق ہے آزادی کا، جس حصہ پر جس قوم کی اکثریت ہے وہاں وہی حکومت کرے۔ ... اسی لیے میں اس کی تائید کرتا ہوں ...

طالب رحمان آمین ثم آمین۔

عرض یہ ہے کہ آج کل دنیا میں جو جو جماعتیں پاکستان کی مخالفت کر رہی ہیں ان میں سے ایک مسلم لیگ جو مشرقی جھنڈے کے تحت ہیں۔ دیگر جمعیت علماء ہند جس کی صدر مولانا مدنی صاحب ہیں لیکن آپ وہ مجاہد ہیں جو گزشتہ عرصہ سے اعلیٰ جمعیت علماء اسلام کی ہمیشہ کے لیے صدارت منظور فرما چکے ہیں۔ احقر یہ چیز جس وقت سنتا اسی وقت سے نہایت مغموم و مخموم میں مبتلا ہے۔ صرف احقر ہی نہیں بلکہ کل وہ طلبہ کرام جو حضرت والا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جواب دیں۔

## جواب از حضرت العلامہ مولانا عثمانی دامت برکاتہم

۷۸۶

برادرم عزیز محسان اللہ تعالیٰ

یہ خبر سن کر کہ جمعیت علماء اسلام نے مجھے مستقل صدر منتخب کیا تھا آپ کیوں مغموم و مخموم ہو گئے۔ اور دوسرے لوگ کیوں حیران ہیں۔ آپ کے مقاصد کیا ہوتے ہیں اور اس میں وطن حاصل ہو گیا اعتراض ہے۔ مسلم لیگ اور جمعیت العلماء ہند کا مقابلہ دو سرے سے ہو سکتا ہے۔ اصل مقابلہ لیگ کا کانگریس سے تھا۔ کانگریس چاہتی ہے کہ ہندوستان کی تمام آزادی میں طے پا جائے۔ مگر اکثریت کی غلامی کا طوق نہیں پہنا سکتی مگر مسلمانوں کے گلے سے نکلنا نہ چاہئے۔ مسلم لیگ کہتی ہے کہ یہاں دو مستقل قومیں آباد ہیں۔ جس صوبہ میں جس قوم کی اکثریت ہے وہاں وہ آزاد ہو۔ اور دونوں قومیں آپس میں باعزت اور

جناح صاحب، نواب اسماعیل خان صاحب، راجہ محمود آباد، چودھری خلیق الزماں اور سر ظفر اللہ خاں قادیانی سب اس میں شریک تھے۔ نہیں معلوم کہ آج اس کے کیا معنی ہیں۔ جنگ جیت لینے کے بعد کانگریسی زعماء بھی اور حضرت مولانا صاحب بھی یہ سمجھتے ہیں۔ اور علمائے مسلمین کی جو تعداد آج اس میں شریک ہے [illegible]
میں اس کا عشر عشیر بھی شریک نہ تھے۔ جب حسب مولانا حسین احمد صاحب اور مفتی صاحب وغیرہ اکابر علماء اس میں شریک ہیں۔ اور اسی لیے کہا گیا ہے الیکشن لڑایا اس میں بجائے ایک لاکھ [illegible]
زور سے حکومت کے خلاف تھے، حکومت پرست ہو گئے
. . . . تمام قوت مسلم لیگ کے مخالف [illegible] اس کا
علم ہو چکے ہیں کہ جناب جو دلائل بیان فرمائیں گے وہ
احقر [illegible] ذی الحجہ
[illegible] ۸۰

[illegible] صاحب

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے، مگر یہ پمفلٹ جس مناسب وقت پر نہیں ملا۔ مگر ان خطوط پر تنقید و تبصرہ اس لیے ضروری نہیں سمجھا کہ یہ خیالات و نظریات ایسے ہیں جن کے متعلق پوری کتاب میں نہایت واضح طور پر لکھا جا چکا ہے۔ یہاں تو مقصود و مطلوب صرف یہ ہے کہ ان خطوط کو شامل کر دیا جائے تاکہ یہ دستاویز بھی محفوظ ہو جائے، ان سوالات کے جوابات جو علامہ عثمانی نے خود دیئے ہیں، موضوع کے لحاظ سے یہ ذخیرہ بھی اس کتاب میں محفوظ ہو جائے اور آئندہ تحریک پاکستان کے حقائق کو مسخ کرنے کی جو کوشش کر رہے ہیں، انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ [illegible]

# حرفِ آخر

ہمیں مدت سے آرزو تھی کہ تحریک حصولِ پاکستان کے ان گوشہ ہائے دور و دراز کو [illegible] ایک مجموعہ کی صورت میں پیش کیا جائے جس سے یہ واضح ہو سکے کہ معرکہ ہائے کفر و دین اور ملت کے حضور [illegible] اسلام کے مقدس نام پر نظریۂ پاکستان کی مخالفت کس کس انداز و اسلوب سے کی۔ الحمد للہ ہمیں توفیق دی اب ہم اسی کی بارگاہ صمدیت میں سر بسجود و نیاز مند ہیں کہ اس مجموعہ کا ترتیب دینا ممکن ہوا۔ [illegible] تحریک پاکستان اور [illegible] کی کتاب میں بعض مضامین کے خلاف پاکستان سعادت بھی ہمارے حصے میں آئی [illegible] اسلام [illegible] اقبال کے [illegible] کے مذہب [illegible] کو بے نقاب کیا۔ اور [illegible] پاکستان کی [illegible] کے علمبرداروں کی طرف سے [illegible] تحریک پاکستان کی [illegible] مسلمانوں کے اس [illegible] کتاب نہیں [illegible] فراہم کیا گیا ہے [illegible] ہماری نظر سے ایسی کوئی کتاب نہیں گزری [illegible] شاہد ہے کہ ہمیں کسی خوبی و فضیلت اور کسی قسم کی علمیت کا دعویٰ نہیں [illegible] تحریک پاکستان کی [illegible] جیسا کہ حقیقتوں سے بھرپور ہے [illegible] اور اس امانت کو [illegible] ترتیب دیا گیا ہے۔ اگر اس میں کوئی [illegible] ہو تو [illegible] حوالہ جاتی کتاب ہے [illegible] لیکن [illegible] حقائق سے کسی کی [illegible] تبدیل کرنے پر [illegible] محسوس کریں گے [illegible] اور [illegible]

دعا کریں گے کہ وہ انہیں حقیقت پسند بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ تعلق
شخص سے احتمال ہے۔ تاہم […] میں اعتماد و یقین سے بیٹھی ہو
رہا ہے کہ حوالوں اور اقتباسات میں نہ ہو۔ ذہن کی تبدیلی کو بھی نمایاں
تصدیق کیا اور خلافت و امت سمجھا گیا ہے۔ جو کہ مصطفیٰ سے […] کا ہم
متیرہ کاری اور حق و باطل کی اس معرکہ آرائی میں طبیعتوں کے لئے انہوں
نے ہم سے جو سلوک کیا یہ کتاب انہی افسوسناک و الم انگیز حقیقتوں کی مسلسل
داستان ہے اور […] ایک ایک سطر سے […] مسلمانوں کا کردار جھلک
رہا ہے۔ اسلامیانِ ہند کی تاریخ کا یہ […] باب ہے جسے ہم پیش کرتے
ہوئے ہمارا قلم لرزتا ہے اور دل کو تنگی سی محسوس کرتے ہیں لیکن یہ تذکرہ
وہ دکھانے کے لیے ہے کہ […] یہی وجہ ہے کہ ان واقعات
حوادث کو […] ایک قلم […] ہمیں […] بھی […]
اس لیے دو […] کے مفید مشغلہ […] کے لیے طلب و تعلق
[…] حقیقت […]
کے لیے اپنے اس کی […] نہیں رکھتے۔ […] انہیں […] حقیقت سے
[…] کے کسی […] میں […] کر بیٹھے ہوں
ان کے […] ہمارے اس […]
جنہوں نے […] اپنی سیاسی […] میں […]
کی […] سے […] کر […] گیا ہو۔ ایسے […] کا
[…] ہمارے […] نہیں۔ […] جنہوں نے […] سے […]
[…] کو […] بنا لیا ہو اور […] سے نیاز
[…] ہوں ان کی […] اور حقیقت کے […] میں […] کے
لیے بھی ان کی […] تبدیلی کے لیے اپنے […] حرف […]
[…] کے […] حقیقت […] کے لیے خلوص نیت سے […]

دعا کریں گے کہ وہ انھیں حقیقت پسند بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ غلطی کی شخص سے امکان ہے۔ تاہم یہ مواد اس اعتماد و یقین سے پیش کیا رہا ہے کہ حوالوں اور اقتباسات میں زیر و زبر تک کی تبدیلی کو بھی خیانت تصور کیا اور خلافِ دیانت سمجھا گیا ہے۔ چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی کی اس ستیزہ کاری اور حق و باطل کی اس حریفانہ کشاکش میں غیروں کے لیے اپنوں نے ہم سے جو سلوک کیا یہ کتاب انہی افسوسناک و الم انگیز حقیقتوں کی مسلسل داستان ہے اور اس کی ایک ایک سطر سے نیشنلسٹ مسلمانوں کا کردار جھلک رہا ہے۔ اسلامیانِ ہند کی تاریخ کا یہ وہ سیاہ باب ہے جسے پیش کرتے ہوئے ہمارا قلم لرزتا ہے اور ہم دل گرفتگی سی محسوس کرتے ہیں لیکن یہ حقیقت درد سنانے کے لیے اپنے کو مجبور بھی پاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان واقعات و حوادث کو طوعاً و کرہاً نوکِ قلم پر لانا ہی پڑا ہے ہمیں دعویٰ ہمہ دانی بھی نہیں اس لیے دوستوں اور بزرگوں کے مفید و مشفقانہ مشوروں کے لیے قلب و نظر کے دریچے وا کیے ہوئے ہیں لیکن اندھی عقیدت اور حقیقت کُش جذبے کی دوا کے لیے اپنے ہاں کوئی ساماں نہیں رکھتے۔ وہ جن کی آنکھیں نورِ حقیقت سے چندھیا جائیں اور جنم کنڈ وطن کے کسی پجاری پر دل و جاں نثار کر بیٹھے ہوں ان کے درد کا درماں ہمارے پاس نہیں۔ ایسے اصحابِ سیاست جنھوں نے ماضی میں اپنی سیاسی نمازیں اس امام الہند کی اقتدا میں ادا کی ہوں جو آبِ کوثر سے پھسل کر لبِ گنگا پہنچ گیا ہو۔ ایسے ذہنی مریضوں کا مداوا بھی ہمارے پاس نہیں۔ وہ شیخانِ حرم جنھوں نے کعبہ سے رُخ موڑ کر آنند بھون کو قبلۂ مقصود بنا لیا ہوا اور تھانہ بھون سے بے نیاز ہو بیٹھے ہوں ان کی ارادت و عقیدت کے حلقۂ زنجیر میں گرفتار دلوں کے لیے بھی ان کی ذہنی و نظری تبدیلی کے لیے اپنے دامن میں صرف آرزو ہے ایسوں کے حلقۂ اثر میں اگر حقیقت فراموشوں کے لیے خلوصِ نیت سے حضورِ

ب القلوب لرزتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا گو ہیں کہ انھیں وہ نورِ بصیرت عطا کر جو تو نے اقبالؒ کے فرزانوں کو عطا کیا اور اس آفتابِ حقیقت کی ضیا پاشیوں سے ان کے دلوں کی دنیا منور کر دے جس سے تو نے حکیم الامت کے دیوانوں کے قلب و نگاہ کو روشن و تابناک کیا۔

چودھری حبیب احمد